کس قدر عقلمند ہیں وہ لوگ
جو نصیحت قبول کرتے ہیں
اَلدِّینُ النَّصِیحۃ
دِین خیر خواہی ہے
تصنیفِ لطیف
الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دار العلوم حزب الاحناف، لاہور
ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
کس قدر عقلمند ہیں وہ لوگ
جو نصیحت قبول کرتے ہیں
الدین النصیحۃ
تصنیف لطیف
الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دار العلوم حزب الاحناف
شیخ الحدیث جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور
ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022
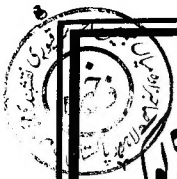
الصلوٰة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله

و علٰى آلك و اصحابك يا سيدى يا حبيب الله

نام کتاب	:	اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَة
مؤلف	:	مفتی غلام حسن قادری (دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور)
نظر ثانی	:	پیر طریقت الحاج قاری محمد اصغر نورانی قادری عطاری
تحریک و فرمائش	:	حضرت قاضی محمد مظفر اقبال رضوی چشتی قادری مصطفوی
خصوصی دعا	:	الحاج الحافظ محمد شفیع غوری صاحب، میاں نور احمد نور صاحب
سرورق خطاطی	:	جناب حافظ محمد اصغر القادری صاحب
کمپوزنگ	:	ایمان گرافکس
تاریخ اشاعت	:	2012ء
با اہتمام	:	محمد اکبر قادری
تعداد صفحات	:	664
تعداد	:	1100
قیمت	:	-/650 روپے

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

بسم الله الرحمن الرحیم

فہرست

وفي السماء رزقكم وما توعدون

سبب تالیفِ وانتساب کتاب

چند ماہ قبل لاہور کے بزرگ اور معروف عالمِ دین، جانشین فقیہ زماں وخلیفۂ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ حضرت مولانا قاضی محمد مظفر اقبال رضوی صاحب زید مجدہ کی بھانجی محترمہ کا وصال ہوا چونکہ مرحومہ قاضی صاحب کے گھر کی رونق بھی تھیں اکلوتی اور منتظمہ بھی، چنانچہ ان کے وصال پہ قاضی صاحب پر غم کا ایک پہاڑ تھا جو ٹوٹ پڑا، ابھی تک مسلسل صدمہ کی کیفیت میں ہیں خدا تعالیٰ آپ کو صبرِ جمیل اور اجرِ عظیم سے نوازے۔ مرحومہ کے ختم چہلم کے موقع پر قاضی صاحب نے مجھے چند ناصحانہ باتیں کرنے کا حکم دیا۔ میری طبیعت بھی چونکہ اسی طرح کے موضوع کی طرف زیادہ مائل ہے، اگرچہ ختم چہلم پر تو چند منٹ گفتگو کی لیکن میں نے سوچا کہ کیوں نہ نصیحت کے موضوع پہ کچھ مواد اکٹھا کرلیا جائے تاکہ جہاں ہم اپنے لوگوں کے عقائد کی اصلاح کرتے ہیں وہاں ان کے اعمال کی اصلاح کا بھی سامان ہو جائے کیونکہ عموماً کہا جاتا ہے کہ سُنی عوام عمل کے لحاظ سے بہت پیچھے ہے اگرچہ اعمال، ایمان وعقیدہ سے پیچھے ہی ہوتے ہیں۔ کما قال تعالیٰ: ان الذین اٰمنوا و عملوا الصّٰلحٰت۔

تاہم کسی حد تک بعض لوگوں کے حالات کو دیکھ کر یہ بات مانی بھی جاسکتی ہے۔ ورنہ الحمد للہ: اعمال صالحہ کے بادشاہ بھی ہمارے ہی اندر موجود ہیں۔ آج بھی بے شمار لوگ جنہیں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے علم وتقویٰ کی وراثت حاصل ہے ایک طرف دیکھو تو علم کے سمندر ہیں دوسری طرف دیکھو تو ان کے عمل وکردار سے سلف صالحین کی یاد تازہ ہوتی ہے، اسی طرح کئی خانقاہیں جہاں کے سجادہ نشین حضرات شریعت کے پابند ہیں عرس کے موقع پہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ صاحب عرس کے نیاز مند عمل کی دنیا میں اور اتباع شریعت میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں الغرض! ہماری بعض تنظیمات کے کارکنان تو مستحب عمل پہ بھی اس طرح عمل پیرا ہیں جس طرح دوسرے لوگ فرائض پر بھی عمل نہ کرتے ہوں گے۔

چنانچہ میں نے اس موضوع کو اکٹھا کرنا شروع کیا تو تھوڑے ہی عرصے میں ایک پوری کتاب ترتیب پا گئی حالانکہ ابھی تو پوری طرح کتب تصوف کی طرف رُخ ہی نہیں کیا گیا جہاں سارا کا سارا زور ہی اصلاح احوال پر لگایا جاتا ہے۔ ہمارے عوام ومقررین کے مزاج کے اعتبار سے اگرچہ یہ ایک خشک موضوع سمجھا جاتا ہے لیکن شرعاً یہ اتنا اہم ہے کہ پورے دین کو ہی نصیحت قرار دیا گیا ہے۔ الدین النصیحة۔

چنانچہ کتاب کا نام بھی یہی رکھ دیا گیا ہے۔ اس میں ابتداءً قرآن پاک کی بہت ساری آیات بینات لکھی گئی ہیں۔ چند آیات بمع تفسیر اور کچھ صرف ترجمہ کے ساتھ۔ ازاں بعد زیادہ کوشش یہی رہی ہے کہ احادیث مبارکہ سے یہ موضوع بیان کیا جائے لیکن احادیث کو سمجھنے اور سمجھانے والوں نے قرآن وسنت سے جو موتی حاصل کر کے امت کی خیر خواہی کے لیے اپنی کتب کی لڑیوں میں پروئے ہیں ان سے استفادہ نہ کرنا یہ بھی تو کوئی انصاف کی بات نہیں ہے چنانچہ اپنی طبیعت کے

مطابق جس چیز کو ضروری سمجھا وہ قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔اس میں جہاں عوام الناس کی خیر خواہی کا مواد موجود ہے وہاں دینی مدارس کے طلباء کی استعداد کو بڑھانے کے لیے ایک حصہ صرف عربی کا بھی رکھا گیا ہے جس پر اعراب ہیں نہ اس کا ترجمہ ہے ہاں البتہ بعض بعض مقامات پر حاشیہ ہے اور وہ بھی عربی میں ہے اور اس حصہ میں تمام مواد احادیث کا ہے اور احادیث بھی مشکوٰۃ شریف کی اور وہ بھی مختصر جملوں کی صورت میں جو کہ عربی گرائمر کے مطابق لکھے گئے ہیں اس لیے عربی میں مہارت حاصل کرنے والے طلباء کو اس سے بھرپور استفادہ کرنا چاہیے۔قائدین، شعراء و ادباء اور دیگر مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے حضرات کی خیر خواہی و نصیحت کا بھی بہت سارا ذخیرہ آپ کو اس کتاب میں نظر آئے گا۔

چونکہ کتاب لکھنے کے سبب آپ کو معلوم ہو چکا کہ یہ کتاب کس طرح ترتیب پائی لہٰذا اس کتاب کا انتساب بھی حضرت قاضی محمد مظفر اقبال صاحب کی بھانجی صاحبہ، فقیہ زماں خلیفۂ اعلیٰ حضرت مفتی غلام جان ہزاروی قادری رضوی علیہ الرحمۃ کی نواسی، خادمۂ قرآن، صابرۂ بے مثال، شاکرۂ باکمال محترمہ منور سلطانہ المعروف باجی جی رحمۃ اللہ علیہا کے نام کی طرف کر رہا ہوں اس دعا کے ساتھ کہ یا اللہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمۃ للعالمینی کا صدقہ مرحومہ کو اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کے قدموں میں ٹھکانہ نصیب فرما، جنت کی نعمتیں اور آخرت کا سکون عطا فرما، قبر کی سختیوں سے نجات بخش قبر کو تاحدِ نگاہ وسعت اور کشادگی عطا فرما۔قبر میں بار بار اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت و پہچان عطا فرما، میدانِ محشر میں نبی علیہ السلام کے بابرکت اور نورانی جھنڈے کا سایہ عطا فرما۔روزِ قیامت سرکار علیہ السلام کی کالی کملی کا دامن عطا فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے نواز کر، سرکار کے ہاتھوں حوض کوثر کا جام نصیب ہو اور پھر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب ہو۔

حضرت قاضی صاحب پر ٹوٹنے والے پہاڑ جیسے صدمے کا بوجھ ہلکا فرما اور دکھوں کے ان جانکاہ لمحات میں انہیں صبر و استقامت کا سہارا نصیب ہو۔

آمین بجاہ النبی الکریم الرؤف الرحیم الامین علیہ و الہ و اصحابہ و ازواجہ و اولیاء امۃ و علماء ملۃ افضل الصلوۃ و اکمل التسلیم و علینا معھم اجمعین۔ برحمتك یا ارحم الراحمین۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

دعا گو و طالبِ دعا

غلام حسن قادری

بروز جمعۃ المبارک، ۱۲-۳-۳۰

بوقت روانگی زیارت حرمین شریفین

زادھما اللہ شرفاً و تعظیماً

الاھداء

میں اپنی اس کتاب کو مندرجہ ذیل مرحومین کی ارواح کے ایصالِ ثواب کے لیے پیش کر رہا ہوں اور دعا گو ہوں کہ جب تک یہ کتاب پڑھی جاتی رہے اس کا ثواب مسلسل تا قیام قیامت مرحومین کی ارواح کو پہنچتا رہے۔ آمین بحق طٰہٰ و یٰسین، سید الانبیاء والمرسلین علیہ و اٰلہ و اصحابہ اجمعین۔

1. نائب صدر ریونیو سوسائٹی وصدر انتظامیہ جامع مسجد فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا محترم المقام الحاج ملک نثار احمد صاحب کی والدہ ماجدہ حاجن صغراں بی بی رحمۃ اللہ علیہا جن کا حال ہی میں انتقال ہوا اور جنازہ پڑھانے کی سعادت بھی مجھے ہی نصیب ہوئی۔ مرحومہ نہایت نیک سیرت پابند صوم وصلوٰۃ اور تہجد گذار خاتون تھیں۔ نماز جنازہ کے بعد جب ان کا جسد خاکی قبرستان کی طرف لے جایا گیا تو سینکڑوں لوگوں نے یہ منظر دیکھا (اور اس کی وڈیو آج بھی محفوظ ہے) کہ ہزاروں پرندے چہچہاتے (اپنی زبان میں اللہ کی تسبیح کرتے ہوئے کل قد علم صلاتہ و تسبیحہ) ہوئے ایک چھت سے دوسری چھت پر قبرستان تک گئے اور وہاں جا کر دیکھنے والوں کی حیرت کی انتہا ہو گئی کہ مزید ہزاروں پرندے بھی شامل ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی اس نیک بندی کا سفرِ آخرت پرندوں کی تسبیحات کے ہجوم میں پایۂ تکمیل تک پہنچا اور تدفین کا عمل مکمل ہونے تک مرحومہ کی یہ کرامت جنازہ کے ساتھ جانے والے اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے اور دعا کرتے رہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

(اس کو کرامت اس لیے لکھ رہا ہوں کہ حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ کے وصال پہ اسی طرح ہی ہوا تھا، جس کو اہلِ علم نے ان کی کرامات میں لکھا ہے) دوسری بات یہ دیکھنے میں آئی کہ ٹھیک ایک دن بعد قل خوانی کے موقع پر ہزار ہا قرآن مجید کا ثواب اکٹھا ہو گیا۔ یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

تیسرا یہ کہ مرحومہ نے موت سے پہلے اپنے بیٹے کو ساری باتیں بتا دیں مثلاً یہ کہ میں اب قومے میں چلی جاؤں گی۔ میں نے نہایت ہی خوبصورت اپنا ٹھکانہ دیکھ لیا ہے۔

یاد رہے! کہ مرحومہ نے ساری زندگی بچوں کو قرآن مجید کی فی سبیل اللہ تعلیم دی ہے۔ اسی کا فیضان تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام پردے نگاہوں سے ہٹا دیے تھے۔ مرحومہ کے بیٹے نے بتایا کہ جہاں آج شوکت خانم ہسپتال بنا ہوا ہے اور لاکھوں

مریضوں کو زندگی کی خیرات مل چکی ہے یہ تمام جگہ مرحومہ کی ملکیت تھی۔ مرحومہ نے اپنی زندگی میں بے شمار غریب لوگوں کے ساتھ مالی تعاون کا بیڑا بھی اُٹھا رکھا تھا۔ یہ تمام کام تا قیامت مرحومہ کے لیے صدقہ جاریہ ثابت ہوں گے۔ ان شاء اللہ العزیز۔

۲ ریونیو سوسائٹی کے ہی ایک اور مہربان اور جامع مسجد فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی انتظامیہ کے روح رواں محترم میاں محمد سعید صاحب کی والدہ ماجدہ حاجن صغراں بی بی زوجہ میاں سراج دین رحمۃ اللہ علیہ جن کی نیکی و پاک دامنی پر ان کی نیک اولاد آج بھی گواہ ہے تھوڑا عرصہ پہلے وصال فرما گئیں۔ عجیب اتفاق ہے کہ دونوں خواتین کا ایک ہی نام ہے اور دونوں کے صاحبزادے ایک ہی علاقے میں رہتے ہیں اور ایک ہی مسجد کی خدمت کی سعادت حاصل کر رہے ہیں اور آپس میں اس قدر محبت ہے کہ یک جان دو قالب کا جملہ ان پہ صادق آتا ہے۔

۳ اپنے برخوردار اور شاگرد جو اپنے والدین کے اکلوتے صاحبزادے ہیں میری مراد حاجی محمد یوسف صاحب، منیر کاپی ہاؤس، اردو بازار لاہور کی والدہ مرحومہ حاجن خالہ حمیداں بی بی زوجہ حاجی غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ۔ اس خاتون کا کل (۷-۲-۲۰۱۲ء) کو جنازہ پڑھنے کی سعادت بھی مجھے ہی نصیب ہوئی۔ نہایت ہی پابند صوم وصلوٰۃ، غربا و مساکین کی خیر خواہ اور اپنی پوری برادری میں پہنچ کر بڑے احسن طریقے سے مسائل کو حل کرنے والی خاتون تھیں۔ خدا تعالیٰ اپنے جوارِ رحمت اور قربِ خاص میں ٹھکانہ نصیب فرما کر مرحومہ کے اکلوتے بیٹے اور اکلوتی بیٹی کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

کیونکہ مرحومہ نے اپنے گھریلو اور خاندانی تمام معاملات کو بڑے احسن انداز سے سنبھالا ہوا تھا اب یہ سارا بوجھ مرحومہ کے صاحبزادے کے کندھوں پر آ گیا ہے۔ اِدھر کاروباری معاملات، اُدھر گھریلو مصروفیات پھر پورے خاندان کی مصروفیات، بہت کٹھن مراحل ہیں خدا تعالیٰ مرحومہ کے بیٹے کو یہ بوجھ اٹھانے کی ہمت عطا فرمائے۔ امین بحق طٰہٰ ویٰسٓ

۴ میرے ایک شاگرد رشید جو مجھے کافی عرصہ بعد ملے تو ان سے مل کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی، ماشاء اللہ نورانی چہرہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجا ہوا تھا۔ پابندیٔ صوم وصلوٰۃ کے ساتھ ساتھ اس مرتبہ حج بیت اللہ شریف کی سعادت بھی نصیب ہوگئی۔ دینی و مذہبی کتب کے مطالعہ کا ذوق رکھنے والے اس نوجوان رانا وقار حسین کی والدہ ماجدہ کوثر بی بی مرحومہ زوجہ رانا الطاف حسین صاحب چند دن پہلے اچانک لقمۂ اجل بن گئیں اور بمصداق "موت الفجأۃ شہادۃ" اپنے رب کی بارگاہ میں شہادت کا رتبہ پا گئیں خدا تعالیٰ مرحومہ کو آخرت کا سکون اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

۵ فدائے اعلیٰ حضرت، مرید خاص حضرت محدث اعظم پاکستان الحاج محمد شریف رضوی صاحب (لاہور بروسٹ والے) جن کا تذکرہ میں اپنی کتاب ''مختصر احادیث مشکوٰۃ'' کے مقدمہ میں بھی کر چکا ہوں، ماشاء اللہ نہایت ہی دیندار اور مسلک کا درد رکھنے والے بزرگ ہیں، اس پیرانہ سالی اور بیماری میں بھی سال میں ایک سے زائد مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری، مختلف مساجد کی تعمیر و ترقی اور دینی مدارس کے ساتھ بھرپور تعاون نیز رمضان شریف میں مختلف مقامات پہ سحری و افطاری کے وسیع انتظامات بہت پرانا معمول ہے خدا تعالیٰ قبول و منظور فرمائے) کی جواں سال، نیک سیرت صاحبزادی جو عید الاضحیٰ والے دن اچانک موت کے منہ میں جا پہنچیں اور شہادت کے رتبے سے سرفراز ہوئیں۔ مرحومہ کی جدائی نے حاجی صاحب اور ان کی اہلیہ کو نڈھال کر دیا ہے کیونکہ اس سے پہلے حاجی صاحب کے دو صاحبزادے محمد حامد رضا اور محمد اویس رضا علیہما الرحمۃ بھی اچانک اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ خدا تعالیٰ اپنی رحمت سے حاجی صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ کو صبر جمیل اور اجرِ عظیم سے نوازے، ان کی صاحبزادی اور صاحبزادوں کو فردوسِ اعلیٰ میں جگہ دے اور ان کے صاحبزادے احمد رضا کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر خضر سے نوازے تاکہ وہ اپنے والدین کا اس طرح سہارا بنے اور ان کی خدمت کرے کہ مرحومین کی جدائی کے صدموں کا بوجھ والدین پر ہلکا ہو جائے۔آمین یا ارحم الراحمین۔

۶ عرصہ تقریباً تیس سال سے مجھے اپنے حقیقی بیٹوں سے بڑھ کر پیار دینے والی، میری ماں کے بعد میرے لیے ماں کا کردار ادا کرنے والی ملک محمد ہمایوں اور ملک محمد ندیم کی والدہ محترمہ مائی رحمت بی بی مرحومہ اس کتاب کی تالیف کے دورانِ وصال فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تقریباً ربع صدی تک مختلف قسم کے موذی امراض کی تکالیف برداشت کرتی رہیں۔ مگر صبر و شکر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ خدا تعالیٰ دنیا کی ان تکالیف کے بدلے مرحومہ کو آخرت کا سکون نصیب فرمائے۔آمین برحمتك یا اکرم الاکرمین۔

اے اللہ جب تک یہ کتاب پڑھی جاتی رہے اور لوگ اس سے ہدایت حاصل کرتے رہیں، اس کے پڑھنے اور اس پہ عمل کرنے کا ثواب جہاں پڑھنے لکھنے والے کو ملے وہاں یہ سارا ثواب جمع ہو کر مندرجہ بالا مرحومین کو بالخصوص اور تمام امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو بالعموم ملتا رہے۔ ان کے درجات بلند ہوتے رہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے تازہ بتازہ نعمتیں حاصل کرتے رہیں۔

یاد رہے! ان تمام لوگوں کا ذکر صرف اور صرف ان کی دینداری، خلوص اور مسلک سے محبت کی وجہ سے کیا گیا ہے، دلوں کے بھید اللہ جانتا ہے اس کو معلوم ہے کہ نہ اس میں ریاکاری ہے اور نہ ہی خوشامد و لالچ کا کوئی پہلو کارفرما ہے۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ کسی کی نیکی اور خلوص کی بنا پر حوصلہ افزائی کرنے سے امید کی جاسکتی ہے کہ وہ پہلے کی بہ نسبت زیادہ نیکی

کرے گا اور حوصلہ افزائی کرنے والے کو بھی اس نیکی کے ثواب سے محروم نہ کیا جائے گا کیونکہ ''الدال علی الخیر کفاعلہ'' نیکی کی طرف راہنمائی کرنے والا ایسے ہی ہے جس طرح خود نیکی کرنے والا۔ لیکن کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ کسی کے بارے میں یہ بدگمانی اپنے اندر پیدا کرلے کہ فلاں شخص ریاکار یا خوشامدی ہے کیونکہ قرآن پاک میں ہے ان بعض الظن اثم۔ (الحجرات) اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بلند آواز سے ذکر الٰہی میں مشغول ہے حضور ﷺ کے ساتھ ایک صاحب جارہے تھے جنہوں نے ذکر کرنے والے کے بارے میں ریاکار ہونے کی بات کی تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ ریاکار نہیں ہے بلکہ انہ لاواہ او کما قال النبی ﷺ یہ تو اپنے رب کی بارگاہ میں آہ وزاری کرنے والا ہے۔ (مسند احمد)

وہ آشنائے حقیقت وہ کن کا نکتہ شناس — شفیع و ختم رسل، رہنماء و خیر الناس

جب آپ آئے زمانے کا جاگ اُٹھا احساس — بدل گیا ہے یقین میں ہر اک گمان و قیاس

کتاب کا نام ہی اس بات کا تقاضا کررہا ہے کہ اپنے چند خیر خواہوں کے ناموں سے اس کتاب کو مزین کروں، اور یہ میرے وہ کرم فرما ہیں جو اکثر اوقات میرے لیے دعا گو رہ کر میری خیر خواہی کی ذمہ داری پوری کرتے رہتے ہیں:

1. فخر السادات، پیکرِ مہر و وفا حضرت العلام صاحبزادہ سید انوار الحسن شاہ کاشف گیلانی، وڑچھ شریف، خوشاب
2. جانشین شیخ القرآن حضرت علامہ مفتی محمد وحید قادری ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن، لاہور
3. پیر طریقت حضرت الحاج مولانا قاری محمد اصغر نورانی آستانہ عالیہ جامعہ مسجد قبا باغ والی
4. فاتح مرزائیت وقادیانیت قاطع خارجیت ورافضیت حضرت قاری محمد ریاض احمد فاروقی، لاہور
5. سراپائے خلوص ومحبت حضرت علامہ قاری غلام رسول قصوری، اعوان ٹاؤن، لاہور
6. مخلص ومہربان حضرت استاذ القرآء فضیلۃ الشیخ قاری خدا بخش بصری، لاہور
7. مجسمۂ شرافت حضرت قاری حافظ محمد زبیر مجددی صاحب، سیالکوٹ
8. صاحب علم وتحقیق حضرت علامہ مولانا قاری محمد لقمان عطاری قادری رضوی، گجرات
9. مصدر شرافت حضرت العلام صاحبزادہ حافظ طاہر اقبال جلالی، جلالپور بھٹیاں
10. مرکز فیضان اولیاء، مست شراب الست حضرت بابا محمد رفیع الدین، داتا دربار، لاہور (تلک عشرۃ کاملۃ)

شکر گذار، طالبِ دعا، ذرۂ غبارِ راہ طیبہ

غلام حسن قادری

۳۰-۳-۲۰۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

منظوم تابش تبصرہ کیجئے

ہیں غلام حسن کی برکات یہ

السلام اے مفتیِ دینِ متین　　عاشقِ محبوبِ رب العالمین
السلام اے سالکِ حق کے نقیب　　محو تو ہر لمحہ در ذکرِ حبیب
ترجمانِ اہلِ سنت السلام　　ناشرِ آیاتِ قرآں السلام
صاحبِ علم و قلم ذی احترام　　السلام اے مفتیِ دیں السلام
آپ کی ہیں سب تصانیف حسیں　　روح پرور دلپذیر و دلنشیں
کیا بیاں ہو جو ہے "شانِ مصطفیٰ"　　درحقیقت از زبانِ مصطفیٰ
ہے "مقامِ غوثِ اعظم" بہتریں　　اعلیٰ حضرت کی نظر میں سربریں
"حدائقِ بخشش" کی شرح لاجواب　　جس کا ہر اک لفظ مثلِ آفتاب
دیکھئے "تقریری نکتے" بے مثال　　ایک سو علماء کا فیضِ لازوال
دلنشیں خطبات سے سرشار ہیں　　واعظین و خطباء مسحور ہیں
اور "تقریریں" "اشارہ" خوب ہیں　　خوب ہیں محبوب ہیں مرغوب ہیں
"نو اک سو ہدایت کے چراغ"　　سیرتِ اصحاب سے دل باغ باغ
"القدوس العاشرہ" کے نور سے　　دل کو راحت ہے اسی کا نور سے
"قرآن اور جو مایلِ قرآن ہیں"　　درحقیقت مرکزِ فیضان ہیں
"گلستان و بوستاں" کے ترجمے　　ہیں یقیناً علم کے دو زمزمے
"کربلا کی یاد آئی دوستو"　　درد اک سینے میں باقی دوستو
"یارانِ دو دارِ شانِ مصطفیٰ"　　بوبکر، فاروق و عثماں، مرتضیٰ
اُن کے احوالِ حسیں پر یہ کتاب　　روح پرور دلنشیں و لاجواب
ہو بیاں کیا ہے "مقامِ ابراہیم"　　نقش پا دائم مقامِ ابراہیم

"مسئلے ماہِ صیام و حج نماز"　　برکات سے معمور سارے دلنواز
کیا لکھوں؟ اس "وقت البرکات" پر　　سیدی برکات کے فیوضات پر
مشتمل ہے یہ کتاب دلنشیں　　واہ کیا تھے مفتیِ دینِ متیں
"ماں کیا ہے؟ ماں تجھے تسکینِ جاں"　　جس کی خدمت کا صلہ ہے جاوداں
"صحیح بخاری جسے تم ساری پڑھو"　　عظمتوں کی سیڑھیوں کی جا چڑھو
فیض تو "فیضانِ مسلم" کا ہے عام　　ہے حبیبِ حق کا فرماں لاکلام
لیجئے "راہِ ہدایت" لیجئے　　جامِ صہبائے محبت پیجئے
"نجات کا جو راستہ ہے دیکھ لو"　　راہِ سنت، راہِ جنت دیکھ لو
"مشکوٰۃ کی مصباح" جس کی تفسیر ہے　　انسان کی اس سے بڑی توقیر ہے
واہ کیا؟ "تسبیح دوامِ زندگی"　　زندگی بے بندگی شرمندگی
ہے نمایاں ہر طرف "شانِ خدا"　　اللہ اللہ از زبانِ مصطفیٰ
"توحید کے نغمات سے گونجے جہاں"　　وجد میں آئیں زمین و آسماں
"بو حنیفہ و رضا دو راہنما"　　اہلِ سنت کے ہیں دونوں پیشوا
"مختصر احادیث کا اک تذکرہ"　　مشکوٰۃ سے وہ لیے کیا ہے معرکہ
ہیں "نصائح دین، عظمت کے نشاں"　　"الدین النصیحۃ" ہے کھلا بیاں
"نامِ محمد کے میں قربان خوب ہے"　　جان و دل سے یہ اسم محبوب ہے
ہیں "غلام حسن کی برکات یہ"　　تعداد میں بتیس ۳۲ تصنیفات یہ
اک نگاہ لطف تابش کی طرف　　گر قبول افتد زہے عزّ و شرف
السلام اے ناصرِ شرعِ مبیں　　اکتفا کرتا ہوں حضرت میں یہیں

تبصرہ منظوم تابش کر دیا
ہر ورق الفت سے تو نے بھر دیا

[illegible] حقیقت رقم،
(حضرت مولانا) محمد منشا تابش قصوری
مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، خطیب مریدکے پاکستان

یکم ربیع الثانی (ماہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ) ۱۴۳۳ھ
بمطابق جمعۃ المبارک ۔ ۲۳ فروری ۲۰۱۲ء

نوائے تحسین

حضرت علامہ محمد منشا تابش قصوری زید علمہٗ کی تابشِ فکر وسخن
سے منور خوبصورت طبع شدہ منظوم تبصرہ بر کتب مطبوعہ
مکرمی حضرت مفتی غلام حسن قادری مدظلہ العالی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

مفتی صاحب کی کتابوں پر کیا
کیا اچھوتا کیا انوکھا تبصرہ
خوب صورت عمدہ تر الفاظ میں
کیفیت آور، طرب آرا تبصرہ
دِل رُبا و دِل کشا انداز سے
ذوق پرور فکر آرا تبصرہ
جس کی تحریروں کی ہے دُنیا میں دُھوم
ہے اُس عالم شخصیت کا تبصرہ
نثر بھی جس کی حسیں ہے نظم بھی
اُس نے فرمایا یہ زیبا تبصرہ
انتہائی مہربانی مجھ پہ کی
مجھ کو بھی یہ خوب بھیجا تبصرہ
یہ رسُوخِ علم یہ شعری کمال
مَیں بھلا اس پر کروں کیا تبصرہ
اور حیثیت بھی کچھ رکھتا نہیں
میرے جیسے نابلد کا تبصرہ
آفریں صد آفریں، صد مرحبا
ہے یہی الفاظ میرا تبصرہ
داد و تحسین و ستائش کے سوا
اور کوئی کیا کرے گا تبصرہ
کاش طارق مجھ سے ہو سکتا رقم
کوئی البیلا، سجیلا تبصرہ
پیش کر سکتا مرا خامہ بھی کاش
شان کے شایاں چمکتا تبصرہ
کہہ کے "علامہ" کہی تاریخ یوں
یہ ہے "علم و دانش افزا تبصرہ"

+۱۴۶ ۱۲۸۷=(۱۴۳۳ھ)

خوب تر منظوم اظہارِ خیال
کر رہا ہوں میں بھی اُس کا تذکرہ
"مظہرِ اخلاص یہ احساس" واہ
اُور "بازیبائی تابش تبصرہ"

۲۰۱۲ء ۱۴۳۳ھ

ہدیۂ نیاز واخلاص.........

احقر الناس: محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

خطبۃ الکتاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیہ، وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ، وَ نَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ نَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا الْاَعْظَمَ اِمَامَ الْاَنْبِیَاءِ صَاحِبَ الْمَقَامِ وَالشَّفَاعَۃِ وَاللِّوَاءِ سَیِّدَنَا وَ شَفِیْعَنَا الَّذِیْ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی وَ اَوْحٰی اِلَیْہِ رَبُّہٗ مَا اَوْحٰی رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِین شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ مَحْبُوْبَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سَیِّدَنَا وَ شَفِیْعَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ وَ حَبِیْبُنَا وَ حَبِیْبُ رَبِّنَا وَ طَبِیْبُ قُلُوْبِنَا وَ مُعَالِجُ اَرْوَاحِنَا وَ اَجْسَادِنَا وَ رَوْحِنَا وَ رُوْحِنَا وَ رَیْحَانِنَا وَ دِیْنِنَا وَ اِیْمَانِنَا وَ اِیْقَانِنَا الَّذِیْ اَرْسَلَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ اِخْوَانِہٖ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی جَمِیْعِ اَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ صَلٰوۃً وَّ سَلَامًا وَّ بَرَکَاتٍ عَدَدَ اَوْرَاقِ الْاَشْجَارِ وَ ذَرَّاتِ الرِّمَالِ وَ قَطَرَاتِ الْاَمْطَارِ وَالْبِحَارِ وَ عَدَدَ الْاَشْعَارِ وَالْاَوْبَارِ وَ عَدَدَ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ وَ عَدَدَ النُّجُوْمِ وَ عَدَدَ اَوْرَاقِ کُلِّ نَبتٍ نَبَتَتْ اَوْ تَنْبُتُ عَلَی الْاَرْضِ اَوْ عَلَی الْجِبَالِ اَوْ فِی الْبَحْرِ وَ عَدَدَ الْمَلَائِکَۃِ وَ عَدَدَ مَا فِی الْقَصِیْدَۃِ الْمُضَرِیَّۃِ وَ عَدَدَ مَا صُلِّیَ عَلَیْہِ وَ عَدَدَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ وَ مِثْلَ ذَالِکَ فِیْ کُلِّ اٰنٍ وَّ ھٰذِہِ الْاَمْثَالِ وَ اَمْثَالِ الْاَمْثَالِ غَیرَ مُتَنَاھِیَۃٍ وَّ عَدَدَ عِلْمِ اللّٰہِ وَ عَدَدَ کَلِمَاتِ اللّٰہِ وَ مِلْاءِ سَمٰوَاتِ اللّٰہِ وَ مِلْاَ اَرْضِ اللّٰہِ وَزِنَۃَ عَرْشِ اللّٰہِ وَ مِدَادَ کَلِمَاتِ اللّٰہِ وَ عَدَدَ خَلْقِ اللّٰہِ۔

(حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ اکثر اوقات مواعظ کی ابتدا میں مندرجہ بالا خطبہ پڑھا کرتے تھے اس خطبہ میں صلوٰۃ قمریہ بھی ہے جو اکثر اوقات آپ علیہ الرحمۃ پڑھا کرتے تھے اس درود پاک کے الفاظ و معانی پر غور

کرنے والوں کو ہی اس کی قدر و منزلت اور لذت و سرور نصیب ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ (انوارِ قمریہ ملفوظات حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ۔ تالیف، مولانا قاری غلام احمد سیالوی مفتی دارالافتاء آستانہ عالیہ سیال شریف)

آپ کے دربار میں نقوی حزیں ارمغانِ نعت لے کر آ گیا

تیرا ہی تو ہے بندۂ درگاہ لے خبر

اے شافعِ اُمم شہِ ذی جاہ لے خبر اللہ لے خبر مری اللہ لے خبر

دریا کا جوش ناؤ نہ بیڑا نہ ناخدا میں ڈوبا تو کہاں ہے مرے شاہ لے خبر

منزل کڑی ہے رات اندھیری میں نابلد اے خضر لے خبر مری اے ماہ لے خبر

پہنچے پہنچنے والے تو منزل مگر شہا ان کی جو تھک کے بیٹھے سرِ راہ لے خبر

جنگل درندوں کا ہے میں بے یار شب قریب گھیرے ہیں چار سمت سے بدخواہ، لے خبر

منزل نئی، عزیز جدا دگ ناشناس ٹوٹا ہے کوہ غم میں پرکاہ لے خبر

وہ سختیاں سوال کی وہ صورتیں مہیب اے غمزدوں کے حال سے آگاہ لے خبر

مُجرم کو بارگاہِ عدالت میں لائے ہیں تکتا ہے بے کسی میں تری راہ لے خبر

اہلِ عمل کو ان کے عمل کام آئیں گے میرا ہے کون تیرے سوا آہ لے خبر

پُرخار راہ برہنہ پا تشنہ آب دور مولیٰ پڑی ہے آفت جانکاہ لے خبر

باہر زبانیں پیاس سے ہیں آفتاب گرم کوثر کے شاہ کَثَّرَہُ اللہ لے خبر

مانا کہ سخت مجرم و ناکارہ ہے رضاؔ
تیرا ہی تو ہے بندۂ درگاہ لے خبر

❁❁❁❁

قرآن مجید لوگوں کے لیے بیان، ہدایت اور نصیحت ہے

خدایا ہے محفوظ قرآن تیرا محمد ہے بے مثل انسان تیرا
(صلی اللہ علیہ وسلم)

سورۃ آلِ عمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَ هُدًى وَّ مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ (۱۳۸:۳)

ترجمہ: "یہ لوگوں کو بتانا اور راہ دکھانا اور پرہیز گاروں کو نصیحت ہے۔"

جس کلام سے کسی پیدا ہونے والے شبہ کا ازالہ کیا جائے اس کو بیان کہتے ہیں۔ جو کلام امور شرعیہ میں رہنمائی پر مشتمل ہو اس کو ہدایت کہتے ہیں، اور جو کلام کسی برے کام سے ممانعت کی تلقین پہ مشتمل ہو اس کو نصیحت کہتے ہیں، اس آیت میں فرمایا گیا کہ یہ کلام پرہیز گاروں کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے، اس تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اس کلام سے ہدایت و نصیحت متقین ہی حاصل کر سکتے ہیں اگرچہ یہ کلام تمام دنیا کے لیے پیش کیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ قرآن مجید میں ہدایت کی پیش کش دنیا کے تمام لوگوں کے لیے ہے لیکن اس سے فائدہ متقین نے ہی اٹھایا۔ (تبیان القرآن)

یعنی عام لوگوں کے کان کھولنے کے لیے یہ مضامین بیان کیے جا رہے ہیں جن کو سن کر خدا سے ڈرنے والے ہدایت و نصیحت حاصل کرتے ہیں باقی جس کے دل میں خدا کا خوف نہ ہو وہ ناصحانہ تنبیہات سے کس طرح منتفع ہو سکتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

اس آیت کا یہ ترجمہ بھی کیا گیا ہے کہ یہ (قرآن عام) لوگوں کے لیے (واقعات کا) بیان ہے اور ڈرنے والوں (یعنی مسلمانوں) کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے۔ (فیوض القرآن)

تفسیر نعیمی میں اس آیت کے تحت دو اعتراض میں ذکر کیے گئے ہیں مکمل تفہیم کے لیے اعتراضات کو جوابات کے ساتھ درج کیا جا رہا ہے۔

اعتراض ①: اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم صرف انسانوں کے لیے بیان ہے، حالانکہ یہ تو جنات اور فرشتوں کے لیے بھی بیان ہونا چاہیے کیونکہ جب حضور انور ﷺ ساری مخلوق کے نبی ہیں، تو قرآن بھی ساری مخلوق (کے لیے ہدایت بیان اور موعظت) کی کتاب ہے۔ اس کے دو جواب ہیں:

① ایک یہ کہ اصل مقصود انسان ہیں، دوسری مخلوق ان کے تابع ہے، جب یہ انسانوں کے لیے بیان ہوا، تو دیگر مخلوقات کے لیے بھی ہوگیا، نیز قرآن کریم کے سارے احکام صرف انسانوں پر جاری ہیں، دیگر مخلوق پر نہیں۔ روزہ وزکوٰۃ فرشتوں پر نہیں، حج مع شرائط کے جنات پر فرض نہیں۔

② دوسرا جواب یہ ہے کہ ھذا سے مراد وہ عذاب ہیں جو پچھلی قوموں پر آئے، چونکہ عذاب انسانوں پر ہی آئے تھے، جنات یا فرشتوں پر نہ آئے تھے تو ان سے عبرت بھی انسان ہی پکڑیں گے، لہٰذا ان ہی کے لیے اس کا بیان مناسب ہے۔

اعتراض ③: اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم صرف پرہیز گاروں کے لیے ہدایت ہے نصیحت بھی، وہ تو پہلے ہی سے پرہیز گار ہیں، انہیں ہدایت ونصیحت کی ضرورت ہی کیا؟

اس کا تفصیلی جواب سورۂ بقرہ کے شروع میں هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ کی تفسیر میں گذر گیا کہ متقین سے مراد مومنین ہیں اور ہدایت سے مراد اعمال کی ہدایت ہے، واقعی عمل کی ہدایت مومن ہی کو ہوسکتی ہے۔

ہادی نہ ملے گا تمہیں قرآن سے بڑھ کر
دولت نہ ملے گی تمہیں ایمان سے بڑھ کر

چند قرآنی علوم کی ایک جھلک

دینی ودنیا کے تمام علوم قرآن مجید کے اندر موجود ہیں جیسا کہ کہا گیا ہے:

جَمِيْعُ الْعِلْمِ فِى الْقُرْاٰنِ لٰكِنْ تَقَاصَرَ عَنْهُ اَفْهَامُ الرِّجَالِ

تمام علوم قرآن مجید میں موجود ہیں لیکن لوگوں کے اذہان ان کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ چونکہ اس کتاب کا یہ موضوع نہیں ہے (اس موضوع کے لیے ہماری کتب قرآن اور حاملین قرآن کا مطالعہ فرمائیں) نمونے کے طور پر مختلف علوم سے متعلق صرف ایک ایک قرآنی آیت ترجمہ کے ساتھ پیش کی جارہی ہے، اس اجمال سے تفصیل کا آپ خود ہی اندازہ لگالیں گے۔ سورۃ حشر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

① **معیشت**: غنیمت کا مال اللہ تعالیٰ اور رسول کے لیے، رشتہ داروں کے لیے، یتیموں کے لیے، مسکینوں کے لیے ہے تاکہ دولت محض امیر لوگوں میں گردش نہ کرتی رہے۔ (الحشر ۵۹: ۷)

اس آیت میں معاشیات کا علم بیان فرمایا گیا ہے اور اس طرح کی بیسیوں آیات قرآن پاک میں ہیں بلکہ ایک اندازے کے مطابق قرآن پاک کا تیسرا حصہ انفاق فی سبیل اللہ کے بارے میں ہے جو کہ معاشیات میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ قرآن مجید کا موضوع "انسان" ہے اور معاشی مسئلہ کا حل انسان کی اوّلیں ضرورت ہے اور

اگر قرآن اس مسئلہ کو بھی حل نہ کرے تو نعوذ باللہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ قرآن نے اپنے موضوع کو بھی ادھورا چھوڑ دیا ہے۔

ایں خیال است ومحال است وجنوں

- ۲ **معاشرت:** اے لوگو ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہیں قومیں اور قبیلے بنایا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔ (الحجرات:۳۱)
- ۳ **سائنس:** آسمان وزمین آپس میں جڑے ہوئے تھے تو ہم نے انہیں پھاڑ کر جدا کیا اور ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی سے پیدا کیا۔ (الانبیاء،۲۱:۳۰)
- ۴ **اخلاقیات:** اللہ کے پسندیدہ بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں، جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ انہیں سلام کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔ (الفرقان ۲۵:۶۳)

ہمارے نبی کریم ﷺ کا اخلاق ایسا تھا کہ تمام انسانوں کی عمریں کھپ جائیں تو پھر بھی اخلاق کا ایسا اعلیٰ درجہ حاصل نہ کر سکیں۔

- ۵ **سیاسیات:** اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہلوں کے حوالے کر دو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو۔ (النساء۴:۵۸)
- ۶ **تعلیم:** اگر تمہیں خود کو معلوم نہ ہو تو علم والوں سے پوچھ لیا کرو۔ (النحل ۱۶:۴۳)
- ۷ **ترجیحات:** اس نبی کے مہاجر اور انصار ساتھی اپنی ضروریات پر دوسروں کی ضروریات کو ترجیح دیتے ہیں خواہ انہیں خود شدید حاجت ہو۔ (حشر ۵۹:۹)

تعلیمات نبوت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

مثلِ تو ہرگز نہ آمد در جہاں — تو برائے ہر زماں مشکل کشا

آپ ﷺ کی تمام تعلیمات آپ کے سچا پیغمبر ہونے کی تائید کرتی ہیں۔ یہاں ہم آپ کی دانائی پر مبنی حکیمانہ باتوں کے چند ایسے نمونے پیش کرتے ہیں جن کے سامنے دنیا بھر کے دانشور دم بخود ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

- ۱ التودد الی الناس نصف العقل۔

ترجمہ: ''لوگوں سے محبت کے ساتھ پیش آنا آدھی عقل ہے۔'' (شعب الایمان للبیہقی حدیث رقم ۶۵۶۸، المستند حدیث رقم ۱۷۳۷)

- ۲ لیس الخبر کالمعاینۃ۔

ترجمہ: ''سنی ہوئی بات دیکھی ہوئی جیسی نہیں ہوتی۔'' (مسند احمد حدیث رقم ۲۴۵۱، المستند حدیث رقم ۱۷۵۵)

٣ الغنٰی غنی النفس۔

ترجمہ: ’’غنی وہ ہے جس کا دل غنی ہے۔

(مسلم حدیث رقم ۲۴۲۰، بخاری حدیث رقم ۶۴۴۶، ترمذی حدیث رقم ۲۳۷۳، المسند حدیث رقم ۱۷۴۰)

٤ الاقتصاد فی النفقة نصف المعیشة۔

ترجمہ: ’’خرچ میں میانہ روی آدھی معیشت ہے۔‘‘ (شعب الایمان للبیہقی حدیث رقم ۶۵۶۸، المسند حدیث رقم ۱۷۳۷)

٥ ان الولد مبخلة مجبنة۔

ترجمہ: ’’اولاد بخیل اور بزدل بنا دیتی ہے۔‘‘ (ابن ماجہ حدیث رقم ۳۶۶۶، المسند حدیث رقم ۱۷۵۰)

٦ البر حسن الخلق والاثم ما حاك فی صدرك و کرهت ان یطلع علیه الناس۔

ترجمہ: ’’نیکی اچھے اخلاق ہیں اور برائی وہ ہے جو تیرے دل میں چبھے اور تو اسے لوگوں سے چھپانا چاہے۔‘‘

(مسلم حدیث رقم ۶۵۱۶، ۶۵۱۷، المسند حدیث رقم ۱۷۳۹)

٧ لا حلیم الا ذو عثرة ولا حکیم الا ذو تجربة۔

ترجمہ: ’’حلیم وہی ہو سکتا ہے جسے ٹھوکریں لگی ہوں اور حکیم وہی ہے جس کے پاس تجربہ ہو۔‘‘

(ترمذی حدیث رقم ۲۰۳۳، المسند حدیث رقم ۱۷۳۲)

٨ انزلوا الناس منازلهم۔

ترجمہ: ’’لوگوں سے ان کے مرتبے کے مطابق پیش آؤ۔‘‘ (ابوداؤد حدیث رقم ۴۸۴۲، المسند حدیث رقم ۱۷۴۴)

٩ العجلة من الشیطٰن۔

ترجمہ: ’’جلدی شیطان کراتا ہے۔‘‘ (ترمذی حدیث رقم ۲۰۱۲، المسند حدیث رقم ۱۷۳۱)

١٠ من تواضع لله رفعه الله۔

ترجمہ: ’’جو عاجزی میں رہتا ہے اللہ اسے بلند کر دیتا ہے۔‘‘ (شعب الایمان للبیہقی حدیث رقم ۸۱۴۰، المسند حدیث رقم ۱۷۵۶)

ہم نے آپ کے صرف دس ارشادات نمونے کے طور پر پیش کیے ہیں۔ ورنہ آپ کی ہر بات اسی طرح علمی اور گہری ہوتی ہے۔

فخرم بس است آنکہ کمینہ سگ تو ام   نازم باں زماں کہ بلطفم خریدہ ای

سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

تو ہے سرسو ہے جگت کا راج پاٹ   توری کرنی ہر کی کرنی ہے پیّا

اتنے سارے کمالات، اختیارات اور کثیر تعداد میں صحابہ اور خدمت گار ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے نہایت سادگی سے وقت گزارا۔

بہت کم کھاتے، گھر میں دو دو ماہ تک آگ نہیں جلتی تھی۔ ستو، کھجور اور دودھ وغیرہ پر گزارا کرتے تھے۔ جو کی روٹی پسند فرماتے تھے اور جو کی روٹی بھی آپ نے اور آپ کے اہلِ خانہ نے کبھی سیر ہو کر نہیں کھائی حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا:

ما شبع آلُ محمد صلى الله عليه وسلم من خبز الشعير حتى قبض۔

(ابن ماجۃ حدیث رقم ۳۳۴۶)

- آپ ﷺ نے کبھی ناجائز کنبہ پروری نہیں کی۔ ایک مرتبہ آپ کی شہزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے گھریلو کام کاج اور محنت ومشقت سے پریشان ہو کر ایک نوکر مانگا تو آپ نے فرمایا:

الا ادلكما على ما هو خير لكما من خادم؟ اذا اويتما الى فراشكما، او اخذتما مضاجعكما، فكبرا ثلاثا و ثلاثين و سبحا ثلاثا و ثلاثين، و احمدا ثلاثا و ثلاثين۔

ترجمہ: ''میں تمہیں اس سے بہتر چیز دیتا ہوں، سوتے وقت تینتیس تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر پڑھا کریں۔'' (بخاری حدیث رقم ۶۳۱۸، مسلم حدیث رقم ۶۹۱۵، ابوداؤد حدیث رقم ۵۰۶۲)

- اکثر زمین پر سوتے تھے۔ سوتی اور سفید لباس پسند فرماتے تھے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک سوتی چادر اور موٹا تہبند نکال کر لائیں اور لوگوں کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ان دو کپڑوں میں ہوا تھا:

عن ابى بردة رضى الله عنه قال اخرجت الينا عائشة كساء ملبداً و ازارا غليظا، فقالت قبض روح رسول الله صلى الله عليه وسلم فى هذين۔

(مسلم حدیث رقم ۵۴۴۲، ۵۴۴۳، بخاری حدیث رقم ۵۸۱۸، ابوداؤد حدیث رقم ۴۰۳۶، ترمذی حدیث رقم ۱۷۳۳، ابن ماجہ حدیث رقم: ۳۵۵۱، مسند احمد، حدیث رقم: ۲۴۰۹۲)

- بہت کم آرام کرتے، آپ ﷺ کے نیچے ایک چادر دوہری کر کے بچھائی جاتی تھی، ایک رات گھر والوں نے آپ

کے نیچے وہی چادر چوہری کر کے بچھا دی تو آپ کے تہجد کی نماز کے لیے جاگنے میں تاخیر ہوگئی، آپ ﷺ نے فرمایا آپ لوگوں نے آج رات میرے نیچے کیا بچھایا تھا؟ گھر والوں نے عرض کیا وہی آپ کا بستر تھا ہم نے اسے چوہرا کر دیا تھا تاکہ آپ کو آرام رہے، فرمایا اسے پہلے کی طرح کر دو، اس کی نرمی کی وجہ سے میری رات کی نماز میں تاخیر ہوئی ہے۔ (شمائل ترمذی صفحہ ۲۲)

- آپ ﷺ نے اپنی اولاد کے لیے کوئی میراث نہیں چھوڑی۔ بلکہ فرمایا:

لا نورث ما ترکنا صدقة۔

ہم انبیاء لوگ کسی کے وارث نہیں ہوتے نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔

(مؤطا امام محمد ۳۱۹، مؤطا امام مالک کتاب الکلام باب ماجاء فی ترکۃ النبی ﷺ، حدیث رقم ۲۷، مسلم حدیث رقم ۴۵۷۷، بخاری حدیث رقم ۳۰۹۴، ترمذی حدیث رقم ۱۶۱۰، نسائی حدیث رقم ۴۱۴۸، ابوداؤد حدیث رقم ۲۹۶۳، المستند حدیث رقم ۱۰۵۳)

بے مثل ہے جہاں میں گھرانہ حضور کا

- آپ ﷺ نے کبھی صدقہ نہیں کھایا بلکہ اپنے خاندان والوں پر بھی صدقہ حرام قرار دیا۔ آپ ﷺ کے نواسے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ چھوٹے تھے تو انہوں نے ایک دن صدقے کی کھجور اپنے منہ میں ڈال لی۔ آپ نے کخ کخ کر کے ان کے گلے سے وہ کھجور نکلوا دی اور فرمایا تمہیں معلوم نہیں ہم صدقہ نہیں کھاتے:

اخذ الحسن بن علی تمرة من تمر الصدقة فجعلها فی فیه، فقال النبی صلی الله علیه وسلم کخ کخ لیطرحها، ثم قال اما شعرت انا لا ناکل الصدقة۔

(مسلم حدیث رقم ۲۴۷۳، بخاری حدیث رقم ۱۴۹۱، المستند حدیث رقم ۱۰۸۲)

- آپ ﷺ دنیا سے مکمل طور پر بے رغبت تھے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی:

اللهم اجعل رزق آلِ محمد کفافا۔

ترجمہ: ''اے اللہ! محمد کی آل کو رزقِ گزارا عطا فرما۔''

(مسلم حدیث رقم ۲۴۲۷، ۷۴۴۱، ۷۴۴۲، بخاری حدیث رقم ۶۴۶۰، ترمذی حدیث رقم ۲۳۶۱، ابن ماجہ حدیث رقم ۴۱۳۹، مسند احمد حدیث رقم ۹۷۶۷، المستند حدیث رقم ۱۵۸۳)

- رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

اغتنم خمسا قبل خمس شبابك قبل هرمك و صحتك قبل سقمك و غناك

قبل فقرك و فراغك قبل شغلك و حيٰوتك قبل موتك۔

ترجمہ: ''پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو۔ اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، اپنی صحت کو بیماری سے پہلے، اپنی مالداری کو غربت سے پہلے، اپنی فراغت کو مصروفیت سے پہلے اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے۔'' (شرح السنۃ حدیث رقم: ۴۰۲۰، مستدرک حاکم حدیث رقم ۸۰۱۰، المستند حدیث رقم: ۱۵۸۵)

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الا ان الدنيا ملعونة و ملعون ما فيها الا ذكر الله وما والاه و عالم او متعلم۔

ترجمہ: ''خبردار دنیا پر لعنت ہے اور اس میں جو کچھ ہے اس پر لعنت ہے، سوائے اللہ کے ذکر کے اور اس چیز کے جو اس سے تعلق رکھے اور عالم اور طالب علم کے۔''

(ترمذی حدیث رقم ۲۳۲۲، ابن ماجۃ حدیث رقم ۴۱۱۲، المستند حدیث رقم ۱۵۸۶)

- حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لو كانت الدنيا تعدل عند الله جناح بعوضة ما سقٰى كافرا منها شربة۔

ترجمہ: ''اگر دنیا کی وقعت اللہ کے ہاں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ اس میں سے کسی کافر کو پانی تک نہ پلاتا۔'' (ترمذی حدیث رقم ۲۳۲۰، ابن ماجۃ حدیث رقم ۴۱۱۰، المستند حدیث رقم ۱۵۸۷)

ہر قسم کی سہولیات میسر ہونے کے باوجود اور کثیر تعداد میں خدمت گار دستیاب ہونے کے باوجود، دنیا سے اس قدر بے نیازی اور بے رغبتی، کوئی دنیوی جائیداد نہ چھوڑنا اور اپنی آل پر صدقہ حرام قرار دینا آپ کے سچا نبی ہونے پر بہترین قرائن ہیں۔

سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

قرآن تمام جہانوں کے لیے نصیحت ہے

سورۂ قلم آیت نمبر ۵۲ اور سورۃ تکویر آیت نمبر ۲۷ میں قرآن پاک کے حوالے سے فرمایا گیا:

وما هو الا ذكر للعالمين۔ ان هو الا ذكر للعالمين۔

قرآن تمام جہانوں کے لیے نصیحت ہے۔

خزائن العرفان میں ہے۔ ''جنوں کے لیے بھی اور انسانوں کے لیے بھی یا (مندرجہ بالا آیات میں) ذکر بمعنی فضل و شرف کے ہیں اس تقدیر پر معنی یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لیے شرف ہیں ان کی طرف جنون کی نسبت کرنا کور باطنی ہے۔ (بحوالہ مدارک)

مغز قرآں روح ایماں جانِ دیں — ہست حُب رحمۃ للعالمین

قرآن و پیغمبر اسلام ﷺ نے ہی انسان کو حقیقی عزت سے نوازا ہے خواہ اس کا تعلق کسی بھی طبقے، قوم یا مذہب سے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىْٓ اٰدَمَ۔

ترجمہ: ''ہم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی۔'' (بنی اسرائیل:۷۰)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السمآء۔

ترجمہ: ''جو زمین پر ہیں تم ان پر رحم کرو، جو آسمان میں ہے وہ تم پر رحم کرے۔''

(ابوداؤد حدیث رقم ۴۹۴۱، ترمذی حدیث رقم ۱۹۲۴، مسند احمد حدیث رقم ۶۵۰۱، المستدرک حدیث رقم ۷۶۳۴)

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

الخلق عیال اللہ، فاحبھم الی اللہ انفعھم لعیالہ۔

ترجمہ: ''اللہ کی مخلوق اس کے اہل و عیال ہیں۔ اللہ کو وہ انسان سب سے زیادہ پسند ہے جو اللہ کے اہل و عیال سے اچھا سلوک کرے۔'' (مسند ابی یعلیٰ حدیث رقم ۳۳۱۵، المستدرک حدیث رقم ۱۶۳۸۴)

مخلوق پر شفقت اور رحمت کی انتہا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔

ترجمہ: ''اے نبی! ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔'' (الانبیاء:۱۰۷)

آپ کا در ہے جود و سخا کا — لطف و کرم کا نور و عطا کا
جھولیاں بھر بھر لاتے ہیں انساں — صلی اللہ علیہ وسلم
جب پڑھتا ہوں اسم گرامی — مٹ جاتی ہے تشنہ کامی
دل بھی ہو جاتا ہے شاداں — صلی اللہ علیہ وسلم
جبکہ آپ ہیں شافع محشر — ہم کو پھر کس بات کا ہے ڈر
بخشش کا ہیں آپ ہی ساماں — صلی اللہ علیہ وسلم
تائب آپ مدینے میں ہیں — ہر مومن کے سینے میں ہیں
بے شک آپ ہیں جانِ ایماں — صلی اللہ علیہ وسلم

فضیلتِ قرآنِ مجید

(قرآنی آیات کی روشنی میں)

ہمارا اس سے مقصد یہ ہے کہ وہ آیات جو قرآنِ کریم کی فضیلت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائیں ان کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ دل کے خیالات سے واقف ہے اور بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ قرآن نہ پڑھنے، دعائیں نہ مانگنے اور عبادت نہ کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے او گنہگار انسان کے ساتھ جن (شیطان) لگا دیا جاتا ہے جو اس کا ساتھی بن کر اسے گناہوں میں مبتلا کرتا رہتا ہے۔ ہمیشہ توبہ اور استغفار کرتے رہنا چاہیے۔ صبر و استقامت سے کام لینا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

فجر کے بعد قرآنِ مجید کو پڑھنا بہت افضل ہے۔ لہٰذا فجر کے بعد روزانہ قرآن کی تلاوت کا معمول بنائیں۔

قرآنی آیات پڑھنے سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھنے کے بعد سورۃ فاتحہ اور آخر میں نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھیں۔

١. فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥ (النحل:٩٨)

ترجمہ: ''اور جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔''

٢. وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا۔ (مزمل:٤)

ترجمہ: ''اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔''

٣. وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ (الاعراف:٢٠٤)

ترجمہ: ''اور جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سنا کرو اور خاموش رہا کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔''

٤. ...... وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا۔ (بنی اسرائیل:٧٨)

ترجمہ: ''اور صبح کو قرآن پڑھا کرو۔ کیونکہ صبح کے وقت قرآن کا پڑھنا موجبِ حضور ملائکہ ہے۔''

٥. حٰمٓ٥ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ٥ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ٥ (الدخان:١-٣)

ترجمہ: ''حٰمٓ، اس کتاب روشن کی قسم، کہ ہم نے اس کو مبارک رات میں نازل فرمایا ہم تو رستہ دکھانے والے ہیں۔''

۶ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِo وَمَآ اَدْرٰكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِo لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍo (قدر:۳-۱)

ترجمہ: ''ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل (کرنا شروع) کیا اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے۔''

۷ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُo (بقرہ:۱۸۵)

ترجمہ: ''(روزوں کا مہینہ) رمضان کا مہینہ (ہے) جس میں قرآن نازل ہوا۔''

۸ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌo فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍo لَّا یَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَo تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (الواقعہ:۷۷-۸۰)

ترجمہ: ''کہ یہ بڑے رتبے کا قرآن ہے۔ (جو) کتاب محفوظ میں (لکھا ہوا ہے)۔ اس کو وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہیں۔ پروردگار عالم کی طرف سے اُتارا گیا ہے۔''

۹ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَ یُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا۔ (بنی اسرائیل:۹)

ترجمہ: ''یہ قرآن وہ رستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ اُن کے لیے اجر عظیم ہے۔''

۱۰ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا۔ (بنی اسرائیل)

ترجمہ: ''اور ہم قرآن (کے ذریعے) سے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کے حق میں تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے۔''

۱۱ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ (یوسف:۲)

ترجمہ: ''ہم نے اس قرآن کو عربی میں نازل کیا ہے تا کہ تم سمجھ سکو۔''

۱۲ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ (الحجر:۹)

ترجمہ: ''بے شک یہ (کتاب) نصیحت ہمیں نے اُتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔''

۱۳ وَ لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۔ (القمر:۲۲)

ترجمہ: ''اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے؟''

◆۱۴ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ (البقرۃ:۲)

ترجمہ: ''یہ کتاب (قرآن مجید) اس میں کچھ شک نہیں (کہ کلام اللہ ہے۔ اللہ سے) ڈرنے والوں کی رہنما ہے۔''

◆۱۵ وَ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَ قُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ۔ (البقرہ:۲۳-۲۴)

ترجمہ: ''اور اگر تم کو اس (کتاب) میں، جو ہم نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر نازل فرمائی ہے کچھ شک ہو تو اسی طرح کی ایک سورت تم بھی بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جو تمہارے مددگار ہوں ان کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو۔ لیکن اگر (ایسا) نہ کر سکو اور ہرگز نہیں کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے (اور جو) کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

◆۱۶ تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا۔ (الفرقان:۱)

ترجمہ: ''وہ (اللہ تعالیٰ) بہت ہی بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ ہو جائے وہ جہانوں کو ڈرانے والا۔''

◆۱۷ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا۔ (محمد:۲۴)

ترجمہ: ''بھلا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا (ان کے) دلوں پر قفل لگ رہے ہیں۔''

◆۱۸ اَلرَّحْمٰنُ۔ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ (الرحمٰن:۱-۲)

ترجمہ: ''(اللہ تعالیٰ جو) نہایت مہربان ہے، اسی نے قرآن کی تعلیم فرمائی۔''

◆۱۹ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۔ (الحشر:۲۱)

ترجمہ: ''اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم اس کو دیکھتے کہ اللہ کے خوف سے دبا اور پھٹا جاتا ہے اور یہ باتیں ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ فکر کریں۔''

◆۲۰ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔ (المائدہ:۱۵)

ترجمہ: ''بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور روشن کتاب آچکی ہے۔''

۲۱ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَ لِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَ لِيَعْلَمُوْۤا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ لِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ (ابراہیم:۵۲)

ترجمہ: ”یہ قرآن تمام لوگوں کے لیے اطلاع نامہ ہے، کہ اس کے ذریعے سے وہ ہوشیار کردیئے جائیں اور بخوبی معلوم کرلیں کہ اللہ ایک ہی معبود ہے اور تاکہ عقلمند لوگ سوچ سمجھ لیں۔“

۲۲ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْۤا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا۔ یَّهْدِیْۤ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ۔ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا۔ (الجن:۲-۱)

ترجمہ: ”(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ میرے پاس وحی آتی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے (اس کتاب کو) سنا تو کہنے لگے کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا، جو بھلائی کا رستہ بتاتا ہے سو ہم اس پر ایمان لے آئے، اور ہم اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے۔“

فضیلتِ قرآنِ مجید

(احادیث کی روشنی میں)

قرآنِ مجید عظمت اور فضیلت، خیر و برکت سے مالا مال، ہدایت اور حکمت سے لبریز، شک وشبہ سے بالاتر، حق و باطل میں فرق کرنے والی، جہالت کے اندھیروں سے نکال کر توحید کے نور سے منور کرنے والی، ایمان لانے والوں کے لیے جنت کی بشارت دینے والی اور انکار کرنے والوں کو جہنم سے ڈرانے والی کتاب ہے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام جس رات نازل ہوا، اس رات کی عبادت ہزار مہینے کی عبادت سے افضل قرار دی گئی۔ رسول اکرم ﷺ نے قرآن مجید کے فضائل اور فیوض و برکات کے بارے میں جو احادیث مبارکہ ارشاد فرمائیں ہیں وہ اتنی زیادہ ہیں کہ اس نعمت کا شکرادا کرنے کے لیے امتِ محمدیہ کا ہر فرد اگر ساری زندگی اللہ تعالیٰ کے حضور سجدے میں گزار دے تب بھی حقِ شکر ادا نہیں کرسکتا۔ قرآنِ مجید کے فضائل پر مشتمل چند احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں:

۱ حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ”جس نے قرآن (مجید) کو پڑھ لیا اُس نے علومِ نبوت کو اپنے پہلو میں لے لیا فرق یہ ہے کہ اس کی طرف وحی نہیں کی جاتی صاحب قرآن کو مناسب نہیں کہ غصہ کرنے والوں کے ساتھ غصہ کرے یا جاہلوں کے ساتھ جہالت کا برتاؤ کرے حالانکہ اس کے سینے میں کلام اللہ ہے۔“ (رواہ الحاکم)

۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ”قرآنِ مجید کا ماہر ان ملائکہ کے ساتھ ہوگا جو میر منشی اور نیکوکار ہیں جو شخص

قرآن (مجید) میں اٹکتا ہے اور اس میں مشقت اٹھاتا ہے تو اس کو دوہرا اجر ہے۔"

(مسلم ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

- ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے حضورِ اقدس ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ "حسد دو شخصوں کے سوا کسی پر جائز نہیں۔ ایک وہ جس کو حق تعالیٰ شانہ نے قرآن شریف کی تلاوت نصیب فرمائی اور وہ دن رات اس میں مشغول رہتا ہے۔ دوسرے وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال کی کثرت عطا فرمائی اور وہ دن رات اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔" (بخاری، ترمذی، نسائی)
- عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ "کلام اللہ کا آواز سے پڑھنے والا اعلانیہ صدقہ کرنے والے کے مشابہ ہے اور آہستہ پڑھنے والا خفیہ صدقے کرنے والے کی مانند ہے۔" (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)
- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ "قیامت کے دن روزہ اور قرآن (حکیم) بندہ کی شفاعت کریں گے (چنانچہ) روزہ کہے گا کہ یا رب میں نے اس کو دن میں کھانے اور پینے سے روکا ہے پس میری شفاعت اس کے حق میں قبول کر اور قرآنِ مجید کہے گا کہ یا رب میں نے اس کو سونے سے روکا (یعنی یہ رات کو میری تلاوت میں مشغول رہتا تھا) تو میری شفاعت قبول کر پس (بارگاہِ رب العزت میں) دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔" (رواہ احمد الطبرانی)
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب بھی کوئی گروہ اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں قرآن کریم پڑھے، اسے سیکھنے سکھلانے کے لیے اکٹھا ہوتا ہے تو ان پر راحت وسکون کو نازل کیا جاتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ) کی رحمت انہیں اپنی آغوش میں لے لیتی ہے۔ فرشتے ان پر اپنے پروں سے سایہ کیے رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کی محفل میں ان کا ذکر فرماتے ہیں۔" (مسلم)
- ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیں، حضور ﷺ نے فرمایا: "تقویٰ کا اہتمام کرو کیونکہ تمام امور کی جڑ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اس کے ساتھ کچھ اور بھی ارشاد فرمادیں، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تلاوتِ قرآن کا اہتمام کرو کہ دنیا میں نور ہے اور آخرت میں نجات۔" (رواہ ابن حبان)
- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا لوگوں میں کچھ لوگ اللہ والے ہوتے ہیں صحابہ کرام نے عرض کی وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا:

اھل القرآن ھم اھل اللہ و خاصتہ۔

قرآن پڑھنے والے ہی اللہ والے اور اس کے خاص بندے ہیں۔ (ابن ماجہ، ۱/۷۸، صفحہ ۲۱۵)

قرآن مجید کی تلاوت اچھی آواز سے کی جائے

❁ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

ما اذن الله لشئ ما اذن لنبی حسن الصوت یتغنی بالقران یجهر به۔

(بخاری شریف، ۶/۲۷۴۳، الرقم: ۵۱۰۵)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کسی فعل پہ اس قدر اجازت یا جزاء عطا نہیں کرتا جتنا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خوش الحانی کے ساتھ قرآن پڑھنے پر عطا فرماتا ہے۔''

❁ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لیس منا من لم یتغن بالقران (و زاد غیره) لا یجهر به۔ (بخاری: ۶/۲۷۳۷، الرقم: ۷۰۸۹)

ترجمہ: ''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو قرآن پاک کو عمدہ آواز کے ساتھ نہیں پڑھتا (دوسرے راوی نے اس کے ساتھ یہ اضافہ بھی کیا) جو بلند آواز سے نہیں پڑھتا۔''

❁ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا:

اقرؤوا القران فانه یاتی یوم القیامة شفیعًا لاصحابه۔ (مسلم شریف: ۱/۵۵۳، صفحہ ۸۰۴)

ترجمہ: ''قرآن مجید پڑھا کرو، یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لیے شفاعت کرنے والا بن کر آئے گا۔''

❁ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے قرآن پاک پڑھا اور اسے حفظ کر لیا، اس کی حلال کی ہوئی چیز کو حلال اور حرام کی ہوئی چیز کو حرام جانا تو اللہ تعالیٰ اس کو اور اس کی شفاعت سے اس کے گھر والوں میں سے ان دس افراد کو جنت میں داخل کرے گا جن کے لیے دوزخ واجب ہو چکی ہوگی۔''

(ترمذی: ۵/۱۷۱، رقم ۲۹۰۵)

❁ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن پاک پڑھنے والے سے کہا جائے گا:

اقرأ و ارتق و رتل کما کنت ترتل فی الدنیا فان منزلتك عند اخر ایة تقرؤ بها۔

ترجمہ: ''قرآن پڑھتا جا اور جنت میں منزل بہ منزل اوپر چڑھتا جا جس طرح تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا تیرا ٹھکانہ جنت میں وہاں پر ہوگا جہاں تو آخری آیت تلاوت کرے گا۔'' (ترمذی: ۵/۱۷۷، رقم: ۲۹۱۴)

❁ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ''جس کے دل میں قرآن کا کچھ حصہ بھی نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔'' (ترمذی: ۵/۱۷۷، رقم: ۲۹۱۳)

قرآنِ مجید کے حقوق

(پڑھنا، سمجھنا، عمل کرنا اور دوسروں کو اس کی نصیحت کرنا)

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لیے ہیں اور بے شمار درود وسلام آقائے کائنات فخر موجودات محمد ﷺ کے لیے ہیں جن کو اللہ رب العزت نے بنی نوع انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے مبعوث فرمایا۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور یہ زندگی کے ہر شعبے میں خواہ وہ معیشت کا ہو، معاشرت کا ہو یا سیاست کا ہماری مکمل رہنمائی کرتا ہے اور اس سلسلے میں ہمارے لیے منبع ہدایت صرف اور صرف قرآن اور نبی اکرم ﷺ کے فرمان ہیں۔ اگر ہم اپنے مسائل کا حل چاہتے ہیں، اپنی پریشانیوں سے نجات چاہتے ہیں تو اس کے لیے ہمیں قرآن وسنت سے رجوع کرنا ہوگا، تبھی ہمارے مسائل کا حل اور ہماری نجات ممکن ہو سکے گی۔

قرآن مجید کے نزول کا بنیادی مقصد بنی نوع انسان کی ہدایت ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس ایک روشن دلیل، ہدایت اور رحمت آ گئی ہے۔'' (الانعام: ۱۵۷)

قرآنِ مجید ہی وہ مقدس کتاب ہے جو تمام آسمانی کتابوں میں سب سے افضل ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے سب سے افضل اور آخری پیغمبر ﷺ پر اتری۔ اسی لیے کلام الٰہی اور علمِ نبوت کو سمجھنے کے لیے جو وقت صرف کیا جائے وہ آخرت کا سرمایہ ہوگا اور دنیا کی فلاح اور سربلندی کا سبب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے قلوب کو علمِ قرآن وحدیث سے روشن فرمائے۔ (آمین)

چند آیات بمع وضاحت ملاحظہ ہوں:

1. الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ (ابراہیم: ۱)

ترجمہ: ''الر (یہ) ایک (پرنور) کتاب (ہے) اس کو ہم نے تم پر اس لیے نازل کیا ہے کہ لوگوں کو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاؤ (یعنی) ان کے پروردگار کے حکم سے غالب اور قابل تعریف (اللہ تعالیٰ) کے رستے کی طرف۔''

یعنی اے نبی ﷺ یہ عظیم الشان کتاب ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے۔ یہ کتاب تمام کتابوں سے اعلیٰ، رسول ﷺ تمام رسولوں سے افضل وبالا۔ جہاں اتری وہ جگہ دنیا کی تمام جگہوں سے بہترین اور عمدہ۔ اس کتاب کا پہلا وصف یہ ہے کہ اس کے ذریعے سے آپ لوگوں کو اندھیروں سے اجالے میں لا سکتے ہیں، آپ کا پہلا کام یہ ہے کہ گمراہیوں کو ہدایت

سے برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیں، ایمانداروں کا حمایتی خود اللہ ہے وہ انہیں اندھیروں سے اجالوں میں لاتا ہے اور کافروں کے ساتھ اللہ کے سوا اور ہیں جو انہیں نور سے ہٹا کر تاریکیوں میں پھانس دیتے ہیں۔ اللہ اپنے نبی پر روشن اور واضح نشانیاں اتارتا ہے کہ وہ تمہیں تاریکیوں سے ہٹا کر نور کی طرف پہنچادے۔

◆ وَ لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۔ (القمر:۱۷)

ترجمہ: ''اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے؟''

وضاحت: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآنِ مجید کو سمجھنے کے لیے بہت ہی آسان بنایا ہے جیسا کہ سورۃ القمر کی آیت نمبر ۱۷ سے واضح ہے۔ اب جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن کو سمجھنا بہت مشکل ہے یا قرآن کو سمجھنا صرف عالموں کا کام ہے تو پھر وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس خود جواب دہ ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ اس میں آسانی نہ رکھ دیتا تو مخلوق کی طاقت نہ تھی کہ اللہ عزوجل کے کلام کو پڑھ سکے۔ پس اس قرآن کو بہت ہی سادہ کر دیا ہے، کوئی طالب علم جو اس کلامِ الٰہی کے علم کو حاصل کرے تو اس کے بالکل آسان ہے۔

◆ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا كَثِیْرًا۝

(النساء:۸۲)

ترجمہ: ''بھلا یہ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا (کلام) ہوتا تو اس میں (بہت سا) اختلاف پاتے۔''

وضاحت: قرآنِ کریم سے رہنمائی حاصل کرنے کے لیے اس میں غور وتدبر کی تاکید کی جارہی ہے اور اس کی صداقت جانچنے کے لیے ایک معیار بھی بتلایا گیا ہے کہ اگر یہ کسی انسان کا بنایا ہوا کلام ہوتا تو اس کے مضامین میں تعارض اور تناقض ہوتا۔

◆ وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَ اتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۝ (الانعام:۱۵۵)

ترجمہ: ''اور (اے کفر کرنے والو) یہ کتاب بھی ہم ہی نے اتاری ہے برکت والی تو اس کی پیروی کرو اور (اللہ تعالیٰ سے) ڈرو تا کہ تم پر مہربانی کی جائے۔''

مطلب یہ کہ قرآن مجید ہی وہ واحد کتاب اور قانون ہے جس کی اتباع کرتے ہوئے ہم دنیا کی برکتیں اور بھلائیاں حاصل کر سکتے ہیں۔

◆ وَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْهِ ۙ وَ هُدًی وَّ رَحْمَةً

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ (النحل:۶۴)

ترجمہ: ''اور ہم نے جو تم پر کتاب نازل کی ہے تو اس کے لیے جس امر میں ان لوگوں کو اختلاف ہے تم اس کا فیصلہ کر دو اور (یہ) مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔''

وضاحت: اوپر دی گئی سورۃ النحل کی آیت نمبر ۶۴ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ایمان والوں کو قرآن مجید پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ اوروں کو بھی قرآن مجید کی دعوت اور اصلاح کا کام کرنا لازمی ہے اور یہ بھی قرآن مجید کا ایمان والوں پر حق ہے۔

◆ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ○ (بنی اسرائیل:۸۲)

ترجمہ: ''اور ہم قرآن (کے ذریعے) سے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کے حق میں تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے۔''

وضاحت: قرآن مجید کے حقوق کی ادائیگی پر اللہ تعالیٰ کا ایمان والوں سے رحمت اور شفاء (روحانی شفاء) کا وعدہ ہے۔ جیسا کہ اوپر دی گئی آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

◆ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ○ (الزمر:۴۱)

ترجمہ: ''ہم نے آپ پر کتاب لوگوں (کی ہدایت) کے لیے سچائی کے ساتھ نازل کی ہے۔ تو جو شخص ہدایت پاتا ہے تو اپنے (بھلے کے) لیے اور جو گمراہ ہوتا ہے گمراہی سے تو اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ اور (اے پیغمبر) آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں۔''

وضاحت: سورۃ الزمر کی اس آیت سے واضح ہے کہ اب اگر ہم قرآن مجید کے حقوق (پڑھنا، سمجھنا، عمل کرنا اور دوسروں کو اس کی نصیحت کرنا) کی ادائیگی نہیں کریں گے تو پھر انجام کے ہم خود ذمہ دار ہوں گے۔

◆ وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ○ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَ قَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ○ (طٰہٰ:۱۲۴-۱۲۶)

ترجمہ: ''اور جو میری نصیحت سے منہ پھیرے گا اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اور قیامت کو ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا میرے پروردگار تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا میں تو دیکھتا بھالتا تھا؟

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ایسا ہی (چاہیے تھا) تیرے پاس میری آیتیں آئیں تو تُو نے ان کو بھلا دیا۔ اسی طرح آج ہم تجھ کو بھلا دیں گے۔''

وضاحت: اب اگر ہم اپنے فرائض (قرآن کو پڑھنا، سمجھنا، عمل کرنا اور دوسروں کو اس کی نصیحت کرنا) کو پورا نہ کریں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دیدار سے محروم رہ جائیں گے۔ جیسا کہ سورۃ طٰہٰ کی آیت سے واضح ہے۔

تلاوتِ قرآن مجید

قرآنِ کریم پوری انسانیت کے لیے اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا انعام ہے۔ اس کا اصل حق تو یہ ہے کہ اس پر سمجھ کر عمل کیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی رحمت سے نوازنے کا ایک ذریعہ قرآن کریم کے الفاظ کی تلاوت کو بھی قرار دیا ہے۔ یعنی قرآن کریم کے الفاظ کی تلاوت بھی بے انتہا اجر وثواب کی حصول ہے۔ بعض لوگ نادانی سے یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن کریم کو سمجھے بغیر پڑھنے سے کیا حاصل ہے؟ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو انسانوں کی کتاب پر قیاس کرتے ہیں جن کو بے سمجھے پڑھنا ایک فضول کام سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اس کی تعلیمات تو دنیا و آخرت کی فلاح کی ضامن ہے، اس کے ایک ایک لفظ میں نور ہے اور اس کی محض تلاوت بھی موجبِ ثواب اور باعث خیر و برکت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص اللہ کی کتاب کا ایک حرف پڑھے۔ اس کو ایک نیکی ملے گی اور ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص صرف الم تلاوت کرے تو صرف اتنی تلاوت سے بھی اس کے نامۂ اعمال میں تیس نیکیوں کا اضافہ ہو جاتا ہے اور اسی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ ثواب بے سمجھے پڑھنے پر بھی ملتا ہے، کیونکہ الم ایک ایسا لفظ ہے جس کے معنی کوئی نہیں جانتا، نہ اسکا مفہوم سمجھنے کا کوئی امکان ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حروف کی مثال دے کر یہ بھی واضح فرما دیا کہ تلاوتِ قرآن کا یہ ثواب معنی سمجھنے پر موقوف نہیں ہے بلکہ بے سمجھے تلاوت پر بھی یہ ثواب ملتا ہے۔

اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ ہر روز صبح کو دوسرے کاموں میں مشغول ہونے سے پہلے قرآن کی کچھ نہ کچھ تلاوت کا معمول بنائے۔ اگر زیادہ نہ پڑھ سکے تو پاؤ پارہ اور اگر اتنا بھی ممکن نہ ہو تو کم از کم ایک رکوع ہی پڑھ لیا کرے تو ہر روز اس کے نامۂ اعمال میں سینکڑوں نیکیوں کا اضافہ ہوتا رہے گا۔

اسی طرح ہر مسلمان کو چاہیے کہ قرآن کریم کی کچھ سورتیں زبانی یاد کرلے تاکہ جب موقع ملے، قرآن کریم کھولے

بغیر بھی وہ زبانی تلاوت کر سکے اور اس طرح چلتے پھرتے بھی اپنے نامۂ اعمال میں نیکیوں کا اضافہ کر سکے۔ حضرت ابن عباس ﷠ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص کے جوف میں (یعنی حافظے میں) قرآن کا کچھ حصہ نہ ہو، وہ ایک ویران گھر کی طرح ہے۔'' (ترمذی)

جو بھی شخص ہدایت کی نیت سے قرآن مجید کا مطالعہ کرتا ہے اسے ہدایت ضرور نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے:

''وہ لوگ جو ہماری طرف آنے کے لیے جدوجہد کرتے ہیں ہم انہیں اپنے رستے ضرور دکھاتے ہیں۔'' (عنکبوت:٦٩)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور اس کتاب کو ہم نے نازل فرمایا ہے، بڑی برکت والی ہے یہ کتاب، اس کی پیروی کرو، تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم لوگ رحم کیے جاؤ۔'' (انعام:١٥٥)

قرآن مجید نازل فرمانے والے رب العالمین نے وعدہ فرمایا ہے ''جو شخص میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ گمراہ ہوگا نہ بدبختی میں مبتلا ہوگا۔'' (طٰہٰ:١٢٣)

قرآنِ مجید سرچشمۂ ہدایت

قرآن مجید کے نزول کا بنیادی مقصد بنی نوع انسان کی ہدایت ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس ایک روشن دلیل، ہدایت اور رحمت آ گئی ہے۔'' (الانعام:١٥٧)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

''اور بیشک یہ قرآن ہدایت اور رحمت ہے ایمان لانے والوں کے لیے۔'' (النمل:٧٧)

- قرآن کریم تمام کتابوں میں سب سے اعلیٰ و افضل کتاب ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر نازل فرمایا۔ اس کتابِ حکیم کو قیامت تک باقی رہنا ہے۔ اسے پڑھنے، سمجھنے اس کی تعلیمات پر عمل کرنے اور اسی کی طرف دعوت دینے میں ہی مسلمانوں کی سعادت اور خوش بختی ہے۔
- ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''بہت بابرکت ہے وہ اللہ جس نے اپنے بندے پر قرآن اتارا تا کہ وہ تمام لوگوں کے لیے آگاہ کرنے والا بن جائے۔'' (الفرقان:١)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک تم میں سب سے بہترین وہ ہے جو قرآن کریم کو سیکھے اور سکھائے۔'' (بخاری)

لفظ قرآن اور قرآن کے نام

قرآن کا مطلب ہے پڑھنا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''بیشک اس قرآن کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے پس جب ہم اس کو پڑھ چکیں تو اس کے بعد آپ پڑھیں۔'' (قیامہ ۱۷-۱۸)

۱. القرآن۔

اَلرَّحْمٰنُ٥ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ٥ (الرحمٰن:۱-۲)

ترجمہ: ''وہ رحمٰن ہے جس نے قرآن سکھایا۔''

۲. الکتاب: (لکھا گیا)۔

الٓمّٓ٥ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ۔ (البقرہ:۱-۲)

ترجمہ: ''الم، یہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔''

۳. الفرقان: (فرق کرنے والا)۔

تبرك الذی نزل الفرقان۔ (الفرقان:۱)

ترجمہ: ''برکت والی ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل فرمایا۔''

۴. الذکر: (نصیحت)۔

انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحفظون۔ (الحجر:۹)

ترجمہ: ''بے شک یہ ذکر (قرآن) ہم نے ہی نازل فرمایا ہے اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

۵. التنزیل: (نازل شدہ)۔

و انه لتنزیل رب العلمین٥ (الشعرا:۱۹۲)

ترجمہ: ''بیشک یہ نازل کردہ ہے رب العالمین کی طرف سے۔''

۶. الحق: (حق اور سچ)۔

ام یقولون افترٰہ بل هو الحق من ربك۔ (السجدہ:۳)

ترجمہ: ''کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ محمد (ﷺ) نے قرآنِ مجید خود گھڑ لیا ہے نہیں بلکہ یہ تو حق ہے تیرے رب کی طرف سے۔''

◆ احسن الحدیث: (بہترین کلام)۔

الله نزل احسن الحديثo (الزمر:۲۳)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے۔''

◆ برہان: (واضح دلیل)۔

يايها الناس قد جآء كم برهان من ربكمo (النساء:۱۷۴)

ترجمہ: ''اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح دلیل آگئی ہے۔''

یاد رہے! قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے چار بنیادی موضوعات کو بیان فرمایا:

◆ توحید: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرنا۔
◆ حضور ﷺ سے پہلے انبیاء کرام اور ان کی امتوں کے ساتھ کیا ہوا۔
◆ عمل، جزا، سزا اور قیامت۔
◆ احکامِ الٰہی۔

نزولِ قرآن کے بارے میں کچھ معلومات

مکی سورتیں	۸۶	مکی عرصہ نزول	۱۰ سال
مدنی سورتیں	۲۸	مدنی عرصہ	نزول ساڑھے بارہ سال
کل سورتیں	۱۱۴	کل عرصہ	نزول ساڑھے بائیس سال

✿ قرآنی آیات سن کر اہلِ ایمان کے دل کانپ اٹھتے ہیں۔

''اے محمد ﷺ بشارت دے دو جو عاجزی اختیار کرنے والے ہیں جن کا حال یہ ہے کہ اللہ کا ذکر سنتے ہیں تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں، جو مصیبت ان پر آتی ہے اس پر صبر کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے خرچ کرتے ہیں۔'' (حج، ۳۴-۳۵)

✿ قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنے والوں کے دل نرم پڑ جاتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے کہ آپس میں ملتی جلتی اور بار بار دہرائی ہوئی آیتوں

کی ہے جس سے ان لوگوں کے جسم کانپ کانپ اٹھتے ہیں جو اپنے رب کا خوف کھاتے ہیں آخر میں ان کے جسم اور دل اللہ کے ذکر کی طرف جھک جاتے ہیں یہ ہے اللہ کی ہدایت جسے چاہے یہ سمجھا دیتا ہے اور جسے اللہ ہی راہ بھلا دے اس کا ہادی کوئی نہیں۔'' (الزمر:۲۳)

وضاحت: اللہ تعالیٰ اپنی اس کتاب قرآن کریم کی تعریف میں فرماتا ہے کہ اس بہترین کتاب کو اس نے نازل فرمایا ہے جس کی آیتیں مکرر ہیں تاکہ فہم سے قریب تر ہو جائے۔ ایک آیت دوسری کے مشابہ اور ایک حرف دوسرے سے ملتا جلتا اس سورت کی آیتیں اُس سورت سے اور اس کی اس سے ملی جلی ایک ایک ذکر کی گئی جگہ اور پھر بے اختلاف بعض آیتیں ایک ہی بیان میں بعض میں مذکور ہے۔ اس کی ضد کا ذکر بھی انہی کے ساتھ ہے مثلاً مومنوں کے ذکر کے ساتھ ہی کافروں کا ذکر، جنت کے ساتھ ہی دوزخ کا بیان وغیرہ۔ اس کی پاک اور باثر آیتوں کا مومنوں کے دل پر نور پڑتا ہے وہ انہیں سنتے ہی خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔ سزاؤں اور دھمکیوں کو سن کر ان کا کلیجہ کپکپانے لگتا ہے۔ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور انتہائی عاجزی اور بہت ہی بڑی گریہ وزاری سے ان کے دل اللہ کی طرف جھک جاتے ہیں۔ اس کی رحمت ولطف پر نظریں ڈال کر امیدیں بندھ جاتی ہیں۔ یہ آیاتِ قرآنی سے ایمان میں بڑھتے ہیں وہ انہیں سُن کر روتے ہوئے سجدوں میں گر پڑتے ہیں اور تعمیل کے لیے کمربستہ ہو جاتے ہیں۔

- قرآنی آیات سن کر اہلِ ایمان کے ایمان میں اور اضافہ ہوتا ہے۔

"مومن وہ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر کانپ اٹھتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔'' (الانفال:۲)

- اہلِ علم قرآنِ مجید سن کر روتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اس سے ان کی عاجزی میں اضافہ ہوتا ہے۔

"کہہ دے کہ تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ جنہیں اس سے پہلے علم دیا گیا ہے ان کے پاس تو جب بھی اس کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا رب پاک ہے ہمارے رب کا وعدہ بلاشک وشبہ پورا ہو کر رہنے والا ہی ہے وہ اپنی ٹھوڑیوں کے بل روتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے ہیں اور یہ قرآن ان کی عاجزی اور خشوع وخضوع اور بڑھا دیتا ہے۔''

(بنی اسرائیل،۱۰۷تا۱۰۹)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ قرآنِ مجید چونکہ کتاب ہدایت ہے اور ہدایت حاصل کرنے کے لیے اس کو سمجھنا ضروری

ہے، لہٰذا جو شخص قرآن مجید سمجھ کر نہیں پڑھتا اسے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اس سلسلہ میں دنیاوی کتب کی مثالیں دی جاتی ہیں۔ مثلاً قانون یا انجینئرنگ کی کتب جو شخص نہیں سمجھتا اسے ان کتب کو پڑھنے کا کیا فائدہ؟ اس قسم کی مثالیں دیتے ہوئے ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ قرآن مجید کا معاملہ دنیا کی دیگر تمام کتب سے مختلف ہے۔ قرآن مجید جہاں کتابِ ہدایت ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے عطا کیے ہوئے الفاظ بھی ہیں جنہیں خود اللہ تعالیٰ نے ہی ترتیب دیا ہے۔ اس لیے ان کو محض ادا کرنا بھی عبادت میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"بیشک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی (نازل کردہ) آیاتِ تلاوت کرتا ہے، انہیں پاک کرتا ہے، انہیں کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور حکمت سکھاتا ہے، بیشک اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔" (آلِ عمران: ۱۶۴)

اس آیت مبارکہ میں قرآن مجید کی تلاوت کو واضح طور پر نبوت کا ایک الگ مقصد بتایا گیا ہے اور قرآن مجید کی تعلیم کو ایک الگ مقصد بتایا گیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ خود رسول اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ قرآن مجید کی ایک ایک حرف پڑھنے پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔ (ترمذی)

ظاہر ہے یہ اجر و ثواب ہر اس شخص کے لیے ہے جو قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے خواہ اس کے مفہوم کو سمجھے یا نہ سمجھے۔ تیسری بات یہ ہے کہ قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر بھی سمجھے گا اور جسے تلاوت نہیں آتی وہ ترجمہ اور تفسیر کیسے سیکھے گا؟ چوتھی بات یہ کہ تمام لوگوں کا ایمان، خلوص، علم اور اندازِ فکر ایک جیسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ ہر شخص کے ایمان، خلوص، علم اور اندازِ فکر کا درجہ الگ الگ ہے جو شخص جس درجہ میں قرآن مجید سے استفادہ کر سکتا ہے اسے اسی درجہ میں استفادہ کرنا چاہیے اور اس دوران اگلے مرحلہ کی اپنے اندر استعداد پیدا کرنے کی مسلسل کوشش کرتے رہنا چاہیے، لہٰذا یہ بات تو طے ہے کہ جو شخص قرآن مجید کا مفہوم سمجھے بغیر محض تلاوت کرتا ہے وہ بے مقصد یا بے فائدہ ہرگز نہیں بلکہ عین عبادت ہے۔ البتہ تلاوت کے ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ اور تشریح سمجھنے کے لیے مسلسل جدوجہد کرتے رہنا چاہیے۔

حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ موسمِ حج کے امیر تھے انہوں نے ہم میں بیان فرمایا تو دورانِ بیان سورت بقرہ کی تلاوت شروع کر دی۔ آیتیں پڑھتے جاتے تھے اور ان کی تفسیر کرتے جاتے تھے۔ میں اپنے دل میں کہنے لگا نہ تو میں نے ان جیسا آدمی دیکھا اور نہ ان جیسا کلام کبھی سنا اگر فارس اور روم والے ان کا کلام سن لیں تو سب مسلمان ہو جائیں۔ (حلیۃ الاولیاء، ۱/۳۲۴)

قرآن وسنت میں بنیادی حقوق کا تصور

زندگی گزارنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو زندگی کا ماحول اور سامان عطا کیا ہے ان پر کسی شخصِ واحد یا گروہ کی اجارہ داری نہیں ہوسکتی۔ اس ماحول اور سامان میں سب انسانوں کو شریک ہونے کا حق ہے۔ یہ حق تبھی قائم رہ سکتا ہے کہ آدمی خود بھی جئے اور دوسروں کو بھی جینے دے۔ جینے کے لیے چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ انہیں حقوق کہا جاتا ہے اور جینے دینے کے لیے جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں انہیں فرائض کہا جاتا ہے۔ اسلام نے ہر شخص کو آزادی عطا کی کہ وہ کفر وایمان میں سے جو راہ چاہے اختیار کرے۔

اسلامی تاریخ اس بات سے خالی ہے کہ مسلمانوں نے کبھی اپنی غیر مسلم رعایا کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا ہو۔ نیز اسلام اس امر کا بھی روادار نہیں کہ مختلف مذہبی گروہ ایک دوسرے کو یا ایک دوسرے کے پیشواؤں کو برا کہیں۔

ایک اور حق جسے قرآنِ کریم نے بہت زور دے کر بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ تمام انسان برابر ہیں اگر کسی کو فضیلت ہے تو وہ تقویٰ اور اخلاقی اعتبار سے ہے۔

قرآنِ مجید کا پیغام

قرآن اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ کلام ہے جو بنیادی طور پر اس مسئلہ سے بحث کرتا ہے کہ اس زمین پر انسان کی حیثیت اس کا مقام، اس کی زندگی کی نوعیت اور اس کا مقصد ونصب العین کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے ذریعے نسل انسان کی تعلیم وہدایت فرمائی۔ یہ رہنمائی جس شکل میں کی اسے ہم ''الہامی کتب'' کہتے ہیں۔ پھر جو رسول مبعوث فرمائے انہوں نے انسانون کو عالمگیر مذہب کی طرف دعوت دی اور لوگوں کو اس بات سے خبردار کیا کہ انہیں کن چیزوں کو اختیار کرنا چاہیے اور کن چیزوں سے اجتناب ضروری ہے۔ نبوت وحی کا یہ سلسلہ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ پر ختم ہوگیا۔

- نبی اکرم ﷺ صاحبِ قرآن ہیں۔ قرآنِ مجید آپ ﷺ پر نازل ہوا۔ قرآن مجید قیامت تک مشعلِ ہدایت ہے۔ یہ ایک ایسی جامع کتاب ہے جو انسانوں کے مربوط نظامِ حیات کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔
- انسان کے لیے قرآن کا پیغام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قانون کی حدود میں رہتے ہوئے وہ اس بات میں آزاد ہے کہ اپنا تزکیہ نفس یہ سمجھتے ہوئے کرے کہ کائنات سے اس کا تعلق کیا ہے اور اس سے آگے بڑھ کر یہ کہ قانونِ خداوندی کی رو سے اس کی ذمہ داریاں کیا ہیں۔
- قرآن مجید اپنے نزول کے وقت مومنوں کے لیے چار قسم کے انعامات کی خوشخبری لایا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہیں:

''اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لیے شفا ہے اور (وہ چیز) رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لیے۔'' (یعنی کہ قرآن)

- امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب بھی کوئی گروہ اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے ایک گھر میں قرآن کریم پڑھے، اسے سیکھنے سکھلانے کے لیے اکٹھا ہوتا ہے تو ان پر راحت وسکون کو نازل کیا جاتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ) کی رحمت انہیں اپنی آغوش میں لے لیتی ہے۔ فرشتے ان پر اپنے پروں سے سایہ کیے رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کی محفل میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔''

- امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوعمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قرآن کریم کی بہت زیادہ تلاوت کیا کرو، بیشک یہ قیامت کے دن اپنی تلاوت کرنے والوں کے لیے شفاعت کرنے والا بن کر آئے گا۔''

قرآن مجید کا یہ معجزہ ہے کہ وہ اب تک اپنی اصلی حالت میں موجود ہے۔

- اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو قرآن کریم پڑھنے، سمجھنے اس پر عمل کرنے اور اس کی طرف دعوت دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

قرآن مجید سیکھنے کی فضیلت

- قرآن مجید گمراہی کے لیے ایک رہنما دل کے اندھوں کے لیے بینائی اور نجات بخش ہے، لغزشوں کو بخشنے کا سبب اور ہر تاریکی کے لیے نور اور روشنی ہے، حوادث میں نجات دلانے والا ہے۔ ہر ہلاکت سے بچانے والا اور ہر گمراہی میں رہنمائی کرنے والا ہے۔ ہر فتنہ وانحراف کا بیان کرنے والا اور انسان کو دنیا سے (پستی سے سعادت) آخرت کی طرف لے جانے والا ہے۔

''یہ قرآن وہ رستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ اُن کے لیے اجرِ عظیم ہے۔'' (بنی اسرائیل:۹)

- قرآن مجید کی تعلیم کے علاوہ اس کی تکریم وتقدس بھی نہایت ضروری ہے۔ ہمیں قرآن مجید کی نسبت قلبی احترام کے علاوہ اس کا ظاہری احترام بھی کرنا چاہیے۔ یعنی ہماری ظاہری رفتار، قرآن مجید کے ساتھ ہماری قلبی رفتار کا مظہر

ہونا چاہیے۔ بیشک قرآن مجید کے ساتھ ہماری یہی قابل تعظیم رفتار، ہمارے ایمان میں اضافہ کا سبب بنے گی۔

❁ حضرت عبداللہ بن بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے قرآن پڑھا، اس کا علم حاصل کیا اور اس پر عمل پیرا ہوا اسے قیامت کے دن نور کا ایک تاج پہنایا جائیگا جس کی روشنی سورج کی روشنی کی طرح ہوگی اور اس کے والدین کو دو ایسے حلے (لباس) پہنائے جائیں گے کہ ساری دنیا بھی ان کی قیمت کے برابر نہ ہوگی۔ تو وہ عرض کریں گے ہمیں یہ لباس کس وجہ سے پہنایا گیا ہے؟ تو انہیں جواب دیا جائے گا: اس لیے کہ تمہارے بیٹے نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا تھا۔'' (احمد)

❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کچھ لوگ اللہ کے گھر (مسجد) میں جمع ہو کر قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے پڑھتے پڑھاتے ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اللہ کی رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر ان کے پاس کرتے ہیں جو اس کے پاس ہیں (یعنی فرشتے) اور (یاد رکھو) جس شخص کو اس کے عمل نے پیچھے رکھا اس کا نسب اس کو آگے نہیں کر سکے گا۔'' (مسلم)

❁ قرآن مجید کا علم سیکھنے والا شخص دوسرے تمام علوم سیکھنے والوں سے افضل ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔'' (بخاری)

قرآن مجید سیکھنے سے مراد اس کے تمام علوم ہیں۔ قرأت، تجوید، ترجمہ، تفسیر اور تحفیظ وغیرہ۔

❁ قرآن مجید کا علم سیکھنے کے لیے جو شخص گھر سے نکلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص علم دین سیکھنے کے لیے سفر کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔'' (مسلم)

❁ قرآن مجید کا علم حاصل کرنے والوں سے فرشتے محبت کرتے ہیں۔

حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ایک سرخ تکیے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں علم حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مبارک ہو طالب علم اور طالبہ علم کو فرشتے اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں پھر وہ ایک دوسرے پر سوار ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں فرشتے طالب علم سے محبت اس لیے کرتے ہیں کہ جو علم، طالب علم حاصل کرتا ہے فرشتے اس علم سے محبت کرتے ہیں۔'' (احمد، طبرانی)

- قرآن مجید کی دس آیات سیکھنا دنیا کے ہر نفع بخش سودے سے زیادہ نفع بخش ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نے فلاں قبیلے سے سودا خریدا ہے اور اس میں مجھے اتنا زیادہ نفع ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تجھے اس سے زیادہ نفع بخش سودا نہ بتاؤں؟'' آدمی نے عرض کیا: ''کیا ایسا سودا بھی ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص قرآن مجید کی دس آیات سیکھتا ہے وہ اس سے زیادہ نفع پاتا ہے۔'' آدمی گیا اور قرآن مجید کی دس آیات سیکھیں اور واپس آ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا۔ (طبرانی)

- قرآن مجید سیکھنے والوں کی وجہ ہی سے دنیا میں خیر و برکت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''دنیا اور جو کچھ اس میں ہے وہ سب ملعون ہیں سوائے اللہ کے ذکر کے اور جس سے وہ محبت کرے یا علم سیکھنے والے کے۔'' (ابن ماجہ)

- قرآن مجید کا علم سیکھنے سکھانے والے اللہ کے خاص بندے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں میں سے کچھ لوگ اللہ والے ہیں۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ ہیں قرآن والے، اللہ والے اور اس کے چنے ہوئے بندے۔'' (ابن ماجہ)

- قرآن مجید کا علم سکھانے والے کو اس کے سیکھنے والوں کے نیک اعمال کا ثواب بھی ملتا ہے۔

حضرت سہل بن معاذ بن انس رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے کسی کو علم سکھایا اس کے لیے بھی اتنا ہی اجر ہے جتنا عمل کرنے والے کے لیے ہے اور عمل کرنے والے کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔'' (ابن ماجہ)

- قرآن مجید کا علم سکھانے والے کا اجر اس کی موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب انسان مرتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے البتہ تین چیزوں کا ثواب جاری رہتا ہے:

۱-صدقہ جاریہ

۲-علم جس سے دوسرے لوگ فائدہ اٹھائیں

۳-نیک اولاد جو (اپنے والدین کے لیے) دعا کرے۔'' (مسلم)

تلاوت کے آداب

- آہستہ آہستہ یادل میں قرآن مجید پڑھنا اونچی آواز میں قرآن پڑھنے سے بہتر ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''اونچی آواز میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا ایسا ہے جیسے اعلانیہ خرچ کرنے والا اور آہستہ قرآن پڑھنے والا جیسے خفیہ خرچ کرنے والا۔'' (ترمذی)

- دورانِ تلاوت جمائی آئے تو کیا کریں؟

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے روکنا چاہیے کیونکہ اس وقت شیطان اندر داخل ہونے کی کوشش کرتا ہے۔'' (مسلم)

- قرآنِ مجید کی تلاوت اس وقت تک کرنی چاہیے جب تک شوق اور رغبت رہے۔

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن مجید کی تلاوت اس وقت تک کرو جب تک تمہارے دل اس میں لگے رہیں جب دل اکتا جائے تو چھوڑ دو۔'' (بخاری)

- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خبردار رہو! تم میں سے ہر ایک (تلاوت کے ذریعے) اپنے رب کے حضور فریاد کرتا ہے لہٰذا تم میں سے کوئی دوسرے کو تکلیف نہ دے اور قرأت میں اپنی آواز دوسرے کی آواز سے اونچی نہ کرے۔'' (احمد)

- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھتے ہوئے سجدہ کی آیت پر آتے او رہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ کرتے۔'' (مسلم)

- جس نے فخر جتلانے یا بڑا بننے کے لیے قرآن کا علم حاصل کیا اس کے لیے آگ ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''علم اس لیے حاصل نہ کرو کہ علماء پر فخر جتلاؤ یا جاہلوں سے جھگڑا کرو یا مجالس میں بڑے بن جاؤ، جو شخص ایسا کرے گا اس کے لیے آگ ہے۔'' (ابن ماجہ)

درسِ قرآن نہ گر ہم نے بھلایا ہوتا

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''معراج کی رات میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے

ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جاتے اور وہ پھر صحیح سالم ہو جاتے۔ میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا۔ ''یہ کون لوگ ہیں؟'' جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: ''یہ آپ کی امت کے وہ خطیب ہیں جو دوسروں کو وعظ کرتے تھے لیکن خود عمل نہیں کرتے تھے، اللہ کی کتاب پڑھتے تھے لیکن اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔'' (بیہقی)

- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ خواب کی حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان لوگوں کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا جنہوں نے قرآن کو یاد کیا اور بھلا دیا اور فرض نماز پڑھے بغیر سو گئے۔'' (بخاری)
- دنیا کمانے کے لیے قرآن مجید پڑھنے والوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذمت فرمائی۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''الحمد للہ! اللہ کی کتاب ایک ہے اور تمہارے درمیان پڑھنے والے سرخ بھی ہیں اور کالے بھی ہیں لہٰذا اسے خوب پڑھو اس سے پہلے کہ ایسے لوگ آجائیں جو قرآن مجید اس طرح سنوار سنوار کر پڑھیں گے جس طرح تیر کو سنوار کر رکھا جاتا ہے۔ لیکن وہ اس کا بدلہ آخرت کی بجائے دنیا میں وصول کریں گے۔'' (ابوداؤد)

قرآن مجید سے دوری کے بعض اسباب:

۱- فضائل قرآن سے لاعلمی

۲- والدین کی عدم توجہی

۳- ام الفتن (ٹی وی، وی سی آر، فلمیں، نیٹ، سینما وغیرہ کا غلط استعمال)

۴- تصویر کے ذریعے فحاشی پھیلانے کا فتنہ

۵- غیر محرم مرد یا عورت کا ایک دوسرے کو دیکھنا

۶- موسیقی اور غنا

۷- فیشن پرستی

۸- حیا سوزی (بے حیائی)

۹- جرائم کا فروغ

۱۰- وقت کا ضیاع

۱۱- حقوق العباد میں کمی

۱۲- مشکل کتاب ہونے کی غلط فہمی

قرآنِ مجید شفا ہے

اسلام دینِ فطرت ہے۔ بنظرِ غور دیکھا جائے تو روحانیت کا سرچشمہ ہونے کے ساتھ ساتھ یہ ہماری مادی فلاح اور بدنی صحت کے لیے بھی ایک بہترین اور مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اس پر عمل پیرا ہونے سے نہ صرف ہم اخلاقی وروحانی اور سیاسی ومعاشی زندگی میں عروج حاصل کر سکتے ہیں بلکہ جسمانی سطح پر صحت وتوانائی کی دولت سے بھی بہرہ ور ہو سکتے ہیں۔ قرآنِ مجید لفظ بلفظ حقائق پر مبنی ہے اور اپنے اندر معانی کی لاتعداد وسعت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو درج ذیل تین مقامات پر شفا ارشاد فرمایا ہے:

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت اور دلوں کی بیماری کے لیے شفا آ گئی ہے۔'' (یونس: ۵۷)

''اور ہم قرآن میں جو کچھ نازل کرتے ہیں وہ مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے مگر ظالموں کے لیے یہ قرآن خسارے کے علاوہ کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتا۔'' (بنی اسرائیل: ۸۲)

''اے محمد ﷺ! کہو یہ قرآن ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور شفا ہے۔'' (حم السجدہ: ۴۴)

طبی نکتۂ نگاہ سے مسلسل تحقیقات کا جاری رکھنا اور ہر بیماری کا علاج ڈھونڈ نکالنا ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہم پر فرض ہے۔ ہر بیماری قابلِ علاج ہے۔ اس حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا اِرشادِ گرامی ہے:

''اللہ نے ایسی کوئی بیماری نہیں اُتاری جس کی شفا نازل نہ فرمائی ہو۔'' (بخاری، ترمذی)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم دو شفاؤں کو لازم پکڑو ایک قرآن اور دوسری شہد۔'' (طبرانی، بیہقی)

ذیل میں دی گئی کچھ بیماریاں جن کا علاج سنتِ نبوی سے ثابت ہے۔

دل کے مختلف امراض مثلاً دل کا تیز دھڑکنا (اختلاجِ قلب) اور اضطرابِ قلب دور کرنے کے لیے قرآن مجید کی بکثرت تلاوت کرنی چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''آگاہ رہو کہ دلوں کا اطمینان اللہ کے ذکر سے ہے۔'' (الرعد: ۲۸)

نیز آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

''قرآن مجید پڑھنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی سکینت نازل ہوتی ہے۔'' (مسلم)

لہٰذا قرآن مجید کی بکثرت تلاوت دل کی تمام بیماریوں کے لیے صحت بخش ہے۔

تمام (روحانی وجسمانی) بیماریوں کا علاج

- تمام بیماریوں میں سورۂ فاتحہ کو بکثرت پڑھ کر مسح کرنا چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ''فاتحہ پڑھ کر جو چیز اللہ تعالیٰ سے طلب کی جائے اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔'' (مسلم)
- آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: ''سورہ بقرہ کی آخری دو آیات پڑھ کر جو کچھ اللہ تعالیٰ سے طلب کیا جائے اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں۔'' (مسلم)
- نظر بد سے بچنے کے لیے معوذتین (الفلق، الناس) پڑھ کر مسح کرنا چاہیے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ اپنی بعض دعاؤں کے ساتھ شیاطین جن وانس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب فرمایا کرتے تھے۔ لیکن جب معوذتین اتریں تو آپ ﷺ نے باقی دعائیں ترک فرمادیں اور معوذتین کو اپنا معمول بنالیا۔'' (ترمذی)
- آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: ''پناہ مانگنے کی دعاؤں میں سے سب سے بہتر دعائیں معوذتین ہیں۔'' (ابوداؤد)

شیطانی خیالات اور وسوسوں سے بچنے کے لیے قرآن مجید کی یہ آیات پڑھنی چاہئیں۔ (ابوداؤد)

۱- اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

۲- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۳- آیۃ الکرسی

۴- معوذتین (الفلق، الناس)۔ (ترمذی)

جنون اور مرگی کی بیماری میں صبح وشام تین مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر مسح کرنا شفا بخش ہے۔

حفظانِ صحت کے اصول

اسلام علاج سے زیادہ حفظانِ صحت اور احتیاطی طبی تدابیر پر زور دیتا ہے۔ اسلام کی جملہ تعلیمات کا آغاز طہارت سے ہوتا ہے اور حفظانِ صحت کے اُصولوں کا پہلا قدم اور پہلا اُصول بھی طہارت ہے۔ طہارت کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔ ''صفائی ایمان کا لازمی جزو ہے۔'' (مسلم)

- نماز ہر عاقل بالغ مسلمان پر فرض ہے، ایک مسلمان جب دن میں پانچ بار اللہ کے حضور نماز ادا کرتا ہے تو وہ اُس سے پہلے وضو کرتا ہے، جس سے اُسے بدنی طہارت حاصل ہوتی ہے۔
- اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: ''لوگو جو چیزیں زمین میں حلال طیب ہیں وہ کھاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔'' (البقرۃ:۱۶۸)

یاد رہے! حلال سے مراد وہ ذبیحہ ہے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اور ذبح کرتے وقت تکبیر (اللہ اکبر) کہی ہو اور طیب چیزیں کھانے کا مطلب ہے صاف ستھری اور تازہ ہوں اور باسی (پرانی) بھی نہ ہوں۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ساری زندگی صاف ستھری اور تازہ غذا استعمال کی۔

- ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: ''اے اہلِ ایمان! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو عطا کیں ہیں ان کو کھاؤ اور اگر اللہ تعالیٰ ہی کے بندے ہو تو اس (کی نعمتوں) کا شکر بھی ادا کرو۔'' (البقرہ:۱۷۲)
- پاکیزہ چیزیں کھانے کے ساتھ ساتھ صفائی کا بھی اہتمام نہایت ضروری ہے۔ بیماری کے جراثیم کھانا کھاتے وقت بآسانی ہمارے جسم میں داخل ہو سکتے ہیں۔ اس میں اشیائے خورد و نوش کے علاوہ ہمارے ہاتھوں کا بھی اہم کردار ہے۔ ہاتھوں کی صفائی کے حوالے سے رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ''کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا برکت کا باعث ہے۔''
- حفظانِ صحت کے نقطۂ نظر سے اشیائے خورد و نوش کو کامل احتیاط سے رکھنا چاہیے اور اگر وہ کھلے برتن میں ہوں تو انہیں ڈھانپ دینا چاہیے تاکہ اُن میں ایسے جراثیم داخل نہ ہو سکیں جو صحتِ انسانی کے لیے مضر ہوں۔ اسی طرح برتن میں سانس لینے سے بھی جراثیم اُس میں منتقل ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ مبادا سانس لینے والا مریض ہو اور اُس کے جراثیم بعد میں پینے والوں کے جسم میں بھی چلے جائیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''رسول ﷺ کسی کھانے کی چیز میں پھونک مارتے تھے اور نہ پینے کی چیز میں اور برتن میں سانس بھی نہیں لیتے تھے۔'' (ابن ماجہ)

- وہ امراض جو متعدی (ایک دوسرے سے لگنے والی) ہیں اور اُن کے جراثیم تیزی سے ایک انسان سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتے ہیں، ان سے بچاؤ کے لیے اسلام نے خاص طور پر توجہ دلائی ہے۔ جیسے طاعون ایک نہایت موذی بیماری ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے ''جب تمہیں پتہ چلے کہ کسی علاقے میں طاعون پھیلا ہوا ہے تو وہاں مت جاؤ اگر تم پہلے سے وہیں ہو تو اُس علاقے کو چھوڑ کر مت بھاگو۔'' (بخاری)
- طبی نقطۂ نظر سے دانتوں کی صفائی جہاں دانتوں کو بہت سی خرابیوں سے محفوظ رکھتی ہے وہاں امراضِ معدہ کے سدِّ باب کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے دانتوں کی صفائی پر بہت زور دیا۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے ''اگر میں اپنی اُمت پر باعثِ دُشواری نہ سمجھتا تو انہیں ہر نماز میں دانتوں کی صفائی کا حکم دیتا۔'' (بخاری، نسائی)

۱۲ نماز کے طبی فوائد

نماز اَرکانِ اسلام میں توحید ورسالت کی شہادت کے بعد سب سے بڑا رُکن ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اسے ایمان اور کفر کے درمیان حدِ فاصل قرار دیا ہے۔

قرآنی احکامات کی مزید توضیح رسول اکرم ﷺ کی اِس حدیثِ مبارکہ سے بھی ہوتی ہے: ''بیشک نماز میں شفاء ہے۔'' (ابنِ ماجہ)

اگر ہم رسول اکرم ﷺ کے ارشاد اور عمل کے مطابق صحیح طریقہ پر پانچ وقت کی نماز ادا کریں تو جسم کا کوئی عضو ایسا نہیں جس کی اَحسن طریقے سے ہلکی پھلکی ورزش نہ ہو جائے۔

تکبیر تحریمہ: تکبیر تحریمہ کے دوران نیت باندھتے وقت کہنی کے سامنے کے عضلات اور کندھے کے جوڑوں کے عضلات حصہ لیتے ہیں۔

قیام: ہاتھ باندھتے وقت کہنی کے آگے کھینچنے والے پٹھے اور کلائی کے آگے اور پیچھے کھینچنے والے پٹھے حصہ لیتے ہیں جبکہ جسم کے باقی پٹھے سیدھا کھڑے ہونے کی وجہ سے اپنا معمول کا کام ادا کرتے ہیں۔

رُکوع: رکوع کی حالت میں جسم کے تمام پٹھے ورزش میں حصہ لیتے ہیں۔ اُس میں کولہے کے جوڑ پر جھکاؤ ہوتا ہے جبکہ گھٹنے کے جوڑ سیدھی حالت میں ہوتے ہیں۔ کہنیاں سیدھی کھنچی ہوئی ہوتی ہیں اور کلائی بھی سیدھی ہوتی ہے جبکہ پیٹ اور کمر کے پٹھے، جھکتے اور سیدھے ہوتے وقت کام کرتے ہیں۔

سجدہ: سجدے میں کولہوں، گھٹنوں، ٹخنوں اور کہنیوں پر جھکاؤ ہوتا ہے جبکہ ٹانگوں اور رانوں کے پیچھے کے پٹھے اور کمر و پیٹ کے پٹھے کھنچے ہوئے ہوتے ہیں اور کندھے کے جوڑ کے پٹھے اس کو باہر کی طرف کھینچتے ہیں اس کے ساتھ کلائی کے پیچھے کے عضلات بھی کھنچے ہوتے ہیں۔

تشہد: التحیات کی صورت میں گھٹنے اور کولہے پر جھکاؤ ہوتا ہے، ٹخنے اور پاؤں کے عضلات پیچھے کھنچے ہوئے ہوتے ہیں، کمر اور گردن کے پٹھے کھنچے ہوئے ہوتے ہیں۔

سلام: سلام پھیرتے وقت گردن کے دائیں اور بائیں طرف کے پٹھے کام کرتے ہیں۔

سنتِ نبوی کی پیروی میں درست طریقے سے نماز ادا کرنے کی صورت میں انسانی بدن کا ہر عضو ایک قسم کی ہلکی پھلکی ورزش میں حصہ لیتا ہے جو اُس کی عمومی صحت کے لیے مفید ہے۔

کم خوری اور متوازن غذا

طبی تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ دل کی زیادہ تر بیماریاں معدے سے جنم لیتی ہیں۔ کوئی شخص جتنی زیادہ غذا کھاتا ہے اتنی ہی زیادہ بیماریوں کو مول لیتا ہے۔ زیادہ خوراک کھانے کی عادت انسانی صحت پر بری طرح اثر انداز ہوتی ہیں۔ اسی لیے اسلام نے ہمیشہ بھوک رکھ کر کھانے اور متوازن غذا کھانے کے متعلق سختی سے احکامات صادر فرمائے ہیں۔

قرآنِ مجید نے متوازن غذا کی عادت کو برقرار رکھنے کے لیے خوراک کے زائد استعمال سے دور رہنے کی سختی سے تلقین کی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

کھاؤ اور پیئو اور ضائع مت کرو اور اللہ اِسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (الاعراف: ۳۱)

ارشادِ نبوی ہے: ''مومن ایک آنت میں اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔'' (بخاری، ترمذی)

ایک اور جگہ ارشاد ہوا: ''انسان کی کمر سیدھی رکھنے کے لیے چند لقمے ہی کافی ہیں اور اگر زیادہ کھانے کو دل چاہے تو یاد رکھو کہ معدہ کا ایک تہائی حصہ کھانے کے لیے اور ایک تہائی مشروبات کے لیے (استعمال کرو) اور ایک تہائی سانس لینے میں آسانی کے لیے چھوڑ دو۔'' (ابنِ ماجہ)

جادو کا اثر ختم کرنے کے لیے قرآنی سورتیں

جادو کرنا اور کرانا اگرچہ کفر ہے لیکن گزشتہ چند برسوں سے یہ وبا اس قدر عام ہو چکی ہے کہ اس کے کفریہ عمل ہونے کی کسی کو پرواہ نہیں رہی۔ گناہوں کی کثرت، باہمی عداوت، حسد، بغض، کینہ اور دشمنی وغیرہ اس کے بنیادی اسباب ہیں۔ جادو کا تعلق شیاطین جنات سے ہوتا ہے، لہٰذا جادو کے اثرات زائل کرنے والی آیات تحریر کرنے سے قبل ہم جنات شیاطین کے بارے میں بعض اہم معلومات اختصار کے ساتھ تحریر کرنا چاہتے ہیں۔

جنات آگ سے پیدا کی گئی مخلوق ہے جو نظر آتی ہے نہ محسوس ہوتی ہے۔ انسانوں کی طرح جنات بھی ایمان لانے کے مکلف ہیں لہٰذا آخرت میں ان کے لیے بھی جزا و سزا ہے۔

ان میں اہلِ ایمان بھی ہیں جو بلاوجہ انسانوں کو تکلیف نہیں پہنچاتے بلکہ بعض صالح اور نیک جنات، انسانوں سے علم دین حاصل کرتے ہیں۔ البتہ جو ان میں سے فاسق اور فاجر جنات ہوتے ہیں وہ انسانوں کو ذہنی اور جسمانی تکلیف پہنچاتے ہیں۔ ان فاسق اور فاجر جنات کو عام زبان میں شیاطین کہا جاتا ہے۔ جادوگر اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لیے انہی شیاطین جنات سے کام لیتے ہیں۔

جنات کی رہائش عموماً غیر آباد جگہوں، جنگلوں، پہاڑوں بعض اوقات آبادیوں میں غلیظ جگہوں مثلاً حمام اور غلاظت

کے ڈھیر میں بھی جنات رہائش اختیار کرتے ہیں۔

ایسے مکان جہاں اللہ کا ذکر، تلاوتِ قرآن اور نماز وغیرہ کا اہتمام نہ ہو یا جہاں موسیقی اور گانا بجانا ہو یا جہاں عورتوں کی بے حجاب، عریاں یا نیم عریاں تصاویر وغیرہ ہوں، وہاں بھی شیاطین جن رہائش اختیار کرتے ہیں۔ جنات میں انسانوں کی طرح بیاہ شادیاں ہوتی ہیں اور افزائش کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور انہیں بھی موت آتی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے مقابلے میں شیاطین کو بہت زیادہ طاقت اور قوت عطا فرمائی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ فوقیت عطا فرمائی ہے کہ وہ جب چاہیں، جہاں چاہیں شیطان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کر سکتے ہیں۔

جادو کا اثر زائل کرنا دراصل شیطان جن کو مغلوب کرنا ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نصرت اور پناہ کے بغیر ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور ہم قرآن میں بعض ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں جو مومنوں کو شفا دینے والی اور ان کے لیے باعثِ رحمت ہوتی ہے۔'' (بنی اسرائیل:۸۲)

کچھ مفسرین کرام نے اس شفا سے مراد معنوی شفا یعنی شک، شرک اور فسق و فجور سے شفا لیا اور اکثر کہتے ہیں کہ اس شفاء سے مراد معنوی اور حسی دونوں ہیں اور اس سلسلے میں سب سے اہم دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جس میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے جب وہ ایک عورت پر (کچھ پڑھ کر) مسح کر رہی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس کا علاج قرآن مجید سے کرو۔''

اگر آپ اس حدیث میں غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری کتاب اللہ (قرآن مجید) کو علاج قرار دیا ہے۔ لہٰذا جادو کا اثر ختم کرنے کے لیے درج ذیل قرآنی سورتیں اور آیات پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے نصرت اور پناہ طلب کرنی چاہیے۔

1. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (ابوداود)
2. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (مسلم، ترمذی، ابوداود)
3. سورۃ الفاتحہ (ابوداود)
4. سورۃ البقرہ (مسلم، ترمذی)
5. سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات (بخاری)
6. آیۃ الکرسی (بخاری)

◆ سورہ الاخلاص (ابوداؤد، نسائی)

◆ معوذتین (سورہ الفلق، سورہ الناس) (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، طبرانی)

ایک عظیم فضیلت

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جب کہ ہم صفہ میں تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا:

ایکم یحب ان یغدو کل یوم الی بطحان او العقیق فیاتی منه بناقتین کوماوین فی غیر اثم بالله ولا قطع رحم۔

تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ وہ صبح کے وقت وادیٔ بطحان یا وادیٔ عقیق کی طرف جائے تو وہاں سے دو بڑی کوہان والی اونٹیاں بغیر گناہ یعنی اللہ کے حکم کی نافرمانی اور بغیر قطع رحمی کے لے کر آجائے؟ ہم نے عرض کیا: ''یا رسول الله! کلنا نحب ذلك'' یارسول اللہ! ہم میں سے سب لوگ ہی اسے پسند کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''فلان یغدو احدکم کل یوم الی المسجد فیتعلم ایتین من کتاب الله عزوجل خیر له من ناقتین، و ثلاث له خیر من ثلاث و اربع خیر له من اربع و من اعدادھن من الابل۔'' تم میں سے کوئی آدمی ہر روز کسی مسجد میں جا کر اللہ تعالیٰ کی کتاب سے دو آیتیں سیکھے تو یہ اس کے لیے دو اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور تین آیات سیکھنا اس کے لیے تین اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور چار آیتیں چار اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور ان کی تعداد کے مطابق اونٹ بھی ہیں۔

(مسلم اور ابوداؤد)

یاد رہے! صفہ مسجد نبوی شریف میں سایہ دار جگہ ہے جہاں مسکین لوگ رہتے تھے اور ان کا نام ''ضیوف الاسلام'' یعنی اسلام کے مہمان رکھا گیا ہے۔ ''بطحان'' مدینہ کے اطراف مین ایک جگہ ہے۔ ''العقیق'' مدینہ شریف کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے۔ ''الکوماوین'' ''کوماء'' کا تثنیہ ہے اور یہ بڑی کوہان والی اعلیٰ قسم کی اونٹنی ہوتی ہے۔

اس حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ بیان فرما رہے ہیں کہ قرآن کریم کی دو آیتوں کو یاد کرنا اور ان پر عمل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک دو اونٹنیاں حاصل کرنے سے زیادہ افضل ہے کیونکہ یہ اونٹنیاں مال ہے جو چلا جائے گا اور فنا ہو جائے گا اور قرآن کا ثواب باقی رہنے والا ہے بلکہ ایک آیت پوری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، اس سے بہتر ہے۔

ایک عظیم آیت کی نشاندہی

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یا ابا المنذر! اتدری ای آیة من کتاب اللّٰہ معك اعظم ''اے ابوالمنذر! کیا تو جانتا ہے کہ تیرے پاس کتاب اللہ کی سب سے عظیم آیت کون سی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: ''اللّٰہ و رسوله اعلم'' اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یا ابا المنذر! ای آیة من کتاب اللّٰہ معك اعظم؟'' اے ابوالمنذر! کتاب اللہ کی کون سی سب سے بڑی آیت تیرے پاس ہے؟ میں نے عرض کیا: ''اللّٰہ لا اله الا ھو الحی القیوم'' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ہے اور قائم رکھنے والا ہے۔ راوی نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ''لیھنك العلم یا ابا المنذر'' اے ابوالمنذر! علم تجھے مبارک ہو۔ (مسلم اور ابوداؤد)

اس حدیث پاک میں یہ بیان ہے کہ قرآن کریم میں سب سے عظمت والی آیت آیۃ الکرسی ہے، اور اس آیت کے عظمت والی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کے جو اصول (اہم نام) ہیں: معبود ہونا، ایک ہونا، زندہ ہونا اور ہمیشہ زندہ رہنا، علم، بادشاہی، قدرت اور ارادہ اس میں جمع ہیں، اور یہ سات نام ہی اللہ کے ناموں اور صفتوں کی اصل ہیں۔

جنت واجب ہوگئی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آ رہا تھا کہ آپ نے ایک آدمی سے سنا کہ وہ ''قل ھو اللّٰہ احد ٥ اللّٰہ الصمد٥'' یعنی سورۂ اخلاص پڑھ رہا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وجبت'' واجب ہو گئی! میں نے عرض کیا: ''وما وجبت'' کیا واجب ہوگئی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''الجنة'' جنت (واجب ہوگئی)۔ (امام ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: ''یا رسول اللّٰہ ای العمل احب الی اللّٰہ'' یارسول اللہ! کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''الحال المرتحل'' حال مرتحل۔ انہوں نے عرض کیا: ''وما الحال المرتحل؟'' یارسول اللہ! حال مرتحل کیا ہے؟ حضور نے فرمایا: ''الذی یضرب من اوّل القرآن الی آخرہ کلما حل ارتحل'' قرآن کی تلاوت ایک سرے سے شروع کرے، پھر ختم کر کے دوبارہ شروع کر لے۔ (امام ترمذی)

یعنی بندۂ مومن جب قرآن مکمل کر لیتا ہے تو اس کی تلاوت کے لیے اس کے شروع کی طرف لوٹتا ہے (یعنی اک

دفعہ ختم کر کے دوبارہ شروع کر لیتا ہے) پس قرآن افضل عبادت ہے، بندہ اس کے ذریعے اپنے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے۔(یہ قرب) فرائض (کی پابندی) کے بعد ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیے ہیں۔

ختم قرآن کی مدت

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! میں کتنی مدت میں قرآن (کی تلاوت) مکمل کروں؟'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کو ایک مہینہ میں ختم کر۔'' میں نے عرض کیا: ''میں اس سے بہتر (زیادہ) کی طاقت رکھتا ہوں۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے بیس دنوں میں ختم کر۔'' میں نے عرض کیا: ''میں اس سے بہتر (جلدی) کی طاقت رکھتا ہوں۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے پندرہ دنوں میں ختم کر۔'' میں نے عرض کیا: ''میں اس سے بہتر کی طاقت رکھتا ہوں۔'' آپ نے فرمایا: ''دس دنوں میں قرآن ختم کر۔'' میں نے عرض کیا: ''میں اس سے بہتر کی طاقت رکھتا ہوں۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے پانچ دن میں ختم کر۔'' میں نے عرض کیا: ''میں اس سے بہتر کی طاقت رکھتا ہوں تو آپ نے مجھے اس کی اجازت نہ دی۔'' (امام ترمذی)

اس روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو پانچ دن سے کم مدت میں قرآن کی تلاوت مکمل کرنے کی اجازت نہیں دی کیونکہ جلدی پڑھنے سے تلاوتِ قرآن تدبر قرآن سے خالی ہوگی (یعنی پڑھنے والا قرآن پاک کے مفہوم پر غور نہیں کر سکے گا)۔

لیکن بعض روایات میں تین دن کا ذکر بھی ہے اور پھر جس طرح ہر حکم میں استثنائی صورتیں بھی ہوتی ہیں اس طرح بعض بزرگوں کے بارے میں روزانہ قرآن پاک کا معمول سنت کی خلاف ورزی نہیں ہے۔

قرآن مجید کے مزید فضائل و برکات کے لیے ہماری کتاب ''قرآن اور حاملین قرآن'' دیکھئے۔ اب ہم قرآن اور صاحبِ قرآن کے حوالے سے چند باتیں لکھتے ہیں:

قرآن اور صاحبِ قرآن علیہ السلام

1. قرآن مجید میں غلبہ روم کی پیش گوئی موجود ہے۔ جب ایران والوں نے رومیوں کو شکست دی تو مسلمانوں کی ہمدردیاں رومیوں کے ساتھ تھیں۔ مسلمان چاہتے تھے کہ رومی فتح حاصل کریں۔ اللہ کریم نے ان کی خواہش کا بھرم رکھتے ہوئے فرمایا کہ:

غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین۔

ترجمہ: ''اہلِ روم (فارس سے) مغلوب ہو گئے قریب کی زمین میں اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہو جائیں گے چند سالوں میں۔'' (الروم ۲ تا ۴)

یہ پیش گوئی سچ ثابت ہوئی اور رومی چند سالوں میں ہی ایران پر غالب آ گئے۔

◆ ۲ اگر انسان اور جن سب مل کر بھی قرآن کی مثال لانا چاہیں تو اس کی مثال نہیں لا سکتے خواہ ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں۔ (بنی اسرائیل ۱۷-۸۸)

قرآن کی یہ پیشگوئی بھی درست نکلی، آج تک دنیا کا کوئی شخص قرآن کی مثال بنا کر نہیں لا سکا۔

◆ ۳ ہم نے اس قرآن کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ (الحجر: ۱۰-۹)

قرآن کی یہ بات بھی سچی نکلی ہے، قرآن آج تک اسی طرح محفوظ چلا آ رہا ہے جس طرح نازل ہوا تھا۔

◆ ۴ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

والذی نفسی بیده لا تذهب الدنیا حتی یاتی علی الناس یوم لا یدری القاتل فیم قتل ولا المقتول فیم قتل، فقیل کیف یکون ذٰلك؟ قال الهرج۔

ترجمہ: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک لوگوں پر وہ دن نہ آئے کہ قاتل کو علم نہ ہوگا اس نے کیوں قتل کیا اور مقتول کو علم نہ ہوگا وہ کیوں قتل کیا گیا، پوچھا گیا کہ یہ کیسے ہوگا؟ تو فرمایا یہ فتنے کا وقت ہوگا۔'' (مسلم حدیث رقم ۷۳۰۴، المستند حدیث رقم ۳۳۹)

ہمارے نبی کریم ﷺ کی یہ پیش گوئی ثابت ہو چکی ہے، آج بھی پوری دنیا میں قتل و غارت اور دھماکوں کا سلسلہ اسی طرح جاری ہے۔

◆ ۵ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

ان من اشراط الساعة ان یرفع العلم، و یکثر الجهل، و یکثر الزِّنا، و یکثر شرب الخمر، و یقل الرجال، و یکثر النساء حتی یکون لخمسین امرآة القیم الواحد۔

ترجمہ: ''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا اور جہالت زیادہ ہو جائے گی اور زنا کثرت سے ہوگا اور شراب نوشی کثرت سے ہوگی اور مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی حتیٰ کہ پچاس عورتوں کا ایک مرد متولی ہوگا۔''

(مسلم حدیث رقم ۶۷۸۶، بخاری حدیث رقم ۵۲۳۱، ترمذی حدیث رقم ۲۲۰۵، ابن ماجۃ حدیث رقم ۴۰۴۵، المستند حدیث رقم ۳۴۴)

آپ دیکھ سکتے ہیں آج دنیا میں بالکل یہی کچھ ہو رہا ہے، حتیٰ کہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لا یاتی علیکم زمان الا والذی بعدہٗ شر منه حتی تلقوا ربکم۔

ترجمہ: ''تم پر بعد میں آنے والا ہر زمانہ پہلے سے پر خطر ہو گا حتیٰ کہ تم اپنے رب سے جا ملو گے۔''

(بخاری حدیث رقم ۷۰۶۸، ترمذی حدیث رقم ۲۲۰۶، المسند حدیث رقم ۳۴۱)

سیرت وکردار کی بلندی

عام مسلمانوں پر دنیا میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ مگر آپ ﷺ پر چھ نمازیں فرض تھیں۔ چھٹی نماز بھی وہ جو پچھلی رات کو پڑھی جاتی ہے۔ اسے تہجد کہتے ہیں۔ یہ سب سے مشکل نماز ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ آپ بے شمار روزے رکھتے تھے۔ آپ ہمیشہ کسی سوچ میں مبتلا رہتے تھے۔ سہمے سہمے رہتے تھے اور ہر لمحہ اللہ کا ذکر کرتے تھے:

کان رسول الله یذکر الله علی کل احیانه۔

(مسلم حدیث رقم ۸۲۶، ابوداؤد حدیث رقم ۱۸، ترمذی حدیث رقم ۳۳۸۴، ابن ماجۃ حدیث رقم ۳۰۲، المسند حدیث رقم ۱۴۸۹)

اپنی امت کی نسبت کہیں زیادہ عبادات کرنا، مشکل ترین عبادات کرنا اور ہر وقت یادِ الٰہی میں مصروف رہنا آپ ﷺ کی صداقت پر بہترین قرینہ ہے۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے زندگی کے ہر شعبہ میں ہماری راہنمائی فرمائی ہے، کھانے پینے سونے جاگنے جیسے ذاتی معاملات ہوں یا نکاح وطلاق اور حقوق العباد جیسے ازدواجی ومعاشرتی معاملات ہوں یا سیاسیات، معاشیات وترجیحات جیسی سائنسز ہوں انسانی زندگی کا کوئی گوشہ اس عظیم پیغمبر کی تعلیمات سے تشنہ نہیں، آپ ﷺ ایک ہی وقت میں عظیم ترین انسان، اعلیٰ ترین مصلح اخلاق، حیرت انگیز معیشت دان ماہر ترین قانون ساز، منصف مزاج جج، سمجھدار سیاستدان اور بندہ پرور حکمران ہیں۔

اتنی مصروفیات کے باوجود آپ اپنی ازواج واولاد کو بھی وقت دیتے ہر وقت اللہ کی یاد میں رہتے، راتوں کو اٹھ اٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے یہاں تک کہ پاؤں مبارک پر ورم آجاتا۔

صبح ازل کے مہر درخشاں ﷺ شام ابد کے نیّر تاباں ﷺ

ابدی صداقتوں اور لافانی حقیقتوں کا دین

دینِ اسلام ابدی صداقتوں اور لافانی حقیقتوں کا حامل دین ہے اس کی ابدی صداقتوں اور لافانی حقیقتوں نے انسانی معاشرے کے ہر ہر گوشے پر اپنے ایسے اَن مٹ اثرات مرتب کیے ہیں کہ جن اثرات کے نتیجے میں انسانی معاشرے

کاایک ایک فرد مثالی انسان بن کر اشرف المخلوقات کا مصداق بنا، وجہ یہی تھا کہ تعلیماتِ اسلامیہ نے انسانی تاریخ اور معاشرے کو برائیوں سے پاک کر کے انہیں صراطِ مستقیم کی راہ دکھلائی، کفر وشرک کی تاریک رات سے توحید و رسالت کا سپیدۂ سحر نمودار کیا، معاشرتی برائیوں مثلاً ظلم وستم، جور و جفا، قتل وغارت، ناانصافی ومفاد پرستی، نفرت وعداوت، بغض وعناد، فحاشی وعریانی، دھوکہ وفریب، افراط وتفریط، خودغرضی وتنگ نظری اور دیگری اخلاقی برائیوں کی بیخ کنی کر کے......رحم وکرم، محبت والفت، ہمدردی وپاسداری، عدل وانصاف، ایثار وقربانی، شرم وحیا، اعتدال ومیانہ روی اور تقویٰ وطہارت کے گلشن آباد کر کے خطۂ ارضی کوان کی جانفزا خوشبو سے مہکا دیا۔

چنانچہ جب ہم تاریخ کے جھروکوں میں جھانکتے ہیں تو تاریخ کے اوراق پارینہ ہمارے سامنے کھلنا شروع ہو جاتے ہیں اور ہمارے سامنے یہ حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے کہ دینِ اسلام کی انہی ابدی صداقتوں اور لافانی حقیقتوں کی اثر انگیزیوں سے ایسے رجال کار اور نفوس قدسیہ پیدا ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ جن پر انسانیت بھی رشک کرتی ہے اور جن کی عظمت و رفعت اور مرتبہ وتقدس کا دوست ودشمن سبھی نے اقرار کیا۔

دریائے طلب بن جاتا ہے ہر میکش کا پایاب یہاں ان تشنہ لبوں نے سیکھے ہیں مے نوشی کے آداب یہاں

اور ایسے نفوسِ قدسیہ کوئی دو چار نہیں بلکہ اسلامی تاریخ کا دامن ایسے حضرات سے لبالب بھرا ہوا ہے۔

معجزاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

معجزات کسی بھی نبی کی نبوت کا اولین ثبوت ہوتے ہیں۔ معجزہ کا معنی ہے لوگوں کو عاجز کر دینے والا کام۔ یہ عام روٹین اور عادت کے خلاف ایسا کمال درجہ کا کام ہوتا ہے جسے دیکھ کر لوگ حیران رہ جائیں اور مخالفین عاجز آ جائیں۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بے شمار معجزات دکھائے ہیں۔ مثلاً:

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیا بکریوں کے ریوڑ کے پاس آیا اور اس میں سے ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے نے اسے تلاش کیا اور اس سے بکری چھین لی۔ وہ بھیڑیا ایک چٹان پر چڑھ کر کتے کی طرح بیٹھ کر دم ہلانے لگا اور کہنے لگا میں نے اللہ کے دیے ہوئے رزق کے حصول کی کوشش کی اور اسے پکڑ لیا۔ مگر تم نے اسے مجھ سے چھین لیا۔ اس آدمی نے کہا اللہ کی قسم میں نے آج کی طرح بھیڑیے کو بات کرتے کبھی نہیں سنا۔ بھیڑیے نے کہا اس سے بھی حیرت انگیز وہ آدمی ہے جو دو پہاڑوں کے درمیان والے نخلستان میں تمہیں بتاتا ہے جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ تمہارے بعد ہونے والا ہے۔ وہ آدمی یہودی تھا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا، ساری بات بتائی اور مسلمان ہو گیا۔ (مسند احمد حدیث رقم ۸۰۸۳، المستند حدیث رقم ۲۶۹)

۲ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی محفل میں تھے۔ اتنے میں ایک دیہاتی آیا جس نے سوسمار (گوہ) کو شکار کر کے پکڑا ہوا تھا۔ کہنے لگا یہ کون ہے؟ صحابہ کرام نے بتایا یہ اللہ کے نبی ہیں۔ کہنے لگا لات اور عزیٰ کی قسم میں تم پر اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا جب تک یہ سوسمار تم پر ایمان نہ لے آئے۔ یہ کہا اور سوسمار کو نبی کریم ﷺ کے سامنے پھینک دیا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے سوسمار! اس نے بڑی واضح زبان کے ساتھ جواب دیا جسے تمام لوگوں نے سنا۔ کہنے لگا میں حاضر ہوں اور ہر خدمت کے لیے تیار ہوں اے قیامت کے دن لجپالوں کے لجپال۔ فرمایا تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ اس نے کہا اس ذات کی جس کا عرش آسمانوں کے اوپر ہے، جس کی بادشاہی زمین میں ہے، جس کے راستے سمندر میں ہیں، جس کی رحمت جنت میں ہے اور جس کی ناراضگی جہنم میں ہے۔ فرمایا میں کون ہوں؟ اس نے کہا رب العالمین کے رسول اور آخری نبی، وہ فلاح پا گیا جس نے آپ کی تصدیق کی اور وہ رسوا ہوا جس نے آپ کو جھٹلایا۔ وہ دیہاتی مسلمان ہو گیا۔

(الشفاء ۱:۲۰۴، الوفا ۱/۳۳۶، المستند حدیث رقم ۲۷۰)

۳ حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابن عباس اور حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہم تینوں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ صحرا میں تھے۔ ایک آواز دینے والے نے آواز دی، یارسول اللہ۔ آپ ﷺ نے دھیان دیا مگر کوئی چیز نہ دیکھی۔ پھر دوبارہ متوجہ ہوئے تو ایک ہرنی پر نظر پڑی جو بندھی ہوئی تھی۔ اس نے کہا یارسول اللہ میرے قریب تشریف لائیے۔ آپ اس کے قریب تشریف لے گئے۔ فرمایا تمہاری کوئی حاجت ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں۔ آپ مجھے کھول دیں تاکہ میں انہیں جا کر دودھ پلاؤں اور پھر آپ کے پاس واپس آجاؤں۔ فرمایا ایسا ہی کرو گی؟ اس نے کہا اگر ایسا نہ کروں تو اللہ مجھے (ظالمانہ، جگا) ٹیکس لینے والوں جیسا عذاب دے۔ آپ نے اسے کھول دیا۔ وہ چلی گئی اپنے بچوں کو دودھ پلایا اور واپس آ گئی۔ نبی کریم ﷺ نے اسے باندھ دیا۔ اتنے میں دیہاتی جاگ گیا۔ (جس نے اسے شکار کر کے قید کر رکھا تھا)۔ اس نے کہا یارسول اللہ مجھ سے کوئی کام ہے؟ فرمایا ہاں اسے آزاد کر دو۔ اس نے اسے آزاد کر دیا۔ وہ تیزی سے بھاگ گئی اور کہہ رہی تھی میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (الشفاء ۱:۲۰۷، الوفا ۱/۳۳۵، المستند حدیث رقم ۲۷۱)

۴ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ عصر کی نماز کا وقت ہو چکا ہے۔ لوگوں نے وضو کا پانی تلاش کیا مگر انہیں پانی نہ ملا۔ نبی کریم ﷺ کے پاس وضو کا برتن لایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس برتن میں اپنا ہاتھ مبارک ڈالا اور لوگوں کو حکم دیا کہ سب لوگ اس میں وضو کرو۔ میں نے پانی کو آپ کی انگلیوں کے درمیان

سے پھوٹتے دیکھا۔لوگوں نے وضو کیا حتیٰ کہ آخری آدمی نے بھی وضو کرلیا۔

(بخاری حدیث رقم ۱۶۹،۳۵۷۳، مسلم حدیث رقم ۵۹۴۲، ترمذی حدیث رقم ۳۶۳۱،نسائی حدیث رقم ۷۶، المستند حدیث رقم ۲۷۲)

۵ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک غزوہ کے لیے نکلے۔راستے میں ہمیں شدید بھوک لگی، حتیٰ کہ ہم نے اپنی سواری کے بعض اونٹ ذبح کرنے کا ارادہ کرلیا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا اور ہم نے اپنا زادِ سفر اکٹھا کردیا۔ہم نے اس کے لیے ایک دستر خوان بچھایا۔دستر خوان پر سب لوگوں کے سامنے موجود کھانا جمع ہوگیا۔فرمایا میں نے گردن اٹھا کر دیکھا تا کہ اندازہ لگا سکوں کہ کھانا کتنا ہے۔میں نے اندازہ لگایا کہ بیٹھی ہوئی بکری کے برابر ڈھیر لگ گیا ہے۔جبکہ ہم چودہ سو آدمی تھے۔ہم نے کھانا کھایا حتیٰ کہ ہم سب سیر ہو گئے۔پھر ہم نے اپنے اپنے تھیلے بھی بھر لیے۔(مسلم حدیث رقم ۴۵۱۸، المستند حدیث رقم ۲۷۷)

۶ حضرت ہیثم بن عدی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جنگِ احد میں حضرت ابوقتادہ بن نعمان ظفری رضی اللہ عنہ کی آنکھ نکل گئی۔وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوگئے۔آنکھ ان کے ہاتھ پر تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوقتادہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ وہی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔فرمایا اگر چاہو تو صبر کرو اور تمہیں جنت ملے اور اگر چاہو تو میں اسے واپس رکھ دوں اور اللہ سے دعا کروں اور اس میں سے تیرا کچھ بھی نقصان نہ ہو۔انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ بے شک جنت ایک عظیم اجر ہے اور زبردست عطا ہے لیکن میں ایسا آدمی ہوں کہ اپنی بیویوں کی طرف سے کانے پن کا طعنہ سننے کا خدشہ محسوس کر رہا ہوں۔وہ میری طرف التفات ہی نہیں کریں گی۔آپ میری آنکھ بھی مجھے لوٹا دیں اور اللہ سے میرے لیے جنت بھی مانگیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوقتادہ میں ابھی کرتا ہوں۔پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے ہاتھ مبارک سے پکڑا اور اسے اپنی جگہ پر رکھ دیا۔وہ ان کی دوسری آنکھ سے بھی بہتر ہوگئی۔حتیٰ کہ ان کی وفات ہوگئی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے جنت کی بھی دعا فرمائی۔(متدرک حاکم حدیث رقم ۵۳۵۹، دلائل النبوۃ للبیہقی ۳/۲۵۱،۲۵۲،۲۵۳، الوفا/۳۳۳، المستند حدیث رقم ۲۸۴)

۷ حضرت ابنِ منکدر تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ روم یا اسر کے علاقے میں اپنے لشکر سے بچھڑ گئے۔وہ لشکر کی تلاش میں بھاگتے ہوئے جا رہے تھے۔انہیں اچانک ایک شیر ملا۔آپ نے فرمایا اے ابوحارث! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام ہوں۔میرے ساتھ اس اس طرح ہوا ہے۔شیر دم ہلاتا ہوا ان کے سامنے آیا حتیٰ کہ ان کے پہلو میں آ کھڑا ہوگیا۔جب وہ کہیں سے آواز سنتا تو اس کی طرف بھاگ پڑتا تھا۔پھر آ کر آپ کے ساتھ چلنے لگتا تھا۔حتیٰ کہ لشکر تک پہنچ گیا۔پھر شیر واپس آ گیا۔

(المصنف لعبدالرزاق حدیث رقم ۲۰۵۴۴، دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/۴۵، شرح السنۃ حدیث رقم ۳۷۳۲، متدرک حاکم حدیث رقم ۴۲۸۸، المستند حدیث رقم ۲۹۱)

❽ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگا، میں نے اپنی چھوٹی سی بیٹی کو فلاں وادی میں پھینکا ہے۔ آپ ﷺ اس کے ساتھ وادی میں تشریف لے گئے اور بچی کا نام لے کر اسے آواز دی اے فلانہ، اللہ کے اذن سے مجھے جواب دو۔ وہ نکل آئی اور کہہ رہی تھی لبیك و سعدیك۔ آپ نے فرمایا تیرے ماں باپ مسلمان ہو چکے ہیں۔ اگر تم چاہو تو میں تمہیں ان کے پاس واپس لے آؤں۔ اس نے عرض کیا مجھے ان کی ضرورت نہیں۔ میں نے اللہ کو ان دونوں سے زیادہ مہربان پایا ہے۔ (الشفاء جلد ا صفحہ ۲۱۱، المستند حدیث رقم ۲۹۳)

❾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکہ والوں نے رسول اللہ ﷺ سے معجزہ طلب کیا تو آپ نے انہیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیے حتیٰ کہ انہوں نے اس کے دونوں ٹکڑوں کو درمیان سے چرا ہوا دیکھا۔

(مسلم حدیث رقم ۷۰۷۶، بخاری حدیث رقم ۳۶۳۷، المستند حدیث رقم ۳۰۸)

❿ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے دو طرح سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی اور آپ کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا۔ وہ عصر کی نماز نہ پڑھ سکے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے علی کیا تم نے نماز پڑھی ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ حضور علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی: اے اللہ یہ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا، اس کے لیے سورج واپس کر دے۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے اسے ڈوبا ہوا دیکھا تھا پھر دیکھا کہ غروب کے بعد طلوع ہو گیا ہے اور پہاڑوں اور زمین پر ٹھہر گیا ہے۔ یہ خیبر کے علاقے میں موضع صہباء کا واقعہ ہے۔

(الشفاء: ۱/۱۸۵، مشکل الآثار حدیث رقم ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، مجمع الزوائد حدیث رقم ۱۴۰۹۷، المستند حدیث رقم ۳۰۹)

ہمارا نبی معجزہ بن کے آیا

اللہ نے نبیوں کو دیے معجزے ہمارا نبی معجزہ بن کے آیا

حافظ الحدیث حضرت الشیخ جمال الدین ابوزکریا المتوفی ۶۵۶ھ نے نبی اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات کے حوالے سے ایک قصیدہ لکھا ہے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

محمدٌ المبعوث للناس رحمة یشید ما اوهی الضلال و یصلح

ترجمہ: ''حضور ﷺ وہ ہیں جو تمام انسانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں..... جن بنیادوں کو گمراہوں نے کمزور کر دیا تھا..... انہیں پھر مضبوط بنایا..... اور اصلاح کی.....''

لئن سبحت صم الجبال مجیبة لداود اولان الحدید المصفح

ترجمہ: ''اگر داؤد علیہ السلام کی تسبیح کے جواب میں پہاڑوں نے تسبیح پڑھی یا ان کے لیے لوہا نرم ہو گیا......''

فان الصخور الصم لانت بکفه و ان الحصا فی کفه یسبح

ترجمہ: ''تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پتھر نرم ہو گئے اور کنکریوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں تسبیح پڑھی......''

و ان کان موسٰی ابنع الماء من العصا فمن کفه قد اصبح الماء یطفح

ترجمہ: ''اگر موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر عصا مار کر چشمہ بہا دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس انگلیوں سے پانی ابل پڑا......''

و ان کانت الریح الرخا مطیعة سلیمان لا تالو تروح و تسرح

ترجمہ: ''اگر سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا مسخر کر دی گئی تھی......جو صبح و شام کوتاہی نہ کرتی تھی......''

فان الصبا کانت لنصر نبینا برعب علی شهر به الخصم یکلح

ترجمہ: ''تو ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح کے لیے باد صبا تھی اور دشمن ایک ماہ کی مسافت پر آپ سے خوفزدہ تھا......''

و ان اوتی الملك العظیم سخرت له الجن تشفی بار ضیة و تلدح

ترجمہ: ''سلیمان علیہ السلام کو عظیم سلطنت مرحمت ہوئی......جن تابع ہوئے جو چاہتے ان سے کام لیتے......''

فان مفاتیح الکنوز باسرها اتته فردا الزاهد المترجع

ترجمہ: ''تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں پیش کی گئیں......''

و ان کان ابراهیم اعطی خلة و موسٰی بتکلیم علی الطور یمنح

ترجمہ: ''اگر سیدنا ابراہیم علیہ السلام مقام خلقت سے نوازے گئے......سیدنا کلیم اللہ کو ہمکلامی کا شرف ملا......''

فهذا حبیب بل خلیل مکلم و خصص بالرؤیا و بالحق اشرح

ترجمہ: ''تو یہ حبیب اللہ ہیں بلکہ خلیل بھی اور خلیل بھی وہ جس سے رب تعالیٰ نے خود کلام کیا اور دیدارِ الٰہی صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے حصے میں آیا اور میں سچی بات بیان کر رہا ہوں......''

و خصص بالحوض العظیم و باللواء و یشفع للعاصین والنار تلفح

ترجمہ: ''اسی طرح حوض کوثر اور اہلِ محشر کی سربراہی کا جھنڈا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہوا......اسی بنا پر جب جہنم کی آگ بھڑکے گی تو گنہگاروں کی سفارش صرف آپ ہی فرمائیں گے۔''

و بالمقعد الا علی المقرب عنده عطاء ببشراه اقرو افرح

ترجمہ: ''اور سب سے بلند مقامات کی بشارت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مشرف ہوئے جس کا میں اقرار کر رہا ہوں

اور خوشیاں منا رہا ہوں۔"

و بالرتبة العليا الاسيلة دونها مراتب ارباب المواهب تلمح

ترجمہ: "بلند مرتبہ اور مقام وسیلہ بھی آپ ﷺ ہی کو ملا...... بڑے انعامات والوں کے مقامات اس سے نیچے ہی چمکتے ہیں......"

و فی جنة الفردوس اول داخل له سائر الابواب بالخار تفتح

ترجمہ: "جنت میں سب سے پہلے حضور ﷺ ہی داخل ہوں گے......"

امام اعظم ابو حنیفہ کا نذرانہ محبت

قصیدہ النعمان میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

والذئب جآئك والغزالة قد اتت بك تستجير و تحتمى بحماك

ترجمہ: "اور بھیڑیئے نے آپ ﷺ کے پاس آکر آپ ﷺ کی تصدیق کی اور ہرنی نے بحالت قید آپ ﷺ کی پناہ مانگی اور وہ اظہار شادمانی کرتی تھی......"

و كذا الوحوش اتت اليك و سلمت و شكا البعير اليك حين راك

ترجمہ: "اور اسی طرح جانوروں نے آکر سلام کیا اور اونٹ نے جب آپ ﷺ کو غور سے دیکھا تو آپ ﷺ کے حضور اپنے حال کی شکایت کی۔"

و دعوت اشجارا اتتك مطيعة وسعت اليك مجيبة لنداك

ترجمہ: "اور آپ ﷺ نے درختوں کو بلایا تو وہ تعمیل ارشاد کرتے ہوئے آپ ﷺ کے حضور دوڑ کر حاضر ہو گئے (اور آپ ﷺ کی صداقت کی گواہی دی)"

و عليك ظللت الغمامة فى الورٰى والجزع عن الى كريم لقاك

ترجمہ: "اور بادلوں نے آپ ﷺ پر سایہ کیا اور ستون حنانہ آپ ﷺ کے فراق میں رو دیا۔"

تو لاجواب ہے تیرا کوئی جواب نہیں

چند مشہور معجزات ملاحظہ ہوں:

- گوہ کا آپ کی نبوت کی شہادت دینا
- حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے خیبر کے دن (لعاب دہن مبارک) شفایاب ہو جانا

- تیس مدعیان نبوت کی خبر دینا
- آپ ﷺ کا پشت کے پیچھے سے ایسے دیکھنا جیسے سامنے دیکھتے ہیں
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہر قسم کے سوالات کے جوابات عطا کرنا
- آپ ﷺ کی برکت وتوجہ سے موسلا دھار بارش کا برسنا
- ایک ماہ کی مسافت پر آپ کا رعب چھایا رہنا
- کھانے میں برکت کا ہو جانا
- غزوۂ تبوک میں بے پناہ برکت
- واقعہ معراج میں قریش کے سوالات پر بیت المقدس کا سامنے آجانا
- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں کی شفایابی
- جانوروں کا آپ کو سجدہ کرنا
- سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا آپ ﷺ کے کندھوں پر کھڑے ہو کر عجائب کا دیکھنا
- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا آپ ﷺ کی دعا سے اسلام قبول کرنا
- کھجور کے ایک خوشہ نے آپ ﷺ کی نبوت کی شہادت دی
- عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سوالوں کا جواب دینا
- عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے اسلام کی غیبی خبر دی
- آپ ﷺ کے رعب سے دشمن کے ہاتھ سے تلوار گر گئی
- جنگ بدر میں مقتولین کے نام بتائے اور گرنے کی جگہوں کا تعین فرمایا
- بعثت سے پہلے پتھروں کا آپ کو سلام کرنا
- بکری کی دستی نے خبر دی کہ اس میں زہر ہے
- معراج شریف کا ہونا
- اصحاب کہف کا واقعہ بیان فرمانا
- بحیرہ راہب کا قصہ
- امیہ بن خلف کے قتل کی خبر دینا

- آپ کے جسدِ اطہر میں وفات کے بعد تغیر نہ ہونا
- واقعہ حرہ میں سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا آپ کی قبر مبارک سے اذان کا سننا
- زمین کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلہ کو نگل جانا
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ کا معطر ہونا
- بچپن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کا چاک ہونا
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کنکروں کا کلمہ شریف پڑھنا
- دودھ کے ایک پیالے سے ستر آدمیوں کا سیر ہونا
- ام معبد کی لاغر بکری کا دودھ دینا
- سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کا زمین میں دھنس جانا
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں شیطان کا متمثل نہ ہوسکنا
- سیدہ حفصہ کے ہاتھوں کی شفایابی
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے ایک آدمی کا ہاتھ شل ہو جانا
- منیٰ شریف کے خطبہ کا تمام خیموں میں سنا جانا
- موسیٰ وخضر علیہما السلام کا پورا واقعہ بیان فرما دینا
- سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تین باتوں کا بتانا
- زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ کی گواہی دینا
- گائے کا عبرت آموز کلام کرنا
- ۱۲ منافقوں کی اطلاع دینا
- ایک بڑے منافق کی موت کی خبر دینا
- نزول وحی کے وقت صحابہ کرام علیہم الرضوان کا نظر اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکنا
- غارِ ثور میں دشمنوں کا آپ کو نہ دیکھ سکنا اور مکڑی کا جالا بننا
- درختوں کا زمین کو چیرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آجانا
- کفار مکہ کے شدید پہرہ سے ہجرت کی رات بچ نکلنا

- کھاری کنوئیں کا میٹھے ہو جانا
- حدیبیہ کے کنوئیں کا لعاب ڈالنے سے ابل جانا
- ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لانا تا کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نماز عصر ادا کر سکیں
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شخصیت میں انقلاب آنا۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی کے اشارے سے چاند کا ٹکڑے ہونا

یہ وہ مشہور واقعات و معجزات ہیں جن کا ذکر کتب احادیث میں ملتا ہے۔ بیشمار ایسے معجزات آپ کے علم میں آئیں گے جن کا ذکر میں یہاں نہیں کر سکا۔

انا اعطیناك الکوثر — آپ فضائل میں ہیں اکثر
اکثر امت اکثر عترت — کوئی نہیں ہے آپ کا ہمسر

معجزات کی تعداد

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی تعداد ۳ ہزار تک بیان کی ہے۔ (فتح الباری صفحہ ۳۷۶ جلد ۶)

ابن تیمیہ نے دس ہزار تک (الجواب الصحیح) فقیر راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اعداد وشمار سے ماوراء ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی کتاب قرآن مقدس کا ایک ایک حرف ان کا معجزہ ہے۔ تمام روئے زمین پر اِس وقت تک جتنے اولیاء اغواث، اقطاب پیدا ہوئے جتنے پیدا ہوں گے آپ ہی کے معجزات ہیں۔ ہر ولی کی کرامت آپ کا معجزہ ہے۔

أیات النبوۃ و براھینھا تکون فی حیات الرسول و قبل مولدہ و بعد مماتہ لا تختص بحیاتہ۔ (الجواب الصحیح جلد ۴ صفحہ ۲۴۹، ابن تیمیہ)

ترجمہ: ''آیات و معجزاتِ نبوت کا ظہور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ساتھ ہی خاص نہیں۔ بلکہ آیات نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ولادت سے قبل اور وفات کے بعد بھی ظاہر ہوتی ہیں۔''

دوسری جگہ پر مزید وضاحت اس طرح ہے

و محمد صلی اللہ علیہ وسلم جعلت لہ الایات البینات قبل بعثہ و حین مبعثہ و فی حیاتہ و بعد موتہ الی یوم القیٰمۃ۔ (الجواب الصحیح جلد ۴ صفحہ ۲۶۹، ابن تیمیہ)

ترجمہ: ''حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی علامات صداقت آپ کی بعثت سے قبل بعثت کے دوران تمام زندگی بلکہ

وفات کے بعد بھی قیامت تک جاری ہیں۔"

معجزات رسول ﷺ کے مقدس عنوان پر اکابر محدثین کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مستقل تصانیف فرمائی ہیں۔عقیدے کی اصلاح کے لیے یہاں علم نبوت کے بارے میں کچھ احادیث اور دیگر حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

یہی وہ علم ہے، علم لدنی جس کو کہتے ہیں

یا نائب الا له و یا صاحب النظر　　من نورك القديم بذ اكلى ما حضر

لا یمکن النظیر ثم لم یکن　　بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

عن عمرو بن الاخطب الانصاری رضی الله عنه قال صلى بنا رسول الله ﷺ الفجر و صعد المنبر، فخطبنا، حتى حضرت الظهر، فنزل فصلى، ثم صعد المنبر، فخطبنا حتى حضرت العصر، ثم نزل فصلى، ثم صعد المنبر فخطبنا، حتى غربت الشمس، فاخبرنا بما كان و بما هو كائن، فاعلمنا احفظنا۔

ترجمہ: "حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز ادا فرمائی اور منبر پر تشریف لے گئے، ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ ظہر کا وقت آ گیا، آپ ﷺ منبر سے اترے اور نماز ادا فرمائی، پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے، پھر ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ عصر کا وقت آ گیا، پھر منبر سے اترے اور نماز ادا فرمائی، پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ عصر کا وقت آ گیا، پھر منبر سے اترے اور نماز ادا فرمائی، پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا، بس آپ نے ہمیں جو کچھ ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے سب کچھ بتا دیا۔ہم میں سب سے زیادہ علم والا وہ ہے جس نے وہ خطبہ زیادہ سے زیادہ یاد رکھا۔"

(مسلم حدیث رقم ۷۲۶۷، المستند حدیث رقم ۶۲)

◆ اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نماز فجر سے غروب آفتاب تک بجز ظہر و عصر پڑھنے کے برابر دن بھر خطبہ ہی میں مشغول رہے اور سامعین سنتے رہے اور اس خطبہ میں حضور ﷺ نے قیامت تک کے ہونے والے تمام واقعات، تمام چیزوں اور تمام باتوں کی سامعین کو خبر دے دی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جس نے جس قدر زیادہ اس خطبہ کو یاد رکھا، اتنا ہی بڑا وہ عالم شمار کیا جاتا تھا۔

◆ یہ حدیث حضور ﷺ کے معجزات میں سے ہے کہ قیامت کے کروڑوں واقعات کو حضور ﷺ نے صرف دن بھر کے خطبہ میں بیان فرمادیا۔ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو خداوند عالم نے یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ آپ گھوڑے پر زین کسنے کا حکم دیتے تھے اور سائیس گھوڑے کی زین باندھ کر درست کرتا تھا۔ اتنی دیر میں آپ ایک بار مکمل ''زبور شریف'' کی تلاوت کر لیتے تھے تو حضور نبی آخر الزمان ﷺ جو تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات کے جامع ہیں اگر دن بھر میں قیامت تک کے تمام احوال و واقعات کو بیان فرمادیں تو اس میں کون سا تعجب کا مقام ہے؟

فوائد و مسائلِ حدیث

اس حدیث سے مندرجہ ذیل مسائل پر روشنی پڑتی ہے۔

❁ حضور ﷺ کو خداوند عالم الغیب والشہادۃ نے جس طرح بہت سے معجزانہ کمالات سے نوازا اور تمام انبیاء اور رسولوں میں آپ کو ممتاز فرما کر سید الانبیاء اور ''افضل الرسل'' بنایا۔ اس طرح علمی کمالات میں سے بھی آپ ﷺ کو وہ کمال بخشا کہ ''ما کان و ما یکون'' یعنی روزِ ازل سے قیامت تک کے تمام علوم کا خزانہ آپ کے سینہ نبوت میں بھر دیا۔

صرف دو احادیث ملاحظہ ہوں:

① حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے رب عزوجل کو بہترین صورت میں دیکھا تو اس نے مجھ سے فرمایا کہ اوپر والی جماعت کس چیز میں بحث کر رہی ہے؟ تو میں نے عرض کیا کہ یا اللہ! عزوجل تو ہی اس کو زیادہ جاننے والا ہے پھر خداوند عالم نے اپنی (قدرت کی) ہتھیلی کو میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دیا تو میں نے اس کی ٹھنڈک کو اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان میں پایا اور جو کچھ آسمان و زمین میں ہے، سب کو میں نے جان لیا۔

(مشکوٰۃ باب المساجد صفحہ ۷۰)

② اللہ عزوجل نے میرے لیے دنیا کو اٹھا کر اس طرح میرے سامنے پیش فرمادیا کہ میں تمام دنیا کو، اور اس میں قیامت تک جو کچھ بھی ہونے والا ہے، ان سب کو اس طرح دیکھ رہا ہوں، جس طرح میں اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ (زرقانی علی المواہب جلد ۷ صفحہ ۲۳۴)

◆ جس طرح حضور ﷺ ''افضل الخلق'' ہیں اسی طرح آپ ''اعلم الخلق'' بھی ہیں کہ تمام جن وانس اور ملائکہ کے علوم سے بڑھ کر آپ کا علم ہے۔ یہاں تک کہ حضرت علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قصیدہ بردہ میں فرمایا کہ

فان من جودك الدنيا و ضرتها　　　و من علومك علم اللوح والقلم

''یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم دنیا اور اس کی سوکن (یعنی آخرت) یہ دونوں آپ کی سخاوت کے ثمرات میں سے ہیں اور ''لوح وقلم کا علم'' آپ کے علوم کا ایک جزو ہے۔''

الغرض رب العالمین ہی آپنے برگزیدہ انبیاء ورسل پر غیب کا اس قدر حصہ ظاہر فرماتا رہا ہے جس کی ان کو ضرورت ہوئی یا جس کی ضرورت ان کی صداقت ورسالت کا یقین دلانے کے لیے پائی گئی ہو۔

پیامِ حق سنایا ہے محمد نے — نظام دیں چلایا ہے محمد نے
بنایا نور سے محبوب اپنے کو — یہ مرتبہ خوب پایا ہے محمد نے
مثال اس کی یہ دنیا پیش کیا کرتی — نمونہ جو دکھایا ہے محمد نے
جسے سُن کر تھے لرزاں قیصر وکسریٰ — وہی ڈنکا بجایا ہے محمد نے
خدا کو مان کر واحد کرو پوجا — یہی ہم کو بتایا ہے محمد نے
مقدر پر تو اپنے ناز کر رحمت — تجھے اپنا بنایا ہے محمد نے

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(حاجی رحمت علی رحمت)

دوسروں کی زبان سے

- نبی کریم ﷺ کی صداقت ونبوت کی نشانیاں خبری اور فعلی اور تمام اقسام کی نشانیوں پر مشتمل ہیں۔ نیز ماضی، حال اور مستقبل سے متعلق غیبی امور کی خبریں بھی ان میں داخل ہیں۔ جن کی مثال دیگر انبیاء کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں غیبی امور سے متعلق آپ ﷺ کی خبر دہانی کے بہت سے تذکرے پائے جاتے ہیں۔ بہت سے آنے والے امور کے متعلق آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو خبر دی اور ویسا ہی وقوع پذیر ہوا جیسا آپ ﷺ نے بتایا تھا۔ (رحمۃ للعلمین جلد ۳ صفحہ ۲۰۵، سلیمان منصور پوری، اہلِ حدیث، مکتبہ اسلامیہ لاہور)
- اور مغیبات کی باذن خدا خبر دی۔ (الصادق الامین صفحہ ۲۷۵، ڈاکٹر لقمان سلفی، غیر مقلد، مکتبہ الکتاب لاہور)

چند احادیث ملاحظہ ہوں جو مختلف لوگوں نے اپنی اپنی کتب میں درج کی ہیں چنانچہ

- مولوی نواب صدیق حسن بھوپالی (غیر مقلد) نے اپنی کتاب الشمامۃ العنبریہ صفحہ ۴۷، فاران اکیڈمی، لاہور میں مندرجہ ذیل حدیث درج کی ہے:

حدیث ۱: بخاری ومسلم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور

قیامت تک ہونے والی ہر چیز کو بیان فرمایا۔ ہم میں سے کسی نے یاد کرلیا اور کوئی بھول گیا۔ میرے ان تمام ساتھیوں کو اس بات کا علم ہے ان چیزوں سے جب کوئی چیز وقوع پذیر ہوئی ہے جسے میں بھول چکا ہوتا ہوں تو مجھے یاد آ جاتی ہے جیسے کوئی آدمی کسی چیز کو بھول چکا ہوتا ہے۔ پھر جب اسے دیکھتا ہے تو اسے پہچان لیتا ہے۔

الصادق الامین صفحہ ۲۵۷ مکتبہ الکتاب لاہور، میں لقمان سلفی شاگرد البانی حدیث لکھتے ہیں:

حدیث ۲: مسلم میں ابوزید عمرو بن خطیب سے مروی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دینے لگے یہاں تک کہ ظہر کا وقت آ گیا تو نماز پڑھی پھر منبر پر چلے گئے اور خطبہ دینے لگے یہاں تک کہ عصر کا وقت آ گیا، تو نماز پڑھی، پھر منبر پر چلے گئے اور خطبہ دینے لگے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ آپ ﷺ نے ماضی اور مستقبل کی تمام باتیں بتائیں۔ ہم میں سے جس نے سب سے زیادہ کہا وہ ہم میں بڑا عالم بن گیا۔

حدیث ۳: امام بخاری نے حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا جس نے بھوک کی شکایت کی۔ ایک دوسرا آدمی آیا جس نے رہزنی کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے حیرہ دیکھا ہے؟ میں نے کہا دیکھا تو نہیں ہے اس کے بارے میں سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے کہ ایک عورت حیرہ سے سفر کر کے آئے گی اور خانہ کعبہ کا طواف کرے گی۔ اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرے گی (عدی کہتے ہیں میں نے اپنے دل میں سوچا کہ بنی طی کے فساق وفجار کدھر جائیں گے جنہوں نے شہروں اور علاقوں کے درمیان حدود قائم کر رکھا ہے)

پھر فرمایا اگر تمہاری زندگی نے یاوری کی تو کسریٰ کے خزانوں پر غالب آ جاؤ گے۔ میں نے کہا کسریٰ بن ہرمز کے خزانے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں کسریٰ بن ہرمز کے خزانے۔

پھر فرمایا: اے عدی! اگر تمہاری عمر لمبی ہوئی تو دیکھو گے کہ ایک آدمی مٹھی بھر سونا یا چاندی بطور صدقہ نکالے گا اور کسی کو دینے کے لیے ڈھونڈتا پھرے گا لیکن اسے کوئی لینے والا نہیں ملے گا۔

عدی کہتے ہیں کہ میں عورت کو بسرہ سے آ کر کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور وہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتی تھی اور میں خود ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے کسریٰ کے خزانے فتح کیے اور اگر تمہاری زندگی نے وفا کی تو تیسری چیز کو بھی دیکھ لو گے۔

امام بیہقی کہتے ہیں کہ تیسری بات عمر بن عبدالعزیز کے عہد میں پوری ہوئی کہ زکوۃ دینے والے کو تلاش کے باوجود لینے والا نہ ملتا اور وہ اپنا مال گھر واپس لے جاتا۔

حدیث ۴: بیہقی اور ابونعیم نے براء بن عازم سے روایت کی ہے کہ خندق کھودتے وقت ایک سخت چٹان نکل آئی جس پر

کدال کا اثر نہ ہوتا تھا۔ ہم نے نبی ﷺ سے یہ حال عرض کیا۔ حضور نے چٹان دیکھی اور کدال ہاتھ میں لی اور بسم اللہ کہہ کر ضرب لگائی۔ چٹان کا تیسرا حصہ ٹوٹ گیا۔ اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا:

اللہ اکبر اعطیت مفاتیح الشام۔

مجھے ملک شام کے خزانے کی کنجیاں دی گئیں۔ بخدا میں نے وہاں کے سرخ سرخ محلات کو بھی دیکھ لیا ہے۔ پھر دوسری ضرب لگائی، چٹان کا دوسرا حصہ بھی ٹوٹ گیا، پھر فرمایا:

اللہ اکبر اعطیت مفاتیح الفارس۔

مجھے ملک فارس کی کنجیاں عطا کی گئیں۔

واللہ لا بصر قصر المدائن الابیض۔

بخدا میں مدائن کے سفید محل کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر تیسری ضرب لگائی اور ساری چٹان چکنا چور ہوگئی تو پھر فرمایا:

اللہ اکبر انی اعطیت مفاتیح الیمن۔

مجھے ملک یمن کی کنجیاں عطا کی گئیں۔

اور میں یہاں سے شہر صنعاء کے دروازوں کو دیکھ رہا ہوں۔

(عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی، مختصر سیرت الرسول صفحہ ۶۲۰، نعمانی کتب لاہور، سلیمان منصور پوری، رحمۃ للعلمین جلد ۳ صفحہ ۲۹۸، مکتبہ اسلامیہ لاہور، صفی الرحمٰن مبارکپوری غیر مقلد، الرحیق المختوم صفحہ ۵۷۸ المکتبہ السلفیہ لاہور، لقمان سلفی، الصادق الامین صفحہ ۲۲۶، مکتبہ الکتاب لاہور)

تبصرہ منصور پوری

یہ پیش گوئی اس وقت فرمائی تھی جب کفار کے عساکر مدینہ پر حملہ آور ہو رہے تھے اور ان سے بچاؤ کے لیے شہر کے اردگرد خندق کھودی جا رہی تھی۔ ایسے ضعف کی حالت میں اتنے ممالک کی فتوحات کی اطلاع دینا اللہ کے نبی کا ہی کام ہے۔ جسے اللہ نے حرف بہ حرف پورا فرما دیا۔

(مختصر سیرت الرسول صفحہ ۴۵۱، رحمۃ للعلمین جلد ۳ صفحہ ۲۰۹، رحیق المختوم صفحہ ۴۱۳، الصادق الامین صفحہ ۴۴۷)

حدیث ۵: نبی ﷺ نے سراقہ بن مالک سے فرمایا:

کیف بک اذا لبست سوارٰی کسری۔

اس وقت تیری کیا شان ہوگی جب تجھے کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ بیہقی کی دوسری روایت میں ہے کہ جب عمر فاروق کے پاس فتح ایران کے مالِ غنیمت میں کسریٰ کے کنگن آئے تو انہوں نے سراقہ بن مالک کو بلایا اور انہیں وہ

کنگن پہنائے۔ (رحمۃ للعلمین جلد ۳ صفحہ ۲۰۹)

حدیث ۶: (جنگ بدر میں) آپ ﷺ کے لیے ایک سایہ دار چھپر کا انتظام کیا گیا۔ جس میں آپ ﷺ آرام فرماتے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ وہاں سے نکل کر آئے اور صحابہ کے ساتھ میدان کا چکر لگایا اور ان کو کفار کے سرداروں کی لاشیں گرنے کی ایک ایک جگہ دکھائی۔ آپ ﷺ نشاندہی کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ انشاء اللہ یہاں فلاں گرے۔ انشاء اللہ یہاں فلاں گرے گا۔ حضرت عمر فرماتے ہیں اس خدا کی قسم جس نے آپ ﷺ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے جس کافر کی کسی جگہ گرنے کی نشاندہی فرمائی تھی۔ وہ اسی جگہ گرا ایک انچ بھی ادھر ادھر نہیں ہوا۔

حدیث ۷: جنگ بدر کے چند ہی دنوں کے بعد کا واقعہ ہے کہ عمیر بن وہب جو قریش کے شیطانوں میں سے تھا۔ اس کا بیٹا وہب بن عمیر جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا۔ اس عمیر نے ایک دن صفوان بن امیہ کے ساتھ بیٹھ کر حطیم کعبہ میں گفتگو کرتے ہوئے بدر کے مقتولوں کا ذکر کیا۔ اس کے بعد صفوان نے کہا خدا کی قسم ان کے بعد جینے کا کوئی مزہ نہیں۔ عمیر نے کہا صفوان تم سچ کہتے ہو۔ اگر میرے اوپر قرض نہ ہوتا اور اہل وعیال کے ضائع ہونے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں سوار ہو کر محمد کے پاس جاتا اور اسے قتل کر ڈالتا کیونکہ میرے جانے کی وجہ بھی یہ تھی کہ میرا بیٹا ان کے پاس قید ہے۔ صفوان نے اس صورت حال کو غنیمت سمجھتے ہوئے کہا میں تمہارا قرضہ بھی ادا کروں گا اور اہل وعیال کا بھی خیال رکھوں گا۔ عمیر نے کہا، اچھا صفوان میرے اور اپنے اس معاملہ کو راز میں رکھنا۔ صفوان نے کہا ٹھیک ہے میں ایسا ہی کروں گا۔

عمیر نے اپنی تلوار تیز اور زہر آلود کروالی اور چل پڑا اور مدینہ پہنچا لیکن ابھی وہ مسجد کے دروازہ پر اپنی اونٹنی بٹھا ہی رہا تھا کہ عمر بن خطاب کی نگاہ اس پر پڑ گئی۔

انہوں نے دیکھتے ہی کہا یہ اللہ کا دشمن عمیر کسی برے ارادے سے ہی آیا ہے۔ پھر انہوں نے حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی یہ اللہ کا دشمن عمیر تلوار لیے آیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے میرے پاس لے آؤ۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے گلے سے مع تلوار کے پکڑ لیا اور انصار کے چند افراد سے کہا تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور وہیں بیٹھو اور حضور کا خیال رکھنا کیونکہ یہ قابلِ اطمینان نہیں اس کے بعد وہ عمیر کو اندر لے گئے۔ حضور ﷺ نے دیکھا تو فرمایا عمر اس کو چھوڑ دو اور عمیر تم میرے قریب آ جاؤ۔ اس نے قریب آ کر کہا۔ آپ لوگوں کی صبح بخیر ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہمارا سلام اہلِ جنت کا سلام ہے۔

اس کے بعد فرمایا: ''اے عمیر تم کیوں آئے ہو؟'' اس نے کہا: ''اپنے قیدی بیٹے کے لیے آیا ہوں۔ آپ لوگ مہربانی فرمائیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے گلے میں یہ تلوار کیوں ہے۔''

اس نے کہا: ''بُرا ہو ان تلواروں کا یہ ہمارے کسی کام نہ آئیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''سچ سچ بتاؤ کس لیے آئے ہو؟''

اس نے کہا: ''صرف اس قیدی کے لیے آیا ہوں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔ بلکہ تم اور صفوان بن امیہ حطیم کعبہ کے پاس بیٹھے اور بدر کے مقتولوں کا ذکر کیا۔ پھر تم نے کہا اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا اور اہل و عیال کی فکر نہ ہوتی تو میں یہاں سے جاتا اور محمد کو قتل کر دیتا۔ اس پر صفوان نے تمہارے قرض اور عیال کی ذمہ داری لے لی اس شرط پر کہ تم مجھ کو قتل کرو۔

اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ پر جو وحی نازل ہوئی تھی اسے ہم جھٹلا دیتے لیکن یہ تو ایسا معاملہ ہے جس میں میں اور صفوان کے علاوہ کوئی موجود ہی نہ تھا۔ اس لیے مجھے یقین ہے کہ یہ بات آپ کو آپ کے رب کے سوا کسی نے نہیں بتائی۔''

پھر عمیر نے کلمہ حق کی شہادت دی اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بھائی کو دین سمجھاؤ اور قرآن پڑھاؤ اور اس کے قیدی کو آزاد کر دو۔''

(مختصر سیرت الرسول صفحہ ۳۴۲، الشمامۃ العنبریہ صفحہ ۱۰۷، رحمۃ للعالمین جلد ۲ صفحہ ۱۴۵، الرحیق المختوم صفحہ ۲۸۹، الصادق الامین صفحہ ۳۴۴)

حدیث ۸: صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میدانِ جنگ (یعنی جنگِ موتہ) سے خبر آنے سے پہلے ہی آپ ﷺ نے زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ کی شہادت سے لوگوں کو مطلع کر دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا پہلے زید نے جھنڈا لیا اور شہید ہو گیا، پھر جعفر نے لیا اور شہید ہو گیا، اس کے بعد عبداللہ بن زواحہ نے لیا اور وہ بھی شہید ہو گیا۔ بعد ازاں اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے جھنڈا لیا اور فتح حاصل کی۔

(الرحیق المختوم صفحہ ۲۲۱، رحمۃ للعالمین جلد اول صفحہ ۱۴۷، الصادق الامین صفحہ ۷۲۹)

حدیث ۹: صحیح بخاری اور دیگر کتب حدیث میں ابو بکرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حسن بن علی کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

چنانچہ ویسا ہی ہوا جیسا آپ ﷺ نے خبر دی۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے تقریباً ۳۰ سال بعد اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ذریعہ میدانِ صفین میں دو بڑی متحارب جماعتوں کے درمیان صلح کرائی۔

(مختصر سیرت الرسول صفحہ ۵۲۲، الرحیق المختوم صفحہ ۵۳۱، رحمۃ للعالمین جلد اول صفحہ ۱۸۴، الصادق الامین صفحہ ۵۶۲)

حدیث ۱۰: حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک روز نبی کریم ﷺ نے ام حرام کے گھر میں آرام فرمایا۔ جب بیدار

ہوئے تو حضور ہنس رہے تھے۔ ام حرام نے وجہ پوچھی تو فرمایا:

مجھے میری امت کے وہ غازی دکھلائے گئے جو سمندر میں جہاد کے لیے سفر کریں گے۔ وہ اپنے جہازوں پر ایسے بیٹھے ہوں گے جیسے بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھے ہیں۔ ام حرام نے عرض کیا میرے لیے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں شامل فرمائے۔ حضور ﷺ نے دعا کر دی۔ پھر لیٹ گئے اور ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ فرمایا: مجھے میری امت کے دوسرے غازی دکھائے گئے۔ ام حرام نے عرض کی: دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں شامل فرمائے۔ فرمایا تو پہلے لوگوں میں ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں جب عبادہ صامت بحری جہاد کو گئے تو یہ ام حرام بھی اپنے شوہر کے ساتھ گئیں۔ غزوہ سے واپسی کے وقت ام حرام کے لیے سواری لائی گئی جب سوار ہونے لگیں تو جانور نے لات ماری تو ان کا وہیں انتقال ہو گیا۔

(الشمامۃ العنبر یہ صفحہ ۷۵، رحمۃ للعلمین جلد دوم صفحہ ۱۳۴، الصادق الامین ۷۳۱)

حدیث ۱۱: ہجری ۱۰ میں وفد غامہ آیا تھا۔ اس میں دس آدمی تھے۔ یہ مدینہ سے باہر اترے۔ ایک لڑکے کو بٹھا کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نبی ﷺ نے پوچھا تم اسباب کے پاس کسے چھوڑ کر آئے ہو۔ لوگوں نے کہا ایک لڑکے کو۔ فرمایا تمہارے بعد وہ سو گیا۔ ایک شخص آیا۔ خورجی چرا کر لے گیا۔ ایک شخص بولا یا رسول اللہ ﷺ خورجی تو میری تھی۔ فرمایا گھبراؤ نہیں۔ وہ لڑکا چور کے پیچھے بھاگا اسے جا پکڑا اور سب اسباب صحیح سالم مل گیا۔ یہ لوگ آنحضرت کی خدمت سے واپس آئے تو لڑکے سے معلوم ہوا ٹھیک اس طرح یہ ماجرا ہوا تھا۔ یہ لوگ اسی امر پر مسلمان ہو گئے۔

(رحمۃ للعلمین جلد ۳ صفحہ ۲۰۷ مکتبہ اسلامیہ لاہور)

قارئین توجہ فرمائیں! ایک جانی دشمن عمیر بن وہب حضور ﷺ کے قتل کے ارادہ کر کے گھر سے نکلا زہریلی تلوار لے کر۔ جب اپنے قلبی راز کو زبانِ مصطفیٰ سے سنا تو حضور ﷺ کے علم غیب کو دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔ وفد غامہ علوم مصطفیٰ کی وسعتوں کو دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔ اور آج اگر کوئی کلمہ گو ہو کر کہے کہ جو حضور ﷺ کے لیے علم غیب مانے وہ مشرک ہے تو ... چلیں فیصلہ آپ پہ رہا۔

یہی وہ غیب ہے علمِ غیب سنی جس کو کہتے ہیں

حدیث ۱۲: خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا:

یا ایها الناس انی لا رانی و ایاکم نجتمع فی هذه المجلس ابدا۔

ترجمہ: ”اے لوگو! میں دیکھ رہا ہوں کہ میں اور تم اس مجلس میں اکٹھے نہیں ہوں گے۔“

(رحمۃ للعلمین جلد اول صفحہ ۳۰۶ مکتبہ اسلامیہ لاہور)

مرے رہبر جناب مصطفیٰ ہیں   وہی خالق کے پیارے دلربا ہیں

نرالی شان ان کی دیکھیے تو — وہی یارو امام الانبیاء ہیں
خدا سے مرتبہ تم ان کا پوچھو — وہی یعنی حبیب کبریا ہیں
ہوا تخلیق سب کچھ ان کی خاطر — وہی تو رونق ارض و سما ہیں
تم ان کے نام کی برکت تو دیکھو — وہی مشکل کشا ردِ بلا ہیں
انہی کا نور ہے شمس و قمر میں — خدا کے نور کی وہ ہی ضیا ہیں
ملے رحمت کو خیرات ان کے دَر سے — وہی تو صاحبِ جود و سخا ہیں

وسعتِ علوم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ رب العالمین نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تمام چیزوں کا علم عطا فرما دیا جن کا علم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے نہ تھا جیسا کہ اس پر قرآن پاک کی نصِ جلی وقطعی میں مذکور لفظِ ما کا عموم دلالت کرتا ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔ (النساء:۱۱۳)

ترجمہ: ''اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ عزوجل کا تم پر بڑا فضل ہے۔''

اور اللہ عزوجل علامہ جلال الدین سیوطی پر رحم فرمائے جنہوں نے اس آیت کا معنی واضح فرما دیا۔ چنانچہ رقم طراز ہیں:

ما لم تکن تعلم ای من الاحکام والغیب۔ (تفسیر جلالین آیت مذکورہ صفحہ ۸۷)

ترجمہ: ''جو احکام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہ تھے اور جو کچھ غیب تھا سب اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیئے۔''

اور اسی کے تحت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے۔

مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کائنات کے علوم عطا فرمائے ہیں اور کتاب و حکمت کے اسرار پر مطلع فرمایا ہے۔ یہ مسئلہ قرآن کریم کی بہت سی آیات و احادیث کثیرہ سے ثابت ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان آیت نمبر ۱۱۳، سورۃ النساء)

صدر الافاضل نے فرمایا کہ یہ مسئلہ آیاتِ کثیرہ سے ثابت ہے میں ان تمام آیات کو ذکر نہیں کر رہا۔ چند ایک آیات ذکر کرتا ہوں۔

اللہ عزوجل قرآنِ پاک میں فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔

(پ:۴، آلِ عمران:۱۷۹)

علامہ سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر جلالین میں اس کا معنی بیان کرتے ہیں:

المعنی لکن الله یجتبی ان یصطفی من رسله من یشاء فیطلعهُ علی الغیب۔

(تفسیر جلالین بہ آیات مذکورہ صفحہ ٦٦)

ترجمہ: ''معنی یہ ہے کہ اللہ عزوجل اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے چُن لیتا ہے اور اسے غیب کا علم عطا فرمادیتا ہے۔''

اور علامہ فخر الدین رازی اس آیت مقدسہ کی تفسیر میں تفسیر کبیر کے اندر فرماتے ہیں:

(اے عام لوگو!) خدا تعالیٰ تمہیں غیب پر مطلع نہیں کرتا تاکہ فرق کرنے سے پہلے منافقوں کو تم لوگ جان لو لیکن اللہ عزوجل جسے چاہتا ہے چُن لیتا ہے پھر اسے اپنے غیب پر مطلع فرمادیتا ہے جیسا کہ نبی پاک ﷺ کو منافقوں کے حال پر مطلع فرمایا۔

اور روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ یوں رقم طراز ہیں:

فان غیب الحقائق والاحوال لا ینکشف بِلا واسطة الرسول۔ (روح البیان جلد ٢ صفحہ ١٣٦)

ترجمہ: ''کیونکہ رسول علیہ السلام کے واسطے کے بغیر حقیقتوں اور حالات کے غیب ظاہر نہیں ہوتے۔''

اس آیت مقدسہ سے بھی مسئلہ علمِ غیب واضح ہو جاتا ہے۔

مزید ایک آیت مقدسہ پیش کرتا ہوں:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ۔ (پ:٣٠، سورۃ التکویر)

ترجمہ: ''اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔''

محترم قارئین کرام! اس آیت سے بھی پتہ چلا کہ نبی پاک ﷺ کو اللہ عزوجل نے علمِ غیب عطا فرمایا۔ کیونکہ اگر علمِ غیب دیا نہ گیا ہو اور فرمایا جائے کہ یہ غیب بتانے میں بخیل نہیں، تو اس طرح یہ کلام لغو ہو جائے گا کیونکہ بخل اور سخاوت اس بات کی فرع ہے کہ پہلے کچھ پاس ہو تو سخی اور نہ ہو تو بخیل۔

لہٰذا ماننا پڑے گا کہ آپ علیہ السلام کو اللہ عزوجل نے علومِ غیبیہ عطا فرمائے ہیں تاکہ کلامِ باری تعالیٰ لغو نہ ہو۔

اس آیت مقدسہ کی تفسیر پر سیر حاصل، معالم التنزیل اور خازن وغیرہ میں مذکور ہے اور مسئلہ علمِ غیب بہت ساری احادیث سے ثابت ہے چند پیش کرتا ہوں۔

آقا علیہ السلام کے علم میں طعن کرنے والے

تفسیر خازن میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس طرح آدم علیہ السلام پر سب کچھ پیش کیا گیا تھا اسی طرح اللہ عزوجل نے میری امت کو بھی مجھ پر پیش کیا اور مجھے بتادیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون کافر ہوگا۔

جب یہ بات منافقین تک پہنچی تو انہوں نے استہزاء اور مذاق کے طور پر کہا کہ محمد (ﷺ) سمجھتے ہیں کہ جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ان کے بارے بھی مجھے پتہ ہے کہ کون ایمان لائے گا اور کون نہیں حالانکہ ہم انکے پاس رہتے ہیں (ہمارے بارے میں پتہ تک نہیں) منافقوں کا یہ اعتراض نبی پاک ﷺ تک پہنچا تو آپ منبرِ اقدس پر تشریف لائے اللہ عزوجل کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا:

ما بال اقوام طعنوا فی علمی لا تسئلونی عن شئ فیما بینکم و بین الساعة الا نبأتکم به۔

ترجمہ: ''ان قوموں کا کیا حال ہے جو میرے علم کے بارے میں طعنے مارتی ہیں۔ قیامت تک جو کچھ ہوگا جس کے متعلق بھی تم پوچھو گے میں تمہیں اس کے متعلق بتادوں گا۔'' (تفسیر خازن جلد ۱ صفحہ ۳۰۵)

اس تقریر نے دو مسئلے حل فرما دیئے ایک تو یہ کہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب ﷺ کو ہر چیز کا علم عطا فرمایا ہے۔ دوسرا یہ کہ آپ کے علمِ غیب میں شک وہ کرے گا جس کے دل میں منافقت ہو جس کے دل میں محبت و تعظیم مصطفیٰ ﷺ اور ایمان ہے وہ کبھی علمِ غیب کی نفی کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ سے ناپسندیدہ اشیاء کے متعلق سوالات کیے گئے اور جب سوالات زیادہ ہوگئے تو میرے محبوب ﷺ نے غصہ میں آکر لوگوں سے فرمایا:

سلونی عما شئتم۔

''جو جو تم چاہو مجھ سے پوچھ لو۔''

ایک آدمی کھڑا ہوا کہنے لگا:

''میرا باپ کون ہے؟''

ارشاد فرمایا:

''تیرا باپ حذافہ ہے۔''

پھر ایک کھڑا ہوا، کہنے لگا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرا باپ کون ہے؟''

ارشادفرمایا:

''سالم مولیٰ شیبہ۔''

حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک میں غضب دیکھا تو عرض کیا: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم اللہ عزوجل سے توبہ کرتے ہیں۔'' (آئندہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے متعلق سوال نہیں کریں گے)

(بخاری کتاب العلم باب الغضب فی الموعظۃ جلد ا صفحہ ١٩)

حضرتِ انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فو اللہ لا تسئلونی عن شیئی الا اخبرتکم بہ ما دُمتُ فی مقامی ھذا۔

ترجمہ: ''اللہ عزوجل کی قسم! جس چیز کے بارے میں بھی تم مجھ سے پوچھو گے میں اسی مقام پر تمہیں بتادوں گا۔''

(مسلم کتاب الفضائل باب توقیرہ صلی اللہ علیک وسلم جلد ٢ صفحہ ٢٦٣، بخاری کتاب مواقیت الصلاۃ باب وقت الظہر عند الزوال جلد ا صفحہ ٧٧)

میرے آقا دوعالم کی خبر رکھتے ہیں

علیم بذات الصدور یعنی دلوں کی باتیں جاننا اللہ عزوجل کی صفت ہے لیکن یاد رہے کہ اللہ عزوجل جسے چاہے یہ طاقت عطا فرماسکتا ہے کہ وہ بھی دلوں کی باتیں جان لے جیسا کہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دلوں کے احوال پر مطلع فرمادیا ہے، حضرت انس بن مالک و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی پھر آپ منبرِ اقدس پر تشریف لے گئے، ارشاد فرمایا:

ھَل ترون قبلتی ھھنا؟ فو اللہ ما یخفٰی علی خشوعکم ولا رکوعکم انی لا راکم من وراء ظھری۔

ترجمہ: ''کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا قبلہ اس طرف ہے؟ (یعنی میں صرف قبلہ کی طرف دیکھتا ہوں) اللہ عزوجل کی قسم! مجھ پر تمہارے رکوع اور خشوع بھی مخفی نہیں ہیں۔ جس طرح آگے دیکھتا ہوں اسی طرح پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔'' (صحیح بخاری کتاب الصلوۃ باب عظۃ الامام الناس فی اتمام الصلوۃ جلد ا صفحہ ٥٩)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ نبوت پر قربان آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع و خشوع کو بھی دیکھتے ہیں۔ رکوع ظاہری جھکنے کو کہتے ہیں اور خشوع دل میں پائی جانے والی کیفیت کو کہتے ہیں اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں تمہارے ظاہر کو بھی دیکھتا ہوں تمہارے باطن کو بھی دیکھتا ہوں۔

اوراس باب کی احادیث بھی بالکل واضح ہیں نبی مکرم ﷺ نے اپنی نگاہِ نبوت سے ایک صدی میں ہونے والی تمام اموات کا ذکر فرما دیا اور علمِ غیب پر نص فرمادی کہ جو بھی آج موجود ہے ایک سال تک سارے ختم ہو جائیں گے مگر حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ یہ زمانہ (ہی) ختم ہو جائے گا۔

اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر یوں کی کہ لوگوں کی عمریں کم ہو جائیں گی اور یاد رہے کہ یہ واقعہ وارشاد مبارک غزوہ تبوک سے واپسی پر ہوا۔ (مسلم شریف کتاب الفضائل باب مذکور جلد ۲ صفحہ ۳۱۰)

اس باب کی شرح میں علامہ نووی لکھتے ہیں یہ احادیث ایک دوسرے کی تفسیر کرتی ہیں اور ان احادیث میں علوم نبوت کا بیان ہے اور ان سے مراد یہ ہے اس رات کے بعد ان میں سے کوئی شخص بھی سو سال تک زندہ نہیں رہے گا جو آج کی رات تک پیدا ہو چکا ہے لہٰذا اس رات کے بعد اگر کوئی پیدا ہونے والا سو سال تک زندہ رہے تو ان احادیث میں اس کی نفی نہیں۔ (شرح مسلم علامہ نووی جلد ۲ صفحہ ۳۱۰)

تصویر کا دوسرا رُخ

قارئین کرام! ایک طرف تو یہ آیات واحادیث ہیں کہ آپ ﷺ کو علمِ غیب عطا کیا گیا ہے جبکہ دوسری طرف نام نہاد علماء کی عبارات ملاحظہ ہوں:

''پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا بقول زید (جو کہ علم غیب کا عقیدہ رکھتا ہے) صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی (بچے) و مجنوں (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔''

(حفظ الایمان صفحہ ۱۳)

اسی طرح ''براہینِ قاطعہ'' کے صفحہ ۵۵ پر ہے کہ نبی ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ (براہین قاطعہ صفحہ ۵۵)

جبکہ حدیث یہ کہتی ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی ظاہری حیات کی آخری نماز پڑھانے کے بعد ارشاد فرمایا:

ارآیتم لیلتکم ھذہ فان علی راس مائۃ سنۃ منھما لا یبقٰی ممن ھو علی ظھر الارض احد۔ (بخاری شریف کتاب العلم باب السمر فی العلم جلد ۱ صفحہ ۲۲)

ترجمہ: ''میں تمہیں بتاؤں کہ تمہاری رات کا کیا حال ہے؟ (خبردار ہو جاؤ) آج سے (پورے) ایک سو سال کے بعد ان میں سے کوئی بھی زمین پر نہ ہوگا جو آج زمین پر ہے۔''

امام احمد اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو آپ ﷺ

کے وصال مبارک سے ایک ماہ پہلے فرماتے ہوئے سنا کہ تم لوگ مجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو؟
بیشک قیامت کا علم تو اللہ عزوجل کے پاس ہے۔
میں اللہ عزوجل کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ جو جانیں آج زمین پر ہیں وہ ایک سال بعد اس زمین پر باقی نہ رہیں گی۔
(مسلم شریف کتاب فضائل الصحابۃ باب بیان قولہ علیہ السلام علی رأس مائۃ لا یبقی نفس منفوسۃ ھو موجود الان جلد۲ صفحہ ۳۱۰، مسند احمد جلد۳ صفحہ ۳۲۶)

آپ کی شان ہے کیا شان رسولِ عربی — آپ پر جان ہے قربان رسولِ عربی
کس نے یہ مرتبہ پایا یہ ہوا کس کو عروج — ہوئے اللہ کے مہمان رسولِ عربی
ہے وہی حکم خداوند تعالیٰ بیشک — جو ہو آپ کا فرمان رسولِ عربی
آپ کا رتبہ ہے ایسا کہ جناب جبریل — آپ کے در کے ہیں دربان رسولِ عربی

دلوں پہ حکومت کرنے والی ذات

طٰہٰ کا وہ تاج سجائے قرآں اپنے ہاتھ میں لائے — ہادی آئے سوئے فاراں صلی اللہ علیہ وسلم

فالعروة بن مسعود حين وجهته قريش عام القضية الى رسول الله صلى الله عليه وسلم ورآى من تعظيم اصحابه له ما رآى، فرجع عروة الى اصحابه فقال اى قوم والله لقد وفدت على الملوك وفدت على قيصر و كسرى والنجاشى والله ان رايت ملكا قط يعظمه اصحابه ما يعظم اصحاب محمد محمدا والله ان تنخم نخامة الا وقعت فى كف رجل منهم فدلك بها وجهه و جلده و اذا امرهم ابتدروا امره و اذا توضأ كادوا يقتلون على وضوئه و اذا تكلم خفضوا اصواتهم عنده وما يحدون اليه النظر تعظيما له و انه قد عرض عليكم خطة رشد فاقبلوها۔

ترجمہ: ”ایک مرتبہ عروہ بن مسعود کو جب قریش نے صلح حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا تو انہوں نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو نبی کریم ﷺ کی تعظیم کرتے ہوئے دیکھا۔ جب عروہ واپس اپنے دوستوں کے پاس گئے تو کہنے لگے۔ اے لوگو! اللہ کی قسم میں بادشاہوں کے درباروں میں جا چکا ہوں میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں بھی گیا ہوں۔ اللہ کی قسم میں نے کسی بادشاہ کے اصحاب کو اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا جیسی محمد (ﷺ) کی تعظیم محمد (ﷺ) کے اصحاب کرتے ہیں۔

اللہ کی قسم وہ اگر بلغم بھی پھینکتے ہیں تو وہ کسی نہ کسی آدمی کے ہاتھ میں گرتی ہے پھر وہ اسے اپنے منہ اور جسم پر مل لیتا ہے۔ جب وہ انہیں کوئی حکم دیتے ہیں تو اس کی تعمیل میں سارے کے سارے بھاگ پڑتے ہیں۔ وہ جب وضو کرتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ وہ لوگ ان کے پانی سے برکت حاصل کرنے کے لیے آپس میں لڑ پڑیں گے۔ جب وہ بولتے ہیں تو وہ لوگ اس کے پاس اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، ان کے ادب کی وجہ سے اس کی طرف نگاہیں جما کر نہیں دیکھتے۔ انہوں نے تم لوگوں کے سامنے ہدایت کا راستہ پیش کیا ہے لہٰذا اسے قبول کر لو۔'' (بخاری حدیث رقم ۲۷۳۱، المستند حدیث رقم ۳۶)

یا رسول اللہ انت المصطفٰی (علیہ السلام) کنت مولی الخلق ختم الانبیاء (علیہم السلام)

آپ پر جان بھی قربان رسولِ عربی (ﷺ)

عن انس رضی اللہ عنہ قال لقد رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والحلاق یحلقہ و اطاف بہ اصحابہ فما یریدون ان تقع شعرۃ الا فی ید رجل۔

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ حجام آپ کی حجامت بنا رہا تھا اور آپ کے اصحاب آپ کے اردگرد موجود تھے۔ وہ چاہتے یہ تھے کہ ایک بھی بال گرے تو کسی نہ کسی کے ہاتھ میں جائے۔'' (مسلم حدیث رقم ۶۰۴۳، المستند حدیث رقم ۳۷)

اتنی ٹھاٹھ کے باوجود آپ نے کبھی خدائی کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ اپنے آپ کو اللہ کا بندہ کہلانا پسند فرمایا:

ہو خلیفے حق دے تسیں . ہو تساڈا فیض دو جگ تے سدا

عن بریدۃ رضی اللہ عنہ سئل اعرابی النبی ﷺ آیۃ، فقال لہ قل لتلک الشجرۃ رسول اللہ ﷺ یدعوک قال فمالت الشجرۃ عن یمینھا و شمالھا و بین یدیھا و خلفھا فتقطعت عروقھا، ثم جاءَ ت تخد الارض تجر عروقھا مغبرۃ حتّٰی وقفت بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت السلام علیک یا رسول اللہ قال الاعرابی مرھا فلترجع الی منبتھا، فرجعت فدلت عروقھا فاستوت، فقال الاعرابی ائذن لی اسجد لک، قال لو امرت احدا ان یسجد لاحد لامرت المرء ۃ ان تسجد لزوجھا، قال فاذن لی ان اقبل یدیک

و رجليك فاذن له۔

ترجمہ: ”حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک دیہاتی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ طلب کیا۔ آپ نے اسے فرمایا کہ اس درخت سے کہو تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا رہے ہیں۔ وہ درخت دائیں بائیں جھکا اور آگے پیچھے جھکا حتیٰ کہ اس کی جڑیں ٹوٹ گئیں۔ پھر زمین کو چیرتا ہوا، اپنی جڑیں گھسیٹتا ہوا، گرد اڑاتا ہوا آ گیا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: السلام علیك یا رسول الله۔ دیہاتی نے کہا اسے حکم دیں کہ اپنی جگہ پر واپس چلا جائے۔ وہ واپس چلا گیا، اپنی جڑیں گاڑ دیں اور سیدھا ہو گیا۔ دیہاتی نے عرض کیا۔ مجھے اجازت دیجیے میں آپ کو سجدہ کروں۔ فرمایا اگر میں کسی انسان کو سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ اس نے کہا چلیے مجھے اپنے ہاتھ اور پاؤں چومنے کی اجازت دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔“

(الشفاء جلد ۱ صفحہ ۱۹۶، المستند حدیث رقم ۲۶۲)

یہ ہے ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی، بندگی اور حقیقت پسندی۔

یہ چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہو سکتا

کسی کی سیرت و کردار کو پرکھنے کا مناسب ترین طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے بارے میں اس کے بچپن کے دوستوں سے معلومات لی جائیں، یا پھر اس کی بیوی سے معلومات لی جائیں، یا پھر اس کے گھریلو خادم سے معلومات لی جائیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے والے آپ کے بچپن کے یار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور آپ کے خادم حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شفاف کردار اور نبوت کے دعویٰ میں سچا ہونے کا سیدھا سیدھا ثبوت ہے۔

آپ کی صورت مبارک حسن و جمال اور نورانیت کا پیکر تھی۔ چہرے پر ایسا وقار اور اس میں ایسی خاص کشش تھی کہ دیکھنے والا محض دیکھ کر ہی آپ کی صداقت کو تسلیم کر لے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ہجرت کے موقع پر جب آپ کو دیکھا تو چہرے سے ہی سمجھ لیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہو سکتا۔ (ترمذی حدیث رقم ۲۴۸۵)

گلشن ہو گیا عالم سارا ہر دکھی انسان پکارا
ہم پر آج ہوا ہے احساں صلی اللہ علیہ وسلم

ظلمت چھٹ گئی ہوا اجالا دہر میں آیا کملی والا
برس پڑا پھر ابر بہاراں صلی اللہ علیہ وسلم

چین ملا ہے قلب و نظر کو راحت مل گئی نوع بشر کو
بن گئے آپ ہی درد کا درماں صلی اللہ علیہ وسلم

قارئین کرام! یہ بات تو بہت تطویل ہوگئی، اب ہم کتاب کے اصل موضوع کی طرف آتے ہیں اور اس سلسلہ میں سب سے پہلے قرآن مجید سے راہنمائی لیتے ہیں۔

قرآن مجید میں نصیحت کا تذکرہ

سب سے پہلے اب ہم ان آیات کو ترجمہ کے ساتھ لکھ رہے ہیں جن میں نصیحت وخیر خواہی کا ذکر ہوا ہے۔

❶ سورۃ النساء آیت ۳۴ میں ارشاد ہوتا ہے:

وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ۔

ترجمہ: ''اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں (خیر خواہی ونصیحت کے طور پہ) سمجھاؤ۔''

پھر فرمایا: اگر نصیحت کارگر نہ ہو تو ان کے ساتھ سونا ترک کر دو۔ واھجروھن فی المضاجع۔ پھر فرمایا: اگر اب بھی باز نہ آئیں تو ہلکی مار کی اجازت ہے۔ واضربوھن۔

❷ سورۃ تحریم میں فرمایا:

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا۔

''اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔''

❸ سورۂ توبہ آیت ۹۱ میں ارشاد ہوتا ہے۔ ضعیفوں پر کوئی حرج نہیں اور نہ بیماروں پر اور نہ ان پر جن کے پاس خرچ کرنے کی گنجائش نہیں۔ (یعنی فرضیت جہاد ان سے ساقط ہے)

اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ۔

''جبکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے خیر خواہ رہیں۔''

یعنی اطاعت کرتے رہیں اور مجاہدین کے گھر والوں کی خبر گیری کرتے رہیں۔

❹ سورۂ اعراف آیت ۱۴۲ میں فرمایا اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام سے میری قوم پر میرا نائب رہنا اور اصلاح کرنا اور فسادیوں کی راہ کو دخل نہ دینا۔

❺ سورۂ ہود میں ارشاد ہوتا ہے (حضرت شعیب علیہ السلام نے) فرمایا: اے میری قوم بھلا بتاؤ اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے اچھی روزی دی اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں خود اس کے خلاف کرنے لگوں۔ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ میں تو جہاں تک ہو سکے اصلاح (سنوارنا) ہی چاہتا ہوں۔

ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ نصیحت کرنے والے کا مقصد صرف اور صرف اصلاح ہونا چاہیے نہ کہ محض تنقید اور کسی کی عزت کو اچھالنا۔

۶ سورۃ بقرہ آیت ۲۲۰ میں فرمایا: ''اور آپ سے یتیموں کے بارے پوچھتے ہیں: قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ۔ فرما دیں ان کی بھلائی (خیر خواہی) چاہنا بہتر ہے اور اگر اپنا اور ان کا خرچ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ (یعنی اخراجات اکٹھے کرو تو بھی زیادتی نہ کرو) وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ۔ ''اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے۔''

۷ سورۃ ہود میں فرمایا:

وَ لَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ۔

ترجمہ: ''(حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا) اور تمہیں میری نصیحت نفع نہ دے گی اگر میں تمہارا بھلا چاہوں جبکہ اللہ تمہاری گمراہی چاہے وہ تمہارا رب ہے اور اس کی طرف پھرو گے۔''

۸ (حضرت صالح علیہ السلام نے) ان سے منہ پھیرا اور فرمایا:

يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ۔

(الاعراف: ۷۹)

''اے میری قوم بے شک میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا دی اور تمہاری خیر خواہی کی مگر تم خیر خواہوں کو پسند ہی نہیں کرتے ہو۔''

۹ اسی سورت کی آیت نمبر ۹۳ میں ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے منہ پھیرا اور فرمایا:

يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ۔

ترجمہ: ''اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچا چکا اور تمہارے بھلے کو نصیحت کی (مگر تم ایمان نہ لائے) تو کیونکر غم کروں کافروں پر۔''

مندرجہ بالا تینوں آیات سے معلوم ہوا کہ نصیحت کرتے رہنا چاہیے اگرچہ کوئی نتیجہ برآمد نہ ہو۔

۱۰ سورۃ اعراف آیت ۱۶۴ میں فرمایا اور جب ان (اصحاب سبت) میں سے ایک گروہ نے کہا:

لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا اِۨ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ۔

ترجمہ: ''کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو جنہیں اللہ تعالیٰ ہلاک کرنے والا ہے یا انہیں سخت عذاب دینے والا ہے۔''

اس آیت میں نصیحت کی غرض کو بیان فرمایا گیا ہے۔

⓫ سورۃ اعراف آیت ۱۶۵ میں فرمایا گیا:

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ......

ترجمہ: ''اور جب بھلا بیٹھے جو نصیحت انہیں کی گئی تھی تو ہم نے بچا لیے وہ جو برائی سے منع کرتے تھے اور ظالموں کو برے عذاب میں پکڑا بدلہ ان کی نافرمانی کا۔''

معلوم ہوا کہ نصیحت کرنے والوں کو عذابِ الٰہی سے بچا لیا جاتا ہے۔

⓬ سورۃ توبہ آیت نمبر ۷۱ میں ارشاد ہوتا ہے:

''اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ ادا کریں اور اللہ و رسول کا حکم مانیں۔''

اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ۔

ترجمہ: ''عنقریب اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے گا۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نصیحت کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے۔

⓭ سورۃ الانفال آیت ۲، ۳، ۴ میں فرمایا:

''ایمان والے وہی ہیں کہ جب یادِ خدا کی جائے ان کے دل ڈر جائیں اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کریں اور جو نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کریں یہی سچے مومن ہیں ان کے لیے درجات ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور عزت کی روزی۔''

ان آیات میں جہاں یہ فرمایا کہ نصیحت سے خوف خدا اور خشوع پیدا ہونا چاہیے وہاں نصیحت قبول کرنے والوں کے انعامات کا تذکرہ بھی فرمایا۔

⓮ سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۱۲ میں فرمایا:

''توبہ والے عبادت والے، سراہنے والے، روزے والے، رکوع والے، سجدہ والے، بھلائی کے بتانے والے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ تعالیٰ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور خوشی سناؤ ایمان والوں کو۔''

اس آیت میں بتایا گیا کہ نصیحت مومنین کے فضائل میں سے ہے۔

۱۵ سورۃ آلِ عمران آیت ۱۱۳، ۱۱۴ میں ارشاد ہوتا ہے:

''سب ایک جیسے نہیں، کتابیوں میں کچھ وہ ہیں کہ حق پر قائم ہیں اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھتے ہیں، رات کی گھڑیوں میں اور سجدہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اور پچھلے دن پر ایمان لاتے ہیں اور بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نیک کاموں میں دوڑتے ہیں۔''

وَ اُولٰٓئِکَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔

ترجمہ: ''اور یہی لوگ نیکو کاروں میں سے ہیں۔''

معلوم ہوا: نصیحت کرنے والے صالحین ہیں۔

۱۶ سورۃ توبہ آیت نمبر ۷۱ میں فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو وعدہ دیا ہے باغوں کا جن کے نیچے نہریں رواں، ان میں ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ مکانوں کا بسنے کے باغوں میں اور اللہ کی رضا سب سے بڑی ہے:

ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔

ترجمہ: ''یہی ہے بڑی کامیابی۔''

معلوم ہوا کہ نصیحت کرنے والے مستحق رحمت ہیں۔

۱۷ سورۃ مجادلہ آیت نمبر ۹ میں فرمایا:

''اے ایمان والو! تم جب آپس میں سرگوشی (مشورہ) کرو تو گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول (ﷺ) کی نافرمانی کی سرگوشی نہ کرو اور نیکی اور پرہیزگاری کی سرگوشی کرو اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف اُٹھائے جاؤ گے۔'' (پتہ چلا کہ نصیحت کی بات آہستہ بھی کی جاسکتی ہے)

۱۸ سورۃ مدثر آیت نمبر ۲ میں فرمایا: قُمْ فَاَنْذِرْ۔ کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ۔ یہ خطاب حضور ﷺ کو ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں کوہِ حرا پہ تھا کہ مجھے ندا کی گئی: یَا مُحَمَّدُ اِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو کچھ نہ پایا۔ اوپر دیکھا کہ ایک شخص آسمان و زمین کے درمیان بیٹھا ہے یعنی وہی فرشتہ جس نے ندا کی تھی یہ دیکھ کر مجھ پر رعب (طاری) ہوا اور میں (حضرت) خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ مجھے بالا پوش اڑھا دو، انہوں نے اُڑھا دیا، تو جبریل (امین علیہ السلام) آئے اور انہوں نے کہا: یَآ اَیُّھَا

اَلْمُدَّثِّرُ۔ (بہر حال اس سے علماء نے یہ ثابت کیا ہے کہ کھڑے ہو کر وعظ و نصیحت کرنا بہتر ہے۔)

⑲ سورۂ یونس آیت نمبر ۲ میں ارشاد فرمایا:

اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَھُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّہِمْ۔

ترجمہ: ''یہ کہ لوگوں کو ڈراؤ اور ایمان والوں کو خوشخبری سُناؤ کہ ان کے لیے ان کے رب کے پاس سچ کا مقام ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ نصیحت کرنے والا بشارت و انذار کرے۔

⑳ سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۲۲ میں فرمایا:

''اور مسلمانوں سے یہ تو نہیں ہو سکتا کہ سب کے سب (کفر کی طرف یا علم و نصیحت کے حصول کی خاطر) نکلیں تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کرے اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنائے اس امید پر کہ وہ بچیں۔'' (احکام پر عمل کر کے عذاب الٰہی سے بچ جائیں)

اس میں علم و نصیحت حاصل کرنے کے لیے سفر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

㉑ سورۃ توبہ آیت نمبر ۷۳ میں فرمایا:

یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْہِمْ۔

ترجمہ: ''اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی ﷺ) جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں کے خلاف۔''

کافروں کے خلاف تلوار سے اور منافقوں کے خلاف اقامت حجت سے اور ان پر سختی کرو۔ معلوم ہوا کہ نصیحت کرنے میں بوقت ضرورت سختی بھی کی جا سکتی ہے۔

حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو نصیحت

سورۃ لقمان آیت نمبر ۱۳ تا ۱۹ میں ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ: ''اور یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ اس کو نصیحت کر رہا تھا اے میرے بیٹے اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک نہ کرنا بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔ (کیونکہ اس میں غیر مستحق عبادت کو مستحق عبادت کے برابر قرار دینا ہے اور عبادت کو غیر محل میں رکھنا ہے یہ دونوں باتیں ظلم عظیم ہیں) (۱۳) اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی، اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا کمزوری پہ کمزوری جھیلتے ہوئے اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے والدین کا، آخر مجھی تک آنا ہے۔ (۱۴) اور اگر وہ دونوں تجھ پہ کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا

تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں اچھی طرح اس کا ساتھ دے اور ان کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا پھر میری طرف تمہیں لوٹنا ہے تو میں بتاؤں گا جو تم کرتے تھے۔(۱۵) اے میرے بیٹے برائی اگر رائی کے دانے برابر ہو پھر وہ پتھر کی چٹان میں یا آسمانوں میں یا زمین میں کہیں ہو اللہ تعالیٰ اسے لے آئے گا بے شک اللہ تعالیٰ ہر باریکی کا جاننے والا خبر دار ہے۔(۱۶) اے میرے بیٹے نماز قائم رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور برائی سے منع کر اور جو افتاد تجھ پہ پڑے اس پہ صبر کر بے شک یہ ہمت کے کام ہیں۔(۱۷) اور کسی سے بات کرنے میں اپنا رخسار کج نہ کر (براہِ تکبّر) اور زمیں میں اتراتا نہ چل بے شک اللہ تعالیٰ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا فخر کرتا۔(۱۸) اور میانہ چال چل اور اپنی آواز کو پست کر بے شک سب آوازوں میں بُری آواز گدھے کی ہے۔(۱۹)"

یاد رہے! حضرت لقمان علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے اس صاحبزادے کا نام انعم یا اشکم تھا۔ انسان کا اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ خود کامل ہو اور دوسرے کی تکمیل کرے، حضرت لقمان علیٰ نبینا وعلیہ السلام کا کامل ہونا تو وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَةَ میں بیان فرمادیا اور دوسرے کی تکمیل کرنا وَھُوَ یَعِظُهٗ سے ظاہر فرمایا اور نصیحت بیٹے کو کی، اس سے معلوم ہوا کہ نصیحت میں گھر والوں اور قریب تر لوگوں کو مقدم کرنا چاہیے اور نصیحت کی ابتدا منع شرک سے فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ نہایت اہم ہے۔

(خزائن العرفان)

اس سے اولاد کو اچھی نصیحت کرنے کی تعلیم بھی ملی۔

نصیحت کے حوالے سے قرآن مجید کی مزید متعدد آیات بینات لکھی جاسکتی ہیں لیکن سورۃ نحل کی ایک نہایت ہی جامع آیت لکھ کر بات کو آگے بڑھاتے ہیں اور یہ وہ آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ خود اپنے بندوں کو نصیحت فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت فرماتا ہے

سورۃ نحل آیت نمبر ۹۰: "بے شک اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کو دینے کا، اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بُری بات اور سرکشی سے اور تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم سمجھو۔"

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: انصاف تو یہ ہے کہ بندہ لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دے اور نیکی اور فرائض کا ادا کرنا، اور آپ سے ہی ایک اور روایت ہے کہ انصاف شرک کا ترک کرنا اور نیکی اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرنا گویا وہ تمہیں دیکھ رہا ہے اور دوسروں کے لیے وہی پسند کرنا جو اپنے لیے کرتے ہو۔ اگر وہ مومن ہو تو اس برکات ایمان کی ترقی تمہیں پسند ہو اور اگر کافر ہو تو تمہیں یہ پسند آئے کہ وہ تمہارا اسلامی بھائی ہو جائے انہیں سے ایک اور روایت میں ہے کہ

انصاف توحید ہے اور نیکی اخلاص اور ان تمام روایات کا طرزِ بیان اگرچہ جدا جدا ہے لیکن مآل ومدعا ایک ہی ہے۔

آیت میں ''فحشاء'' سے مراد ہر شرمناک مذموم قول وفعل ہے اور ''منکر'' سے شرک وکفر ومعاصی تمام ممنوعات شرعیہ مراد ہیں ''البغی'' سے مراد ظلم وتکبر ہے۔

ابن عینیہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ عدل ظاہر وباطن دونوں میں برابر حق وطاعت بجالانے کو کہتے ہیں اور احسان یہ ہے کہ باطن کا حال ظاہر سے بہتر ہو۔ اور فحشاء ومنکر وبغی یہ ہے کہ ظاہر اچھا ہو اور باطن ایسا نہ ہو بعض مفسرین نے فرمایا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کا حکم دیا ہے اور تین سے منع فرمایا ہے عدل کا حکم دیا اور وہ انصاف ومساوات ہے۔ اقوال وافعال میں اس کے مقابل فحشاء یعنی بے حیائی ہے اور قبیح اقوال وافعال ہیں اور احسان کا حکم فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ جس نے ظلم کیا اس کو معاف کر دو اور جس نے برائی کی اس کے ساتھ بھلائی کرو اس کے مقابل منکر ہے یعنی محسن کے احسان کا انکار کرنا اور تیسرا حکم اس آیت میں رشتہ داروں کو دینے اور ان کے ساتھ صلہ رحمی اور شفقت ومحبت کا فرمایا۔ اس کے مقابل بغی ہے اور وہ اپنے آپ کو اونچا کھینچنا اور اپنے علاقہ داروں کے حقوق تلف کرنا ہے۔ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت تمام خیر وشر کے بیان کو جامع ہے۔ یہی آیت حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا سبب بنی، جو فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول سے ایمان میرے دل میں جگہ پکڑ گیا اس آیت کا اثر اتنا زبردست تھا کہ ولید بن مغیرہ اور ابوجہل جیسے سخت دل کفار کی زبانوں پر بھی اس کی تعریف آ ہی گئی۔ اس لیے یہ آیت ہر خطبہ کے آخر میں پڑھی جاتی ہے۔

(خزائن العرفان)

اس آیت کی فضیلت

علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ زیرِ تفسیر آیت کی فضیلت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی فضیلت بیان فرمائی تھی جو صراطِ مستقیم پر ہو اور نیکی کا حکم دیتا ہو، اور گزشتہ آیت میں قرآن عظیم کی یہ فضیلت بیان فرمائی کہ اس میں تمام پیش آمدہ مسائل اور احکام شرعیہ کا روشن بیان ہے اور اس میں تمام اخلاق حسنہ اور آدابِ فاضلہ کی ہدایت ہے۔ لہٰذا اس آیت میں عدل، احسان اور (ضرورت مند) رشتہ داروں کو دینے کا حکم فرمایا اور بے حیائی، برائی اور سرکشی سے منع فرمایا۔

عامر بیان کرتے ہیں کہ شتیر بن شکل اور مسروق بن الاجدع بیٹھے ہوئے تھے، ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا خیر اور شر کے متعلق سب سے زیادہ جامع آیت سورہ النحل میں ہے۔ ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان۔ الآیۃ۔ انہوں نے کہا تم نے سچ کہا۔

(حافظ سیوطی نے کہا اس حدیث کو سعید بن منصور نے، امام بخاری نے الادب المفرد میں، امام ابن جریر اور امام ابن ابی حاتم نے اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔ الدر المنثور جلد ۴ صفحہ ۲۴۱، المستدرک رقم الحدیث: ۳۴۰۹، یہ اثر صحیح ہے۔)

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سرکشی اور رشتہ داروں سے تعلق کے سوا اور کوئی ایسا گناہ نہیں ہے جس کی اللہ تعالیٰ دنیا میں جلد سزا دے دے اور آخرت میں بھی اس کی سزا کا ذخیرہ کر رکھا ہو۔

(المستدرک جلد ۴ صفحہ ۱۰۱، رقم الحدیث: ۳۴۱۰، سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ۴۹۰۲، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۲۲۵)

عدل کا معنی و اقسام

عدل کا معنی ہے مساوات۔ اس کی دو قسمیں ہیں، عدل عقلی اور عدل شرعی۔ عدل عقلی کی مثال یہ ہے کہ اس شخص کے ساتھ نیکی کی جائے جس نے تمہارے ساتھ نیکی کی ہو اور اس شخص سے اذیت اور تکلیف دور کی جائے جس نے تم سے اذیت اور تکلیف دور کی ہو، اور عدل شرعی وہ ہے جس کا سمجھنا شریعت پر موقوف ہو جیسے قصاص اور دیت کے احکام، یا قتل خطا میں کفارہ اسی طرح مرد کی مکمل دیت (سو اونٹ) اور عورت کی نصف دیت (پچاس اونٹ ہونا) اسی طرح باقی اعضاء کی دیت کی مقداروں کا جاننا شرع پر موقوف ہے اس کو عقل سے نہیں جانا جا سکتا۔ عدل اور احسان میں یہ فرق ہے کہ برائی کا بدلہ برائی سے دینا عدل ہے اور برائی کے بدلہ میں نیکی کرنا یہ احسان ہے، اور کسی کی نیکی کے بدلہ میں اتنی ہی نیکی کرنا عدل ہے اور اس سے زائد نیکی کرنا احسان ہے اور کسی کے شر کے مقابلہ میں اتنا ہی شر کرنا عدل ہے اور اس سے کم شر کرنا احسان ہے۔ (المفردات جلد ۲ صفحہ ۴۲۲، ۴۲۳، ملخصاً مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ مکہ مکرمہ، ۱۴۱۸ھ)

حدیث میں "عدل" بمعنی فرض اور "صرف" بمعنی نفل آیا ہے:

فمن اخفر مسلما فعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین لا یقبل الله منه صرفا ولا عدلا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۱۷۹)

ترجمہ: "جس نے کسی مسلمان کے ساتھ عہد کر کے اس کو توڑا اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اللہ اس کے نفل کو قبول کرے گا نہ فرض کو۔" (النہایہ لابن الاثیر جلد ۳ صفحہ ۱۷۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۸ھ)

عدل کی تعریف اور اسلام و اہل سنت کی حقانیت

میر سید شریف علی بن محمد الجرجانی التوفی ۸۱۶ھ عدل کی تعریف میں لکھتے ہیں:

"افراط اور تفریط کے درمیان امر متوسط کو عدل کہتے ہیں۔" (التعریفات صفحہ ۱۰۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۱۸ھ)

عقائد اور اعمال کے لحاظ سے دین اسلام اور مذہب اہل سنت امر متوسط ہے، کیونکہ دہریے کہتے ہیں کہ اس جہان

کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں ہے، یہ خود بخود ہی وجود میں آ گیا ہے۔ یہ تفریط ہے اور مشرک کہتے ہیں کہ اس جہان کے متعدد پیدا کرنے والے ہیں یہ افراط ہے، اور اسلام یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جہان کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ ایک ہی ہے اور یہی امر متوسط ہے۔ اسی طرح یہودی کہتے ہیں کہ جس نے قتل کیا اس سے لازماً قصاص لیا جائے گا یہ تفریط ہے، اور عیسائی کہتے ہیں کہ قاتل کو معاف کرنا لازم ہے یہ افراط ہے، اور اسلام کہتا ہے کہ مقتول کے ورثاء کو اختیار ہے وہ چاہیں تو قصاص لے لیں اور چاہیں تو معاف کر دیں اور یہی امر متوسط ہے۔ جبریہ کہتے ہیں کہ انسان اپنے افعال میں مجبور محض ہے یہ تفریط ہے اور معتزلہ کہتے ہیں کہ انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے یہ افراط ہے، اور اہلِ سنت کہتے ہیں کہ انسان کاسب ہے اور اللہ تعالیٰ خالق ہے اور یہ امر متوسط ہے۔ ناصبی اہلِ بیت کی توہین کرتے ہیں یہ تفریط ہے اور رافضی اہلِ بیت کی محبت میں صحابہ کی توہین کرتے ہیں یہ افراط ہے اور اہلِ سنت اہلِ بیت سے محبت رکھتے ہیں اور صحابہ کی تعظیم کرتے ہیں اور یہی امر متوسط ہے۔ غیر مقلدین تقلید کا انکار کرتے ہیں اور ہر شخص کو اجتہاد کا اہل قرار دیتے ہیں یہ افراط ہے اور غالی مقلدین احادیث صحیحہ اور صریحہ دیکھنے کے باوجود اپنے امام کا قول ترک نہیں کرتے یہ تفریط ہے، اور معتدل مقلدین احادیث صحیحہ صریحہ کے مقابلے میں امام کے قول کو ترک کر دیتے ہیں۔ مثلاً امام اعظم نے عید کے متصل شوال کے چھ روزے رکھنے کو مکروہ کہا لیکن فقہاء احناف نے احادیث صحیحہ کی بنا پر شوال کے چھ روزے اتصال کے ساتھ رکھنے کو مستحب کہا۔ اسی طرح امام اعظم نے عقیقہ کو مکروہ یا مباح کہا لیکن ہمارے علماء نے اس کو مستحب قرار دیا۔ متقدمین فقہاء نے امامت اور خطابت اور تعلیم قرآن کی اجرت کو حرام کہا لیکن متاخرین علماء نے احادیث صحیحہ صریحہ اور آثار قویہ کی بنا پر اس کو جائز کہا اور یہی امر متوسط ہے۔ اسی طرح بعض متشدد لوگ رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ، آپ کی شفاعت اور آپ کے توسل، آپ کے علم کی وسعت اور آپ کے علوم پر علمِ غیب کے اطلاق کا انکار کرتے ہیں۔ اسی طرح آپ پر نور کے اطلاق کا انکار کرتے ہیں، یہ تفریط ہے اور بعض غالی لوگ آپ کی بشریت کا انکار کرتے ہیں اور آپ کو خدا سے ملا دیتے ہیں اور بعض اوقات بڑھا دیتے ہیں، یہ افراط ہے اور معتدل مسلمان کہتے ہیں کہ آپ پر ایک آن کے لیے موت آئی اور اللہ تعالیٰ نے پھر آپ کو زندگی عطا کر دی۔ آپ روضہ انور میں قریب اور بعید کو دیکھتے اور سنتے ہیں لیکن ہر وقت ہر چیز کی طرف آپ کی توجہ نہیں ہوتی۔ آپ بشر ہیں اور نوعِ انسان سے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت لطیف بنایا ہے اور آپ سے بعض اوقات حسی نورانیت بھی ظاہر ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب سے زیادہ علوم غیبیہ عطا فرمائے لیکن آپ کا ایک ذرہ کا علم بھی اللہ کے علم کے مماثل نہیں ہے اور ایسا ماننا شرک ہے۔ آپ کا وسیلہ دعا کی قبولیت کے لیے اکسیر ہے اور دنیا اور آخرت میں آپ سے شفاعت طلب کرنا اور آپ سے مدد حاصل کرنا جائز ہے اور یہی امر متوسط ہے۔ اسی طرح اولیائے کرام کے بارے میں بھی متشدد کہتے ہیں کہ

ان کا وسیلہ پیش کرنا یا ان سے مدد مانگنا شرک ہے اور قرآنِ مجید میں جو بتوں کے متعلق آیات نازل ہوئی ہیں، ان کو انبیاء اور اولیاء پر چسپاں کرتے ہیں یہ تفریط ہے اور بعض غالی لوگ اولیائے کرام کی نذر مانتے ہیں اور ان کے مزارات پر سجدہ کرتے ہیں، عرس کے ایام میں مزارات پر میلہ لگتا ہے، اس میں کھیل تماشے، راگ رنگ اور خرافات ہوتی ہیں یہ افراط ہے، اور معتدل مسلمان کہتے ہیں کہ اولیاء کرام کو ایصال ثواب کرنا اور مالی اور بدنی عبادات کا ہدیہ کرنا جائز ہے لیکن کسی کام کے لیے ان کی نذر ماننا حرام ہے۔ ان کے وسیلہ سے دعا کرنا جائز ہے، ان سے مدد طلب کرنا بھی جائز ہے لیکن افضل اور اولیٰ یہ ہے کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی جائے۔

یہ تو عقائد میں امر متوسط کا بیان تھا اور اعمال میں امر متوسط کی تفصیل یہ ہے کہ مال کو ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا اسراف اور تبذیر ہے اور یہ افراط ہے اور ضرورت کے موقع پر بھی مال کو خرچ نہ کرنا بخل ہے اور یہ تفریط ہے اور ضرورت کے مطابق مال کو خرچ کرنا جود اور سخا ہے اور یہی امر متوسط ہے۔ شب و روز نماز اور روزے میں اور ذکر و اذکار اور تسبیح اور تہلیل میں مشغول رہنا اور ماں باپ اور اہل و عیال کی ضروریات اور ان کے حقوق کو فراموش کر دینا عبادت میں افراط ہے، اور کاروبار، دنیاداری، عیش و طرب اور راگ رنگ میں مستغرق اور منہمک ہونا اور اللہ کے احکام اور اس کی یاد سے غافل ہو جانا تفریط ہے، اور دین و دنیا دونوں کو ساتھ لے کر چلنا، تمام فرائض و واجبات اور سنتوں کو اپنے اپنے وقت پر ادا کرنا اور تمام محرمات اور مکروہات سے بچنا اور ماں باپ، اہل و عیال اور اقرباء کی بقدر استطاعت کفالت کرنا اور ان کے حقوق ادا کرنا اور تعمیرِ وطن اور ملک و ملت کی خدمت میں اپنا حصہ ادا کرنا یہی امر متوسط ہے۔ اسی طرح بیس کے مقابلے میں ایک آدمی کا نکل آنا تہور اور حماقت ہے اور یہ دلیری میں افراط ہے اور بیس آدمی مل کر ایک کا بھی مقابلہ نہ کر سکیں، یہ بزدلی اور تفریط ہے اور اپنے سے دگنے دشمن کا مقابلہ کرنا شجاعت ہے اور یہ امر متوسط ہے۔ عورتوں سے بالکل تعلق نہ رکھنا اور بلا عذر برہمچاری ہو جانا تفریط ہے اور دن رات شہوت رانی کرنا اور اسیر ہوس رہنا اس میں جائز اور ناجائز کی تمیز نہ رکھنا، فسق و فجور اور افراط ہے اور حلال محل میں اپنی طاقت کے مطابق خواہش پوری کرنا اور حرام سے بچے رہنا عفت ہے۔ اسی طرح تمام اعمال میں جائز اور ناجائز اور حلال اور حرام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اعتدال پر قائم رہنا ہی امر متوسط اور عدل ہے۔ اسی طرح نظام سرمایہ داری میں افراط ہے اور سوشلزم میں تفریط ہے اور اسلام کے معاشی نظام میں عدل ہے اور یہی آئیڈیل (مثالی) نظامِ حیات ہے۔

احسان کا معنی

علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ لکھتے ہیں:

ہر وہ چیز جو خوبصورت اور مرغوب ہو، اس کو حسن کہتے ہیں۔ اس کی تین قسمیں ہیں:

1. جو عقل کے اعتبار سے مستحسن ہو جیسے علمی نکات۔
2. جو نفسانی خواہش کے اعتبار سے مستحسن ہو جیسے خوبصورت عورتیں۔
3. جو حواس کے اعتبار سے مستحسن ہو جیسے خوبصورت مناظر، خوش ذائقہ اور دل آویز خوشبوئیں۔

ہر وہ نعمت جس کا اثر انسان اپنے نفس، بدن اور احوال میں محسوس کرتا ہے، الحسنہ ہے، اور اس کی ضد السیئہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗ۔ (الاعراف:۱۳۱)

ترجمہ: ''اور اگر ان کو کوئی خوشحالی (مہمات میں کامیابی، فصلوں کی زرخیزی) پہنچے تو کہتے ہیں کہ یہ ہماری وجہ سے ہے اور اگر ان کو کوئی بدحالی (مثلاً قحط، مہمات مں ناکامی، مصائب) پہنچے تو اس کو موسیٰ اور ان کے اصحاب کی نحوست قرار دیتے ہین۔

حسن کا اطلاق عام لوگوں کے نزدیک اکثر ان چیزوں پر ہوتا ہے جن کا ادراک آنکھوں سے ہوتا ہے اور قرآن مجید میں حسن کا اطلاق اکثر ان چیزوں پر ہوتا ہے جن کا ادراک بصیرت (عقلی) سے ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

اَلَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ۔ (الزمر:۱۸)

ترجمہ: ''جو لوگ غور سے اللہ کا کلام سنتے ہیں پھر اس پر عمدہ طریقہ سے عمل کرتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے۔''

یعنی وہ اس طریقہ سے اس حکم پر عمل کرتے ہیں کہ اس میں گناہ کا شائبہ بھی نہیں ہوتا۔ حدیث میں ہے:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا ایمان کیا ہے؟ فرمایا: جب تم اپنی نیکی سے خوش ہو اور جب تم اپنی برائی سے رنجیدہ ہو تو پھر تم مومن ہو۔ اس نے پوچھا یا رسول اللہ! گناہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے دل میں کسی چیز سے کھٹک ہو تو وہ گناہ ہے، اس کو چھوڑ دو۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث یاد کر رکھی ہے کہ جس چیز میں شک ہو اس کو ترک کر کے اس چیز کو اختیار کرلو جس میں شک نہ ہو۔ بے شک صدق میں طمانیت ہے اور کذب میں شک ہے۔

(سنن الترمذی رقم الحدیث:۲۵۱۸، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث:۴۹۸۴، مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۲۰۰، سنن الدارمی رقم الحدیث:۲۵۳۵)

علامہ اصفہانی فرماتے ہیں کہ احسان کا اطلاق دو معنوں پر کیا جاتا ہے: کسی شخص پر انعام کرنا، کہا جاتا ہے فلاں

شخص پر انعام کیا یعنی کسی شخص کو کوئی نعمت دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ○ (الرحمٰن: ۶۰)

ترجمہ: ''نعمت دینے کا بدلہ نعمت دینے کے سوا اور کیا ہے۔''

اور احسان کا دوسرا معنی ہے نیک کام کرنا۔ قرآن مجید میں ہے:

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ۔ (بنی اسرائیل: ۷)

ترجمہ: اگر تم نے کوئی نیک کام کیا ہے تو اپنے فائدہ کے لیے نیک کام کیا ہے۔''

عدل اور احسان میں فرق

احسان کا درجہ عدل سے بڑھ کر ہے کیونکہ عدل یہ ہے کہ وہ کسی کو اتنا دے جتنا دینا اس پر واجب ہے اور اس سے اتنا لے جتنا لینے کا اس کا حق ہے اور احسان یہ ہے کہ جتنا اس پر واجب ہے اس سے زیادہ دے اور جتنا اس کا حق ہے اس سے کم لے۔ اسی طرح عدل یہ ہے کہ کسی نے اس کو جتنی ایذاء پہنچائی تھی وہ اس کو اتنی ہی ایذاء پہنچائے اور احسان یہ ہے کہ وہ اس کی زیادتی کو معاف کر دے اور اس کے ساتھ نیکی کرے۔ قرآن مجید میں ہے:

وَ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ۔ (الشوریٰ: ۴۰)

ترجمہ: ''برائی کا بدلہ اتنی ہی برائی ہے پھر جس نے معاف کر دیا اور نیکی کی تو اس کا اجر اللہ (کے ذمہ کرم) پر ہے۔''

اور حدیث میں ہے:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی، میں نے آپ سے ہاتھ ملانے میں پہل کی پھر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے سب سے افضل عمل بتایئے! آپ نے فرمایا: ''اے عقبہ! جو تم سے قطع تعلق کرے، اس سے تعلق جوڑو، جو تم کو محروم کرے اس کو عطا کرو، اور جو تم پر ظلم کرے اس سے اعراض کرو۔ (ایک روایت میں ہے کہ اس کو معاف کر دو) (مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۱۴۸، مسند احمد رقم الحدیث ۱۷۲۶۷، مطبوعہ مصر، تہذیب تاریخ دمشق جلد ۳ صفحہ ۶۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم سے تعلق توڑے اس سے تعلق جوڑو اور جو تم سے برا سلوک کرے اس سے اچھا سلوک کرو اور حق بات کہو خواہ وہ تمہارے خلاف ہو۔

(ابن النجار ج جلد ۳ صفحہ ۶۹۲۹، الجامع الصغیر رقم الحدیث: ۵۰۰۴، کنز العمال رقم الحدیث: ۶۹۲۹)

اسی طرح کسی کی نیکی کے بدلہ میں اتنی ہی نیکی کرنا عدل ہے اور اس سے زائد کرنا احسان ہے اور کسی کے شر کے بدلہ میں اتنا ہی شر کرنا عدل ہے اور اس سے کم شر کرنا احسان ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَ لَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ۔ (النحل:۱۲۶)

ترجمہ: ''اگر تم ان کو سزا دو تو اتنی ہی تکلیف دو جتنی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہے اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لیے بہت اچھا ہے۔''

عدل واحسان کا دوسرا معنیٰ

یہ بھی کہا گیا ہے کہ عدل فرض ہے اور احسان نفل ہے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا عدل یہ ہے کہ تمہارا ظاہر اور باطن برابر ہو، اور احسان یہ ہے کہ تمہارا ظاہر باطن سے افضل ہو۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا عدل انصاف ہے اور احسان انصاف سے زائد چیز ہے۔ ابن عطیہ نے کہا کہ عقائد، شرائع اور امانات کو ادا کرنا، ظلم کو ترک کرنا، انصاف کرنا اور حق ادا کرنا یہ تمام امور بقدر فرض ادا کرنا عدل ہے اور تمام کاموں کو درجہ استحباب اور استحسان تک پہنچانا احسان ہے۔

ابن العربی نے کہا عدل کی دو حیثیتیں ہیں ایک حیثیت بندہ اور اس کے رب کے درمیان ہے اور ایک حیثیت بندہ اور لوگوں کے درمیان ہے، جو حیثیت بندہ اور اس کے رب کے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے حق کو اپنے حق پر ترجیح دے، اور اس کی رضا کو اپنی خواہش پر مقدم رکھے، اور ہر حال میں قناعت کو لازم رکھے، اور عدل کی جو حیثیت بندہ اور لوگوں کے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کو نصیحت کرے، خیانت بالکل نہ کرے اور ہر طریقہ کے ساتھ لوگوں سے انصاف کرے اور کسی شخص کے ساتھ قول اور عمل میں برائی نہ کرے، ظاہر میں نہ باطن میں، اور اس پر جو مصائب نازل ہوں ان پر صبر کرے اور احسان کی بھی دو حیثیتیں ہیں اللہ کے ساتھ احسان کی حیثیت کا ذکر اس حدیث میں ہے:

حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا محمد! مجھے بتائیے کہ احسان کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان تعبد الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۷۷۷،۵۰، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۹،۱۰، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۶۴، مصنف ابن ابی شیبہ: جلد ۱۱، صفحہ ۵،۶، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۱۵۹، یہ تمام روایات حضرت ابو ہریرہ سے ہیں۔ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۸،۳، سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۲۶۱۰، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۶۳، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۴۶۹۷، مصنف ابن ابی شیبہ، جلد ۱۱ صفحہ ۴۴، یہ تمام روایات حضرت عمر سے ہیں)

اخلاصِ نیت

اس حدیث میں احسان سے مراد اخلاص ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ جس نے اخلاص نیت کے بغیر زبان سے کلمہ پڑھا وہ مرتبہ احسان پر پہنچا اور نہ اس کا ایمان صحیح ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کی تمام شرائط کے ساتھ کی جائے اور اس عبادت کے تمام فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات کی رعایت کی جائے اور عبادت شروع کرتے

وقت اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کو ذہن میں حاضر کیا جائے اور آپ ﷺ نے جو فرمایا ہے کہ تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو گویا کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو اور اگر تم اس کو نہ دیکھ سکو تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس ارشاد سے آپ کی یہی مراد ہے۔ اہلِ دل نے یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ذہن میں حاضر کرنے کے دو معنی ہیں ایک یہ ہے کہ اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کی ذات کا مشاہدہ اس قدر غالب ہو کہ گویا کہ وہ اس کو دیکھ رہا ہے اور نبی ﷺ نے اپنے ایک ارشاد میں اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

و جعلت قرة عینی فی الصلٰوة۔ (مسند احمد رقم الحدیث:۱۲۲۹۵، دار الفکر)

ترجمہ: ''اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں بنادی گئی ہے۔''

اور دوسرا معنی یہ ہے کہ بندہ اس مرتبہ تک نہیں پہنچتا لیکن اس کو یقین واثق ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ اس پر مطلع ہے اور اس کو دیکھ رہا ہے اور اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے:

اَلَّذِیْ یَرٰكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۝ وَ تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ۝ (الشعراء:۲۱۸، ۲۱۹)

ترجمہ: ''جب آپ قیام میں ہوتے ہیں تو وہ آپ کو دیکھتا ہے اور سجدہ کرنے والوں میں وہ آپ کے پلٹنے کو دیکھتا ہے۔''

ہم نے ذکر کیا تھا کہ احسان کی دو حیثیتیں ہیں۔ خالق کے ساتھ احسان اور اس کا معنی ہے خالق کی تعظیم اور مخلوق کے ساتھ احسان اور اس کا معنی ہے مخلوق پر شفقت۔ اس پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے:

شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ احسان کرنا (حسنِ سلوک کرنا، نیکی کرنا) فرض کر دیا ہے پس جب تم قتل کرو تو اچھی طرح سے قتل کرو اور جب ذبح کرو تو اچھی طرح سے ذبح کرو اور تم میں سے کسی ایک کو چاہیے کہ وہ چھری تیز کرے اور ذبیحہ کو راحت پہنچائے۔

(صحیح مسلم، رقم الحدیث:۱۹۵۵، سنن ابوداؤد رقم الحدیث:۲۸۱۵، سنن الترمذی، رقم الحدیث:۱۴۰۹، سنن النسائی رقم الحدیث:۴۴۰۵، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:۳۱۷۰، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث:۴۴۹۴)

رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنا

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور رشتہ داروں کو دو، یعنی ان کی قرابت کے حقوق ادا کرنے کے لیے ان کو مال دو۔ نیز فرمایا:

وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ۔ (بنی اسرائیل:۲۶)

ترجمہ: ''قرابت دار کو اس کا حق ادا کرو۔''

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ ملاپ رکھو۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۵۹۸۳، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۳، سنن النسائی رقم الحدیث: ۴۶۸)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۵۹۸۴، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۵۵۶، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۶۹۶، سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۱۹۰۹، مسند احمد، رقم الحدیث: ۱۶۸۵۲، طبع عالم الکتب، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث: ۲۰۲۳۸، صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: ۴۵۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص کو اس سے خوشی ہو کہ اس کے رزق میں کشادگی کی جائے اور اس کی عمر دراز کی جائے اس کو چاہیے کہ رشتہ داروں کے ساتھ ملاپ رکھے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۹۸۵، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۱۶۹۳، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۵۵۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا حتیٰ کہ جب وہ ان کو پیدا کرنے سے فارغ ہوگیا تو صلہ (رشتہ اور قرابت) نے اس سے عرض کیا: یہ اس کا مقام ہے جو رشتہ داری توڑنے سے تیری پناہ چاہے۔ فرمایا: ہاں! کیا تو اس بات سے راضی نہیں ہے کہ جو تجھ سے تعلق جوڑے میں اس سے تعلق جوڑوں اور جو تجھ سے تعلق توڑے میں اس سے تعلق توڑوں۔ عرض کیا: اے میرے رب کیوں نہیں! فرمایا تجھ کو یہ مقام عطا کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ۔ (محمد: ۲۲)

ترجمہ: ''سو کیا تم اس کے قریب ہو کہ اگر تم حکمران ہو گئے تو زمین میں فساد پھیلاؤ گے اور رشتوں کو قطع کرو گے۔'' (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۹۸۷، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۵۵۴، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۱۱۴۹۷)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک عورت مانگنے کے لیے آئی اس کے ساتھ دو بیٹیاں تھیں میرے پاس ایک کھجور کے سوا اور کچھ نہ تھا، میں نے اس کو وہ کھجور دے دی۔ اس نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کیے اور اپنی بیٹیوں کو دے دیئے پھر وہ جانے کے لیے کھڑی ہوگئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا جو شخص ان بیٹیوں کی کفالت میں مبتلا ہوا اور اس نے ان کی اچھی طرح پرورش کی وہ اس کے لیے دوزخ کی آگ سے حجاب بن جائیں گی۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۹۹۵، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۶۲۹، السنن الترمذی رقم الحدیث: 1915)

الفحشاء، المنکر اور البغی سے ممانعت

اس کے بعد فرمایا اور بے حیائی اور سرکشی سے منع فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کا حکم دیا: عدل، احسان اور قرابت داروں کو دینا اور تین چیزوں سے منع فرمایا: بے حیائی، برائی اور سرکشی۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انسان میں چار قوتیں رکھی ہیں۔ قوتِ غصبیہ، قوتِ شہوانیہ، قوتِ عقلیہ اور قوتِ وہمیہ۔ قوت غصبیہ سے درندوں کے آثار ظاہر ہوتے ہیں، قوت شہوانیہ سے بہائم اور جانوروں کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور قوتِ وہمیہ سے شیطانی اثرات ظاہر ہوتے ہیں اور قوتِ عقلیہ سے ملائکہ کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ قوتِ عقلیہ کی اصلاح کی ضرورت نہ تھی اور باقی تین قوتوں کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ قوتِ شہوانیہ کی اصلاح کی ضرورت ہے کیونکہ اگر قوت شہوانیہ کو بے لگام چھوڑ دیا جائے تو وہ لذاتِ شہوانیہ کے حصول میں جائز اور ناجائز کا فرق نہیں کرے گا اور شہوت برآری کے لیے ہر جگہ منہ مارتا پھرے گا۔ اس لیے فرمایا: و الفحشاء یعنی بے حیائی کے کاموں سے منع فرماتا ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّهٗ کَانَ فَاحِشَةً وَ سَآءَ سَبِیْلًا۔ (بنی اسرائیل:۳۲)

ترجمہ: ”اور زنا کے قریب (بھی) نہ جاؤ کیونکہ وہ بے حیائی کا کام ہے اور بہت ہی برا راستہ ہے۔“

اس آیت میں زنا کو فاحشہ یعنی بے حیائی کا کام فرمایا ہے۔ ایک اور روایت میں قوم لوط کی اغلام بازی کو فاحشہ فرمایا ہے:

وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ٥
(الاعراف:۸۰)

ترجمہ: ”اور لوط (کو بھیجا اس) نے جب اپنی قوم سے کہا کیا تم ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے جہان والوں میں سے کسی نے نہیں کیا۔“

ان دونوں آیتوں میں زنا اور اغلام دونوں کاموں کو بے حیائی کے کام فرمایا اور اس آیت میں بے حیائی کے کاموں سے منع فرمایا۔ گویا زنا اور اغلام دونوں کاموں سے منع فرمایا ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا:

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ۔
(الاعراف:۳۳)

ترجمہ: ”آپ کہیئے میرے رب نے تو صرف بے حیائی کے کاموں کو حرام فرمایا ہے خواہ وہ کھلی بے حیائی ہو یا چھپی ہوئی اور گناہ کو اور ناحق سرکشی کو۔“

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام قسم کے بے حیائی کے کاموں کو حرام فرمادیا خواہ وہ علانیہ کیے جائیں یا چھپ کر۔

اور قوتِ غضبیہ سے درندوں کے افعال صادر ہوتے ہیں۔ انسان غضب میں آکر کسی کو قتل کر دیتا ہے یا اس کا مال چھین لیتا ہے یا کسی اور طریقہ سے نقصان اور ضرر پہنچاتا ہے یا اس پر ظلم کرتا ہے۔

اور قوتِ وہمیہ شیطانیہ سے انسان ہمیشہ لوگوں پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور اپنی قیادت اور ریاست کے حصول کے لیے جدوجہد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو بغاوت اور سرکشی سے منع فرمایا ہے اس کا یہی محمل ہے کہ انسان اپنے لیے بڑائی حاصل کرنے کی خاطر جائز اور ناجائز طریقہ استعمال کرتا ہے اور کبھی کبھی یہ کوشش قتل اور غارت گری تک بھی پہنچادیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے منکر اور بغاوت سے منع فرمایا ہے۔ ان الفاظ کا بہت وسیع مفہوم ہے اور یہ الفاظ تمام خراب اور برے کاموں کو شامل ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:

اعتداء (حد سے تجاوز کرنا) بخل، بہتان، غضب، فساد کرنا، چغلی کرنا، غیبت کرنا، حسد کرنا، اسراف کرنا، ملاوٹ کرنا، ذخیرہ اندوزی کرنا، بغض رکھنا، ناحق قتل کرنا، نشہ آور اشیاء کھانا پینا، اترانا، تکبر کرنا، جوا کھیلنا، میدانِ جنگ میں دشمن کے مقابلہ میں پیٹھ دکھانا، جھوٹ بولنا، مذاق اڑانا، ریاکاری کرنا، خیانت کرنا، ناحق مقدمہ کرنا، کسی کے خلاف سازش کرنا، کسی کو رسوا کرنا، کسی کا نام بگاڑنا، کسی کے متعلق بدگمانی کرنا، عہد شکنی کرنا، دھوکا دینا، انتقام لینا، خمر پینا، بغاوت کرنا، چوری کرنا، ڈاکا ڈالنا، کسی پاک دامن پر زنا کی تہمت لگانا، عورتوں کا اجنبی مردوں کو دیکھنا، مردوں کا اجنبی عورتوں کو دیکھنا، کسی کا مال غصب کرنا اور کسی پر ظلم کرنا۔ ان میں سے ہر ہر کام پر قرآن مجید میں صریح ممانعت ہے۔ ہم نے اختصار کی وجہ سے ان آیتوں کا ذکر نہیں کیا۔ (تفسیر تبیان القرآن)

میں تمہارا خیر خواہ ہوں

عن زیاد بن علاقة قال سمعت جرید بن عبدالله یوم مات المغیرة بن شعبة قام فحمد الله واثنی علیه و قال علیکم باتقاء الله وحدہٗ لا شریك له والوقار والسکینة حتی یاتیکم امیر فانما یاتیکم الان ثم قال استعفوا لامیرکم فانه کان یحب العفو ثم قال اما بعد فانی اتیت النبی صلی الله علیه وسلم قلت ابایعك علی الاسلام فشرط علی والنصح لکل مسلم فبایعته علی هذا و رب هذا المسجد انی لناصح لکم ثم استغفر و نزل۔

(بخاری، جلد ا صفحہ ۱۴)

ترجمہ: ''زیاد بن علاقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ جس دن مغیرہ بن شعبہ (حاکمِ کوفہ) کا وصال ہوا تھا وہ (خطبہ کے لیے) کھڑے ہوئے اور اللہ عزوجل کی حمد وثناء کی اور فرمایا کہ تم لوگوں پر لازم ہے کہ اللہ عزوجل سے ڈرو، جو وحدہٗ لاشریک لہ ہے۔ اور وقار وسکون کو لازم پکڑو یہاں تک کہ تمہارا دوسرا حاکم آجائے اور وہ اب آتا ہی ہے پھر کہا کہ اپنے سابق حاکم کے لیے مغفرت کی دعا کرو۔ اس لیے کہ وہ بھی عفو ودرگزر کو پسند کرتے تھے۔ پھر فرمایا کہ جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (بیعت کے لیے) حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ میں اسلام پر بیعت کرتا ہوں۔ تو آپ نے اسلام کے ساتھ یہ شرط لگا کر ہر مسلمان کی ''خیر خواہی'' کرنا، مجھے بیعت فرمایا۔ تو میں نے اس شرط پر آپ سے بیعت کر لی۔ مجھے اس مسجد کے رب کی قسم ہے کہ (اے کوفہ والو!) میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ پھر آپ نے مغفرت کی دعا مانگی اور منبر پر سے اتر گئے!''

حدیث پاک کی تشریح

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کے گورنر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن کوفہ کی جامع مسجد میں خطبہ پڑھتے ہوئے اس حدیث کو بیان فرمایا۔ چونکہ گورنر کے انتقال کے بعد عموماً عوام میں انتشار پھیل جانے کا خطرہ ہوتا ہے خصوصاً کوفہ جہاں کے لوگ انتشار اور ہیجان پھیلانے کے عادی تھے۔ اس خطرہ کا بہت زیادہ امکان تھا اس لیے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے عوام کو پرسکون رہنے کی تلقین فرمانے کے لیے یہ خطبہ دیا اور اس خطبہ میں خدا کی حمد وثناء کرنے کے بعد آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو! تم لوگ اپنے ہر عمل اور اپنی ہر حرکت وسکون میں ہمیشہ خوفِ الٰہی کو اپنے پیشِ نظر رکھو اور خبردار خبردار! کوئی ایسی حرکت نہ کرو جس سے اللہ تعالیٰ تم پر ناراض ہو جائے پھر فرمایا کہ تم لوگ نہایت ہی سکون و اطمینان کے ساتھ رہو۔ بہت جلد مرکزی حکومت کی طرف سے نیا گورنر آنے والا ہے جو آکر نظامِ حکومت سنبھال لے گا پھر آپ نے عوام سے یہ فرمائش کی کہ ''تم لوگ اپنے سابق گورنر (حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ) کے لیے دعائیں مانگو کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی مغفرت کے انعام واکرام سے نوازے۔ کیونکہ تمہارا سابق گورنر بہت زیادہ درگزر کرنے والا اور خطا کاروں کی خطائیں معاف کرنے والا تھا۔ پھر اس کے بعد آپ نے یہ حدیث سنائی کہ میں جب بارگاہِ رسالت میں اسلام قبول کرنے کے لیے حاضر ہوا اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں یہ درخواست پیش کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسلام پر قائم رہنے کی بیعت کرتا ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شرط پر مجھ کو بیعت فرمایا کہ اسلام پر قائم رہنے کے ساتھ ساتھ عمر بھر ہر مسلمان کی خیر خواہی کرتے رہنا۔ چنانچہ میں نے اس شرط کو قبول کرتے ہوئے بیعت کی۔ لہٰذا میں اس مسجد کے رب کی قسم کھا کر کہتا

ہوں کہ میں جس طرح اپنی بیعت کے مطابق آج تک ہر مسلمان کی خیر خواہی کرتا رہا ہوں، تمہارا ابھی خیر خواہ ہوں اور تمہاری خیر خواہی کا جذبہ رکھتے ہوئے میں تم لوگوں کو پرسکون رہنے کی تلقین کرتا ہوں اس کے بعد آپ نے مغفرت کی دعا فرمائی اور منبر سے اتر گئے!

یاد رہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بہت ہی شاندار اور زیرک و ہوشیار صحابی ہیں۔ ملکی انتظام، اور نظم و نسق قائم کرنے کا ان کو بڑا ملکہ اور بہترین مہارت تھی۔ انتہائی طاقتور، عالی دماغ اور بہادر تھے۔ ان کا تعلق قبیلہ ثقیف سے تھا اس لیے ثقفی کہلاتے ہیں۔ جنگِ خندق کے سال ۵ ھ میں اسلام قبول کیا اور ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ان کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا تھا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ حکومت میں ان کو کوفہ کا گورنر بنا دیا تھا۔ چنانچہ کوفہ کی گورنری کے دوران ہی ۵۰ ھ میں مرضِ طاعون میں مبتلا ہو کر ستر سال کی عمر میں وصال فرمایا اور ان کے بعد حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کو مرکزی گورنمنٹ نے کوفہ کا گورنر بنا دیا۔ (اکمال وغیرہ)

حدیث سے حاصل شدہ فوائد و مسائل

❶ اس حدیث کو امام بخاری نے کتاب الشروط میں بھی ذکر کیا ہے اور امام مسلم نے کتاب الایمان میں اور امام نسائی نے بیعت کے باب میں تحریر کیا ہے!

❷ ''نَصِیْحَتَہ'' عربی میں بہت ہی جامع لفظ ہے۔ اردو میں اس کا ترجمہ ''خیر خواہی'' کرنا۔ دوسرا کا بھلا چاہنا ہے۔ دوسروں کا بھلا چاہنا اور ہر مسلمان کے ساتھ ''خیر خواہی'' کرنا۔ اس کے مفہوم میں بڑی وسعت ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ ''ہر مسلمان کی خیر خواہی'' یہ ایک ایسا عمل خیر ہے کہ اگر ہر مسلمان اس تعلیم نبوت کو حرز جان بنا کر اس پر عمل شروع کر دے تو ایک دم مسلمانوں کے بگڑے ہوئے معاشرہ کی کایا پلٹ جائے اور ''مسلم معاشرہ'' آرام و راحت اور سکون و اطمینان کا ایک ایسا گہوارہ بن جائے کہ دنیا ہی میں بہشت کے سکون و اطمینان کا جلوہ نظر آنے لگے!

ظاہر ہے کہ جب ہر مسلمان اپنی زندگی کا یہ نصب العین بنالے گا کہ میں ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں گا تو ہر قسم کے مکر و فریب، نقصان و ضرر، ظلم و ستم، بغض و حسد، خلاف و شقاق عناد و نفاق، بدخواہی و ایذا رسانی تمام قبیح خصلتوں کا مسلمانوں کے گھروں سے جنازہ نکل جائے گا اور ہر مسلمان ہر ایک مسلمان کے لیے صلاح و فلاح اور نفع رسانی و بھلائی کے سوا نہ کچھ کر سکے گا نہ کچھ سوچ سکے گا نہ کوئی مسلمان کسی مسلمان کے ساتھ خیانت کرے گا، نہ چغلی غیبت اور افترا پردازی کا مرتکب ہوگا۔ نہ ظلم کے کسی پہلو کو بھی اپنے گوشۂ خیال میں آنے دے گا نہ کسی کے بنتے ہوئے کام میں روڑا اٹکائے گا۔ بلکہ وہ سب کا بھلا چاہے گا اور سب کے ساتھ بھلائی کرے گا جس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ بھی اس کی خیر خواہی اور بھلائی کریں

گے اور وہ بھی ہر نقصان سے محفوظ رہے گا اور ہمیشہ اس کا بھلا ہوتا رہے گا!

◆ علامہ کرمانی نے "اَلنُّصْحُ لِکُلِّ مُسْلِمٍ" کی شرح میں تحریر فرمایا کہ "وَ اَمَّا النَّصِیْحَۃُ لِلْعَامَّۃِ فَاِرْشَادُھُمْ اِلٰی مَصَالِحِھِمْ وَ کَفُّ الْاَذیٰ عَنْھُمْ" یعنی عام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کا یہ مطلب ہے کہ ہر مسلمان کو اس کی مصلحتوں اور بھلائیوں کی طرف رہنمائی کرتے رہنا اور ہر مسلمان سے ہر قسم کی تکلیف کو دور کرتے رہنا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر مسلمان کی ہر قسم کی نفع رسانی کرنا اور ہر مسلمان کو ہر قسم کی ضرر رسانی سے بچانا۔ (منتخب حدیثیں: علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی)

دینِ اسلام سراسر خیر خواہی کا نام ہے

لطف رب غفور حاصل کر — قلب میں اس کا نور حاصل کر
کر طلب اس سے رحمتیں اس کی — اور کیف و سرور حاصل کر

قرآن مجید سورۂ ذاریات آیت ۵۵ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ ذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

ترجمہ: "اور آپ نصیحت کرتے رہیں کیونکہ نصیحت کرنا اہلِ ایمان کو نفع دیتا ہے۔" اس سے پہلے ایک آیت میں فرمایا: فَتَوَلَّ عَنْھُمْ۔

ان (ضدی، ہٹ دھرم کفار و مشرکین) سے اعراض کیجئے اور اس آیت میں حکم ہوا کہ اگر چہ مومنین ایمان لا چکے ہیں لیکن آپ کی نصیحت ان کے لیے مفید ہوگی ان کے ایمان کی مضبوطی کا سبب بنے گی، اسلام قبول کرنے پر انہیں اور زیادہ شرح صدر حاصل ہوگا۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات سے ظاہر ہے:

ھُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِھِمْ۔ (الفتح: ۴)

ترجمہ: "وہی (اللہ) ہے جس نے اہلِ ایمان کے دلوں میں سکون و اطمینان اتارا تا کہ انہیں اپنے ایمان کے ساتھ مزید ایمان نصیب ہو۔"

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّھُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ۔ (التوبہ: ۱۲۴)

(کسی سورت کے نزول پہ بعض منافقین تو کہتے ہیں کہ اس سورت کے نزول نے تم میں سے کس کے ایمان کو زیادہ کیا ہے) لیکن وہ جو ایمان دار ہیں بہر حال اس سورت نے ان کے ایمان کو زیادہ کیا ہے اور وہ (اسی لیے اس سورت کے نزول پر) خوشیاں منا رہے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ اھْتَدَوْا زَادَھُمْ ھُدًی وَّ اٰتٰھُمْ تَقْوٰھُمْ۔ (محمد:۱۷)

ترجمہ: ''اور وہ لوگ جو ہدایت یافتہ ہیں اللہ تعالیٰ ان کی ہدایت کو اور زیادہ کر دیتا ہے اور ان کو (مزید) تقویٰ عطا کرتا ہے۔''

لہٰذا حضور ﷺ کا اہلِ ایمان کو نصیحت کرتے رہنا یقیناً ان کے ایمان میں ثابت قدم رہنے اور تا حیات ایمان پر برقرار رہنے کا موجب ہوگا اور پھر یہ قرآن تا قیامت اہلِ ایمان میں تواتر کے ساتھ منقول ہوتا رہے گا تو اس طرح بعد کے مومنوں کے لیے بھی آپ کی ہدایت اور نصیحت ان کے ایمان میں تقویت کا باعث ہوگی اور ان کے ایمان کے دوام کا موجب بنے گی۔

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست ۔۔۔ کتب خانۂ چند ملت بشست

نصیحت کو نفع کے ساتھ مشروط کرنا

سورۃ الاعلیٰ پارہ ۳۰ میں ارشاد فرمایا:

فَذَکِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّکْرٰی۔ سَیَذَّکَّرُ مَنْ یَّخْشٰی وَ یَتَجَنَّبُھَا الْاَشْقَی الَّذِیْ یَصْلَی النَّارَ الْکُبْرٰی۔ (الی آخر السورۃ)

ترجمہ: ''تو آپ نصیحت کرتے رہیں اگر نصیحت نفع دے۔ عنقریب وہی شخص نصیحت قبول کرے گا جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور اس نصیحت سے بڑا بدبخت دور رہے گا۔ جو بڑی آگ میں جائے گا۔ پھر وہ اس میں نہ مرے گا، نہ جئے گا۔ بے شک جس نے اپنا باطن صاف کر لیا وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر وہ نماز پڑھتا رہا۔ بلکہ تم دنیا کی زندگی کو (آخرت پر) ترجیح دیتے ہو اور آخرت ہی بہت عمدہ اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ بے شک یہ (نصیحت) پہلے صحائف میں بھی (مذکور) ہے (یعنی) ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے صحائف ہیں۔''

یہاں اگر یہ سوال کیا جائے کہ حضور ﷺ کا منصب تو یہ ہے کہ آپ تمام لوگوں کو نصیحت فرماتے رہیں خواہ ان کو فائدہ ہو یا نہ ہو، پھر یہ شرط کیوں لگائی کہ اگر ان کو نصیحت فائدہ دے تو نصیحت کیجیے تو اس سوال کے مندرجہ ذیل جوابات ہیں۔

1. اگر کوئی حکم کسی شرط پہ موقوف ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جب وہ شرط نہ پائی جائے تو اس حکم پہ عمل نہ کیا جائے یا دوسرے الفاظ میں یوں کہہ لیا جائے کہ یہاں مفہوم مخالف معتبر نہ ہوگا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تُکْرِھُوْا فَتَیٰتِکُمْ عَلَی الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا۔ (النور:۳۳)

ترجمہ: ''اور تم اپنی باندیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو اگر وہ پاکیزہ رہنے کا ارادہ کر لیا۔''

(اس کا مطلب یہ نہیں کہ اگر ان کا ارادہ پاکیزہ رہنے کا نہ ہو تو ان کو بدکاری پہ مجبور کر سکتے ہو۔) نمازِ قصر کے بارے میں فرمایا:

''تم پر (سفر میں) نمازوں کو قصر کرنے میں گناہ نہیں بشرطیکہ تم کو یہ خطرہ ہو کر کفار (دورانِ نماز) تم پر حملہ کر دیں گے۔'' (النساء:۱۰۱)

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تم صرف حالتِ جنگ میں نمازوں کو قصر کرو اور حالت امن میں نہیں کر سکتے۔

سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۸۳ میں ارشاد فرمایا:

وَ اِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ۔

ترجمہ: ''اور اگر تم سفر میں ہو اور تمہیں (قرض کی دستاویز) لکھنے والا نہ ملے تو تم (قرض کے عوض) رہن کو رکھ لیا کرو۔''

اس کا مطلب بھی یہ نہیں کہ اگر قرض کی رقم لکھنے والا مل جائے تو پھر قرض کے عوض رہن رکھنا جائز نہیں ہے۔ اس لیے فقہائے احناف نے فرمایا ہے کہ احکام شرعیہ میں مفہوم مخالف معتبر نہیں ہے۔

اس شرط کے فوائد

نصیحت کے نفع آور ہونے کی شرط عائد کرنے کے مندرجہ ذیل فوائد ہیں:

- اگر کوئی مقصد کسی شرط کو عائد کرنے سے زیادہ بہتر طور پر پورا ہوتا ہو تو شرط کا عائد کرنا ہی مناسب ہے لہٰذا جن کو نصیحت فائدہ دے انہی کو نصیحت کرنا زیادہ بہتر ہے۔
- اگرچہ یہاں نصیحت کو نفع آور ہونے کے ساتھ مشروط کیا گیا لیکن یہ حکم التزاماً اس کو بھی متضمن ہے کہ جن کو نصیحت فائدہ نہ دے تاکہ اتمامِ حجت ہو جائے اور آپ ﷺ کے مطلقاً ہادی ہونے کا تقاضا بھی پورا ہو جائے۔
- اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ کفار کو حضور ﷺ کی نصیحت ہرگز فائدہ نہ دے گی بلکہ وہ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کے باعث نصیحت کو قبول ہی نہیں کریں گے۔
- حضور ﷺ نے کفار کو کئی مرتبہ نصیحت فرمائی لیکن انہوں نے قبول نہ کی حتیٰ کہ آپ ﷺ بہت غمگین اور افسردہ ہوئے تب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تسلی کے لیے فرمایا:

وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ۔ (ق:۴۵)

ترجمہ: ''اور آپ ان کو جبراً مومن بنانے والے نہیں لہٰذا آپ صرف انہی لوگوں کو قرآن مجید کے ساتھ نصیحت کریں جو (عذاب آخرت کی) وعید سے ڈرتے ہیں۔''

ایک سوال اور اس کا جواب

سوال یہ ہے کہ کسی حکم کو کسی شرط کے ساتھ مشروط کرنا اس کے حق میں تو درست ہے جس کو انجام کا پتہ نہ ہو جبکہ اللہ تعالیٰ تو علام الغیوب ہے اس کو تو یہ علم ہے کہ کفار کو نصیحت فائدہ نہ دے گی پھر اس نے یہ شرط کیوں عائد فرمائی کہ اگر نصیحت فائدہ دے تو نصیحت کیجئے وہ تو جانتا ہے کہ کفار کو نصیحت سے فائدہ ہوگا یا نہیں۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ تبلیغ اور پیغام رسانی کا حکم اور چیز ہے اور اللہ تعالیٰ کو عواقب امور اور مغیبات کا علم ہونا دوسری چیز ہے اور ان میں سے ہر ایک دوسری پر مبنی نہیں۔ دیکھو! اللہ تعالیٰ کو خوب علم تھا کہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی تبلیغ سے فرعون پر کوئی اثر نہ ہوگا لیکن اس کے باوجود فرمایا:

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰى۔ (طٰہٰ:۴۴)

ترجمہ: ''تم دونوں فرعون کے ساتھ نرمی سے بات کرو شاید وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈرے۔''

باقی رہا یہ کہ حضور علیہ السلام کتنی مرتبہ عام لوگوں کو نصیحت فرمائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائیں گے۔ تو امام رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اس کا انضباط عرف پہ مبنی ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۴۳)

اور بعض نے فرمایا کہ جب تک یہ آیت اور سورۃ ق کی آیت ۴۵ نازل نہ ہوئی تھی عام تبلیغ کا حکم اس وقت تک تھا اور ان آیات کے نزول کے بعد صرف انہی لوگوں کو نصیحت کرنا ضروری ہو گیا جن کو نصیحت فائدہ دے یا جو آخرت کی وعید سے ڈرتے ہوں۔ یہاں فرمایا: سَیَذَّكَّرُ مَنْ یَّخْشٰى۔

ترجمہ: ''نصیحت وہی قبول کرے گا جو اللہ تعالیٰ یا روزِ آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہے۔''

اس سے کامل ایماندار مراد ہیں جن کا توحید و رسالت جنت و دوزخ، فرشتوں اور آسمانی کتابوں پہ ایمان ہے اور یہ ایمان ہی انہیں نصیحت قبول کرنے کی ترغیب دیتا ہے، اگرچہ کبھی آخرت کے امیدوار کو بھی نصیحت کی جاتی ہے لیکن نصیحت مفید اس کو ہے جو آخرت سے ڈرنے والا ہے۔ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان آیات کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ بالعموم نصیحت کیجئے اگرچہ اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے نصیحت زیادہ مفید ہے کیونکہ خوف خدا دل میں ہوتا ہے اور دلوں کے حال خدا ہی جانتا ہے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے افضل یہ ہے کہ آپ ہر شخص کو نصیحت فرمائیں کیونکہ کوئی شخص نصیحت قبول کرے یا نہ کرے آپ کو تو بہر حال نصیحت کرنے کا ثواب ملے گا جیسا کہ سورۂ بقرہ میں فرمایا: سواء علیھم۔ ان پر برابر ہے کہ آپ

ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ یہ نہیں فرمایا کہ آپ کے لیے برابر ہے۔ بلاتشبیہ یوں سمجھیں کہ قریب المرگ لاعلاج مریض کے لواحقین ڈاکٹر کو کہیں کہ یہ مرے یا بچے آپ اس کا علاج کریں آپ کو پوری پوری فیس ملے گی۔

فافهم و تدبر۔

کُنْ غَنِیَّ الْقَلْبِ وَاقْنَعْ بِالْقَلِیْلِ مُتْ وَلَا تَطْلُبْ مَّعَاشًا مِّنْ لَّئِیْمٖ
لَا تَکُنْ لِّلْعَیْشِ مَجْرُوْحُ الْفُؤَادِ اِنَّمَا الرِّزْقُ عَلَی اللّٰهِ الْکَرِیْمٖ

الدین النصیحۃ

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ۔ دین تو سراسر خیر خواہی و خلوص کا نام ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ کس کی خیر خواہی؟ فرمایا:

لِلّٰهِ وَ لِکِتٰبِهٖ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ وَ عَامَّتِهِمْ۔

اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی اور مسلمان حکمرانوں کی اور تمام مسلمانوں کی (خیر خواہی) نصیحۃ، نصح ینصح باب فتح یفتح سے ہے اور اس کی جمع نصائح ہے بمعنی نصیحت کرنا خالص اور سچی دوستی کرنا، اسم فاعل ناصح ہے جس کی جمع ہے نُصَّاحْ، نُصَّحْ۔ تَنَصَّحَ بہت نصیحتیں کرنا، نصیحت کرنے والوں کے مشابہ ہونا۔ النِصاح سینے کا دھاگہ، لڑی، اس کی جمع نُصُحْ ہے نِصاحہ، نِصاحات، چمڑے جو آپس میں ملے ہوئے ہوں، پھندے۔ اس کا واحد ہے نَصاحہ، مِنْصَح اور مِنصحۃ سوئی کو، جبکہ النَصّاح اور ناصحی درزی کو کہتے ہیں۔ امام نووی علیہ الرحمۃ اس حدیث کے بارے فرماتے ہیں۔ یہ حدیث عظیم الشان ہے اور اس پر اسلام کا دارومدار ہے اور وہ جو بعضوں نے کہا ہے کہ یہ ان چار حدیثوں میں سے ایک حدیث ہے جو اسلام کی تمام باتوں کو جامع ہیں تو صحیح نہیں بلکہ صرف اسی حدیث پر اسلام کا مدار ہے اور یہ حیث مسلم کے افراد میں سے ہے اور تمیم داری سے صحیح بخاری میں کوئی روایت نہیں اور نہ مسلم میں اس کے سوا اور کوئی روایت ہے۔

اس روایت پر امام ابوسلیمان خطابی نے کہا نصیحت ایک جامع لفظ ہے جس کے مثل دوسرا لفظ زبان عرب میں بہت کم ہے اور معنی اس کا یہ ہے کہ سب بھلائیوں کا اکٹھا کرنا جس کے لیے نصیحت کی جائے۔ ایسے ہی فلاح کا لفظ ہے عربی زبان میں جو دنیا اور آخرت سب قسم کی بھلائیوں کو جامع ہے۔ بعضوں نے کہا نصیحت ماخوذ ہے نَصَحَ الرَّجُلُ ثَوْبَهٗ سے یعنی سیا فلاں نے کپڑا اپنا، تو نصیحت کرنے والے کے فعل کو مشابہت دی سینے سے جیسے سینے سے کپڑا درست ہوتا ہے ایسے ہی نصیحت سے دوسرے کے خلل رفع ہوتے ہیں اور وہ درست ہوتا ہے اور بعضوں نے کہا وہ ماخوذ ہے نَصَحْتُ الْعَسَلَ

سے یعنی صاف کیا میں نے شہد کو موم سے تو مشابہت دی صاف بات کو جس میں کھوٹا پن نہ ہو اس شہد کے ساتھ جو موم اور چرک سے صاف کیا جائے لیکن نصیحت کی تفسیر میں تو خطابی اور علماء نے اس باب میں ایک نفیس کلام کہا ہے یہاں سب کو ملا کر مختصر طور پر بیان کیا جا رہا ہے۔

اللہ کی خیر خواہی کا مطلب

اللہ کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اس پر ایمان لائے۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ اس کی صفات میں بے دینی اختیار نہ کرے۔ جتنی صفات کمال اور جمال کی ہیں وہ سب اس کے لیے ثابت کرے اور اس کو پاک سمجھے تمام عیبوں اور نقصانات سے۔ اس کی عبادت کے لیے مستعد رہے، اس کی نافرمانی سے بچتا رہے۔ اس کے لیے دوستی رکھے اور اسی کے لیے دشمنی۔ جو شخص خدا کا فرمانبردار ہو اس سے محبت رکھے اور جو شخص خدا کی نافرمانی کرے اس سے دشمنی رکھے۔ جو شخص خدا کا انکار کرے اس سے جہاد کرے۔ اس کے احسان کا اقرار کرے اس کا شکر گذار رہے۔ تمام کاموں میں سچا اور مخلص رہے۔ ان باتوں کی طرف لوگوں کو بلانے اور ان کی سب لوگوں کو یا جن پر اسے قدرت ہے ترغیب دے۔ خطابی نے کہا ان صفات سے بندے کو نصح حاصل ہوتا ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کو کیونکہ وہ ذات ہر ناصح کی نصح سے بے نیاز ہے۔

قرآن پاک کی خیر خواہی

خدا کی کتاب کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اس بات پر یقین کرے کہ وہ اللہ کا کلام ہے اسی نے اُتارا ہے۔ کسی مخلوق کا کلام اس کے مثل نہیں رہ سکتا اور نہ کوئی مخلوق اس کے مثل بنا سکتا ہے پھر اس کی بڑائی دل میں رکھے۔ اس کی تلاوت کرے جس طرح تلاوت کا حق ہے اس کو خوش آوازی سے پڑھے۔ درد اور رقت کے ساتھ اس کے حروف اچھی طرح سے ادا کرے۔ جو لوگ اس میں تحریف کرنا چاہتے ہیں تاویلات سے ان کا رد کرے۔ جو اس پر اعتراض اور طعنہ کرتے ہیں۔ ان کا جواب دے۔ جو مضمون اس میں ہیں ان کی تصدیق کرے۔ اس کے احکام سے خبردار ہو اس کے علوم اور مثالوں کو سمجھے۔ اس کی نصیحتوں پر غور کرے۔ اس کے عجائب اور غرائب میں فکر و خوض کرے۔ اس میں جو آیتیں محکم ہیں ان پر عمل کرنے۔ (یعنی حلال حرام کی آیتیں اور احکام کی آیتیں) اور جو آیتیں متشابہ ہیں (یعنی اعتقاد کی آیتیں) ان کو تسلیم کرے (یعنی ان کے ظاہری معنی پر یقین کر کے اس کی حقیقت کو خدا کے سپرد کرے اس میں تاویل یا تحریف یا انکار نہ کرنے) اس کے عام اور خاص اور ناسخ اور منسوخ کو پہچانے۔ اس کے علوم کو پھیلائے۔ اس کی طرف دعوت کرے۔

اللہ کے رسول کی خیر خواہی

رسول اللہ ﷺ کے لیے نصیحت یہ ہے کہ آپ کو خدا کا بھیجا ہوا سمجھے اور اس پر یقین رکھے اور جتنی باتیں آپ لے

کر آئے ہیں ان سب پر ایمان لائے۔ آپ کے حکم کو مانے آپ نے جس سے منع کیا اس سے باز رہے آپ کی مدد کرے۔ گو آپ وفات پا چکے ہیں (جیسے زندگی میں آپ کی مدد کرتا اگر آپ دنیا میں تشریف رکھتے ہوئے) جو شخص آپ ﷺ کا دشمن ہو اس سے دشمنی رکھے۔ جو شخص آپ کا دوست ہو اس سے دوستی رکھے۔ آپ کا درجہ بڑا سمجھے آپ کے حق کی توقیر کرے۔ آپ کے طریقے کو زندہ کرے۔ آپ کی سنت کو چلائے آپ کی دعوت کو پھیلائے۔ آپ کی شریعت کو مشہور کرے۔ آپ کی شریعت پر جو کوئی تہمت لگائے اس کی تہمت کو دور کرے۔ آپ کی شریعت کے علم کو عام کرے۔ آپ کی شریعت کے مضامین میں غور کرے۔ اس کی طرف لوگوں کو بلائے۔ اس کے سیکھنے اور سکھانے میں کوشش اور نرمی کرے اس کی عظمت اور بزرگی کرے اور اس کو پڑھتے وقت ادب سے پڑھے۔ لغو باتیں نہ کرے۔ بغیر جانے بوجھے اس میں گفتگو نہ کرے۔ جو لوگ شریعت کا علم رکھتے ہوں یعنی قرآن و حدیث کا ان کی عظمت اور بزرگی کرے آپ کے اخلاق و عادات کو اختیار کرے۔ آپ کے آداب پر چلے۔ آپ کے اہلِ بیت اور اصحاب رضی اللہ عنہم سے محبت رکھے۔ جو آپ کی شریعت میں بدعت نکالے اس سے علیحدہ رہے (یعنی اس کا شریک نہ ہو۔ اس کی مدد نہ کرے) جو شخص آپ کے آل یا اصحاب رضی اللہ عنہم سے بغض رکھے اس سے جدا رہے۔

مسلمان حکمرانوں کی خیر خواہی

مسلمان حاکموں کے لیے نصیحت یہ ہے کہ حق بات میں ان کی مدد کرے ان کی اطاعت کرے اور ان کو حق بات کا حکم کرے اور یاد دلائے اور نرمی اور ملائمت سے نصیحت کرے اور جس بات سے وہ غافل ہوں ان کو بتایئے اور مسلمانوں کے کسی حق کی ان کی خبر نہ ہو تو اس سے مطلع کرے اور (بلا ضرورت شدیدہ) ان سے بغاوت اور سرکشی نہ کرے اور لوگوں کے دل ان کی اطاعت کی طرف مائل کرے۔

خطابی نے کہا یہ بھی ان کے لیے نصیحت ہے کہ (اگر وہ قابلِ امامت ہوں تو) ان کے پیچھے نماز پڑھے۔ ان کے ساتھ کافروں سے جہاد کرے زکوٰۃ ان کو ادا کرے۔ تلوار ان پر نہ اٹھائے جب وہ کچھ ظلم کریں یا بدخلقی کریں۔ جھوٹی خوشامد سے ان کو مغرور نہ کرے اور ان کے واسطے نیکی کی دعا کرے اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ مسلمانوں کے اماموں سے خلفاء وغیرہ مراد ہوں جو مسلمانوں کے کاموں کا انتظام کرتے ہیں حکومت والوں میں سے اور یہی مشہور ہے اور خطابی نے اسی کو نقل کیا۔ پھر کہا اماموں سے کبھی دین کے علماء مراد لیے جاتے ہیں اور ان کے لیے نصیحت یہ ہے کہ ان کی باتوں کو مانیں جو قرآن اور حدیث کے مطابق ہوں۔

عامۃ المسلمین کی خیر خواہی

عام مسلمانوں کے لیے نصیحت وہ بات ہے جس میں ان کی آخرت کا فائدہ ہو اور دنیا کا اور ان کو ایذا نہ دے اور ان

کو دین کی وہ بات سکھلائے جو وہ نہیں جانتے اور زبان سے اور ہاتھ سے ان کی مدد کرے اور ان کے عیبوں کو چھپائے اور ان کے ضرر کو دور کرے اور ان کی منفعت کے لیے کوشش کرے اور ان کو نیک بات کا حکم کرے اور بری بات سے نرمی اور ملائمت اور شفقت سے منع کرے اور ان میں جو بزرگ بوڑھا ہو اس کی بزرگی (تعظیم) کرے اور جو بچہ چھوٹا ہو اس پر شفقت اور ان کو اچھی پند و نصیحت کرتا رہے اور ان سے فریب نہ کرے اور ان سے حسد نہ کرے اور ان کے واسطے وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے اور ان کے لیے بُرا جانے جو اپنے لیے بُرا جانتا ہے اور ان کے مال یا عزت کی محافظت کرے۔ اسی طرح جتنی باتیں ہم نے نصیحت کی بیان کیں ان سب کو ان کی دعوت دے۔ ان کی ہمت کو عبادت کی طرف لگائے اور سلف صالحین میں بعض ایسے بزرگ تھے کہ وہ نصیحت کے لیے اپنی دنیا کا نقصان گوارا کر لیتے تھے۔

یہ خلاصہ ہے اس کا جو بیان کیا گیا نصیحت کی تفسیر میں۔ ابنِ بطال نے کہا اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ نصیحت کو دین اور اسلام کہتے ہیں اور دین کا اطلاق اعمال پر بھی ہوتا ہے جیسے اقوال پر ہوتا ہے اور نصیحت فرض کفایہ ہے، اگر بعض کریں گے تو کافی ہے باقی لوگوں کے اوپر مواخذہ نہ رہے گا اور نصیحت اپنی طاقت کے موافق لازم ہے جب یہ بات معلوم ہو کہ اس کی نصیحت قبول کی جائے گی اور اس کے حکم کی اطاعت کی جائے گی اور اس کی جان پر کوئی آفت نہ آئے گی۔ اگر کسی آفت یا مصیبت کا خوف ہو تو مختار ہے چاہے تو نصیحت چھوڑ دے۔

ایک صحابی رسول ﷺ کی بیعت

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

بَايَعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: ''میں نے ہر مسلمان کی خیر خواہی کے لیے حضور ﷺ سے بیعت کی۔''

امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

پھر (اس کے بعد) جریر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیعت پر ایسا عمل کیا کہ ایک بار اپنے غلام کو گھوڑا خریدنے کے لیے بھیجا۔ وہ تین سو درہم میں ایک گھوڑا خرید لائے، اس کا مالک بھی دام لینے کے لیے ساتھ آیا۔ جریر نے گھوڑے کے مالک سے کہا تیرا گھوڑا تین سو درہم سے زیادہ کا مال ہے تو چار سو درہم کو بیچ۔ اس نے کہا میں نے تم کو اختیار دیا جو دام مناسب ہے دے دو۔ جریر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ چار سو درہم سے بھی زیادہ کا مال ہے۔ پانچ سو درہم کو بیچ۔ اسی طرح جریر رضی اللہ عنہ سو، سو درہم بڑھاتے گئے اور مالک کم پر راضی تھا یہاں تک کہ آٹھ سو درہم تک لگائے اور آٹھ سو درہم میں خرید لیا۔ لوگوں نے کہا یہ کیا کیا؟ جریر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی تھی تو گھوڑا بیچنے والا بھی مسلمان تھا

اور یہ بات خیر خواہی کی نہ تھی کہ میں اس کا مال کم قیمت میں خرید لوں اور اسے نقصان دوں۔ روایت کیا اس کو طبرانی نے۔

حاصل کلام

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خیر خواہی کا مطلب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی تمام صفات پر ایمان لانا اس کے تمام احکامات پر عمل کرنا در حقیقت یہ اپنے آپ سے خیر خواہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کی خیر خواہی سے مستغنی ہے اور کتاب اللہ سے خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ اس پر ایمان لائے، اس کی تعظیم کرے، اس کی تلاوت کرے، اس کی آیات میں تدبر کرے اور اس کے مقتضٰی پر عمل کرے، رسول اللہ ﷺ سے خیر خواہی کا مطلب ہے آپ کی نبوت پر ایمان لائے، آپ کا دی ہوئی خبروں کی تصدیق اور آپ کے دیے ہوئے احکام پر عمل کرے۔ آپ کی تعظیم و توقیر کرے آپ کے دوستوں سے محبت اور آپ کے دشمنوں سے عداوت رکھے۔ آئمہ مسلمین سے مراد اگر حکام ہیں تو اس کا مطلب ہے نیکی میں ان کی اطاعت کرے ان کے خلاف بغاوت نہ کرے اگر مجتہدین یا اصحاب فتاویٰ علماء مراد ہیں تو مطلب یہ ہے کہ ان کی تقلید کرے اور ان کے فتوؤں پر عمل کرے اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ دنیا اور آخرت میں ان کی خیر کی طرف رہنمائی کرے، ان کی مصیبت اور تکلیف کو دور کرے۔ ان کے عیوب پر پردہ پوشی کرے ان کے جان و مال اور عزت کی حفاظت کرے اور ان کو فائدہ پہنچائے۔

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے　　　آتے ہیں جو کام دوسروں کے

نجات و ہلاکت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: تین (خصلتیں) نجات دلانے والی اور تین ہلاک کرنے والی ہیں۔

نجات دلانے والی (خصلتیں) یہ ہیں:

1. ظاہر و باطن میں اللہ سے ڈرنا
2. خوشی و ناراضگی میں حق بولنا
3. مالداری اور فقیری میں درمیانی چال چلنا۔

اور ہلاکت میں ڈالنے والی (خصلتیں) یہ ہیں:

1. نفسانی خواہشوں کی پیروی کرنا
2. بخیلی کی اطاعت کرنا

۳- اپنی ذات پر گھمنڈ کرنا۔

اور یہ (آخری) تینوں میں سب سے زیادہ سخت ہے۔ (مشکوۃ باب الغضب والکبر صفحہ ۴۳۴)

حضور ﷺ کے اس ارشاد گرامی کا مطلب بالکل واضح ہے کہ تین خصلتیں وہ ہیں جو دنیا اور آخرت کے عذابوں سے نجات دلانے والی ہیں اور تین خصلتیں ایسی ہیں جو انسان کو دنیا و آخرت دونوں جگہوں میں ہلاک کر دینے والی ہیں۔ نجات دلانے والی خصلتوں کی فہرست یہ ہے:

۱- تقویٰ

ظاہر و باطن میں خدا سے ڈرنا۔ ظاہر ہے کہ خوف الٰہی تمام نیکیوں کے کرنے اور تمام گناہوں سے بچنے کا سرچشمہ ہے۔ جب تنہائی اور مجمع، ظاہر و باطن ہر جگہ، ہر حال میں بندہ خدا سے ڈرتا رہے گا تو یقیناً وہ ہر جگہ اور ہر حال میں وہی کام کرے گا جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو اور اُن تمام باتوں سے بچے گا جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو۔ ظاہر ہے کہ جس شخص کا یہ حال ہو گا وہ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور دونوں جہان کے عذاب سے نجات پا جائے گا!

۲- حق بولنا

اسی طرح جو شخص اس خصلت کا عادی بن جائے گا کہ وہ خوشی کی حالت میں ہو، یا ناراضگی کی حالت میں، ہر جگہ، ہر حال میں وہ حق بات ہی بولے گا تو وہ گناہ کی باتوں سے ہمیشہ محفوظ رہے گا اور اپنی اس حق گوئی پر جہاد کے ثواب کا مستحق ہو گا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ عذاب دارین سے نجات پا جائے گا!

۳- درمیانی چال

اسی طرح امیری اور فقیری دونوں حالتوں میں جو درمیانی چال چلے گا تو ظاہر ہے کہ وہ دونوں حالتوں میں گناہوں سے بچے گا۔ جس کا ثمرہ دونوں جہان کے عذابوں سے بچنا ہے۔ ہلاک کر دینے والی خصلتوں کی فہرست یہ ہے!

۱- خواہش نفس کی پیروی

نفس امارہ کی پیروی ہی تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ قرآن مجید نے بہت ہی واضح لفظوں میں ارشاد فرمایا کہ "اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ" یعنی "نفس امارہ" کا یہی ہے کہ وہ انسان کو ہمیشہ گناہوں کا حکم دیتا رہتا ہے اور معصیتوں پر اُبھارتا رہتا ہے اور ظاہر ہے کہ "معصیت اور گناہ" ہلاکت کے سوا اور کس چیز کا سبب بن سکتا ہے؟

۲-بخیلی کی اطاعت

اسی طرح بخیلی کی اطاعت بھی ہر قسم کی نیکیوں سے روکنے والی ہے اور بخیل کو دنیا و آخرت میں کہیں بھی آرام و سکون نصیب نہیں ہوسکتا۔ دُنیا میں بھی وہ طرح طرح کی تکلیفیں اُٹھاتا ہے اور آخرت میں تو جہنم کے سوا اس کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں ہے۔

بخیل ار بود زاہد بحر و بر   بہشتی نباشد بحکم خبر

یعنی بخیل اگر چہ خشکی اور سمندر ہر جگہ کا زاہد بن جائے پھر بھی وہ حدیث کے فرمان سے جنتی نہیں ہوگا۔

۳-اپنی ذات پر گھمنڈ

اسی طرح اپنی ذات پر گھمنڈ، یعنی اپنے کو سب سے اچھا سمجھنا یہ بھی عذاب دارین کا سبب ہے اور یہ تو وہ ہولناک گناہ اور خوفناک معصیت ہے کہ ابلیس اسی "اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡهُ" کے گھمنڈ میں مارا گیا اور ذلیل کر کے بہشت سے نکالا گیا اور قیامت تک خالق کائنات اور اس کی تمام مخلوقات کی لعنتوں میں گرفتار رہے گا!

نیک بخت کون ہے؟

اہلِ عرب کہتے ہیں: السعید من وعظ بغیرہ۔

نیک بخت وہ ہے جو اپنے غیر سے نصیحت پکڑے۔ عربی ادب کی کتب میں ایک بڑی خوبصورت حکایت اس موضوع سے متعلق ہے ذرا نصیحت حاصل کرنے کی غرض سے پڑھتے جایئے۔ ایک فارس کے عقل مند نے کہا:

اَخَذۡتُ مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ اَحۡسَنَ مَا فِیۡهِ۔

میں نے ہر مخلوق سے کوئی نہ کوئی خوبی حاصل کی ہے۔ پوچھا گیا، کُتے سے آپ نے کیا حاصل کیا ہے؟ جواب دیا: حُبُّهٗ لِاَهۡلِهٖ وَ ذَبُّهٗ عَنۡ صَاحِبِهٖ۔ اپنے گھر والوں کے ساتھ اس کی محبت اور اپنے مالک کے لیے اس کی فداکاری و جاں نثاری۔ پوچھا گیا کوے سے آپ نے کیا سیکھا؟ فرمایا: شِدَّةُ حَذَرِهٖ۔ ہوشیاری و احتیاط۔ کہا گیا بلی کی آپ کو کون سی عادت اچھی لگی؟ فرمایا: تَمَلُّقُهَا عِنۡدَ الۡمَسۡاَلَةِ۔ ضرورت کے وقت اپنے مالک کی خوشامد۔ پوچھنے والے نے پوچھا: خنزیر سے آپ کو کیا ملا؟ فرمایا: بُکُوۡرُهٗ فِیۡ حَوَآئِجِهٖ۔ اپنی ضروریات کے لیے اس کا صبح سویرے اُٹھ کھڑے ہونا۔

لاکھ سائنس نے ترقی کی   تجربہ گاہِ علم و حکمت میں
آدمی نے مگر بفضلِ خدا   ڈال دی جان آدمیت میں
کتنے روبوٹ ہو گئے ایجاد   آدمیت کی ارتقاء کے لیے

کتنے راکٹ خلا میں چھوڑے ہیں نوعِ انسان کی بقا کے لیے
اس ترقی کے عہد میں لیکن آگہی کی اذان دے نہ سکی
میرے سرکار کی طرح سائنس
پتھروں کو زبان دے نہ سکی

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب دقائق الاخبار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان درج فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ یَنْبَغِیْ لِلْمُؤْمِنِ اَنْ یَّکُوْنَ اَخْلَاقُہٗ کَاَخْلَاقِ الْکَلْبِ وَ فِیْہِ خَمْسَۃُ اَخْلَاقٍ اَلْاَوَّلُ یَکُوْنُ جَآئِعًا اَبَدًا وَھٰذَا مِنْ اَخْلَاقِ الصَّالِحِیْنَ وَالثَّانِیْ لَا یَکُوْنُ لَہٗ مَوْضِعٌ وَ ھٰذَا مِنْ اٰثَرِ الصَّالِحِیْنَ وَالثَّالِثُ اَنَّہٗ لَا یَنَامُ بِالَّیْلِ وَ ھٰذَا مِنْ اَفْعَالِ الصَّالِحِیْنَ وَالرَّابِعُ لَا یَکُوْنُ لَہٗ مَالٌ حَتّٰی یَرِثَہُ الْوَارِثُ وَ ھٰذَا مَعِیْشَۃُ الصَّالِحِیْنَ وَالْخَامِسُ اَنْ لَّا یُفَارِقَ مِنْ بَابِ صَاحِبِہٖ وَ اِنْ طَرَدَہٗ فِیْ یَوْمٍ مِّائَۃَ مَرَّۃٍ وَ ھٰذَا مِنْ وَّفَآءِ الصَّالِحِیْنَ۔

ترجمہ: ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مناسب ہے کہ مومن کے لیے چند عادتیں کتے کی عادتوں جیسی ہوں اور وہ یہ پانچ خصلتیں ہیں اول یہ کہ ہمیشہ بھوک برداشت کرتا رہے اور یہ صالحین کی عادت سے ہے ثانی یہ کہ اس کے پاس مکان نہ ہو اور یہ صالحین کی علامت ہے تیسری یہ کہ رات کو بیدار رہے اور یہ صالحین کے کاموں سے ہے چوتھی یہ کہ اپنے پاس جمع نہ رکھے کہ کوئی وارث مالک ہو اور یہ صالحین کی معیشت ہے پانچویں یہ کہ اپنے مالک کا دروازہ نہ چھوڑے اگرچہ دن میں اسے وہ سو بار دھکے دے اور یہ صالحین کی وفا سے ہے۔''

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

بابِ مدینۃ العلم کا فرمان

مولائے کائنات اسد اللہ الغالب امام المشارق والمغارب سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا ارشاد گرامی بھی اس بارے میں ملاحظہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں:

طُوْبٰی لِمَنْ كَانَ عَيْشُهٗ كَعَيْشِ الْكَلْبِ وَ فِيْهِ عَشْرُ خِصَالِ الْاَوَّلُ لَيْسَ لَهٗ مَالٌ وَالثَّانِی لَيْسَ لَهٗ قَدْرٌ وَّالثَّالِثُ الْاَرْضُ كُلُّهَا بَيْتٌ لَّهٗ وَالرَّابِعُ فِیْ اَكْثَرِ الْاَوْقَاتِ يَكُوْنُ جَآئِعًا وَّالْخَامِسُ فِیْ غَالِبِ اَوْقَاتِهٖ يَكُوْنُ سَاكِتًا وَّالسَّادِسُ يَحُوْلُ حَوْلَ بَيْتِ صَاحِبِهٖ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالسَّابِعُ يَقْنَعُ بِمَا يُدْفَعُ اِلَيْهِ وَالثَّامِنُ لَوْ ضَرَبَ صَاحِبُهٗ مِائَةَ جَلْدَةٍ لَا يَتْرُكُ بَابَ دَارِ صَاحِبِهٖ وَالتَّاسِعُ يَاْخُذُ عَدُوَّ صَاحِبِهٖ وَلَا يَاْخُذُ صَدِيْقَهٗ وَالْعَاشِرُ اِذَا مَاتَ لَمْ يَتْرُكْهُ مِنَ الْمِيْرَاثِ شَيْئًا۔

ترجمہ: ''مبارک ہو اس شخص کے لیے جس کا زندگی گزارنا کتے کی مانند ہو اور کتے میں دس عادتیں اچھی ہیں اول اس کے پاس مال نہیں ہوتا دوم وہ کچھ قدر نہیں رکھتا سوم سب زمین اس کا گھر ہے چہارم وہ اکثر اوقات بھوکا رہتا ہے پنجم وہ اکثر اوقات خاموش رہتا ہے ششم وہ رات و دن اپنے مالک کے گھر کے گرد گھومتا رہتا ہے ہفتم وہ اس پر قناعت کرتا ہے جو لقمہ مالک اسے ڈالتا ہے ہشتم اگر اس کا مالک اسے سو ڈنڈے مارے وہ مالک کا دروازہ نہیں چھوڑتا نہم وہ اپنے مالک کے دشمن کو کاٹتا ہے مالک کے دوست کو نہیں کاٹتا۔ دہم جب وہ مرتا ہے تو اپنی کچھ میراث نہیں چھوڑتا۔''

(دقائق الاخبار امام محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمۃ)

حُسن والوں کی آنکھوں کا تارا علی — عشق والوں کے دل کا سہارا علی
وہ بھی ہے دلنشیں یہ بھی ہے دلربا — سوہنا سوہنا نبی پیارا پیارا علی
کاروانِ شجاعت کا سالار ہے — بحر فقر و غنا کا کنارا علی
زر پرستی ہے لعل و گہر میں مگن — ہم ہوئے بوترابی ہمارا علی
مشکلیں اس سے ڈرنے لگیں خود بخود — مشکلوں میں جو کوئی پکارا ''علی''
اپنی قسمت پہ قلعے کو وجد آ گیا — جب سوئے بابِ خیبر سدھارا علی
سر بہ سر عاشقِ شاہِ لولاک ہے — مصطفائی ہے سارے کا سارا علی
دیدۂ اولیاء جس پہ ہے مرتکز — دست قدرت کا ہے وہ اشارا علی
کعبہ فیضان چمکا مہکنے لگا — نور و نکہت کا ہے استعارا علی

(فیض رسول فیضان)

آخر کوئی بات تو ہے

بات لمبی ہو جائے گی آخر کوئی وجہ تو ہے ناں کہ کتا ہو کر تین سو نو سال تک اصحاب کہف کی غار کے دروازے پر اپنے بازو پھیلا کر بھوکا پیاسا بیٹھا رہا نہ کچھ طلب کیا نہ شکوہ کیا اور نہ ہی بھونکنے کی آواز نکالی، کیونکہ اس نے ساتھ چلتے ہی یہ کہہ دیا تھا کہ میں کتا ضرور ہوں اور کتے کا کام بھونکنا ہوتا ہے لیکن میں ان کتوں میں سے نہیں ہوں جو اللہ کے ولیوں کو بھونکتے ہیں۔

نہ میں بھونکاں نہ میں ٹونکاں نہ میں شور مچاواں
نیکاں دے سنگ رل کے خورے میں وی بخشیا جاواں

امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وَ كَلْبُ اَصْحَابِ كَهْفٍ يُصَوِّرُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى صُوْرَةِ كَبْشٍ وَ يُدْخِلُهٗ فِى الْجَنَّةِ اَلَا تَرٰى اَنَّ الْكَلْبَ اِذَا دَخَلَ وَسْطَ الْاَحِبَّآءِ فَلَمْ يَطْرُدُوْهُ وَالْعَاصِىْ اِذَا دَخَلَ فِىْ كَهْفِ التَّوْحِيْدِ مُدَّةَ خَمْسِيْنَ سَنَةً فَكَيْفَ اَطْرَدَهٗ عَنِ الرَّحْمَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

ترجمہ: ''(جو جانور جنت میں جائیں گے ان میں سے) اصحاب کہف کا کتا بھی ہے اللہ تعالیٰ اس کو دنبے کی شکل و صورت عطا فرمائے گا اور اس کو جنت میں داخل کرے گا، کیا تو دیکھتا نہیں کہ کتا جب محبوبانِ بارگاہ (اصحابِ کہف) کے ساتھ ہوا تو انہوں نے اس کو نہ بھگایا (اسی طرح) گناہ گار بندہ جب توحید کی غار (پناہ گاہ) میں پچاس سال کا عرصہ گزارتا ہے تو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کو اپنی رحمت سے کیونکر بھگائے گا۔''

ذکر اللہ کا جو گھر میں ہے — روشنی دیر سے نظر میں ہے
پار تو ہی اسے لگائے گا — جو سفینہ مرا نظر میں ہے

سگِ اصحابِ کہف

امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وَ اِسْمُ الْكَلْبِ زَآئِلٌ عَنْهُ وَ يُسَمُّوْنَهٗ فِرَاوَنْ وَ قِيْلَ حِرْمَانُ وَ قِيْلَ قِطْمِيْرُ وَ يَكُوْنُ لَوْنُهٗ اَصْفَرَ۔

''اس کا نام کتا (کلب) اس سے زائل ہو گیا اور اس کا نام فراون رکھا گیا یا حرمان یا قطمیر اور کہا گیا ہے

کہ رنگ اس کا زردہوگا۔"

اس کتے کے علاوہ جو جانور جنت میں جائیں گے وہ مندرجہ ذیل ہوں گے:

١. صالح علیہ السلام کی اونٹنی۔
٢. ابراہیم علیہ السلام نے جو بچھڑا مہمانوں کے لیے ذبح کر کے روسٹ کیا (فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ)
٣. اسماعیل علیہ السلام کے بدلے (جنت سے) آنے والا دنبہ۔
٤. موسیٰ علیہ السلام کی گائے (اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً)
٥. یونس علیہ السلام کی مچھلی (فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ)
٦. عزیر علیہ السلام کا گدھا (وانظر الى حمارك)
٧. سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی (قَالَتْ نَمْلَةٌ)
٨. ملکہ بلقیس کا ہدہد۔ (وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ)
٩. ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی (دقائق الاخبار)

مرا رسول محمد امام ہر دو سرا — مدار دہر وہ ساگر ہوا گدا اس کا
وہ سلک گوہر اسرار، ارحم الرحما — امام حور و ملک، ماہ مصر اہلِ ولا
عماد علم و عمل اور احکم الحکام — صلاح کار ہمارا، مدام حکم اس کا
سہارا دل کا رہا سرور ہدا کا کرم — کہا محمد و محمود اک سرور ہوا

کرم رسولِ دو عالم کا واہ وا ساگر
ملال دور ہوا اور گلِ مراد کِھلا

(محمد ندیم ساگر)

اس تمہید کے بعد اصل مقصد کی طرف آتے ہیں، دراصل میں اپنے قارئین کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور یہ ایسے ارشادات ہیں کہ جن کی وجہ سے علم و دانش کی دنیا میں ایک سناٹا ہے اور عقل و شعور کے میدان میں ایک تہلکہ مچا ہوا ہے۔ آپ بھی پڑھیں اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے پہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔

کتے کی پیاس بجھانے والا بخشا گیا

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی نے ایک کتے کو دیکھا

جو پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا تھا تو اس شخص نے اپنا موزہ لیا اور اس میں چلو سے پانی بھر کر اس کتے کو پلایا یہاں تک کہ وہ سیراب ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کو اس کا یہ کام پسند آیا اور اس کو جنت میں داخل کر دیا!" (بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۹)

یہ حدیث بخاری شریف میں شرب، مظالم، ادب، ذکر بنی اسرائیل کے بابوں میں بھی مذکور ہے اور مسلم نے باب الحیوان اور ابوداؤد نے کتاب الجہاد میں بھی نقل کیا ہے!

یہ حدیث بخاری شریف کی ایک روایت میں یوں بھی آئی ہے کہ اس حدیث کو سن کر صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا چوپایوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے میں بھی ہمیں ثواب ملے گا؟ تو ارشاد فرمایا کہ ہاں! فِیْ کُلِّ کَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرًا۔ ہر گیلے جگر میں یعنی ہر جاندار کے ساتھ اچھا سلوک کرنے میں ثواب ہے۔ (قسطلانی جلد ۲ صفحہ ۴۴۲)

اور یہی حدیث انہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے اسی بخاری شریف میں اس طرح بھی آئی ہے کہ

"ایک شخص پر راستہ چلتے ہوئے پیاس کا غلبہ ہوا تو اس کو ایک کنواں ملا، اس نے کنویں میں اتر کر پانی پی لیا۔ پھر جب وہ کنویں میں سے نکلا تو ناگہاں یہ دیکھا کہ ایک کتا زبان نکالے ہوئے گیلی مٹی چاٹ رہا ہے، تو اس آدمی نے دل میں سوچا کہ جیسی پیاس مجھ کو لگی تھی، ایسی ہی پیاس اس کتے کو بھی لگی ہے تو وہ کنویں میں اتر کر اپنے موزہ میں پانی بھر کر لایا۔ پھر کتے کو پلایا تو اس کا یہ عمل خدا کو پسند آ گیا اور اس کو بخش دیا۔ یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا ہمارے لیے چوپایوں کے ساتھ احسان کرنے میں بھی ثواب ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ ہاں۔ ہر گیلے جگر میں یعنی ہر جاندار کے ساتھ احسان کرنے میں ثواب ہے۔"

بنی اسرائیل کی ایک عورت کی بخشش کا واقعہ

اس روایت میں تو یہ واقعہ بنی اسرائیل کے ایک مرد کا ہے مگر بخاری شریف کی ایک دوسری روایت میں اسی قسم کا ایک واقعہ زنا کار عورت کا بھی بیان ہوا ہے چنانچہ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں!

غفر لامراة مومسة مرت بكلب على راس ركى يلهث كاد يقتله العطش فنزعت خفافها و ثقفة بخمارها فنزعت له من الماء فغفرلها بذالك۔

(بخاری باب اذ وقع الذباب جلد ۱ صفحہ ۴۶۷)

یعنی ایک زنا کار عورت کی مغفرت اس طرح ہو گئی کہ وہ ایک کتے کے پاس سے گزری، جو ایک کنویں کے پاس زبان نکالے ہوئے تھا اور قریب تھا کہ پیاس کی شدت اس کو مار ڈالے تو اس عورت نے اپنا موزہ نکالا اور اس کو اپنے دوپٹے

میں باندھ کر کنویں میں سے پانی بھر کر اس کو پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس عمل کے اجر میں اس کو بخش دیا۔

اس حدیث میں تمام مخلوق پر رحم وکرم کرنے کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ فاعل مختار ہے، وہ چاہے تو ایک بہت ہی ادنیٰ سے نیک عمل کرنے والے کو اپنے فضل وکرم سے بخش دے۔ اس کے دربار میں عمل کے وزن اور مقدار کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ اس کی بارگاہ میں خلوصِ نیت اور اخلاصِ عمل کی قدر ہے۔ بہت ہی معمولی عمل اگر بندہ اخلاص و نیک نیتی کے ساتھ کرے تو وہ ربِ کریم اس عمل کے ثواب میں بندے کو اپنے رضوان وغفران کی نعمتوں سے سرفراز فرما کر اس کو جنت الفردوس کا مکین بنا دیتا ہے!

رحمت حق بہانہ می جوید　　　　رحمت حق بہا، نمی جوید

''خدا کی رحمت بندوں کو بخشنے کا بہانہ ڈھونڈتی ہے۔ خدا کی رحمت بندوں سے مغفرت کی قیمت نہیں طلب کرتی ہے!''

امام نووی نے حدیثِ مذکور کے تحت میں فرمایا کہ اَلْمُحْتَرَمِ یَحْصُلُ الثَّوَابُ بِالْاِحْسَانِ اِلَیْہِ لَا غَیْرُ الْمُحْتَرَمِ کَالْحَرْبِیِّ وَالْکَلْبِ الْعَقُوْرِ۔ (قسطلانی جلد ۱ صفحہ ۴۴۱)

یعنی اس حدیث میں ہر مخلوق کے ساتھ احسان کرنے کی جو ترغیب دلائی گئی ہے اس سے وہی مخلوق مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک محترم اور قابلِ اعزاز ہے ورنہ وہ مخلوق جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک محترم اور قابلِ عزت نہیں ہے جیسے کافر حربی اور لوگوں کو کاٹنے والا کتا، اس کے ساتھ احسان کرنے میں کوئی اجر وثواب نہیں ہے!

◆ جب جانوروں کے ساتھ احسان اور نیک سلوک کا یہ درجہ ہے کہ ایک پیاسے کتے کو پانی پلا دینے والا جنت میں داخل ہو گیا تو بھوکے پیاسے مومنوں کو کھانا پانی سے سیراب کرنے والا کتنے بڑے اجرِ عظیم کا مستحق ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کو بہشت میں کیسے کیسے مدارج ومنازل عطا فرمائے گا؟ اس کی کیفیت وکمیت کو بھلا ''علام الغیوب'' کے سوا اور کون جان سکتا ہے؟ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ o اللہ کا فضل وکرم بہت ہی بڑا ہے!

بلی کو بھوک سے مارنے والی

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلَتْ اِمْرَاَۃُ النَّارَ فِیْ ھِرَّۃٍ رَبَطَتْھَا فَلَمْ تُطْعِمْھَا وَلَمْ تَدْعُھَا تَاْکُلُ مِنْ خُشَاشِ الْاَرْضِ۔

(بخاری باب خمس من الدواب جلد ۱ صفحہ ۴۶۷)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عورت ایک بلی

کے معاملہ میں جہنم میں داخل ہوئی۔ اس نے ایک بلی کو باندھ رکھا تھا نہ تو اس کو کچھ کھلایا نہ اس کو چھوڑا کہ وہ حشرات الارض کو کھاتی (یہاں تک کہ وہ بھوکی مرگئی)۔"

یہ حدیث بخاری و مسلم وغیرہ میں متعدد روایتوں اور مختلف لفظوں کے ساتھ بہت جگہ آئی ہے۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جہنم میں دیکھا کہ وہ بلی اس عورت کو نوچ رہی ہے۔ (بخاری جلد ا صفحہ ۳۱۸)

پھر جس طرح اس سے پہلے والی حدیث میں جانوروں پر رحم اور احسان کرنے کی اہمیت کو ظاہر کیا گیا ہے اسی طرح اس حدیث میں جانوروں پر ظلم کرنے کی برائی اور اس کے برے انجام کو ذکر کیا گیا ہے کہ یہ عورت ایک بلی کو ظلم سے مار ڈالنے کی وجہ سے جہنم میں گئی!

امام نووی نے فرمایا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بلی یا کسی بھی جانور کو بھوکا پیاسا باندھے رکھنا، یا قید میں رکھنا حرام ہے۔ کیونکہ یہ عورت باوجود مسلمان ہونے کے اسی گناہ کی وجہ سے جہنم میں داخل کی گئی اور اس حدیث سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ جانوروں کا چارہ پانی مالک کے اوپر واجب ہے۔ اگر مالک اپنے جانوروں کو بھوکا پیاسا رکھے گا تو گناہگار ہوگا! (نووی علی المسلم جلد ۲ صفحہ ۳۳۶)

معلوم ہوا: غیر موذی جانوروں پر کسی قسم کا ظلم کرنا حرام ہے۔ جو لوگ گھوڑوں، گدھوں پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ لادتے ہیں یا بلاوجہ مارتے پیٹتے ہیں یا تفریح کے طور پر بلا ضرورت جانوروں کو زدوکوب کرتے رہتے ہیں۔ ان لوگوں کے لیے اس حدیث میں لرزہ براندام کرنے والی اور عبرت خیز وعید ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ظلم کے گناہ سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

باغِ جنت کے پھول لایا ہوں

اہلِ عقل و دانش حیران و سرگرداں ہیں کہ حضور ﷺ کا ایک ایک ارشاد ایک لمحہ فکریہ بلکہ چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ باتیں اگر غیر مسلم دانشوروں کی ہوتیں تو عالمِ مغرب میں ایک عجیب غلغلہ و شور ہوتا لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے آقا علیہ السلام کے ان فرمودات عالیہ پہ غور کریں، ان سے نصیحت حاصل کریں، ان کو عام کریں یقیناً یہ ارشادات اذھان و قلوب میں انقلاب پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یقیناً ایک امتی کے لیے اس کے نبی علیہ السلام کی پیاری پیاری اور علم و حکمت سے بھرپور باتوں سے بڑھ کر اور کیا نصیحت ہوسکتی ہے۔ پڑھیے اور اپنے دل و دماغ کو معطر و منور کیجئے۔ یاد رکھیے ہمارے اسلاف ایک ایک حدیث کے لیے کتنے کتنے طویل سفر کرتے رہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث لینے کے لیے سواری خریدی اور پورا مہینہ سفر کر کے اس کو حاصل کیا۔ تو لیجئے حضور ﷺ کے چالیس ارشادات کہ کوئی خوش نصیب اگر انہیں یاد کر لے تو حضور علیہ السلام کی شفاعت کا حقدار ہو جاتا ہے اور حضور علیہ السلام خود اس کے ایمان کے گواہ بن جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم صفحہ ۲۱)

گلشنِ قدس کی بہاروں سے | باغِ جنت کے پھول لایا ہوں
عاشقو! بھر لو دامنِ دل کو | میں حدیثِ رسول لایا ہوں

عوام وخواص کی خیر خواہی کے لیے چہل احادیث

اس عنوان کے تحت ہم نبی اکرم نورِ مجسم شفیع معظم ﷺ کے صرف چالیس ارشادات عالیہ درج کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں جو کہ حدیث پاک کی مختلف کتب سے اکٹھے کیے گئے ہیں۔

اب جس کے دل میں آئے پائے وہ روشنی | ہم نے تو دل جلا کے سرِ بام رکھ دیا

۱. عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَرَّتَیْنِ۔

(مسلم حدیث رقم: ۷۴۹۸، بخاری حدیث رقم: ۶۱۳۳، ابوداؤد حدیث رقم: ۴۸۶۲، ابن ماجۃ حدیث رقم: ۳۹۸۲، مسند احمد حدیث رقم: ۸۹۵۰)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن ایک سوراخ میں سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔''

۲. عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ علیہ السلام قَالَ اَلْاَنَاۃُ مِنَ اللّٰہِ وَالْعُجْلَۃُ مِنَ الشَّیْطٰنِ۔ (ترمذی حدیث رقم: ۲۰۱۲ و قال غریب)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آہستگی اللہ کی طرف سے ہے اور جلدی شیطان کی طرف سے ہے۔

۳. عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ علیہ السلام لَا حَلِیْمَ اِلَّا ذُو عَثْرَۃٍ وَلَا حَکِیْمَ اِلَّا ذُو تَجْرُبَۃٍ۔

(ترمذی حدیث رقم: ۲۰۳۳، مسند احمد حدیث رقم: ۱۱۶۶۷، شعب الایمان للبیھقی حدیث رقم: ۴۶۴۸۔ قال الترمذی حسن غریب)

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی حِلم والا نہیں سوائے لغزش والے کے اور کوئی حکیم نہیں سوائے تجربہ کار کے۔''

۴. عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِیِّ علیہ السلام اَوْصِنِیْ، قَالَ خُذِ الْاَمْرَ بِالتَّدْبِیْرِ فَاِنْ رَأَیْتَ فِیْ عَاقِبَتِہٖ خَیْرًا فَامْضِہٖ وَاِنْ خِفْتَ فَاَمْسِكْ۔

(شرح السنۃ حدیث رقم: ۳۶۰۰) فیہ ابان وھو متروک)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے وصیت فرمائیں۔ فرمایا: ''کام کو تدبیر سے ہاتھ ڈال اور اگر تم دیکھو کہ اس کے انجام میں بہتری ہے تو اسے کر گزرو اور اگر اس میں نقصان کا ڈر محسوس کرو تو رک جاؤ۔''

مشورہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمِنٌ۔ ([ترمذی حدیث رقم: ۲۸۲۲] الحدیث حسن)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس سے مشورہ مانگا جائے وہ امانت دار ہوتا ہے۔''

۶ عَنْ مُعَاوِیَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ اِنَّكَ اِذَا اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ اَفْسَدْتَّهُمْ۔ ([ابوداؤد حدیث رقم: ۴۸۸۸] صحیح)

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم لوگوں کے بھید کی جستجو کرو گے تو انہیں متنفر کردو گے۔''

۷ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا عَقْلَ كَالتَّدْبِیْرِ وَلَا وَرَعَ كَالْكَفِّ وَلَا حَسَبَ كَحُسْنِ الْخُلْقِ۔

([شعب الایمان للبیهقی حدیث رقم: ۴۶۴۶، ابن ماجة حدیث رقم: ۴۲۱۸] ضعیف وله طرق بعضها اشد ضعفا من بعض فلا یصلح تحسینه)

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''تدبیر جیسی کوئی عقل نہیں، زبان پر قابو جیسا کوئی ورع نہیں، اچھے اخلاق جیسا کوئی حسب نہیں۔''

۸ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْاِقْتِصَادُ فِی النَّفَقَةِ نِصْفُ الْمَعِیْشَةِ وَالتَّوَدُّدُ اِلَی النَّاسِ نِصْفُ الْعَقْلِ وَ حُسْنُ السُّوَالِ نِصْفُ الْعِلْمِ۔

([شعب الایمان للبیهقی حدیث رقم: ۶۵۶۸] الحدیث ضعیف جداً)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خرچ میں میانہ روی آدھی معیشت ہے اور لوگوں کے ساتھ محبت سے پیش آنا آدھی عقل ہے اور سوال کا سلیقہ آدھا علم ہے۔''

۹ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ

النُّبُوَّۃِ الْاُوْلٰی، اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ۔

(بخاری، حدیث رقم: ۳۴۸۳، ۳۴۸۴، ۶۱۲۰، ابوداؤد حدیث رقم: ۴۷۹۷، ابن ماجۃ حدیث رقم: ۴۱۸۳، مسند احمد حدیث رقم: ۱۷۰۹۴)

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگلی نبوتوں کے کلام سے جو کچھ لوگوں نے پایا اس میں سے یہ تھا کہ ''اگر تجھے حیا نہیں تو جو چاہے کرتا رہ۔''

نیکی کیا ہے اور گناہ کیا ہے؟

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَئَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ علیہ السلام عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ، قَالَ، الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلْقِ وَالْاِثْمُ مَا حَاکَ فِیْ صَدْرِکَ وَ کَرِھْتَ اَنْ یَطَّلِعَ عَلَیْہِ النَّاسُ۔

(مسلم شریف، حدیث رقم: ۶۵۱۶، ۶۵۱۷، ترمذی حدیث رقم: ۲۳۸۹، سنن الدارمی حدیث رقم: ۲۷۹۱، مسند احمد حدیث رقم: ۱۷۶۵۱)

ترجمہ: حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: ''نیکی اچھے اخلاق ہیں اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں چھبے اور تو نہ چاہے کہ لوگ اس سے آگاہ ہوں۔''

◆ ۱۱ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ علیہ السلام لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ کَثْرَتِ الْعَرْضِ وَ لٰکِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ۔

(مسلم حدیث رقم: ۲۴۲۰، بخاری حدیث رقم: ۶۴۴۶، ترمذی حدیث رقم: ۲۳۷۳، ابن ماجۃ حدیث رقم: ۴۱۳۷، مسند احمد حدیث رقم: ۷۵۷۲، ۸۱۹۴)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''امیری زیادہ دولت سے نہیں ہوتی بلکہ امیری دل کی امیری ہے۔''

◆ ۱۲ عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ علیہ السلام اِزْھَدْ فِی الدُّنْیَا یُحِبُّکَ اللّٰہُ وَازْھَدْ فِیْمَا عِنْدَ النَّاسِ یُحِبُّکَ النَّاسُ۔ (ابن ماجہ حدیث رقم: ۴۱۰۲)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دنیا سے بے رغبت ہو جا اللہ تجھ سے محبت رکھے گا۔ اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے نیاز ہو جا، لوگ تجھ سے محبت کریں گے۔''

◆ ۱۳ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ علیہ السلام اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ وَ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیْفِ وَ فِیْ کُلٍّ خَیْرٌ، اِحْرِصْ عَلٰی مَا یَنْفَعُکَ، وَ اسْتَعِنْ

بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجِزْ، وَ اِنْ اَصَابَکَ شَیْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ اَنِّیْ فَعَلْتُ کَانَ کَذَا وَ کَذَا، وَلٰکِنْ قُلْ قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَا شَآءَ فَعَلَ، فَاِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّیْطٰنِ۔

(مسلم حدیث رقم: ۶۷۷۴، ابن ماجۃ حدیث رقم: ۷۹، مسند احمد حدیث رقم: ۸۸۵۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مضبوط مومن اللہ کے ہاں کمزور مومن سے زیادہ اچھا اور محبوب ہے۔ ویسے دونوں اچھے ہیں۔ اپنے فائدے کے کام کی کوشش کر اور اللہ سے مدد مانگ اور سستی نہ کر۔ اگر تجھے کوئی نقصان دِہ چیز پیش آ جائے تو مت کہہ کہ اگر میں ایسے کرتا تو ایسے ہوتا، بلکہ کہہ: اللہ نے مقدر کیا تھا اور جو اس نے چاہا وہ کر دیا۔ کاش (لَوْ) کے لفظ سے شیطانی عمل کا دروازہ کھلتا ہے۔''

۱۴ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ لَوْ اَنَّکُمْ تَتَوَکَّلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ حَقَّ تَوَکُّلِهٖ لَرَزَقَکُمْ کَمَا یَرْزُقُ الطَّیْرَ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَ تَرُوْحُ بِطَانًا۔ (ترمذی، حدیث رقم: ۲۳۴۴، ابن ماجۃ حدیث رقم: ۴۱۶۴، مسند احمد حدیث رقم: ۲۰۶)۔

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''اگر تم لوگ اللہ پر توکل کرو جس طرح توکل کا حق ہے تو وہ تمہیں اس طرح رزق دے جیسے پرندوں کو دیتا ہے صبح خالی پیٹ جاتے ہیں اور سیر ہو کر واپس رات کو آتے ہیں۔''

۱۵ عَن عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَنْزِلُوْا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ۔

([ابوداؤد حدیث رقم: ۴۸۴۲] مرسل صحیح)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں سے ان کے مرتبے کے مطابق پیش آؤ۔''

۱۶ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ، اَلْمُؤْمِنُ غِرٌّ کَرِیْمٌ وَالْفَاجِرُ خَبٌّ لَئِیْمٌ۔

([مسند احمد حدیث رقم: ۹۱۴۲، ابوداؤد، حدیث رقم: ۴۷۹۰، ترمذی حدیث رقم: ۱۹۶۴] قال الترمذی غریب)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: ''مومن سیدھا سادہ اور مہربان ہوتا ہے اور کافر چالباز اور مکار ہوتا ہے۔''

۱۷ عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ حُبُّکَ الشَّیْءَ یُعْمِیْ وَ یُصِمُّ۔

([ابوداؤد حدیث رقم: ۵۱۳۰، مسند احمد حدیث رقم: ۲۱۷۵۱، ۲۷۶۱۶] الحدیث حسن)

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: ''کسی چیز کی محبت تجھے اندھا بھی کردیتی ہے اور بہرہ بھی۔''

۱۸ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَمَتَ نَجَا۔

([مسند احمد حدیث رقم: ۶۴۸۸، ۶۶۶۳، ترمذی حدیث رقم: ۲۵۰۱، دارمی حدیث رقم: ۲۷۱۵، شعب الایمان للبیھقی حدیث رقم: ۴۹۸۳] صحیح غریب)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جوخاموش رہا نجات پا گیا۔''

۱۹ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَا لَا يَعْنِيْهِ۔

([موطا امام مالك، كتاب حسن الخلق حديث رقم: ۳، ابن ماجة حديث رقم: ۳۹۷۶، ترمذی حديث رقم: ۲۳۱۷، ۲۳۱۸، مسند احمد حديث رقم: ۱۷۴۲] صحيح)

ترجمہ: حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ اس چیز کو ترک کردے جس سے اس کا تعلق نہیں۔''

۲۰ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْراً۔

(بخاری حديث رقم: ۵۱۴۶، ۵۷۶۷، ترمذی حديث رقم: ۲۰۲۸، ابوداؤد حديث رقم: ۵۰۰۷)

ترجمہ: ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔''

۲۱ عَنْ يَعْلٰى رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الْوَلَدَ مَبْخَلَةٌ مَجْبَنَةٌ۔

([مسند احمد حديث رقم: ۱۷۵۷۶، ابن ماجة حديث رقم: ۳۶۶۶)

ترجمہ: حضرت یعلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اولاد بخیل اور بزدل بنادیتی ہے۔

۲۲ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہما قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يُرِيْبُكَ، فَاِنَّ الصِّدْقَ طَمَانِيَةٌ وَ اِنَّ الْكِذْبَ رِيْبَةٌ۔

([مسند احمد حديث رقم: ۱۷۲۸، ترمذی حديث رقم: ۲۵۱۸، نسائی حديث رقم: ۵۷۱۱، سنن الدارمی حديث رقم ۲۵۳۵] الحديث صحيح)

ترجمہ: حضرت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث یاد کی: جو چیز یقینی ہو اس کے مقابلے پر اس چیز کو ترک کردے جو تجھے شک میں ڈالے۔ پس بے شک سچائی اطمینان

فراہم کرتی ہے اور جھوٹ شک میں ڈالتا ہے۔"

◆ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ شِرَّةً وَّ لِکُلِّ شِرَّةٍ فَتْرَةً۔

([ترمذی حدیث رقم: ۲۴۵۳] و قال حسن صحیح)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر چیز کا ایک عروج ہے اور ہر عروج کو زوال ہے۔"

◆ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الرِّزْقَ لَیَطْلُبُ الْعَبْدَ کَمَا یَطْلُبُهٗ اَجَلُهٗ۔ ([حلیۃ الاولیاء ۸۶/۶] اسنادہ صحیح و لہ شاھد)

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک رزق بندے کو اس طرح تلاش کرتا ہے جیسے اسے اس کی موت تلاش کرتی ہے۔"

پہلوان کون ہے؟

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرْعَةِ، اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ۔

(مسلم حدیث رقم: ۶۶۴۳، بخاری حدیث رقم: ۶۱۱۴، ابوداؤد حدیث رقم: ۴۷۷۹، مسند احمد حدیث رقم: ۷۲۳۸)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاقتور وہ نہیں جو پچھاڑ دے بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔"

◆ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنَةِ۔

([مسند احمد حدیث رقم: ۲۴۵۱] الحدیث صحیح)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سنی ہوئی بات آنکھوں دیکھی کی طرح نہیں ہوتی۔"

◆ عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ وَهُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ یَا اَیُّهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوْا فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِیْ نَفْسِهٖ صَغِیْرٌ وَ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ عَظِیْمٌ، وَ مَنْ تَکَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ صَغِیْرٌ وَ فِیْ نَفْسِهٖ کَبِیْرٌ، حَتّٰی لَهُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِمْ مِنْ کَلْبٍ اَوْ خِنْزِیْرٍ۔

([شعب الایمان للبیهقی حدیث رقم: ۸۱۴۰] اسنادہ صحیح)

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: اے لوگو! عاجزی اختیار کرو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے اللہ کی خاطر عاجزی اختیار کی اللہ نے اسے بلند کر دیا، وہ لوگوں میں اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے مگر لوگوں کی نظر میں عظیم ہوتا ہے اور جس نے تکبر کیا اللہ نے اسے گرا دیا، وہ لوگوں کی نظروں میں حقیر ہوا ہے اور اپنے خیال میں بڑا ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ لوگوں کی نظروں میں خنزیر اور کتے سے بھی بدتر ہوتا ہے۔''

◆ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ۔ (مسند احمد حدیث رقم: ۷۵۲۱، ترمذی حدیث رقم: ۱۹۵۵] الحدیث صحیح)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی ناشکرا ہے۔''

◆ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ۔

(مسلم حدیث رقم: ۷، ابوداؤد حدیث رقم: ۴۹۹۲)

ترجمہ: انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات آگے کرتا رہے۔''

اچھی بات کرنا بھی صدقہ ہے

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَلْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ رَوَاهُ الْبُخَارِي۔ (بخاری حدیث رقم: ۲۹۸۹)

ترجمہ: انہوں نے ہی نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: اچھا بول بھی صدقہ ہے۔''

◆ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُرْحَمُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ۔

(مسلم حدیث رقم: ۶۰۳۰، بخاری حدیث رقم: ۷۳۷۶، ترمذی حدیث رقم: ۱۹۲۲، مسند احمد حدیث رقم: ۱۹۱۹۴)

ترجمہ: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔''

◆ عَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ اِنَّ مِنَ الْعِلْمِ جَهْلًا۔

([ابوداؤد حدیث رقم: ۵۰۱۲] فیه من لا یعرف والا فصحیح)

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بعض علم بھی جہالت ہوتے ہیں۔''

۳۳ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَاشِرَ عَشْرَةٍ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، مَنْ اَكْيَسُ النَّاسِ وَ اَحْزَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: اَكْثَرُهُمْ ذِكْرًا لِلْمَوْتِ، وَ اَشَدُّهُمْ اِسْتِعْدَادًا لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِ الْمَوْتِ، اُولٰٓئِكَ هُمُ الْاَكْيَاسُ، ذَهَبُوْا بِشَرْفِ الدُّنْيَا وَ كَرَامَةِ الْاٰخِرَةِ۔

([المعجم الاوسط للطبرانی حدیث رقم: ۶۴۸۸] اخرجه فی الصغیر ایضا و نقله الهیثمی فی مجمع الزوائد، اسناده صحیح الا قال الهیثمی فیه محمد بن علی بن شیبة المصری لم اجده)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دسویں مہینے کی دس تاریخ کو حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انصار میں سے ایک آدمی حاضر ہوا، اس نے عرض کیا یا نبی اللہ! سب لوگوں سے زیادہ سمجھدار اور سب سے زیادہ محتاط کون ہے؟ فرمایا: جو شخص اُن میں سب سے زیادہ موت کو یاد کرتا ہو اور سب سے زیادہ موت کے لیے تیار ہو اس سے پہلے کہ موت نازل ہو، وہی لوگ سب سے زیادہ سمجھدار ہیں، وہی دنیا کا شرف اور آخرت کی کرامت پا گئے ہیں۔"

۳۴ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ۔

([مسلم حدیث رقم: ۱۱۶۸، بخاری حدیث رقم: ۲۹۷۷، نسائی حدیث رقم: ۳۰۸۷، مسند احمد حدیث رقم: ۷۴۰۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے جامع کلام دے کر بھیجا گیا ہے۔"

نصیحتوں سے بھرپور حدیث

وَ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ اِلٰى اَنْ قَالَ، قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَوْصِيْنِيْ، قَالَ اُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَاِنَّهٗ اَزْيَنُ لِاَمْرِكَ كُلِّهٖ، قُلْتُ زِدْنِيْ، قَالَ عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَاِنَّهٗ ذِكْرٌ لَكَ فِي السَّمَاءِ وَ نُوْرٌ لَكَ فِي الْاَرْضِ، قُلْتُ زِدْنِيْ، قَالَ عَلَيْكَ بِطُوْلِ الصَّمْتِ فَاِنَّهٗ مَطْرَدَةٌ لِلشَّيْطَانِ وَ عَوْنٌ لَكَ عَلٰى اَمْرِ دِيْنِكَ، قُلْتُ زِدْنِيْ، قَالَ اِيَّاكَ وَ كَثْرَةَ الضَّحْكِ فَاِنَّهٗ يُمِيْتُ الْقَلْبَ وَ يَذْهَبُ بِنُوْرِ الْوَجْهِ، قُلْتُ زِدْنِيْ، قَالَ قُلِ الْحَقَّ وَ اِنْ كَانَ مُرًّا، قُلْتُ زِدْنِيْ، قَالَ لَا تَخَفْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، قُلْتُ زِدْنِيْ، قَالَ لِيَحْجُزُكَ عَنِ النَّاسِ مَا تَعْلَمُ مِنْ نَفْسِكَ۔

([شعب الایمان للبیہقی حدیث رقم: ۴۹۴۲] اسنادہ صحیح)

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ آگے آپ نے لمبی حدیث بیان فرمائی ہے۔ یہاں تک کہ فرمایا: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ مجھے نصیحت فرمائیں۔ فرمایا: میں تجھے اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ یہ چیز تمام معاملات کی زینت ہے۔ میں نے عرض کیا: مزید فرمائیں۔ فرمایا: قرآن کی تلاوت اور اللہ عزوجل کا ذکر لازم پکڑ، یہ تیرے لیے آسمان میں ذکر کا سبب ہے اور زمین میں تیرے لیے نور ہے۔ میں نے عرض کیا: مزید فرمائیں۔ فرمایا: دیر تک خاموش رہا کرو۔ یہ چیز شیطان کو بھگانے والی ہے اور تیرے دینی معاملات میں تیری مددگار ہے۔ میں نے عرض کیا: مزید فرمائیں۔ فرمایا: زیادہ ہنسنے سے بچو کیونکہ زیادہ ہنسی دل کو مردہ کر دیتی ہے اور چہرے کا نور ختم کر دیتی ہے۔ میں نے عرض کیا: مزید فرمائیں۔ فرمایا: حق کہو خواہ کڑوا ہو۔ میں نے عرض کیا: مزید فرمائیں۔ فرمایا: اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے مت ڈرو۔ میں نے عرض کیا: مزید فرمائیں۔ فرمایا: جو کچھ تو اپنے بارے میں جانتا ہے وہ تجھے لوگوں کے خلاف بولنے سے روکے رکھے۔''

حکمت کی بات

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْحَكِيْمِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا۔

([ترمذی حديث رقم: ٢٦٨٧، ابن ماجة حديث رقم: ٤١٦٩] الحديث حسن روی بسندين كما فی تنقيح الرواة)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دانائی کی بات دانا آدمی کی کھوئی ہوئی میراث ہے، وہ اسے جہاں بھی پاتا ہے وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔''

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: دَعُوْنِی مَا تَرَكْتُكُمْ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰی اَنْبِيَائِهِمْ، فَاِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَیْءٍ فَاجْتَنِبُوْهُ، وَ اِذَا اَمَرْتُكُمْ بِاَمْرٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ۔

(أخرجه البخاری فی الصحيح، كتاب: الاعتصام بالكتاب والسنة، باب: الاقتداء سنن رسول الله ﷺ، ٢٦٥٨/٦، الرقم ٦٨٥٨، و مسلم فی الصحيح، كتاب: الحج، باب: فرض الحج مرة فی العمر، ٩٧٥/٢، الرقم: ١٣٣٧، والنسائی فی السنن، كتاب: مناسك الحج، باب: وجوب الحج، ١١٠/٥، الرقم: ٢٦١٩، و ابن ماجه فی السنن، المقدمة باب: اتباع سنة رسول الله ﷺ، ٣/١، الرقم: ٢، و أحمد بن حنبل فی المسند، ٤٢٨/٢، الرقم: ٩٥١٩، و ابن خزيمة فی الصحيح، ١٢٩/٤، الرقم: ٢٥٠٨، و ابن حبان فی الصحيح، ١٩٩/١، الرقم: ١٩، والسيوطی فی أسباب ورود الحديث، ١٣٥/١، الرقم: ٩٢)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے اس وقت تک چھوڑے رہو جب تک میں تمہیں چھوڑے رہوں، کیونکہ تم سے پہلے لوگ زیادہ سوال کرنے اور اپنے انبیاء سے اختلاف کرنے کے باعث ہی ہلاک ہوئے، لہٰذا جب میں تمہیں کسی بات سے روکوں تو اس سے اجتناب کرو، اور جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو حسبِ استطاعت اس کی تعمیل کرو۔‘‘

دونوں عالم میں تجھے مقصود گر آرام ہے

عَنْ أَبِیْ مُوْسَی رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِنَّمَا مَثَلِي وَ مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللّٰهُ بِهٖ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا فَقَالَ: يَا قَوْمِ، اِنِّي رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ۔ وَ اِنِّي أَنَا النَّذِيْرُ الْعُرْيَانُ، فَالنَّجَاءَ، فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِهٖ، فَأَدْلَجُوا، فَانْطَلَقُوْا عَلَى مَهْلِهِمْ، فَنَجَوْا۔ وَ كَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ فَأَصْبَحُوْا مَكَانَهُمْ، فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ، فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِي فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهٖ۔ وَ مَثَلُ مَنْ عَصَانِي وَ كَذَّبَ مَا جِئْتُ بِهٖ مِنَ الْحَقِّ۔

(أخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب: الاعتصام بالکتاب والسنة، باب: الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ، ۶/۲۶۵۶، الرقم: ۶۸۵۴، و مسلم فی الصحیح، کتاب: الفضائل، باب: شفقته ﷺ علی امته و مبالغة فی تحذیرهم مما یضرهم، ۴/۱۷۸۸، الرقم: ۲۲۸۳، و ابن حبان فی الصحیح، ۱/۱۷۶، الرقم: ۳، و أبو یعلی فی المسند، ۱۳/۲۹۴، الرقم: ۷۳۱۰، واللالکائی فی اعتقاد أهل السنة، ۱/۷۸، الرقم: ۸۶، والرامهرمزی فی أمثال الحدیث، ۱/۲۳، الرقم: ۱۰، و ابن کثیر فی تفسیر القرآن العظیم، ۲/۵۵۹)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک میری اور اس (دینِ حق) کی جس کے ساتھ مجھے مبعوث کیا گیا ہے مثال اس شخص کی سی ہے جس نے اپنی قوم کے پاس آ کر کہا: اے میری قوم! میں نے اپنی آنکھوں سے ایک فوج دیکھی ہے میں تمہیں واضح طور پر اس سے ڈرانے والا ہوں لہٰذا اپنی حفاظت کا سامان کر لو چنانچہ اس کی قوم سے ایک جماعت نے اس کی بات مانی، راتوں رات نکل کر اپنی پناہ گاہ میں جا چھپے اور بچ گئے جبکہ ایک جماعت نے اسے جھٹلایا اور صبح تک اپنے اپنے مقامات پر ہی (بے فکری سے پڑے) رہے۔ منہ اندھیرے ایک لشکر نے ان پر حملہ کر دیا انہیں ہلاک کر کے غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ سو یہ مثال ہے اس کی جس نے میری اطاعت کی اور جو (دینِ حق) میں لے کر آیا ہوں اس کی پیروی کی اور اس شخص کی مثال جس نے میری نافرمانی کی اور جو حق میں لے کر آیا ہوں اسے جھٹلایا۔‘‘

سونے کی انگوٹھی اتار کر پھینک دی

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: اتَّخَذَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: إِنِّي اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَنَبَذَهُ وَ قَالَ: إِنِّي لَنْ أَلْبَسَهُ أَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ.

(أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: الاعتصام بالكتاب والسنة، باب: الاقتداء بأفعال النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ٦/٢٦٦١، الرقم: ٦٨٦٨، و مسلم في الصحيح، كتاب: اللباس والزينة، باب: تحريك خاتم الذهب على الرجال و نسخ ما كان من اباحته في الاسلام، ٣/١٦٥٥، الرقم: ٢٠٩١، والترمذي في السنن، كتاب: اللباس، باب: ما جاء في لبس الخاتم في اليمين، و قال: حديث بن عمر حديث حسن صحيح، ٤/٢٢٧، الرقم: ١٧٤١، و أبو داود في السنن، كتاب: الخاتم، باب: ما جاء في اتخاذ الخاتم، ٤/٨٨، الرقم: ٤٢١٨، والنسائي في السنن، كتاب: الزينة، باب: طرح الخاتم و ترك لبسه، ٨/١٩٥، الرقم: ٥٢٩٠، ٥٢٩٢، و مالك في الموطا، ٢/٩٣٦، الرقم: ١٦٧٥، و أحمد بن حنبل في المسند، ٢/٦٠، الرقم: ٥٢٤٩)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی تو لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پھینک دیا اور فرمایا: اب میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔''

◆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى. قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، وَ مَنْ يَأْبَى؟ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَ مَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى.

(أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: الاعتصام بالكتاب والسنة، باب: الاقتداء بسنن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ٦/٢٦٥٥، الرقم ٦٨٥١، و أحمد بن حنبل في المسند، ٢/٣٦١، الرقم: ٨٧١٣، و ابن حبان في الصحيح، ١/١٩٦، الرقم: ١٧، والحاكم في المستدرك، ١/١٢٢، الرقم: ١٨٢، ٤/٢٧٥، الرقم: ٨٤٣٦، و قال: صحيح الاسناد، والهيثمي نحوه عن أبي سعيد الخدري رضی اللہ عنہ في موارد الظمآن، ١/٥٧٣، الرقم ٢٣٠٦، والذهبي في سير أعلام النبلاء، ١٤/٣٠٣، والسيوطي في مفتاح الجنة، ١/١٩، و ابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤/٥٢٢)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس کے جس نے انکار کیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! انکار کون کرے گا؟ فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔''

زبانِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے امت کی خیر خواہی کا سامان

یہ باب اس قدر وسیع ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں مزید صرف چند احادیث مبارکہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے ایک بات یاد رہے کہ حضور ﷺ کے فرمان عالی شان پر پورا ایمان ہونا چاہیے ایک مومن کے دل میں نبی اکرم ﷺ کے فرمان پاک کے بارے میں خلجان کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے ورنہ معاملہ بہت خراب ہوگا اس پر ایک حدیث ملاحظہ ہو۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اما يخشٰى احدكم اولا يخشى احدكم اذا رفع راسه قبل الامام ان يجعل الله رأسه رأس حمار او يجعل الله صورته صورة حمار۔

(الصحیح البخاری کتاب بدء الاذان باب اثم من رفع راسہ قبل الامام جلد۱، صفحہ ۹۶، الصحیح المسلم کتاب بدء الاذان باب تحریم سبق الامام برکوع و سجود جلد۱ صفحہ ۱۸۱)

ترجمہ: ''تم میں سے جب کوئی اپنا سر (سجدے سے) امام کے اٹھانے سے پہلے اٹھاتا ہے تو وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ عزوجل اس کے سر کو گدھے کا سر بنادے یا اس کی شکل وصورت ہی گدھے کی طرح کردے۔''

امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے اس فرمان کا سبب یہ بیان فرمایا:

''امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ ایک آدمی نے امام الانبیاء ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی وہ آدمی نبی پاک ﷺ کے رکوع کرنے سے پہلے ہی رکوع کرلیتا اور رکوع سے اٹھنے میں بھی پہل کرتا۔''

حضور ﷺ نے نماز سے فارغ ہوکر فرمایا اس طرح کون کررہا تھا؟ اس آدمی نے عرض کی میں کررہا تھا۔

ارشاد فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ میں اس کام کی تمہیں وعید بتاؤں یا نہ بتاؤں۔

پھر خود ہی ارشاد فرمایا نماز میں کمی کرنے سے بچو۔ جب امام رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تو پھر تم سر اٹھاؤ۔ (امام سے سبقت نہ کرو) (مسند احمد جلد۳ صفحہ ۴۳)

اس کی شرح میں لکھا گیا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ۔

ترجمہ: ''امام بنایا ہی اس لیے جاتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے۔''

اس حدیث پر عمل کروانے کے لیے نبی پاک ﷺ نے وعیداً اس بات سے منع کیا کہ امام سے پہلے رکوع وسجود سے

سر اٹھایا جائے اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کا سر گدھے کے سر کی طرح بنا دیا جائے گا۔

اور یاد رکھنا چاہیے کہ اس وعید کا تحقق بھی ہوا ہے چنانچہ منقول ہے مشہور محدث امام نووی رحمۃ اللہ علیہ حدیث لینے کے لیے ایک بڑے مشہور شخص کے پاس دمشق گئے مدتوں تک ان کے پاس پڑھا لیکن کبھی ان کے چہرے کو نہ دیکھا جب زمانہ دراز تک آپ اس کے پاس رہے اس نے اندازہ لگایا کہ انہیں حدیث لینے کا بڑا شوق ہے ایک دن اپنے چہرے سے پردہ ہٹایا۔ کیا دیکھا کہ ان کا منہ گدھے کی طرح ہے کہنے لگے۔ بیٹے نماز میں امام سے پہلے رکوع وسجود سے سر نہ اٹھاؤ کیونکہ جب یہ حدیث مجھ تک پہنچی تو میں نے اسے مستبعد یعنی خلافِ عقل سمجھا اور ایک دن قصداً (جان بوجھ کر) امام سے پہلے رکوع وسجود سے سر اٹھا لیا اس وجہ سے میرا منہ ایسا ہو گیا جیسا تم دیکھ رہے ہو۔'' (بہارِ شریعت جلد ۳ باب الامامت)

اب اس کے بعد مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے لہٰذا بلا تمہید اب حضور علیہ السلام کے ارشادات عالیہ لکھے جاتے ہیں جن میں سراسر امت کی خیر خواہی کا سامان ہے۔

جنت کی ضمانت

اخرج احمد عن عبادة بن الصامت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ''اضمنوا لی ستًّا من انفسکم اضمنْ لکُم الجنَّة، اُصدُقوا اذا حدّثتم، و آوفُوا اذا وعدتم، وادُّوا اذا انتمنّتم، واحفظوا فروجکُم، و غضوا ابصارکم، و کفوا ایدیکم.

(مسند امام احمد جلد ۵ صفحہ ۳۲۳، مستدرک للحاکم جلد ۴ صفحہ ۳۵۹)

ترجمہ: ''امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔''

1. جب بھی بولو سچ بولو۔
2. جب بھی وعدہ کرو تو اسے پورا کرو۔
3. جب تمہیں امانتیں دی جائیں تو انہیں ادا کرو۔
4. اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔
5. اپنی نگاہیں نیچی رکھو۔
6. اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔

اس فرمان کا یہ سبب بیان فرمایا گیا کہ

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''زہد'' میں روایت کی کہ ہمیں عبد الصمد رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی اسے عبد الجلیل رحمۃ اللہ علیہ نے اور انہیں حسن بن ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی کہ بنو اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے تورات شریف ہم پر بھاری ہے ہمیں کوئی ایسی جامع بات بتلائیں جس میں تخفیف ہو۔ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ آپ ان سے فرمائیں

1. تم وراثتوں کے بارے میں ظلم نہ کرو۔
2. کوئی بھی گھر والے کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں نہ جھانکے۔
3. کھانے کے لیے اسی طرح وضو کرو جس طرح نماز کے لیے وضو کیا جاتا ہے۔

ان لوگوں نے ان باتوں کو ہلکا سمجھتے ہوئے ان پر عمل نہ کیا (راوی کہتے ہیں اس وقت) نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تم میری طرف سے چھ چیزوں کو قبول کرلو میں تمہارے لیے جنت قبول کرتا ہوں۔

1. جب بولو تو سچ بولو۔
2. جو وعدہ کرو اسے نہ توڑو۔
3. جو امانت دی جائے اس میں خیانت نہ کرو۔
4. اپنے ہاتھوں کی حفاظت کرو۔
5. اپنی آنکھوں کی حفاظت کرو۔
6. اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔

اس حدیث میں حضور ﷺ نے "حقوق العباد" سکھا دیئے اور ساتھ ہی ساتھ ترغیباً جنت کی ضمانت بھی عطا فرما دی۔ (اسباب ورود الحدیث للسیوطی)

جھوٹ بولنے کی جائز صورتیں

اخرج ابن جریر فی تھذیبہ والخرائطی فی مساوئ الاخلاق، والبیھقی فی شعب الایمان من طریق شھر بن حوشب عن الزبرقان، عن النواس بن سمعان قال قال رسول اللہ ﷺ "مالی ارا کم تتھا فتون فی الکذب کما تتھافت الفراش فی النار الا ان کل کذب مکتوب علی ابن آدم الا فی ثلاث کذب الرجل امراتہ لیر ضیھا، و کذب الرجل للحرب، فان الحرب خدعۃ، وکذب الرجل فی الاصلاح بین الرجلین فان اللہ تعالی یقول لا خیر فی کثیر من نجواھم الا من امر بصدیۃ او معروف او اصلاح بین الناس۔

ترجمہ: "ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تھذیب" میں اور خرائطی رحمۃ اللہ علیہ نے "مساوی الاخلاق" میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الایمان" میں شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ کے طریقہ سے حضرت زبرقان رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میں تم لوگوں کو اس قدر جھوٹ بولتا دیکھتا ہوں جیسے آگ میں روئی کا بہت زیادہ گرنا۔

خبردار! انسان کا ہر جھوٹ اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے سوائے تین:

1. اپنی بیوی کو راضی کرنے کیلئے جھوٹ بولنا۔
2. لڑائی کے وقت جھوٹ بولنا کیونکہ لڑائی دھوکہ ہے۔
3. اور دو مسلمانوں میں صلح کروانے کیلئے جھوٹ بولنا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لا خیر فی کثیر من نجوٰھم الا من امر بصدقة او معروف او اصلاح بین الناس۔ (پارہ۵، سورہ النساء:۱۱۴)

ترجمہ: ''ان کے اکثر مشوروں میں کچھ بھلائی نہیں مگر جو حکم دے خیرات یا اچھی بات یا لوگوں میں صلح کرنے کا۔'' (ترجمہ کنزالایمان)

امام احمد و ابن جریر طبرانی اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے لوگو! تمہیں کونسی چیز اس پر ابھارتی ہے کہ تم اس قدر جھوٹ بولو جس طرح آگ میں روئی گرتی ہے۔ (یاد رکھو) انسان کا ہر جھوٹ اس کے اعمال نامہ میں لکھا جاتا ہے۔ سوائے تین جھوٹوں کے:

1. اپنی بیوی کو راضی کرنے کیلئے جھوٹ بولنا۔
2. دو مسلمانوں کے درمیان صلح کروانے کیلئے جھوٹ بولنا۔
3. جنگ میں دھوکہ دیتے ہوئے جھوٹ بولنا۔'' (مجمع الزوائد کتاب العلم باب فی ذم الکذب جلد اصفحہ ۳۶۱)

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا موقع بیان کرتے ہوئے لکھا:

''ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شھر بن حوشب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قافلہ بھیجا قافلے والے ایک آدمی کے پاس ٹھہر گئے اس آدمی نے انہیں ایک سالہ بکرا یا بکری دی کہ اسے ذبح کر لو تو انہوں نے اسے ذبح کرنے سے انکار کر دیا اس کے ہاں ایک سائبان تھا جس میں اس کی بکریاں تھیں انہوں نے اسے کہا کہ اپنی بکریوں کو سائبان سے نکالو تاکہ ہم سایہ میں ہو جائیں اس نے کہا مجھے بکریوں کے بارے میں اندیشہ ہے کہ کہیں ان کو گرم لو نہ لگ جائے۔

ان لوگوں نے کہا ہمیں ہماری جانیں تیری بکریوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ انہوں نے بکریوں کو نکالا اور خود سائے میں چلے گئے۔ جب بکریاں سائے سے نکل گئیں تو بکریوں کا مالک وہاں سے نکلا اور نبی

پاک ﷺ کے پاس حاضر ہو کر آپ ﷺ کو ان کے اس فعل کی خبر دی۔ جب وہ قافلے والے واپس آئے تو نبی پاک ﷺ نے ان سے اس واقعہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا: اللہ کی قسم! جو آپ ﷺ فرما رہے ہیں، ایسا نہیں ہے۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی بہتر اور سچا ہے وہ سچ بولے لہٰذا ایک آدمی نے پورا قصہ سنا دیا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تم لوگ جھوٹ میں اس طرح گر رہے ہو جیسے روئی آگ میں گرتی ہے۔

پھر ارشاد فرمایا:

ہر جھوٹ نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ سوائے تین جھوٹ کے۔

- ۱ جنگ میں جھوٹ بولنا کیونکہ جنگ دھوکا کا ہی نام ہے۔
- ۲ دو مسلمانوں کے درمیان صلح کروانے میں جھوٹ۔
- ۳ اپنی بیوی سے جھوٹ بولنا۔'' (اللمع فی اسباب الحدیث)

اس حدیث کی تشریح یہ ہے کہ:

جھوٹ ایسی برائی ہے کہ جس کو ہر مذہب نے برا کہا ہے اور ہر ایک کے ہاں حرام ہے اور اسلام میں بھی بڑی سختی سے منع کیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے۔ اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور ہو جاتا ہے۔ (ترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی الصدق والکذب جلد۲ صفحہ۴۶۱)

امام احمد، ترمذی ابوداؤد، دارمی رحمۃ اللہ علیہم نے بروایت بہز بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ سے وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ہلاکت ہے، اس شخص کیلئے جو بات کرتا ہے اور لوگوں کو ہنسانے کیلئے جھوٹ بولتا ہے۔ اس کیلئے ہلاکت ہے۔ اس کیلئے ہلاکت ہے۔'' (ابوداؤد کتاب الادب باب التشدید فی الکذب جلد۲ صفحہ۳۳۳)

اس حدیث مبارکہ سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو سارا دن اور رات دوستوں میں بیٹھے جھوٹے لطائف گھڑ کر دوستوں کو ہنساتے اور ان سے داد لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور سب مسلمانوں کو معاف فرمادے۔

تنہائی کے مضر اثرات:

- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اکیلا رہنے سے منع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"نہ تو اکیلے رات گزارو اور نہ ہی اکیلے سفر کرو۔" (مسند احمد ج ۲ ص ۹۱)

- دوسری حدیث میں انہی سے ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

لویعلم الناس مافی الوحدة ما اعلم ماسار احد بلیل ابدا۔

ترجمہ: "اگر لوگ جان لیتے جو میں جانتا ہوں کہ اکیلا رہنے میں کیا برائی ہے تو کوئی بھی کبھی ایک رات بھی اکیلا سفر نہ کرتا۔" (ایضاً ص ۱۲۰: ۶۰، ۲۴، ۲۳)

- اخرج احمد عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضی الله عنهما ان النبی ﷺ قال: "الراکب شیطان، والراکبان شیطانان، و الثلاثة رکب۔"

ترجمہ: "امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "ایک سوار شیطان ہے دو سوار دو شیطان ہیں اور تین سوار ہیں۔" (مسند امام احمد جلد ۲ صفحہ ۱۸۶، مؤطا امام مالک صفحہ ۷۲۹)

اخرج احمد عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ لعن رسول الله ﷺ مخنثی الرجال الذین یتشبهون بالنساء والمترجلات من النساء المتشبهات بالرجال، والمتبتلین من الرجال الذی یقول لا یتزوج و المتبتلات من النساء اللاتی یقلن ذلك، و راکب الفلاة وحده والبائت وحده۔

ترجمہ: "امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے خنثیٰ مردوں پر لعنت فرمائی جو اپنی شکل وصورت عورتوں جیسی بناتے ہیں اور ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو اپنی شکل مردوں جیسی بناتی ہیں اور ان مردوں پر لعنت فرمائی جو یہ کہتے ہیں کہ نکاح کی کوئی حاجت نہیں اور ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو یہ کہیں کہ نکاح کی کوئی حاجت نہیں اور اکیلے سوار اور اکیلے رات گزارنے والے پر لعنت فرمائی۔"

(مسند امام احمد جلد ۲ صفحہ ۹۹، ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی الرجل یسافر وحدہ جلد ۱ صفحہ ۳۵۸، ابوداؤد کتاب اللباس باب لباس النساء جلد ۱ صفحہ ۲۱۲، ابن ماجہ کتاب النکاح باب فی المخنثین جلد ۱ صفحہ ۱۳۷)

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اسباب ورود الحدیث میں فرماتے ہیں:

"امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ خیبر سے ایک آدمی نکل آیا اس کے پیچھے دو آدمی ہو گئے ان دو آدمیوں کے پیچھے تیسرا ایک اور ہو گیا اور یہ کہتا رہا کہ چار چار یہاں تک کہ اس نے ان دو کو پلٹا دیا اور پہلے کو ملا اور کہنے لگا وہ دونوں شیطان تھے اور میں ان کے پیچھے ہی رہا یہاں تک کہ وہ

واپس ہو گئے، پھر اس سے کہا کہ جب تو نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہو تو آپ ﷺ کو میرا اسلام کہنا اور بتلانا کہ ہم اپنے دوستوں کے ساتھ یہاں رہتے ہیں اگر کوئی اس طرف جانا چاہے تو اسے اس طرف پہنچا دیتے ہیں۔

جب وہ آدمی مدینہ منورہ حاضر ہوا تو آ کر ساری داستان سنائی نبی پاک ﷺ نے اسی وقت تنہائی سے منع فرما دیا۔" (مسند امام احمد جلد ا، صفحہ ۲۹۹، ۲۷۸)

شیطان تمہارا دشمن ہے

قرآن مجید میں ہے:

ان الشیطٰن لکم عدو فاتخذوہ عدوا۔ (فاطر)

ترجمہ: "بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے پس اسے دشمن ہی سمجھو۔"

تو ثابت ہوا کہ شیطان مسلمان کا دشمن ہے وہ تنہائی میں مسلمان سے ناجائز کام کرواتا ہے اور انسان کے ذہن میں یہ خیال ڈال دیتا ہے کہ تو گناہ کر لے تجھے کونسا کوئی دیکھ رہا ہے حالانکہ اس کا یہ خیال غلط اور سراسر غلط ہے کیونکہ ہو سکتا ہے اسے کوئی انسان نہ دیکھے لیکن خالق انسان اللہ تعالیٰ سے کوئی بھی لحہ بھر کیلئے بھی غائب نہیں ہو سکتا وہ ہر وقت ہر ایک کو دیکھ رہا ہے بلکہ وہ تو دلوں کے بھید بھی جانتا ہے دل میں جو کھٹکا پیدا ہو وہ اسے بھی جانتا ہے لہٰذا اے انسان تو شیطان کے اس وار سے بچنے کیلئے تنہائی کو اختیار نہ کر بالخصوص جب گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو اور ہر وقت یہ ذہن مین خیال رکھو کہ مجھے میرا رب تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔

تنہائی میں رہنا مطلقاً منع نہیں بلکہ اس صورت میں منع ہے جب اندیشہ ہو کہ گناہ مین مبتلا ہو جاؤں گا اور اگر دل مطمئن رہے گناہوں کی طرف جانے کا خیال نہ آئے اور اعمال خیر میں اضافہ کا سبب بنے تو یہ تنہائی تو اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت جلیلہ ہے۔

اور اگر دو آدمی یا دو بہن بھائی اکیلے رہتے ہوں تو پہلی صورت مین اگر ان میں کوئی امرد نہ ہو تو پھر اکٹھا رہنے مین کوئی حرج نہیں اور اگر کوئی ایک امرد ہو جس کی طرف دیکھنے سے شہوت پیدا ہو تو اکیلا رہنا باعث ہلاکت ہے اور بہن بھائی جب تک نیت صاف اور اپنے حقوق دینیہ و دنیویہ کا پاس رکھیں تب تک جائز اور اگر گناہوں کی طرف جائیں تو ناجائز ہے۔

خوشگوار گھریلو زندگی کیلئے گیارہ نکاتی فارمولا:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں گیارہ عورتوں نے ایک جگہ مل کر عہد و معاہدہ کیا کہ

اپنے اپنے خاوند کی کوئی بھی بات نہیں چھپائیں گی ساری بیان کریں گی۔

1. ان میں سے ایک نے کہا میرا خاوند دبلے پتلے اونٹ کے گوشت کی طرح ہے، جو پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہوا ہو نہ اس تک پہنچنا آسان ہو اور نہ وہ اتنا عمدہ ہو کہ اس کی طرف جانے کی کوئی تکلیف اٹھائے۔
2. دوسری کہنے لگی میں تو اپنے خاوند کا ذکر کرتے ہوئے ڈرتی ہوں کہ اگر اس کا ذکر کیا تو کہیں چھوڑ نہ دوں اور نہ مجھے اس کی تمام ظاہر و باطن خامیوں کا علم ہے۔
3. تیسری نے کہا میرا خاوند ایک لمبا سا آدمی ہے اگر اس کی خامیاں بیان کروں تو طلاق دے دی جائے گی اور اگر بیان نہ کروں تو مجھے لٹکایا ہوا ہے۔
4. چوتھی نے کہا میرا خاوند وادی تہامہ کی آب و ہوا کی طرف معتدل ہے نہ گرم نہ سرد نہ ڈرتا ہے نہ اکتاتا ہے۔
5. پانچویں نے کہا میرا خاوند گھر میں چیتا اور باہر شیر ہے جو کہتا ہے اس کے بارے میں پوچھتا بھی نہیں۔
6. چھٹی نے کہا میرا خاوند کھانے کیلئے بیٹھے تو سب کھا جائے پینے لگے تو ایک قطرہ بھی نہیں چھوڑتا سونے لگے تو اکیلا ہی پڑا رہتا ہے نہ مجھے ہاتھ لگاتا ہے اور نہ ہی میرا حال پوچھتا ہے۔
7. ساتویں نے کہا میرا خاوند جاہل نادان اور کاہل انسان ہے میرے اوپر اوندھا پڑا رہتا ہے دنیا بھر کے سارے عیب اس میں جمع ہیں ذرا سی بات پر سر پھوڑ دے یا ہاتھ توڑ دے یا دونوں ہی کام کر گزرے۔
8. آٹھویں نے کہا میرے خاوند کا چھونا خرگوش کے چھونے کی طرح ہے لیکن اس کی خوشبو زعفران کی طرح ہے۔
9. نویں نے کہا میرے خاوند کا مکان عالی شان ہے طویل پر تلے اور راکھ کے ڈھیروں والا ہے اس کے قریب ہی پنچائت گھر ہے۔
10. دسویں نے کہا میرے خاوند کا نام مالک ہے اور کیسا مالک ہے؟ وہ ہر خوبی والا ہے اس کے پاس بہت سے اونٹ ہیں جو جا بجا گھر کے اردگرد بیٹھے رہتے ہیں مہمانوں کیلئے ان کو ذبح کرواتا ہے۔ جہاں وہ گھنٹی کی آواز سنتے ہیں تو ذبح کا یقین کر لیتے ہیں۔

ابوذرع اور اس کا خاندان

گیارہویں عورت نے کہا میرے خاوند کا نام ابوذرع ہے ابوذرع کا کیا پوچھنا اس نے زیورات سے میرے کانوں کو جھکا دیا، کھلا پلا کر میرے بازوؤں کو چربی سے موٹا کر دیا کہ میں اپنے موٹاپے کو محسوس کرنے لگی شادی سے پہلے چند بھیڑ بکریوں سے میں بڑی مشکل سے گزر بسر کر رہی تھی لیکن ابوذرع نے مجھے کثیر گھوڑوں، اونٹوں اور کھیتوں کا مالک کر دیا

اتنی جائیداد کا مالک ہونے پر بھی اس کا مزاج بڑا عمدہ ہے۔ میں بات کروں تو وہ برا نہیں مناتا میں سو جاؤں خواہ صبح تک وہ مجھے نہیں جگاتا تا اپنی مرضی کے مطابق کھاتی پیتی ہوں۔

ابوذرع کی ماں یعنی میری ساس کا کیا کہنا، اس کے صندوق بھرے پڑے ہیں اور گھر کشادہ ہے اور ابوذرع کا بیٹا نہایت نازک اندام پتلا اور چھریرا جسم کم خوراک اتنا کہ چوماہی بکری کی ایک ہی دستی میں شکم سیر ہو جائے ابوذرع کی بیٹی کی کیا بات باپ اور ماں کی لاڈلی اور فرماں بردار ہے لیکن سوکن کے دل کی جلن ہے۔

ابوذرع کی لونڈی کا بھی کیا کہنا ہماری باتوں کو ادھر ادھر نہیں پھیلاتی اور نہ ہی گھر کے کسی راز کو فاش کرتی ہے۔ کوئی چیز چرا کر نہیں کھاتی اور گھر کی مکمل صفائی رکھتی ہے اور گھر کو صاف رکھنے میں کوتاہی نہیں کرتی۔

اس کا بیان ہے کہ ایک دن ابوذرع ایسے وقت گھر سے باہر نکلا کہ میں دودھ سے مکھن نکال رہی تھی اسے ایک عورت ملی جس کے چیتے کی طرح دو بچے تھے جو اس کے زیر بغل پستانوں سے کھیلتے ہوئے دودھ پی رہے تھے بس اس نے مجھے طلاق دے کر اس سے نکاح کر لیا اس کے بعد میں نے مجبوراً ایک ایسے شخص سے نکاح کر لیا جو بہترین گھوڑ سوار اور نیزہ بازی کا شوقین تھا اس نے مجھے بہت سے جانور اور ہر قسم کے اسباب سے ایک جوڑا دیا مجھے اجازت دی کہ جتنا چاہو کھاؤ پیو اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی کھلاؤ لیکن اس نے جتنا مال مجھے دیا اس کے ساتھ تو ابوذرع کا ایک برتن بھی نہیں بھرے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں بھی تمہارے لئے اسی طرح ہوں جیسے ابوذرع ام ذرع کیلئے تھا''۔

(بخاری کتاب النکاح باب حسن المعاشرہ مع الاہل جلد ۲ صفحہ ۷۷۹، مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب فضائل عائشہ رضی اللہ عنہا جلد ۲ صفحہ ۲۸۷)

سبب و شرح حدیث:

امام طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ میں نے اپنے باپ کے مال پر فخر کیا کہ ان کے پاس زمانہ جاہلیت میں اتنے اتنے ہزار اوقیہ تھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا:

اے عائشہ رضی اللہ عنہا! خاموش ہو جا کیونکہ میں تمہارے لئے ایسے ہی ہوں جیسے ام ذرع کیلئے ابوذرع تھا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ زمانہ جاہلیت میں گیارہ عورتیں جمع ہوئیں انہوں نے آپس میں معاہدہ کیا کہ وہ جھوٹ نہ بولیں بلکہ سچ سچ ہر ایک اپنے شوہر کے تمام کے تمام عیوب و اوصاف بیان کرے پھر مکمل حدیث سابق بیان فرمائی۔

(مجمع الزوائد کتاب النکاح باب عشرۃ النساء جلد ا صفحہ ۵۸۰)

اس حدیث مبارکہ میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ بیوی کو چاہئے کہ وہ اپنے میکے والوں پر فخر کر کے سسرال میں لڑائی

جھگڑا نہ پیدا کرے بلکہ سسرال والے جیسے بھی ہوں صبر وشکر کر کے ہر جگہ ان کے اوصاف ہی بیان کرے میکے جا کر بھی ان کے عیوب کو چھپائے نہیں تو فتنہ اور بالآخر طلاق۔

امام الانبیاء ﷺ کی گیارہ نصیحتیں

مستدرک میں امام حاکم نے حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کی۔

یارسول اللہ ﷺ! مجھے کچھ نصیحت فرمائیں! تو آپ ﷺ نے گیارہ (۱۱) باتوں کی مجھے نصیحت فرمائی۔

۱- اقم الصلوة۔

ترجمہ: ''نماز پنج گانہ کی پابندی رکھو!''

۲- و اد الزکوة۔

ترجمہ: ''زکوٰۃ ادا کرتے رہو!''

۳- و صم رمضان۔

ترجمہ: ''ماہ رمضان کے روزے رکھا کرو!''

۴- و حج البیت۔

ترجمہ: ''بیت اللہ کا حج کرو!''

۵- واعتمر۔

ترجمہ: ''اور عمرہ کرو!''

۵- و بر الوالدین۔

ترجمہ: ''ماں باپ کے فرماں بردار بنو!''

۷- وصل رحمك۔

ترجمہ: ''رشتہ داروں سے تعلق قائم رکھو ان کا حق ادا کرو!''

۸- و اقر الضیف۔

ترجمہ: ''مہمان کی خدمت کیا کرو!''

۹- و امر بالمعروف۔

ترجمہ: ''لوگوں کو نیکی کی تلقین کیا کرو!''

۱۰- و انه عن المنکر۔

ترجمہ: ''بری باتوں سے منع کیا کرو!''

۱۱- و زُل مع الحق حیث زال۔

ترجمہ: ''جدھر حق ہو ادھر ہو جایا کرو!'' (مستدرک للحاکم ۵/۵۸)

مختصر تشریح

حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا بھی ہیں اور رضائی بھائی بھی ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے لئے نصیحتیں اور ہدایتیں طلب کر رہے تھے۔ تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جو نصیحتیں فرمائیں ان کی مختصر تشریح ملاحظہ فرمائیں۔

- نماز کی پابندی اللہ تعالیٰ کا حق ہے نماز سے انسان ایک اچھا اور لائق انسان بنتا ہے نماز کی برکت سے انسان میں ذمہ داریوں کو برداشت کرنے اور ان کو وقت پر ادا کرنے کی قوت و عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ نماز سے انسان میں برائیوں سے بچنے کا جذبہ و شوق پیدا ہو جاتا ہے اور شرم و حیا کی صفت پیدا ہو جاتی ہے۔
- زکوٰۃ مال دار پر فرض ہے مال میں زکوٰۃ کا چالیسواں یعنی اڑھائی فیصد حصہ ہے، زمین کی زکوٰۃ اس کی پیداوار کا دسواں حصہ ہے جب کہ زمین بارانی ہو اور بیسواں حصہ ہے جب کہ زمین نہری پانی سے سیراب ہوتی ہو۔

حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ پاکپتن شریف والے جو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اور وہ حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے۔ تو ایک بار حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص نے آکر پوچھا:

''یا حضرت! زکوٰۃ کتنی ہے؟'' فرمایا:

''کون سی زکوٰۃ؟ شریعت کی یا طریقت کی یا معرفت کی؟''

اس نے عرض کی: ''تینوں بتا دیجئے!'' فرمایا:

شریعت کی زکوٰۃ کل مال کا چالیسواں حصہ ہے یعنی ۳۹، اپنے پاس رکھو ایک اللہ کی راہ میں دے دو اور طریقت کی زکوٰۃ ہے کہ ۳۹ اللہ کی راہ میں دو اور ایک اپنے پاس رکھو اور معرفت کی زکوٰۃ یہ ہے کہ خود اللہ پر توکل کرو اور سارا مال اللہ کی راہ میں دے دو جیسے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کرتے تھے۔

- ماہ رمضان کے روزے سب پر فرض ہیں خواہ امیر ہو یا غریب ہو۔ روزے سے انسان میں صبر کی صفت پیدا ہوتی

ہے، صحت حاصل ہوتی ہے بیماریاں دور ہوتی ہیں، غریبوں سے ہم دردی پیدا ہوتی ہے اور فرائض وذمہ داریوں کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

- حج مال داروں پر عمر میں ایک بار فرض ہے، بار بار نفلی حج سے بہتر غریبوں کی مدد کرنا ہے، مدرسین ودینی مدارس کے طلبہ جو دین کا علم حاصل کرتے ہیں ان کی مدد نفلی حج وعمرہ سے بہتر ہے۔
- پھر ماں باپ کی خدمت کا بڑا درجہ ہے جو نفلی حج وعمرہ سے بہتر ہے ماں باپ انسان کے دنیا میں آنے کا ذریعہ اور بڑی نعمت ہیں ان کی قدر کرنا اور ان کو خوش رکھنا سب سے بڑی نیکی ہے۔
- صلہ رحمی کا مطلب ہے ماں باپ دادا دادی اور نانا نانی کے ذریعے جو انسان کے رشتہ دار ہوتے ہیں درجہ بہ درجہ ان سے تعلق رکھنا ان سے ملتے رہنا ضرورت کے وقت ان کی حتی الامکان جائز مدد کرنا یہ بڑے ثواب کا کام ہے۔
- کوئی مہمان آئے اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اسے کھانا پانی دینا اور اس کی جائز مدد کرنا یہ بھی ثواب کا کام ہے۔ بلکہ سنت مصطفیٰ ﷺ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ من اکرم ضیفه فقد اکرمنی۔

ترجمہ: ”جس نے مہمان کی تعظیم کی تو بیشک اس نے میری تعظیم کی۔“

- معروف نیکی کو کہتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ ورسول ﷺ اور اس کے نیک بندوں سے محبت، نماز وروزہ، حج وزکوٰۃ، اچھے اخلاق، جہاد، بڑوں کا ادب وتعظیم چھوٹوں پر رحم وشفقت، مسلمان بھائی سے ہم دردی وبھائی چارہ، عدل وانصاف، سخاوت یعنی راہ خدا میں خرچ کرنا، غریبوں کی مدد وغیرہ وغیرہ ان باتوں کا دوسروں کو حکم دینا، تلقین کرنا، امر بالمعروف کہلاتا ہے۔
- نہی کا معنی ہے منع کرنا اور منکر کا معنی ہے ایسا برا کام جس کے برے ہونے میں کسی طرح کا شک وشبہہ نہیں یعنی جس کام کی شریعت نے اجازت نہیں دی بلکہ اس کام سے واضح اور صاف صاف طریقہ سے روکا ہے جیسے زنا، چوری، قتل، بہتان تراشی وشراب نوشی، ڈاکہ، لوٹ مار، جھوٹ، غیبت، حسد، ریاکاری وچغل خوری، کم تولنا اور دوسروں سے زیادہ تول لینا، ظلم کرنا، دوسرے کا ناحق مال کھانا، کسی کا حق مارنا، مرد کا داڑھی مونڈنا اور عورتوں کا اپنے بال مردوں کی طرح چھوٹے کرنا، باہر ننگے سر پھرنا، بلا عذر شرعی وعدہ خلافی کرنا وغیرہ وغیرہ یہ سارے وہ برے کام ہیں جن سے شریعت نے بالکل واضح طور پر اور صاف صاف منع کیا ہے لیکن وہ کام جن کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے جیسے نماز میں رفع یدین، امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا، اونچی آواز سے آمین کہنا، خضاب لگانا، گھڑی کی لوہے والی چین پہننا، لاؤڈ سپیکر پر نماز، خواتین کے چہرہ کا پردہ، ٹیلیفون کے ذریعے رویت ہلال اور

ہلال عید کا ثبوت مسئلہ جواز تصویر ایسے مسائل ہیں۔(ان کے بارے میں زیادہ سختی سے پرہیز کرنا چاہیے)

(حقوق والدین از مفتی غلام سرور قادری رحمۃ اللہ علیہ)

اختلاف کے باوجود علمائے کرام کو ایک دوسرے پر مہربان، ایک دوسرے سے ایسی ہی محبت ہونی چاہئے کہ قرآن کے فرمان ''رحماء بینھم'' کی یاد تازہ ہو جائے آپس میں مہربان و نرم ہونا چاہئے۔صحابہ کرام کا بھی آپس میں بہت سے مسائل میں اختلاف تھا اس کے باوجود آپس میں ایک تھے۔ایک دوسرے پر مہربان تھے۔ایک دوسرے کے مددگار تھے۔ان کے اختلاف کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کیلئے رحمت فرمایا۔چناں چہ حدیث شریف میں ہے:''اختلاف اصحابی لکم رحمة''

(کشف الخفاء للعجلونی ۱/۶۸۔المغنی عن حمل الاسفار للعراقی ۱/۲۸۔تذکرۃ العلامہ الہندی ۹۰۔تاریخ امام ابن عساکر (مختصراً) ۶/۲۸۵)

میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے۔

رحمت اس لئے ہے کہ اسی سے دین میں وسعت ہوئی ہے اور دین اسلام دوسرے ادیان و مذاہب کی نسبت اپنے ماننے والوں کیلئے زیادہ وسیع اور آسان ہو گیا۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان فقہی اختلاف کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف برداشت کیا بلکہ اسے امت کیلئے رحمت ٹھہرایا بلکہ فرمایا:

''میرے سارے صحابہ عدول ہیں حق والے ہیں۔''

اور فرمایا: ستاروں کی مانند ہیں تم میرے جس صحابی کے پیچھے چلو گے ہدایت پا جاؤ گے۔(مشکوٰۃ)

اور دوسری حدیث میں ہے: اختلاف امتی رحمة۔

ترجمہ: ''میری امت کے علما کا آپس میں فقہی اختلاف میری امت کیلئے رحمت ہے۔''

(اتحاف السادۃ المتقین ۱/۲۰۴،۲۰۵۔المغنی عن حمل الاسفار للعراقی ۱/۲۸۔کنز العمال رقم الحدیث ۲۸۶۸۶)

لہٰذا جس بات میں علما کا اختلاف ہو اس بات سے نہ کسی کو (زیادہ شدت سے) روکا جائے اور نہ کسی کو (سختی کے ساتھ) اس کے کرنے کا حکم دیا جائے جیسا کہ علامہ امام عبدالغنی نابلسی نے جو علامہ شامی کے شیخ الشیخ ہیں۔''الحدیقۃ الندیہ شرح طریقہ محمدیہ'' جلد ثانی صفحہ ۱۵۱ پر لکھا ہے:

''البتہ جس بات کے حرام و ناجائز ہونے پر علمائے امت کا اجماع و اتفاق ہو اس سے لوگوں کو منع کیا جائے۔یہی ''نہی عن المنکر'' کہلاتا ہے۔''

انسان کو چاہئے کہ ہمیشہ حق اور سچ کا ساتھ دے اپنے اور پرائے کا خیال نہ کرے اگر کوئی اپنا ہے اور وہ حق پر نہیں ہے تو اس کا ساتھ نہ دیں اور اگر کوئی پرایا ہے مگر وہ حق پر ہے تو اس کا ساتھ دیں، حق کا ساتھ دینے والا دنیا اور آخرت میں

کامیاب ہوگا اور جھوٹ کا ساتھ دینے والا دُنیا و آخرت میں ناکام ہوگا۔

ماں کے حقوق:

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی:

''یارسول اللہ ﷺ!

من اعظم الناس حقا علی المراۃ؟ قال: زوجھا، قلت: من اعظم الناس حقا علی الرجل؟ قال: امہ۔ (المستدرک للحاکم ۵/۱۰۰)

ترجمہ: ''عورت پر سب لوگوں سے زیادہ کس کا حق ہے؟'' فرمایا: ''اس کے خاوند کا۔'' میں نے عرض کی: ''مرد پر سب لوگوں سے زیادہ کس کا حق ہے؟'' فرمایا: ''اس کی ماں کا۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ ماں باپ کی فرمان برداری کس حد تک ضروری ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ

بر والدیك و ان امراك ان تخرج...... (مسانید ۲/۳۸۳۔المستدرک ۴/۱۵۹)

ترجمہ: ''تم اپنے ماں باپ کا حکم مانو اگرچہ وہ تمہیں گھر سے نکل جانے کا حکم دیں۔''

گھر سے نکل جانا کس قدر ناگوار ہے بچہ جس گھر میں پلا، بڑھا جوان ہوا ماں باپ کی شفقتوں سے پروان چڑھا، کون سے ماں باپ ہیں جو اپنی پیاری اولاد کو گھر سے نکل جانے کا حکم دیں ماں باپ کی اس قدر شفقتوں کی جو اولاد قدر نہ کرے، ماں باپ کی نافرمانی کو اپنی عادت بنالے تو ایسی حالت میں ماں باپ کا پیار ایسی اولاد سے ختم ہو جاتا ہے بلکہ ایسی اولاد ماں باپ کیلئے مصیبت بن جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ ہر شخص مصیبت سے بچتا اور جان چھڑاتا ہے۔ لہٰذا ایسا وقت آسکتا ہے کہ ماں باپ تنگ آکر ایسی اولاد کو گھر سے نکل جانے کا حکم دیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اولاد کو ہر صورت ماں باپ کی اطاعت و فرماں برداری کرنی چاہئے اور یہاں تک نوبت نہیں آنے دینا چاہئے کہ ماں باپ کہیں کہ گھر سے نکل جاؤ۔ ماں باپ راضی تو اللہ تعالیٰ بھی راضی اس لئے اولیاء اللہ نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ کے بعد ماں باپ کو راضی اور خوش رکھنے کی کوشش کی اور بلند درجوں پر فائز ہوتے رہے اور آج سب لوگ ان سے محبت کرتے ہیں۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ ایسے بزرگان دین کے فیض یافتہ ہیں۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جب زیارت مدینہ سے فارغ ہوئے اور والدہ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے شہر کے لوگ آپ کے

استقبال کیلئے پہنچ گئے لیکن اس وقت آپ کو یہ پریشانی ہوگئی کہ اگر لوگوں سے ملاقات کرتا رہوں تو یاد الٰہی میں غفلت ہوگی اور والدہ کی خدمت میں حاضر ہونے میں دیر ہو جائے گی۔ لہٰذا آپ نے ان لوگوں کو اپنے آپ سے متنفر کرنے کیلئے یہ ترکیب کی کہ رمضان کے باوجود دکان سے کھانا خرید کر کھانا شروع کر دیا۔ یہ دیکھتے ہی تمام عقیدت مند واپس ہوگئے اور آپ نے فرمایا:

میں نے اجازت شرعی پر عمل کیا لیکن لوگ مجھے برا سمجھ کر منحرف ہو گئے۔

جب سفر سے واپسی میں مکان کے دروازے پر پہنچے اور دروازے سے کان لگا کر سنا تو والدہ وضو کرتے ہوئے کہہ رہی تھیں کہ

''یا اللہ! میرے مسافر کو راحت سے رکھنا اور بزرگوں سے اس کو خوش رکھ کر اچھا بدلہ دینا۔''

یہ سن کر پہلے تو آپ روتے رہے پھر دروازے پر دستک دے دی تو والدہ نے پوچھا: ''کون ہے؟''

عرض کی:

''آپ کا مسافر۔''

چنانچہ انہوں نے دروازہ کھول کر ملاقات کرتے ہوئے فرمایا:

تم نے اس قدر طویل سفر اختیار کیا کہ روتے روتے میری بصارت ختم ہوگئی اور غم سے کمر جھک گئی۔

آپ نے فرمایا:

''جس کام کو میں نے بعد کیلئے چھوڑا تھا وہ پہلے ہی ہو گیا اور وہ میری والدہ کی خوشنودی تھی۔''

آپ فرمایا کرتے تھے:

''مجھے جتنے بھی روحانی و دنیاوی مراتب حاصل ہوئے سب میری والدہ کی اطاعت سے حاصل ہوئے۔''

ایک مرتبہ میری والدہ نے رات کو پانی مانگا، لیکن اتفاق سے اس وقت گھر میں قطعاً پانی نہیں تھا۔ چنانچہ میں گھڑا لے کر نہر سے پانی لایا۔ مگر میری آمد و رفت کی تاخیر کی وجہ سے والدہ کو پھر نیند آ گئی اور میں رات بھر پانی لئے کھڑا رہا حتیٰ کہ شدید سردی کی وجہ سے وہ پانی پیالے میں منجمد ہو گیا اور جب والدہ کی بیداری کے بعد میں نے انہیں پانی پیش کیا تو انہوں نے فرمایا:

''تم نے پانی رکھ دیا ہوتا اتنی دیر کھڑے رہنے کی کیا ضرورت تھی؟''

میں نے عرض کیا:

محض اس خوف سے کھڑا رہا کہ مبادا آپ کہیں بیدار ہو کر پانی نہ پئیں اور آپ کو تکلیف پہنچے۔ یہ سن کر انہوں نے

مجھے دعائیں دیں۔

اسی طرح ایک رات والدہ نے فرمایا:

دروازے کا ایک پٹ کھول دو، لیکن میں رات بھر اسی پریشانی میں کھڑا رہا کہ نہ معلوم داہنا پٹ کھولوں یا بایاں؟ کیوں کہ اگر ان کی مرضی کے خلاف غلط پٹ کھل گیا تو حکم عدولی میں شمار ہوگا۔

انہیں خدمتوں کی برکت سے یہ مراتب مجھ کو حاصل ہوئے۔" (تذکرۃ الاولیا ۱۰۸،۱۰۹)

امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد صحابی رسول ﷺ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے گویا آپ تابعین میں سے ہیں۔

امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اپنی ماں کے بڑے مطیع و خدمت گزار تھے ان کی بہن کا بیان ہے کہ ماں حجازی تھیں اس لئے انہیں رنگین اور نفیس کپڑوں کا بڑا شوق تھا۔ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ ماں کی خواہش کا اس قدر اہتمام کرتے تھے کہ جب کپڑا خریدتے تو محض کپڑے کی لطافت اور خوبصورتی دیکھتے اس کی مضبوطی کا کچھ بھی خیال نہ کرتے، اپنی ماں کے کپڑے خود دھویا کرتے اس خدمت میں اپنے بہن بھائی کو شریک نہ ہونے دیتے۔ ماں کے مقابلہ میں اپنی آواز بلند نہ کرتے، جب ماں سے باتیں کرتے تو اس آہستگی کے ساتھ جیسے کوئی راز کی بات کر رہے ہوں۔ ابن عون کا بیان ہے: ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ جس وقت اپنی ماں کے سامنے ہوتے تو ان کی آواز اتنی پست ہوتی تھی کہ ناواقف آدمی انہیں بیمار خیال کرتا۔

(اکیس جلیل القدر تابعین ۲۱۴،۲۱۵)

حضرت ابو اسید مالک بن ربیعہ ساعدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس دوران جب کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھے کہ قبیلۂ بنو سلمہ سے ایک آدمی آیا اور عرض کرنے لگا:

یارسول اللہ ھل بقی من برابوی شیء ابرھما بہ بعد موتھما۔

ترجمہ: "یارسول اللہ ﷺ! کیا اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے کوئی چیز باقی ہے کہ میں ان کے وفات پا جانے کے بعد ان سے وہ نیکی کروں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نعم" جی ہاں!"

الصلوٰۃ علیھما، والاستغفار لھما، وانفاذ عھدھما من بعد ھما وصلۃ الرحم التی لا توصل الا بھما والاکرام صدیقھما۔

ترجمہ: "ان دونوں کیلئے دعا کرنا، ان دونوں کی بخشش کیلئے دعا کرنا، ان کے بعد ان کے وعدوں کو پورا کرنا اور

وہ صلہ رحمی کرنا جو صرف ان کی وجہ سے ہی ہو سکتی ہے اور ان کے دوستوں کی عزت واحترام کرنا۔"

(امام ابوداؤد، امام ابن ماجہ، امام ابن حبان)

والدہ کی عظمت وشان کیلئے اگر مزید تفصیل درکار ہو تو دیکھئے ہماری کتاب "ماں تسکین جاں" یہاں ادیب اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری صاحب زید مجدہ کی ایک نظم (جو والدہ کی شفقت ومحبت اور شان وعظمت پر بڑے ہی عمدہ انداز میں راہنمائی کر رہی ہے) پر اس موضوع کو ختم کرتے ہیں۔

ہے سراسر رب کی نعمت والدہ — پاک سیرت، نیک طینت والدہ
انسان تو انکار کر سکتا نہیں — نعمتوں کی ماں ہے نعمت والدہ
ہے رسول پاک کا ارشاد یہ — جس کے قدموں میں ہے جنت، والدہ
منفرد، ممتاز ہے ہر ایک سے — واہ کیا ہے، مال و دولت والدہ
یومیہ حج کی سعادت پائے گا — جو کرے دن رات خدمت والدہ
بچے کو پالے جو اپنے خون سے — ہے سراپا، مہرو شفقت والدہ
ہے شب تاریک بچوں کیلئے — اس جہاں سے جب ہو رخصت والدہ
جو بھی آیا اس جہاں سے، چل دیا — سب سے بھاری دکھ ہے فرقت والدہ
میرے سانسوں میں ہے تابش ساتھ ساتھ — بس دعا ہے پائے جنت والدہ

اللہ تعالیٰ ہم سب کے والدین کی مغفرت فرمائے اور جن کے والدین اس دنیا سے اپنی اولاد پر ناراض ہو گئے ہیں پروردگار عالم ایسی اولاد کو ایسے کام کرنے کی توفیق دے کر قیامت کے دن ان کے والدین انہیں خوش ہو کر ملیں اور جن کے والدین حیات ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اس عظیم نعمت کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم الامین علیہ والہ واصحابہ وازواجہ امہات المومنین۔

باپ کے حقوق

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ ان ابی اخذ مالی۔

ترجمہ: "اے اللہ کے رسول! میرے باپ نے میرا مال لے لیا ہے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا:

فاتنی بابیك۔

ترجمہ: ''اپنے باپ کو میرے پاس لے آؤ!''

اس کے بعد آپ کی خدمت میں سیدنا جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کی:

اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ جب اس کا والد آپ کی خدمت میں حاضر ہو تو اس کی گزارشات توجہ سے سننا۔

تو جب اس کا بزرگ باپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا:

ما بال ابنك یشکوك؟ اترید تاخذ ماله۔

کیا وجہ ہے کہ تیرا بیٹا تیرا شکوہ کرتا ہے تم اپنے بیٹے کا مال لینا چاہتے ہو؟

اس نے عرض کی:

یارسول اللہ! آپ میرے بیٹے سے پوچھیں کہ کیا میں اس کا مال لے کر اس کی پھوپھی یا خالہ کو جا کر دیتا ہوں یا اپنے اوپر خرچ کرتا ہوں؟ پھر عرض کی:

یارسول اللہ! یہ بچہ تھا، کمزور تھا اور میں جوان اور طاقتور تھا، اس کے پاس کچھ نہ تھا میرے پاس سب کچھ تھا میں اس پر اپنا مال خرچ کرتا اور اس کا ہر مطالبہ پورا کرتا لیکن آج یہ جوان ہے اور میں کمزور، یہ مال دار اور میں محتاج، اب یہ مجھ پر خرچ کرنے میں کنجوسی اور بخیلی کرتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر رو پڑے اور اس کے بیٹے سے فرمایا:

ترجمہ: ''صرف میں ہی نہیں، جس جس چیز نے بھی تیرے باپ کی یہ بات سُنی ہے وہ رو رہی ہے۔''

پھر اس کے بیٹے سے فرمایا:

انت ومالك لابیك۔

ترجمہ: ''سن! تو اور جو کچھ تیرا مال ہے، سب تیرے باپ کا ہے۔''

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دو بار فرمایا۔

تفسیر قرطبی کے حوالے سے ایک اہم مسئلہ

''تفسیر قرطبی'' میں ہے:

اس باپ نے اپنے بیٹے کی موجودگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور جاہلیت کے زمانہ کے مشہور شاعر امیہ بن ابی صلت

ثقفی کے درج ذیل اشعار پڑھے جو اس نے اپنے نافرمان بیٹے کو مخاطب کر کے کہے تھے:

۱- غزوتك مولودا و منتك يافعا   تعل بما اجنى عليك و تنهل

ترجمہ: ''میں نے تجھے بچپن میں کھلایا پلایا اور تیری جوانی میں پھر کفالت کی اور اس غذا سے جو میں کمالاتا اور تو اول بار کھلایا جاتا یعنی پہلے ہم تمہیں کھلاتے بعد میں ہم کھاتے۔''

۲- اذا ليلة ضاقتك بالسقم لم ابت   لسقمك الا ساهرا اتململ

ترجمہ: ''اور جب کسی رات تو بیمار ہوتا تو میں تیری بیماری کیوجہ سے رات کو جاگ کر بے چین ہو کر گزارتا۔''

۳- كانى انا المطروق دونك بالذى   طرقت به دونى فعينى تهمل

ترجمہ: ''اور گویا میں ہی مصیبت زدہ ہوتا تیری اس مصیبت سے جس میں تو میرے سامنے ہوتا اور میری آنکھ آنسو بہاتی تھی۔''

۴- تخاف الردى نفسى عليك وانها   لتعلم ان الموت مؤجل

ترجمہ: ''میرا دل تیری ہلاکت کا خوف کرتا حالانکہ میرا دل جانتا تھا کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے۔''

۵- فلما بلغت السن والغاية التى   اليها مدى ماكنت فيك اومل

ترجمہ: ''اور جب تو سن کمال کو پہنچا جو تیرے معاملہ میں میری نیک امید کی انتہا تھی یعنی جس میں تجھ سے اچھی خدمت کی امید کرتا تھا۔''

۶- جعلت جزائى غلطة وفظاظة   انت المنعم المتفضل

ترجمہ: ''تو نے مجھے سخت مزاجی سے اس کا بدلہ دیا تو اب تو مجھ پر انعام واحسان کرنے والا ہے۔''

۷- فليتك اذ لم ترع حق ابوتى   فعلت كما الجار المصاقب يفعل

ترجمہ: ''جب کہ تم نے میرے حق پدری کی رعایت نہ کی کاش تو میرے ساتھ ایسا تو کرتا جیسے قریب کا ہمسایہ کرتا ہے۔''

۸- فاوليتنى حق الجوار و لم تكن   على بمال دون مالك تبخل

ترجمہ: ''تو تم میرے ساتھ ایک پڑوسی کا سا ہی سلوک کرتے اور میرے ساتھ اپنے مال کے بارے میں بخل و کنجوسی نہ کرتے۔''

اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جوان کا گریبان پکڑ کر کھینچا اور فرمایا:

انت و مالك لابيك۔

ترجمہ: ''تو اور تیرا مال تیرے باپ کا حق ہے۔'' (تفسیر الامام القرطبی ۱۰/۲۴۵)

جیسا کہ پہلے مذکورہ ہوا کہ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے، ان کی خدمت کرنے، ان کی دل و جان سے فرماں برداری اور انہیں خوش رکھنے سے بلاشبہ درج ذیل چار فائدے حاصل ہوتے ہیں:

1. روزی میں برکت ہوتی ہے۔
2. عمر میں برکت ہوتی ہے یعنی عمر لمبی ہوتی ہے۔
3. مصیبتیں دور ہوتی ہیں۔
4. جنت ملے گی، کیونکہ جنت ماں باپ کے قدموں کے نیچے ہے۔

ماں باپ کو گالی دینا:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من الكبائر شتم الرجل و الديه۔

ترجمہ: ''آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔''

صحابہ نے عرض کیا:

هل يشتم الرجل والديه؟

ترجمہ: ''کیا آدمی اپنے والدین کو گالی دیتا ہے؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نعم يسب ابا الرجل فيسب اباه، ويسب امه فيسب امه۔

ترجمہ: ''ہاں! آدمی دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے، یہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔''

یعنی آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا بہت بڑے گناہوں میں سے ہے یا بہت بڑا گناہ ہے، پس بے وقوف وہ ہے جو کسی کے والدین کو گالیاں دے کر لوگوں کو تکلیف دیتا ہے، پھر اسی کی مثل گالی لوٹائی جاتی ہے اور وہ اس طریقہ سے اپنے والدین کو گالی دینے اور برا بھلا کہنے کا سبب بنتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان من الکبائر ان یلعن الرجل والدیه۔

ترجمہ: ''آدمی کا اپنے والدین کو لعن طعن کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔'' عرض کیا گیا:

یا رسول اللہ و کیف یلعن الرجل والدیه؟

ترجمہ: ''یارسول اللہ! آدمی اپنے والدین کو لعن طعن کیسے کرتا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

یسب ابا الرجل، فیسب اباه، ویسب امه فیسب امه۔

ترجمہ: ''آدمی دوسرے کے باپ کو برا بھلا کہتا ہے تو وہ اس کے باپ کو برا بھلا کہتا ہے، وہ اس کی ماں کو لعن طعن کرتا ہے تو وہ اس کی ماں کو لعن طعن کرتا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

ایک اور اہم مسئلہ

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی ان (ابوالدرداء) کے پاس آیا اور کہنے لگا:

ان لی امراۃ وان امی تامرنی بطلاقها۔

ترجمہ: ''میری ایک بیوی ہے اور میری والدہ مجھے اس کو طلاق دینے کا حکم دیتی ہے۔''

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

الوالد اوسط ابواب الجنة، فان شئت فاضع هذا الباب او احفظه۔

ترجمہ: ''والد جنت کے دروازوں میں سے درمیانہ (بڑا) دروازہ ہے، پس اگر تو چاہتا ہے تو اس دروازہ کو ضائع کردے یا اس کو محفوظ رکھ لے۔''

اس حدیث کو امام ابن حبان نے بھی بیان کیا ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں:

ایک آدمی حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگا:

ان ابی لم یزل بی حتی زوجنی و انه الا ن یامرنی بطلاقها؟

ترجمہ: ''میرا باپ ہمیشہ میرے ساتھ رہا یہاں تک کہ اس نے میری شادی کردی اور اب وہ مجھے طلاق دینے کا حکم کرتا ہے؟''

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا:

ترجمہ: ''میں وہ نہیں جو تجھے حکم کروں کہ تو اپنے والدین کی نافرمانی کرے اور نہ میں وہ ہوں جو تجھے حکم کروں

کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے، سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ میں تمہیں وہ بات بتا دوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں:

الوالد اوسط ابواب الجنة فحافظ علی ذلك الباب ان شئت اودع۔

ترجمہ: ''والد جنت کے دروازوں میں سے درمیانہ دروازہ ہے، اگر تو چاہتا ہے تو اس دروازے کو محفوظ کر لے یا چھوڑ دے۔''

راوی نے کہا:

فاحسب عطاء قال طلقها۔

ترجمہ: ''میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت عطاء نے یہ الفاظ کہے ہیں کہ تو اسے طلاق دے دے۔'' (امام ابن ماجہ، امام ترمذی)

مختلف کتب کے حوالوں سے:

- حضور ﷺ کو بذریعہ وحی خدا نے فرمایا کہ جو شخص والدین کا نافرمان ہے وہ میرا بھی نافرمان ہے خواہ وہ میرے احکام بجالاتا ہو۔ میں اس کو اپنے نافرمانوں میں لکھوں گا۔ والدین کے ملنے والوں کے ساتھ بھی نیک سلوک کرو۔
- والدین کی تعظیم کو حق تعالیٰ نے اپنی تعظیم کہا ہے اور توحید کے بعد والدین کی اطاعت ہی قربت الٰہی کا ذریعہ ہے، یہاں تک کہا گیا ہے کہ اگر وہ ظلم بھی کریں تو بھی ان کی اطاعت ہی کرو، یہاں تک کہ باپ پر قصاص نہیں ہے۔
- اللہ کا حکم ہے کہ مسلمانو مومنین اور اپنے والدین کیلئے دعا کرو۔
- حکم ہے کہ والدین کی وفات کے بعد ان کا قرض ادا کرو اور استطاعت ہوتے ہوئے بھی اگر وہ حج نہ کر سکے ہوں اور تم صاحب نصاب ہو تو ان کی طرف سے حج کرو خواہ انہوں نے حج کی وصیت بھی نہ کی ہو۔
- والدین کی بغاوت اور نافرمانی پر اللہ جلد ہی دنیا میں سزا دے دیتا ہے۔
- اگر شرعی مخالفت نہ ہو تو کسی کام میں والدین کی مخالفت نہ کرو۔
- والدین جن سے راضی ہوں تم بھی ان کے ساتھ راضی رہو اور جن سے وہ ناراض ہوں تم بھی ان سے تعلق ترک کر دو اور والدین کے معاملہ میں مخالفوں پر ایسا ہی غصہ کرو جیسا کہ اپنی ذات کیلئے کرتے ہو۔
- والدین کے ساتھ عزت سے بات کرو۔ کیونکہ اللہ نے والدین کی تعظیم کو اپنی تعظیم کہا ہے۔
- والدین کے حقوق اتنے ہیں کہ کسی سے ادا ہو ہی نہیں سکتے۔
- بلا اجازت والدین حج تک کا سفر نہیں کرنا چاہئے۔ اس میں تاخیر مباح ہے۔

- حضرت حسن بصری کہتے ہیں کہ باپ کو بھی نصیحت کرو، لیکن اگر اس کو غصہ آجائے تو خاموش ہو جاؤ۔
- ایک گناہ کبیرہ ایسا ہے جو جسم کے تمام اعضاء پر محیط ہے، وہ والدین کو رنج پہنچانا ہے۔
- جنت کے دروازوں میں سے بہترین دروازہ باپ ہے۔ اگر بیٹا باپ کو محبت کی نظر سے جتنی دفعہ دیکھے تو ایک مقبول حج کا ہر بار ثواب ملتا ہے۔ برعکس اس کے والدین کی نافرمانی سے موت سے پہلے ہی دنیا میں وبال پہنچتا ہے۔
- والدین کے قاتل کے جنازہ میں شمولیت ممنوع ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا جنازہ ممنوع ہے۔
- اگر والدین ظلم بھی کریں تو نافرمانی کرنے والے شخص کیلئے دوزخ کے دروازے کھل جاتے ہیں۔
- والدین اولاد کیلئے جنت بھی ہیں اور جہنم بھی۔ یعنی فرمانبرداری سے جنت اور نافرمانی سے جہنم ہے۔
- جس کو والدین کی خدمت کا موقع ملے اور پھر بھی اس کے گناہ معاف نہ ہوں تو وہ بدقسمت ہے۔ خدمت سے مغفرت ملتی ہے۔
- والدین کی خدمت، نفلی عبادات سے مقدم ہے۔
- بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسے ہی ہوتا ہے۔ جیسے باپ کا بیٹے پر۔ بڑا بھائی چھوٹے بھائی سے شفقت کرے۔ جیسا کہ باپ اپنے بیٹے سے کرتا ہے اور چھوٹا بھائی بڑے بھائی کو باپ کے برابر سمجھے۔
- جو فضیلت ماں باپ کی خدمت اور اور ان کے ساتھ نیکی کرنے سے حاصل ہوتی ہے وہ نماز، روزہ، عمرہ، حج اور جہاد سے بھی حاصل نہیں ہوتی۔ والدین کی تعظیم کرنا اولاد پر فرض قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ والدین کی تعظیم کو حق تعالیٰ نے اپنی تعظیم کہا ہے۔
- والدین کی اجازت کے بغیر سفر کرنا حرام ہے اور حرام مال کی تلاش کیلئے بھی سفر کرنا حرام ہے۔
- ماں کے حق کی حفاظت کرنا حج کرنے سے بہتر ہے۔
- جو ہر جمعہ کو والدین کی قبر کی زیارت کرے گا۔ اس کی بخشش کی جائے گی۔
- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو اگرچہ وہ تمہیں حکم دیں کہ اپنے اہل وعیال اور مال ومنال کو چھوڑ کر نکل جاؤ۔ (حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اشارہ پر ہی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی۔)
- والدین کی اطاعت کرنے والا دنیا میں خوشحال رہتا ہے اور بدسلوکی کرنے والا ذلیل وخوار ہوتا ہے۔
- والدین کی قبر کو چومنا جائز ہے۔

- دوسرے نیک اعمال کا بدلہ آخرت میں ملتا ہے لیکن والدین کی اطاعت کا بدلہ دنیا و آخرت دونوں میں ملتا ہے اور نافرمانی کی سزا بھی دنیا اور آخرت دونوں میں ملتی ہے۔
- والدین کے ساتھ احسان تین قسم کا ہے۔(۱) ان کو اپنے رویہ یا فعل سے ایذا نہ پہنچائی جائے (۲) اولاد اپنے بدن اور مال سے ان کی خدمت کرے۔(۳) ان کے بلانے پر فوراً حاضر ہو جانا چاہئے۔
- والدین کو ایذا پہنچانے والا عاق یعنی نافرمان ہے۔ والدین کے نافرمان کو اللہ تعالیٰ بھی اپنے نافرمانوں میں لکھے گا۔
- کافر ماں باپ کی خدمت بھی تاکیدی حکم میں ہے۔
- حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں کتوں اور گدھوں کو تو جگہ مل گئی لیکن کنعان کو بیٹا ہونے کے باوجود بحکم خدا جگہ نہ ملی کیونکہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کے منہ پر تو ہاں میں ہاں ملاتا تھا لیکن وہ دراصل کافروں کا ساتھی تھا۔ لہٰذا اللہ نے اسے بھی کافروں کے ساتھ غرق کر دیا کیونکہ اس کا رویہ باپ سے منافقانہ تھا۔
- والد کے دوستوں اور والدہ کی سہیلیوں سے اچھا سلوک کرو۔
- اپنے والدین کی خدمت اور تابعداری کرنا اور اولاد سے اس کی امید رکھنا اپنے آپ کو دھوکا دینا ہے، اولاد جانتی ہے کہ اس کے والدین نے اپنے والدین سے کیا سلوک کیا تھا۔
- خدمت کے سلسلہ میں ماں کا حق باپ سے دگنا ہے۔
- باپ کا فرض ہے کہ بیٹے کو سزا دے کر اس کی اصلاح کرے۔
- والدین کو چاہئے کہ کبھی اپنی اولاد سے بے خبر نہ رہیں۔ ہمیشہ انہیں نصیحت کرتے رہیں۔ تعلیم و تربیت والدین کا اولین فرض ہے۔
- بددعا جو اپنی اولاد کیلئے کرے، ضرور قبول ہوتی ہے، بہتر یہ ہے کہ باپ ایسی بددعا نہ کرے۔
- تین شخص ہیں کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے۔ ان میں سے ایک ماں باپ کا نافرمان بھی ہے۔
- بلاضرورت والدین کی خدمت مستحب ہے اور ضرورت کے وقت واجب ہے۔
- والدین سے نیک سلوک کرنے والے کے اور انبیاء کے درمیان جنت میں ایک درجہ کا فرق ہوگا اور ستانے والے اور ابلیس کے درمیان جہنم میں ایک درجہ کا فرق ہوگا اور نافرمان کو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے عمل خواہ کچھ بھی ہوں، تیری بخشش نہیں ہوگی، برعکس اس کے فرمانبردار کو کہا جائے گا کہ تیری بدعملی کے باوجود تیری بخشش کر دی جائے گی۔
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تباہ و برباد ہو وہ شخص جس کے والدین یا دونوں میں سے ایک زندہ ہو اور وہ ان کی خدمت

کر کے اور ان کو راضی اور خوش کر کے جنت کا مستحق نہ ہو جائے۔

- اولاد کیلئے باپ کی دعا ایسی ہے جیسے نبی کی اپنی امت کیلئے۔
- جو اپنی بیوی کو اپنی ماں سے بڑھائے، اس پر خدا کی اور فرشتوں کی لعنت ہے۔
- مناسب یہ ہے کہ باپ اپنی اولاد کو دینے دلانے میں عدل کا لحاظ رکھے۔
- جو والدین کو ناراض کر کے سارا دن گزار دے، اس کیلئے دوزخ کے دروازے کھل جاتے ہیں۔
- شرک گناہ کبیرہ ہے، جو بخشا نہیں جائے گا، اس کے بعد نمبر دو گناہ کبیرہ والدین کو تکلیف دینا ہے۔
- افضل عمل نماز کو بروقت ادا کرنا ہے اور اس کے بعد افضل عمل والدین سے اچھا سلوک کرنا ہے۔
- وہ شہید جو والدین کی اجازت کے بغیر جہاد میں شریک ہو جائے اعراف میں روکا جائے گا۔
- یہ قہر الٰہی ہے کہ بندہ اپنے دوست سے بہت قریب ہو جائے اور اپنے باپ سے اتنا ہی دور ہو۔
- والدین کی خدمت اہم فریضہ ہے، جس نے اس سے انحراف کیا، اس نے اپنا دین برباد کیا۔
- سعادت مند فرزند اپنے باپ کے مخالفوں سے محبت نہیں کیا کرتے۔
- دادا، دادی، نانا، نانی مثل ماں باپ کے حقوق رکھتے ہیں اور خالہ مثل والدہ کے۔
- دوزخ میں ایک جنگل ہے جس سے دوزخ کے دوسرے طبقے بھی پناہ مانگتے ہیں۔ اس میں والدین کے نافرمان اور دوسرے کئی کبیرہ گناہ کرنے والے رکھے جائیں گے، اگر باپ کسی وجہ سے بیٹے کو ڈانٹے اور بیٹا خاموش رہنے کی بجائے یا ادب سے معذرت کرنے کی بجائے جواب دینے پر اتر آئے تو یہ زبان درازی ہوگی جو بہت ہی بری بات ہے۔ دعوۃ القرآن میں ہے کہ اللہ کے نزدیک انسان پر سب سے بڑا والدین کا حق ہے۔ حکم ہے کہ اولاد محض ذاتی شفقت و رحمت پر ہی اکتفا نہ کرے بلکہ ان کیلئے خدا تعالیٰ سے رحمت باقیہ کیلئے بھی دعا کرے۔
- حق خدمت ماں کا زیادہ ہے اور اطاعت، فرمانبرداری اور مالی حق باپ کا زیادہ ہے۔
- شریعت میں بیٹا اور بیٹے کا مال باپ کا مال ہے۔
- بڑھاپے میں ماں باپ کو ویسے ہی خدمت کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسا کہ بچے کو بچپن میں، لہٰذا اولاد کیلئے حکم ہے کہ وہ بھی والدین کی خدمت ایسے ہی کریں جیسی والدین نے ان کی بچپن میں کی تھی۔
- باپ اگر بیٹے کیلئے دعا کرے تو وہ قبول ہو جاتی ہے کیونکہ اس کیلئے کوئی حجاب نہیں ہے۔
- عاق یعنی اپنے والدین کا نافرمان جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

- ماں باپ کی اطاعت کرنے والا دنیا میں خوشحال رہتا ہے اور بدسلوکی کرنے والا دنیا میں ذلیل وخوار ہوتا ہے۔
- ماں باپ زندہ ہوں تو ان کی اطاعت جہاد سے بہتر ہے۔
- شرابی والدین کے نافرمان اور دیوث پر جنت حرام ہے۔
- تم خود پاک دامن رہو تمہاری عورتیں بھی پاک دامن رہیں گی اور یہ کہ تم والدین سے نیک سلوک کرو۔ تمہاری اولاد تم سے نیک سلوک کرے گی۔
- والد کے دوستوں اور ان کی متعلقین سے بھلائی کرنا صلہ رحمی کی بڑی نیکی ہے۔
- ایک شخص نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ میرا باپ مجھ سے رقم مانگتا ہے کیا میں اس کو دے دوں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اور تمہارا مال تمہارے باپ کا حق ہے۔

ایمان کی شاخیں:

عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال الایمان بضع و ستون شعبة الحیاء شعبة من الایمان۔ (بخاری شریف، ج ۱ کتاب الایمان ص ۶ مسلم، نسائی ابوداؤد، ابن ماجہ)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایمان کی شاخیں ساٹھ سے کچھ زیادہ ہیں اور ''حیا'' ایمان کی ایک بہت بڑی شاخ ہے۔''

یاد رہے کہ بضع کا لفظ گنتی میں تین سے لیکر نو تک کے عدد پر بولا جاتا ہے شعبۃ شاخ کو کہتے ہیں۔ حیاء کا ترجمہ ''شرم'' ہے جس کو ہندی میں ''لاج'' بھی کہتے ہیں۔ حضرت علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ حیا کی تفسیر فرماتے ہوئے تحریر فرمایا:

الحیاء انقباض النفس من القبیح مخافة الذم۔ (بیضاوی شریف)

یعنی مذمت کا خوف کرتے ہوئے برے کاموں سے نفس کا سکڑ جانا، اس کیفیت کا نام ''حیا'' ہے۔ یہ درحقیقت ''وقاحت'' اور ''خجالت'' کے درمیان کی ایک صفت ہے۔ ''وقاحت'' یہ ہے کہ انسان اس قدر بے شرم و بے غیرت بن جائے کہ اس کو کسی برے سے برے کام کرنے سے بھی کوئی جھجک نہ ہو اور ''خجالت'' یہ ہے کہ انسان اتنا شرمیلا ہو جائے کہ اچھے اور برے کام سے جھجکنے لگے اور ''حیا'' یہ ہے کہ برے کاموں سے جھجک ہو کہ لوگ مذمت کریں گے اور اچھے کاموں سے کوئی جھجک نہ ہو۔

وقاحت اور خجالت یہ دونوں انسان کی مذموم اور بری صفتیں ہیں اور حیاء انسان کی انتہائی محمود اور پسندیدہ صفت ہے۔

ایمان کو درخت کے ساتھ تشبیہ دینے کی وجہ:

اس حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے ایمان کو ایک ایسے درخت سے تشبیہ دی ہے جس میں چھوٹی بڑی بہت سی ٹہنیاں اور شاخیں ہوں جن کی وجہ سے وہ درخت ہرا بھرا، سایہ دار، انتہائی خوشنما اور نہایت ہی حسین وخوبصورت نظر آتا ہے۔ یہی مثال ایمان کی ہے کہ ایمان کی چھوٹی بڑی بہت سی خصلتیں ہیں کہ جن کی وجہ سے ایمان کی رونق اور خوبی میں چار چاند لگ جاتے ہیں اور اس کے اثرات وثمرات کی بدولت صاحب ایمان کی زندگی دونوں جہان میں حسن وکمال کا ایک ایسا جاذب نظر مرقع بن جاتی ہے کہ وہ تمام مخلوق کی نگاہوں میں صاحب وقار اور قابل اعتبار ہو جاتا ہے اور دربار خداوندی میں عظمت دارین کا حقدار بن جاتا ہے!

چنانچہ ارشاد فرمایا کہ ایمان کی کچھ اوپر ساٹھ شاخیں یعنی خصلتیں ہیں اور حیاء ایمان کی ایک نہایت ہی اہم اور بہت بڑی شاخ یعنی خصلت ہے!

اب غور فرمایئے کہ وہ خوشنما اور بارونق درخت جو اپنی بہت سی ٹہنیوں اور شاخوں کی وجہ سے انتہائی خوبصورت نظر آتا ہے اگر اس کی تمام شاخوں کو کاٹ ڈالا جائے اور صرف اس درخت کے تنہ کا ''ٹھنٹھ'' باقی رہ جائے تو پھر ظاہر ہے کہ وہ اب درخت کہلانے ہی کا مستحق نہیں رہے گا بھلا کون ہے جو صرف تنہ کے ''ٹھنٹھ'' کو درخت کہے گا؟ جس میں نہ ڈالیاں ہوں نہ ٹہنیاں نہ شاخیں ہوں نہ پتیاں!

اسی طرح اگر درخت کی کچھ شاخوں کو کاٹ کر درخت کو ننگا کر دیا جائے تو یقیناً درخت کی حسین وخوبصورت چھتری کا حسن وجمال تہس نہس ہو جائے گا اور اس کا سایہ بھی کم ہو جائے گا اور اس کے پھل پھول میں بھی نمایاں کمی ہو جائے گی اور اگر درخت کی کوئی اتنی بڑی ڈالی کاٹ ڈالی جائے جس میں بہت سی ٹہنیاں اور شاخیں ہوں اور وہ ڈالی درخت کی نشوونما اور اس کی سرسبزی وشادابی میں ممد ومعاون رہی ہو تو پھر اندیشہ ہے کہ شاید پورا درخت ہی خشک ہو کر آگ کا ایندھن بن جائے!

اسی طرح سمجھ لیجئے کہ ایمان کی بھی چھوٹی بڑی بہت سی خصلتیں ہیں کہ اگر ان تمام خصلتوں کا وجود ختم ہو جائے تو گویا ایمان ہی کا خاتمہ ہو جائے گا اور اگر کچھ خصلتیں معدوم ہو گئیں تو جتنی خصلتیں اور جتنی جتنی اہم خصلتیں ناپید ہوتی چلی جائیں گی اسی قدر ایمان کا نور، اس کی رونق، اس کا حسن وجمال کم سے کمتر ہوتا چلا جائے گا اور اگر کوئی ایسی اہم سے اہم تر اور خاص الخاص خصلت برباد ہو گئی جو ایمان کا نشان، بلکہ شان ایمان کہلانے کی مستحق تھی تو پھر تو انتہائی خطرہ ہے کہ کہیں ایمان ہی برباد نہ ہو جائے چنانچہ ایسی ہی ایک نہایت ہی اہم خصلت ایمان کو بیان فرماتے ہوئے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''الحیاء شعبۃ من الایمان'' یعنی حیاء ایمان کی ایک بہت ہی بڑی شاخ یعنی خصلت ہے!

شرم وحیاء:

اب رہا یہ سوال کہ آخر ''حیاء'' ایمان کی بہت بڑی شاخ اور بہت اہم خصلت کیوں ہے؟ اور کس طرح ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ پورے خصائل ایمان اور اعمال اور اسلام دو ہی قسموں میں منحصر ہیں ''اوامر'' اور ''نواہی'' یعنی اچھا کام کرو اور برا کام مت کرو اور ظاہر ہے کہ جس مسلمان میں حیاء کی صفت ہوگی وہ تمام برے کاموں سے فطری طور پر رک جائے گا اور تمام ناہی سے باز رہے گا۔ تو ایک صفت حیاء کی وجہ سے مسلمان تمام شرعی ممنوعات سے بچ جائے گا تو گویا حیاء ایمان کی ایک ایسی خصلت ہوئی کہ اس کی وجہ سے بہت سی ایمانی خصلتیں پائی جائیں گی۔ اس لئے بلاشبہ یہ درخت ایمان کی شاخوں میں سے نہایت ہی اہم اور بہت ہی بڑی شاخ ہے!

واضح رہے کہ بخاری شریف کی اس روایت میں تو ایمان کی شاخوں کو ساٹھ سے کچھ زائد بتایا گیا ہے مگر دوسری روایتوں میں ''بضع وسبعون'' کا لفظ آیا ہے یعنی ایمان کی شاخیں ستر سے کچھ زیادہ ہیں بظاہر ان دونوں حدیثوں میں تعارض نظر آتا ہے مگر در حقیقت کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ قلیل کثیر میں داخل ہوتا ہے۔ اس لئے جب ایمان کی شاخیں ستر سے اوپر ہوئیں تو پھر ساٹھ سے اوپر بھی ہوئیں۔ اس لئے کسی روایت میں ساٹھ سے زائد کہہ دیا گیا اور کسی روایت میں ستر سے اوپر کہہ دیا گیا۔

تطبیق:

بعض شارحین حدیث نے دونوں حدیثوں میں تعارض دفع کرنے کیلئے یہ فرمایا کہ ساٹھ سے اوپر، یا ستر سے زائد جو فرمایا گیا تو ان دونوں گنتیوں سے تعین وتحدید مراد نہیں ہے بلکہ تکثیر مراد ہے۔ یعنی حضور ﷺ کا یہ مطلب نہیں ہے خصائل ایمان گنتی میں ساٹھ سے کچھ زائد ہی ہیں یا ستر سے اوپر ہی ہیں۔ بلکہ ان دونوں گنتیوں سے مراد یہ ہے کہ ایمان کی خصلتیں بہت زیادہ ہیں۔ جیسے ہمارے اردو کے محاورہ میں یہ کہا جاتا ہے کہ ''میں نے پچاس مرتبہ تم کو حکم دیا'' اور ستر مرتبہ تم کو منع کیا۔ بلکہ اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ میں نے بہت مرتبہ تم کو حکم دیا اور بہت مرتبہ تم کو منع کیا۔ اس صورت میں ظاہر ہے کہ تعارض کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

اب رہا یہ سوال کہ ایمان کی شاخیں یعنی خصلتیں کون کون سی ہیں؟ تو علامہ عینی وغیرہ نے ان کی تعداد بے تحریر کی ہے جن کا تذکرہ طوالت سے خالی نہیں۔ مگر خلاصہ یہ ہے کہ تمام احکام اسلام خواہ وہ اعتقادی ہوں یا قولی وفعلی، مثلاً کلمۂ شہادت، نماز وروزہ اور حج وزکوٰۃ، حقوق اللہ، حقوق العباد، یہ سب کے سب درخت ایمان کی شاخیں اور ایمانی خصلتیں ہیں اور ان میں سے ہر ایک ایمان کے اثرات وثمرات ہیں جن سے درخت ایمان کا حسن وجمال بڑھتا ہے اور ان میں سے ہر

ایک کو ترک کر دینے سے ایمان کا درخت اپنی خوشنما اور بارونق خوبصورتی اور شادابی سے محروم ہو جاتا ہے۔

حاصل حدیث:

1. اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان درجات و مراتب میں برابر نہیں ہے بلکہ جس مسلمان میں ایمانی خصائل زیادہ سے زیادہ ہوں گی وہ یقیناً اس مسلمان سے مراتب و درجات میں افضل و اعلیٰ ہوگا جس میں ایمان کی خصلتیں کم ہوں گی!

2. ایمان اصل ہے اور اعمال اس کی فرع ہیں اس لئے کہ اس حدیث میں یا دوسری حدیثوں میں جہاں جہاں بھی اعمال کو ایمان کہا گیا ہے مجاز کے طور پر کہا گیا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ اعمال ایمان کا جزو نہیں ہیں کیونکہ قرآن و حدیث میں بے شمار جگہوں پر ''امنوا و عملوا الصّٰلحٰت'' کا لفظ آیا ہے اور عمل کا ایمان پر عطف کیا گیا ہے اور عطف کا تقاضا یہی ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ میں تغایر ہو۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ عمل اور چیز ہے اور ایمان اور چیز ہے۔ ایمان اصل ہے اور اعمال ایمان کی خصلتیں اور علامتیں ہیں یا یوں کہہ لیجئے کہ اعمال ایمان کے اثرات و ثمرات ہیں!

3. اس حدیث نے اس حقیقت کی تصریح کر دی کہ ''حیاء'' مومن کی بڑی ہی انمول اور نہایت ہی گرانقدر صفت ہے اس لئے جس مومن میں حیاء نہ ہو تو سمجھ لو کہ اس کے درخت ایمان کی بہت ہی بڑی شاخ کٹ گئی ہے اسی لئے عرب کی ایک بہت پرانی مثل ہے جس پر تصدیق نبوت کی بھی مہر لگی ہوئی ہے کہ ''اذا لم تستحی فاصنع ماشئت'' جس کا فارسی میں ترجمہ ہے کہ ''بے حیا باش ہر چہ خواہی کن'' یعنی جب تمہارے اندر حیاء ہی نہیں رہی تو پھر جو چاہو کرو!

کسی کو دیندار بنانے کا عام فہم انداز

عام انسان کو یا بچوں کو یا غیر مسلموں کو دین کی طرف مائل کرنے کیلئے کہانی کے انداز میں ان کے سامنے دین کی تعلیم پیش کی جائے جس میں عقائد و اعمال کی اصلاح بھی ہو اور عظمت و ناموس رسالت، حُبّ اہل بیت اور ادب صحابہ کرام بھی اس کے دل میں جاگزیں ہو مثلاً یوں کہ پیارے بچو! آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ دنیا میں کامیاب ترین ہستی ہمارے آقا و مولیٰ نبی اکرم نور مجسم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہے اور وہ اس طرح کہ ہمارے نبی کریم حضرت محمد ﷺ قریش کے ایک غریب اور معزز ترین گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت سے پہلے ہی والد ماجد کا سایہ اٹھ گیا اور والدہ ماجدہ اور دادا جان نے پرورش فرمائی۔ چالیس سال کی عمر میں نبوت کا اعلان فرمایا۔ اعلان نبوت سے پہلے بھی شرافت اور دیانت میں معروف ترین ہستی تھے۔ لوگ آپ کو صادق اور امین کہتے تھے۔ آپ نے کسی انسان کے پاس نہیں پڑھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے

خود جب پہلی وحی نازل کی تو فرمایا: اقرا باسم ربك۔

ترجمہ: "اپنے رب کے نام سے پڑھ۔" (العلق:۱) پھر دوسرا حکم نازل فرمایا:

قم فانذر۔

ترجمہ: "اے محبوب اٹھیں اور تبلیغ کریں۔" (المدثر:۲)

جب قرآن کا نزول شروع ہوا تو لوگ حیران تھے کہ ہمارے سامنے کی بات ہے کہ انہوں نے کسی سے تعلیم حاصل نہیں کی۔ یہ اچانک اتنا فصیح و بلیغ کلام کیسے بولنے لگ گئے، جس جیسا ایک جملہ بھی ہم نہیں بنا سکتے۔ اب وہ لوگ آپ ﷺ کو جھٹلا بھی نہیں سکتے تھے۔ اس لئے کہ آپ کا سابقہ ریکارڈ بھی بڑا اصاف تھا۔ قرآن نے بھی آپ ﷺ کے سابقہ ریکارڈ کو چیلنج کے طور پر پیش کیا۔

فقد لبثت فیکم عمر امن قبله افلا تعقلون۔

ترجمہ: "میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر گزار چکا ہوں کیا تمہیں عقل نہیں۔" (یونس:۱۶)

آپ ﷺ نے اسلام کے مشن کو اکیلے شروع فرمایا۔ پھر اپنے گھر والوں کو اس کی دعوت دی۔ پھر شہر والوں تک اور پوری دنیا تک اس پیغام کو پہنچایا۔ بہترین ساتھی تیار کئے اور مشکل ترین مراحل سے گزار کر اس مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ زمین کے وسیع خطے پر اسلامی حکومت قائم کر کے دکھا دی اور اس میں اسلام نافذ کر کے دکھا دیا۔ اسلام کے کھیت کو اپنی آنکھوں سے لہلہاتا ہوا دیکھا۔ اپنی امت کو اس مشن کے قائم رکھنے پر برانگیختہ کیا اور اس کیلئے مکمل طریقہ اور راستہ متعین فرما دیا۔ جب اس دنیا سے جانے کا وقت آیا تو آخری حج کے موقع پر لاکھوں افراد کی موجودگی میں خطبہ دیا جس کا نام خطبہ حجۃ الوداع ہے اور وہ یہ ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع:

"لوگو! شاید آئندہ سال میری تم سے ملاقات نہ ہو سکے۔ تمہارے خون اور تمہارے مال آج کے دن کی عظمت کی طرح اس مہینے میں اور اس شہر میں ایک دوسرے پر حرام ہیں۔ آج جہالت کی تمام رسمیں میرے قدموں کے نیچے ہیں۔ زمانہ جہالت کی دشمنیاں ختم کر دی گئی ہیں۔ سب سے پہلے میں ابن ربیعہ بن حارث کا خون معاف کرتا ہوں۔ زمانہ جاہلیت کے تمام سود ختم کر دیئے گئے ہیں۔ سب سے پہلے میں عباس ابن عبد المطلب کا سود ختم کرتا ہوں۔ عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔ اللہ نے انہیں تمہاری پناہ میں دیا ہے اور اپنے کلام کے ذریعے ان کی شرم گاہیں تمہارے لئے حلال کی ہیں۔ عورتوں پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی اور کو نہ سلائیں۔ اگر وہ ایسی حرکت کریں تو انہیں ضرورت کے

مطابق محتاط سزا دو۔ عورتوں کا تمہارے اوپر حق یہ ہے کہ تم انہیں اچھے طریقے سے کھانا اور لباس دو۔ خبردار! تمہارا رب ایک ہے، کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر، کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں۔ اگر فضیلت ہے تو تقوے سے ہے۔ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے ہے۔ لوگو! یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔ اپنے رب کی عبادت کرنا۔ پانچ وقت کی نماز پڑھنا، رمضان کے روزے رکھنا، خوشی خوشی اپنے مال کی زکوٰۃ دینا، اپنے رب کے گھر کا حج کرنا اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرنا، اگر ایسا کرو گے تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو گے۔ اے لوگو! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا اور ایک دوسرے کی گردن مت مارنے لگنا۔ میں تم میں اللہ کی کتاب چھوڑ کر جا رہا ہوں، اگر اس پر عمل کرتے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ قیامت کے دن اللہ تم سے میرے بارے میں پوچھے گا تو کیا جواب دو گے؟ سب نے جواب دیا ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے ہم تک احکام پہنچا دیئے، تبلیغ کا حق ادا کر دیا اور بھلائی کی انتہا کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی، اسی انگلی سے لوگوں کی طرف سے بھی اشارہ کیا اور فرمایا اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا۔ جو لوگ حاضر ہیں وہ ان تک میرا پیغام پہنچا دیں جو غیر حاضر ہیں۔ کتنے ہی سننے والے ایسے ہوتے ہیں کہ جب وہ سنی ہوئی بات آگے بتاتے ہیں تو اگلا ان سے زیادہ سمجھدار ہوتا ہے"۔

(مسلم حدیث رقم: ۲۹۵۰، ابوداؤد حدیث رقم: ۱۹۰۵، ابن ماجہ حدیث رقم: ۳۰۷۴، سنن الدارمی حدیث رقم: ۱۸۵۶، المستند حدیث رقم: ۱۱۷۵)

جب آپ اس خطبہ سے فارغ ہوئے تو قرآن کی آیت نازل ہوئی:

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔

ترجمہ: "آج ہم نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے۔ تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے۔" (المائدة: ۳)

اس خطبے کو غور سے پڑھیے۔ بار بار پڑھیے۔ ہم نے دنیا کی بڑی بڑی شخصیات کے کلام سے اس کا موازنہ کیا ہے۔ آج تک دنیا کا کوئی دوسرا انسان ایسا کلام نہیں کہہ سکا۔ نہ ہی کوئی ایسی تعلیم دے سکا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا عملی نمونہ پیش کر سکا ہے۔

واضح رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطبہ آج کل اقوام متحدہ کے منشور میں شامل ہے۔ ایک غیر مسلم مفکر مائیکل ہارٹ لکھتا ہے کہ:

"It is this unparalleled combination of secular and religious influence wich

I feel entitles Muhammad to be considered the most influential single figure in human history."

ترجمہ: ''دین اور دنیا کو ساتھ ساتھ لے کر چلنے کی یہ ایسی بلا مقابلہ کامیابی ہے جو میرے نزدیک محمد (ﷺ) کو انسانی تاریخ میں سب سے زیادہ کامیاب شخصیت قرار دیئے جانے کا حقدار بناتی ہے۔''

(The hundred page No:10)

یہ شان ہے خدمتگاروں کی

میرے دوستو! ہمارے پیارے نبی ﷺ کے تمام صحابہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم آپ (ﷺ) کی تعلیمات کے امین تھے۔ خصوصاً چار خلفاء راشدین اپنے اپنے دور کے قطب تھے اور آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا کامل آئینہ تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پیشہ کپڑے کی تجارت کا تھا۔ جب آپ خلیفہ بنائے گئے تو اپنے سابقہ معمول کے مطابق چند چادریں ہاتھ پر ڈال کر بازار میں فروخت کرنے کیلئے چل پڑے۔ راستہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملے۔ انہوں نے پوچھا کہاں جارہے ہیں۔ فرمایا بازار میں چادریں بیچنے کیلئے جارہا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اگر آپ تجارت کرتے رہے تو خلافت کی ذمہ داری کیسے ادا ہوگی؟ فرمایا پھر اہل وعیال کو کہاں سے کھلاؤں؟ انہوں نے عرض کیا خزانچی ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلتے ہیں جنہیں نبی کریم ﷺ نے امین الامت کا لقب دیا ہے۔ وہ آپ کا وظیفہ مقرر کردیں گے۔ دونوں ان کے پاس پہنچے۔ انہوں نے درمیانے درجے کا وظیفہ مقرر کردیا۔

ایک مرتبہ آپ کی زوجہ نے آپ سے عرض کیا کہ کوئی میٹھی چیز کھانے کو جی چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا میرے پاس اس کیلئے پیسے نہیں۔ آپ کی زوجہ نے کئی دنوں تک تھوڑا تھوڑا جمع کرکے میٹھے کی تیاری کرلی۔ آپ نے فرمایا تجربے سے معلوم ہوا کہ جتنا تم بچاتی رہی ہو اتنا ہم بیت المال سے فالتو حاصل کرتے ہیں۔ آپ نے وہ جمع شدہ رقم بھی بیت المال میں واپس کردی اور آئندہ اسی مقدار کے مطابق اپنی تنخواہ بھی کم کرادی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو آپ نے لوگوں کو جمع کرکے فرمایا کہ میں تجارت کرتا تھا۔ اب آپ لوگوں نے مجھ پر خلافت کی ذمہ داری ڈال دی ہے۔ اب میری گزر اوقات کا کیا طریقہ ہوگا؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بیت المال میں سے اتنا لے لیا کریں جو متوسط طریقے سے آپ کے گھر والوں کیلئے کافی ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کو پسند فرمایا اور یہی مقدار طے ہوگئی۔ ایک عرصہ گزرنے کے بعد حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت طلحہ حضرت زبیر اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپس میں بیٹھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غیر موجودگی میں ان کے وظیفہ میں اضافہ کرنے پر غور کیا۔ مگر یہ حضرات، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کرنے کی ہمت نہ کرسکے۔ اس کیلئے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت حفصہ

رضی اللہ عنہا سے بات کی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں کہ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے معلوم کر کے ہمیں بتائیں مگر ہمارا نام نہ لیں۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بات کی تو آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے ایسی تجویز دینے والوں کے نام معلوم ہو جائیں تو میں انہیں سخت سزا دوں۔ تم ہی بتاؤ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے اعلیٰ لباس تمہارے گھر میں کیا تھا؟ انہوں نے عرض کیا دو کپڑے گیروی رنگ کے جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن یا کسی وفد سے ملاقات کیلئے پہنتے تھے۔ پھر فرمایا سب سے اعلیٰ کھانا کیا تھا؟ انہوں نے عرض کی جو کی روٹی۔ پھر فرمایا اچھے سے اچھا بستر کیا تھا جو تمہارے ہاں بچھاتے تھے؟ انہوں نے عرض کیا ایک موٹا کپڑا جسے آپ گرمیوں میں چوہرا کر کے بچھا لیتے تھے اور سردیوں میں آدھا نیچے بچھاتے تھے اور آدھا اوپر لیتے تھے۔ آپ نے فرمایا حفصہ! ان لوگوں کو بتا دو کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر چلوں گا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کے تقویٰ اور طہارت کا یہ عالم ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی شان کا اندازہ لگائیے۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی   سردار کا عالم کیا ہوگا

آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عالمگیر پیغام

عالم گیر مشن کا داعی ہونے کی وجہ سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر موضوع پر لوگوں کو تعلیمی رہنمائی دی ہے۔ ہر کام خود کر کے دکھایا ہے اور دین کو مکمل کر دیا گیا ہے۔

اگر کوئی نیا مسئلہ سامنے آ جائے تو جس کا حل قرآن وسنت میں موجود نہ ہو تو اسے حل کرنے کیلئے علماء کو اجتہاد کا حکم دیا گیا ہے اور تبلیغ دین کی ذمہ داری امت کو سونپ دی گئی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول بن کر تشریف لاتے ہی کاغذ ایجاد ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ڈاک سسٹم بھی جاری ہو گیا تھا۔ آج پوری دنیا پریس اور میڈیا کے ذریعے آپس میں مربوط ہو چکی ہے۔ ایک ہی نبی کا پیغام دنیا کے کسی بھی کونے تک پہنچانا بالکل آسان ہو چکا ہے۔ یہ باتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم گیر نبوت کے ساتھ گہری مناسبت رکھتی ہیں۔ گویا عالم گیر نبوت کو عالمی سطح تک عام کرنے کیلئے آج کا میڈیا ایک خدائی بندوبست ہے۔

ان تمام انتظامات کے ہوتے ہوئے اب کسی نئے نبی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انا خاتم النبيين لانبی بعدی۔

ترجمہ: ''میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

(ترمذی حدیث رقم: 2219، بخاری حدیث رقم: 3609، مسلم حدیث رقم: 7342)

غور فرمایئے جس ہستی کے پاس ہر موضوع پر وسیع ترین علم موجود ہو۔ عظیم ترین حکومتی اختیارات موجود ہوں، دلوں پر حکومت ایسی ہو کہ لوگ اس کے بالوں اور ناخوں کو بھی تبرک سمجھ کر سنبھال لیتے ہوں۔ اس کے ایک ایک شاگرد کی مثال دنیا کے بادشاہوں میں بھی نہ ملتی ہو۔ ایسی ہستی اگر اپنے آپ کو سجدہ کرواتی اور خدائی کا دعویٰ کرتی تو اس وسیع دنیا میں یہ سب کچھ بڑے آرام سے چل سکتا تھا۔ مگر آپ ﷺ نے ہمیشہ عاجزی اختیار کی۔ خود کو اللہ کا بندہ کہا۔ اپنے ہر کمال کو اللہ کی عطا قرار دیا۔ ہر وقت اللہ کی یاد میں رہے۔ لوگوں تک پیغام پہنچایا تو یہی پہنچایا کہ اللہ کے سواء کوئی عبادت کا حقدار نہیں اور محمد (ﷺ) خدا بھی نہیں اور خدا کے بیٹے بھی نہیں بلکہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ میرے سابقہ گناہوں کی بخشش ہونی چاہئے! آپ ﷺ نے فرمایا:

اما علمت یاعمرو ان الاسلام یھدم ما کان قبلہ۔

ترجمہ: ''اے عمرو! کیا تو نہیں جانتا کہ جب کوئی شخص مسلمان ہو جائے تو اس کے اگلے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔'' (مسلم حدیث رقم 321)

آیئے! اسلام کے مہربان دروازے آپ کیلئے کھلے ہیں۔ اپنے ماضی کے گناہوں کی وجہ سے مایوس نہ ہوں، نبی کریم ﷺ کی رحمت آپ کو اپنی باہوں میں لینے کیلئے بے تاب ہے، پڑھئے! لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں۔ (ماخوذ)

عقائد کی اصلاح کا باب شروع کرنے سے پہلے ایک واقعہ ان لوگوں کے لیے برائے عبرت ہے جو اپنے آپ کو انسان، مسلمان بلکہ شیخ الحدیث والقرآن کہلا کر حضور ﷺ کے کمالات کا مختلف حیلوں، بہانوں سے انکار کرتے ہیں اور خود ہی کہتے ہیں: حبك الشئ یعمی و یصم۔ ذرا ایک جن کی سرکارِ دو عالم ﷺ کے ساتھ محبت کا واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

ایک جن کی حضور ﷺ کے ساتھ محبت کا واقعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک کافر جن نے مکہ میں ابوقبیس پہاڑ پر آواز دی وہ نظر نہیں آ رہا تھا، اس نے یہ اشعار کہے:

قبح اللہ رای کعب بن فھر   ما ادق العقول والاحلام
دینھا انما یعنف فیھا   دین ابائھا الحماۃ الکرام

خالف الجن جن بصری علیکما و رجال الذخیل والاطام
هل کریم الکم له نفس حر ماجد الوالدین والاعمام
یوشك الخیل ان ترو ما تمادی تقتل القوم فی بلاد التمام
ضارب ضربة تکون نکالا و رواحا من کربة واغتمام

ترجمہ: ''کعب بن فہر یعنی قریش کی رائے کو اللہ برا کرے ان کی عقل اور سمجھ کس قدر کمزور ہے (قریش میں جو مسلمان ہو چکے ہیں) ان کا دین یہ ہے کہ وہ اپنے حفاظت کرنے والے بزرگ آباؤ اجداد کے دین یعنی بت پرستی کو برا بھلا کہتے ہیں بصری کے جنات نے اور کھجور کے درختوں اور قلعوں کے علاقہ یعنی مدینہ کے رہنے والے انصار نے (اسلام لاکر اور اسے پھیلانے کی محنت کر کے) عام جنات کی مخالفت کی ہے اور اس طرح تمہیں نقصان پہنچایا ہے کیا تم میں ایسا با اخلاق آدمی نہیں ہے جو شریف النفس ہو اور جس کے والدین اور سارے چچا بزرگی والے ہو؟ عنقریب تم گھوڑوں والا لشکر دیکھو گے جو ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہے ہوں گے اور تہامہ کے علاقہ میں (مسلمانوں کی) اس قوم کو قتل کریں گے اور مسلمانوں پر تلواروں سے ایسی ضرب لگائیں گے جس میں ان کے لیے عبرتناک سزا ہوگی اور تمہارے لیے بے چینی اور غم سے راحت ہوگی (یہ کافر جن مشرکوں کو جھوٹی خوشخبری دے رہا تھا)''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ بات سارے مکہ میں پھیل گئی اور مشرکین ایک دوسرے کو یہ اشعار سنانے لگے اور ایمان والوں کو مزید ایذاء دینے اور مار ڈالنے کے ارادے کرنے لگے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ایک شیطان تھا جس نے لوگوں سے بتوں کے بارے میں بات کی ہے اسے مسعر کہا جاتا ہے اللہ اسے رسوا کرے گا، چنانچہ تین دن گزرنے کے بعد اسی پہاڑ پر ایک غیبی آواز دینے والے نے یہ اشعار پڑھے:

نحن قتلنا مسعرا لما طغٰی واستکبرا
و سفه الحق و سن المنکرا فنعته سیفا جروفا مبترا
بشتمه نبینا المطهرا

ترجمہ: ''جب مسعر نے سرکشی اور تکبر کیا اور حق کو بیوقوفی کی چیز بتایا اور منکر چیز کو چلایا تو ہم نے اسے قتل کر دیا۔ میں نے ایسی تلوار سے اس کے سر پر وار کیا جو کام پورا کر دینے والی اور ٹکڑے ٹکڑے کرنے والی ہے۔ یہ سب کچھ اس وجہ سے کیا کہ اس نے ہمارے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں برے کلمات استعمال کیے تھے۔''

حضورﷺ نے فرمایا: یہ ایک قوی ہیکل جن تھا جسے مسج کہا جاتا تھا میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا تھا یہ مجھ پر ایمان لایا تھا اس نے مجھے بتایا کہ وہ مسعر کو تین دن سے تلاش کر رہا تھا اس پر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! اللہ اسے جزائے خیر دے۔'' (حیاۃ الصحابۃ ۳/۶۲۹)

ایک بیدم ہی نہیں تیار مرنے کے لیے — جو ترے کوچے میں ہے وہی کفن بردوش ہے

اپنے عقائد کی اصلاح کیجئے:

- غیب کا جاننے والا (اللہ تعالیٰ) اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسول کے۔

(قرآن کریم، پارہ 29، سورہ جن، آیت 26,27)

- مدینہ (منورہ) میں اللہ کا ایک بندہ ہے جو تمہیں جو کچھ ہو چکا اور جو ہونیوالا ہے سب اگلی پچھلی باتوں کی خبر دیتا ہے، مگر تم اس پر ایمان نہیں لاتے۔ (حدیث مشکوۃ شریف، صفحہ 533)

- نبیﷺ نے فرمایا: اللہ نے کائنات میرے سامنے رکھ دی ہے، جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے میں اسے ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو۔ (معجم کبیر طبرانی، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد)

- تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آ گیا۔

(قرآن مجید، سورہ مائدہ، آیت نمبر 15، (یعنی حضرت محمد مصطفیٰﷺ) از تفسیر ابن عباس، تفسیر جلالین، تفسیر خازن)

- (اللہ تعالیٰ کی سب سے پہلی مخلوق) وہ تمہارے نبیﷺ کا نور ہے۔

(امام بخاری کے دادا استاد محدث کبیر عبدالرزاق کی حدیث پر مشتمل کتاب المصنف، جز اول، حدیث 18)

- رسول اللہﷺ کلام فرماتے تو آپ کے دانتوں میں سے نور سا نکلتا تھا۔

(حدیث سنن دارمی، ابواب متفرقہ فی صفات النبی الخ، باب فی حسن النبیﷺ، جز: 1، صفحہ 34)

- اللہ رب العالمین نے عالم ارواح میں میلاد مصطفیٰﷺ کا تذکرہ فرمایا اور انبیاء سے عہد لیا کہ وہ نبی آخر الزمانﷺ کی آمد پر ان پر ایمان لائیں گے اور ان کی مدد کریں گے۔ (قرآن مجید، آل عمران، آیت 81)

- اے غیب کی خبریں بتانیوالے! ہم نے آپ کو حاضر ناظر اور خوشخبریاں دینے اور ڈر سنانے اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور منور کر دینے والا آفتاب بنا کر بھیجا۔ (قرآن مجید، سورۂ احزاب)

- مجھے (ولادت مصطفیٰﷺ کے موقع پر لونڈی آزاد کر کے خوشی منانے پر) مشروب پلایا جاتا ہے اور عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب النکاح، حدیث: 4711)

- نبی اللہ یوسف علیہ السلام نے فرمایا میری قمیص میرے باپ کے منہ پر ڈالنا ان کی نظر لوٹ آئیگی، چنانچہ جب وہ منہ پر

ڈالی گئی تو ان کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ (قرآن مجید، پارہ 13، سورہ یوسف)

- صحابی رسول عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی ہڈی ٹوٹ گئی، رسول ﷺ نے اپنا دست مبارک پھیرا، تو وہ ٹھیک ہو گئے گویا کوئی شکایت تھی ہی نہیں۔ (صحیح بخاری، کتاب المغازی)
- موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات کے صدیوں بعد نمازوں کی تعداد کم کروا کر امت مسلمہ کی مدد کی۔ (صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب کیف فرضت الصلوٰۃ فی الاسراء)
- (نبی اللہ سلیمان علیہ السلام کی امت کے ولی اللہ نے کہا: سینکڑوں میل دور پڑا تخت بلقیس) میں اسے آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے لاتا ہوں۔ پھر وہ لے آئے۔ (قرآن مجید، سورۂ نمل)
- اللہ سب سے بڑا داتا ہے، پھر اولاد آدمی میں بڑا داتا میں ہوں، میرے بعد بڑا داتا وہ جو دین سیکھے اور اس کی اشاعت کرے، بروز قیامت اللہ اسے امیر کی طرح اٹھائیگا۔ (مشکوٰۃ شریف، 37)
- رب العالمین نے فرمایا جس نے میرے ولی سے عداوت کی میں اسے جنگ کا چیلنج کرتا ہوں۔ میں اپنے مقربین کو خاص طاقتیں عطا فرماتا ہوں اور ان کی دعائیں قبول کرتا ہوں۔ (صحیح بخاری)
- نبی اللہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ (قرآن مجید، پارہ 3، سورہ آل عمران، آیت 49)
- رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جب میں معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرا تو وہ قبر میں نماز ادا کر رہے تھے۔ (حدیث صحیح مسلم جلد 2 صفحہ 268)
- یوم بدر سے ایک روز قبل رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ فلاں کافر کے مرنے کی جگہ یہ فلاں کی، کئی صحابہ فرماتے ہیں کوئی کافر بتائی ہوئی جگہ سے آگے پیچھے نہیں تھا۔ (صحیح مسلم، جہاد، غزوۂ بدر)
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب تم قبروں کی زیارت کرو! (سنن ابن ماجہ) جب تم نماز جنازہ پڑھ لو پس خالص میت کیلئے دعا کرو۔ (صحیح ابن حبان)
- نجد کیلئے دعا کی درخواست کی گئی، آپ ﷺ نے انکار کے بعد فرمایا "وہاں زلزلے اور فتنے برپا ہونگے اور وہاں سے شیطان کا گروہ برآمد ہوگا۔" (حدیث صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 141)
- جو کفار کے حق میں نازل ہونے والی آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں، یہ مخلوق خدا میں سے بدترین ہیں۔

(حدیث صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 1024، طبع کراچی) (بشکریہ ماہنامہ آواز اہل سنت)

میلاد شریف

آج سرکار کا یوم میلاد ہے
بزم کون و مکاں یاد سے شاد ہے

شرق میں، غرب میں اور کعبے پہ بھی
حق کا پرچم، پئے جشن میلاد ہے

آ گیا تختِ ابلیس میں زلزلہ
شرک و بدعت کا ہر فرد ناشاد ہے

وجد میں عرشِ کعبہ ہے سجدہ کناں
ہر بتِ کفر کی شان برباد ہے

خشک سا وہ ہے آتشکدہ بجھ گیا
قصر نوشیرواں زھر افتاد ہے

انبیاء جس کا مُودہ سناتے رہے
وہ جو جبریل کا شیخ و اُستاد ہے

جس کی آمد سے پائی خدا کی خبر
جس کے صدقے سے عالم کی ایجاد ہے

جس کا قرآن ہے شمعِ راہِ ہُدیٰ
جس کا ارشاد مولیٰ کا ارشاد ہے

شہر طیبہ میں ہے رُوحِ نقوتی مگر
جسم لاغر یہاں فیصل آباد ہے

میلادالنبی ﷺ منانے کا مطلب ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرنا یا آپ ﷺ کی پیدائش کا تذکرہ کرنا۔ (قرآنی آیات ملاحظہ ہوں)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

1- ترجمہ: ''اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔'' (پارہ 30، الضحیٰ، آیت 11)

2- ترجمہ: ''انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔'' (ابراہیم، 5)

3- ترجمہ: ''تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشیاں مناؤ۔'' (یونس: 58)

میلادالنبی ﷺ اس کائنات کی سب سے بڑی نعمت ہے کیونکہ دنیا کے تمام مال و متاع کو رب تعالیٰ نے قلیل بتایا ہے جب کہ آپ ﷺ کی بعثت کو مومنین پر احسان عظیم قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کی ولادت کا دن ایام اللہ میں سے ہے اور اس کا زیادہ حق دار ہے کہ اس دن خوشیاں منائی جائیں۔

میلاد محمدی ﷺ کے منکر قرآن مجید یا صحاح ستہ سے ثابت نہیں کر سکتے کہ عید میلادالنبی ﷺ منانا بدعت یا حرام ہے یا نہ مناؤ۔

منکرین ہمیں کہتے ہیں کہ میلاد منانا کہاں سے ثابت ہے اور جو ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے اور ہر بدعت حرام ہے۔ ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ ہر بدعت حرام کیسے ہو گئی۔ حالانکہ بہت سی ایسی بدعات دنیا میں عام ہیں جن کو وہ بھی جائز بلکہ

واجب ومستحب مانتے ہیں اور ہم بھی مثلاً قرآن شریف کے تیس پارے بنانا۔ ان میں رکوع قائم کرنا اس پر اعراب لگانا۔ اس کی سنہری جلدیں تیاری کرنا قرآن کو بلاک وغیرہ بنا کر چھاپنا سب بدعات ہیں۔ حدیث شریف کو کتابی شکل میں جمع کرنا۔ حدیث کی قسمیں بنانا اصول حدیث وغیرہ ایسی بدعات ہے جن کا قرونِ ثلاثہ میں بھی ذکر نہ تھا۔ ہم لوگ قرآن پاک کی تلاوت کے بعد صدق اللہ العظیم پڑھتے ہیں جس کا ثبوت نہ قرآن کریم میں ہے نہ ہی احادیث شریفہ میں ہے۔ لہٰذا منکرین کو چاہئے کہ معاذ اللہ صرف بدعت کہہ کر حرام قرار نہ دیں بلکہ بدعت حسنہ (اچھی بدعت) اور بدعت سیئہ (بری بدعت) میں فرق لازمی کریں اور اس حدیث مبارکہ پر عمل کریں کہ جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کو اس کا اور جتنے اُس پہ عمل کریں گے ان سب کے برابر ثواب ملے گا اور جو کوئی برا طریقہ جاری کرے اس کو اس کا اور جتنے لوگ اس کو اپنائیں گے ان سب کے برابر گناہ ملے گا۔ (مشکوٰۃ، باب العلم)

حدیث کی مشہور کتاب ترمذی شریف، کتاب المناقب میں ایک باب ہے جس کا نام "باب ماجاء فی میلاد النبی ﷺ" ہے۔ اسی طرح امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ "میلاد النبی ﷺ" لکھا ہے۔ (فتح الباری جلد 6، صفحہ 557)

اور امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ "فی المیلاد من رسول اللہ ﷺ" لکھا ہے۔

(ابن سعد: الطبقات الکبریٰ جلد 3، صفحہ 259/ابن عساکر: تاریخ دمشق 43/471)

حضور ﷺ نے اپنا میلاد آپ منایا تھا۔ آپ ﷺ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسی روز میری ولادت ہوئی تھی۔ (صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلثۃ ایام)

عیدیں تو دو ہی ہیں

ہو مبارک تمہیں سیدہ آمنہ ۔۔۔ آ گئے مصطفیٰ آ گئے مصطفیٰ
آج پیدا ہوئے ہیں حبیب خدا ۔۔۔ آ رہی ہے صدا مرحبا مرحبا
آئیں دینے مبارک یہ سب بیبیاں ۔۔۔ حوا و ہاجرہ، مریم و آسیہ
ظلمتوں کی سبھی بدلیاں چھٹ گئیں ۔۔۔ پائی شمس و قمر نے انہی سے ضیاء
حور و غلماں خوشی سے یہ گانے لگے ۔۔۔ آج تشریف لائے ہیں نورِ خدا
رب تعالیٰ کا صد شکر ہے دوستو ۔۔۔ ہو گئی ہے خدائی میری ہمنوا
کیوں ہو رحمت کو دوزخ کا ڈر حشر میں ۔۔۔ مل گیا ہے اسے آسرا آپ کا

عرفہ کا روز بھی یوم عید کہلاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک یہ (جمعہ) عید کا دن ہے۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث 77/مسند احمد رقم الحدیث 1682)

اس سے معلوم ہوا کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے علاوہ کسی اور دن کو بھی ''عید'' کہہ سکتے ہیں اور اس کا مطلب خوشی کا دن ہوتا ہے اس دنیا میں حضور ﷺ کا جلوہ گر ہونا ہمارے لئے اس سے بڑی اور کوئی خوشی نہیں ہو سکتی۔

پیچھے اشارۃً گذر چکا ہے کہ جب ابولہب مر گیا تو اس کو اس کے گھر والوں میں سے کسی نے خواب میں برے حال میں دیکھا تو پوچھا کہ تم پر کیا گزری؟ ابولہب بولا کہ تم سے علیحدہ ہو کر مجھے کوئی خیر نہیں نصیب ہوا۔ ہاں مجھے اس (کلمے کی) انگلی سے پانی ملتا ہے کیونکہ میں نے ثویبہ لونڈی کو آزاد کیا تھا۔

(صحیح بخاری، کتاب النکاح وامہاتکم اللاتی ارضعنکم، حدیث نمبر 4813/ شرح السنہ رقم الحدیث 2282/ مصنف عبد الرزاق، رقم الحدیث 16661۔ 3955/ شعب الایمان/ دلائل النبوۃ/ السنن الکبریٰ/ السیرۃ النبویہ/ مدارج النبوۃ/ الروض الانف/ نصب الرایہ/ فتح الباری/ عمدۃ القاری/ حدائق الانوار)

بات یہ تھی کہ ابولہب لعین جو تھا، والد مصطفیٰ ﷺ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بھائی تھا۔ اس کی لونڈی ثویبہ نے آ کر اس کو خبر دی کہ آج تیرے بھائی عبد اللہ کے گھر فرزند (محمد رسول اللہ ﷺ) پیدا ہوا ہے اس نے خوشی میں اس لونڈی کو انگلی کے اشارے سے کہا کہ جا تو آزاد ہے۔ ابولہب سخت کافر تھا جس کی بُرائی قرآن میں ہے مگر اسی خوشی کی برکت سے اللہ عزوجل نے اس پر یہ کرم کیا کہ جب دوزخ میں وہ پیاسا ہوتا ہے تو اپنی اسی انگلی کو چوستا ہے تو پیاس بجھ جاتی ہے۔ حالانکہ وہ کافر تھا۔ ہم مومن، وہ دشمن، ہم غلام، اس نے صرف بھتیجے کے پیدا ہونے کی خوشی کی تھی اور ہم نبیوں کے سردار دونوں جہان کے مالک ومختار رحمۃ العالمین محمد رسول اللہ ﷺ کے پیدا ہونے کی خوشی مناتے ہیں۔ جب ابولہب جیسے کافر کو اس عمل کے سبب جزا مل سکتی ہے۔ تو ہم تو پھر بھی مومن مسلمان امت محمد ﷺ ہیں ہمیں آخرت میں اس عمل کے سبب کیا نہیں ملے گا؟

محمد مصطفیٰ آئے حبیب کبریا آئے ... مناؤ مومنو خوشیاں کہ محبوب خدا آئے
گرے بت مونہہ کے بل کعبہ میں دیکھو شان آقا کی ... جنابِ آمنہ کے گھر امام انبیاء آئے
لگی ہیں بارشیں ہونے جہاں میں رحمت حق کی ... جہاں میں اس طرح بن کر بہار جاں فزا آئے
ملی ہے آپ کے صدقے صحابہ کو یہ عظمت بھی ... زمانے بھر کے بن کے آپ ہادی رہنما آئے
ہوا ہے ہر طرف ہی آپ کے میلاد کا چرچا ... مبارک باد دینے دیکھو جدّ الانبیاء آئے
ہوا کونین میں اک شور برپا اور صدا آئی ... وہ دیکھو مصطفیٰ آئے وہ دیکھو مصطفیٰ آئے
سرِ محفل کبھی جب بھی پڑھی ہے نعت رحمت نے ... اسے بھی داد دینے کے لیے شاہ و گدا آئے

وسیلہ کا ثبوت

قرآن پاک میں یا حدیث شریف میں جہاں وسیلہ کا انکار ہے وہاں بتوں کا وسیلہ یا کفار بے ایمانوں کا وسیلہ یا وہ

وسیلہ مراد ہے جس کی عبادت کی جائے اور قرآن وحدیث میں جہاں وسیلہ ثابت ہے وہاں رب تعالیٰ کے پیارے بندوں کا وسیلہ یا مومنوں کیلئے وسیلہ مراد ہے۔ اس قاعدے پر ضرور عمل کیا جائے تا کہ آیات آپس میں نہ ٹکرائیں اور نہ ہی احادیث آپس میں ٹکرا سکیں۔ (قرآن پاک کی چند آیات کا ترجمہ ہے)

1- ''اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر کے آپ ﷺ کے آستانہ پر آجائیں اور اللہ سے معافی چاہیں اور آپ اے رسول (ﷺ) ان کی سفارش کریں تو بے شک یہ لوگ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔'' (پ:5، النساء، 64)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ہر مجرم کیلئے ہر وقت تا قیامت وسیلہ مغفرت ہیں۔ ظلموا میں کوئی قید نہیں ہے اور بلا وا عام ہے۔ یعنی ہر قسم کا مجرم آپ کے پاس حاضر ہو سکتا ہے۔

2- ''اے مومنو! اللہ سے ڈرتے رہو اور رب کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو۔'' (پ:6، المائدہ:35)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اعمال کے علاوہ اللہ کے پیاروں کا وسیلہ ڈھونڈنا ضروری ہے کیونکہ اعمال تو اتقو اللہ میں آگئے اور اس کے بعد وسیلہ کا حکم فرمایا، نیز معلوم ہوا وسیلہ اعمال کے علاوہ ہے، وسیلہ ذات اور اعمال دونوں کو شامل ہے۔ (تفسیر کشاف)

3- ''اور اس سے پہلے وہ اس نبی (ﷺ) کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔'' (پ:1، البقرہ 89)

اس آیت کریمہ کے تحت تفاسیر میں لکھا ہوا ہے:

''وہ لوگ کہتے تھے کہ اے اللہ تو ہماری مدد فرما اس نبی ﷺ کے وسیلہ سے جو آخری زمانہ میں مبعوث ہونے والا ہے جس کی صفات ہم توریت میں پاتے ہیں تو ان کی مدد کی جاتی تھی۔''

(تفسیر جلالین، تفسیر خازن، تفسیر کبیر، تفسیر قرطبی، تفسیر کشاف، تفسیر ابن کثیر، تفسیر فتح العزیز، تفسیر ابن جریر، تفسیر مجاہد، تفسیر روح المعانی)

4- ''یوسف (علیہ السلام) نے اپنے بھائیوں سے فرمایا کہ میری قمیص لے جاؤ اور میرے والد ماجد کے منہ پر ڈال دو ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔'' (سورۃ یوسف، پارہ:13)

معلوم ہوا بزرگوں کے لباس کے وسیلہ سے دکھ درد دور ہو جاتے ہیں۔

5- ''وہ مقبول بندے جن کی بت پرست پوجا کرتے ہیں وہ خود اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے، اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے

ہیں۔" (پ:17، اسراء، 57)

معلوم ہوا ہے کہ جن نیک بندوں کی کفار پوجا کرتے ہیں ان میں ہر ایک اللہ سے زیادہ قرب والے کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس تلاش وسیلہ پر نہ انکار فرمایا اور نہ ہی اعتراض۔

6- "اللہ انہیں عذاب نہ دے گا حالانکہ آپ ان میں ہیں۔" (پارہ:8، انفال، 33)

یعنی اہل مکہ عذاب سے اس لئے بچے ہوئے ہیں کہ ان میں آپ جلوہ گر ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی ذات بابرکات عذاب الٰہی سے امن کا وسیلہ ہے۔

7- "اے محبوب! ان مسلمانوں کے مالوں کا صدقہ قبول فرماؤ اور اس کے ذریعہ آپ انہیں پاک وصاف کرو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو کیونکہ آپ کی دعا ان کے دلوں کا چین ہے۔"

(سورۃ التوبہ، آیت نمبر 103)

معلوم ہوا کہ صدقہ وخیرات، اعمال صالحہ طہارت کا کافی وسیلہ نہیں ہیں بلکہ طہارت تو حضور ﷺ کے کرم سے حاصل ہوتی ہے۔ (احادیث ملاحظہ ہوں)

1- حضور ﷺ نے ایک نابینا شخص کو دعا سکھائی تھی جس سے وہ بینا ہو گیا تھا۔ ترجمۂ دعا یہ ہے:

ترجمہ "اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں تیرے نبی محمد ﷺ نبی رحمت کے وسیلہ سے تیری بارگاہ میں متوجہ ہو رہا ہوں۔ یا محمد آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی بارگاہ میں یہ حاجت لے کر حاضر ہوا ہوں تا کہ میری حاجت پوری ہو جائے۔"

(جامع الترمذی، ابواب الدعوات، باب فی انتظار الفرج، حدیث: 3502، 3589 / سنن ابن ماجہ، حدیث 1387، 1375 / المعجم الکبیر، حدیث 8311 / سنن کبریٰ، نسائی / خصائص کبریٰ)

امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور امام سیوطی نے تحریر فرمایا کہ اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں روایت کیا ہے اور بیہقی نے الدلائل والدعوات میں اس حدیث کو صحیح فرمایا ہے اور شارح بخاری امام احمد قسطلانی نے اسے مواہب اللدنیہ میں اور بھی بہت سے محدثین کرام نے اسے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے امت کو یہ عقیدہ دیا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بنانا جائز ہے۔ اگر یہ فعل شرک ہوتا تو حضور ﷺ ایسی کوئی دعا نہ بتاتے جس میں حضور ﷺ کو وسیلہ بنا کر اللہ سے کچھ مانگا ہو اور نہ ہی محدثین کرام اس حدیث کو اپنی اپنی کتابوں میں نقل فرماتے یہ حدیث واضح طور پر وسیلۂ مصطفیٰ ﷺ ثابت کر رہی ہے۔

2- حضرت عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ

سے سنا کہ وہ ابو طالب کا یہ شعر پڑھتے تھے۔ وہ روشن چہرے والے کہ جن کے چہرۂ انور کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہے جو یتیموں کے فریادرس اور بیواؤں کے غمخوار ہیں۔

(صحیح بخاری شریف، کتاب الاستسقاء اذا قحطوا، حدیث 953-1008 / سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 1262)

3- نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: محمد مصطفیٰ ﷺ (یہاں حضور ﷺ خود اپنے بارے میں ارشاد فرما رہے ہیں) کی سفارش سے ایک پوری قوم کو جہنم سے نکالا جائے گا۔

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب صفۃ الجنۃ والنار، حدیث: 6081-6566 / جامع ترمذی حدیث: 2525 / سنن ابی داؤد، حدیث: 4115 / سنن ابن ماجہ، حدیث: 4306)

تیری عالی شان رسولِ عربی — میں تجھ پر قربان رسولِ عربی
سارے نبیوں اور رسولوں کا بھی — ہے تو ہی سلطان رسولِ عربی
صدیق و عمر، عثمان و علی — سب تجھ پر قربان رسولِ عربی
حسنِ صورت حسنِ سیرت لے کر — آیا ہے قرآن رسولِ عربی
اک میں ہی کیا سردار فرشتوں کا — ہے تیرا دربان رسولِ عربی
تیرے پاک وسیلے سے لوگوں کو — ملتا ہے رحمٰن رسولِ عربی
تیری مدحت لکھے رحمت تو یہ — ہے تیرا احسان رسولِ عربی

عرس کی شرعی حیثیت

عرس کے لغوی معنی ہیں: شادی۔ اسی لئے دولہا کو عریس اور دلہن کو عروس کہتے ہیں۔ بزرگانِ دین کی تاریخ وفات کو اس لئے عرس کہا جاتا ہے کہ حدیث شریف میں ہے جب منکر نکیر مرنے والے کا امتحان لیتے ہیں اور وہ کامیاب ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں:

نم کنومۃ العروس التی لایوقظہ الا احب اھلہ الیہ۔

ترجمہ: ''تو اس دلہن کی طرح سو جا جس کو سوائے اس کے پیارے کے کوئی نہیں اٹھا سکتا۔'' (مشکوٰۃ شریف، باب اثبات عذاب القبر)

چونکہ اس دن منکر نکیر نے ان کو عروس کہا اس لئے وہ دن عرس کہلایا اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ دن جمال مصطفیٰ ﷺ کے دیکھنے کا دن ہے کہ نکیرین آپ ﷺ کا چہرۂ اقدس دکھا کر پوچھتے ہیں کہ تو ان کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا

اور آپ ﷺ خلقت کے دولہا ہیں۔ تمام عالم انہی کے دم کی بہار ہے اور وہ وصال محبوب کا دن عرس کا دن ہے لہٰذا یہ دن عرس کا دن کہلایا۔

عرس کی حقیقت یہ ہے کہ ہر سال کسی بزرگ کی تاریخ وفات پر قبر کی زیارت کرنا اور قرآن خوانی وصدقات کا ثواب پہنچانا۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ ہر سال شہدائے احد کی قبروں پر تشریف لے جاتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ)

حضور ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا (اب اجازت ہے) تم قبروں کی زیارت کیا کرو! (مشکوٰۃ، باب زیارۃ القبور صفحہ 54 / صحیح مسلم کتاب الجنائز)

مزارت اولیاء پر کس طرح حاضری دینی چاہیئے:

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بزرگان دین کے مزارات پر حاضری دینے کا صحیح ترین طریقہ یوں بیان فرماتے ہیں:

"مزارت شریفہ پر حاضر ہونے کا درست طریقہ یہ ہے کہ پاؤں کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے پر مواجہ (چہرے کی سیدھ) میں کھڑا ہو کر درمیانی آواز میں باادب سلام یوں عرض کرے:

السلام علیك یا سیدی و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

اس کے بعد درود غوثیہ تین بار، الحمد شریف ایک بار، آیۃ الکرسی ایک بار، سورۂ اخلاص سات بار پھر درود غوثیہ سات بار اور اگر وقت فرصت دے تو سورۂ یٰس اور سورۂ ملک پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا کرے:

الٰہی اس پڑھی گئی کلام پر مجھے اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے لائق ہے، نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اسے میری طرف سے اس بندۂ مقبول کو پہنچا۔

پھر اپنا جو جائز شرعی مقصد ہو اس کیلئے دعا کرے اور صاحب مزار کی روح کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ بنا کر پیش کرے۔ پھر اسی طرح سلام کر کے واپس آجائے۔ مزار کو ہاتھ نہ لگائے نہ بوسہ دے اور طواف بالاتفاق ناجائز اور سجدہ حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ شریف، جدید جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 522)

علماء نے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ مزارات کو ہاتھ نہ لگاؤ اور نہ چومو۔ یہ اس لئے کہا ہے کہ جو ادب بغیر چومنے اور بغیر ہاتھ لگانے میں ہے وہ چومنے اور ہاتھ لگانے میں نہیں ہے کیونکہ ہم گناہ گار لوگ اس قابل ہی نہیں ہیں کہ اپنے گناہ والے ہونٹ اور ہاتھ لگائیں۔ وگرنہ اولیاء اللہ کے مزارات کو بوسہ دینا اور عقیدت واحترام سے ہاتھ لگانا بالکل جائز اور سلف صالحین سے ثابت ہے۔

خبردار! جاہل لوگ یہ نہ سمجھیں کہ ہم مزارات کو سجدہ کر رہے ہیں حالانکہ ان جاہلوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ سجدہ پیشانی سے ہوتا ہے ہونٹوں سے نہیں اور چومنا ہونٹوں سے ہوتا ہے پیشانی سے نہیں۔

مزارات کو چومنے اور ہاتھ لگانے کے متعلق چند ہدایات ملاحظہ ہوں۔

1- حضرت بلال رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد مزار شریف کی زیارت کو آئے تو رونے لگے اور روضۂ اقدس ﷺ پر اپنے رخسار ملنے لگے۔

(وفاء الوفاء الباب الثامن الفصل الثانی دار احیاء التراث بیروت جلد ۴، صفحہ: ۱۳۵۲، شفاء السقام/ ابن عساکر/ سیر اعلام النبلاء/ نیل الاوطار/ الجواہر المعظم)

2- امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے حضور اکرم ﷺ کے مزار انور کو بوسہ دینے کے بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا: اس میں کچھ حرج نہیں۔ (اخرجہ القاضی اسماعیل فضل الصلاۃ علی النبی 42(110) شرح بخاری لابن حجر، پارہ ششم، صفحہ 15)

3- صحابی رسول ﷺ حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا گیا کہ وہ اپنا چہرہ مبارک رسول اللہ ﷺ کے مزار اقدس پر رکھے ہوئے تھے۔ (مسند احمد، جلد نمبر 5، صفحہ 422، مطبوعہ مصر/ مستدرک للحاکم، باب الفتن، جلد نمبر 4، صفحہ 515، حدیث صحیح الاسناد)

میرے مسلمان بھائیو! آپ سے گزارش ہے کہ بزرگان دین کے عرسوں کے مبارک موقع پر کوئی بھی ناجائز اور غلط کام نہ کریں مثلاً رقص، ناچ گانے، ڈھول باجے، نشہ آور چیزیں اور اونچی آوازیں لگانے سے پرہیز کریں کیونکہ ان ناجائز کاموں کی وجہ سے منکرین عرس ہی کو ناجائز کہہ دیتے ہیں۔

اللہ کے پیاروں سے مدد مانگنا

مخلوق کو مشکل کشاء، دافع البلاء، فریاد رس، مدد کرنے والا ماننا اور ان سے مدد مانگنا شرک نہیں ہے۔ جن آیات میں لکھا ہے کہ اللہ ہی مدد کر سکتا ہے، اللہ ہی دینے والا ہے، اللہ کے سوا کوئی کچھ نہیں کر سکتا یا حضور ﷺ یہ فرما دیں کہ میں کچھ نہیں کر سکتا وغیرہ ان جیسی آیات کا مطلب ہے ذاتی و حقیقی مدد کرنے والا اللہ ہی ہے یا بے ایمانوں اور کافروں کا کوئی مددگار نہیں ہے اور جن آیتوں میں مدد مانگنا شرک لکھا ہوا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ پتھروں، بتوں یا رب تعالیٰ کے مقابلے میں کسی اور سے مدد مانگنا شرک ہے اور اگر قرآن و حدیث میں کوئی واقعہ ہو کہ کسی نبی یا صحابی نے مشکل وقت میں کسی اور سے مدد نہیں مانگی تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا ہی شرک ہے بلکہ کسی سے مدد نہ مانگنا کسی حکمت کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے اور بعض اوقات رب کی طرف سے کوئی آزمائش بھی ہو سکتی ہے۔ جس کی وجہ سے کسی سے مدد نہ مانگی ہو اور جن آیات میں لکھا ہے کہ رسول پاک ﷺ مددگار ہیں، انبیاء و اولیاء و ایمان والے اور فرشتے مددگار ہیں وہاں مجازی و عطائی طور پر مدد کرنے والا مراد ہے۔ اگر اس قاعدے اور قانون پر عمل نہ کیا جائے تو بے شمار آیات و احادیث آپس میں ٹکرائیں گی۔

منکرین عام طور پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ داتا تو اللہ ہی ہے، جب داتا اللہ ہی ہے تو کسی اور کو داتا کہنا شرک ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی اور کو داخل کرنا شرک ہے۔ تو ہم منکرین کو کہیں گے کہ ہمیں دکھاؤ کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے لفظ داتا یا غوث اعظم کہاں لکھا ہوا ہے؟ جبکہ ہم مجازی طور پر اولیاء اللہ کو داتا کہتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا تھا کہ اُذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ۔ (یوسف:۴۲) اپنے رب (بادشاہ) کے پاس میرا ذکر کرنا، یہاں حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کو داتا نہیں کہا، غوث اعظم یا دستگیر نہیں کہا، بلکہ ڈائریکٹ رب کہا ہے۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کو رب مجازی طور پر کہا تھا ایسے ہی ہم بھی اولیاء اللہ کو مجازی طور پر داتا وغیرہ کہہ سکتے ہیں وگرنہ آپ خود سوچئے کہ جو اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام قرآن کریم میں ہیں جیسے کہ حکیم، عزیز، کریم، عظیم، علی، ملک، غنی، حافظ، وکیل وغیرہ جب یہ صفاتی نام رکھنے میں شرک نہیں ہے تو جو نام قرآن وحدیث سے ثابت ہی نہیں جیسے داتا، غوث الاعظم وغیرہ تو یہ نام مخلوق کے لیے پکارنے سے کیسے شرک ہوسکتا ہے؟

قرآن اور استمداد بغیر اللہ

1. تمہارے مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ (پ:٦، المائدہ:۵۵)
2. ''تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔'' (پ:۲۸، التحریم:۴)
3. اے ایمان والو! اگر تم دینِ خدا کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ (پ:۲٦، محمد:۷)
4. مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ (پ:۱۰، التوبہ:۷۱)
5. نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ (پ:٦، المائدہ:۲)

ان پانچ آیات میں رب تعالیٰ نے تین ذاتوں کو مددگار ٹھہرایا ہے: (۱) رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ (۲) مومنوں کو (۳) فرشتوں کو۔

6. اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو۔ (پ:۲، البقرہ:۴۵) صبر اور نماز بھی تو غیر اللہ ہی ہے اور اللہ تعالیٰ خود غیر اللہ سے مدد طلب کرنے کا فرما رہا ہے۔
7. اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا ہے۔ (پ:۱۰، توبہ:۷۴) یعنی اللہ بھی غنی کرتا ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی غنی کرتے ہیں۔
8. میں (عیسیٰ علیہ السلام) اللہ کے حکم سے شفاء دیتا ہوں۔ (پ:۳، آل عمران:۴۹) یعنی حکم اللہ کا ہوتا ہے اور دیتا میں ہوں۔

حالانکہ شفاء تو اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود کو مجازی وعطائی طور پر شفاء دینے والا کہا ہے۔

⑨ اللہ کے سوا اپنے تمام حمایتیوں کو بلالو۔ (پ:۱، البقرہ:۲۳) یعنی اللہ کے علاوہ بھی حمایت کرنے والے ہوتے ہیں۔

⑩ اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیروکار ہیں۔ (الانفال:۶۴) معلوم ہوا کہ مخلوق پر اعتماد کرنا رب پر توکل کے خلاف نہیں۔ منکرین تو کہتے ہیں کہ اللہ ہی کافی ہے۔ لیکن اللہ تو فرما رہا ہے کہ یہ جتنے مسلمان تمہارے پیروکار ہیں یہ بھی تمہیں کافی ہے۔ اب فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ منکرین سچ کہہ رہے ہیں یا قرآن؟

حدیث سے ثبوت

① نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ (مجھے خزانے) عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ، حدیث نمبر ۶۹-۱/۱۷ صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب النہی عن المسئلۃ، رقم الحدیث: ۱۷۲۱، ۲۳۸۹)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین وآسمان کے تمام خزانے عطا فرمائے گئے۔ جسے چاہیں جو مرضی اور جتنا مرضی عطا فرمائیں۔

② حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ جو چاہے مانگ لے، حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ مانگتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے علاوہ اور کچھ؟ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بس یہی۔ (صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب فضل السجود، رقم الحدیث: ۷۵۴، ۱۱۲۲، ۱۰۹۴/سنن نسائی، رقم الحدیث: ۱۱۲۵)

جو کوئی کچھ دے سکتا ہو وہی کہہ سکتا ہے کہ مانگ لو جو چاہو۔

③ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مددگار ہوں۔ علی رضی اللہ عنہ بھی اس کے مددگار ہیں اور علی رضی اللہ عنہ میرے بعد تمام مومنوں کے مددگار ہیں۔

(سنن ترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب علی، رقم الحدیث: ۳۶۴۵، ۳۶۴۳، جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۲۱۳، مطبوعہ دار القرآن والحدیث/سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۲/مشکوۃ صفحہ ۵۶۴/المستدرک للحاکم جلد ۳، صفحہ: ۱۱۰، ۱۱۸، رقم الحدیث ۴۵۷۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت/مسند احمد، جلد نمبر ۱، صفحہ نمبر ۸۴، حدیث نمبر: ۶۴۱، مطبوعہ مؤسسۃ قرطبۃ مصر، مجمع الزوائد، جلد ۵، صفحہ: ۱۰۴/صحیح ابن حبان، جلد ۱۰، صفحہ ۴۲)

④ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت بڑی مدد فرمائی کہ پچاس نمازوں کی پانچ کروادیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الرد علی الجہمیہ وغیرہم التوحید، باب قول اللہ وکلم اللہ موسیٰ رقم الحدیث: ۲۹۶۳، ۷۵۱۷)

منکرین کو چاہیے کہ نمازیں پچاس پڑھا کریں کیونکہ پانچ نمازوں میں غیر اللہ کی مدد شامل ہے اور منکرین کہتے ہیں کہ زندہ مدد تو پھر بھی کسی حد تک کرسکتا ہے لیکن کوئی فوت شدہ مدد نہیں کرسکتا، تو کوئی اُن سے پوچھے کہ حضرت

موسیٰ علیہ السلام نے ہماری کیسے مدد فرمائی؟

عقیدۂ علم غیب

علم، غیب کی تین صورتیں اور ان کے احکام

۱- اللہ عزوجل عالم بالذات ہے۔ اس کے بغیر بتائے کوئی ایک حرف بھی نہیں جان سکتا۔

۲- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو رب تعالیٰ نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا۔

۳- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ساری خلقت سے زیادہ ہے۔ حضرت آدم و خلیل و مسیح و یوسف و موسیٰ و خضر علیہم السلام اور ملک الموت و شیطان بھی خلقت ہیں۔ لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ان سب سے زیادہ ہے۔

قرآن و حدیث میں جہاں علم غیب اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کہا گیا یا اس کی بندوں سے نفی کی گئی تو اس علم غیب سے ذاتی، دائمی، جمیع علوم غیبیہ، قدیمی مراد ہوگا۔ اور جہاں علم غیب بندوں کے لیے ثابت ہے یا کسی نبی علیہ السلام کا قول قرآن میں نقل کیا جائے کہ فلاں پیغمبر نے فرمایا کہ میں غیب جانتا ہوں۔ وہاں مجازی، حادث، غیر مستقل، عارضی، عطائی علم غیب مراد ہوگا۔ کیونکہ یہ علم غیب (عطائی) بندوں کی صفت ہے۔ جب بندہ خود غیر مستقل اور حادث ہے تو اس کی تمام صفات بھی ایسی ہی ہوں گی اور رب تعالیٰ کے لیے ایسی صفات ماننا کفر ہے مثلاً منکرین کہتے ہیں کہ انبیائے کرام کے لیے ذاتی و عطائی دونوں طرح کا علم غیب ماننا شرک ہے۔ کیا اس کا مطلب یہ نہیں نکلے گا کہ رب تعالیٰ کو ذاتی علم غیب اور عطائی علم غیب بھی ہے یعنی اللہ کو معاذ اللہ کسی اور کی طرف سے بھی علم غیب ملا۔ ہمارے نزدیک ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص پکا کافر ہے اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ انبیائے کرام کا علم غیب یعنی ذاتی نہیں بلکہ عطائی ہے اور اللہ عزوجل نے انبیائے کرام کو علم غیب عطا کیا تو ہمارے نزدیک ایسا کہنے والا شخص پکا سچا مومن مسلمان ہے۔

علم غیب عطائی کے منکر کو منہ توڑ جواب

جب منکرِ علم غیب پر اپنے دلائل پیش کریں تو وہ دلائل ایسے ہونے چاہئیں:

۱- وہ آیت قطعی الدلالت ہو جس کے معنی میں چند احتمال نہ نکل سکتے ہوں اور اگر حدیث ہو تو متواتر ہو۔

۲- اس آیت یا حدیث سے علم غیب ذاتی کی نفی نہ ہو بلکہ علم غیب عطائی کی نفی ہو کہ اللہ تعالیٰ فرمادے کہ ہم نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو علم عطا نہیں کیا یا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمادیں کہ مجھ کو یہ علم نہیں دیا گیا۔

۳- صرف کسی بات کا ظاہر نہ فرمانا کافی نہیں ممکن ہے حکمت کی وجہ سے بتایا نہ ہو اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا

کہ خدا ہی جانے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا یا مجھے کیا معلوم وغیرہ یہ کلمات کبھی علم ذاتی کی نفی اور کبھی مخاطب کو خاموش کرنے کے لیے ہوتے ہیں۔

۴- مخالفین نفی غیب کے لیے بہت سی احادیث پیش کرتے ہیں ان سب کا اجمالی جواب یہ ہے کہ ان احادیث میں حضور اکرم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے رب تعالیٰ نے فلاں بات پوچھی۔ یہ تمام باتیں علم غیب عطائی کی نفی ثابت نہیں کرتیں۔ کوئی بات نہ بتانا یا پوچھنا یا واللہ اعلم فرمانا بہت سی مصلحتوں کی وجہ سے بھی ہوسکتا ہے۔ بہت سی باتیں خدا نے بندوں کو نہ بتائیں سوال کے باوجود مخفی رکھیں۔ بہت سی چیزوں کے متعلق پروردگار عالم فرشتوں سے پوچھتا ہے کیا اس کو بھی علم غیب نہیں۔ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ جیسے جیسے قرآن مجید کا نزول ہوتا گیا۔ ایسے ہی حضور اکرم ﷺ کا علم غیب بڑھتا گیا۔ مخالفین کو چیلنج ہے کہ ایک حدیث صحیح قطعی الدلالت ایسی لاؤ جو نزول قرآن کے بعد حضور پیغمبر اعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کل یا بعض علم غیب عطائی کی صراحتاً نفی کر رہی ہو۔ مگر انشاء اللہ تعالیٰ مخالفین کبھی بھی ایسی حدیث نہیں لاسکتے۔

علم غیب اور قرآن کریم

۱- اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔ (التکویر:۲۴) یعنی حضور اکرم ﷺ غیب بتانے میں بخیل نہیں ہیں۔ بخیل تو وہ ہوتا ہے جس کے پاس کچھ ہو اور نہ دے نبی اکرم ﷺ کے پاس علم غیب ہے وہ علم غیب بتانے میں بخیل نہیں ہیں بلکہ غیب بتادیتے ہیں یہ جب ہی ہوسکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے علم غیب کو مانا جائے۔

۲- اللہ کی یہ شان نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے، ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے۔ (آل عمران:۱۷۹)

۳- تو وہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ (الجن:۲۶) ان دو آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ رسولوں کو علم غیب عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو سب سے پسندیدہ رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو علم غیب کیوں نہیں عطا فرمایا ہوگا؟

۴- اے نبی یہ غیب کی خبریں ہیں جنہیں ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔ (ھود:۴۹)

۵- حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: جو کھانا تمہیں ملا کرتا ہے وہ تمہارے پاس نہ آئے گا کہ میں اس کی خبر اس کے آنے سے پہلے تمہیں بتادوں گا یہ ان باتوں میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے سکھائی ہیں۔ (یوسف:۳۷)

۶- حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں تمہیں بتاسکتا ہوں جو کچھ تم اپنے گھروں میں کھاتے ہو اور جمع کرتے ہو۔ (آل عمران:۴۹)

اب بتاؤ کہ حضور اکرم ﷺ کا علم کتنا ہوگا؟ علم یوسف وعیسیٰ علیہما السلام تو علم مصطفیٰ کے سمندروں کا ایک قطرہ بھی نہیں ہیں۔ ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل اپنے خاص بندوں کو علم غیب (عطائی) عطا فرماتا ہے۔

۷۔ اور تم کو سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ (النساء:۱۱۳)

اگر مخالفین کے نزدیک نبی کریم ﷺ علم غیب نہیں جانتے تھے تو یقیناً اللہ تعالیٰ نے وہ بھی سکھادیا ہے۔

علمِ غیب اور حدیث پاک

۱۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ہم میں ایک جگہ قیام فرمایا پس ہم کو ان تمام واقعات کی خبر دی جو قیامت تک ہونے والے ہیں۔ ہمیں ابتدائے آفرینش کی بھی خبر دی۔ یہاں تک کہ جنتی لوگ اپنی منزلوں میں پہنچ گئے اور جہنمی اپنی منازل میں۔ جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

(صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی قول اللہ وھو الذی یبدء الخلق)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ خود تو علم غیب جانتے ہیں لیکن دوسروں کو بھی غیب بتادیتے ہیں۔ اگر ذہن میں یہ وسوسہ آئے کہ اتنی تھوڑی سی دیر میں نبی کریم ﷺ نے اتنا سب کچھ کیسے بتادیا اور یہ بات تو انسانی عقل سے باہر ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اتنے کم وقت میں حضور اکرم ﷺ نے سب کچھ بتادیا یہ حضور اکرم ﷺ کا معجزہ ہے اور معجزہ کہتے ہی اس کو ہیں جو عقل میں نہ آئے۔

۲۔ حضور اکرم ﷺ نے (جنگ بدر شروع ہونے سے ایک دن پہلے) فرمایا کہ یہ فلاں شخص کے گرنے کی جگہ ہے اور اپنے دست مبارک کو ادھر اُدھر زمین پر رکھتے۔ راوی فرماتے ہیں کہ کوئی بھی مقتولین میں سے حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ کی جگہ سے ذرا بھی نہ ہٹا۔ یعنی جس کے بارے میں جہاں فرمایا تھا وہ وہیں مَرا۔

(صحیح مسلم شریف، کتاب الجہاد والسیر، باب غزوہ بدر، حدیث نمبر ۴۵۹۷)

مخالفین بخاری ومسلم کی رٹ لگاتے رہتے ہیں۔ جب یہ حدیث مبارکہ پیش کی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ وحی کے ذریعے معلوم ہوا ہے۔ تو ہم مخالفین سے پوچھتے ہیں کہ کیا وحی ایسے کاموں کے لیے ہوتی ہے کہ کافروں کے گرنے کی جگہ بھی بتائے؟ رب تعالیٰ مخالفوں کو کچھ سمجھ عطا فرمائے۔ یہ نبی کریم ﷺ کا علم ہے کہ سب کچھ بیان فرمادیتے ہیں۔ چلو اگر مخالفین کی یہ بات بھی مان لی جائے تو کیا یہ نبی ﷺ کا علم مانتے ہیں کہ جب چھوٹی چھوٹی باتیں نبی کریم ﷺ جانتے ہیں تو ضروری باتیں اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے اپنے محبوب علیہ السلام کو کیوں نہیں بتائی ہوں گی۔

کیا مزاراتِ اولیاء کو چومنا شرک ہے؟

اولیاء اللہ کے مزارات کو محبت وعقیدت واحترام کی وجہ سے چومنا شرک نہیں ہے کیوں کہ یہ بات احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے اور قرآنِ کریم وفرقانِ حمید سے بھی ثابت ہے۔ قرآنِ پاک میں صفا ومروہ کی تعظیم کا ذکر ہے۔ صفا ومروہ دو پہاڑوں کے نام ہیں۔ یہ حرم مکہ سے کچھ فاصلے پر ہیں۔ ان کی تعظیم اس لیے کی جاتی ہے کہ حضرتِ ہاجرہ رضی اللہ عنہا جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ہیں یہ وہاں پر دوڑی تھیں۔ اسی لیے ان کی اتنی تعظیم ہے۔ ان کے صرف تھوڑی دیر ٹھہرنے کی وجہ سے ان پہاڑیوں کی اتنی تعظیم ہوتی ہے تو جو اللہ کا ولی اپنی قبرِ مبارک میں سالہا سال رہے اس کی تعظیم کیوں نہیں کرنی چاہیے۔

جو حضرات مزاراتِ اولیاء اللہ کو چومنا شرک سمجھتے ہیں وہ ہمارے مندرجہ ذیل اعتراضات کے جوابات عنایت فرمادیں۔

۱- مزاراتِ اولیاء اللہ کو عقیدت ومحبت واحترام کی وجہ سے چومنا شرک کیسے ہے؟ اللہ تعالیٰ سجدہ کیا جاتا ہے اسی وجہ سے غیر اللہ کو سجدہ کرنا شرک ہے۔ غیر اللہ کو چومنا شرک کیسے ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کو چوما جاسکتا ہے؟

۲- جو چیز اللہ عزوجل کے ساتھ خاص نہیں وہ دوسرے کے لیے ماننے سے شرک کیسے ہوسکتا ہے؟

۳- انسان اپنی پسندیدہ چیز کو چومتا ہے۔ جیسے والدہ کے پاؤں، والد کے ہاتھ، والدہ کی پیشانی اور اپنی اولاد وغیرہ کو۔ جب اپنی پسند کو چومنا شرک نہیں تو اللہ تعالیٰ کی پسند یعنی اولیاء اللہ کو چومنا شرک کیسے ہے؟

۴- حدیث شریف میں ہے:

عن عائشة قالت قبل رسول الله ﷺ عثمان ابن مظعون وهو ميت۔

ترجمہ: ''یعنی نبی کریم ﷺ نے عثمان ابن مظعون کو بوسہ دیا حالانکہ ان کا انتقال ہوچکا تھا۔''

(سنن ابن ماجہ، باب ماجاء فی تقبیل المیت، حدیث نمبر ۱۴۵۶)

اور دوسری حدیثِ پاک میں ہے کہ:

حدّثنا ابو العباس محمد بن يعقوب، ثنا العباس بن محمد بن حاتم الدوری، ثنا ابو عامر عبدالملك بن عمر العقدی، ثنا كثير بن زيد عن داوٗد بن ابی صالح۔ قال: اقبل مروان يوما فوجد رجلا واضعا۔ وجهه على القبر فاخذ برقبته و قال اتدری ما تصنع؟ قال: نعم فاقبل عليه فاذا هو ابوايوب الانصاری رضی الله عنه فقال: جئت رسول الله ﷺ ولم ات الحجر

سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول: لا تبکو اعلی الدین اذا ولیه اهله و لکن ابکوا علیه اذا ولیه غیر اهله۔

ترجمہ: ”داؤد بن ابی صالح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دن مروان نے دیکھا کہ ایک شخص حضور ﷺ کی قبر مبارک پر چہرہ رکھے ہوئے ہے۔ مروان نے پیچھے سے آ کر اسے اس کی گردن سے پکڑا اور کہا: کیا تو جانتا ہے کہ تو کیا کر رہا ہے؟ اس شخص نے کہا: ہاں! اور یہ کہہ کر اپنا چہرہ اٹھایا تو مروان نے دیکھا کہ وہ حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے فرمایا: میں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا بلکہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ دین پر اس وقت نہ روؤ جب اہل شخص اس پر ولی ہو، لیکن اس وقت اس پر روؤ جب نااہل حاکم بن جائیں (یعنی تو نااہل ہے)۔“

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم مع تعلیقات الذھبی فی التلخیص، جلد ۷، صفحہ ۱۰۱، المستدرک للحاکم، کتاب الفتن والملاحم، جلد ۴، صفحہ ۵۶۰، حدیث ۸۵۷۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ البیروت، طبرانی کبیر، جلد ۴، صفحہ ۱۵۸، حدیث: ۳۹۹۹، مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم الموصل، طبرانی الاوسط، جلد ۱۰، صفحہ: ۱۴۴، حدیث: ۹۳۶۶، مطبوعہ دار الحرمین القاھرہ مصر)

اس حدیث مبارکہ کو تمام محدثینِ کرام نے صحیح کہا ہے۔ اگر یہ حدیث آپ کے نزدیک ضعیف ہے تو آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس سے بھی کوئی ضعیف حدیث پیش کیجئے کہ مزارات کو نہ چومو اور یاد رہے کہ سجدہ پیشانی سے ہوتا ہے۔ ہونٹوں سے نہیں ہوتا اور چومنا ہونٹوں سے ہوتا ہے پیشانی سے نہیں اس لیے دلیل سجدہ کی ممانعت کی نہ ہو بلکہ دلیل مطلقاً چومنے کی ممانعت کی ہو۔ لیکن انشاء اللہ المولیٰ مخالفین ہرگز ہرگز کبھی بھی ایسی دلیل نہیں لا سکتے۔

(کاوش: محمد تیمور قادری، محمد نعمان حسن قادری)

اصلاح احوال کیلئے:

حضور نبی اکرم ﷺ کے ارشادات عالیہ جو آپ نے مختلف اوقات میں مختلف لوگوں کے مختلف احوال کے پیش نظر ارشاد فرمائے عوام الناس کی خیر خواہی کیلئے لکھے جا رہے ہیں۔

- حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا:

اخبرنی بعمل یدخلنی الجنة؟

ترجمہ: ”مجھے ایسے عمل کی خبر دیجئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے؟“

آپ نے فرمایا:

تعبد اللّٰہ لاتشرك به شیئا، و تقیم الصلوٰة، و تؤتی الزکوٰة، و تصل الرحم۔

ترجمہ: ''اللہ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنا، نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کر اور صلہ رحمی کر۔'' (بخاری، مسلم)

- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

ایاکم والجلوس علی الطرقات۔

ترجمہ: ''تم راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔''

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا:

یا رسول اللہ مالنا بد من مجالسنا نتحدث فیھا؟

ترجمہ: ''یارسول اللہ! ہمیں تو اپنی مجلسوں کے بغیر (بیٹھے) چارہ نہیں، ہم ان میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فاذا ابیتم الا المجلس فاعطوا الطریق حقہ۔

ترجمہ: ''جب تم انکار کرتے ہو کہ بیٹھنا (ضروری) ہے تو راستہ کا حق ادا کرو۔''

صحابہ نے عرض کیا:

و ما حقہ؟

ترجمہ: ''اور اس کا حق کیا ہے؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

غض البصر، وکف الاذی، ورد السلام، والامر بالمعروف والنھی عن المنکر۔

ترجمہ: ''نگاہ نیچے رکھنا، تکلیف دینے سے رکنا، اسلام کا جواب دینا، اچھی باتوں کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔'' (امام بخاری، امام مسلم وغیرہما)

اس حدیث پاک کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے راستوں کے کناروں پر بیٹھنے سے متنبہ کیا ہے کیونکہ یہاں گناہوں کے پائے جانے کا گمان ہے، صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے لئے یہ ضروری ہے کیونکہ یہ ہمارے بیٹھنے کی جگہیں ہیں، ہم ان مجالس میں مختلف قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اس وقت راستے کا حق ادا کرو اور رسول اللہ نے ذکر فرمایا (وہ یہ ہیں:) نظر نیچی رکھنا، تکلیف دینے سے رکنا، اسلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا۔

اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنیوالے:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لیبعثن اقواما یوم القیمة فی وجوھھم النور علی منابر اللؤلؤ یغبطھم الناس لیسوا بانبیاء ولا شھداء۔

ترجمہ: ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کچھ ایسی قوموں کو اٹھائے گا جن کے چہرے نور کی طرح چمکتے ہوں گے اور وہ موتیوں کے منبروں پر ہوں گے، لوگ ان پر رشک کریں گے، نہ وہ انبیاء ہوں گے نہ شہداء۔''

راوی کہتے ہیں کہ ایک اعرابی گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور عرض کیا:

یا رسول اللہ جلھم لنا نعرفھم۔

ترجمہ: ''یارسول اللہ! ہمیں ان کی صفات بتایئے تاکہ ہم انہیں پہچان لیں؟'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ھم المتحابون فی اللہ من قبائل شتی یجتمعون علی ذکر اللہ یذکرونه۔

ترجمہ: ''وہ آپس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی خاطر محبت رکھنے والے ہیں جب کہ وہ مختلف قبیلوں اور مختلف شہروں اور علاقوں سے ہوں گے، اللہ تعالیٰ کے ذکر پر جمع ہو کر اس کا ذکر کریں گے۔'' (امام طبرانی)

صبر وتحمل اور حلم وبردباری:

حضرت ام ابان بنت وازع بن زارع نے اپنے دادا حضرت زارع رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ عبدالقیس کے وفد میں سے تھے، انہوں نے کہا کہ جب ہم مدینہ شریف پہنچے تو ہم اپنی قیام گاہ تک جلدی پہنچ گئے، پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک اور قدم شریف چومنے لگے اور منذر بن حارث الاشج کی انتظار کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس کا بیگ لایا گیا تو اس نے کپڑے پہنے، پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ نے اسے فرمایا:

ان فیك خلتین یحبھما اللہ، الحلم والاناة۔

ترجمہ: ''تمہارے اندر دو خصلتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے، وہ بردباری اور صبر ہیں۔''

اس نے عرض کیا:

یا رسول اللہ انا اتخلق بھما ام جبلنی اللہ علیھما۔

ترجمہ: ''یارسول اللہ! میں نے ان دونوں صفات میں بناوٹ اختیار کی ہے یا اللہ تعالیٰ نے مجھ میں یہ صفات پیدا کی ہیں۔''

حضور ﷺ نے فرمایا:

بل الله جبلك عليهما۔

ترجمہ: ''بلکہ اللہ تعالیٰ نے تم میں یہ دونوں صفات پیدا کی ہیں۔''

اس نے کہا:

الحمد الله الذی جبلنی علی خلتین یحبهما الله ورسوله۔

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے مجھ میں وہ دونوں صفات پیدا کی ہیں جنہیں اللہ اور اس کا رسول پسند فرماتے ہیں۔'' (امام ابوداؤد، امام ترمذی)

نیک نیتی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا:

یا رسول الله اخبرنی عن الجهاد والغزو۔

ترجمہ: ''یارسول اللہ! مجھے جہاد اور غزوہ کے بارے میں خبر دیجئے۔''

آپ نے ارشاد فرمایا:

یا عبد الله بن عمرو ان قاتلت صابرا محتسباً بعثك الله صابراً محتسباً، و ان قاتلت مرائیا مکاثراً بعثك الله مرائیا مکاثرا، یا عبد الله بن عمرو علی ای حال قاتلت وقتلت بعثك الله علی تلك الحال۔

ترجمہ: ''اے عبداللہ بن عمرو! اگر تو صبر کا پھل پانے اور ثواب حاصل کرنے کی نیت سے جنگ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی تجھے صبر کرنے والا اور ثواب پانے والا بنا کر اٹھائے گا اور اگر تو دکھاوے کیلئے زیادہ بہادری دکھانے اور زیادہ مال کی چاہت کیلئے جنگ کرے گا تو اللہ تجھے ریاکار اور زیادہ مال چاہنے والا بنا کر اٹھائے گا، اے عبداللہ بن عمرو! جس حال پر تو جنگ کرے گا، اللہ تعالیٰ تجھے اسی حال میں اٹھائے گا۔'' (ابوداؤد)

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے جہاد اور غزوہ کے متعلق حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: بندۂ مسلم جو اپنا عمل خالص اللہ کیلئے کرتا ہے اور پریشانی میں اپنے آپ کو مبتلا کر کے اللہ تعالیٰ سے ثواب کا طالب بن کر جنگ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو صبر کا پھل پانے والا، ثواب پانے والا بنا کر اٹھائے گا اور جو شخص لوگوں کے سامنے اپنا عمل ظاہر کرتا ہوا جنگ کرتا ہے تا کہ لوگ اس کی اچھائی (بہادری) بیان کریں، وہ عزت اور بلندی کا طالب ہو تو

اللہ تعالیٰ بھی اسے ریاکار اور مال کی کثرت کا طالب بنا کر اٹھائے گا، اور اس کیلئے کوئی ثواب نہیں ہوگا۔

نیت کا پھل

حضرت ابو امامہ کا بیان ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا:

ارایت رجلا غزا یلتمس الاجر والذکر ماله؟

ترجمہ: ''اس آدمی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو جہاد کرتا ہے تو اجر و ثواب اور (لوگوں میں اپنا) تذکرہ بھی چاہتا ہے اس کیلئے کیا ہے؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لاشیء له، ثم قال ان الله عزوجل لایقبل من العمل الا ماکان خالصاً و ابتغی وجهه۔

ترجمہ: ''اس کیلئے کچھ بھی نہیں ہے، پھر آپ نے فرمایا: بے شک اللہ بزرگ و برتر اسی عمل کو قبول کرتا ہے جو خلوص والا ہو اور اس سے اللہ کی رضا طلب کی جائے۔'' (ابوداؤد، نسائی)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کو اجر سے محروم کر دیا ہے جو دشمن سے اس لئے جنگ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ثواب بھی حاصل کرے اور اچھی سیرت کی شہرت اور بہت زیادہ اجر سے (لوگوں میں) اچھے ذکر کا طالب بھی بنے کیونکہ اس نے اپنے جہاد میں شرک کیا ہے اور اپنے اس عمل سے صرف اللہ کی محبت، اس کے دین کی مدد اور دین کی سربلندی کا قصد نہیں کیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے عمل کو رد کر دیا ہے کیونکہ وہ شرکاء سے بے نیاز ہے۔

حدیث نیت:

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

انما الاعمال بالنیات ای عبرة الاعمال اوثمره الاعمال اوزینة الاعمال او قبولیة الاعمال بالنیات۔

ترجمہ: ''عمل کا اعتبار، فائدہ، زینت و حسن اور قبولیت کا دارومدار نیتوں پر ہے۔''

عمل ایک خاکہ ہے کہ جو کسی قسم کی زینت، قبولیت، خوشنمائی و کشش اور اعتبار و شمار اور قدر و قیمت نہیں رکھتا، اس عمل کے فائدہ مند یا نقصان دہ ہونے کا دارومدار اور تمام تر انحصار نیت کے صحیح اور فاسد ہونے پر ہے، ورنہ فساد نیت کی صورت میں وہ نقصان سے خالی نہیں ہوگا یعنی جیسی نیت ہوگی عمل بھی اسی قسم کا ہوگا۔

ان خیراً فخیراً و ان شراً فشراً۔

ترجمہ: ”نیت اچھی تو پھل اچھا نیت بری تو عمل بیکار گیا۔“

چنانچہ نیت کی خرابی کی وجہ سے اعمال کا بیکار اور ضائع ہو جانا قرآن مجید سے ثابت ہے:

من کان یرید الحیوة الدنیا و زینتها نوف الیهم اعمالهم فیها و هم فیها لایبخسونo اولئك الذین لیس لهم فی الاخرة الا النار و حبط ما صنعوا فیها و باطل ماکانوا یعملونo

ترجمہ: ”جو لوگ (صرف) حیات دنیا اور اس کی زینت کے طالب ہیں، ہم دنیا میں ان کے اعمال کا پورا بدلہ دیں گے اور وہ اس میں کمی نہ کئے جائیں گے، یہ وہ لوگ ہیں جن کیلئے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور بے کار ہو گیا جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا اور برباد ہے جو کچھ وہ کرتے تھے۔“

ابن ماجہ کی ایک حدیث سے بھی ثابت ہے:

قال علیه السلام انما الاعمال کالوعاء اذا طاب اسفله (ای نیته) طاب اعلاه و اذا فسدا سفله فسد اعلاه۔

ترجمہ: ”حضور ﷺ نے فرمایا اعمال کی مثال اس طرح ہے جیسے برتن ہو کہ اگر اس کے نیچے اچھی چیز ہوگی (یعنی نیت اچھی ہوگی) تو اوپر بھی اچھی چیز آئے گی اور اگر نیچے خراب چیز ہو (یعنی نیت خراب ہوگی) تو اوپر بھی خراب چیز آئے گی۔“

خلوصِ نیت

علامہ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے ہر عبادت میں اخلاص نیت کا حکم دیا ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: وما امروا الا لیعبدوا الله مخلصین له الدین۔

لہٰذا کتاب لکھنا خصوصاً دینی موضوع پر اور ایسے ہی تعلیم و تعلم یقیناً عبادت ہے۔ اس لیے مصنف ہو چاہے معلم ہو یا متعلم ہو، کام کے شروع میں ان کو نیت میں اخلاص کی کوشش کرنی چاہیئے۔

عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم العلم ثلثة ایة محکمة او سنة قائمة او فریضة عادلة وما کان سوا ذلك فهو فضل۔

(مشکوۃ المصابیح جلد 1 کتاب العلم)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علم تین ہیں: آیت محکمہ، سنت قائمہ، فریضہ عادلہ اور اس کے سوا جو کچھ علوم ہیں وہ فضل (اضافی) ہیں۔''

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے علم کا مقصد معرفت خداوندی قرار دیا ہے اور حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے علم کو جس کا منافع اخروی کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو مذموم قرار دیا ہے۔ اضافہ کی دعا کا خود اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے: و قل رب زدنی علماء۔

ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں:

''وہ علم مقصود نہیں جو بیل بوٹے بنانے کا نام ہے، محض کھلونوں سے کھیلنے کا نام ہے وہ علم نہیں جو محض دل بہلانے کا نام ہے، وہ علم نہیں جو ایک دوسرے کو لڑانے کا نام ہے اور وہ بھی علم نہیں جو اپنے معدے کی خندق کو بھرنے کا ذریعہ سکھانے کا نام ہے بلکہ شریف، خداشناس اور انسانیت دوست انسانوں کی طرح زندگی گزارنے کا فن ہے۔'' علامہ اقبال فرماتے ہیں: ؎

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزر گاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا
آج تک فیصلہ نفع و ضرر کر نہ سکا

جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

؎ زندگی کچھ اور شئی ہے، علم ہے کچھ اور شئے
زندگی سوز جگر ہے، علم ہے سوز دماغ

علم میں دولت بھی ہے، قدرت بھی ہے لذت بھی
ایک مشکل ہے کہ ہاتھ آتا نہیں اپنا سراغ

اہل دانش عام ہیں کمیاب ہیں اہل نظر
کیا تعجب ہے کہ خالی رہ گیا تیرا دماغ

شیخ مکتب کے طریقوں سے کشادہ دل کہاں؟
کس طرح کبریت سے روشن ہو بجلی کا چراغ

؎ کورس تو، لفظ ہی سکھاتے ہیں
آدمی آدمی بناتے ہیں

اور یہ کہ، دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا۔ مگر ہماری صورت احوال یہ ہے کہ

شیخ و مکتب و حکام درکار اند
تا تو ڈگری بکف آری و عہدہ بری

ترجمہ: ''بھائی! زندگی کی تاریک شب کو سحر کرنے والا ''علم'' مقصود مومن ہے اور یہی حقیقی علم ہے۔'' (ماخوذ)

طالب علم کا اعزاز:

صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، رسول اللہ اس وقت مسجد

میں اپنی سرخ چادر سے تکیہ لگائے ہوئے تھے، میں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ انی جئت اطلب العلم۔

ترجمہ: ''یارسول اللہ! میں حاضر ہوا ہوں تا کہ علم حاصل کروں۔''

❁ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مرحبا بطالب العلم، ان طالب العلم تحفه الملائکة باجنحتهار کب بعضهم بعضاً حتی یبلغوا السماء الدنیا من محبتهم لما یطلب۔

ترجمہ: ''طلب علم کو خوش آمدید! یقیناً طالب علم کو فرشتے اپنے پروں میں گھیر لیتے ہیں اور ایک دوسرے پر ہجوم کر لیتے ہیں یہاں تک کہ آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں، (یہ کام) ان کی اس چیز کی محبت کی وجہ سے ہے جسے وہ شخص طلب کر رہا ہے یعنی فرشتے چونکہ علم سے محبت رکھتے ہیں، اس وجہ سے طالب علم سے بھی محبت کرتے ہیں۔'' (احمد)

❁ حضرت زیاد بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من طلب العلم تکفل اللہ له برزقه۔ (کنزالعمال)

ترجمہ: ''طالب علم کے رزق کا کفیل اور ضامن اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔''

❁ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس حال میں صبح کرو کہ عالم ہو یا متعلم، اس کے درمیان کچھ اور نہ ہو اور اگر تم یہ نہ کر سکو تو علماء سے محبت رکھو اور ان سے بغض نہ رکھو۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

من اوتی القرآن فرای ان احدًا اوتی خیراً منه فقد حقرما عظم اللہ تعالیٰ۔

ترجمہ: ''اگر کسی کو قرآن کا علم (علم دین) عطا کیا گیا اور اس نے خیال کیا کہ کسی دوسرے کو اس سے بہتر کوئی چیز دی گئی ہے تو بلاشبہ اس نے اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی تحقیر کی، جس کو اس نے عظیم قرار دیا ہے۔''

تصوف کی بنیاد:

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ تصوف کے عنوان کے تحت اپنی کتاب کشف المحجوب شریف میں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

ترجمہ: تصوف کی بنیاد آٹھ خصلتوں پر ہے:

(1) سخاوت (2) رضا (3) صبر (4) اشارہ

(5) مسافری (6) اونی لباس (7) سیر و سیاحت (8) فقر

گویا صوفی، سخاوت حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رضا حضرت اسحاق علیہ السلام سے صبر حضرت ایوب علیہ السلام سے اشارہ زکریا علیہ السلام سے مسافری یحییٰ علیہ السلام اونی لباس حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سیاحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اور فقر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کرے۔

اس کی مختصر توضیح یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سخاوت کا عالم یہ ہے کہ انہوں نے اپنا بیٹا راہ خدا میں قربانی کیلئے پیش کر دیا۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کی رضا کی کیفیت یہ ہے کہ وہ اپنی جان اللہ کے حوالے کر دینے پر آمادہ ہو گئے حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کا قصہ یہ ہے کہ انہوں نے سخت جسمانی تکلیف اور آزمائش پر بھی صبر کا مظاہرہ کیا، حضرت زکریا علیہ السلام کے اشارہ کی شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اذ نادی ربه ندا خفیا۔ (مریم:3)

ترجمہ: ''جب اس نے اپنے رب کو آہستہ پکارا۔''

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی مسافری کا یہ عالم تھا کہ وہ اپنے وطن میں بھی مسافر تھے اور اقربا کے باوجود بیگانہ وتنہا تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لباس کی حالت یہ تھی کہ آپ کے تمام جسم کا لباس اونی ہوتا تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیر و سیاحت کا حال یہ تھا کہ آپ سیر وسفر میں سوائے ایک پیالے اور کنگھی کے اپنے پاس کچھ نہ رکھتے تھے، ایک دفعہ آپ نے دیکھا کہ ایک شخص چلو میں پانی پی رہا ہے فوراً پیالہ پھینک دیا اور دوسرے شخص کو دیکھا کہ وہ ہاتھ کی انگلیوں سے بالوں میں خلال کر کے انہیں سنوار رہا ہے آپ نے کنگھی بھی پھینک دی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فقر کا عالم یہ تھا کہ اللہ رب العزت نے روئے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دیں اور فرمایا آپ محنت و تکلیف برداشت نہ فرمائیں اور ان خزانوں سے اپنی شان جمال کو دوبالا کریں مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا: الٰہی! میں یہ نہیں چاہتا میں تو چاہتا ہوں کہ مجھے ایک روز کھلا اور دو روز بھوکا رکھ! اور یہ راہ تصوف کے زریں اور انتہائی قیمتی اصول ہیں۔

(کشف المحجوب ص 135، مترجم سید محمد فاروق القادری، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فقر کے عنوان سے پر لکھتے ہیں:

فقر میدانی چہ باشد اے پسر باتو گویم گرنداری زاں خبر

ترجمہ: ''اے عزیز جانتے ہو فقر کیا ہے؟ اگر خبر نہیں تو عرض کیے دیتا ہوں۔''

گرچہ باشد بینوا درزیر دلق خویش را منعم نماید پیش خلق

ترجمہ: ''اگرچہ وہ گدڑی کے اندر بے سروسامان ہو لیکن خود کو لوگوں کے سامنے مالدار ظاہر کرتا ہے۔''

گرسنہ باشد ہم زسیری دم زند دوستی با دشمنانِ خود کند

ترجمہ: ''بھوکا ہوتے ہوئے بھی خود کو شکم سیر ظاہر کرتا ہے اپنے دشمن کے ساتھ بھی دوستی کرتا ہے۔''

گرچہ باشد لاغر و زار وضعیف وقت طاعت کم نباشد از حریف

ترجمہ: ''اگرچہ انتہائی لاغر اور کمزور ناتواں ہو عبادت کے وقت مقابل سے کم نہیں ہوتا۔''

خون دل پر دارد دو دست تہی می نماید در نزاری فربہی

ترجمہ: ''خالی ہاتھ ہو کر بھی بہادر وقوی ہے نحیف ونزار سا ہو کر بھی پہلوان ہے۔''

اے پسر خود را بدرویشاں سپار تا نگہدارد ترا پروردگار

ترجمہ: ''اے بیٹے! خود کو درویشوں کے سپرد کر تا کہ اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائے۔''

بافقیراں ہر کہ ہمدم می شود در سرائے خلد محرم می شود

ترجمہ: ''جو شخص فقیروں کا ہم نشیں ہوتا ہے وہ جنت میں ان کا خاص ساتھی ہوتا ہے''۔

سنت و بدعت کا صحیح تصور:

حضرت عوف مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اعلم۔

ترجمہ: ''جان لے۔''

انہوں نے عرض کیا:

ما اعلم یا رسول اللہ۔

ترجمہ: ''یا رسول اللہ! میں کیا جان لوں۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اعلم یا بلال۔

ترجمہ: ''اے بلال! جان لے۔''

انہوں نے عرض کیا:

ما اعلم یا رسول اللہ۔

ترجمہ: ''یارسول اللہ! میں کیا جان لوں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

انہ من احیاء سنۃ من سنتی قد امیت بعدی، فان لہ من الاجر مثل من عمل بھا من غیر ان ینقص من اجورھم شیئا۔

ترجمہ: ''جو شخص میری اس سنت کو زندہ کرے گا جو مردہ ہو چکی ہوگی تو اسے ان تمام لوگوں کے برابر اجر وثواب ہوگا۔ جنہوں نے اس سنت پر عمل کیا ہوگا۔ بغیر اس کے کہ ان کے اجر وثواب میں کمی کی جائے۔''

ومن ابتدع بدعۃ ضلالۃ لا ترضی اللہ و رسولہ کان علیہ مثل آثام من عمل بھا، لا ینقص ذلک من اوزار الناس شیئًا۔

ترجمہ: ''اور جو شخص گمراہی کی وہ بدعت جاری کرے گا جو اللہ اور اس کا رسول پسند نہیں کرتے ہوں گے، اس پر ان سب کے برابر گناہ ہوگا جنہوں نے اس بدعت پر عمل کیا ہوگا، اور اس سے لوگوں کے بوجھوں میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔'' (ترمذی)

یعنی نبی کریم ﷺ بیان فرما رہے ہیں کہ ان کی سنت کو زندہ کرنے کا ثواب اللہ کے ہاں بہت زیادہ ہے اور اس کے مقابلے میں جو گمراہی والا کوئی طریقہ جاری کرے گا تو اس کیلئے عذاب اور سزا ہے۔

پس جس شخص نے وہ سنت زندہ کی، جو مٹ چکی تھی اور مسلمانوں نے اسے چھوڑ دیا تھا تو قیامت کے دن تک جتنے لوگ اس سنت پر عمل کریں گے، ان کے برابر اسے بھی ثواب ہوگا اور ان کے (بعد میں عمل کرنے والوں کے) ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اور جو شخص گمراہی والی بدعت جاری کرے گا جس سے اللہ اور اس کا رسول راضی نہیں ہیں تو اس پر قیامت تک ان لوگوں کے برابر گناہ ہوگا، جنہوں نے اس پر عمل کیا ہوگا اور ان کے گناہوں کے بوجھوں میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔

دل ونگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ عرض کیا گیا:

یا رسول اللہ ای الناس افضل؟

ترجمہ: ''یارسول اللہ! کون سے لوگ افضل ہیں؟''

آپ نے فرمایا:

کل مخموم القلب صدوق اللسان۔

ترجمہ: ''ہر صاف دل اور سچی زبان والا شخص۔''

صحابہ نے عرض کیا:

صدوق القلب نعرفه، فما مخموم القلب؟

ترجمہ: ''صدوق القلب (دل کا سچا ہونا) تو ہم جانتے ہیں مخموم القلب کیا (کون) ہے؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

هو التقی لا اثم فیه ولا بغی ولا غل و لا حسد۔

ترجمہ: ''وہ متقی پرہیز گار شخص ہے، نہ اس میں گناہ ہے اور نہ بغاوت، نہ کینہ ہے نہ حسد ہے۔'' (ابن ماجہ، امام بیہقی)

وہ صفات جن سے آدمی تمام خوبیوں کے ساتھ آراستہ ہو جاتا ہے وہ زبان کا سچا ہونا اور تقویٰ ہے جس کی بنیاد دل کی صفائی پر ہے، جس سے انسان ہر گناہ، بغاوت، کینہ اور حسد سے پرہیز کرتا ہے۔

دنیا کا وہ لباس جو آخرت میں کام نہ آئے گا:

عن ام سلمة رضی الله عنها قالت استیقظ النبی صلی الله علیه وسلم ذات لیلة فقال سبحان الله ماذا انزل اللیلة من الفتن وماذا فتح من الخزائن ایقظوا صواحب الحجر فرب کاسیة فی الدنیا عاریة فی الاخرة۔

(بخاری ج ا باب العلم والعظۃ باللیل ص 22)

ترجمہ: ''حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک رات حضور نبی ﷺ بیدار ہوئے تو فرمایا: سبحان اللہ! اس رات میں کیسے کیسے فتنے اتارے گئے؟ اور کیسے کیسے خزانے کھولے گئے؟ ان حجرے والیوں کو (عبادت کیلئے) جگاؤ کیونکہ بہت سی عورتیں دنیا میں لباس پہنے ہوئے ہیں مگر وہ آخرت میں ننگی ہوں گی!''

اس حدیث کو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے علاوہ مندرجہ ابواب میں بھی ذکر فرمایا ہے۔ صلوٰۃ اللیل، علامت النبوۃ، کتاب الادب، کتاب اللباس، کتاب الفتن اور امام ترمذی نے اس حدیث کو صرف کتاب الفتن میں درج کیا ہے!

خداوندِ عالم جل جلالہ نے حضور ﷺ کو آئندہ ہونے والے فتنوں اور فتوحات کے خزانوں کا خواب میں یا بیداری میں مشاہدہ کرایا اور آپ نے ان کی کثرت کو دیکھ کر تعجب کا اظہار فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا: سبحان اللہ آج کی رات کس قدر زیادہ فتنے اور خزانے آسمان سے زمین پر اتارے گئے!

بخاری شریف کی ایک دوسری روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے گھروں میں اس طرح فتنوں کو گرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں جس طرح بارش کے قطرات مسلسل اور لگاتار زمین پر گرتے ہیں۔

فتنے اور خزانے کیا ہیں؟

بخاری شریف کے حواشی میں ہے کہ فتنوں سے مراد ''عذاب'' اور خزانوں سے مراد ''رحمتیں'' ہیں اور بعض شارحین حدیث نے فرمایا کہ فتنوں سے مراد آئندہ ہونے والے وہ فسادات اور لڑائیاں ہیں جو اس امت کیلئے باعث فتنہ ہیں۔ جیسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت، جنگ جمل، جنگ صفین، جنگ حرہ، جنگ کربلا وغیرہ جن سے بہت زیادہ فتنے پھیلے اور مسلمانوں کا بے حد جانی و مالی نقصان ہوا۔ (نووی علی المسلم ج2 ص389) اور خزانوں سے مراد وہ فتوحات ہیں جو خلفاء راشدین یا ان کے بعد آنے والے مسلم سلاطین کو حاصل ہوئیں کہ فارس و روم بلکہ یورپ و ایشیاء کے خزانے مفتوح ہو کر اسلامی بیت المال میں پہنچ گئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

اس کے بعد حضور ﷺ نے ''حجرے والیوں'' یعنی اپنی ازواج مطہرات کو جگانے کا حکم فرمایا تاکہ وہ اٹھ کر نماز تہجد پڑھیں۔ حضور ﷺ کا یہ مبارک طریقہ اور عادت کریمہ تھی کہ جب کوئی خوفناک منظر آپ دیکھتے تھے تو فوراً نماز میں مشغول ہو جاتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کا حکم دیتے تھے چونکہ اس وقت ازواج مطہرات ہی نظروں کے سامنے تھیں اس لئے آپ نے ان کو جگانے کا حکم دیا تاکہ خود بھی حضور ﷺ عبادت میں مصروف ہو جائیں اور امت کی مائیں رضی اللہ عنہن بھی خدا کی عبادت میں لگ جائیں!

حضور ﷺ نے اپنی مقدس بیویوں کو عبادت کیلئے جگانے کا حکم دیا اور اس کا سبب یہ بتایا کہ بہت سی عورتیں جو اس دنیا میں قسم قسم کے لباسوں میں ملبوس نظر آتی ہیں قیامت کے دن نیکیوں اور اعمال صالحہ سے ننگی ہوں گی کیونکہ آخرت میں لباس اور جنت کی پوشاک ملنے کا دارومدار نیک اعمال ہی پر ہے تو جن عورتوں نے دنیا میں نیکیوں کا ذخیرہ نہیں جمع کیا اور اچھے اعمال سے خالی ہاتھ آخرت میں گئیں تو بھلا انہیں آخرت میں کہاں سے لباس ملے گا؟ اس لئے وہ دنیا میں تو اگرچہ قسم قسم کے لباسوں میں ملبوس رہی ہیں مگر آخرت میں بالکل ہی ننگی ہوں گی۔ اس لئے حضور ﷺ نے اس حدیث میں خصوصی طور پر اپنی بیویوں اور دوسری عورتوں کو اعمال صالحہ کی ترغیب دی تاکہ وہ دنیا میں خدا کی عبادت کر کے آخرت کے لباس کا

سامان کرلیں!

اس حدیث سے مندرجہ ذیل مسائل پر روشنی پڑتی ہے!

- رات میں اپنے اہل وعیال کو خدا کی عبادت کیلئے جگانا مستحب ہے خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ کسی اہم واقعہ کا ظہور ہوا ہو!
- تعجب کے مواقع پر ''سبحان اللہ'' کہنا حضور ﷺ کی سنت ہے!
- رات میں بھی نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے منع کرنا اور لوگوں کو مسائل دین بتانا جائز ہے!
- خاص کر اپنے اہل وعیال کو نصیحت کرنا اور ان کو ترغیب وترہیب سنانا بھی جائز ہے!
- فقط عورتوں ہی کو وعظ سنانا بھی جائز ہے۔
- اگر کسی شخص کو کسی فتنہ یا کسی خوشخبری کی اطلاع ہو جائے تو لوگوں کو اس سے آگاہ کر دینا جائز ہے۔

زبان کی حفاظت کرنا:

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ ای المسلمین افضل؟

ترجمہ: ''یارسول اللہ! مسلمانوں میں سے کون زیادہ بہتر ہے؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔

ترجمہ: ''وہ شخص جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔'' (امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی)

- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتے ہوئے عرض کیا:

یا رسول اللہ ای الاعمال افضل؟

ترجمہ: ''یارسول اللہ! کون سے اعمال افضل ہیں؟''

رسول اللہ نے فرمایا:

الصلوۃ علی وقتھا۔

ترجمہ: ''اپنے وقت پر نماز ادا کرنا۔''

پھر میں نے عرض کیا:

ثم ماذا یارسول اللہ؟

ترجمہ: ''یارسول اللہ! پھر کیا؟''

رسول اللہ نے فرمایا:

ان یسلم الناس من لسانك۔

ترجمہ: ''کہ اپنی زبان سے لوگوں کو محفوظ رکھے۔'' (امام طبرانی)

- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا:

ما النجاۃ۔

ترجمہ: ''نجات کیا ہے؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

امسك علیك لسانك، ولیسعك بیتك، و ابك علی خطیئتك۔

ترجمہ: ''تو اپنی زبان کو روک کر رکھ اور تیرا گھر تجھ پر کھلا اور فراخ ہونا چاہئے اور تو اپنے گناہ پر رویا کر۔''

(امام ابوداؤد، امام ترمذی وغیرہما)

- راوی نے کہا کہ میں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ أکل مانکلم بہ یکتب علینا؟

ترجمہ: ''یارسول اللہ! جو کچھ ہم بولتے ہیں کیا وہ ہمارے لئے لکھا جاتا ہے؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ثکلتك امك، وھل یکب الناس عل مناخرھم فی النار الاحصائد السنتھم، انك لن تزال سالماً ماسکت فاذا تکلمت کتب لك او علیك۔

ترجمہ: ''تیری ماں تجھے گم پائے! لوگوں کو جہنم میں اوندھے منہ ناکوں کے بل ان کی زبانوں کی تیزی اور ان کی زبانوں کی تراشی ہوئی باتیں ہی ڈالتی ہیں، جب تک تو خاموش رہے گا تو سلامتی میں رہے گا اور جب تو بولے گا تو تیرے لئے یعنی تیرے حق میں یا تیرے خلاف لکھا جائے گا۔'' (امام طبرانی)

یادرکھو! انسان جو کچھ بھی بولتا ہے اس سے اس کا حساب لیا جائے گا یا تو اسے ثواب دیا جائے گا یا عذاب دیا جائے گا اور وہ چیز جو لوگوں کو منہ کے بل دوزخ میں ڈالے گی، وہ ان کی زبان کی تراشی ہوئی باتیں ہیں۔

(ان میں سے چند چیزیں یہ ہیں:) بہتان، جھوٹ، جھوٹی قسمیں کھانا، جھوٹی شہادت دینا، چغلی کھانا یا غیبت کرنا، فحش گفتگو کرنا اور پاک باز عورتوں کو تہمت لگانا وغیرہ۔

اور جب زبان سلامت اور محفوظ رہے گی تو جسم بھی بہت زیادہ گناہوں سے سلامت اور محفوظ رہے گا۔

اس بارے میں مزید احادیث ملاحظہ ہوں۔

- عن عبد الله بن عمر وقال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من صمت نجا۔

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص خاموش رہا اس نے نجات پائی۔'' (ترمذی)

- عن ابی ذر قال سمعت رسول الله ﷺ يقول الوحده خير من جليس السوء والجليس الصالح خير من الوحدة واملاء الخير خير من السكوت والسكوت خير من املاء الشر۔

ترجمہ: ''حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تنہائی برے ہمنشین سے بہتر ہے اور اچھا ہمنشین بہتر ہے تنہائی سے اور بھلائی کا سکھانا بہتر ہے خاموشی سے اور خاموشی بہتر ہے برائی کی تعلیم سے۔'' (بیہقی، مشکوٰۃ)

- عن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ سباب المسلم فسوق۔

ترجمہ: ''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق و گناہ ہے۔'' (بخاری، مسلم)

- عن انس قال قال رسول الله ﷺ اذا مدح الفاسق غضب الرب واهتزله العرش۔ (بیہقی)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور فاسق کی تعریف سے عرش الٰہی کانپ اٹھتا ہے۔''

- حضرت سفین بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا:

یارسول الله حدثنی بامر اعتصم به۔

ترجمہ: ''یارسول اللہ! مجھے ایسا کام بتایئے جسے میں مضبوطی سے تھامے رکھوں؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قل ربی الله ثم استقم۔

ترجمہ: ''کہہ دے کہ میرا رب اللہ ہے، پھر استقامت اختیار کر۔''

حضرت سفین بن عبداللہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا:

یا رسول الله ما اخوف ماتخاف علی؟

ترجمہ: ''یارسول اللہ! جو چیز آپ میرے لئے بہت خطرناک خیال کرتے ہیں وہ کون سی چیز ہے؟''

رسول اللہ نے اپنی زبان پکڑی پھر فرمایا:

هذا۔ ''یہ۔'' (امام ترمذی، امام ابن ماجہ، امام ابن حبان، امام حاکم)

جنت واجب ہوگئی:

حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے عرض کیا:

یا رسول الله اخبرنی بشیء یوجب لی الجنة۔

ترجمہ: ''یارسول اللہ! مجھے ایسی چیز کی خبر دیجئے جو مجھ پر جنت واجب کردے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

طیب الکلام وبذل السلام و اطعام الطعام۔

ترجمہ: ''اچھی بات کرنا، سلام کرنا اور کھانا کھلانا۔'' (امام طبرانی، امام ابن حبان، امام حاکم)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا:

ای الاسلام خیر۔

ترجمہ: ''کون سا اسلام بہتر ہے؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تعظم الطعام، و تقرء السلام علی من عرفت و من لم تعرف۔

ترجمہ: ''تو کھانا کھلائے اور سلام کہے خواہ تو اسے جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔'' (امام بخاری، امام مسلم وغیرہما)

یاد رہے! اسلام کے پسندیدہ اعمال میں سے (چند یہ) ہیں۔ مہمانوں کی میزبانی میں زیادہ کوشش کرنا، اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب چاہتے ہوئے مہمانوں کے آگے کھانا پیش کرنا اور اس طرح نیکی کے اور کام، سلام عام کرنا جو مسلمانوں کے سامنے اپنے بازو جھکا دینے، عاجزی کرنے، مسلمانوں کے دلوں میں الفت و محبت پیدا ہونے، ان کے ایک کلمہ پر جمع

ہونے، آپس میں مودّت ومحبت کے پیدا ہونے اور اس کے تمام لوگوں پر عام ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور اس سے زمین میں امن وامان پھیلتا ہے۔

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پہ حقوق:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حق المسلم علی المسلم ست۔

ترجمہ: ''مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں (آپ کی خدمت میں) عرض کیا گیا:

و ما هن يا رسول الله۔

ترجمہ: ''یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا لقيته فسلم عليه، واذا دعاك فاجبه، واذا استنصحك فانصح له، واذا عطس فحمد الله فشمته، واذا مرض فعده، واذا مات فاتبعه۔

ترجمہ: ''(1) جب تو اس سے ملاقات کرے تو اس کو سلام کرے (2) اور جب وہ تجھے دعوت دے تو تو اس کی دعوت کو قبول کرے (3) اور جب وہ تجھ سے نصیحت طلب کرے تو تو اسے نصیحت کرے (4) اور جب وہ چھینک کر ''الحمد اللہ'' کہے تو تو اس کے جواب میں ''یرحمک اللہ'' کہے (5) جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی تیمارداری کرے (6) اور جب وہ مرجائے تو اس کے جنازے کے پیچھے چلے۔'' (امام مسلم)

اللہ کیلئے دوستی اور دشمنی کرنا:

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ لابی ذر يا ابا ذر ای عری الایمان اوثق قال الله و رسوله اعلم قال الموالاة فی الله والحب فی الله والبغض فی الله۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''اے ابوذر! ایمان کی کونسی گرہ زیادہ مضبوط ہے؟''

عرض کیا: ''اللہ و رسول کو اس کا بہتر علم ہے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ ہی کیلئے آپس میں دوستی رکھنا اور اللہ ہی کیلئے کسی کو دوست بنانا اور کسی کو دشمن سمجھنا۔" (بیہقی)

- عن ابی رزین انه قال له رسول الله ﷺ الا ادلك علی ملاك هذا الامر تصیب بها خیر الدنیا والاخرة علیك بمجالس اهل الذکرو اذا خلوت فحرك لسانك مااستطعت بذکر الله واحب فی الله وابغض فی الله۔ (بیہقی)

ترجمہ: "حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کیا میں تجھے دین کی وہ بنیاد نہ بتادوں جس کے ذریعے تو دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کرلے (پہلی بات تو یہ ہے کہ) اہل ذکر یعنی اللہ والوں کی مجلسوں میں بیٹھنا اپنے لئے لازم کرلے اور جب تنہائی میسر آئے تو جس قدر ممکن ہو سکے اللہ تعالیٰ کی یاد میں اپنی زبان ہلا اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے دوستی کر اور اسی کیلئے دشمنی کر۔"

- عن ابی ذر قال خرج علینا رسول الله ﷺ قال اتدرون ای الاعمال احب الی الله تعالیٰ قال قائل الصلوة والزکوٰة وقال قائل الجهاد قال النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ان احب الاعمال الی الله تعالیٰ الحب فی الله والبغض فی الله۔ (احمد، ابوداؤد)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "تم لوگ جانتے ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل سب سے پسندیدہ ہے؟"

کسی نے کہا کہ نماز اور زکوٰۃ، کسی نے کہا کہ جہاد۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل الحب فی اللہ والبغض فی اللہ ہے۔ یعنی خدا کے لیے کسی سے محبت کرنا اور خدا ہی کیلئے کسی سے بیزار رہنا۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی a اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

این جا اشکال می آرند کہ چوں روا باشد کہ حب فی اللہ محبوب تر از صلاۃ و زکوٰۃ و جہاد باشد حالانکہ اینہا افضل اعمال اند علی الاطلاق۔ جوابش آنکہ ہر کہ محبت لوجہ اللہ دار داو محبت خواہد داشت انبیاء و اولیاء و صالحاں از بندگان خدا را ولابد اتباع و اطاعت خواہد کرد ایشاں را کسیکہ دشمن داشت انبیاء و اولیاء و صالحاں از بندگان خدا را، از برائے خدا دشمن خواہد داشت دشمنان دین را و بدل مجہود خواہد نمود در جہاد و قتال ایشاں پس دریں جا ہمہ طاعات از نماز و زکوٰۃ و جہاد و جز آں درآمد و چیزے بدر نہ رفت۔ گویا

فرمود اصل ومنی ومدار اعمال وطاعات حب اللہ والبغض للہ است۔

ترجمہ: ”یعنی یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ حب فی اللہ کا نماز، زکوۃ اور جہاد سے زیادہ محبوب ہونا کیسے صحیح ہوگا؟ جب کہ یہ چیزیں علی الاطلاق تمام اعمال سے افضل ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کیلئے محبت کرے گا وہ انبیائے کرام، اولیاء عظام اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے محبت کرے گا اور ان لوگوں کی پیروی وفرمانبرداری بھی ضرور کرے گا (اس لئے کہ محبت کیلئے اطاعت لازم ہے) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کیلئے دشمنی کرے گا تو دین کے دشمنوں سے یقیناً دشمنی کرے گا۔ گویا حضور ﷺ نے فرمایا کہ اعمال وطاعات کا مدار اور جڑ وبنیاد اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے دشمنی ہے۔“

(اشعۃ اللمعات جلد چہارم: ص138)

بہت ہی مفید عمل:

ابی بکر الجیمی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

”یا رسول اللہ! ہم جنگلوں میں رہنے والے لوگ ہیں، ہمیں ایسی بات سکھلائیں جس سے اللہ تعالیٰ ہمیں فائدہ عطا فرمائے۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لاتحقرن من المعروف شئا، ولو ان تفرغ من دلوك فى اناء المستقى، ولو ان تكلم اخاك ووجهك اليه منبسط، واياك واسبال الازار فانه من المخيلة ولا يحبها الله، وان امرأ شتمك بما يعلم فيك فلا تشتمه بما تعلم فيه، ان اجره لك وو باله على من قاله۔

ترجمہ: ”نیکی میں سے کسی چیز کو حقیر مت جان، اگرچہ تو اپنے ڈول سے پانی طلب کرنے والے کے برتن میں پانی ہی ڈال دے اور اگرچہ تو اپنے بھائی سے اس طرح بات کرے کہ تیرا چہرہ اس کی طرف خوشی و انبساط والا ہو، اور تو چادر و پاجامہ (ٹخنوں کے نیچے) لٹکانے سے بچ، کیونکہ یہ فخر وتکبر کی وجہ سے ہے اور نہ ہی اسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور اگر کوئی تجھے اس بات کے ساتھ گالی دے جو تیرے بارے میں وہ جانتا ہے تو پھر بھی اسے اس بات کے ساتھ گالی نہ دے جو تو اس کے بارے میں جانتا ہے، بے شک اس کا اجر وثواب تیرے لئے ہوگا اور اس کا وبال وعذاب اس پر ہوگا جس نے گالی دی ہوگی۔“

(امام ابوداؤد، امام ترمذی وغیرہما)

یادرکھئے! ایک مسلمان کیلئے نفع بخش چند اعمال یہ ہیں کہ کسی معمولی نیکی کو حقیر مت جانے اگر چہ پیاسے کے آگے پانی ہی پیش کرے اور یہ کہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ کلام کرے اور اپنی چادر و شلوار کو نہ لٹکائے اور نہ لمبا کرے (یعنی ٹخنوں سے نیچے نہ کرے) کیونکہ یہ چیز تکبر اور بڑائی میں سے ہے نیز یہ عمل بھی ہے کہ کسی کو ان الفاظ کے ساتھ گالی نہ دے جو تو اس کے بارے میں جانتا ہے (یہ اس وقت کی بات ہے کہ) جب وہ تجھے ان الفاظ سے گالی دے جو تیرے بارے میں جانتا ہے، اس عمل سے تو اس طرح ہو جائے گا کہ تو نے اجر پالیا اور عذاب اس کیلئے ہوگا جس نے گالی دی ہوگی۔

غصہ و تکبر کا بیان:

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ قال موسی بن عمران علیه السلام یارب من اعز عبادك عندك قال من اذا قدر غفر۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نور ﷺ نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار! کون بندہ تیرے نزدیک زیادہ عزت والا ہے؟ فرمایا وہ بندہ جو قدرت رکھتے ہوئے معاف کردے۔''

- عن ابن مسعود رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لا یدخل الجنة من کان فی قلبه مثقال ذره من کبر فقال رجل ان الرجل یحب ان یکون ثوبه حسنا و نعله حسنا قال ان الله تعالیٰ جمیل یحب الجمال الکبر بطر الحق و غمط الناس۔ (مسلم شریف)

ترجمہ: ''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے دل میں رائی برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا (یارسول اللہ) آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو اور اس کا جوتا اچھا ہو (کیا یہ بھی تکبر میں داخل ہے؟) حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور وہ جمال (و آرائش) کو پسند فرماتا ہے اس لئے آرائش و جمال کی خواہش تکبر نہیں ہے، البتہ تکبر حق کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھتا ہے۔''

کتے اور خنزیر سے بھی بدتر

عن عمر رضی الله عنه قال وهو علی المنبر یایها الناس تواضعو فانی سمعت رسول الله ﷺ یقول من تواضع لله رفعه الله فهو فی نفسه صغیر و

فی اعین الناس عظیم ومن تکبر وضعه الله فهو فی اعین الناس صغیر وفی نفسه کبیر حتی لهو اهون علیهم من کلب او خنزیر۔ (بیہقی)

ترجمہ: ''حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا اے لوگو! تواضع (یعنی عاجزی وانکساری) اختیار کرو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو خدا کی رضا حاصل کرنے کیلئے تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند فرماتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے مگر لوگوں کی نظروں میں وہ بڑا سمجھا جاتا ہے اور جو گھمنڈ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پست کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل وخوار رہتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا خیال کرتا ہے حالانکہ انجام کار ایک دن لوگوں کی نگاہوں میں کتے اور سور سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔''

عن بهز بن حکیم عن ابیه عن جده قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ان الغضب لیفسد الایمان کما یفسد الصبر العسل۔

ترجمہ: ''حضرت بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غصہ ایمان کو ایسا برباد کرتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔'' (بیہقی)

غصہ نہ کرنا جنتی ہونے کی علامت:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: دلنی علی عمل یدخلنی الجنة؟

ترجمہ: ''ایسے عمل پر میری رہنمائی کیجئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تغضب ولك الجنة۔

ترجمہ: ''غصے میں نہ آیا کر اور تیرے لئے جنت ہے۔'' (امام طبرانی)

- حضرت حمید بن عبدالرحمان رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے ایک آدمی سے بیان کیا کہ (اس) آدمی نے عرض کیا:

یا رسول الله اوصنی۔

ترجمہ: ''یا رسول اللہ! مجھے وصیت فرمایئے۔''

رسول اللہ نے فرمایا: لاتغضب۔

ترجمہ: ''غصب ناک نہ ہونا''

راوی نے کہا: ''رسول اللہ نے فرمایا جو بھی فرمایا تو میں نے سوچا کہ غصہ تمام برائیوں کو جمع کر دیتا ہے۔'' (امام احمد)

گوشہ نشینی کی فضیلت:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا:

ای الناس افضل یا رسول الله؟

ترجمہ: ''یارسول اللہ! لوگوں میں سب سے بہتر شخص کون ہے؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من یجاهد بنفسه وماله ی سبیل الله۔

ترجمہ: ''وہ شخص جو اپنی جان اور اپنے مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرے۔''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

ثم من۔

ترجمہ: ''پھر کون؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثم رجل مقتول فی شعب من الشعاب یعبد ربه۔

ترجمہ: ''پھر وہ شخص جو گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں علیحدہ ہو کر اپنے رب کی عبادت کرتا ہو قتل کر دیا جائے۔''

اور ایک روایت میں ہے:

یتقی الله ویدع الناس من شره۔

ترجمہ: ''جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔'' (امام بخاری، امام مسلم وغیرہما)

حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک تمام لوگوں میں سے ثواب اور عمل کے لحاظ سے سب سے افضل وہ مومن ہے جو جہاد کرتا ہے اور اپنی جان اور مال سمیت اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور وہ آدمی جو لوگوں سے دور کسی جگہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے یہاں تک کہ نہ وہ حرام میں مبتلا ہوتا ہے اور نہ ہی اس کو فتنے پہنچتے ہیں یعنی لوگوں سے وہ محفوظ رہتا ہے اور لوگ اس سے محفوظ رہتے ہیں۔

حرص ولالچ کا بیان:

- عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ یهرم ادم ویشب منه اثنان الحرص علی المال والحرص علی العمر۔

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آدمی بوڑھا ہوتا ہے اور دو باتیں اس کی جوان ہوتی ہیں مال کا لالچ اور عمر کی زیادتی۔'' (بخاری، مسلم)

- عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ قال لو کان لابن آدم وادیان من مال لابتغی ثالثا ولا یملاء جوف ابن ادم الا التراب۔ (بخاری، مسلم)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر (دنیادار) آدمی کے پاس مال سے بھرے ہوئے دو جنگل ہوں جب بھی وہ تیسرے جنگل کی آرزو کرے گا اور ایسے (حریص) آدمی کا پیٹ قبر کی مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔''

- عن کعب بن مالك رضی اللہ عنہ قال قال رسول ﷺ ماذئبان جائعان ارسلافی غنم بافسد لها من حرص المرء علی المال و الشرف لدینه۔ (ترمذی)

ترجمہ: ''حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: دو بھوکے بھیڑیے جنہیں بکریوں میں چھوڑ دیا جائے وہ اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ مال اور مرتبہ کی لالچ انسان کے دین کو نقصان پہنچاتی ہے۔''

- عن ابی هریرة عن النبی ﷺ قال لعن عبد الدینار ولعن عبد الدرهم۔

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: درہم و دینار کے بندے پر لعنت کی گئی ہے۔'' (ترمذی)

- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا:

یا رسول اللہ اوصنی واوجز۔

ترجمہ: ''یارسول اللہ! مجھے وصیت فرمائیے اور مختصر ارشاد فرمائیے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

علیك بالایاس مما فی ایدی الناس، وایاك والطمع فانه فقر حاضر، وایاك وما یعتذر منه۔

ترجمہ: "جو کچھ لوگوں کے ہاتھ میں ہے اس کی امید نہ رکھنا تیرے لئے ضروری ہے کہ لالچ سے بچ کیونکہ وہ محتاجی لاتا ہے اور عذر بیان کرنے سے بچ (یعنی ایسا کام نہ کر جس کے بعد تجھے معذرت کرنی پڑے)۔" (حاکم، بیہقی)

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو تین کاموں کی وصیت فرمائی ہے۔

-1 جو کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اس کی امید نہ رکھنا، ان کی طرف نظر نہ رکھنا، اللہ بزرگ و برتر پر بھروسا رکھنا۔

-2 لالچ نہ کرنا کیونکہ وہ فقر محتاجی اور خسارے کی طرف لے جاتا ہے۔

-3 اور مسلمان ہر اس چیز سے دور رہے جو عذر اور بہانے بنانے کی طرف لے جائے، اس کی کوئی ضرورت نہیں۔

دنیا سے بے رغبتی:

عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ ان رسول ﷺ قال الا ان الدنيا ملعونة ملعون مافيها الا ذكر الله وما والاه وعالم او متعلم۔ (ترمذی)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: (کان کھول کر) سن لو دنیا ملعون ہے اور جو چیزیں اس میں ہیں وہ بھی ملعون ہیں مگر ذکر الٰہی اور وہ چیزیں جنہیں رب تعالیٰ محبوب رکھتا ہے اور عالم یا متعلم۔"

- عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول ﷺ الدنيا سجن المؤمن و جنة الكافر۔

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔" (مسلم شریف)

- عن حذيفة رضی اللہ عنہ قال قال سمعت رسول ﷺ يقول حب الدنيا رأس كل خطيئة۔

ترجمہ: "حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔" (مشکوٰۃ)

- عن ابی موسٰی قال قال رسول ﷺ من احب دنياه اضر باخرته ومن احب اخرته اضر بدنياه فأثروا ما يبقى على مايفنى۔ (احمد، مشکوٰۃ)

ترجمہ: "حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرتا ہے (ایسی محبت جو اللہ و رسول کی محبت پر غالب ہو) تو وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا

ہے۔ تو (اے مسلمانو!) فنا ہونے والی چیز (یعنی دنیا) کو تج کر باقی رہنے والی چیز (یعنی آخرت) کو اختیار کرلو۔"

عن سهل بن سعد رضی اللہ عنہ قال قال رسول ﷺ لو كانت الدنيا تعدل عند الله جناح بعوضة ما سقى كافرا منها شربة۔ (ترمذی)

ترجمہ: "حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اگر دنیا اللہ تعالیٰ کی نظر میں مچھر کے پر برابر بھی وقعت رکھتی تو اس میں سے کافر کو ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔"

پانچ باتوں کی نصیحت:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے سفر کا ارادہ کیا تو عرض کیا:

يا نبی الله اوصنی۔

ترجمہ: "اے اللہ کے نبی! مجھے وصیت کیجئے۔"

آپ نے فرمایا:

اعبد الله ولاتشرك به شيئا۔

ترجمہ: "اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر۔"

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

يا نبی الله زدنی۔

ترجمہ: "اے اللہ کے نبی! مجھے زیادہ نصیحت کیجئے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذا اسأت فاحسن۔

ترجمہ: "جب تو برائی کرے تو (بعد میں) نیکی کر۔"

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

يا نبی الله زدنی۔

ترجمہ: "اے اللہ کے نبی! مجھے زیادہ نصیحت فرمائیے۔"

آپ نے فرمایا:

استقم ولیحسن خلقك۔

ترجمہ: "استقامت اختیار کرو اور اپنے اخلاق کو اچھا کر۔" (امام ابن حبان، امام حاکم)

جنت کی ضمانت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا جو آپ کی امت کے لوگ آپ کے ارد گرد تھے:

اکفلوا لی بست اکفل لکم بالجنۃ۔

ترجمہ: "تم لوگ مجھے چھ باتوں کی ضمانت دے دو میں تمہارے لئے جنت کا کفیل و ضامن بن جاؤں گا۔"

میں نے عرض کیا:

ما ھن یا رسول اللہ۔

ترجمہ: "یارسول اللہ! وہ کیا ہیں؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الصلوۃ، والزکوٰۃ، والامانۃ، والفرج والبطن واللسان۔

ترجمہ: "1-نماز، 2-زکوٰۃ، 3-امانت، 4-شرم گاہ، 5-پیٹ، 6-زبان۔" (امام طبرانی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ نماز ادا کرنے، زکوٰۃ نکالنے اور (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے، امانت کی حفاظت کرنے، بے حیائی کے کاموں سے بچنے، حلال کھانے اور زبان کی حفاظت کرنے سے اپنے آپ کو آراستہ کرلو، ان تمام اعمال کی برکت سے تم عذاب سے محفوظ ہو جاؤں گے۔

ظلم و ستم اور جور و جفا سے بچو:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتدرون ماالمفلس قالو المفلس فینا من لادر ھم لہ ولا متاع فقال ان المفلس من امتی من یأتی یوم القیامہ بصلوۃ وصیام وزکوٰۃ و یأتی قد شتم ھذا وقذف ھذا واکل مال ھذا وسفك دم ھذا وضرب ھذا فیعطی ھذا من حسناتۃ وھذا من حسناتہ فان فنیت حسناتہ قبل ان یقضی ما علیہ اخذ من خطایا ھم فطر حت علیہ ثم طرح فی النار۔

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ مفلس کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ پیسے ہوں نہ سامان۔ حضور ﷺ نے فرمایا میری امت میں دراصل مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز روزہ، زکوٰۃ لے کر آئے اس حال میں کہ اس نے کسی کو گالی دی ہو، کسی پر تہمت لگائی ہو، کسی کا مال کھالیا ہو۔ کسی کا خون بہایا ہو اور کسی کو مارا ہو تو اب انہیں راضی کرنے کیلئے اس شخص کی نیکیاں ان مظلوموں کے درمیان تقسیم کی جائیں گی۔ پس اس کی نیکیاں ختم ہو جانے کے بعد بھی اگر لوگوں کے حقوق اس پر باقی رہ جائیں گے تو اب حق داروں کے گناہ دلا دیئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔''

- عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ قال الظلم ظلمات یوم القیمه۔

ترجمہ: ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا سبب ہوگا۔'' (بخاری، مسلم)

- عن اوس بن شرحبیل رضی اللہ عنہ انه سمع رسول الله ﷺ یقول من مشی مع ظالم لیقویه وهو یعلم انه ظالم فقد خرج من الاسلام۔

ترجمہ: ''حضرت اوس بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ظالم کو تقویت دینے کیلئے اس کا ساتھ دے یہ جانتے ہوئے کہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ (بیہقی) یعنی یہ ایک مسلمان کا کردار نہیں ہے۔''

یاد رکھنا چاہئے کہ بندوں پر دو قسم کے حقوق عائد ہوتے ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد، ان دونوں کی ادائیگی ضروری ہے لیکن ان میں حقوق العباد بہت اہم ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اگر چاہے تو اپنے حقوق کو معاف فرمادے لیکن بندوں کے حقوق کو اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں معاف فرمائے گا تاوقتیکہ وہ بندے نہ معاف کر دیں کہ جن کے حقوق اس پر عائد ہوتے ہیں لہٰذا حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے ورنہ قیامت کے دن سخت عذاب میں گرفتار ہوگا۔

یہ بھی نیکی ہے؟

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا:

یا نبی الله علمنی شیئا انتفع به؟

ترجمہ: ''یارسول اللہ! مجھے ایسے چیز سکھایئے جس سے میں فائدہ حاصل کروں؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اعزل الاذی عن الطریق۔

ترجمہ: ''لوگوں کے راستہ سے تکلیف دینے والی چیز ہٹادے۔'' (امام مسلم، امام ابن ماجہ)

یعنی وہ اعمال جن سے عمل کرنے والا فائدہ اٹھاتا ہے اور اس کیلئے ان اعمال پر بہت زیادہ اجر ہے، وہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا ہے اور ضرر رساں چیز کا دور کر دینا اور ہر وہ چیز جو گزرنے والوں کو چلنے میں رکاوٹ ڈالے (اسے راستہ سے ایک طرف کر دینا ہے)۔

● حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھا؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

البر حسن الخلق، والاثم ماحاك فی صدرك، وکرهت ان یطلع علیه الناس۔

ترجمہ: ''نیکی حسن خلق ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور لوگوں کا اس پر اطلاع پا جانا تجھے برا محسوس ہو۔'' (امام مسلم، امام ترمذی)

اس حدیث میں حضور ﷺ نے نیکی اور گناہ کی پہچان بتادی کہ نیکی لوگوں پر بھلائی کرنے کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جس کو دل برا جانے اور لوگوں کا اس پر مطلع ہونا پسند نہ کیا جائے۔

حسد و بغض سے بچو:

● عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال ایاکم والحسد فان الحسد یا کل الحسنات کما تاکل النار الحطب۔

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حسد سے اپنے آپ کو بچاؤ اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔'' (ابوداؤد)

● عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول ﷺ یعرض اعمال الناس فی کل جمعة مرتین یوم الاثنین ویوم الخمیس فیغفر لکل عبد مؤمن الا عبدا بینه و بین اخیه شهنا فیقال اترکوا هذین حتی یفیا۔

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: بندوں کے اعمال ہر ہفتہ دو مرتبہ پیش کئے

جاتے ہیں۔ پیر اور جمعرات کو پس ہر بندہ کی مغفرت ہوتی ہے سوا اس بندہ کے جو اپنے کسی مسلمان بھائی سے بغض وکینہ رکھتا ہے اس کے متعلق حکم دیا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑے رہو (یعنی فرشتے ان کے گناہوں کو نہ مٹائیں) یہاں تک کہ وہ آپس کی عداوت سے باز آئیں۔" (مسلم شریف)

✿ و عنه قال قال رسول ﷺ لا یحل لمؤمن ان یهجر مومنا فوق ثلث فان مرت به ثلث فلیلقه فلیسلم علیه فان رد علیه السلام فقد شتر کافی الاجر وان لم یرد علیه فقد باء بالاثم وخرج المسلم من الهجرة۔

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی مسلمان کو عداوتاً چھوڑ رکھے۔ اگر تین دن گزر جائیں تو اس کو چاہئے کہ اپنے بھائی سے مل کر سلام کرے اگر وہ سلام کا جواب دے دے تو (مصالحت کے) ثواب میں دونوں شریک ہیں اور اگر سلام کا جواب نہ دے تو جواب نہ دینے والا گنہگار رہا اور سلام کرنے والا ترکِ تعلقات کے گناہ سے بری ہو گیا۔" (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

✿ عن الزبیر قال قال رسول ﷺ ردالیکم داء الامم قبلکم الحسد والبغضاء هی الحالقة لا اقول تحلق الرأس لکن تحلیق الدین۔

ترجمہ: "حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اگلی امتوں کی بیماری تمہاری طرف بھی آ گئی وہ بیماری حسد و بغض ہے جو مونڈنے والی ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ وہ بال مونڈتی ہے بلکہ وہ دین کو مونڈتی ہے۔" (احمد، ترمذی)

یاد رہے کسی شخص میں کوئی خوبی دیکھ کر یہ آرزو کرنا کہ وہ خوبی اس سے زائل ہو کر میرے پاس آ جائے اسے حسد کہتے ہیں اور حسد کرنا حرام ہے۔ (بہار شریعت)

اور اگر یہ تمنا ہے کہ وہ خوبی مجھ میں بھی ہو جائے تو اسے رشک کہتے ہیں، اور یہ جائز ہے۔

ہر جوڑ پہ صدقہ لازم ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے خود سنا:

فی الانسان ستون وثلاثمائة مفصل، فعلیه ان یتصدق عن کل مفصل منها صدقة۔

ترجمہ: ''انسان میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں، اس پر لازم ہے کہ ان میں سے ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ کرے۔''

صحابہ نے عرض کیا:

فمن یطیق ذلك یا رسول الله؟

ترجمہ: ''یارسول اللہ! اس کو کون طاقت رکھتا ہے؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

النخامة فی المسجد تدفنها، والشیء تنحیه عن الطریق فان لم تقدر فرکعتا الضحی تجزی عنك۔

ترجمہ: ''مسجد میں پڑا ہوا منہ یا ناک کا فضلہ (کھنکار) کو تو دفن کر دے، یعنی صاف کر دے اور راستے سے تکلیف دینے والی چیز کو دور کر دے، پس اگر اس کی قدرت و طاقت نہیں رکھتا تو چاشت کی دو رکعت نماز تیری طرف سے کافی ہوگی۔'' (امام احمد، امام داؤد وغیرہما)

غیبت زنا سے بھی بدتر ہے:

عن ابی سعید و جابر رضی اللہ عنہما قالا قال رسول ﷺ الغیبة اشد من الزنا قالو یا رسول الله وکیف الغیبة اشد من الزنا قال ان الرجل لیزنی فیتوب الله علیه و فی روایة فیتوب فیغفر الله له و ان صاحب الغیبة لایغفرله حتی یغفرها له صاحبة۔ (مشکوٰۃ باب حفظ اللسان ص415)

ترجمہ: ''حضرت ابو سعید و حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غیبت زنا سے زیادہ سخت (گناہ) ہے تو صحابہ کرام نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! غیب زنا سے زیادہ سخت (گناہ) کس طرح ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آدمی زنا کرتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما کر اس کو بخش دیتا ہے لیکن غیبت کرنے والے کو خداوند تعالیٰ اس وقت تک نہیں بخشے گا جب تک کہ اس کو وہ شخص نہ معاف کر دے جس کی اس نے غیبت کی ہے!''

غیبت ان گناہوں میں سے ہے جو سب سے زیادہ کثیر الوقوع ہیں اور باوجودیکہ انتہائی سخت گناہ ہے۔ یہاں تک کہ زنا سے بھی بدتر ہے مگر اس زمانے میں بہت ہی کم لوگ ہیں جو اس گناہ سے محفوظ ہیں۔ عوام تو عوام، جہاں تو جہاں بڑے بڑے علماء اور مشائخ اور عابد و زاہد لوگوں کا دامن بھی اس گناہ سے آلودہ نظر آتا ہے۔ غضب یہ ہے کہ لوگ اس طرح غیبت

کے عادی ہوگئی ہیں کہ گویا غیبت ان کے نزدیک کوئی گناہ کی بات ہی نہیں ہے۔ شاید ہی کوئی مجلس ایسی ہوگی جو اس گناہ کی نحوست سے خالی ہو!

غیبت کیا ہے؟:

کسی کو غائبانہ برا کہنا یا پیٹھ پیچھے اس کا کوئی عیب بیان کرنا یہی (غیبت) ہے۔ چنانچہ مسلم شریف کے حوالے سے آگے حدیث آ رہی ہے اور مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ خود حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ غیبت کیا چیز ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ زیادہ جاننے والے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تمہارا اپنے (دینی) بھائی کی ان باتوں کو بیان کرنا جن کو وہ ناپسند سمجھتا ہے (یہی غیبت ہے) صحابہ کرام نے عرض کی: یہ بتائیے کہ اگر میرے (دینی) بھائی میں واقعی وہ باتیں موجود ہوں (تو کیا ان باتوں کو کہنا بھی غیبت ہوگی؟) تو حضور ﷺ نے فرمایا: اگر اس کے اندر وہ باتیں ہوں گی جبھی تو تم اس کی غیبت کرنے والے کہلاؤ گے اور اگر اس میں وہ باتیں نہ ہوں، جب تو تم اس پر بہتان لگانے والے ہو جاؤ گے (جو ایک دوسرا گناہ کبیرہ ہے) (مشکوٰۃ باب حفظ اللسان ص 412)

اور اگر کسی شخص کا کوئی عیب اس کو ذلیل کرنے کی نیت سے اس کے منہ پر کہہ دیا جائے تو یہ "ایذا رسانی" ہے اور غیبت و بہتان کی طرح یہ "ایذا رسانی" بھی گناہ کبیرہ ہے ہاں اگر اصلاح کی نیت سے کسی کا کوئی عیب اس کے سامنے نصیحت کرتے ہوئے بیان کیا جائے تو یہ نہ غیبت ہے، نہ بہتان نہ ایذا رسانی، بلکہ یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا ہے اور بہت ہی بڑے ثواب کا کام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

کن کن لوگوں کی غیبت جائز ہے؟:

حضرت علامہ ابوزکریا محی الدین بن شرف نووی (متوفی 676ھ) نے مسلم شریف کی شرح میں تحریر فرمایا ہے کہ شرعی اغراض و مقاصد کیلئے کسی کی غیبت کرنا جائز اور مباح ہے اور اس کی چھ صورتیں ہیں!

اوّل: مظلوم کا حاکم کے سامنے کسی ظالم کے ظالمانہ عیوب کو بیان کرنا تا کہ اس کی دادرسی ہو سکے۔

دوم: کسی شخص کو برائی سے روکنے کیلئے کسی صاحب اقتدار کے سامنے اس کی برائیوں کا ذکر کرنا تا کہ وہ صاحب اقتدار اپنے رعب داب سے اس کو برائیوں سے روک دے۔

سوم: مفتی کے سامنے فتویٰ طلب کرنے کیلئے کسی کے عیوب کو پیش کرنا!

چہارم: مسلمانوں کو شر و فساد اور نقصان سے بچانے کیلئے کسی کے عیوب کو بیان کر دینا۔ مثلاً جھوٹے راویوں، جھوٹے گواہوں، بدمذہب، مصنفوں اور واعظوں کے جھوٹ اور بدمذہبی کو لوگوں سے بیان کر دینا تا کہ لوگ گمراہی کے

نقصان سے محفوظ رہیں یا شادی بیاہ کے بارے میں مشورہ کرنے والے سے فریق ثانی کے عیوب کو بتا دینا یا خریدار کو نقصان سے بچانے کیلئے سامان یا سودا بیچنے والے کے عیوب سے باخبر کر دینا۔

پنجم: جو شخص علی الاعلان فسق وفجور اور بدعات ومعصیات کا مرتکب ہو اس کے عیوب کو بیان کرنا۔

ششم: کسی شخص کی شناخت اور پہچان کرانے کیلئے اس کے کسی مشہور عیب کو اس کے نام کے ساتھ ذکر کر دینا۔ جیسے محدثین کا طریقہ ہے کہ ایک ہی نام کے چند راویوں میں امتیاز اور ان کی شناخت کیلئے (اعمش، چندھا) اعرج (لنگڑا) اعمی (اندھا) طویل (لمبا) وغیرہ عیوب کو ان کے ناموں کے ساتھ ذکر دیتے ہیں جس کا مقصد ہرگز ہرگز نہ توہین وتنقیص ہے اور نہ ایذا رسانی، بلکہ صرف راویوں کی شناخت اور ان کے تعارف کیلئے ایسا کیا جاتا ہے۔

(نووی علی المسلم ص322)

چغل خوری اور غیبت کے بارے میں مزید احادیث

- عن بهزبن حكيم عن ابيه عن جده قال قال رسول الله ﷺ اترغيون عن ذكر الفاجر متى يعرفه الناس، اذكرو الفاجر بما فيه يحذره الناس۔

ترجمہ: ”حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے دادا سے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تم لوگ فاجر کو برا کہنے سے پرہیز کرتے ہو؟ آخر اسے لوگ کیوں کر پہچانیں گے۔ فاجر کی برائیاں بیان کیا کرو تا کہ لوگ اس سے بچیں۔“ (سنن بیہقی)

- عن حذيفه قال سمعت رسول الله ﷺ يقول لا يدخل الجنة قتات۔

ترجمہ: ”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔“ (بخاری، مسلم)

- عن عبدالرحمن بن غنم و اسماء بنت يزيد ان النبى ﷺ قال شرار عباد الله المشاءون بالنميمة المفرقون بين الاحبة۔

ترجمہ: ”حضرت عبدالرحمان بن غنم اور اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بدترین بندے وہ ہیں جو لوگوں میں چغلی کھاتے پھرتے ہیں اور دوستوں کے درمیان جدائی ڈالتے ہیں۔“ (احمد، بیہقی)

- عن ابى هريرة رضی اللہ عنہ ان رسول الله ﷺ قال اتدرون ما الغية قالو الله ورسوله

اعلم قال ذکرك اخاك بما یکرہ قیل افرایت ان کان فی اخی ما اقول قال ان کان فیه ما تقول فقد غتبته و ان لم یکن فیه ماتقول فقد بهته۔ (مسلم شریف)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں معلوم ہے غیبت کیا چیز ہے؟ لوگوں نے عرض کیا اللہ و رسول کو اس کا بہتر علم ہے۔ ارشاد فرمایا غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کے بارے میں ایسی بات کہے جو اسے بری لگے۔ کسی نے عرض کیا اگر میرے بھائی میں وہ برائی موجود ہو تو کیا اس کو بھی غیبت کہا جائے گا؟ فرمایا جو کچھ تم کہتے ہو اگر اس میں موجود ہو تبھی تو غیبت ہے اور اگر تم ایسی بات کہو جو اس میں موجود نہ ہو تو یہ بہتان ہے۔''

خبردار، ہوشیار:

1. فاسق معلن یا بدمذہب کی برائی بیان کرنا جائز ہے بلکہ اگر لوگوں کو اس کے شر سے بچانا مقصود ہو تو ثواب ملنے کی امید ہے۔ (بہار شریعت، بحوالہ ردالمحتار)
2. جو شخص علانیہ برا کام کرتا ہو اور اس کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ لوگ اسے کیا کہیں گے تو اس شخص کی اس بری حرکت کو بیان کرنا غیبت نہیں مگر اس کی دوسری باتیں جو ظاہر نہیں ہیں ان کو ذکر کرنا غیبت ہے۔

(بہار شریعت، بحوالہ ردالمحتار)

آج کل بہت سے بدعقیدہ لوگ اپنی بدعقیدگی کو چھپاتے اور خود کو صحیح العقیدہ ظاہر کرتے ہیں اور جب موقع پاتے ہیں تو بدمذہبی کی آہستہ آہستہ تبلیغ کرتے ہیں ان کی بدمذہبی ظاہر کرنا غیبت نہیں اس لئے کہ لوگوں کو ان کے مکر و شر سے بچانا ہے اور اگر وہ اپنی بدمذہبی کو نہیں چھپاتا بلکہ علانیہ ظاہر کرتا ہے جب بھی غیبت نہیں اس لئے کہ وہ علانیہ برائی کرنے والوں میں داخل ہیں۔ (بہار شریعت)

ریاکاری اور دکھلاوے سے بچو

عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا صلی فی العلانیه فاحسن و صلی فی السر فاحسن قال الله تعالٰی هذا عبدی حقاً۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ نے جب علانیہ نماز پڑھی تو خوبی کے ساتھ پڑھی اور جب پوشیدہ طور پر پڑھی تو بھی خوبی کے ساتھ پڑھی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا یہ بندہ سچا ہے (یعنی ریاکاری نہیں کرتا)۔

عن شداد بن اوس رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول من صلی یرائیی

فقد اشرك ومن صام یرائی فقد اشرك ومن تصدق یرائی فقد اشرك۔

(احمد، مشکوٰۃ)

ترجمہ: ''حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے دکھاوے کیلئے نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور جس شخص نے دکھاوے کیلئے روزہ رکھا تو اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کیلئے صدقہ کیا تو اس نے شرک کیا۔''

- عن محمود بن لبید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اخوف ما اخاف علیکم الشرك الا صغر قالو یارسول الله وما الشرك الاصغر قال الریاء۔ (احمد)

ترجمہ: ''حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے بارے میں جس چیز سے میں بہت ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! شرک اصغر کیا چیز ہے؟ فرمایا: ریا (یعنی دکھاوے کیلئے کام کرنا)۔''

- عن عبدالله بن عمرو انه سمع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول من سمع الناس بعمله سمع الله به اسامع خلقه وحقره وصغره۔

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص لوگوں میں اپنے عمل کا چرچا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی (ریاکاری) کو لوگوں میں مشہور کر دے گا اور اس کو ذلیل و رسوا کرے گا۔'' (بیہقی)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

''ہر عملے کہ بریا کند شرک ست، غایت آنکہ شرک جلی ست وخفی، شرک آشکارا بت پرستی کردن و مرائی کہ برائے غیر خدا عمل میکند نیز بت پرستی می کند لیکن پنہائی چنانکہ گفتہ اند کل ما صدك عن الله فهو صنمك۔'' (اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ جلد چہارم: ص ۲۵۰)

یعنی جو کام دکھاوے کیلئے کرے شرک ہے۔ خلاصہ یہ کہ شرک کی دو قسمیں ہیں جلی اور خفی بت پرستی کرنا کھلم کھلا شرک ہے (یہ شرک جلی ہے) اور ریاکار جو کہ غیر خدا کیلئے عمل کرتا ہے، وہ بھی پوشیدہ طور پر بت پرستی کرتا ہے (یعنی یہ شرک خفی ہے) جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ہر چیز جو تجھے خدائے تعالیٰ سے روکے وہ تیرا بت ہے۔

جھوٹ بولنے سے پرہیز کرو:

- عن ام کلثوم قالت قال رسول اللہ ﷺ لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس ویقول خیراً و ینمی۔

ترجمہ: ”حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح پیدا کرتا ہے اچھی بات کہتا ہے اور اچھی بات پہنچاتا ہے۔“

- عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ ان الصدق بر و ان البر یھدی الی الجنۃ و ان الکذب فجور و ان الفجور یھدی الی النار۔

ترجمہ: ”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: سچ بولنا نیکی ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے اور جھوٹ بولنا فسق و فجور ہے اور فسق و فجور دوزخ میں لے جاتا ہے۔“ (مسلم شریف)

- عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ اذاکذب العبد تبا عد عنہ الملك میلا من نتن ماجاء بہ۔

ترجمہ: ”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور ہٹ جاتا ہے۔“ (ترمذی)

- عن صفوان بن سلیم انہ قیل لرسول اللہ ﷺ ایکون المومن جبانا قال نعم فقیل لہ ایکون المومن بخیلا قال نعم فقیل لہ ایکون المومن کذاباً قال لا۔

ترجمہ: ”حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا: کیا مومن بزدل ہوتا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں! (ہوسکتا ہے) پھر عرض کیا: مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ فرمایا: ہاں (ہوسکتا ہے) پھر پوچھا گیا کہ مومن کذاب یعنی جھوٹا ہوتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔“ (بیہقی، مشکوٰۃ)

عمر اور مال کا زیادہ ہونا:

- حضرت ابن شداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

لیس احد افضل عند اللہ من مومن یعمر فی الاسلام لتسبیحہ و تکبیرہ وتھلیلہ۔

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس مومن سے افضل کوئی نہیں ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تکبیر اور اس کی

عبادت وتہلیل کیلئے اسلام میں زیادہ عمر پائی۔" (احمد، مشکوٰۃ)

عن ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ ان رجلا قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الناس خیر قال من طال عمرہ و حسن عملہ قال فای الناس شرقال من طال عمرہ وساء عملہ۔

ترجمہ: "ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! کون آدمی بہت اچھا ہے؟ سرکار اقدس نے فرمایا: وہ شخص جس کی عمر زیادہ ہو اور عمل اچھے ہوں۔ پھر عرض کیا کہ کون آدمی بہت برا ہے؟ فرمایا: وہ شخص جس کی عمر زیادہ ہو اور عمل برے ہوں۔" (ترمذی)

عن ابی سعید نالخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ھذا المال خضرۃ حلوۃ فمن اخذ بحقہ وو ضعہ فی حقہ فنعم المعونۃ۔

ترجمہ: "حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (دنیا کا) مال سبز رنگیں تر و تازہ اور لذیز ہے تو جو شخص اس کو جائز طریقہ سے حاصل کرے اور جائز مصارف میں صرف کرے تو ایسا مال بہترین مددگار ہے۔" (بخاری، مسلم)

عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا باس الغنی لمن تقی اللہ عزوجل والصحۃ لمن تقی خیر من الغنی وطیب النفس من النعیم۔

ترجمہ: "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرے اس کیلئے مالدار ہونا کوئی حرج نہیں اور پرہیزگار آدمی کیلئے جسمانی تندرستی مالداری سے بہتر ہے اور خوشدلی بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے (ایک عظیم نعمت) ہے۔" (مشکوٰۃ)

عن سفیان الثوری قال کان المال فیما مضی یکرہ فاما الیوم فھو ترس المومن و قال لو لا ھذہ الدنانیر لتمندل بنا ھولاء الملوک و قال من کان فی یدہ من ھذہ شی ء فلیصلحہ فانہ زمان ان احتاج کان اول من یبذل دینہ وقال الحلال لایحتمل الصرف۔ (شرح السنہ، مشکوٰۃ)

ترجمہ: "حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگلے زمانہ میں مال کو برا سمجھا جاتا تھا لیکن آج کل مال مومن کی ڈھال ہے اور فرمایا اگر یہ زر و دینار ہمارے پاس نہ ہوتے تو یہ (ظاہر پرست) بادشاہ ہم لوگوں کو ذلیل

وخوار سمجھتے اور فرمایا کہ جس شخص کے پاس کچھ مال ہو اسے چاہئے کہ اسے ٹھیک سے رکھے (یعنی اس کو جائز طریقے سے بڑھانے کی تدبیریں کرے) اس لئے کہ یہ ایسا زمانہ ہے کہ اگر کوئی محتاج ہو جائے گا تو وہی سب سے پہلے اپنے دین (کو دنیا کے عوض) بیچ ڈالے گا اور فرمایا کہ حلال مال فضول خرچی میں ضائع نہیں ہوتا۔"

فضائل اعمال:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے تمام اعمال سے افضل عمل کے متعلق سوال کیا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الصلٰوۃ۔

ترجمہ: "نماز۔"

اس نے عرض کیا:

ثم مه؟

ترجمہ: "اور ارشاد فرمائیے۔"

حضور نے فرمایا:

ثم الصلٰوۃ۔

ترجمہ: "پھر نماز۔"

اس نے عرض کیا:

ثم مه۔

ترجمہ: "اور زیادہ کیجئے۔"

آپ نے ارشاد فرمایا:

ثم الصلٰوۃ ثلاث مرات۔

ترجمہ: "پھر نماز، یہ الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ کہے۔"

راوی نے عرض کیا:

ثم مه۔

ترجمہ: ''پھر میرے علم میں اضافہ فرمائیے۔''

آپ نے فرمایا:

الجهاد فی سبيل الله۔

اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (احمد، صحیح ابن حبان)

پابندیٔ فرائض:

حضرت عمر بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خاضر ہوا اور عرض کیا:

یا رسول الله ان شهدت ان لا اله الا الله وانك رسول الله وصليت الصلوٰت الخمس، و اديت الزكوٰة، وصمت رمضان وقمته، فممن انا؟

ترجمہ: ''یا رسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے اگر میں گواہی دوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور میں پانچ نمازیں بھی ادا کروں، زکوٰۃ بھی دوں اور رمضان کے روزے بھی رکھوں اور قیام بھی کروں یعنی نماز تراویح بھی ادا کروں تو میں کن لوگوں میں سے ہوں گا؟''

آپ نے فرمایا:

من الصديقين والشهداء۔

ترجمہ: ''تو صدیقین اور شہداء میں سے ہوگا۔''

(بزار، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، یہ الفاظ ابن حبان کے ہیں)۔

جماعت میں شمولیت:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر یعنی بھلائی کے بارے میں سوال کر رہے تھے، اس وقت میں آپ سے شر یعنی برائی کے بارے میں سوال کر رہا تھا (یہ سوال) اس ڈر کی وجہ سے تھا کہ وہ مجھے نہ پالے، لہٰذا میں نے عرض کیا:

یا رسول الله انا كنا فی جاهلية وشر، فجاءنا الله بهذا الخير فهل بعد هذا الخير من شر؟

ترجمہ: ''یا رسول اللہ! ہم جاہلیت اور برائی میں تھے تو اللہ تعالیٰ ہم پر یہ بہتری اور بھلائی لایا، کیا اس بہتری کے بعد بھی برائی ہوگی؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نعم۔

ترجمہ: ''جی ہاں!''

میں نے عرض کیا:

وهل بعد ذلك الشر من خير؟

ترجمہ: ''اور کیا اس برائی کے بعد بھی بھلائی ہوگی؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نعم و فيه دخن۔

ترجمہ: ''جی ہاں! اور اس میں کچھ دھواں ہوگا۔''

میں نے عرض کیا:

وما دخنه۔

ترجمہ: ''اور اس کا دھواں کیا ہے؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قوم يهدون بغير هدى تعرف منهم وتنكر۔

ترجمہ: ''وہ ایسے لوگ ہوں گے جو (میرے) طریقے کے خلاف چلیں گے، ان کی کچھ باتیں تمہیں اچھی لگیں گی اور کچھ باتیں بری (لگیں گی)''

میں نے عرض کیا:

فهل بعد ذلك الخير من شر؟

ترجمہ: ''کیا اس بھلائی کے بعد بھی برائی ہوگی؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نعم دعاة على ابواب جهنم من اجابهم اليها قذفوه فيها۔

ترجمہ: ''جی ہاں! جہنم کے دروازوں پر جہنم کی طرف سے بلانے والے ہوں گے جو ان کا جواب دے گا وہ اسے جہنم میں پھینک دیں گے۔''

میں نے عرض کیا:

یا رسول الله صفهم۔

ترجمہ: ''یا رسول اللہ! ان کے اوصاف بتائیے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

هم من جلدتنا ويتكلمون بالستنا۔

ترجمہ: ''وہ ہماری ہی قوم سے ہوں گے اور ہماری زبان میں گفتگو کریں گے۔''

میں نے عرض کیا:

فما تامرنی ان ادركنی؟

ترجمہ: ''اگر وہ زمانہ مجھے پالے تو آپ کا مجھے کیا حکم؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تلزم جماعة المسلمين وامامهم۔

ترجمہ: ''مسلمانوں کی جماعت اور ان کی امام کے ساتھ مل کر رہو۔''

میں نے عرض کیا:

فان لم تكن لهم جماعة ولا امام؟

ترجمہ: ''اگر ان کی جماعت بھی نہ ہو اور امام بھی نہ ہو؟''

یعنی پھر کیا کریں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فاعتزك تلك الفرق كلها، ولوان تعض باصل شجرة حتى يدركك الموت وانت على ذلك۔

ترجمہ: ''ان تمام جماعتوں سے علیحدہ ہو جا اگر چہ تجھے درخت کی جڑ چبانی پڑے یہاں تک کہ اسی حالت میں تیری موت آجائے۔'' (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

اپنا حق خدا سے مانگنا:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں فرمایا:

انكم سترون بعدى اثرة وامورا تنكرونها۔

ترجمہ: ''تم میرے بعد ایسے نشانات اور ایسے کام دیکھو گے جنہیں تم ناپسند کرو گے۔''

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا:

فما تامرنا یا رسول اللہ۔

ترجمہ: ''یارسول اللہ! (پھر) آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟''

رسول اللہ نے فرمایا:

ادوا الیھم حقھم وسلوا اللہ حقکم۔

ترجمہ: ''ان (لوگوں) کے حقوق پورے کرو اور اپنا حق اللہ سے مانگو۔'' (امام بخاری، امام ترمذی)

خلیفہ کی صفات

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ان سے ڈرا بھی بہت کرتا تھا اور ان کی تعظیم بھی بہت کیا کرتا تھا۔ میں ایک دن ان کی خدمت میں ان کے گھر حاضر ہوا وہ اکیلے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اتنے زور سے سانس لیا کہ میں سمجھا کہ ان کی جان نکل گئی ہے۔ پھر انہوں نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر بہت لمبا سانس لیا۔ میں نے ہمت سے کام لیا اور کہا میں ان سے اس بارے میں ضرور پوچھوں گا چنانچہ میں نے کہا: ''اے امیر المومنین! آپ نے کسی بڑی پریشانی کی وجہ سے اتنا لمبا سانس لیا ہے؟'' انہوں نے کہا: ''ہاں اللہ کی قسم! مجھے سخت پریشانی ہے اور وہ یہ ہے کہ مجھے کوئی بھی اس امر خلافت کا اہل نہیں مل رہا ہے۔'' پھر فرمایا: ''شاید تم یوں کہتے ہو گے کہ تمہارے ساتھی یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اس امرِ خلافت کے اہل ہیں۔'' میں نے کہا: ''امیر المومنین! انہیں ہجرت کی سعادت بھی حاصل ہے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ بھی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار بھی ہیں کیا وہ ان تمام امور کی وجہ سے خلافت کے اہل نہیں ہیں؟'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم جیسے کہہ رہے ہو وہ ایسے ہی ہے لیکن ان کی طبیعت میں مزاح اور دل لگی ہے پھر وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ فرماتے رہے۔ پھر یہ فرمایا کہ خلافت کی ذمہ داری صرف وہی شخص اٹھا سکتا ہے جو نرم ہو لیکن کمزور نہ ہو، مضبوط ہو لیکن سخت نہ ہو، سخی ہو لیکن فضول خرچ نہ ہو، احتیاط سے خرچ کرنے والا ہو لیکن کنجوس نہ ہو اور پھر فرمایا: اس خلافت کو سنبھالنے کی طاقت صرف وہی آدمی رکھتا ہے جو بدلہ لینے کے لیے دوسروں سے حسنِ سلوک نہ کرے اور ریاکاروں کی مشابہت اختیار نہ کرے اور لالچ میں نہ پڑے اور اللہ کی طرف سے سونپی ہوئی خلافت کی ذمہ داری کی طاقت صرف وہی آدمی رکھتا ہے جو اپنی زبان سے ایسی بات نہ کہے جس کی وجہ سے اپنا عزم توڑنا پڑے اور اپنی جماعت کے خلاف بھی حق کا فیصلہ کر سکے۔ (کنز العمال، ۳/۱۵۸)

لاؤں کہاں سے ڈھونڈ کے میں تجھ سا دوسرا　　　یہ کیوں نہ ہو کہ تجھ کو تیرے روبرو کروں

باپ کی بیٹے کو نصیحت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مجھ سے میرے والد (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اے میرے بیٹے! میں دیکھ رہا ہوں کہ امیر المومنین (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) تمہیں بلاتے ہیں اور تمہیں اپنے قریب بٹھاتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر صحابہ کے ساتھ تم سے بھی مشورہ لیتے ہیں۔ لہٰذا تم میری تین باتیں یاد رکھنا (۱) اللہ سے ڈرتے رہنا (۲) کبھی ان کے تجربہ میں یہ بات نہ آئے کہ تم نے جھوٹ بولا ہے یعنی کبھی ان کے سامنے جھوٹ نہ بولنا (۳) ان کا کوئی راز فاش نہ کرنا۔ کبھی ان کے پاس کسی کی غیبت نہ کرنا۔

چنانچہ حضرت عامر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا ان تین باتوں میں سے ہر بات ایک ہزار (درہم) سے بہتر ہے۔ انہوں نے فرمایا: نہیں، ان میں سے ہر ایک دس ہزار (درہم) سے بہتر ہے۔ (حلیۃ الاولیاء: ۱/۳۱۸)

حضرت شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ آدمی یعنی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تمہارا بڑا اکرام کرتے ہیں اور تمہیں اپنے قریب بٹھاتے ہیں اور تمہیں ان لوگوں میں یعنی ان بڑے صحابہ میں شامل کر دیا ہے جبکہ تم ان جیسے تم نہیں ہو۔ میری تین باتیں یاد رکھنا: (۱) کبھی ان کے تجربہ میں یہ بات نہ آئے کہ تم نے جھوٹ بولا ہے (۲) کبھی ان کا کوئی راز فاش نہ کرنا (۳) ان کے پاس کسی کی غیبت بالکل نہ کرنا۔

(حیاۃ الصحابہ: ۲/۱۰۵)

بعض روایات میں یہ اضافہ بھی منقول ہے:

"شعبی کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ ان میں سے ہر بات ایک ہزار روپے سے بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا: "خدا کی قسم! دس ہزار روپے سے بہتر ہے۔" (نخبۃ العرب، صفحہ: ۲۲)

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کوئی مسئلہ پیش آتا تو آپ نوجوانوں کو بلاتے اور ان کی عقل و سمجھ کی تیزی کو اختیار کرتے ہوئے ان سے مشورہ لیتے۔

امام بیہقی نے حضرت سیرین سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مزاج مشورہ کر کے چلنے کا تھا چنانچہ بعض دفعہ مستورات سے بھی مشورہ لے لیا کرتے اور ان مستورات کی رائے میں ان کو کوئی بات اچھی نظر آتی تو اس پر عمل کر لیتے۔

(کنز العمال: ۲/۱۶۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے اور اس بات کے بیان کرتے وقت آپ کو جو مسرت و حلاوت

حاصل ہوتی ہوگی اس کا اندازہ کرنا مشکل نہیں ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکارِ دوعالم حضرت محمد ﷺ نے مجھے اپنے سینہ مبارک سے لگایا اور یہ دعا دی: اللهم علمه الحكمة۔

ترجمہ: ''اے اللہ! اس کو حکمت سکھا دے۔'' (اسد الغابہ، ۳/۱۹۳)

اِک نگاہ حضور کے صدقے زندگی زندگی بنی کیفی

عورتوں کی نماز گھروں میں:

حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتی ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا:

قد علمت انت تحبين الصلوة معی و صلوتك فی بيتك خير من صلوتك فی حجرتك وصلو تك فی حجر تك خير من صلوتك فی دارك، وصلوتك فی دارك خيز من صلوتك فی مسجد قومك، وصلوتك فی مسجد قومك خير من صلوتك فی مسجدی۔

ترجمہ: ''میں جانتا ہوں کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہو، تیرا گھر یعنی کوٹھڑی میں نماز پڑھنا دالان میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور تیرا دالان میں نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور تیرا صحن میں نماز پڑھنا اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور تیرا اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھنا میری مسجد میں میرے ساتھ نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔''

راوی نے کہا کہ حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا نے حکم دیا تو ان کیلئے ان کے گھر کے کونے اور اندھیری جگہ میں مسجد بنادی گئی، وہ اس میں نماز پڑھتی رہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جاملیں۔ (احمد، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان)

توکل وخوفِ خدا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا:

يا رسول الله اعقلها واتو كل او اطلقها و اتو كل؟

ترجمہ: ''یا رسول اللہ! اسے (سواری کو) باندھ کر توکل کروں یا اسے کھلا چھوڑ کر توکل کروں؟''

رسول اللہ نے فرمایا:

اعقلها وتوكل۔

''اس کی ٹانگ باندھ کر توکل کر۔'' (امام ترمذی)

- حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان کان محسنا ندم الایکون ازداد، و ان کان مسیئا ندم الا یکون نزع۔

ترجمہ: ''اگر وہ (شخص) نیک ہے تو شرمسار ہوگا کہ نیکی زیادہ کیوں نہیں ہوئی اور اگر وہ برا ہے تو وہ نادم ہوگا کہ اس نے برائی سے رجوع کیوں نہیں کیا؟ یعنی برائی سے باز کیوں نہیں آیا۔'' (امام ترمذی)

پہلی حدیث میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کے ساتھ ساتھ مسلمان سے حفاظتی اقدام حاصل کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے اور یہ بات توکل کے منافی نہیں ہے، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل سے فرمایا کہ اپنی اونٹنی کو باندھے اور اللہ پر بھروسا کرے کیونکہ توکل کا محل (جگہ) دل ہے اور اسباب جسم اور اعضاء کے ساتھ ہوتے ہیں۔ جبکہ دوسری حدیث پاک میں برائیوں سے ڈرایا گیا ہے اگرچہ وہ کم ہی ہوں اور طاعات یعنی نیکیوں کے زیادہ ہونے کی رغبت دلائی گئی ہے اگرچہ وہ پہلے سے ہی زیادہ اور بڑی ہوں، پس نیکیوں کا زیادہ اور بڑا ہونا اللہ کی عطا ہے۔

گناہ کے بعد نیکی کرنے کا حکم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت کا بوسا لے لیا اور ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا:

یا رسول الله انی عالجت امراۃ فی اقصی المدینة، وانی اصبت منها مادون ان امسها، فانا هذا فاقض فی ماشئت؟

ترجمہ: ''یارسول اللہ! میں نے شہر کے آخری کنارے پر ایک عورت سے ملاقات کی ہے اور اس کے ساتھ جماع کرنے کے علاوہ دوسرے تمام طریقوں سے لذت حاصل کی ہے، اب میں یہ حاضر ہوں آپ جو چاہیں میرے بارے میں فیصلہ فرما دیں۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا:

لقد سترك الله لو سترت نفسك۔

ترجمہ: ''اگر تو بھی اپنی ستر پوشی کرتا تو کیا تھا؟ اللہ نے تو تیری ستر پوشی فرما دی تھی۔''

یا معنی یہ ہے کہ اللہ نے تیری ستر پوشی کر دی تھی کاش تو بھی اپنا عیب چھپا کے رکھتا۔

یا مطلب یہ ہے کہ اگر تو اپنے گناہ کو چھپاتا تو اللہ بھی تیرے گناہ کو چھپاتا۔ راوی نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

کا کچھ جواب نہیں دیا، پس وہ شخص کھڑا ہوا اور چلا گیا، نبی کریم ﷺ نے اس کے پیچھے ایک آدمی کو بھیجا کہ اسے بلا لائے (جب وہ شخص واپس آیا) تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے سامنے یہ آیت پڑھی:

اقم الصلوة طرفی النهار وزلفا من اللیل ان الحسنات یذهبن السیئات ذلك ذکری للذاکرینo (ھود:114)

ترجمہ: ''دن کی دونوں طرفوں میں نماز قائم کیجئے (فجر، ظہر اور عصر کی نمازیں) اور رات کے حصے میں (مغرب اور عشاء کی نمازیں) بے شک نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں، یہ نصیحت ذکر (قبول) کرنے والوں کیلئے ہے۔''

اس کے بعد قوم کے ایک آدمی نے عرض کیا:

یا نبی الله هذاله خاصة۔

ترجمہ: ''اے اللہ کے نبی! کیا یہ بات اسی شخص کیلئے خاص ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بل للناس کافة۔

ترجمہ: ''بلکہ تمام لوگوں کیلئے ہے۔'' (امام مسلم وغیرہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے سفر کا ارادہ کیا تو عرض کیا:

یا رسول الله اوصنی۔

ترجمہ: ''یا رسول اللہ! مجھے وصیت فرمائیے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اعبد الله ولا تشرك به شیئا۔

ترجمہ: ''اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔''

انہوں نے عرض کیا:

یا رسول الله زدنی۔

ترجمہ: ''یا رسول اللہ! مجھے مزید وصیت کیجئے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذا اسأت فاحسن وليحسن خلقك۔

ترجمہ: ”جب تو گناہ کرے تو (بعد میں) نیکی بھی کر اور اپنے اخلاق کو اچھا کر۔“ (امام ابن حبان، امام حاکم)

اہلِ علم کے لیے چند نصیحتیں (النصیحتة لائمة المسلمین)

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خبر ملی کہ باب بنی سہم کے پاس کچھ لوگ تقدیر کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں وہ اٹھ کر ان کی طرف چلے اور اپنی چھڑی حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو دی اور اپنا ایک ہاتھ اس چھڑی پر رکھا اور دوسرا ہاتھ حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ پر رکھا۔ جب ان کے پاس پہنچے تو ان لوگوں نے خوش آمدید کہا اور اپنی مجلس میں ان کے بیٹھنے کے لیے جگہ بنائی لیکن وہ بیٹھے نہیں بلکہ ان سے فرمایا: تم اپنا نسب نامہ بیان کرو تا کہ میں قبیس والوں کو پہچان لوں۔ ان میں سے کچھ نے اپنا نسب نامہ بیان کیا تو فرمایا: ”کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو گونگے اور بولنے سے عاجز نہیں ہیں بلکہ اللہ کے ڈر سے خاموش رہتے ہیں۔ یہی لوگ فصاحت والے، فضیلت والے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے واقعات کو جاننے والے علماء ہیں۔ جب انہیں اللہ کی عظمت کا دھیان آتا ہے تو ان کی عقلیں اڑ جاتی ہیں ان کے دل شکستہ ہو جاتے ہیں اور ان کی زبانیں بند ہو جاتی ہیں۔ جب ان کو اس کیفیت سے افاقہ ہوتا ہے تو وہ پاکیزہ اعمال کے ذریعے سے اللہ کی طرف تیزی سے چلتے ہیں حالانکہ وہ عقلمند اور طاقتور ہوں گے لیکن پھر بھی وہ اپنے آپ کو کوتاہی کرنے والوں میں شمار کریں گے اور اس طرح وہ نیک اور خطاؤں سے پاک ہوں گے لیکن اپنے آپ کو ظالم اور خطا کار لوگوں میں شمار کریں گے اور اللہ کے لیے زیادہ (اعمال اور قربانی) کو زیادہ نہیں سمجھیں گے اور اللہ کے لیے کم پر وہ راضی نہیں ہوں گے اور اعمال میں اللہ کے سامنے نخرے نہیں کریں گے۔ تم انہیں جہاں بھی ملو گے وہ اہتمام اور فکر سے چلنے والے، ڈرنے والے اور کپکپانے والے ہوں گے۔

حضرت وہب فرماتے ہیں یہ باتیں ارشاد فرما کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وہاں سے اٹھے اور اپنی مجلس میں واپس تشریف لے آئے۔ (حلیۃ الاولیاء: ۱/۳۲۵)

عالم کی موت عالَم کی مَوت ہے

حضرت عمار بن ابی عمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ہم جھونپڑی کے سائے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں جا کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے فرمایا: اس طرح علم چلا جاتا ہے آج بہت زیادہ علم دفن ہو گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی قبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یوں علم چلا جاتا ہے ایک آدمی ایک چیز کو جانتا ہے اس چیز کو اور کوئی نہیں جانتا۔ جب یہ آدمی مر جاتا ہے تو جو علم اسکے پاس تھا وہ بھی چلا جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم جانتے ہو علم کیسے جاتا ہے؟ اس کے جانے کی صورت یہ ہے کہ علماء زمین سے چلے جاتے ہیں۔ (حیاۃ الصحابۃ: ۳/۳۰۰)

داخلۂ جنت بفضل خدا ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سددوا قاربوا وابشروا فانه لن يدخل الجنة احدا عمله۔

ترجمہ: ''راہِ راست کی طرف رہنمائی کرو، میانہ روی اختیار کرو اور خوش ہو جاؤ کہ ہرگز کوئی شخص بھی اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں داخل نہ ہوگا۔''

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا:

ولانت یا رسول الله۔

ترجمہ: ''یا رسول اللہ! اور آپ بھی (عمل سے داخل نہیں) ہوں گے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

والا انا الا ان يتغمدنی الله برحمة؟

ترجمہ: ''اور نہ میں! مگر یہ کہ مجھے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں چھپالے گا۔'' (شیخین، امام نسائی)

مطلب یہ ہے کہ صرف عمل صالح ہی جنت میں داخل نہیں کرے گا، ہاں! جب اللہ کی رحمت کی امید اس کے ساتھ ہوگی، نیک اعمال اور ہدایت جنت میں لے جانے کے اسباب تو ہیں لیکن اسے واجب کرنے والے نہیں ہیں۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے ایک سال اللہ سے دعا کی کہ مجھے خواب میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی زیارت کرا دے چنانچہ میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو میں نے عرض کیا: آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا: بڑے شفیق اور نہایت مہربان رب سے واسطہ پڑا۔ اگر میرے رب کی رحمت نہ ہوتی تو میری عزت خاک میں مل جاتی۔ (حلیۃ الاولیاء: ۱/۵۴)

صدقہ کرنا ہر مسلمان پر ہے:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

علی کل مسلم صدقة۔

ترجمہ: ''ہر مسلمان پر صدقہ کرنا واجب ہے۔''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

یا نبی الله فمن لم یجد۔

ترجمہ: "اے اللہ کے نبی! جو نہ پائے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یعمل بیدیه فینفع نفسه و یتصدق۔

ترجمہ: "اپنے ہاتھوں سے کام کرے، اپنے آپ کو فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔"

صحابہ کرام نے عرض کیا:

فان لم یجد۔

ترجمہ: "اگر نہ پائے؟"

آپ نے فرمایا:

یعین ذالحاجة الملهوف۔

ترجمہ: "وہ مظلوم حاجت مند کی مدد کرے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

فان لم یجد۔

ترجمہ: "اگر اس کی (توفیق) نہ پائے؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فلیعمل بالمعروف ولیمسك عن الشر فانها له صدقة۔

ترجمہ: "اسے نیکی کرنا اور برائی سے روکنا چاہئے، یہ بھی اس کیلئے صدقہ ہے۔" (شیخین، نسائی)

پانی اور نمک نہ دینا:

حضرت بہیسہ غزاریہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میرے والد صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی، وہ اندر داخل ہوئے تو آپ کی قمیص مبارک اٹھا کر چومنے لگے، پھر عرض گزار ہوئے:

یارسول الله ما الشیء الذی لایحل منعه؟

ترجمہ: "یارسول اللہ! کون سی چیز ہے جس سے منع کرنا جائز نہیں ہے؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الماء۔

ترجمہ: ''پانی۔''

صحابی نے عرض کیا:

یا نبی اللہ ما الشیء الذی لایحل منعہ۔

ترجمہ: ''اے اللہ کے نبی! اور کون سی چیز ہے جس سے منع کرنا جائز نہیں ہے؟''

رسول اللہ نے فرمایا:

الملح۔

ترجمہ: ''نمک۔''

صحابی نے پھر عرض کیا:

یا رسول اللہ ما الشیء الذی لایحل منعہ؟

ترجمہ: ''یارسول اللہ! اور کون سی چیز ہے جس سے منع کرنا جائز نہیں ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

ان تفعل الخیر خیر لك۔

ترجمہ: ''جتنی تم بھلائی کرو اتنا ہی تمہارا فائدہ ہے۔'' (ابوداؤد، نسائی)

حضور ﷺ کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو نصیحتیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سرکارِ دو عالم ﷺ کے پیچھے سوار تھا۔ آپ ﷺ نے نگاہِ توجہ کو میری طرف مبذول کر کے ارشاد فرمایا:

یا غلام اعلمك کلمات احفظ یحفظك اللہ احفظ اللہ تجدہ تجاھك اذا سالت فاسئل اللہ و اذا استعنت فاستعن باللہ و اعلم ان الامة لو اجتمعت علی ان ینفعوك بشیء لم ینفعوك الا بشیء کتبہ اللہ لك و ان اجتمعوا علی ان یضروك لم یضروك الا بشیء قد کتبہ اللہ علیك رفعت الا قلام و جفت الصحف۔

ترجمہ: ''اے لڑکے! میں تجھے چند کلمات سکھاتا ہوں تو اللہ کی حدود کی حفاظت کر اللہ تیری حفاظت کرے گا، تو

اللہ کے دین کی حفاظت کرے گا تو اللہ کو اپنے سامنے پائے گا۔ جب تو سوال کرے تو صرف اللہ ہی سے سوال کر اور جب تو مدد طلب کرے تو صرف اللہ ہی سے مدد طلب کر، تجھے جان لینا چاہیے کہ اگر لوگ اس بات پر جمع ہو جائیں کہ تجھے نفع پہنچائیں تو تجھے صرف اسی قدر نفع پہنچا سکتے ہیں جو اللہ نے تیرے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ اگر سارے مل کر تجھے نقصان پہنچانا چاہیں تو تجھے صرف اسی قدر نقصان پہنچا سکتے ہیں جو اللہ نے تیرے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا لیے گئے ہیں اور لکھا ہوا خشک ہو چکا ہے۔''

(اسد الغابہ:۳/۱۹۴)

یاد رہے! حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنی عمر مبارک کے آخری حصہ میں نابینا ہو گئے تھے، لیکن اس کڑی آزمائش کے باوجود دامن صبر کو تھامے رکھا اور کبھی حرف شکایت زبان پر نہ آنے دیا۔ ایک دن فرطِ محبت میں آئے اور زبانِ مقدس سے یہ اشعار جاری ہوئے:

ان یاخذ اللہ من عینی نورھما ففی لسانی و قلبی منھما نور
قلبی ذکی و عقلی غیر ذی دخل و فی فی صارم کالسیف ماثور

ترجمہ: ''اگر اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں کے نور کو سلب کر لیا تو کیا ہوا؟ میری زبان اور میرے دل میں ان کا نور باقی ہے میرا دل توانا ہے اور میری عقل خرابی سے پاک ہے اور میرے منہ میں منقول روایات تلوار کی عمدگی کی طرح محفوظ ہیں۔'' (اسد الغابہ:۳/۱۹۵)

فقر کی فضیلت اور معیشت نبوی:

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا:

یا رسول اللہ و اللہ انی لاحبك۔

ترجمہ: ''یارسول اللہ! اللہ کی قسم! میں یقیناً آپ سے محبت رکھتا ہوں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انظر ماذا تقول؟

ترجمہ: ''غور کر تو کیا کہہ رہا ہے؟''

اس نے عرض کیا:

واللہ انی لاحبك۔

ترجمہ: ''اللہ کی قسم! یقیناً میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انظر ماذا تقول؟

ترجمہ: ''غور کر تو کیا کہہ رہا ہے؟''

اس نے عرض کیا:

واللہ انی لاحبك۔

ترجمہ: ''اللہ کی قسم! یقیناً میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔''

یہ الفاظ اس نے تین مرتبہ کہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان کنت تحبنی فاعد للفقر تجفافاً فان الفقر اسرع من یحبنی من السیل الی منتھاہ۔

ترجمہ: ''اگر تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو محتاجی کیلئے ٹاٹ کا کپڑا اتیار کر لے کیونکہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے محتاجی اس کی طرف ایک بڑے سیلاب کی رفتار سے بھی جلد آتی ہے۔'' (امام ترمذی)

✿ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ چٹائی پر آرام فرما تھے، جب اٹھے تو چٹائی نے آپ ﷺ کے پہلو مبارک پر نشان ڈال دیئے، ہم نے عرض کیا:

یا رسول اللہ لو اتخذنالك ای فراشا لینا۔

ترجمہ: ''یا رسول اللہ! اگر ہم آپ کیلئے نرم بچھونا بنا دیں؟''

آپ نے فرمایا:

ما لی وللدنیا ما انا فی الدنیا الا کراکب استظل تحت شجرۃ ثم راح و ترکھا۔

ترجمہ: ''میرا اور دنیا کا کیا تعلق ہے؟ میں تو دنیا میں ایک سوار کی طرح ہوں جو درخت کے نیچے سایا میں بیٹھا، پھر آرام کیا اور اسے چھوڑ دیا۔'' (اصحاب اربعہ)

پہلی حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو آدمی میرے ساتھ اپنے دل سے سچی محبت رکھتا ہے، وہ فقر و محتاجی کا انتظار کرے کیونکہ جو شخص مجھ سے محبت رکھتا ہے اس کی طرف محتاجی جاری سیلاب سے بھی جلدی آجاتی ہے۔ پس وہ اس کے اجر کو بڑھا دیتا ہے۔ (محبت کی وجہ سے ہی اسے فقر کا درجہ مل رہا ہے)

جبکہ دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کیلئے ایک بہترین مثال بیان کی ہے جو دنیا سے آخرت کی طرف بہت جلد گزر کر چلے جانے کے بارے میں ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تسلیاں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر نیزہ سے حملہ ہوا اور آپ زخمی ہو گئے تو میں ان کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا: ''اے امیر المومنین! آپ کو خوشخبری ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے کئی شہروں کو آباد کیا۔ نفاق کو ختم کیا اور آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے عام انسانوں کے لیے روزی کی خوب فراوانی کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابنِ عباس! کیا امارت کے بارے میں تم میری تعریف کرر ہے ہو؟ میں نے کہا: میں تو دوسرے کاموں میں بھی آپ کی تعریف کرتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! میں تو یہ چاہتا ہوں کہ امارت میں جیسا داخل ہوا تھا اس میں سے ویسا ہی نکل آؤں، نہ کسی اچھے عمل پر مجھے ثواب ملے اور نہ کسی برے عمل پر سزا۔

ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی حدیث ایک اور سند سے نقل کی ہے اس میں یہ مضمون ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کو جنت کی بشارت ہو آپ حضور ﷺ کی صحبت میں رہے اور بڑے لمبے عرصے تک ان کی صحبت میں رہے اور پھر آپ مسلمانوں کے امیر بنائے گئے تو آپ نے مسلمانوں کو خوب قوت پہنچائی اور امانت صحیح طور سے ادا کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے مجھے جنت کی بشارت دی ہے تو اس اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے! اگر ساری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے وہ سب مل جائے تو اس وقت میرے سامنے آخرت کا جو دہشت ناک منظر ہے اس سے بچنے کے لیے میں وہ سب کچھ یہ جاننے سے پہلے ہی فدیہ میں دے دوں کہ میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے تم نے مسلمانوں کے امیر بننے کا بھی ذکر کیا ہے تو اللہ کی قسم میں یہ چاہتا ہوں کہ امارت برابر سرابر رہے نہ ثواب ملے اور نہ سزا اور تم نے حضور ﷺ کی صحبت کا بھی ذکر کیا ہے تو یہ ہے امید کی چیز۔

اور ابنِ سعد کی ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے بٹھاؤ۔ جب بیٹھ گئے تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا: اپنی بات دوبارہ کہو۔ انہوں نے دوبارہ کہی تو فرمایا: اللہ سے ملاقات کے دن یعنی قیامت کے دن کیا تم اللہ کے سامنے ان تمام باتوں کی گواہی دے دو گے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: جی ہاں۔ اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ خوش ہو گئے اور ان کو یہ بات بہت پسند آئی۔ (طبقات ابن سعد، ۳/ ۲۵۷)

افضل ترین صدقہ:

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے صدقات سے متعلق سوال کیا کہ

ان میں سے کون سا صدقہ افضل ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

علی ذی الرحم الکاشح۔

ترجمہ: ''اس رشتہ دار پر (صدقہ کرنا) جو تجھ سے چھپ چھپا کر دشمنی کرتا ہے۔'' (احمد، طبرانی)

✿ حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے، وہ بہز کے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ من ابر؟

ترجمہ: ''یارسول اللہ! نیکی کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟''

آپ نے فرمایا:

امك، ثم امك، ثم امك، ثم اباك ثم الاقرب فالاقرب۔

ترجمہ: ''تیری ماں، پھر تیری ماں، پھر تیری ماں، پھر تیرا باپ، پھر زیادہ قریبی، پھر زیادہ نزدیکی۔'' (ابوداؤد (الفاظ بھی انہیں کے ہیں) نسائی، ترمذی)

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ سب سے پہلے مسلمان اپنی ماں سے نیکی کرے اور اس کی تعظیم کرے اور نبی کریم ﷺ نے وصیت طلب کرنے والے کیلئے تین مرتبہ ان الفاظ امكَ (تیری ماں) کو دہرایا، نیز مہربانی اور بہت زیادہ تعظیم اور احسان (ماں سے کرنا) اور پھر اس کے ساتھ بعد میں باپ کو ملایا ہے۔

اچھی بات بھی صدقہ ہے:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا:

''یارسول اللہ نماز کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟''

فرمایا:

''یہ مکمل عمل ہے۔''

میں نے کہا:

''آپ نے اس عمل کو تو چھوڑ دیا جو میرے دل میں سب سے افضل تھا یا کہا بہتر تھا۔''

فرمایا:

''وہ کیا ہے؟''

میں نے عرض کیا:

الصوم۔

ترجمہ: ''روزہ۔''

آپ نے فرمایا:

خير وليس هناك۔

ترجمہ: ''بہتر ہے مگر یہاں اس کی جگہ نہیں ہے۔''

میں نے عرض کیا:

واى الصدقة وذكر كلمة۔

ترجمہ: ''اور کون سا صدقہ (افضل ہے) اور کوئی کلمہ ذکر کیا۔''

میں نے عرض کیا:

فان لم اقدر۔

ترجمہ: ''اگر میں قدرت نہ رکھوں۔''

آپ نے فرمایا:

بفضل طعامك۔

ترجمہ: ''اپنے سے بچا ہوا کھانا دے دو۔''

میں عرض کیا:

فان لم افعل۔

ترجمہ: ''پس اگر میں نہ کروں۔''

آپ نے فرمایا:

بشق تمرة۔

ترجمہ: ''کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ۔''

میں نے عرض کیا:

فان لم افعل۔

ترجمہ: ''اگر میں نہ کرسکوں۔''

آپ نے فرمایا:

بکلمة طیبه۔

ترجمہ: ''اچھی بات کے ساتھ۔''

میں نے عرض کیا:

فان لم افعل۔

ترجمہ: ''اگر میں نہ کروں۔''

آپ نے فرمایا:

دع الناس من الشر، فانها صدقة تصدق بها علی نفسك۔

ترجمہ: ''لوگوں کو برائی سے محفوظ رکھ یعنی انہیں تنگ نہ کر، یہ ایسا صدقہ ہے جو تم اپنے نفس پر کرو گے۔''

میں نے عرض کیا:

فان لم افعل۔

ترجمہ: ''پس اگر میں یہ بھی نہ کروں۔''

آپ نے فرمایا:

ترید ان لاتدع فیك من الخیر شیئا۔

ترجمہ: ''تم چاہتے ہو کہ اپنے اندر بھلائی میں سے کوئی چیز نہ رہنے دو۔''

(بزار (الفاظ بھی ان کے ہیں)، حاکم، ابن حبان)

✿ حضرت ام بجید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:

یا رسول الله ان المکسین لیقوم علی بابی فما اجد له شیئا اعطیه ایاه۔

ترجمہ: ''یا رسول اللہ! میرے دروازے پر مسکین کھڑا ہوتا ہے، میں اس کیلئے کوئی چیز نہیں پاتی جو اسے عطا کروں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا:

ان لم تجدی الا ظلفا محرقا فادفعیه الیه فی یده۔

ترجمہ: ''اگر تو ایک جلے ہوئے کُھر کے سوا کچھ بھی نہیں پاتی تو اس کے ہاتھ میں وہی دے دے۔'' (ترمذی، ابن خزیمہ)

سچی توبہ:

حضرت ابی طویل شطب الممدود کا بیان ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے:

ارایت من عمل الذنوب کلها ولم یترک منها شیئا وهو فی ذلک لم یترک حاجة ولا داجة الا اتاها، فهل لذلک من توبة؟

ترجمہ: "آپ کا کیا خیال ہے کہ ایک شخص تمام گناہ کرتا ہے اور ان میں سے کسی گناہ کو نہیں چھوڑتا اور وہ اس حالت میں کوئی چھوٹی اور بڑی حاجت یا خواہش پوری کئے بغیر نہیں رہتا تو کیا اس شخص کیلئے توبہ ممکن ہے؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فهل اسلمت۔

ترجمہ: "کیا تو مسلمان ہو گیا ہے؟"

اس نے عرض کیا:

اما انا فاشهد ان لااله الا الله و انک رسول الله۔

ترجمہ: "ہاں! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تفعل الخیرات و تترک السیئات، فیجعلهن الله لک خیرات کلهن۔

ترجمہ: "تو نیک کام کر اور برے کام چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ ان سب کاموں کو تیرے لئے اچھے اور نیک عمل بنا دے گا۔"

اس صحابی نے عرض کیا:

و غدراتی و فجراتی۔

ترجمہ: "میرے کام (یعنی بد دیانتی اور وعدہ خلافی) اور میرے تمام فسق و فجور (یعنی احکام خداوندی کی نافرمانیاں) بھی نیکی میں تبدیل ہو جائیں گے؟"

رسول اللہ نے فرمایا:

نعم۔

ترجمہ: "جی ہاں!"

انہوں نے کہا:

الله اکبر فما زال یکبر حتی تواری۔

ترجمہ: ''وہ لگاتار اللہ اکبر کہتے رہے یہاں تک کہ (لوگوں کی نظروں سے) غائب ہو گئے۔'' (امام بزار، امام طبرانی)

سب سے بڑا چور اور سب سے بڑا بخیل

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اسرق الناس الذی یسرق صلاته۔

ترجمہ: ''لوگوں میں سے سب سے زیادہ بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز کی چوری کرتا ہے۔''

عرض کیا گیا:

یا رسول الله وکیف یسرق صلاته۔

ترجمہ: ''یا رسول اللہ! وہ اپنی نماز میں کیسے چوری کرتا ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لایتم رکوعها، ولا سجودها، وابخل الناس من بخل بالسلام۔

ترجمہ: ''اس کے رکوع اور اس کے سجدے کو مکمل طور پر نہیں کرتا اور لوگوں میں سب سے بڑا بخیل وہ شخص ہے جو سلام کہنے میں بخل کرتا ہے۔'' (امام طبرانی)

مطلب یہ ہے کہ وہ شخص جو اپنی نماز کا رکوع اور سجدہ مکمل طور پر نہیں کرتا اور تمام ارکان پورے سکون واطمینان سے نہیں کرتا گویا کہ اس نے اپنی نماز میں چوری کی اور اس سے اس کا حساب ہوگا، جس طرح لوگوں میں سے سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو مسلمانوں کو سلام کا جواب دینے میں بخل کرتا ہے۔

جنت میں لے جانے والا عمل:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

دلنی عن عمل اذا عملته دخلت الجنة۔

ترجمہ: ''ایسے عمل پر میری رہنمائی کیجئے کہ جب میں اسے کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں؟''

آپ نے فرمایا:

تعبد الله لاتشرك به شیئا، وتقیم الصلوٰة المکتوبة، وتؤتی الزکوٰة،

وتصوم رمضان۔

ترجمہ: ''اللہ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، فرض نماز پابندی سے ادا کر، زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ۔''

اس آدمی نے عرض کیا:

والذی نفسی بیدہ لا ازید علی ھذا۔

ترجمہ: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے! میں اس سے زیادہ نہیں کروں گا۔''

جب وہ شخص واپس گیا تو آپ نے فرمایا:

من سرہ ان ینظر الی رجل من اھل الجنۃ فلینظر الی ھذا۔

ترجمہ: ''جس شخص کو یہ چیز خوش کرتی ہے کہ وہ جنتی آدمی کو دیکھے تو وہ اس آدمی کی طرف دیکھ لے۔'' (شیخین، نسائی)

کسی کے گھر میں داخل ہونے کیلئے ضروری ہے کہ......

ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے اجازت طلب کی جب کہ حضور ﷺ گھر میں تشریف فرما تھے، اس نے کہا:

اا لج؟

ترجمہ: ''کیا میں پناہ لے لوں؟''

نبی کریم ﷺ نے اپنے خادم سے فرمایا:

اخرج الی ھذا فعلمہ الا ستئذان فقل لہ السلام علیکم اادخل؟

ترجمہ: ''اس آدمی کی طرف جا اور اسے اجازت مانگنے کا طریقہ سکھا، پس اسے کہہ (کہ یہ کہے:)

السلام علیکم اادخل؟

ترجمہ: ''السلام علیکم کہہ کر یہ کہے: کیا میں داخل ہو جاؤں۔''

اس آدمی نے یہ بات سن لی تو اس نے کہا:

السلام علیکم اادخل؟

ترجمہ: ''السلام علیکم! کیا میں اندر آجاؤں؟''

نبی کریم ﷺ نے اسے اجازت دی تو وہ اندر داخل ہو گیا۔ (اصحاب سنن)

اس حدیث پاک میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے کہ شرعی طریقہ اجازت لینے سے پہلے سلام کہنا ہے اور آیت سے بھی (یہ بات) ظاہر ہے:

یا ایها الذین امنوا لاتدخلوا بیوتاً غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اهلها (العکس ولعلهما جائزان)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا کسی کے گھر میں داخل نہ ہو جاؤ یہاں تک کہ تم اجازت لے لو اور گھر والوں کو سلام کرلو۔''

(اس کا الٹ بھی، شاید دونوں جائز ہوں یعنی پہلے سلام کرنا، پھر اجازت لینا۔)

افضل ترین کام:

حضرت عبداللہ بن حبشی خثعمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا:

ای الاعمال افضل؟

''کون سے اعمال افضل ہیں؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایمان لاشك فيه، وجهاد لاغلول فيه، و حجة مبرورة۔

ترجمہ: ''ایمان لانا کہ اس میں کوئی شک نہ ہو، جہاد کرنا جس میں کوئی خیانت نہ ہو اور مقبول حج۔''

عرض کیا گیا:

فای الصدقة افضل؟

ترجمہ: ''کون سا صدقہ افضل ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جهد المقل۔

ترجمہ: ''تنگ دست آدمی کا خرچ کرنا۔''

عرض کیا گیا:

من هجر ماحرم الله۔

ترجمہ: ''جو شخص اس چیز کو چھوڑ دے جو اللہ نے حرام کی ہے۔''

اس آدمی (راوی) نے عرض کیا:

فای الجهاد افضل؟

ترجمہ: ''کون سا جہاد افضل ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

من جاهد المشركين بنفسه و ماله۔

ترجمہ: ''جو شخص اپنے مال و جان کے ساتھ مشرکین سے جہاد کرے۔''

عرض کیا گیا:

فای القتل اشرف؟

ترجمہ: ''کون سا قتل بہتر ہے؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من اهريق دمه و عقر جواده۔

ترجمہ: ''جس کا خون (جہاد میں) بہادیا جائے اور اس کے گھوڑے کو ماردیا جائے۔'' (ابوداؤد، نسائی)

جذبۂ حصول جنت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام چلے یہاں تک کہ مقام بدر میں مشرکین سے سبقت لے گئے اور مشرکین بھی آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تم میں سے کوئی شخص کسی چیز کی طرف آگے نہ بڑھے یہاں تک کہ میں اس کے آگے ہوں، پس مشرکین بھی قریب آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اس جنت کی طرف کھڑے ہو جاؤ جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔''

حضرت عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ! جنت جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جی ہاں!''

انہوں نے عرض کیا:

بخ بخ

ترجمہ: ''بہت خوب! بہت خوب!''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما یحملك علی قولك بخ بخ؟

ترجمہ: ''تجھے بخ بخ کہنے پر کس چیز نے ابھارا ہے؟''

اس آدمی نے عرض کیا:

لا واللہ یا رسول اللہ الا رجاء ان اکون من اھلھا۔

ترجمہ: ''کسی چیز نے نہیں، اللہ کی قسم! یارسول اللہ! صرف اس امید پر کہ میں بھی ان میں شامل ہو جاؤں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فانك من اھلھا۔

ترجمہ: ''یقیناً تو جنت والوں میں سے ہے۔''

اس شخص نے اپنی جیب سے کھجوریں نکالیں اور انہیں کھانے لگا، پھر اس نے کہا:

ان انا حییت حتی آکل تمراتی ھذہ انہ لحیاۃ طویلۃ۔

ترجمہ: ''اگر میں ان کھجوروں کے کھانے تک زندہ رہا تو یہ بہت لمبی زندگی ہوگی۔''

پس جو کھجوریں ان کے پاس تھیں وہ پھینک دیں اور مشرکین سے جہاد کرنے لگے، یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ (مسلم)

دنیاداری کا خطرہ:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ان اکثر ما اخاف علیکم مایخرج اللہ لکم من برکات الارض۔

ترجمہ: ''میں تمہارے بارے میں جس چیز سے ڈرتا ہوں، وہ یہ ہے جو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے زمین کی برکات سے نکالے گا۔''

عرض کیا گیا:

وما برکات الارض۔

ترجمہ: ''اور زمین کی برکات کیا ہے؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

زهرة الدنيا۔

ترجمہ: ''دنیا کی زیب وزینت۔''

رسول اللہ کی خدمت میں ایک آدمی نے عرض کیا:

هل ياتى الخير بالشر۔

ترجمہ: ''کیا خیر سے شر پیدا ہوتا ہے۔''

نبی کریم ﷺ کچھ دیر خاموش رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے، پھر رسول اللہ اپنی پیشانی سے (پسینہ) پونچھنے لگے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اين السائل۔

ترجمہ: ''سائل کہاں ہے؟''

اس آدمی نے عرض کیا:

انا۔ ''میں''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا ياتى الخير الا بالخير، ان هذا المال خضرة حلوة، وان كل ماانبت الربيع يقتل حبطاً اويلم الا آكلة الخضرة اكلت حتى اذا امتدت خاصر تاه استقبلت الشمس فاجترت وثلطت و بالت ثم عبادت فاكلت، وان هذا المال حلوة من اخذه بحقه ووضعه فى حقه فنعم المعونة هو، ومن اخذه بغير حقه كان كالذى ياكل ولا يشبع۔

ترجمہ: ''نیکی سے نیکی ہی پیدا ہوتی ہے، یہ مال سرسبز و شاداب گھاس اور شیریں چیز کی طرح ہے اور فصل ربیع ہر اس چیز کو بھی اگاتی ہے جو جانور کو ہلاک کر دیتی ہے یا ہلاکت کے قریب کر دیتی ہے ماسوائے اس کے جو جانور ہری گھاس کھائے یہاں تک کہ اس کی کوکھ (پیٹ) بھر جائے اور وہ سورج کی طرف منہ کر کے جگالی کرے اور گوبر اور پیشاب کرے، پھر دوبارہ چرنے لگے اور یہ مال بہت میٹھا ہے، جس نے اسے حق کے مطابق لیا اور حق کے مطابق رکھا تو یہ بہت اچھی مدد ہے اور جس نے اسے ناحق لیا تو

وہ اس جانور کی طرح ہے جو کھاتا رہتا ہے" (متفق علیہ)

عورتوں کی خیر خواہی اور وعظ و نصیحت کے لیے دن مقرر کرنا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا:

یا رسول الله ذهب الرجال بحديثك ، فاجعل لنا من نفسك يوما ناتك فيه فعلمنا فاعلمك الله

ترجمہ: "یارسول اللہ! آدمی آپ کے پاس آکر حدیثیں حاصل کر لیتے ہیں، آپ ہمارے لئے بھی اپنی طرف سے ایک دن مقرر کیجئے تا کہ ہم آپ کے پاس حاضر ہوں تو آپ ہمیں وہ باتیں سکھا دیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھائی ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اجتمعن يوم كذا وكذا فى موضع كذا وكذا۔

ترجمہ: "تم سب عورتیں فلاں فلاں دن، فلاں فلاں جگہ میں جمع ہو جاؤ۔"

وہ عورتیں جمع ہو گئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور ان کو وہ باتیں سکھائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سکھائی تھیں، آپ نے فرمایا:

مامنكن من امراة تقدم ثلاثة من الولد الا كانوا لها حجابا من النار۔

ترجمہ: "تم میں سے جو عورت تین بچے آگے بھیج چکی ہے یعنی جس کے تین بچے فوت ہو گئے ہیں تو وہ بچے اس عورت کیلئے دوزخ سے رکاوٹ بن جائیں گے۔"

ایک عورت نے عرض کیا:

واثنين۔

ترجمہ: "اگر دو ہوں تو پھر؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

واثنين۔

ترجمہ: "اگرچہ دو بھی ہوں۔" (بخاری، مسلم وغیرہ)

کہاں کہاں خرچ کرنا زیادہ ضروری ہے؟

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صدقہ کرنے کا حکم دیا تو ایک آدمی نے عرض کی:

''یارسول اللہ! میرے پاس ایک دینار ہے۔''

آپ نے فرمایا:

انفقه علی نفسك۔

ترجمہ: ''اسے اپنے آپ پر خرچ کر۔''

اس شخص نے عرض کیا:

ان عندی آخر۔

ترجمہ: ''میرے پاس اور درہم بھی ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انفقه علی زوجتك۔

ترجمہ: ''اسے اپنی بیوی پر خرچ کر۔''

اس نے عرض کیا:

ان عندی آخر۔

ترجمہ: ''بے شک میرے پاس اور درہم بھی ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انفقه علی ولدك۔

ترجمہ: ''اسے اپنی اولاد پر خرچ کر۔''

اس آدمی نے کہا:

ان عندی آخر۔

ترجمہ: ''میرے پاس اور درہم بھی ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انفقه على خادمك۔

ترجمہ: ''اسے اپنے خادم پر خرچ کر۔''

اس شخص نے عرض کیا:

عندی آخر۔

ترجمہ: ''میرے پاس اور درہم بھی ہے۔''

رسول اللہ نے فرمایا:

انت ابصر به۔

ترجمہ: ''تو زیادہ جانتا ہے کہ کس کو اس کی زیادہ حاجت ہے۔''

اور ایک روایت میں ہر جگہ ''انفق'' کی جگہ ''تصدق'' (صدقہ کر) کا لفظ ہے۔ (صحیح ابن حبان)

دوزخ سے کیسے بچا جائے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خذوا جنتكم۔

ترجمہ: ''اپنی ڈھال لے لو۔''

صحابہ نے عرض کیا:

یارسول الله عدو حضر۔

ترجمہ: ''یارسول اللہ! کیا دشمن آ گیا ہے؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا ، ولكن جنتكم من النار ، قولوا سبحان الله ، والحمد لله ، ولا اله الا الله والله اكبر ، فانهن ياتين يوم القيمة مجنبات و معقبات وهن الباقيات الصالحات۔

ترجمہ: ''نہیں! بلکہ دوزخ سے (بچانے والی) ڈھال حاصل کرو، (وہ یہ ہے کہ) کہو: سبحان الله والحمد الله ولا اله الا الله و الله اکبر۔ یہ الفاظ قیامت کے دن تمہارے آگے آنے والے اور پیچھے چلنے والے ہوں گے اور یہی باقی رہنے والی نیکیاں ہیں۔'' (نسائی، حاکم، بیہقی)

وسوسوں کا علاج:

حضرت عثمان بن عاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے:

یا رسول اللہ ان الشیطان قدحال بینی و بین صلوتی وقراء تی یلبسھا علی؟

ترجمہ: ''یارسول اللہ! بے شک شیطان میرے اور میری نماز کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور میری قرأت کو خلط ملط کر دیتا ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ذاك شیطان یقال له خنزب فاذا احسسته فتعوذ بالله واتفل عن یسارك۔

ترجمہ: ''یہ شیطان ہے اسے خنزب کہا جاتا ہے، جب تم اس کو محسوس کرو تو اللہ سے پناہ مانگو اور اپنی بائیں طرف تھوک دو۔''

(تین بار) انہوں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) نے کہا:

ففعلت ذلك فاذھبه الله عنی۔

ترجمہ: ''پس میں نے اسی طرح کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ سے دور کر دیا۔'' (مسلم)

جنت کے باغ کیا ہیں؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا۔

ترجمہ: ''جب تم جنت کے باغیچوں کے پاس سے گزرو تو (وہاں سے) چرا کرو۔''

میں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ و ماریاض الجنة؟

ترجمہ: ''یارسول اللہ! جنت کے باغیچے کیا ہیں؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

المساجد۔

ترجمہ: ''مسجدیں۔''

میں نے عرض کیا:

وما الرتع۔

ترجمہ: ''اور چرنا کیا ہے؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سبحان الله، والحمد ولا اله الا الله والله اكبر پڑھنا باغیچوں میں چرنا ہے۔(امام ترمذی)

- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: باقی رہنے والی نیکیاں زیادہ سے زیادہ جمع کرو، عرض کی گئی یارسول اللہ! وہ کیا ہیں؟

فرمایا:

التكبير، والتهليل والتسبيح والحمد لله ولا حول ولا قوة الا بالله۔

ترجمہ: ''اللہ اکبر کہنا، لا الٰہ الا اللہ کہنا، سبحان اللہ کہنا، الحمد للہ اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہنا۔'' (امام احمد، امام نسائی وغیرہما)

گھر والوں کے بارے میں حسن ظن سے کام لیا جائے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بنی فزارہ قبیلہ سے ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا:

ان امراتی ولدت غلاما اسود۔

ترجمہ: ''میری بیوی نے کالے رنگ کا بچہ جنا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

هل لك من ابل؟

ترجمہ: ''کیا تیرے پاس اونٹ ہیں۔''

اس نے عرض کیا:

نعم۔

ترجمہ: ''جی ہاں!''

رسول اللہ نے فرمایا:

ما الوانها۔

ترجمہ: ''ان کے رنگ کون کون سے ہیں؟''

اس نے عرض کیا:

حمر۔

ترجمہ: ''سرخ۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

هل فيها من اورق؟

ترجمہ: ''کیا ان میں خاکستری رنگ کے اونٹ بھی ہیں؟''

اس آدمی نے عرض کیا:

ان فيها لورقا۔

ترجمہ: ''ان اونٹوں میں بھورے رنگ کے بھی ہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

فانى اتاها ذلك۔

ترجمہ: ''ان میں سے یہ کہاں سے آیا ہے؟''

اس آدمی نے عرض کیا:

عسى ان يكون نزعه عرق۔

ترجمہ: ''ہوسکتا ہے کہ کسی رگ نے اسے نکالا ہو۔''

رسول اللہ نے فرمایا:

وهذا عسى ان يكون نزعه عرق۔

ترجمہ: ''ہوسکتا ہے کہ اسی طرح اسے بھی کسی رگ نے نکالا ہو۔'' (اصحاب خمسہ)

عمل تھوڑا، اجر زیادہ:

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے تو میں نے عرض کیا:

يا رسول الله قد كبرت سنى و ضعفت اوكما قالت، فمرنى بعمل اعمله وانا جالسة؟

ترجمہ: ''یارسول اللہ! میری عمر زیادہ ہوگئی ہے اور میں کمزور ہوگئی ہوں جس طرح بھی انہوں نے کہا، پس آپ

مجھے ایسے عمل کا حکم کیجئے کہ میں اسے بیٹھی بیٹھی ہی کرلوں؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سجی الله مائة تسبیحة، فانها تعدل لکل مائة رقبة تعتقینها من ولداسماعیل۔

ترجمہ: "ایک سومرتبہ سبحان اللہ کہہ، پس یہ تیرے لئے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ایک سو غلام (آزاد کرنے) کے برابر ہے جو تو نے کئے ہوں گے۔"

و احمدی الله مائة تحمیدة، فانها تعدل لك مائة فرس مسرجة ملجمة تحملین علیها فی سبیل الله۔

ترجمہ: "اور ایک سومرتبہ الحمد اللہ کہہ، یہ تیرے لئے ایک سو گھوڑا اللہ کی راہ میں دینے کے برابر (اجر وثواب ہے) جو زین کسے ہوئے لگام والے ہوں گے۔"

وکبری الله مائة تکبیرة، فانها تعدل لك مائة مقلدة متقبلة۔

ترجمہ: "ایک سو بار اللہ اکبر کہہ، یہ تیرے لئے ایک سو قربانی کے اونٹ دینے کے برابر ثواب ہوگا جو قبول ہوگی۔"

و هللی الله مائة تهلیلة۔

ترجمہ: "اور ایک سومرتبہ لا الہ الا اللہ کہہ۔"

ابوخلف نے کہا ہے کہ میرا گمان (اس کے بعد) آپ نے یہ بھی فرمایا:

تملأ مابین السماء والارض ولا یرفع یومئذ لاحد عمل افضل مما یرفع لك الا ان یاتی بمثل ما اتیت۔

ترجمہ: "یہ عمل بھر دے گا جو کچھ بھی آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور اس دن (قیامت کے دن) کسی کے عمل بھی اس سے بہتر نہیں ہوں گے جتنے بلند تیرے عمل ہوں گے مگر وہ شخص جو اس کی مثل عمل کرے گا جو تو لے کر آئی ہے۔" (امام احمد، امام نسائی وغیرہما)

اس میں بھی اجر ہے:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام میں سے کچھ صحابیوں نے عرض کیا:

یا رسول الله ذهب اهل الدثور بالاجور، یصلون کما نصلی، ویصومون

كما نصوم ويتصدقون بفضول اموالهم؟

ترجمہ: ''یارسول اللہ! دولت مند لوگ اجر وثواب میں (ہم سے) آگے بڑھ گئے، وہ نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں اور وہ روزے رکھتے ہیں جس طرح ہم روزے رکھتے ہیں اور اپنے مال و دولت میں سے زائد مال صدقہ بھی دیتے ہیں؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اولیس قد جعل الله لكم ماتصدقون به؟ ان بكل تسبيحة صدقة، ونهى عن منكر صدقة وفی بضع احد كم صدقة۔

ترجمہ: ''اور کیا تمہارے لیے اللہ تعالیٰ نے وہ چیز نہیں بنادی جو تم صدقہ کرتے ہو، بے شک ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے اور ہر تحمید صدقہ ہے اور نیکی کا حکم کرنا صدقہ ہے اور برائی سے منع کرنا صدقہ ہے اور تم میں سے ہر ایک (شخص) کا جماع کرنا صدقہ ہے۔''

صحابہ نے عرض کیا:

''رسول اللہ! کیا ہم میں سے کوئی اپنی شہوت (پوری کرنے) کیلئے (بیوی کے پاس) آئے تو اس میں بھی ہمارے لئے اجر وثواب ہے؟''

رسول اللہ نے فرمایا:

ارايتم لو وضعها فی حرام كان عليه وزر، فكذلك اذا وضها للحلال كان له اجر؟

ترجمہ: ''تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر وہ آدمی حرام کام میں جماع کرے تو اس پر اس کا بوجھ ہے، اسی طرح اگر حلال کام کیلئے شرم گاہ استعمال کرے تو اس کیلئے اجر ہے، یعنی حرام استعمال میں گناہ اور حلال استعمال میں اجر وثواب ہے۔'' (امام مسلم، امام ابن ماجہ)

نیک نیتی اور رزق حلال:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ آیت تلاوت کی گئی:

'يا ايها الناس كلو مما فی الارض حللا طيبا۔ (البقرہ:168)

ترجمہ: ''اے لوگو! کھاؤ اس سے جو زمین میں حلال و پاکیزہ ہے۔''

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا:

یا رسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی مستجاب الدعوۃ۔

ترجمہ: "یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے مستجاب الدعوات بنا دے۔"

(یعنی وہ شخص جس کی تمام دعائیں قبول ہو جاتی ہیں ایسا بنا دے۔) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا:

یا سعد اطب مطعمک تکن مستجاب الدعوۃ۔

ترجمہ: "اے سعد! اپنے کھانے کو پاک و حلال بنا لو، دعاؤں کی قبولیت والے بن جاؤ گے۔"

والذی نفس محمد بیدہ ان العبد لیقذف اللقمۃ الحرام فی جوفہ مایتقبل منہ عمل اربعین یوماً، وایما عبد نبت لحمہ من سحت فالنار اولی بہ۔

ترجمہ: "اس ذات کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان جس کے ہاتھ میں ہے! بندہ حرام کا ایک لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے تو چالیس دن تک اس کا کوئی عمل (عبادت) قبول نہیں ہوتا اور جس کسی بندہ کا گوشت پوست حرام و رشوت سے بڑھا ہو تو جہنم کی آگ اس کیلئے زیادہ بہتر ہے۔" (طبرانی)

اپنے بیوی بچوں کیلئے رزق حلال کمانے والا مجاہد:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو صحابہ کرام نے اسے قوی اور سرگرم پایا تو انہوں نے عرض کیا:

یارسول اللہ لو کان ھذا فی سبیل اللہ؟

ترجمہ: "یارسول اللہ! اگر یہ اللہ کی راہ میں ہوتا؟"

(یعنی اگر یہ جہاد میں ہوتا تو بہتر ہوتا۔) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان کان خرج یسعی علی ولدہ صغاراً فھو فی سبیل اللہ۔

ترجمہ: "اگر یہ شخص اپنے چھوٹے بچوں کیلئے بھاگ دوڑ کرنے نکلا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہے۔"

وان کان خرج یسعی علی ابوین شیخین کریمین، فھو فی سبیل اللہ۔

ترجمہ: "اور اگر وہ اپنے بوڑھے اور بزرگ ماں باپ کیلئے بھاگ دوڑ کر رہا ہے تو وہ اللہ کی راہ میں ہے۔"

وان کان خرج یسعی علی نفسہ فھو فی سبیل اللہ۔

ترجمہ: "اور اگر وہ اپنے آپ کو پاک دامن رکھنے کیلئے نکلا ہے تو یہ اللہ کی راہ میں ہے۔"

و ان كان خرج يسعى رياء ومفاخرة، فهو فى سبيل الشيطان۔

ترجمہ: ''اور اگر یہ ریا و نمود اور فخر و تکبر کی کوشش میں نکلا ہے تو یہ شیطان کے راستے میں ہے۔'' (طبرانی)

تاجر کا فسق و فجور:

حضرت عبدالرحمان بن شبل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

ان التجار هم الفجار۔

ترجمہ: ''بے شک تاجر ہی فاسق و فاجر ہیں۔''

صحابہ نے عرض کیا:

يا رسول الله اليس قد احل الله البيع۔

ترجمہ: ''یارسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال نہیں فرمایا؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بلى ولكنهم يحلفون فيأثمون، و يحدثون فيكذبون۔

ترجمہ: ''جی ہاں! اور لیکن وہ قسم کھاتے ہیں تو گناہ گار ہوتے ہیں اور باتیں کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں۔'' (احمد، حاکم)

بڑے بڑے گناہ:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اجتنبوا السبع الموبقات۔

ترجمہ: ''سات ہلاک کرنے والوں سے بچو۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

يا رسول الله وما هن؟

ترجمہ: ''یارسول اللہ! وہ (ہلاک کرنے والے) کیا ہیں؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الشرك بالله، والسحر، وقتل النفس التى حرم الله الا بالحق، واكل الربا، واكل مال اليتيم، والتولى يوم الزحف وقذف المحصنات الغافلات المومنات۔

ترجمہ: ''اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، جادو، کرنا کسی جان کو (ناحق) قتل کرنا، جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، دشمن سے لڑائی کے دن لشکر سے بھاگنا اور غافلی پاک دامن مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔'' (بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی)

حضرت عبداللہ بن عمرو عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا:

یا رسول اللہ ما الکبائر؟

ترجمہ: ''یارسول اللہ! کبیرہ گناہ کیا ہیں؟''

رسول اللہ نے فرمایا:

الاشراك باللہ۔

ترجمہ: ''اللہ کے ساتھ (کسی کو) شریک ٹھہرانا۔'' (عرض کی)

ثم ماذا۔

ترجمہ: ''پھر کون سا؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الیمین انغموس۔

ترجمہ: ''یمین غموس۔''

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وما الیمین الغموس؟

ترجمہ: ''یمین غموس کیا ہے؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الذی یقتطع مال امری مسلم یعنی بیمین ھو فیھا کاذب۔

ترجمہ: ''جو کسی مسلمان مرد کا مال ہضم کر لیتا ہے اور وہ اس قسم میں جھوٹا ہوتا ہے یعنی کسی کا مال کھالیا، پھر قسم کھا لی کہ میں نے اس کا مال نہیں کھایا۔ (مراد جھوٹی قسم ہے)۔'' (بخاری، ترمذی، نسائی)

گناہ سے بچنے کا جذبہ

وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ظاہری بینائی جانے کے بعد میں ان کو لیے جا رہا تھا وہ مسجد حرام میں تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر ایک مجمع سے کچھ جھگڑے کی آواز آ رہی تھی۔ فرمایا: ''مجھے اس مجموع کی طرف لے چلو'' میں اس طرف لے گیا وہاں پہنچ کر آپ نے سلام کیا، ان لوگوں نے بیٹھنے کی درخواست کی تو آپ نے انکار فرمادیا اور فرمایا:

''تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ کے خاص بندوں کی جماعت وہ لوگ ہیں جن کو اس کے خوف نے چپ کرا رکھا ہے، حالانکہ نہ وہ عاجز ہیں نہ گونگے، بلکہ فصیح لوگ ہیں، بولنے والے سمجھ دار ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے ذکر نے ان کی عقلوں کو اُڑا رکھا ہے۔ ان کے دل اس کی وجہ سے ٹوٹے رہتے ہیں اور زبانیں چپ رہتی ہیں اور جب اس حالت پر ان کو پختگی میسر ہو جاتی ہے تو اس کی وجہ سے نیک کاموں میں وہ جلدی کرتے ہیں تم لوگ ان سے کہاں ہٹ گئے۔''

وہب کہتے ہیں کہ ''اس کے بعد میں نے دو آدمیوں کو بھی ایک جگہ جمع نہیں دیکھا۔''

(حکایتِ صحابہ از مولانا محمد زکریا صفحہ:۳۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ کے خوف سے اس قدر روتے تھے کہ چہرہ پر آنسوؤں کے ہر وقت بہنے سے دو نالیاں سی بن گئی تھیں۔ اس قصہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نیک کاموں کا اہتمام کیا یہ ایک سہل نسخہ بتلایا کہ اللہ کی عظمت اور اس کی بڑائی کی سوچ پیدا کی جائے کہ اس کے بعد ہر قسم کا نیک عمل سہل ہے اور پھر وہ یقیناً اخلاص سے بھرا ہوا ہوگا۔ رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں اگر تھوڑا سا وقت بھی ہم لوگ اس سوچنے کی خاطر نکال لیں تو کیا مشکل ہے؟

ان کی اک نظر سے قبل، ان کی اک نظر کے بعد ہر طرف اندھیرا تھا، ہر طرف اجالا ہے

کفارۂ مجلس، فضیلت ذکر اور پسندیدہ کلام:

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں بیٹھا کرتے تو اس کے آخر میں جب اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو یہ پڑھتے:

سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان الا اله الا انت استغفرك واتوب اليك۔

ترجمہ: ''اے اللہ! تو پاک ہے اور ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے گناہوں کی بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔''

پس ایک آدمی نے عرض کیا:

یا رسول اللہ انک لتقول قولاً ماکنت تقولہ فیما مضی۔

ترجمہ: ''یارسول اللہ! آپ وہ الفاظ کہہ رہے ہیں جو اس سے پہلے نہیں کہتے تھے؟''

پس رسول اللہ نے فرمایا:

کفارۃ لما یکون فی المجلس۔

ترجمہ: ''جو کچھ مجلس میں ہوا ہے یہ اس کیلئے کفارہ ہو جائے گا۔'' (امام ابوداؤد)

❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ من اسعد الناس بشفاعتك یوم القیمۃ؟

ترجمہ: ''یارسول اللہ! قیامت کے دن آپ کی شفاعت کی سعادت حاصل کرنے والا کون ہے؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لقد ظننت یا ابا ھریرۃ ان لایسالنی عن ھذا الحدیث اجد اول منك لمارایت من حرصك علی الحدیث۔

ترجمہ: ''اے ابوہریرہ! میرا خیال یہی تھا کہ تم سے پہلے اس بات کے بارے میں کوئی مجھ سے سوال نہ کرے گا، اس لئے میں کہ تمہیں حدیث پر حریص دیکھ رہا ہوں۔''

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:)

اسعد الناس بشفاعتی یوم القیمۃ من قال لا الہ الا اللہ خالصا من قلبہ او نفسہ۔

ترجمہ: ''قیامت کے دن میری شفاعت کی سب سے زیادہ سعادت حاصل کرنے والا وہ شخص ہوگا جس نے خالص اپنے دل وجان سے لا الہ الا اللہ کہا۔'' (امام بخاری)

❁ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا:

ای الکلام افضل؟

ترجمہ: ''کون سا کلام افضل ہے؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما اصطفی الله لملائکته اولعباده سبحان الله وبحمده۔

ترجمہ: ''جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں یا اپنے بندوں کیلئے منتخب فرمایا ہے وہ ''سبحان اللہ وبحمدہٖ'' ہے۔'' (امام مسلم)

ہمسائے کو تنگ کرنا:

حضرت جحیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے ہمسائے کی شکایت کی، آپ نے فرمایا:

اطرح متاعك علی طریق، فطرحه فجعل الناس یمرون علیه ویلعنونه۔

ترجمہ: ''اپنا سامان راستے میں پھینک دے، پس اس نے اپنا سامان (راستے میں) پھینک دیا، لوگ اس کے پاس سے گزرتے اور اس کے ہمسائے کو برا بھلا کہتے رہے۔''

وہ شخص (تکلیف دینے والا ہمسایہ) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا:

یا رسول الله لقیت من الناس۔

ترجمہ: ''یارسول اللہ! مجھے لوگوں سے مل گیا، یعنی ہمسائے کو تنگ کرنے کا بدلہ مل گیا۔''

رسول اللہ نے فرمایا:

وما لقیت منهم۔

ترجمہ: ''تجھے ان سے کیا ملا؟''

اس نے عرض کیا:

یلعنوننی۔

ترجمہ: ''وہ مجھ پر لعن طعن کر رہے ہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

قد لعنك الله قبل الناس۔

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تجھ پر لوگوں سے پہلے لعنت فرما چکا ہے۔''

اس نے عرض کیا:

انی لا اعود۔

ترجمہ: ''میں آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔''

چنانچہ وہ شخص آیا جس نے حضور ﷺ سے شکایت کی تھی، تو آپ نے فرمایا:

ارفع متاعك فقد كفيت۔

ترجمہ: ''اپنا سامان اٹھا تو کفایت کیا (بچالیا) گیا۔'' (طبرانی، بزار)

✿ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ! فلاں عورت نماز پڑھنے، صدقہ وخیرات کرنے اور روزے رکھنے میں کثرت کرتی ہے مگر وہ اپنی زبان سے اپنے ہمسایوں کو تکلیف پہنچاتی ہے۔''

حضور ﷺ نے فرمایا:

هی فی النار۔

ترجمہ: ''وہ دوزخ میں جائے گی۔''

اس آدمی نے عرض کیا:

ترجمہ: ''یا رسول اللہ! فلاں عورت کا کم نمازیں پڑھنے، کم صدقہ کرنے اور کم روزے رکھنے میں چرچا ہے اور وہ صرف پنیر کے ٹکڑے ہی صدقہ کرتی ہے اور اپنے ہمسائے کو تکلیف نہیں دیتی۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

هی فی الجنة۔

ترجمہ: ''وہ جنت میں جائے گی۔'' (احمد بزار، ابن حبان، حاکم)

جو تجھ پر ظلم کرے اسے معاف کر:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے ملا تو میں نے آپ ﷺ کے دست اقدس کو پکڑ کر عرض کیا:

یا رسول الله اخبرنی بفواضل الاعمال؟

ترجمہ: ''یا رسول اللہ! مجھے سب سے زیادہ فضیلت والے اعمال کی خبر دیجئے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

یا عقبة صل من قطعك، واعط من حرمك، واعرض عمن ظلمك۔

ترجمہ: ''اے عقبہ! جو تجھ سے تعلق توڑے تو اس سے تعلق جوڑ اور جو تجھے محروم رکھے تو اسے عطا کر اور جس نے

تجھ پر ظلم کیا تو اس سے منہ موڑ لے۔"

اور ایک روایت میں ہے:

واعف عمن ظلمك۔

ترجمہ: "جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کر دے۔" (احمد، حاکم)

یعنی سب سے زیادہ فضیلت والے اعمال میں سے یہ ہیں: جو قطع رحمی کرے، اس سے صلہ رحمی کرنا، جو محروم رکھے اور نہ دے اسے عطا کرنا، ظلم کرنے والے سے منہ موڑ لینا اور ایک روایت میں ہے کہ جو ظلم اور زیادتی کرے اسے معاف کر دینا۔

کون سا مال بہترین ہے کہ ہم اسے اپنا لیں:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔

والذین یکنزون الذهب والفضة۔

اور وہ لوگ جو سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں، راوی نے کہا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو ایک صحابی نے عرض کیا: (یہ آیت) سونے اور چاندی کے بارے میں نازل ہوئی؟

لو علمنا ای المال خیر فنتخذه؟

ترجمہ: "اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ کون سا مال بہتر ہے تو ہم اسے اختیار کر لیں؟"

رسول اللہ نے فرمایا:

افضله لسان ذاکر، وقلب شاکر، وزوجة مومنة تعینه علی ایمانه۔

ترجمہ: "بہترین مال ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل اور مسلمان عورت ہے جو اس (آدمی) کی اس کے ایمان پر مدد کرے۔" (امام ترمذی، ابن ماجہ)

- حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا:

یا رسول الله ان شرائع الاسلام قد کثرت فاخبرنی بشیٔ اتشبث به۔

ترجمہ: "یا رسول اللہ! اسلام کے احکام بہت زیادہ ہیں، آپ مجھے ایسی چیز کی خبر دیجئے کہ میں اسے لازم پکڑ لوں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یزال لسانك رطبا عن ذکر الله۔

ترجمہ: ''تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے۔'' (امام ترمذی، امام ابن ماجہ، امام ابن حبان، امام حاکم)

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے ایک راستے میں چل رہے تھے تو ایک پہاڑ کے پاس گزرے جسے جمدان کہا جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سیروا ھذا جمدان سبق المفردون۔

ترجمہ: ''اس پہاڑ جمدان کی طرف چلو، مفردون سبقت لے گئے۔''

صحابہ کرام نے عرض کیا:

وما المفردون یا رسول اللہ۔

ترجمہ: ''یارسول اللہ! مفردون کون ہیں؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الذاکرون اللہ کثیرا۔

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کا زیادہ ذکر کرنے والے۔'' (امام مسلم)

اس پر بھی صدقہ کا ثواب ہے:

حضرت ابو موسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

علی کل مسلم صدقۃ۔

ترجمہ: ''ہر مسلمان پر صدقہ ضروری ہے۔''

عرض کیا گیا:

ارایت ان لم یجد؟

ترجمہ: ''اگر وہ نہ پائے تو پھر کیا خیال ہے؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یعتمل بیدیہ فینفع نفسہ ویتصدق۔

ترجمہ: ''اپنے ہاتھ سے کام کرے اور اپنے آپ کو فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔''

صحابی نے کہا:

ارایت ان لم یستطع۔

ترجمہ: ''اگر وہ طاقت نہ رکھے تو پھر کیا خیال ہے؟''

آپ نے فرمایا:

یعین ذالحاجة الملھوف۔

ترجمہ: ''مظلوم حاجت مند کی مدد کرے۔''

راوی نے کہا کہ حضور ﷺ سے عرض کیا گیا:

ارایت ان لم یستطع۔

ترجمہ: ''اگر وہ طاقت نہ رکھے تو پھر کیا خیال ہے؟''

حضور ﷺ نے فرمایا:

یامر بالمعروف او الخیر۔

ترجمہ: ''نیکی کا حکم کرے۔''

صحابی نے عرض کیا:

ارایت ان لم یفعل؟

ترجمہ: ''اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے تو پھر؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یمسك عن الشر فانھا صدقة۔

ترجمہ: ''(کسی کو) تکلیف پہنچانے سے رکا رہے، یہ بھی صدقہ ہے۔'' (بخاری، مسلم)

جس کے ساتھ محبت اسی کے ساتھ حشر:

ایک آدمی نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کو کسی چیز پر اتنا خوش ہوتے ہوئے نہیں دیکھا جتنا اس بات پر خوش ہوئے کہ ایک شخص نے عرض کیا:

یا رسول اللہ الرجل یحب الرجل علی العمل من الخیر یعمل به، ولا یعمل بمثله؟

ترجمہ: ''یا رسول اللہ! ایک آدمی دوسرے آدمی سے اس کے نیک عمل کرنے کی وجہ سے محبت کرتا ہے حالانکہ وہ خود اس جیسے عمل نہیں کرتا۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: المرء مع من احب۔

ترجمہ: ''آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہوگا۔''

یعنی اگر نیک اور اچھے لوگوں سے محبت کرتا ہوگا تو قیامت کے دن ان کے ساتھ ہی ہوگا۔ (امام ترمذی)

● حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا:

یا رسول اللہ کیف تری فی رجل احب قوما ولم یلحق بھم۔

ترجمہ: ''یا رسول اللہ! اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ جو کسی قوم سے محبت رکھتا ہے لیکن ان سے (ان جیسے عمل کر کے) ملحق نہیں ہوا؟''

پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

المرء مع من احب۔

ترجمہ: ''آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہوگا۔'' (امام بخاری، امام مسلم وغیرہما)

● حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ الرجل یحب القوم ولا یستطیع ان یعمل بعملھم؟

ترجمہ: ''یا رسول اللہ! ایک شخص ایک قوم سے محبت کرتا ہے لیکن ان جیسے عمل نہیں کر سکتا؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انت یا ابا ذر مع من احببت۔

ترجمہ: ''اے ابوذر! تو ان کے ساتھ ہوگا جن سے تو محبت رکھتا ہے۔''

انہوں نے عرض کیا:

احب اللہ و رسولہ۔

ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھتا ہوں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فانک مع من احببت۔

ترجمہ: ''بے شک تو ان کے ساتھ ہوگا جن سے تو محبت رکھتا ہے۔''

راوی کہتا ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ان الفاظ کو دہراتے رہے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان الفاظ کو دہراتے رہے۔

سب سے افضل ایمان:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے افضل اور بہتر ایمان کے بارے میں سوال کیا؟ آپ نے فرمایا:

ان تحب الله وتبغض لله، وتعمل لسانك فی ذکر الله۔

ترجمہ: ''تو اللہ تعالیٰ کیلئے محبت کرے اور اللہ تعالیٰ کیلئے بغض رکھے اور اپنی زبان اللہ کے ذکر میں استعمال کرے۔''

انہوں نے عرض کیا:

وماذا رسول الله۔

ترجمہ: ''یارسول اللہ! اور کیا ہے؟''

رسول اللہ نے فرمایا:

وان تحب للناس ماتحب لنفسك، وتکره لهم ماتکره لنفسك۔

ترجمہ: ''اور یہ کہ تو لوگوں کیلئے وہی پسند کرے جو تو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور ان کیلئے وہی ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔'' (امام احمد)

سلام کرنے میں پہل کرو:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ عرض کیا گیا:

یا رسول الله الرجلان یلتقیان ایهما یبدأ بالسلام؟

ترجمہ: ''یارسول اللہ! دو آدمی آپس میں ملتے ہیں ان دونوں میں سے کون پہلے سلام کرے؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اولا هما بالله تعالٰی۔

ترجمہ: ''ان دونوں میں سے جو اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہے۔'' (امام ترمذی)

❁ راوی نے کہا کہ میں نے عرض کیا:

یا رسول الله دلنی علی عمل یدخلنی الجنة۔

ترجمہ: ''یارسول اللہ! ایسے عمل پر میری رہنمائی کیجئے جو مجھے جنت میں داخل کردے؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان موجبات المغفرۃ بذل السلام وحسن الکلام۔

ترجمہ: ''سلام کو عام کرنا اور اچھی گفتگو کرنا مغفرت وبخشش کو واجب کرنے والی چیزوں میں سے ہیں، یعنی ان اعمال سے آدمی کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔'' (امام طبرانی)

کامل ایماندار:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آمی نے عرض کیا:

یا رسول اللہ ای الصلوٰۃ افضل؟

ترجمہ: ''یارسول اللہ! کون سی نماز افضل ہے؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

طول القنوت۔

ترجمہ: ''جو لمبے خشوع (قیام) والی ہو۔''

اس آدمی نے عرض کیا:

ای الصدقۃ افضل؟

ترجمہ: ''کون سا صدقہ افضل ہے؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جھد المقل۔

ترجمہ: ''تنگ دستی میں خرچ کرنا۔''

اس آدمی نے عرض کیا:

ای المومنین اکمل ایمانا؟

ترجمہ: ''کون سے مومن ایمان میں زیادہ کامل ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

احسنھم خلقاً۔

ترجمہ: ''ان سب میں سے جو اخلاق میں اچھا ہو۔'' (طبرانی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا:

ای المومنین اکمل ایماناً۔

ترجمہ: ''مومنوں میں سے کون ایمان کے اعتبار سے زیادہ کامل ہے؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الذی یجاھد بنفسه وماله، ورجل یعبد ربه فی شعب من الشعاب، وقد کفی الناس شره۔

ترجمہ: ''جو اپنی جان اور اپنے مال سے جہاد کرے اور وہ آدمی جو مختلف گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں اپنے رب کی عبادت کرے اور لوگ اس کے شر سے بچے رہیں۔'' (امام حاکم)

شاید زندگی وفا نہ کرے:

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا:

یا رسول الله انی لا ادری نفسی تمضی او ابقی بعدك فزودنی شیئا نفعنی الله به؟

ترجمہ: ''یا رسول اللہ! میں نہیں جانتا کہ میری جان آپ کے بعد چلی جائے گی یا باقی رہے گی، پس مجھے کسی چیز کا مزید حکم فرمایئے جس سے اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے فائدہ پہنچائے؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

افعل کذا، افعل کذا، وامر الاذی عن الطریق۔

ترجمہ: ''ایسے اور ایسے کر، راستہ سے تکلیف دہ چیز دور کر دے۔''

اور ایک روایت میں ہے: حضرت ابو برزہ نے کہا: ''میں نے عرض کیا:

یا نبی الله علمنی شیئا انتفع به۔

ترجمہ: ''یا نبی اللہ! مجھے ایسی چیز سکھایئے جس سے میں فائدہ حاصل کروں؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اعزل الا ذی عن طریق المسلمین۔

ترجمہ: ''مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز دور کر دے۔'' (مسلم، ابن ماجہ)

ایک نومسلم کی گواہی:

برطانیہ کے ایک عظیم دانشور اور کیمرج یونیورسٹی کے محقق ومفکر پروفیسر ڈاکٹر محمد ہارون صاحب ایم اے پی ایچ ڈی نے اپنی کتاب ''میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟'' (Why i accepted Islam) میں آٹھ موضوعات کو اپنے مسلمان ہونے کا سبب قرار دیا ہے۔ جن میں سے ایک موضوع ذاتی وجوہات کا ہے اس میں سے ایک وجہ کا ذکر کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اسلام میں کون کون سی خوبی دیکھی ہے اور عیسائیت میں کون کونسی خرابیاں انہیں نظر آئیں کہ وہ اتنے ذہین و فطین ہو کر (کہ چھ سو صفحات کی کتاب ایک گھنٹے میں پڑھ کر اسے یاد بھی رکھتے ہیں اور اس قدر کہ یہ بھی یاد رہتا ہے کہ کونسا واقعہ کس صفحہ پر ہے) پھر بھی اسلام کی چوکھٹ پر اور الحمد للہ سنیت ورضویت کی چوکھٹ پر حاضری کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ ان کی پوری کتاب میں سے صرف ایک اقتباس ہے ویسے ساری کتاب ہی اس قابل ہے کہ اس کو بار بار پڑھا جائے خاص طور پر وہ لوگ جو مغربی ممالک میں جا کر یا جدید تعلیم حاصل کر کے اسلام کے بارے میں مایوسی کی باتیں کرتے ہیں۔ خود بھی احساس کمتری کا شکار ہیں اور دوسرے مسلمانوں کو بھی مایوس کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔

''ایک چیز جس نے عیسائیت میں مجھے بہت مایوس کیا وہ طبقہ پسندی اور طبقاتی خودنمائی ہے۔ بشپ وپادری نوع انسانی یعنی عیسائی عام لوگوں سے برتر ہیں چرچ میں عام طور پر اعلیٰ طبقے کے افراد کا ایک مختصر گروہ جاتا ہے جو غریبوں میں احساس کمتری پیدا کر کے ہر چیز پر قبضہ کر لیتا ہے۔ کیمرج میں عیسائیوں کی طبقاتی خودنمائی اور طبقہ پرستی نے مجھے مکمل طور پر باغی بنا دیا۔ عیسائی تمام اچھے عہدوں پر قبضہ کرنے اور غیر عیسائی لوگوں پر ظلم کرنے کے بڑے شوقین دکھائی دیتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار جنہوں نے غریبوں سے محبت کی، وہ تمام پبلک سکولوں کے کاسۂ گدائی والے لڑکے تھے۔ وہاں عام کارکن اور گھروں میں کام کرنے والی خاتون کی کھلے عام توہین کی جاتی ہے اور مذاق اڑایا جاتا ہے اس طرح انگریز حکمران طبقے نے بھی مظلوم کا مذاق بنا دیا ہے۔ اسلام میں خوشی کا ایک سبب جمہوریت ہے۔ یہاں کوئی راہب نہیں ہاں! صاحب علم لوگ ہیں یہاں کوئی طبقہ پرستی نہیں۔ یہاں اعلیٰ افسروں اور ان کی بیویوں کیلئے کوئی مخصوص نشست نہیں بلکہ وہاں کوئی مخصوص نشست ہے ہی نہیں۔ مسجد میں تمام لوگ فرش پر بیٹھتے ہیں۔ اسلام میں ہر طرح کی خودنمائی ممنوع ہے۔ جب میں مسجد نبوی میں ہوں تو عرب کے شہنشاہ کے برابر ہوں۔ اسلام میں نہ کوئی پوپ ہے اور نہ کوئی سرکاری چرچ اور اس جمہوریت کے صاحب ایمان افراد پر اثرات بھی ہیں۔ مسجد میں کسی شخص کی کوئی اجارہ داری نہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ ایک حقیر سا آدمی بڑی بے باکی سے اعتراض کرتا ہے یا پھر کسی بڑے شخص پر گرفت کرتا ہے۔ اسلام میں خوشی کا ایک اور سبب

لوگوں کو فطری جذبات کی حامل گرم جوشی ہے۔ انگریزوں کو حکمران طبقے نے بے حیاء، پریشاں خیال، پرسکون ماحول میں بھی ناخوش اور احساس کمتری کا مارا ہوا انسان بنا دیا ہے۔ امریکی کافی حد تک اجنبی لوگوں کے ساتھ پرسکون اور دوستانہ ماحول میں رہتے ہیں لیکن اہل اسلام میں سے آپ جب بھی کسی سے ملیں گے تو وہ بالکل فطری انداز میں خیر مقدمی کلمات کہتے ہوئے مصافحہ کرتا نظر آئے گا۔ مسلمان بالکل تکلف نہیں کرتے بلکہ وہ گھر ایسے پرسکون دکھائی دیتے اور محسوس ہوتے ہیں۔

یہ دنیا ایک گھر ہے

یہ دنیا ایک گھر ہے جسے خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے بنایا ہے۔ ہمیں اسے گھر جیسا اور پرسکون کیوں محسوس نہیں کرنا چاہئے؟ ساتھ ہی مسلمانوں کے اچھے اطوار انہیں گستاخ اور بدتمیز بننے سے باز رکھتے ہیں۔ جن انگریزوں سے میری ملاقات رہی ہے وہ یا تو باغیانہ ذہنیت رکھتے ہیں یا پھر گستاخ ہیں۔ وہ کبھی بھی دوسرے انسان کے ساتھ برابری کی سطح پر فکری قسم کا مساویانہ سلوک نہیں کرتے بلکہ ہمیشہ خود کو برتر محسوس کرتے ہیں۔ اسلام میں ہمارا واحد برتر خدا تعالیٰ ہے ہم نہ تو کسی انسان سے اچھے اور نہ کسی سے برے۔ ہماری اچھائی برائی کا فیصلہ صرف خدا تعالیٰ ہمارے اعمال کی بنیاد پر فرمائے گا مسلمانوں کی یہ حقیقی خوشی مجھے متاثر ہونے سے نہیں روک سکی۔

مسلمانوں کا عمدہ کردار جس نے مجھے متاثر کیا بلا روک ٹوک اس بات کی دلیل ہے کہ ان میں کوئی عیب نہیں یا پھر سنگین قسم کا عیب نہیں۔ میں بہت سارے ایسے مسلمانوں کو جانتا ہوں جو غیر مسلموں کی طرح احمق، دولت کے شکاری آپے سے باہر ہونے والے جرائم کے مرتکب اور غیبت کرنے والے ہیں ان میں بہت سارے نامکمل مسلمان ہیں وہ مغربی اقدار میں بھٹک گئے وہ اسلام کا مطالعہ نہیں کرتے وہ اسلامی تصورات کو اپنانے میں غفلت کے مرتکب ہیں۔ وہ خلاف اسلام بہنے والے واہیات قسم کے دھارے میں بہہ گئے ہیں اور اسلام کو نظر انداز کر دیا ہے۔ لیکن میں اب بھی محسوس کرتا ہوں کہ وہ ان غیر مسلموں سے بہتر ہیں جنہیں میں ملا ہوں۔ ان میں اب بھی بنیادی نوعیت کی شرم وحیاء اور شفقت دکھائی دیتی ہے جو کہ غیر مسلموں میں مکمل طور پر ناپید ہے۔ یہ شخصی نوعیت کی خوبیاں بہت ہی اہم ہیں، اگر میں نے عیسائیت، سوشلزم اور مارکسزم کو مسترد کیا تھا تو ایسے اس لئے تھا کہ آپ ان لوگوں میں ان کی اچھی خصوصیات والے عقائد کا اثر بھی محسوس نہیں کرتے۔

اسلام قبول کرنے سے پہلے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس دنیا کو بہتر مقام میں نہیں بدلا جا سکتا، کیونکہ یہاں پائے جانے والے انسان اس قدر گھٹیا ہیں کہ ان کے ذریعے تعمیری کام نہیں کیا جا سکتا۔ کیمرج کے عیسائیوں کے ان گھٹیا خصائل نے مجھے زبردست دھچکا پہنچایا۔ لیبر پارٹی کے کونسلر اور ممبر پارلیمنٹ جیسے معمولی عہدوں کیلئے مظاہرے کرتے دکھائی دیتے تھے۔ مارکسی لوگ کچھ زیادہ ہی مختلف تھے ان میں کچھ لوگ تو لیبر پارٹی کے کارکنوں سے بھی زیادہ مفاد پرست تھے اور وہ مکمل

طور پر خودغرض تھے۔ کچھ تو دوسرے لوگوں سے بحث و مباحثہ، تکرار اور لڑائی جھگڑے سے بھی گریز نہیں کرتے تھے۔ بہت سارے لوگ بلانوش تھے اور ساتھ ہی ذاتی طور پر ظالم اور خودغرض بھی۔ میں یہ جان کر حیران تھا کہ اس معاشرے میں کچھ ایسے ناگوار قوانین بھی ہیں جنہوں نے فیصلہ دے رکھا ہے کہ جو معاشرہ اس حد تک غیر منصف اور ظالم ہو جائے کہ اسے بدلنے والے افراد کا اخلاقی کردار بھی تباہ ہو چکا ہو تو ایسا معاشرہ اپنی اصلاح کے امکان بھی گنوا بیٹھتا ہے۔

پھر میں نے اسلام کو دیکھا

پھر میں نے اسلام کو دیکھا کہ اس کے ماننے والے لوگ اپنی اچھی خصوصیات اور اچھی شخصیت کے باعث اس دنیا کو بدل سکتے ہیں۔ اسلام نے انہیں اس معاشرے کے برے اثرات سے محفوظ رکھا ہوا ہے۔ جہاں میں رہتا ہوں وہاں کے مسلمان درحقیقت سب سے نچلے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں، انہیں بہت کم اجرت دی جاتی ہے اور وہ بہت ہی معمولی گھروں میں رہتے ہیں وہ پولیس کے خوف و ہراس اور نسلی تشدد کا شکار ہیں ان کے ساتھ اسی معاشی طبقے کے کچھ سفید فام افراد بھی رہتے ہیں لیکن وہ نسل پرستی کا شکار نہیں بنتے۔ یہ ایک غور طلب چیز ہے کہ وہ کس طرح اپنا وقار عزت نفس اور اپنا مخصوص طرز حیات برقرار رکھے ہوئے ہیں جو کہ ان کے پڑوسی غیر مسلموں سے بالکل مختلف ہے۔ اسلام غریبوں کو حقیقی عزت اور مقام بخشتا ہوا نظر آتا ہے۔ میرے نزدیک یہ پسے ہوئے لوگوں کا اپنے ظالموں سے سچا انتقام ہے کہ وہ اپنی شخصی اور اخلاقی وحدت کو برقرار رکھے ہوئے ہیں بلکہ اس سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ وہ زندگی سے بھی لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ شاید ان ذاتی وجوہات کے اس بیان کو یہ کہتے ہوئے ختم کرنا بہتر ہے کہ معاشرے کے بالکل نچلے طبقے میں رہتے ہوئے اعلیٰ انسانی اوصاف کو برقرار رکھنا ان حیرت انگیز لوگوں کا انوکھا کارنامہ ہے جن سے میں واقف ہوں۔ میرے مسلمان ہونے کی یہ ذاتی وجہ ہے۔

حلال وحرام کے بارے میں ایک جامع حدیث:

من آنچہ شرط ابلاغ است باتو می گویم   تو خواہ از سخنم پند گیرو خواہ ملال

عن عامر قال سمعت النعمان بن بشیر یقول سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الحلال بین والحرام بین وبینهما مشتبهات لایعلمها کثیر من الناس فمن اتقی المشبهات ستبرا لدینه وعرضه ومن وقع فی الشبهات کراع یرعی حول الحمی یوشك ان یواقعه الا و ان لکل ملك حمی الا ان حمی الله فی ارضه محارمه الا و ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح

الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله الا وھی القلب۔

(بخاری ج ا باب فضل من استبرء لدینہ ص 13)

ترجمہ: ''عامر (شعبی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان میں کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے تو جو کوئی شبہ کی چیزوں سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچالیا اور جو کوئی ان شبہ کی چیزوں میں پڑ گیا تو اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو بادشاہ کی محفوظ چراگاہ کے آس پاس اپنے جانوروں کو چرائے تو ہوسکتا ہے کہ وہ جانور شاہی چراگاہ میں داخل ہو جائیں۔ سن لو! ہر بادشاہ کی ایک ''حمی'' (محفوظ مخصوص چراگاہ) ہوتی ہے اور اللہ عزوجل کی ''حمی'' اس کی زمین میں وہ چیزیں جن کو اس نے حرام ٹھہرایا ہے۔ خبردار! بدن میں ایک گوشت کی بوٹی ایسی ہے کہ اگر وہ درست ہے تو سارا بدن درست ہے اور اگر وہ فاسد ہوگئی تو سارا بدن بگڑ گیا سن لو! وہ دل ہے!''

فوائد و مسائل:

- اس حدیث کو امام بخاری و مسلم و نسائی نے کتاب البیوع میں بھی ذکر کیا ہے اور ابن ماجہ نے اس حدیث کو کتاب الفتن میں تحریر کیا ہے۔
- علامہ خطابی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس حدیث میں لایعلمھا کثیر من الناس کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ اکثر لوگ یعنی عوام تو مشتبہات کے حکم کو نہیں جانتے مگر بعض لوگ یعنی ائمہ مجتہدین اپنے اجتہاد علمی کی بصیرت سے دلائل کے تعارض کو چھان بین کر کے مشتبہات کو خوب اچھی طرح جان پہچان لیتے ہیں کہ وہ حرام ہیں یا حلال۔

''مشتبہات'' ان ہی لوگوں کیلئے مشتبہ ہیں جو عوام ہیں اور اجتہادی بصیرت سے محروم ہیں۔ (عینی ج ا ص 350)

لیکن ہاں۔ یہ ممکن ہے کہ مجتہد بھی باوجود دلائل میں انتہائی غور و فکر کرنے کے بعض مشتبہات کے حکم کو نہ پہچان سکے۔ چنانچہ مشہور ہے کہ کھجور کی نبیذ کے متعلق امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے میں خود اس کو استعمال نہیں کرسکتا۔ لیکن میں اس کے حرام ہونے کا فتویٰ بھی نہیں دے سکتا۔ حضرت امام کے اس قول کی وجہ یہی ہے کہ آپ کو اس کے حکم کے بارے میں اشتباہ تھا۔ اس لئے تقویٰ کا تقاضا یہی تھا کہ مشتبہ چیزوں سے بھی پرہیز کیا جائے۔

(فیوض الباری ج ا ص 203)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر وہ چیز جس کے حلال وحرام ہونے میں شبہ ہو اس سے پرہیز ہی کرنا چاہئے۔

آخر میں صبر وشکر اور توبہ کے بارے میں خلاصۃً کچھ لکھنا چاہتا ہوں اگرچہ سلسلہ کافی طویل ہو گیا ہے لیکن یہ تین صفات سینکڑوں اچھی صفات کا مجموعہ ہیں۔ جس بندے نے تکلیف میں صبر کیا اور اللہ کی نعمتوں پر شکر کرتا رہا اور ہر وقت خدا سے ڈر توبہ کرتا رہا یقیناً وہ دیندار ہے اور اس دنیا سے کامیاب ہو کر آخرت کی طرف سدھارے گا۔ حدیث شریف میں ہے مومن کا ہر کام ہی خیر ہے اس کو تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے اور نعمت پر شکر کرتا ہے۔ یہ بھی اس کے لیے خیر ہے اور وہ بھی (خلاصہ ومفہوم حدیث) یہاں صرف صبر وشکر اور توبہ کے بارے میں دین اسلام کی تعلیمات کا نچوڑ اور خلاصہ پیش کیا جارہا ہے۔ جو آپ کو قرآن وحدیث اور کتب تصوف کے مختلف مقامات پر ملے گا۔ (القرآن)

بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے

صبر وہ چیز ہے کہ جس کے بغیر توبہ جیسی نعمت کے درست ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ کوئی فرض بھی صحیح طریقہ سے ادا نہیں ہو سکتا جب تک صبر اختیار نہ کیا جائے۔ گناہ کا ترک کرنا تو ہوتا ہی دراصل صبر کرنا ہے۔ حدیث کے مطابق صبر نصف ایمان ہے۔ حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں ستر سے بھی زائد جگہ صبر کی عظمت وفضیلت کا اظہار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بے انتہا اجر اور بے اندازہ ثواب صبر کے حوالے کیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ صابر رہنے والوں کو اس کا صلہ بے شمار ہی ملے گا اور صابروں سے وعدہ فرمایا کہ میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہتا ہوں اور رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے۔ چنانچہ صبر وہ چیز ہے جو سوائے اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے اور کسی کو عنایت نہیں ہوتا۔ یعنی صبر ہے تو اللہ تعالیٰ کی دوستی بھی ہے۔ صبر اور یقین دو چیزیں ایسی ہیں جو کم مقدار میں ملی ہیں۔ اگر کسی کو یہ دونوں چیزیں حاصل ہوں تو بس اس کے وارے نیارے ہیں۔ حکم ہے کہ صبر کرو۔ کیونکہ دنیا باقی نہ رہے گی۔ لیکن خدا کا ثواب باقی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو لوگ ثابت قدم (صابر) ہیں، ہم ان کے اچھے کاموں کا اجر ضرور دیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ صبر ایک خزانہ ہے بہشت کے خزانوں میں سے۔ حق تعالیٰ خود صبور ہے۔ لہٰذا صابر کو پسند کرتا ہے۔ اللہ کے بندے ہر نعمت پر شاکر اور مصیبت پر صابر رہتے ہیں۔ جس شخص نے اپنی خواہشات کو شکست دے دی اور شریعت کی اطاعت قبول کر لی۔ وہی صبر کے میدان کا فاتح ہے۔ اچھا کردار صبر کا ہی دوسرا نام ہے صبر ایک تو مصیبت کے وقت اور دوسرا اس وقت ضروری ہوتا ہے جب آدمی اپنے آپ کو گناہ کے ارادے سے باز رکھتا ہے۔ تیسرے جب اللہ تعالیٰ رزق، عزت اور دوسری نعمتوں سے نوازتا ہے۔ تو اس وقت بندے کو اپنے آپ کو راہ راست پر رکھنے کیلئے صبر کرنا پڑتا ہے۔ عافیت میں صبر کرنا صرف اللہ والوں کا کام ہے۔ ورنہ ایسے حالات میں عام لوگ از خود رفتہ ہو جاتے ہیں۔ کوئی نیک کام بغیر صبر کے ممکن نہیں۔ لہٰذا صابر زندگی میں

صرف پرسکون ہی نہیں رہتا بلکہ نیکیوں کا ذخیرہ بھی کرتا جاتا ہے۔حکم ہے کہ کوئی اگر تم سے زیادتی کرے تو تم بھی اس کی زیادتی کے برابر بدلہ لے سکتے ہو۔لیکن اگر معاف کر دو تو تمہارے حق میں بہت ہی اچھی بات ہوگی یہ احسان ہوگا۔ حضورﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص تمہیں محروم کرے، تم اسے تحفہ دو اور جو تم سے بدی کرے۔تم اس کا جواب نیکی سے دو۔ حضورﷺ کے اس ارشاد پر عمل وہی کر سکتا ہے جو صابر ہو۔ یہ بھی حکم ہے کہ بیماری میں بھی صبر سے کام لیا جائے۔اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ صابر بیمار کو تندرست ہونے پر میں پہلے سے اچھی صحت عطا کروں گا اور اگر اس کی زندگی ختم ہو جائے تو میں اس کو اپنی رحمت کے دامن میں لے جاؤں گا۔خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ مجھے صابر کا امتحان لیتے ہوئے شرم آتی ہے پس معلوم ہوا کہ صبر ایک عظیم مقام ہے اور اس کا درجہ انتہائی ارفع و اعلیٰ ہے۔ مصیبت جو مقدر میں ہو وہ تو آ کر ہی رہتی ہے لیکن اگر اس پر صبر کیا جائے تو صبر کا اجر ثواب عظیم کی صورت میں ملتا ہے اور اگر صبر نہ کیا جائے تو بندہ ایسے اجر اور ثواب سے اپنے آپ کو خود ہی محروم کر لیتا ہے۔ جو خلاف عقل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرے بندوں کی مصیبت میں بھی یہی دعا ہوتی ہے کہ الحمد لله رب العلمین۔صبر مصیبتوں کا اخلاقی مقابلہ ہے۔ صابر لوگ ایسے حالات میں ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔جس کی بدولت اللہ تعالیٰ کو ان سے محبت ہو جاتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ صبر ایمان کا سر ہے۔ اگر سر نہیں تو بدن بھی نہیں۔یعنی اگر صبر نہیں تو ایمان بھی نہیں ہوگا۔خوشحالی و عافیت کے زمانہ میں صبر کرنا صدیقوں کا کام ہے۔ کیونکہ ایسے حالات میں صبر کرنا مشکل ہوتا ہے۔شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے اور صبر سے اللہ ملتا ہے۔ لہٰذا صبر شکر سے افضل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ ہر کام کا اجر وزن سے ملے گا سوائے صبر کے۔یعنی صبر کا اجر بے شمار ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جس نے صبر کو زندگی کے چند دن کیلئے بھی اپنا لیا اسے مراد جاوداں حاصل ہوگئی۔ایک صحابی کا قول ہے کہ ہم اس ایمان کو ایمان نہیں سمجھتے جس میں لوگوں کے دیئے ہوئے رنج پر صبر کرنے میں ہمت شامل نہ ہو۔ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ جو صبر عبادت میں کیا جائے اس کے تین سو درجے ہیں۔ جو حرام چیز سے کیا جائے اس کے چھ سو درجے ہیں اور جو ابتدائے مصیبت میں کیا جائے اس کے نو سو درجے ہیں۔صبر جو مصیبت کے وقت کیا جاتا ہے ثواب اسی کا ملتا ہے اور جو بعد میں طبعی طور پر آ جاتا ہے۔اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ایک بزرگ کا قول ہے کہ

صبر بناں کوئی چارہ نا ہیں، صبر دکھاں دا دارو
وچہ مصیبت اساں نہ ڈٹھا، صبر بناں کوئی دارو

اگر مصیبت پر آدمی صبر کرے گا تو اسے دو ثواب ملیں گے۔ایک مصیبت برداشت کرنے کا اور دوسرا صبر کرنے کا اور اگر بندہ صبر نہ کرے گا تو ہر دو ثواب سے خود کو محروم کر لے گا۔ ظاہر ہے کہ ایسا کرنا بڑے خسارے کا کام ہے۔ بزرگان دین نے فرمایا کہ صبر نام ہے خدا کے حکم پر استقلال کے ساتھ مصائب برداشت کرنے کا۔صبر وہی کر سکتا ہے جو اس چیز کا

قائل ہو کہ ہر چیز منجانب اللہ ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں بہتری اور حکمت ہوتی ہے۔صبر کے ساتھ خوشحالی کا انتظار کرنا عبادت ہے اور مصیبت کا پوشیدہ نہ رکھنا بے صبری ہے۔صبر یہ ہے کہ نعمت و مصیبت میں فرق نہ کرے۔دونوں صورتوں میں دل جمعی رہے۔قرآن شریف میں صبر کو نماز پر بھی مقدم کیا گیا ہے۔یا ایھا الذین اٰمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ۔

اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دونگا:

نعمت دینے والے کی نعمت کو پہچانے کا علم شکر کہلاتا ہے۔نعمت جو بھی عنایت ہوتی ہے،صرف حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔اس میں کسی دوسرے کو شرکت حاصل نہیں ہے۔نعمت کیلئے وسیلہ بھی اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرتا ہے۔لہٰذا شکر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا ہی کرنا چاہئے۔کیونکہ کوئی شخص بھی بذات خود خداوند نعمت نہیں ہے۔اگر کوئی شخص نعمت کا وسیلہ بنا ہے،تو یہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اس شخص کے دل میں ایسا خیال پیدا کرتا ہے۔شکر کی صحیح تعریف یہی ہے کہ کسی ایسی چیز کے مل جانے پر خوش نہ ہونا چاہئے جو راہ دین میں معاون و مددگار ثابت نہ ہو۔شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:شکر کا مطلب یہ ہے کہ تو نعمت کو نہ دیکھے بلکہ نعمت عطا کرنے والے کو دیکھے۔بندے کو اللہ تعالیٰ نے اتنی نعمتیں عطا فرمائی ہیں کہ اگر بندہ عمر بھر رات دن خدا کا شکر ادا کرتا رہے تو بندہ ہرگز ایسا نہیں کر سکتا۔لہٰذا ضروری ہے کہ بندہ اس ضمن میں ادائے شکر کے بعد اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا اپنا نصب العین بنا لے کیونکہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں کے مقابلہ میں بندے کی شکر گزاری نہ ہونے کے برابر ہے۔ہر نعمت پر ادائے شکر کا طریقہ فقط یہ ہے کہ بندہ اس نعمت کو اسی مصرف میں لائے جو حق تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ورنہ بندہ کفران نعمت کا مرتکب ہوگا۔اللہ تعالیٰ کی نعمت کو اس کے محبوب و پسندیدہ راستوں اور امور میں خرچ کرنا ادائے شکر ہے۔اللہ تعالیٰ کی نعمت کو مکروہ باتوں میں خرچ کرنا کفران نعمت ہے۔حاصل مطلب یہ ہے کہ نعمت کو اطاعت میں ہی خرچ کیا جائے اور عین حکم الٰہی کے مطابق یاد رکھنا چاہئے کہ نعمت یا نعمتوں کو زوال بھی آ سکتا ہے یعنی خدا تعالیٰ جو دے سکتا ہے وہ چھین بھی سکتا ہے۔لہٰذا حاصل شدہ نعمتوں کو محفوظ کرنے کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ شکر ادا کرتا رہے۔نعمت کی عام تعریف یہ ہے کہ جس میں نفع زیادہ اور نقصان کم ہو۔اب اس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ احمق لوگ جو رزق کی فراوانی کو نعمت سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہے ان کا یہ خیال بالکل غلط ہے کیونکہ رزق تو اللہ تعالیٰ کافروں اور منافقوں کو بھی بہت دیتا ہے۔رزق وہی اچھا ہے جو بقدر کفایت ہو اور عبادت کیلئے فراغت کا موجب بنے۔زیادہ رزق عموماً بے راہ روی کا موجب بنتا ہے جو بندے کو جہنم میں لے جاتا ہے۔اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ صحیح معنوں میں نعمت وہی ہے جس سے بندہ زاد آخرت حاصل کر سکے۔یہ جاننا پڑے گا کہ وہ مصیبت،بیماری،مفلسی یا پریشانی جو بندے کی

نجات کا موجب بنے حقیقی معنوں میں نعمت وہی ہے۔ جب مصیبت پر صبر اور شکر کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسا کرنے والوں کو اجر عظیم عطا فرما کر ناجی بنا دیتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مصیبت بھی نعمت میں تبدیلی ہوگی۔ دیکھا جائے تو حقیقی نعمت وہ سعادت ہے جو آخرت میں کام آئے۔ اللہ تعالیٰ ایسا غفور و رحیم ہے کہ اس نے جو کچھ زمین و آسمان میں ہے انسان کی خدمت میں لگا رکھا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے۔ لہٰذا انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے محسن عظیم یعنی اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری میں محو رہے۔ تاکہ آخرت سنور جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ عیش تو صرف آخرت کو ہی کہہ سکتے ہیں۔ حضور ﷺ کے یہ آخری وقت کے الفاظ کہ ''اللہ تعالیٰ ہی اعلیٰ ترین رفیق ہے''۔ ثابت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمیشہ انسان کی بہتری کو مدنظر رکھتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی محبت انسان کیلئے مشفق ماں سے بھی زیادہ ہے لہٰذا جتنا زیادہ خدا کا شکر ادا کیا جائے تھوڑا ہی ہوگا۔ جو شخص ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر شکر ادا کرے اس کا درجہ روزہ دار اور صابر کے مجموعی درجہ کے برابر ہے۔ شکر بھی ایک عزیز مقام ہے۔ جس کا درجہ انتہائی ارفع و اعلیٰ ہے۔

زیادہ نعمتوں کی زکوٰۃ یہ ہے کہ زیادہ شکر ادا کیا جائے اور شکر یہی ہے کہ احکام الٰہی کی پوری پوری تعمیل کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے شکر کو اپنے ذکر کے قریب تر رکھا ہے۔ آدمی کو چاہئے کہ روئے کبھی غم سے اور کبھی خوشی سے تاکہ اس کا پتھر جیسا دل نرم و گداز ہو جائے تاکہ دل میں شکر گزاری کا مادہ پیدا ہو جائے۔ شکر کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آدمی دل ہی دل میں حق تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرتا رہے۔ اس سے خود بخود طبیعت شکر ادا کرنے کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ ادائے شکر سے قاصر رہنے کی معرفت کا نام شکر ہے۔ نعمت کے عدم حصول پر شکر ادا کرنا چاہئے۔ شکر بھی صبر کی بدولت ہی کر سکتا ہے۔ الغرض دنیا و آخرت کے تمام کاروبار کا مدار شکر و صبر پر ہی ہے اور صبر و شکر کی بدولت ہی آدمی ترقی کر سکتا ہے۔

اے ایمان والو! سب مل کر اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو:

- توبہ اس کو نصیب ہوتی ہے جس کو اللہ چاہے، اللہ جانتا ہے کہ مستحق کون ہے۔ توبہ وہی کرتا ہے جو اپنے گناہوں پر غور و فکر کر کے نجات کی کوشش کرتا ہے یا پرہیز گار ہونے کی صورت میں بلندی درجات کا خواہاں ہوتا ہے۔
- توبہ کرنے والے وہ ہیں جو ہیں بندگی کرنے والے، بے تعلق رہنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک بات کا حکم کرنے والے، بری بات سے منع کرنے والے، اللہ تعالیٰ کی باندھی ہوئی حدوں کی حفاظت کرنے والے اور ایمان والوں کو خوشخبری سنانے والے۔
- تائب کی توبہ سے اللہ تعالیٰ ایسے خوش ہوتا ہے جیسا کہ مہربان ماں اپنے بیٹے کی مدت کے بعد ملنے پر خوش ہوتی ہے۔ (سبحان اللہ)

تو چھپا چھپا کے نہ رکھ اسے تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ جو شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں

- ایک بزرگ کا قول ہے کہ توبہ کے بعد ایک گناہ ستر گناہوں سے بدتر ہے۔ کیونکہ معاہدہ کی شکستگی یا عہد کا توڑنا ہے جس سے دیگر بار توبہ کی توفیق سے محرومی پیدا ہو جاتی ہے۔
- سالکان راہ حق کا پہلا مقام توبہ ہے۔ آخر بھی توبہ ہی ہے لہٰذا توبہ جاری وساری رہنی چاہئے۔
- حدیث میں ہے کہ جوان کی توبہ کو اللہ تعالیٰ بہت پسند کرتا ہے، توبہ سے صرف گناہ ہی معاف نہیں ہوتے بلکہ پرہیز گاری کے درجات بھی بلند ہوتے ہیں۔
- متبرک مقامات پر توبہ جلد قبول ہوتی ہے۔ جیسے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ۔
- پکی توبہ گناہوں کو زائل کر دیتی ہے۔
- گناہوں سے توبہ کر لینا ایسا ہی ہے کہ گویا گناہ کیا ہی نہیں تھا۔
- توبہ کر لینا تو آسان ہے لیکن اس کا نبھانا بڑا مشکل ہے۔ علاج اس کا یہ ہے کہ کراہت والے کام کرنے سے پہلے سات مرتبہ اس سے ہاتھ روکنے کی عادت ڈالی جائے۔
- گناہ ہو جائے تو فوراً دو رکعت نماز توبہ ادا کرو اور صدقہ دو۔ دوزخ میں زیادہ چیخنے والے وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے توبہ کرنے میں تاخیر کی ہوگی۔ مشہور ہے کہ "گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں"۔
- چونکہ موت کے بعد عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے، اس لئے توبہ میں تاخیر کرنے والا اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے۔
- توبہ فرض عین ہے کیونکہ ہر بندہ گنہگار ہے اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ ان اللہ یحب التوابین۔
- حدیث میں ہے کہ توبہ کرنے والا بے گناہ کی طرح ہو جاتا ہے۔ (بشرطیکہ توبہ پکی ہو)۔
- جس کا خاتمہ توبہ پر ہوگا اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا۔
- توبہ کے بغیر عبادت صحیح نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کو عبادت پر مقدم فرمایا ہے۔
- بہترین گنہگار توبہ کرنے والا ہے۔ اس سے تنگی دور ہوتی ہے۔ غم سے خلاصی ملتی ہے۔ رزق زیادہ ہوتا ہے۔
- توبہ عبادت بھی ہے اور دعا بھی۔ توبہ کی جڑ وہ نور ہے جسے نور ایمان سے موسوم کیا جا سکتا ہے۔
- جو توبہ کرے اللہ اس کا حبیب ہے جو نہ کرے اس کا طبیب ہے۔ یعنی تکلیف دے کر اسے اپنی طرف راغب کرتا ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی کرم نوازی ہے۔
- رات کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی ہے مانگنے والا میں اس کو دوں اور کوئی ہے توبہ کرنے والا۔

میں اس کی توبہ قبول کروں (ان ربی لسمیع الدعاء)۔

- توبہ کرنے والے ہی عبادت کرنے والے ہوتے ہیں توبہ مقامات کی ابتداء ہے اور عبودیت کی انتہائی ہے۔
- شرمندگی کا نام توبہ ہے اور توبہ تائید ربانی ہے۔
- توبہ اول ترین فریضہ ہے اور تمام فرائض کا سردار ہے۔
- توبہ کا دروازہ آدمی کے آخری سانس تک کھلا رہتا ہے۔ توبہ کی حاجت اعلیٰ مقام پر پہنچ کر بھی باقی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ بھی روزانہ سو یا ستر بار توبہ کیا کرتے تھے۔
- چونکہ حقوق اللہ بے شمار ہیں اس لئے آدمی صرف توبہ کے ذریعہ سے ہی چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے۔ کیونکہ آدمی خدا کا پورا پورا شکر ادا نہیں کر سکتا۔
- جب استغفار سے تنگ نہیں پڑتا خدا بخشش سے تنگ نہیں پڑتا۔ یعنی استغفار ہے تو بخشش بھی ہے۔
- توبہ کرنے سے نہ صرف کبیرہ گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں بلکہ گناہ نیکیوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔
- آخرت کی خوشی اس جہان میں توبہ سے حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ توبہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ لہٰذا بندہ نیک گمان لے کر دنیا سے جاتا ہے۔
- جب بندہ برے افعال سے نجات کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر توبہ کے اسباب آسان کر دیتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔
- توبہ کا مطلب یہ ہے کہ بندہ عذاب کے ڈر سے توبہ کرے۔ توبہ استحیا یہ ہے کہ بندہ حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے حیاء کر کے توبہ کرے۔
- اگر توبہ کے درمیان لغزش ہو جائے تو پھر توبہ کرو۔ آئندہ ایسا نہ کرنے کا عزم کرو۔ دو رکعت نماز توبہ ادا کرو۔ ستر بار استغفار سو بار سبحان و بحمدہ سبحان اللہ العظیم پڑھو۔ حسب توفیق صدقہ دو اور ایک دن روزہ رکھو۔ تائب کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہے کہ اللہ اس کو ہر لغزش سے بچائے۔
- اگر نفس کی شرارت سے گناہ ہو جائے تو توبہ کرو اور اپنے آپ کو خود سزا دو۔ یعنی صرف ایک وقت کا کھانا کھاؤ یا اپنے آپ کو جرمانہ کرو اور غریبوں کو دے دو۔
- رحمت کی امید سے نیک کاموں کیلئے دل کڑھتا ہے اور توبہ کرنے کی ہمت پیدا ہوتی ہے۔
- بندے کو گناہوں پر پریشان دیکھ کر حق تعالیٰ بخش دیتا ہے، پیشتر اس کے کہ وہ بخشش کا طلب گار ہو۔ یعنی توبہ تو کیا

توبہ کا ارادہ بھی قابل قبول ہے۔ بندہ کسی بھی حال میں اور کسی بھی مقام پر پہنچ جائے توبہ سے بے نیاز نہیں ہو سکتا ہر حالت اور ہر قدم پر اس کی حاجت باقی رہتی ہے۔ گنہگار کی توبہ سے بخشش ہوتی ہے تو نیک کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

- گناہ باعث حجاب ہوتا ہے جس کو توبہ اور درود کے ذریعہ سے دور کیا جاتا ہے۔
- مومن توبہ کا ارادہ تو ہمیشہ رکھتا ہے لیکن تساہل سے کام لیتا ہے۔ جو خطرناک ہے۔ ہو سکتا ہے کہ موت فوراً آ دبوچے اور تائب ہونے کا موقع ہی نہ ملے اور جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے۔ لہٰذا ہر لحظہ بندے کو موت کا منتظر رہنا چاہئے کیونکہ موت صرف بڑھاپے میں ہی نہیں آتی بچپن اور جوانی میں بھی آ سکتی ہے۔
- گناہ سے چھ ساعت بعد تک گناہ لکھا ہی نہیں جاتا۔ اس دوران اگر بندہ توبہ کر لے تو گناہ لکھا ہی نہیں جاتا۔
- توبہ کے چار ستون یہ ہیں۔ زبان سے معافی، دل میں ندامت اور پریشانی، اعضا کو گناہ سے روکنا۔ زیادہ نیک اعمال کرنا اور یہ نیت رکھنا کہ آئندہ گناہ نہیں کروں گا۔ یہ سب اہل ایمان کی سنت ہے۔
- گناہ سے توبہ کرنے والے دراصل وہ ہیں جو دوبارہ گناہ نہ کریں۔
- توبہ کی برکت سے آدمی فاسق سے صالح بن جاتا ہے۔ توبہ کی یہ کتنی بڑی برکت ہے کہ بندہ مردود سے محبوب بن سکتا ہے۔
- توبہ زبانی دلی اور عملی ہر طرح کی ہوتی ہے۔
- توبہ کی ابتداء یوں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ دل میں نور معرفت پیدا کر دیتا ہے۔ یہ از تائید ربانی ہے۔
- توبہ کرنے والا اہل محبت میں سے ہے اور وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی عنایت ہے کہ گنہگار تائب ہو کر اہل محبت میں داخل ہو جاتا ہے۔
- عوام کی توبہ گناہ سے ہے اور خواص کی توبہ غفلت سے ہے۔ خواص غفلت، ریا اور تکبر سے خائف رہتے ہیں۔
- گناہوں کی دوا استغفار ہی ہے۔ جو ایک لاجواب موثر دوا ہے۔
- جب بندہ گناہ کرنے کے بعد توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کو یقین ہے کہ اس کا کوئی پروردگار ہے جو گناہوں کو معاف بھی کرتا ہے اور ان پر سزا بھی دیتا ہے۔ کیونکہ توبہ سے بندہ اپنی عبدیت اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تہ دل سے اقرار کر کے معافی مانگتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سنو! میں نے اس بندے کو معاف کر دیا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ خوشخبری اس بندے کیلئے ہے جس کے نامۂ اعمال میں

کثرت سے استغفار موجود ہو۔ چنانچہ استغفار اللہ تعالیٰ کا بڑی بھاری انعام ٹھہرا۔

- جو شخص توبہ کرے اور تا موت اس پر قائم رہے۔ وہ حقیقتاً امیدوار رحمت ہے اور جو گناہوں کے اصرار کے ساتھ مغفرت کی امید رکھے وہ احمق ہے اور ایسے ہی ہے جیسے کوئی کھیت میں بیج بوئے نہیں اور یہ امید رکھے کہ فصل سے استعفادہ کروں گا۔ گناہوں پر اصرار تو خود پر ظلم کرنا ہے۔
- توبہ کیلئے یہ چیزیں ضروری ہیں۔ گزشتہ پر ندامت۔ آئندہ کیلئے نہ کرنے کا ارادہ پھر اپنے قصور کا اقرار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہنا اور زیادہ نیک عمل کرنا۔
- گناہ یا خطا پر فوراً عتاب یا پکڑ رب کی رحمت ہے تا کہ بندہ توبہ کرلے۔ یہ بھی غفور ورحیم کی عنایت ہے۔
- اللہ کی رحمت توبہ کرنے والوں کے قریب ہے۔
- مسلمانوں کا مل جل کر توبہ کرنا زیادہ قابل قبول ہے۔ توبہ پرہیزگاروں کیلئے بھی ضروری ہے۔ یعنی بلندی درجات کیلئے۔
- سچی توبہ اس کی ہے جو توبہ کے بعد اعمال بھی نیک ہی کرے اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرے۔
- توبہ کا نصیب ہونا رب کی رحمت کی زیادتی کا سبب ہے۔
- جس گناہ کے بعد توبہ کا خیال پیدا ہو جائے وہ اس عبادت سے افضل ہے جس سے تکبر پیدا ہو۔
- حدیث میں ہے کہ جب بندہ توبہ کرلیتا ہے تو خدا فرشتوں سے اس بندے کے گناہ فراموش کرا دیتا ہے۔
- گنہگار جب خدا کو پکارتا ہے تو خدا اس کے جواب میں لبیک کہتا ہے اور اس گنہگار کی آواز سے خدا کے نزدیک اور کوئی آواز محبوب نہیں ہوتی۔
- جب بندہ توبہ کرلیتا ہے تو ندا آتی ہے کہ سن لو کہ میرے بندے نے اپنے مالک سے صلح کرلی ہے۔
- گنہگار بندے کی دردناک آواز خدا کے نزدیک فرشتوں کی تسبیح سے افضل ہے۔
- توبہ کا دروازہ قیامت تک بند نہیں ہوگا۔ بندہ آخری دم تک توبہ کرسکتا ہے۔ بندے کو اپنے ہر دم کو آخری دم سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ موت ناگہانی طور پر آجایا کرتی ہے۔
- بندہ گناہ کے بعد جب چشم زدن کیلئے بھی نادم ہو جاتا ہے تو اس سے وہ گناہ چشم زدن سے بھی پہلے اتر جاتا ہے۔ توبہ اللہ تعالیٰ کا ایک بے بہا انعام ہے جس سے بندے کی مغفرت مقصود ہے۔ بوقت موت اگر آدمی بولنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اور اپنے دل میں شرمندہ اور پشیمان ہو تو بھی اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا۔
- عصر کی نماز سے پہلے ستر بار استغفر اللہ پڑھنے سے ستر سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

- گناہ کے بعد اگر آدمی یہ سوچے کہ خدا کو اس کی اطلاع ہے اور نادم ہو تو اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ خواہ استغفار نہ بھی پڑھے۔ ندامت محسوس کرنا ہی استغفار کا بدل ہو جاتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ جب توبہ قبول کر لیتا ہے تو صرف معافی پر ہی اکتفا نہیں بلکہ انعامات سے بھی نوازتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز اور غفار الذنواب ہے۔
- توبہ سے صرف وہ گناہ ہی معاف نہیں ہوتا جو بوجہ جہالت کیا جائے بلکہ وہ گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں جو جان بوجھ کر شرارت نفس کی وجہ سے کئے گئے ہوں یہ غفار الذنوب کی بڑی بھاری کرم نوازی ہے۔
- اگر کوئی گنہگار کسی مصیبت سے نجات پا جائے اور پھر بھی توبہ نہ کرے تو وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی گرفت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اگر چاہے تو وہ فوراً پکڑ سکتا ہے۔ اس کی پکڑ بہت سخت ہے۔
- بعض اعمال بد کی نحوست ایسی ہوتی ہے کہ توبہ کی توفیق سلب ہو جاتی ہے۔ مومن کو ایسے بد اعمال سے بچتے رہنا چاہئے۔
- جن مسلمانوں کے اعمال نیک و بد ملے جلے ہوں اگر وہ اپنے گناہوں سے تائب ہو جائیں تو ان کی مغفرت کی امید ہے۔
- جو مسلمان پچھلے گناہوں سے توبہ کرے اور آئندہ گناہوں سے بچتا ہے اس کیلئے صرف معافی ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اسے اچھی زندگی عطا فرمائے گا۔ یعنی دنیا اور آخرت دونوں کی اچھی زندگی مل جائے گی۔ یہ دعا ہی ہے جس میں بندہ اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے اور اللہ کو اپنے دل سے اپنا رب اور غفور و رحیم مانتے ہوئے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے۔ لہٰذا یہ دعا بڑے ثواب اور فضل الٰہی کی حامل ہے۔
- گناہ بیماری ہے اور اس کا علاج استغفار ہے، جو اس بیماری کیلئے تریاق ہے۔
- بغیر ندامت اور توبہ کے اگر گناہ کے بعد نیک عمل بھی کیا جائے تو معافی کیلئے کافی نہیں ہوتا، پہلے ندامت پھر توبہ پھر نیک عمل۔
- تسبیح اور استغفار سے مصائب دور ہو جاتے ہیں۔
- اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے مسلمانو! میری بارگاہ میں گناہوں سے توبہ کرو۔ توبہ گناہ والے حجاب کو بھی دور کرتی ہے۔
- بندہ جب تائب ہو جائے تو توبہ اور ثواب پر استقامت کی دعا کرنی چاہئے تاکہ خاتمہ بالخیر ہو۔
- چونکہ توبہ گنہگار کی بخشش کا ذریعہ ہے۔ لہٰذا توبہ دنیا کی سب نعمتوں سے بڑی نعمت ہے۔
- اللہ تعالیٰ کے ہاں جو شرف قبولیت توبہ کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے وہ کسی اور شخص کو حاصل نہیں ہو سکتا۔

- اپنے گناہوں کی یاد آنے پر توبہ واستغفار کہنا چاہئے اور دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر پیدا کرنا چاہئے۔
- حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہارے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں تو بھی اگر توبہ کروگے تو قبول ہوگی۔
- توبہ کے معنی گناہ سے نیکی کی طرف لوٹنا ہے۔
- تائب ہو جانے کے بعد بھی ناجائز خیالات وتصورات باقی رہ جاتے ہیں۔لہٰذا پھر ان سے بھی تائب ہونا فرض ہے تاکہ دل پاکیزہ ہو جائے۔
- توبہ اگر شرائط کے مطابق ہو اور اس کی قبولیت کا یقین پختہ ہو تو توبہ ضرور قبول ہو جاتی ہے۔
- توبہ کی شرط احساس ندامت ہے اور یہ کہ پھر گناہ نہ کیا جائے اور توبہ سے رجوع اللہ کی طرف کیا جائے اور نیک اعمال زیادہ کئے جائیں۔
- توبہ کر کے اس کا نبھانا تبھی ہو سکتا ہے کہ بندہ عزت اور خاموشی اختیار کر کے حلال روزی پر اکتفا کرے اور عبادت گزار بن جائے۔
- محض زبانی استغفار بھی فائدہ سے یکسر خالی نہیں،اس سے زبان استغفار کی طرف زیادہ مائل ہو جاتی ہے۔
- جس نے توبہ کی، یقین لایا، نیک کام کئے اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیتا ہے۔(الحمد للہ)
- توبہ کر لینے کے ارادہ سے گناہ کر لینا کفر ہے۔اللہ ہر مومن کو ایسے گناہ سے بچائے۔
- اگر اللہ تعالیٰ توبہ کو بخشش کا ذریعہ نہ بناتا تو عام انسان دوزخ کا ایندھن بنتے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے توبہ کو گنہگاروں کی بخشش کا ذریعہ بنا دیا ہے۔ذریعہ بخشش کتنا مفید، مبارک، آسان اور موثر ہے۔
- سابقہ گناہ کو یاد کر کے اس سے لذت لینا اس بات کی علامت ہے کہ خدا کے خوف نے بندے کے دل میں جڑ نہیں پکڑی۔سابقہ گناہ کی یاد سے لذت لینا بھی گناہ ہے۔خدا اس سے بھی محفوظ رکھے۔
- اللہ تعالیٰ کتنا غفور ورحیم ہے کہ جب بندہ اپنے گناہ کا اعتراف کر کے معافی مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔
- حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح آفتاب مغرب سے طلوع نہیں ہوتا۔اسی طرح یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ تائب کی توبہ قبول نہ ہو(بشرطیکہ بندہ صحیح معنوں میں تائب ہو جائے)
- اہل بدعت کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔اللہ تعالیٰ اہل بدعت سے بیزار ہے۔بدعت ضلالت ہے۔اللہ بدعت سے بچائے۔
- چونکہ بندہ تائب ہو جانے کے بعد بھی وسوسوں، نفس کے بے جا مطالبات اور ناجائز خیالات وغیرہ کا شکار ہو سکتا ہے۔لہٰذا ضروری ہے کہ بندہ صبح اٹھے تو توبہ کے ساتھ اور رات کو سوئے تو بھی توبہ کے ساتھ سوئے۔

- توبہ کرنے میں جتنی تاخیر ہوتی جائے اتنا ہی توبہ کرنا مشکل تر ہوتا جائے گا کیونکہ خباثتوں سے بھرپور نفس کو تائب ہونے کیلئے بڑا طویل مجاہدہ وریاضت درکار ہوتی ہے، جو ضرور کر لینی چاہئے۔
- ان اللہ یحب التوابین۔ توبہ کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے توبہ کی توفیق طلب کرتے رہنا چاہئے اور اپنے سابقہ گناہوں کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے سچی توبہ جاری رکھنی چاہئے البتہ جب بندہ پرہیزگار بن کر ذکر الٰہی میں مشغول رہے تو پھر سابقہ گناہوں کو یاد نہ کرے۔ کیونکہ ایسی حالت میں خود کو پریشان نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ رحمت کی امید زیادہ رکھنی چاہئے۔ توبہ کے وقت نماز توبہ، ندامت، صدقہ و خیرات اور نیک عمل وغیرہ توبہ کی قبولیت کا ذریعہ ہوتے ہیں۔
- توبہ کی فضیلت حج سے بھی زیادہ ہے۔ کیونکہ جو کبیرہ گناہ حج سے بھی معاف نہیں ہوتے وہ توبہ سے معاف ہو جاتے ہیں۔ علماء کی تحقیق یہ ہے کہ حج سے صرف صغیرہ گناہ ہی معاف ہوتے ہیں۔
- گناہ پر قائم رہ کر استغفار کرنا اپنے رب سے ٹھٹھا کرنا ہے۔
- اظہار ندامت کے بغیر زبانی توبہ بے سود ہے۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ بوقت توبہ در مغفرت کھل جاتا ہے۔ توبہ جاری وساری رہنی چاہئے اور نیک عمل زیادہ سے زیادہ کرنے چاہئیں۔
- عبادت ظاہری اعمال بد کو اور توبہ باطنی اعمال بد کو نابود کرتی ہے۔ کیونکہ توبہ باطنی طہارت ہے۔
- ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے کہا: قسم ہے تیری عزت کی کہ میں بندوں کو یہاں تک بہکاؤں گا کہ گناہوں میں غرق ہو جائیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قسم ہے مجھے اپنی عزت کی کہ برابر ہمیشہ ان کو بخشونگا جب تک کہ وہ مجھ سے توبہ کرتے رہیں۔
- استغفار کا حکم اس لئے مخصوص کیا گیا ہے کہ یہ گناہ کو معاف اور نقصان عبادت کو پورا کرنے والا اور مزید ثواب حاصل کرنے والا ہو جاتا ہے۔
- حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندو تم دن رات خطائیں کرتے ہو لہٰذا ہم سے مغفرت مانگا کرو۔ ہم بخش دیا کریں گے۔
- توبہ کرتے وقت گناہ کا ارادہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ گناہ سے باز رہنے کا پورا قصد ہونا چاہئے
- اعلانیہ گناہ کی توبہ اعلانیہ ہو اور چھپے گناہ کی توبہ چھپی ہونی چاہئے۔
- نماز اور روزے کی طرح توبہ بھی ایک فرضی عبادت ہے۔ بلکہ دیگر فرائض سے اہم فریضہ ہے۔

- درجہ محبت الٰہی اس کو ہی حاصل ہوسکتا ہے جو تمام گناہوں سے تائب ہو جائے۔
- جنت کے آٹھ دروازوں میں سے ایک دروازہ توبہ کیلئے کھلا ہوا ہے۔ جو بند نہیں ہوگا یہاں تک سورج مغرب سے طلوع ہو۔
- کبیرہ گناہوں کو توبہ اور عمل صالح کے سوا کوئی اور شے نہیں مٹا سکتی ہے۔
- توبہ کی قبولیت کی امید ضرور رکھنی چاہئے لیکن قبولیت کو اپنا حق نہیں سمجھنا چاہئے کیونکہ معافی دینے والے کی مرضی پر موقوف ہوتا ہے کہ وہ معافی دے یا نہ دے۔ البتہ مسلمان کو معافی کی قبولیت کی امید ضروری رکھنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ غفار الذنوب ہے۔

دروس قرآن کریم:

کچھ عرصہ پہلے سنی تحریک کے دفتر (لاہور) میں ماہانہ درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا چنانچہ چار دروس قرآن دینے کی مجھے بھی سعادت نصیب ہوئی۔ چونکہ یہ دروس سراسر تنظیمی اور تربیتی نوعیت کے ہیں اور موضوع ان کا دینی قیادت کے حوالے سے تھا اگرچہ چار دروس میں پورا موضوع بیان نہ ہوسکا تاہم جتنا بیان ہوا وہ قارئین کی نذر کیا جارہا ہے۔ لیکن اس سے پہلے ایک جامع حدیث جو ہر دینی قیادت کیلئے بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ قیادت کو اگر سرکار مدینہ ﷺ کی بارگاہ کا قرب حاصل نہیں ہوگا تو وہ کارکنوں کی صحیح تربیت نہ کرسکے گی۔ پھر جو شخص اہل سنت عاشقان مصطفیٰ ﷺ کا قائد ہو وہ اس صفت سے محروم نہیں ہونا چاہئے۔ حدیث کا خلاصہ یہ ہے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے یمن کی طرف (قاضی بنا کر) بھیجا (منظر یہ تھا کہ) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سواری پر سوار تھے اور حضور ﷺ ساتھ پیدل تشریف لے جارہے تھے اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو ہدایات دے رہے تھے جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا اے معاذ! ہوسکتا ہے اس سال کے بعد تیری میری ملاقات نہ ہوسکے اور تو میری قبر اور میری اس مسجد کے پاس سے گزرے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یہ سن کر بہت روئے حضور ﷺ کے فراق کی وجہ سے۔ پھر حضور ﷺ نے مدینہ شریف کی طرف رخ انور کیا اور فرمایا:

"بے شک لوگوں میں سے جو متقی ہیں وہ جہاں بھی ہوں گے میرے بہت قریب ہوں گے"۔

قریب مصطفیٰ ہے کوئی کوئی مزے یہ لوٹتا ہے کوئی کوئی

حصول برکت کیلئے مکمل حدیث بلفظہ لکھی جارہی ہے۔

حدثنا ابو المغيرة، حدثنا صفوان، حدثني راشد بن سعد، عن عاصم بن حميد عن معاذ بن جبل قال: لما بعثه رسول الله ﷺ الى اليمن خرج معه

رسول اللهﷺ یوصیه، ومعاذ راکب و رسول اللهﷺ یمشی تحت راحلته، فلما فرغ، قال: یا معاذ، انك عسی ان لاتلقانی بعد عامی هذا، ولعلك ان تمر بمسجدی هذا و قبری، فبکی معاذ جشعا لفراق رسول اللهﷺ، ثم الفت فاقبل بوجهه نحو المدینه، فقال: ان اولی الناس بی المتقون، من کانوا و حیث کانوا۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج136، 376 حدیث 22.52 مطبوعہ بیروت)

اسناده صحیح، ابو المغیرة: هو عبد القدوس بن الحجاج الخولانی، وصفوان: هو ابن عمرو بن هرم السکسکی۔

واخرجه البزار فی مسنده (۲۶۴۷)من طریق ابی المغیرة، بهذا الاسناد، ولم یذکر فیه قوله: ان اولی الناس بی، الخ وزاد قوله: "لا تبك یا معاذ فان البکاء من الشیطان" وستاتی هذا الزیادة بعد حدیث۔

اخرجه ابن حبان (۶۴۷)، والطبرانی فی "الکبیر"۲۰/(۲۴۱) من طریق ابی المغیرة، به، وفیه: ان اهل بیتی هؤلاء یرون انهم اولی الناس بی، و ان اولی الناس بی المتقون، من کانوا وحیث کانوا......" وانظر الحدیثین التالیین۔

و فی باب قوله: "ان اولی الناس بی...... الخ" عن عمرو بن العاص سلف برقم (۱۷۸۰۴)، وانظر حدیث ابی هریرة السالف برقم (۸۴۰۲)

قوله: جشعا: قال ابن الاثیر: فی "النهایة" ۱/۲۷۴: الجشع: الفزع لفراق الالف، واورد فی المادة حدیث معاذ هذا۔

پہلا درسِ قرآن:

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا ایها الذین امنوا اذا لقیتم فئة فاثبتوا واذکروا الله کثیرا لعلکم تفلحونo

واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلو وتذھب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصبرینo ولا تکونو کالذین خرجوا من دیارھم بطرا ورئاء الناس و یصدون عن سبیل اللہ، واللہ بما یعملون محیطo واذ زین لھم الشیطن اعمالھم وقال لاغالب لکم الیوم من الناس وانی جارلکم فلما تراأت الفئتٰن نکص علی عقبیہ وقال انی بریء منکم انی آری مالا ترون انی اخاف اللہ، واللہ شدید العقابo (سورۃ الانفال:45تا48)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہوتو ثابت قدم رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو تا کہ تم مراد کو پہنچو۔ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کرو گے اور صبر کرو بے شک اللہ تعالیٰ صبر والوں کے ساتھ ہے اور ان جیسے مت ہونا جو اپنے گھر سے نکلے اتراتے اور لوگوں کے دکھانے کو اور اللہ کی راہ سے روکتے اور ان کے سب کام اللہ کے قابو میں ہیں اور جبکہ شیطان نے ان کی نگاہ میں ان کے کام بھلے کر دکھائے اور بولا آج تم پر کوئی شخص غالب آنے والا نہیں اور تم میری پناہ میں ہو تو جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے الٹے پاؤں بھاگا اور بولا میں تم سے الگ ہوں۔ میں وہ دیکھتا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آتا میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ کا عذاب سخت ہے۔''

معزز حضرات! تنظیم کی بات آئے تو فوراً نظم وضبط اور اصول وضوابط کا تصور ذہن میں آتا ہے۔ تنظیم مضبوط تبھی ہوتی ہے جب اہل حق ایمان کے جذبے سے سرشار ہو کر محبت وایثار کا مظاہرہ کرتے ہیں اور صرف رضا الٰہی اور دین مصطفیٰ ﷺ کی سربلندی کیلئے ایک نقطے پر جمع ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے: واعتصموا بحبل اللہ جمیعا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حبل اللہ سے مراد جماعت ہے شاید جماعت کو حبل سے اس لئے تعبیر کیا گیا کہ اس سے جماعتی زندگی کی ایک بڑی خوبصورت مثال دی جاسکتی ہے۔ رسی دھاگوں سے بنتی ہے اور ایک ایک دھاگہ آسانی سے ٹوٹ جاتا ہے انہیں کی رسی بن جائے تو توڑنا آسان نہیں۔ حدیث میں ہے بھیڑ ریوڑ کے ساتھ رہے تو بھیڑیے کا لقمہ بننے سے بچی رہتی ہے۔ جبھی جدا ہوئی لقمہ ذئب بن گئی۔ آپ اکیلے اکیلے ہزار کوشش کرتے رہیں دشمن آپ کو آسانی سے نقصان پہنچا سکتا ہے۔ جماعت ہوگی اور جماعت بھی مضبوط تو پھر دشمن آپ کو ہاتھ ڈالتے ہوئے جھجکے گا کہ یہ اکیلا نہیں بلکہ اس کے ساتھ پوری جماعت ہے اور جماعت بھی منظم اور جماعت منظم خلوص، خوف خدا اور بے ریا ہو کر ایک مقصد کیلئے خدا و مصطفیٰ (جل وعلا ﷺ) کی رضا کیلئے کام کرنے کے پس منظر میں بنتی ہے۔ صحابہ کرام میں یہ صفات کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں اس لئے ان کے بارے میں فرمایا: ''و الف بین قلوبھم'' اس قلبی محبت کو مزید آسان کرنے کیلئے فرمایا: ''انما

المومنون اخوۃ" کیونکہ بھائیوں میں قلبی محبت کا پیدا ہو جانا ایک فطرتی اور طبعی عمل بھی ہے اور اس میں اتنی مشکل بھی نہیں پیش آتی اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جب مومن کے دل میں خوشی سے زیادہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت آجاتی ہے تو وہ اپنی جان پہ کھیل کر بھی اپنے مقصد کے حصول کیلئے کوشش کرتا ہے اور پھر اپنے آپ کو گناہوں سے بچانے کیلئے بھی اس کی مدد کی جاتی ہے۔ پھر جس طرح آپس میں پیار بڑھتا چلا جاتا ہے اسی طرح دین کے دشمنوں سے نفرت میں بھی اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں جماعت صحابہ کے بارے میں فرمایا:

والذین معه اشداء۔ اقبال نے کہا:

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم ... رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

کیونکہ ایسے مومن کی دوستی و دشمنی صرف اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہوتی ہے:

کسی تنظیم کی بقاء اور مضبوطی کیلئے صرف کاغذوں میں نہیں بلکہ میدان عمل میں استقلال و استقامت کے ساتھ کام کرنے کیلئے اہل علم نے چند اصول وضع کیے ہیں۔ ان میں سے صرف ایک کا خلاصہ آج کی نشست میں آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ جس سے آپ کو تنظیم سازی کی اہمیت آسانی کے ساتھ معلوم ہو جائے گی۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں ... موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

واعتصموا بحبل الله جميعاً و لا تفرقوا واذكروا نعمت الله عليكم اذكنتم اعداء فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخواناً و كنتم على شفا حفرة من النار فانقذ كم منهاo (سورۃ آل عمران:103)

ترجمہ: "اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو سب کے سب اور تفرقہ نہ پھیلاؤ اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد رکھو۔ جب تم میں دشمنی تھی اس نے تمہارے دلوں میں محبت پیدا کی تو اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی بھائی ہو گئے اور تم ایک غار دوزخ کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچالیا۔"

1-اطاعت امیر:

نظم و ضبط قائم رکھنے کیلئے اطاعت امیر بہت ضروری ہے آپ نے دیکھا نہیں۔ نماز باجماعت میں اسی اصول کی تربیت ہی دی جاتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اگر تین شخص ہی سفر میں ہوں تو ایک کو اپنا امیر بنالیں۔ لیکن امیر کو حکم ہے کہ "سید القوم خادمھم" لہٰذا امارت کے نشے میں قوم کو زرخرید نہ سمجھے اور بڑائی کا تصور ذہن میں نہ پیدا ہونے دے بلکہ خادم

خیر خواہ بنا رہے۔ اس سلسلہ میں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ان خطبات سے جو انہوں نے خلیفہ منتخب ہوتے ہوئے فرمائے تھے۔ رہنمائی حاصل کی جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی ناقص الاعضاء حبشی غلام بھی تمہارا امیر بنا دیا جائے تو اس کی بھی اطاعت کرو جب تک کہ وہ اللہ و رسول کی اطاعت کرتا رہے۔ مگر حکم ہے کہ ایسے شخص کو امیر بنایا جائے جو علم و حکمت اور تقویٰ و پرہیز گاری میں زیادہ مقام رکھتا ہو کیونکہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔

یاد رہے: نظم و ضبط تنظیم کی جان ہوتی ہے اور اس کے فقدان سے تنظیم انتشار کا شکار ہو جاتی ہے اور یہ دینی فریضہ بھی ہے۔

سورۃ نور آیت 62 میں فرمایا گیا:

"انما المومنون الذین امنوا باللہ...... حتّٰی بشاذنوہ ان الذین ذنونك اولئك الذین یومنون باللہ و رسولہ۔

ایک حدیث میں ہے کہ اہل اسلام کو اپنے امیر کی بات ماننی ضروری ہے۔ چاہے اس کی طبیعت کیلئے ناگوار ہو بشرطیکہ قرآن و سنت کے مطابق ہو۔ بخاری کی حدیث ہے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "ہم نے حضور ﷺ کے دست اقدس پر اس جذبے کے ساتھ بیعت کی کہ ہم ہر بات سنیں گے اطاعت کریں گے۔ خواہ خوشی ہو یا غمی اور حاکم سے حکومت کیلئے نہیں لڑیں گے، حق پر قائم رہیں گے خواہ ہم کسی جگہ ہوں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کریں گے۔

آپ نے کبھی غور کیا غلطی امام کرتا ہے مگر سجدہ سہی مقتدیوں پر بھی لازم ہو جاتا ہے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے بر سر منبر فرمایا لوگو! بیٹھ جاؤ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد کے دروازے پر تھے وہیں بیٹھ گئے۔ (ابوداؤد)

دلائل النبوۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جب حضور ﷺ نے حضرت علاء بن حضرمی کو بحرین کی طرف بھیجا تو ہم بھی ان کے ساتھ تھے جب ہم دریا کے کنارے پر پہنچے تو انہوں نے حکم دیا کہ اللہ کا نام لے کر پانی میں اتر جاؤ چنانچہ ہم نے اطاعت کی تو اس کی برکت سے دریا بھی عبور ہو گیا اور ہمارے اونٹوں کے تلوے بھی پانی سے تر نہ ہوئے۔

اسی طرح مدائن کی طرف لشکر کشی کے دن حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے حکم پر پورا لشکر دریائے دجلہ میں داخل ہو گیا اور اسے با آسانی عبور کر لیا یہ سب اپنے امیر پر غیر متزلزل اعتقاد کا ثبوت ہے اور اس کی برکتیں ہیں۔ اسی موقع کے لیے اقبال نے کہا:

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے ‏ ‏ بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

عزیزانِ من! یہ صرف تنظیم سازی کے حوالے سے پہلا اصول آپ کے سامنے بیان کیا ہے اس طرح کے کم از کم

اٹھارہ اصول میرے ذہن میں ہیں اور ہر ایک پر قرآن وسنت کی روشنی میں اسی طرح دلائل ہیں میں وقت کی قلت کے پیش نظر صرف ان اصولوں کی نشاندہی کر دیتا ہوں وقت ملتا رہا تو یکے بعد دیگرے انشاءاللہ تفصیل کے ساتھ آپ کے سامنے بیان کر دیئے جائیں گے۔ وہ اٹھارہ اصول یہ ہیں۔

1-اطاعتِ امیر 2-رضائے الٰہی کا حصول 3-اخوت ومحبت 4-ایثار وقربانی 5-خیر خواہی، 6-باہمی تعلقات، 7-عفو ودرگزر، 8-باہم اعتماد واتفاق، 9-ملاقات ورابطہ، 10-نصیحت واحتساب، 11-خود پسندی سے پرہیز، 12-تربیتی اجتماعات کا انعقاد، 13-مشاورت، 14-عہدیداروں کا انتخاب، 15-خود احتسابی، 16-نظم وضبط کی پابندی، 17-کارکنوں سے اچھا برتاؤ، 18-جہد مسلسل۔

یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم جہاد زندگانی میں یہ ہیں مومن کی شمشیریں

علاوہ ازیں جتنا گڑ ڈالو گے اتنا ہی میٹھا ہوگا قائد وکارکنان ذکر واذکار، تلاوت قرآن، فہم قرآن اور نماز تہجد کیلئے خصوصاً وقت نکالا کریں۔ کیونکہ

کچھ ھاتھ نہیں آتا ہے آہ سحر گاھی و اخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

دوسرا درس قرآن:

اعوذ بالله منَ الشیطٰن الرَّجیم

بسم الله الرحمٰن الرحیم

یا ایها الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا الله لعلكم تفلحون۔

(ال عمران:200)

ترجمہ: ”اے ایمان والو: صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ کامیاب رہو۔“ (ترجمہ کنز الایمان)

اس آیت میں اہل ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ کسی شدت وتکلیف کی وجہ سے دین ومشن نہ چھوڑو۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”صبر یہ ہے کہ نفس کو ناگوار امر پر بغیر جزع وفزع کے روکنا بعض حکماء نے صبر کی تین اقسام بیان کی ہیں۔ 1-ترک شکایت، 2-قبول قضا، 3-صدق رضا۔

سورہ ال عمران کی اس آخری آیت میں فلاح وکامیابی کا راز چار باتوں میں بتایا گیا ہے۔ صبر، مصابرہ، رباط اور تقویٰ۔ صبر کا معنی تو آپ جان چکے۔ مصابرہ کا معنی ہے مصابرۃ الاعداء یعنی دشمن کے پے در پے حملوں کے سامنے فولاد بن

کرکھڑے ہوجانا، رباط کامعنی مفسرین نے یہ فرمایا ہے:

الرباط حمل النفس علی النية الحسنة والجسم علی فعل الطاعة ومن اعظمه ارتباط الخَیْل فی سبیل الله وارتباط النفس علی الصلوة۔

نفس کونیک نیتی پر قائم رکھنا اور جسم کو عبادت پر کاربند رکھنا اس کا اعلیٰ مقام تو یہ ہے کہ انسان ہر وقت ساز وسامان جنگ کے ساتھ جہاد پر آمادہ رہے جیسا کہ سورۂ انفال میں فرمایا گیا:

و اعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدوا الله و عدوکم۔

اوران کیلئے ہرممکنہ قوت تیار رکھو (خواہ ہتھیار ہو یا مضبوط قلعے مسلم شریف کی حدیث میں قوت کے معنی تیراندازی بتائے گئے) اور جتنے گھوڑے باندھ سکو تا کہ ان سے ان کے دلوں پہ دھاک بٹھاؤ جو اللہ کے دشمن ہیں اور تمہارے دشمن ہیں۔

توجب کسی فرد یا قوم میں یہ صفات پائی جائیں گی تو رحمت حق اور نصرت باری تعالیٰ اس کی ضرور پاسبانی فرمائے گی، پھر مشکلات کے پہاڑ ہوں یا مصائب کی آندھیاں از خود راستہ چھوڑ دیتی ہیں ایسوں کو دنیا وآخرت میں عزت وسرخروئی نصیب ہوتی ہے اور یاد رہے کہ دین کا کام کرنے میں تکالیف کا آنا یقینی امر ہے اور کامیاب وہی ہوتے ہیں جو ان مصائب کو صبر سے برداشت کرتے جاتے ہیں اور ہمت ہارے بغیر منزل کی طرف گامزن رہتے ہیں۔ صحابہ کرام کے واقعات اس سلسلہ میں ہماری رہنمائی کیلئے کافی ہیں اور قرآن مجید کی ایک آیت بھی اس بارے میں ضرورت پیش نظر رہنی چاہئے۔

ام حسبتم ان تدخلوا الجنة و لما یا تکم مثل الذين خلوا من قبلكم مستهم الباساء والضراء و زلزلوا حتى يقول الرسول والذين منوا معه متى نصر الله الا ان نصرالله قريب۔ (البقرہ:214)

ترجمہ: ''یاتم اس گمان میں ہو کہ جنت میں بس یونہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تم پر پہلے لوگوں کی طرح تکالیف نہ آئیں انہیں شدت اور سختیاں آئیں اور وہ ہلا دیئے گئے یہاں تک کہ اللہ کے رسول اور ان کے ساتھی ایمان والے پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی سن لو بے شک اللہ کی مدد قریب ہی ہے۔

حاضرین کرام! ان دو آیات میں بیان ہونے والی شدتوں اور سختیوں پہ صبر کرنا اور سب کچھ برداشت کر کے بھی منزل کی جانب رواں دواں رہنا یہ کیسے حاصل ہوگا یہ رضائے الٰہی سے حاصل ہوگا۔ جو ہمارا آج کا موضوع ہے اور تنظیم

سازی کی اہمیت وافادیت کے سلسلے کا دوسرا اہم نکتہ ہے اور جس قائد یا کارکن کے پیش نظر یہ نکتہ رہتا ہے وہ نہ تو کسی عہدے کا طالب ہوتا ہے اور نہ ہی وہ صرف اپنے کام کو ہی صحیح کہنے پر مصر رہتا ہے بلکہ وہ ہر وقت اپنے آپ کو قابل اصلاح گردانتا ہے اور دوسروں کے کام کی خوبیوں کا قائل ہوتا ہے تو اس بارے میں چند باتیں سنیئے۔

رضائے الٰہی:

ذرا غور کرو کہ آدم علیہ السلام سے بغیر ارادے کے معمولی خطا سرزد ہوئی تو انہوں نے رو رو کر اپنا کیا حال کر لیا اور اس کو انہوں نے اپنے لئے ظلم تک قرار دے دیا: "ربنا ظلمنا انفسنا" جبکہ شیطان نے جان بوجھ کر اللہ کے حکم کو پس پشت ڈالا اور پھر اپنے اس جرم عظیم کی تاویلیں کر کے اس کو صحیح ثابت کرنے لگا۔ اس سے کم از کم ہمیں یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو ہر وقت اپنی اصلاح کا متلاشی رہنا چاہئے اور جو کسی تحریک کا کارکن ہے اس کو تو معمولی غلطی بھی بہت بڑی سمجھ کر اپنے قائدین سے اصلاح کا متمنی رہنا چاہئے اور اپنے رب سے معافی کا خواستگار رہنا چاہئے کیونکہ اس کی غلطی بعد میں آنے والوں کیلئے بڑے نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔ جس طرح کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بچے نے یہ کہہ کر حیران کر دیا تھا کہ اگر میں پھسل گیا تو فقط میں اکیلا ہی پھسلوں گا اور اگر آپ پھسل گئے تو پوری امت پھسل سکتی ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ غلطی کی اصلاح کر لینا اور اس پر اپنے رب سے معافی مانگ لینا جہاں محبوب خدا کا طریقہ ہے وہاں اپنی غلطی پر اڑ جانا اور اس کو صحیح ثابت کرنے کی خاطر بے جا تاویلیں شروع کر دینا اور اس کو اپنی انا کا مسئلہ بنا لینا ابلیس لعین کا طریقہ ہے۔ ایک مثالی کارکن وہی ہو سکتا ہے جو اس سلسلہ میں سیدنا آدم علیہ السلام کی سنت پہ چلتے ہوئے اپنی اصلاح کرے اور رب کی رضا کو حاصل کرلے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب حق مہر کی رقم زیادہ مقرر نہ کرنے کی بات کی تو بھری مجلس میں ایک عورت نے عرض کیا کہ آپ کو کس نے اختیار دیا ہے جبکہ قرآن فرماتا ہے۔ (قنطارا) ڈھیروں کے ڈھیر بھی حق مہر مقرر کیا جا سکتا ہے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر پابندی نہ لگائی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غصہ میں آنے کی بجائے فرمایا عورت نے سچ کہا ہے بے شک خطا مجھی سے ہوئی ہے اس طرح کے کئی واقعات آپ کی خلافت راشدہ کے دور ملتے ہیں اور آپ نے ہر واقعہ کو شکریہ کے ساتھ قبول کیا شاید اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حکومت کامیاب ترین حکومت سمجھی جاتی ہے کہ انگریز نے بھی کہا! اگر دنیا میں ایک عمر اور ہو جاتا تو روئے زمین پہ اسلام ہی اسلام ہوتا اور آپ کے دور حکومت میں جو فتوحات کا سلسلہ پھیلا تو کئی لاکھ مربع میل تک بڑھتا ہی چلا گیا۔

ہم نے دیکھا ہے کہ بعض دفعہ اگر جونیئر کارکنوں کو کوئی اہم ذمہ داری سونپی جائے تو سینئر حضرات برا مان جاتے ہیں جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو جو غلام ابن غلام تھے لشکر کا سربراہ بنایا اور تمام صحابہ نے ان کی اطاعت

کو قبول کیا بلکہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد لوگوں کے عرض کرنے کے باوجود بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہی کو سربراہ لشکر مقرر رکھا اور فرمایا: جس کو میرے آقا نے سرداری عطا فرمائی ہے میں کیسے اس سے واپس لے سکتا ہوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عین جنگ کے موقع پر سیف بن سیوف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سپہ سالاری سے معزول کر دیا لیکن انہوں نے بالکل برا نہ منایا اور اب عام سپاہی بن کر جنگ لڑ رہے ہیں۔ اس طرح کی باتوں پہ جھگڑنا ان لوگوں کا کام ہوتا ہے جو تنظیم کو اپنی جاگیر سمجھتے ہیں کہ اگر ان کو عہدہ نہ ملے تو ناراض ہو کر بیٹھ جاتے ہیں یا اپنا الگ گروپ بنا کر اپنی نمایاں حیثیت کو قائم رکھتے ہیں۔ تنظیم رہے نہ رہے ان کی امتیازی شان برقرار رہے ایسا کیوں ہوتا ہے اس لئے کہ رضائے الٰہی کا فقدان ہوتا ہے۔

حدیث سے ایک مثال

ذرا غور کرو صحابی رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو جب خواب میں اذان سکھائی گئی اور حضور ﷺ نے ان کی تصدیق بھی فرمادی اور پوری امت پہ اذان کو سنت بھی کر دیا لیکن فرمایا: بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑے ہو کر اذان کے کلمات انہیں بتاتے جاؤ اور وہ اذان کہنے کی سعادت حاصل کرتے جائیں کیونکہ ان کی آواز بلند ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایک بار تو کیا دل میں خیال بھی نہ لائے کہ حضور ﷺ اذان تو مجھے سکھائی گئی ہے۔ پھر آپ اذان کہنے کی سعادت سے مجھے محروم کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اس سعادت سے کیوں نواز رہے ہیں؟ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ کسی بھی تنظیم میں جو زیادہ اہلیت والے لوگ ہوتے ہیں کم اہلیت والوں کو چاہئے کہ رضائے الٰہی کی خاطر خود پیچھے ہو کر ان کو کام کرنے کا موقع دیں کیونکہ مقصد کام کرنا ہوتا ہے نہ کہ نمبر بنانا۔ یہ نعمت نصیب ہو جائے تو عہدیداروں اور کارکنوں میں کبھی اختلاف یا ناراضگی جنم نہیں لیتی اور اگر کوئی سازش کر کے انتشار پیدا کرنے کی کوشش کرے بھی تو رضائے الٰہی کی برکت سے وہ انتشار خود بخود ہی ختم ہو جاتا ہے اور پہلے سے زیادہ محنت کے ساتھ کام شروع کر دیا جاتا ہے۔

رضائے الٰہی کی فضیلت پہ قرآن مجید میں بے شمار آیات ہیں ان میں سے ایک آیت کا ایک جملہ سنئے آپ کا ایمان تازہ ہوگا اور وہ یہ کہ اہل ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جنت کے باغات: ''تجری من تحتها الانهار'' اور پاکیزہ رہائش گاہوں کا وعدہ فرمانے کے بعد فرمایا و رضوان من الله اکبر، اللہ کی رضا سب سے بڑی ہے۔

سبحان اللہ! اللہ بھی اکبر اور اس کی رضا بھی اکبر اور حدیث صحیح میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ جنت میں اہل ایمان کو اپنا دیدار کرائے گا تو فرمائے گا۔ سلونی، مانگ لو مجھ سے جو کچھ مانگنا ہے۔ فیقولون رضاك۔ اہل جنت بیک زبان ہو کر عرض کریں گے مولا! ہم تجھ سے تیری رضا مانگتے ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا۔ میں تمہیں تین تحفے دیتا ہوں۔

1- ایسا تحفہ کہ جنت میں اس کی کوئی مثل نہیں ہے۔ 2- سلام قولا من رب رحیم ، تم پہ میرا اسلام ہو اور تیسرا یہ کہ جاؤ عیش کرو میں تم سے راضی ہو گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے پوچھا تم کون ہو؟ عرض کیا ہم ایمان والے ہیں۔ فرمایا: ما غلامۃ ایمانکم۔ تمہارے ایمان کی نشانی کیا ہے؟ عرض کیا! ہم مصائب پہ صبر، خوشحالی پر شکر اور نرضی مواقع القضاء، اللہ کی تقدیر پر راضی رہنے والے ہیں فرمایا: مومنون ورب الکعبۃ، رب کعبہ کی قسم تم مومن ہو۔ یہ بھی سن لو کہ رب کی رضا کیسے حاصل ہوتی ہے؟ اس سلسلہ میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم ج 4 ص 364 پہ لکھا کہ بنی اسرائیل نے ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا: اے پیارے موسیٰ اپنے رب سے سوال کریں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح راضی ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: قد سمعت ما قالو۔ تو نے سن بھی لیا ہے یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ فرمایا: قل لھم برضون عنی حتی ارض عنھم۔ ان سے کہہ دو کہ مجھ سے اتنا راضی رہیں کہ میں ان سے راضی ہو جاؤں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان صبح وشام یہ الفاظ اپنی زبان پہ لائے اللہ تعالیٰ پہ حق ہے کہ قیامت کے دن اس کو راضی کرے گا۔ وہ الفاظ یہ ہیں:

رضیت باللہ ربا و بالاسلام دنیا و بمحمد نبیا۔ (ابن ماجہ ج2)

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

یاد رکھو! رب کی رضا وہ ہے کہ اللہ کے نبی بھی اپنے رب سے مانگتے رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے طور پر بلایا تو آپ جلدی جلدی پہنچ گئے۔ خدا نے پوچھا: وما اعجلك عن قومك یٰموسٰی۔ اے موسیٰ! قوم کو پیچھے چھوڑ کر میرے پاس آنے میں اتنی جلدی کیوں کی؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: عجلت الیك رب لترضٰی۔ یا اللہ اس لئے تا کہ تو راضی ہو جائے۔ قربان جائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت پہ خدا خود فرماتا ہے۔ فلنولینك قبلۃ ترضھا۔ ولسوف یعطیك ربك فترضی۔ قبلہ اس لئے تبدیل کیا ہے کہ تو راضی ہو جائے اور تیرا رب تجھے اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔ ری فعنا لک ذکرک۔ تیرے ذکر کو تیری رضا کی خاطر بلند کیا ہے۔ وللاخرۃ خیر لك من الاولی۔ تیری ہر آنے والی گھڑی کو پچھلی گھڑی سے لك تیری خاطر بہتر بنا دیا ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم | خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

پیارے بھائیو! موضوع کو سمیٹتے ہوئے ایک مثال کا سہارا لے رہا ہوں اور مثال کے ذریعے بات سمجھانا خدا کا

طریقہ ہے۔ وہ بات سمجھانے کیلئے مچھر کی مثال بھی دے تو اس کو کوئی عار نہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک مفلوک الحال شخص تنگ آ کر جنگل میں چلا گیا اس کے گھر والے بھی ساتھ تھے۔ ایک درخت کے نیچے خیمہ لگالیا، کھانے کا وقت آیا تو کسی کو پانی لینے بھیج دیا، کسی کو لکڑیاں لینے آپس میں ان کا سلوک تھا جس کی جو ڈیوٹی لگائی وہ دوڑ پڑا درخت پر ایک پرندہ بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا پکانے کو تو کچھ ہے نہیں چولہا کیوں جلا رہے ہو؟ انہوں نے کہا تجھے پکڑ کر پکائیں گے پرندہ سمجھ گیا کہ جن میں اتنا سلوک ہے یہ مجھے بھی پکڑ لیں گے اس نے کہا مجھے نہ پکڑنا میں تمہیں ایک خزانے کی نشاندہی کرتا ہوں تمہارے خیمے کے نیچے خزانہ موجود ہے۔ انہوں نے زمین کھودی خزانہ نکالا اور چلتے بنے۔ جس گھر میں کبھی چولہا نہیں جلا تھا وہاں سے صبح کو حلوے کی خوشبو، دوپہر کو بریانی اور رات کو دیسی گھی میں دیسی مرغ پک رہے ہیں۔ ہمسائیوں نے پوچھا تو انہوں نے سب کچھ بتا دیا۔ انہوں نے بھی سامان باندھا اور جنگل میں جا ڈیرہ لگایا کھانے کا وقت ہوا تو جس کو کہا پانی لے کر آؤ اس نے کہا! کیا ڈوبنے کا پروگرام ہے جس کو آگ کیلئے لکڑیاں لانے کا کہا! اس نے جواب دیا کیا جلنے کا ارادہ ہے اوپر سے پرندے نے بول کر کہا! خزانہ حاصل کرنے والے اور تھے جو لے گئے ہیں۔ خزانے ان کو ملتے ہیں جس کا آپس میں اتحاد و اتفاق ہوتا ہے۔ جن میں آپس کی محبت ہوتی ہے۔ جن میں سلوک ہوتا ہے جو بڑوں کی بات مانتے ہیں جو ان نعمتوں سے محروم ہیں وہ خزانے حاصل نہیں کر سکتے۔

خوش تر آں باشد کہ سرِ دلبراں گفتہ آید در حدیث دیگراں

تیسرا درس قرآن:

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

و الف بین قلوبھم لو انفقت ما فی الارض جمیعاً ماالفت بین قلوبھم و لکن اللہ الف بینھم انہ عزیز حکیم۔ (الانفال:63)

ترجمہ: ''اور اسی (اللہ تعالیٰ) نے محبت پیدا کر دی ان کے دلوں میں، اگر آپ خرچ کر دیتے زمین کی ہر چیز تو پھر بھی ان کے دلوں میں محبت پیدا نہ کر سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان محبت فرما دی بے شک وہ (اللہ) زبردست حکمت والا ہے۔''

زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کی آپس میں نفرت و باہمی عداوت ضرب المثل ہے۔ ان کے مزاج اس قدر آوارہ اور

جذبات اتنے مشتعل تھے کہ ذرا ذرا سی بات پہ صدیوں تک قتل و غارت کا بازار گرم رہتا۔ چنانچہ اوس و خزرج قبیلوں کی دشمنی تو بہت ہی مشہور ہے۔ بظاہر ان میں صلح کا کوئی امکان نہ تھا۔ نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس سے دو سال پہلے ہی ان قبائل کے درمیان خونریز معرکہ ہوا جو اس قدر خوفناک تھا کہ ہر قبیلہ دوسرے کو نیست و نابود کرنے کے ارادے سے میدان میں نکلا تھا۔ اس جنگ کا نام تاریخ میں جنگ بعاث رکھا گیا ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہی ہے کہ ہر طرف نفرت و عداوت کے شعلے بھڑک رہے تھے اور ہر سمت بغض و کینہ کے انگارے دھک رہے تھے۔ جب ہمارے آقا و مولا ﷺ امن و محبت کا پیغام لے کر تشریف لائے تو تھوڑے ہی عرصے میں نفرتیں محبتوں میں تبدیل ہو گئیں اور بغض و عناد کی جگہ اخلاق و مودت نے لے لی اور جو ایک دوسرے کو دیکھنا بھی گوارا نہ کرتے تھے۔ وہ سگے بھائیوں سے بھی زیادہ آپس میں پیار کرنے لگے اور پھر سب کی محبتوں کا مرکز نبی اکرم ﷺ کی ذات بابرکات بن گئی۔ یہ کوئی آسان کام نہ تھا، اس مقصد کے حصول کیلئے اگر دنیا بھر کے خزانے بھی خرچ کر دیئے جائیں تو بھی یہ چاک رفو نہ ہو سکتے تھے۔ محض اللہ کا کرم تھا جو حضور ﷺ کی شکل میں ابر رحمت بن کر ان پر برسا اور دشمنی کے ان بھڑکتے ہوئے شعلوں کو جذبات محبت میں تبدیل فرما کر ٹوٹے ہوئے دلوں کو ایسا جوڑا کہ بقول ایک غیر مسلم شاعر

خود جو نہ تھے راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے ۔۔۔ کیا نظر تھی کس نے مردوں کو مسیحا کر دیا
کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا ۔۔۔ کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم ۔۔۔ اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا

اتنا بڑا انقلاب تاریخ انسانیت میں کبھی نہ اٹھا تھا انہی برکات کو دیکھ کر اپنے تو اپنے، ہندو بھی ہمارے آقا ﷺ کی نعلیں پاک پر قربان ہونے لگے چنانچہ ایک ہندو نے عرض کیا:

گر شمس و قمر کوئی ہاتھوں پہ میرے لا دے ۔۔۔ کونین کی دولت میرے دامن میں سما دے
پھر کالکا پرشاد سے پوچھے کہ تو کیا لے ۔۔۔ نعلین محمد ﷺ کو وہ آنکھوں سے لگا لے

باہمی اخوت و محبت:

کسی بھی تنظیم سے وابستہ افراد کیلئے لازم ہے کہ اس کے کارکنان کا باہمی تعلق اخوت و محبت کی بنیاد پر ہو۔ محبت و اخوت کا فقدان کامیابی کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے اور تنظیم کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دینے والا ہے اور تنظیم تو پھر تنظیم ہے آپس میں محبت و اخوت کا ہونا مومن و مسلم ہونے کیلئے بھی ضروری ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ''تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ رکھو۔''

نیز آپس کی محبت اگر اللہ کیلئے ہوگی تو اس کو تکمیل ایمان کا درجہ دیا گیا ہے۔ چونکہ انسان کے دوست اور دشمن اس کی زندگی پہ اثر انداز ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس کی دوستی اور دشمنی کی بنیاد رضائے خداوندی پر رکھی گئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ایمان کی کونسی گرہ سب سے زیادہ مضبوط ہے: انہوں نے عرض کیا اس بات کو اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: ایمان کی مضبوط گرہ یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں دوستی کی جائے اور اسی کی خاطر کسی سے دشمنی کی جائے۔

اچھے اور بُرے دوست کی مثال

اچھے اور برے دوست کی مثال عطر اور بھٹی دھونکنے والے سے دی گئی ہے۔ عطر والے کے پاس جاؤ گے تو عطر خریدو یا نہ خریدو خوشبو تو آ ہی جائے گی یہ تو اچھے دوست کی مثال ہے جبکہ برے دوست کی مثال بھٹی دھونکنے والے کی ہے کہ جس کی دوستی تمہارے کپڑے نہ بھی جلائے تو اس سے دھواں اور بد بو تو پا ہی لو گے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے دوستی کے اس معیار کو یوں بیان فرمایا ہے:

تا توانی دور شواز یار بد　　　یار بدبد تر بود از مار بد

مار بد تنہا ہمی برجاں زند　　　یار بد برجان و برایمان زند

اور عارف کھڑی حضرت میاں محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری زبان میں انہیں الفاظ کا ترجمہ یوں فرمایا ہے:

چنگے بندے دی صحبت یارو جیوں دوکان عطاراں　　　سودا بھاویں لیئے نہ لیے حلے اون ہزار

برے بندے دی صحبت یارو جیوں دوکان لوہاراں　　　کپڑے بھاویں گنج گنج بہیے چنگاں پہن ہزاراں

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

"انسان اپنے دوست کے طریقے (دین) پر ہوتا ہے پس ہر کوئی یہ دیکھ لیا کرے کہ کس سے دوستی کر رہا ہو ہے۔" (ترمذی)

بہت سے بزعم خویش پڑھے لکھے لوگ جب کسی بدعقیدہ سے دوستی کر بیٹھتے ہیں تو کچھ ہی عرصہ بعد اپنے سچے عقیدے سے ان کو ہاتھ دھونے پڑ جاتے ہیں ورنہ صلح کلی کا شکار ہو کر

نہ ادھر کے نہ ادھر کے رہے　　　نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

کا مصداق ہو جاتے ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں حضور ﷺ کا ایک ارشاد لکھتے ہیں۔ "اللہ تعالیٰ جس کی بہتری کا ارادہ فرماتا ہے اس

کو نیک دوست عطا کر دیتا ہے کہ اگر یہ یادالٰہی سے غافل ہو جائے تو وہ اس کو یاد دلاتا ہے اور اگر یہ خدا کی یاد کرنے والا ہو تو اس کو مزید مدد پہنچاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے دوست ہمیں ہمارے بیوی بچوں سے بھی زیادہ پیارے ہیں کیونکہ دوست ہمیں دین کی یاد دلاتے ہیں اور بیوی بچے ہمیں دنیا میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ (کیمیائے سعادت)

یادرکھو! ایک غلام کو اگر اپنے آقا کی محبت مل جائے تو وہ اپنے آپ کو کس قدر خوش نصیب سمجھتا ہے تو خدا سے اور خدا کی وجہ سے لوگوں سے دوستی کرنے والا کس قدر خوش نصیب ہوگا؟

حبشی غلام کا واقعہ

بزرگوں نے ایک واقعہ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک حبشی غلام قحط سالی کے دور میں بڑا خوش خوش دکھائی دیتا تھا جبکہ سارے لوگ پریشان تھے اس غلام سے اس کی خوشی کا راز پوچھا گیا تو اس نے کہا میں جس کا غلام ہوں اس کے پاس گندم کا ذخیرہ موجود ہے۔ لہٰذا مجھے قحط سالی کی کیا پرواہ؟ اندازہ لگالیں کہ اگر ہمارے جیسے انسان کو اپنا آقا بنانے والا اپنے آقا کے بارے میں اس قدر جذبات رکھتا ہے تو ہم تو اس مولا کے بندے ہیں کہ جس کا اعلان ہے۔ و من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ جو اللہ پر بھروسہ کرے پھر اللہ اس کو کافی ہو جاتا ہے بلکہ فرمایا گیا۔ من کان للہ کان اللہ لہ، جو اللہ کا ہو جائے اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔

بات دور نکل گئی میں عرض کر رہا تھا ہر کسی کا کوئی نہ کوئی دوست ہوتا ہے اور ایک اسلامی تنظیم کا مثالی کارکن وہ ہوتا ہے جو اپنے ساتھیوں سے اخوت و محبت والا معاملہ رکھے۔ جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت کا جھنڈا آپ بلند رکھنے کیلئے میدان عمل میں آئے ہیں وہ اپنے صحابہ کرام سے کس قدر محبت فرماتے تھے اس موضوع پر کبھی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کر کے دیکھیں تو ایک الگ ہی جہان آپ کو نظر آئے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کیلئے اللہ کی رضا کی خاطر محبت فرماتے تھے اور وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں یہی جذبہ لے کر بیٹھتے تھے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

والا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یرید ون وجھہ۔ (الانعام:52)

اور نہ دور کیجئے (اپنے آپ سے) انہیں جو صبح و شام اپنے رب کی رضا کیلئے اس کو پکارتے رہتے ہیں۔

سورۃ الکہف میں فرمایا: والا تعد عینك عنھم۔ ان سے اپنی نگاہیں نہ پھیریئے۔

کیونکہ ان کی تو زندگی ہی آپ کی نگاہ کرم سے گذر رہی ہے۔

تیری نظر سے ان کی سلامت ہے زندگی　　　تیری نظر نہ ہو تو قیامت ہے زندگی

بہر حال! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن سراپا محبت ہوتا ہے اور اس شخص کیلئے کوئی خیر نہیں جو نہ دوسروں سے محبت

کرے اور نہ کوئی اس سے محبت کرنے والا ہو" اور ہمارا تو مسلک ہی مسلک محبت ہے یہ اولیاء کرام کے دن منانا، ان کے عرس کرنا، ان کی محفلیں سجانا اور ان کا ذکر آنے پر جھوم جھوم جانا یہ کیوں ہے صرف اللہ کی محبت کی خاطر، اس سے بندہ نہ صرف اللہ سے محبت کرنے لگ جاتا ہے بلکہ اللہ کا محبوب بھی بن جاتا ہے کیونکہ ااس نعمت سے حضور ﷺ کی سچی اتباع نصیب ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت کی دولت سے مالا مال کر دیتی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم۔ (ال عمران:31)

فرما دیجئے: اگر تم اللہ سے دوستی کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بھی بخشش دے گا۔ حدیث قدسی میں ہے "میری محبت ان لوگوں کیلئے لازم ہو جاتی ہے جو میرے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور میری خاطر آپس میں مل بیٹھتے ہیں اور میرے لئے ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور میری ہی محبت میں ایک دوسرے پہ خرچ کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول نقل فرمایا ہے کہ جب اللہ کی خاطر محبت کرنے والے ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں تو ان کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے موسم خزاں میں درخت کے پتے سوکھ کر گر جاتے ہیں۔ (احیاء العلوم)

ایک حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو میری وجہ سے آپس میں دنیا کے اندر محبت کرتے تھے، آج میں انہیں اپنے سایہ رحمت میں جگہ دوں گا جبکہ اس کے سوا اور کہیں کوئی سایہ نہیں ہوگا۔" (مسلم شریف)

ابوداؤد شریف میں ہے:

"ان لوگوں کے چہرے نور سے بھرپور ہوں گے اور وہ نور کے منبروں پہ جلوہ گر ہوں گے۔ جب لوگ ڈر رہے ہوں گے تو یہ نہ ڈریں گے اور جب لوگ غم میں مبتلا ہوں گے تو یہ غمگین نہ ہوں گے پھر حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون۔

یہ چند باتیں آج کے درس قرآن میں بیان کرنے کا ارادہ تھا جن کا خلاصہ یہ ہے کہ آپس میں اللہ کیلئے محبت پیدا کریں، ایک دوسرے کی تکلیف کا اپنے اندر احساس پیدا کریں کیونکہ

اخوت اس کو کہتے چبھے کانٹا جو کابل میں تو ہندوستان کا ہر پیر و جواں بے تاب ہو جائے

یہی کسی اسلامی تنظیم کی کامیابی کا راز ہے اور اس میں دنیا کے اندر کامرانی اور آخرت میں سرخروئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ نعمت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین!

و اخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین والسلام علیکم ورحمة الله برکاته۔

چوتھا درس قرآن:

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم۔ امابعد

حضرات! ہمارے آج کے درس قرآن کا موضوع ہے جذبہ ایثار و قربانی، ایثار کا مطلب یہ ہے کہ اپنی ذات پہ دوسرے کو ترجیح دینا، اپنی ضرورت پر دوسرے کی ضرورت کو فوقیت دینا۔ جب کسی تنظیم کے کارکنان اس وصف کے ساتھ موصوف ہو جاتے ہیں تو وہ تنظیم بہت جلد اپنے مقصد کو حاصل کر لیتی ہے اور اس سلسلہ میں قرآن مجید سے ہمیں واضح رہنمائی ملتی ہے اور سیرت طیبہ میں سے ہجرت مدینہ کا روشن گوشہ ہمیں بھرپور روشنی عطا فرماتا ہے۔ جب نبی اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کی اور مدینہ طیبہ میں آپ کی جلوہ گری ہوئی اور معاشی حالات کی تنگی کے باعث آپ ﷺ نے انصار و مہاجرین میں مواخاۃ قائم فرمائی اور انصار نے اپنی مالی تنگ دامانی کے باوجود مہاجرین بھائی کی خوب مدد کی، انہیں اپنی زمینوں اور باغات و کاروبار میں حصہ دار بنا لیا۔ قرآن مجید نے ان کی زندگی کے اس روشن پہلو کو بہت نمایاں کر کے بیان فرمایا ہے۔ سورۂ حشر میں ارشاد ہوتا ہے:

والذین تبوأ الدار والایمان من قبلهم یحبون من هاجر الیهم ولا یجدون فی صدورهم حاجة مما اوتوا و یؤثرون علی انفسهم ولوکان بهم خصاصة ومن یوق شح نفسه فاولٰئك هم المفلحون۔ (الحشر:9)

ترجمہ: ''اور جنہوں نے (ہجرت سے) پہلے اس شہر (مدینہ) اور ایمان میں گھر بنا لیا وہ ان کو دوست رکھتے ہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دیئے گئے (مال غنیمت وغیرہ میں سے جو مہاجرین کو دیا گیا) اور شدید محتاجی کے باوجود بھی (وہ انصار) اپنی جانوں پر ان (مہاجرین) کو ترجیح دیتے ہیں اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچا لیا گیا تو وہی کامیاب ہیں۔''

اس آیت کی تفسیر میں ایک صحابی کا ایمان افروز واقعہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کے ایک صحابی حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ ایک مہمان کو اپنے گھر لے گئے اور تھوڑا سا کھانا جو ان کی بیوی نے اپنے بچوں کیلئے رکھا ہوا تھا بچوں کو سلا

دیا اور کھانا مہمان کو پیش کر دیا پھر چراغ کو درست کرنے کے بہانے گل کر دیا اور اندھیرے میں اپنے منہ کی آواز سے ظاہر کیا کہ ہم تمہارے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیت نازل فرما کر اس عظیم میزبان کی تعریف فرمائی۔

دینی دوستوں پہ خرچ کرنے کا فائدہ

سیدنا علی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجھہ کا ارشاد ہے دینی دوست پر بیس درہم خرچ کرنا فقراء پر سو درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ (کیونکہ اس پر صرف صدقے کا ثواب ہی نہیں بلکہ باہمی محبت اور جذبہ ایثار کی وجہ سے دینی کام کی انجام دہی میں بھی مدد ملتی ہے اور پہلے سے زیادہ کام کرنے کا ایک نیا جذبہ ملتا ہے اور دینی دوستوں سے بے رخی اس جذبے کو کمزور کر دیتی ہے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے سعادت میں لکھتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار جنگل سے دو مسواکیں کاٹیں جن میں سے ایک سیدھی اور دوسری ٹیڑھی تھی آپ نے سیدھی مسواک اپنے ساتھی صحابی رضی اللہ عنہ کو دے دی اور ٹیڑھی خود رکھ لی۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیدھی مسوک آپ ' رکھ لیتے اور ٹیڑھی مجھے دے دیتے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص کسی سے ایک لمحہ بھی رفاقت رکھے گا قیامت کے دن اس سے پوچھا جائے گا کہ تو نے کہاں تک محبت و رفاقت کا حق ادا کیا۔

ایک مرتبہ صحابہ کرام میں سے کسی نے اپنے دوست کے گھر بکرے کی سری بھیجی یہ سمجھ کر کہ وہ مجھ سے زیادہ حاجت مند ہوں گے انہوں نے یہی سوچ کر کہ فلاں مجھ سے زیادہ حاجت مند ہوگا آگے بھیج دی اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہا اور وہ سری کئی مختلف گھروں سے پھرتی پھراتی پھر اسی کے گھر آ گئی جس نے سب سے پہلے بھیجی تھی۔ ایک جنگ کے موقع پر ایک زخمی نے پانی طلب کیا ان کو پانی پیش کیا گیا ابھی انہوں نے منہ کے قریب کیا ہی تھا کہ دوسرے زخمی نے آواز دی کہ مجھے بھی پانی کی حاجت ہے انہوں نے یہی پیالا اس کی طرف بھیج دیا کہ شاید وہ مجھ سے زیادہ حاجت مند ہو وہ پینے کا ارادہ کر ہی رہے تھے کہ تیسری طرف سے آواز آ گئی العطش، پیاس، اس طرح سات افراد کے پاس سے ہوتا ہوا وہ پیالہ پھر پہلے کے پاس آ گیا تو دیکھا کہ وہ شدت پیاس کی وجہ سے شہید ہو چکے ہیں اور یہی حال باقیوں کا ہوا۔ پیالہ اسی طرح پانی سے بھرا رہا اور شمع رسالت کے پروانے ایک ایک کر کے جام شہادت نوش کرتے رہے۔

مجھے تو ان کے مقدر پہ رشک آتا ہے　　　یہ لوگ کیا تھے جو حبیب کبریا سے ملے

الغرض! کوئی بھی تنظیم ایثار و قربانی کے بغیر پروان نہیں چڑھ سکتی چاہے وہ مال کی قربانی ہو یا جان کی یا وقت کی۔ انفاق فی سبیل اللہ کی آیات اگر آپ قرآن مجید سے جمع فرمائیں تو پورا تیسرا حصہ قرآن مجید کا صرف اسی مضمون کا بنتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق قرآن مجید کے اگر تین حصے کئے جائیں تو پورا ایک حصہ جہاد فی سبیل اللہ کے متعلق ہے۔ ایک حصہ انفاق فی سبیل اللہ کے بارے میں ہے اور تیسرا حصہ باقی احکام کے متعلق ہے۔ سورۂ بقرہ کو ہی لے لیں اس کی ابتداء میں

پرہیزگاروں کی اس علامت کو تین الفاظ میں کس خوبصورت انداز میں پیش کیا گیا ہے۔و مما رزقنھم ینفقون۔اور وہ (پرہیزگار اور کامیاب لوگ وہ ہیں) جو ہمارے دیئے ہوئے میں سے (ہماری راہ میں) خرچ کرتے رہتے ہیں۔مال ہے تو مال خرچ کرتے رہتے ہیں، علم کا رزق ان کے پاس ہے تو اس بارے میں بخل سے کام نہیں لیتے اولاد ہے تو اس کو دین کے راستے پر لگا کر انفاق فی سبیل اللہ کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں اور موقع بنے تو اپنی جان تک کی بھی پروا نہیں کرتے اور راہ حق میں قربان کر دینا اپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں کہ

جان دی دی ہوئی اس کی تھی　　　حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ان تمام باتوں کا تعلق عمل کے ساتھ ہے اور دعوت حق کے کارکنوں کو صرف زبان سے باتیں نہیں بلکہ عملی طور پر کام کر کے دکھانے پڑتے ہیں۔خرچ کرنے کی صرف باتیں کرنا اور فضیلت ہی بیان کرنے پر اکتفاء کرتے رہنا اور جب موقع آئے تو اپنی غربت، مہنگائی اور گھر کے اخراجات پورے نہ ہونے کا رونا رونا تنظیم کے ساتھ وفاداری نہیں ہے۔بیکار گھومتے رہنا، دوستوں کے ساتھ بھرپور گپ شپ کیلئے وقت نکال لینا اور جب تنظیم کیلئے وقت نکالنے کا کہا جائے تو مختلف بہانوں سے موقع ٹال دینا عدم خلوص اور جذبہ ایثار و قربانی کی کمی کی علامت ہے۔جنہوں نے کچھ کرنا ہوتا ہے وہ پھر ایسی نامناسب تاویلات کے سہارے تلاش نہیں کرتے بلکہ اسوۂ صدیقی پر عمل پیرا ہو کر یوں نعرہ مستانہ بلند کرتے رہیں:

سر کٹے کنبہ مرے یا گھر لٹے　　　دامن احمد نہ ہاتھوں سے چھٹے

❁❁❁❁

دینی مدارس کے طلباء کی خیر خواہی کیلئے

حدیث پاک کی مشہور کتاب مشکوٰۃ شریف پر مجھے دو طرح کام کرنے کی توفیق نصیب ہوئی ہے۔ 1- مشکوٰۃ شریف کی منتخب احادیث مع ترجمہ وتشریح، اس کا نام مصباح المشکوٰۃ ہے۔ 1- مشکوۃ شریف کی مختصر احادیث مبارکہ بمعہ اردو ترجمہ وعربی تحریج اس کا نام مختصر احادیث مشکوۃ ہے اور چونکہ عرصہ دراز سے مشکوٰۃ شریف پڑھانے کا اور اس کا درس دینے کا موقع بھی مل رہا ہے تو اس دوران عربی گرامر کے حوالے سے مختلف احادیث مبارکہ کے کچھ جملے میں نے محفوظ کئے ہوئے تھے۔ مزادالراغبین کے حاشیہ کے ساتھ مدارس عربیہ کے طلباء کی خیر خواہی کیلئے یہاں پہ لکھے جارہے ہیں اور یہ باب صرف عربی میں سے اردو ترجمہ اور اعراب سے خود ہی گریز کیا ہے تاکہ طلباء کرام خود بخود اپنی صلاحیتیں بروئے کار لا کر اس کو سمجھ سکیں۔ ہر جملہ کے ساتھ مشکوٰۃ شریف مطبوعہ نور محمد اصح المطابع دھلی یا قدیمی کتب خانہ کراچی کا صفحہ نمبر اور اس حدیث کا ماخذ لکھ دیا گیا ہے کہ صاحب مشکوٰۃ نے یہ حدیث کس کتاب سے لی ہے۔

تاہم اس سے پہلے حدیث کی اصطلاحات کے بارے میں ایک وقیع مضمون سپردِ قلم کیا جارہا ہے، تاکہ حدیث کے بارے میں کچھ علمی مواد ذہن میں رہے۔

<u>حدیث:</u>

رسول پاک ﷺ نے جو کام کیا یا کرنے کے لیے فرمایا، یا پسند فرمایا، ایسی روایت جس سے یہ ظاہر اور ثابت ہو وہ اصطلاح میں حدیث کہلاتی ہے، آپ ﷺ کی پسندیدگی کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص نے حضور ﷺ کے سامنے کوئی کام کیا اور آپ ﷺ نے اس کو کرتے ہوئے دیکھا یا کسی نے کچھ کہا اور آپ ﷺ نے سُنا، بایں ہمہ آپ ﷺ خاموش رہے اور منع نہیں فرمایا۔

بعض حضرات کے نزدیک صحابی کا قول وفعل اور پسندیدگی وخاموشی بھی حدیث میں شمار ہوتی ہے۔

سند: سند سے مراد وہ افراد ہیں جن کے ذریعہ سے حدیث کی روایت ہوئی۔

اسناد: اسناد سے مراد ان اشخاص کا ذکر ہے جو روایت کرتے ہیں۔

متن حدیث: جو کلام یا فعل ان تک پہنچا ہے وہ متن حدیث کہلاتا ہے۔

حدیث مرفوع: اگر اسنادِ رسولِ پاک کے قول و فعل تک پہنچے تو اس کو حدیثِ مرفوع کہتے ہیں۔

حدیث موقوف: اگر اسناد صحابی تک پہنچی ہے تو یہ حدیث موقوف کہلاتی ہے۔

حدیث مقطوع: اگر اسناد کا سلسلہ صرف تابعی تک پہنچے تو اس کا نام حدیث مقطوع ہے۔

اثر: سلسلہ اسناد تابعی تک بھی نہ پہنچے تو اس کو اثر کہتے ہیں۔

سقوطِ اسناد

روایت متصل: اگر اسناد میں کوئی راوی ساقط نہ ہو تو روایت متصل کہلاتی ہے۔

مُسْنَدْ: ہر ایک مرفوع حدیث جس کی سند متصل ہو، عوام کے نزدیک مُسْنَدْ (مُسْتَنَدْ) کہلاتی ہے اور بعض متصل سند کہتے ہیں، خواہ مرفوع ہو یا نہ ہو۔

منقطع: اگر راوی ساقط ہو تو اس کا نام منقطع ہے۔

مُعلّق: سقوط ابتدائے سند میں منجانب راوی ہو تو معلق کہلاتی ہے اور اس اسقاط...... یعنی راوی چھوڑ دینے کا نام تعلیق ہے۔ اس سے کوئی غرض نہیں کہ سند کے اول میں راوی چھوڑ دیئے ہوں، جس طرح محدّث اسناد کا ذکر کیے بغیر صرف یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا الخ تعلیقات بخاری میں ابواب کا ترجمہ کرتے ہوئے یہی انداز ہوتا ہے، یہ مقبولِ عام ہے بشرطیکہ کہنے والا ثقہ ہو۔

مُرسَل: تابعی کے بعد سند کے اواخر میں سقوط پایا جائے تو اس کو مُرسل کہتے ہیں۔

معضل: اگر سقوط سند کے درمیان میں ہے اور مسلسل دو راوی چھوڑ دیئے ہیں تو اس کا اصطلاحی نام معضل (میم مضموم، عین مجزو، ضاد مفتوح) ہے۔

منقطع اور مدلس: غیر مسلسل دو مواقع پر راوی چھوڑ دیئے ہیں تو اس کو منقطع اور مدلس کہتے ہیں۔ تدلیس کے لغوی معنی کسی چیز کا چھپانا ہے اور اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ حدیث بیان کرنے والا اپنے شیخ کا ذکر کرنے کے بجائے شیخ الشیخ کا ذکر اس طرح کرے کہ گویا اس نے اس سے براہِ راست سنا ہے، تدلیس سوائے اس صورت کے مذموم ہے کہ کسی ثقہ کے جانب سے ہو، نیز کوئی برا مقصد نہ ہو، مثلاً اپنے شیخ کا نام اس کے چھوٹا ہونے یا مشہور نہ ہونے اور اس کا حال چھپانے کی غرض سے ہو تو یہ مذموم ہوگی۔

مضطرب: اگر حدیث میں بعض راویوں کی ایک دوسرے پر تقدیم ہو یا الفاظ کی کمی زیادتی پائی جائے یا متن بدل

جائے تو اس کو حدیثِ مضطرب کہتے ہیں۔

مدرج المتن: اگر راوی اپنی بات حدیث کے متن میں کسی غرض سے اس طرح درج کر دے کہ وہ حدیث کا جز معلوم ہوتا ہو تو اس کا نام مدرج المتن ہے۔

اقسامِ حدیث بلحاظِ تعداد راویان

حدیث متواتر: اگر حدیث کی روایت کرنے والے اتنی کثیر تعداد میں ہوں کہ ان کا جھوٹ پر اجتماع یا ان سے بغیر ارادے اتفاقاً جھوٹ کا وقوع پذیر ہونا فطری طور پر عقل کے نزدیک محال ہو، اور یہ کثرت اوّل سے آخر تک برابر رہے، نیز روایت حس و عقل کے خلاف نہ ہو تو وہ لفظی اور معنوی دونوں حیثیت سے حدیثِ متواتر کہلاتی ہے، جیسے اوقاتِ معینہ میں نمازِ پنجگانہ کی حدیث اور تعداد رکعات اور قرآنِ پاک مصحف آسمانی ہونا، ایسی حدیثیں بہت ہی کم ہیں جیسے یہ حدیث، رسولِ پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے قصداً میرے متعلق جھوٹ بولا، اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنایا، یہ روایت صحابۂ کرام کے جمِ غفیر سے مروی ہے جس میں عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں۔

حدیثِ مشہور: اگر راویوں کی تعداد زیادہ نہ ہو، البتہ دو سے زیادہ ہوں تو ایسی حدیث مشہور کہلاتی ہے اور اس کو مستفیض بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اتنی تعداد میں بھی راویوں کا جھوٹ پر متفق ہو جانا عادتاً محال ہے۔

متواتر بالمعنیٰ: وہ حدیث ہے جس کے راویوں کی تعداد حدِ تواتر تک پہنچتی ہو لیکن معنی واحد کے لیے مختلف عبارات ہوں، وحدتِ معنی پر نظر رکھتے ہوئے یہ متواتر شمار ہوتی ہے، اور حدیث مشہور کا فائدہ پہنچاتی ہے۔

عزیز: حدیث کے صرف دو راوی ہوں تو اس کو عزیز کہا جاتا ہے۔

خبرواحد: ایک راوی سے جو حدیث مروی ہو خبر واحد کہلاتی ہے اور غریب بھی کہتے ہیں۔ فرد کی دو قسمیں ہیں۔

فردِ مطلق: وہ راوی کہلاتا ہے جس کی روایت ہر موقعہ پر تنہا ہو۔

فردِ نسبی: وہ راوی جس کی روایت صرف ایک موقعہ پر تنہا ہو۔

خبر غریب معنی کے اعتبار سے صحت میں نافع نہیں ہوتی، اور کبھی خبر غریب کا اطلاق شاذ ہوتا ہے۔ لِلْاَکْثَرِ حُکْمُ الْکُلِّ کا اطلاق حدیث کے معاملہ میں بھی ہوتا ہے۔ اگر راوی ایک موقعہ پر تنہا اور دوسرے مواقع پر بکثرت ہوں تو اس کو غریب اور فرد ہی کہا جاتا ہے، عزیز نہیں کہتے، اور ایک موقعہ پر دو اور دوسرے مواقع پر کثیر ہوں تو اس کو عزیز ہی کہتے ہیں مشہور نہیں کہا جاتا، اگر راوی ایک موقع پر حدِ تواتر سے کم ہوں اور دوسرے مواقع پر حدِ تواتر تک پہنچتے ہوں، تو اس کو متواتر

نہیں کہا جاتا، مشہور ہی کہلاتی ہے۔

اقسامِ حدیث باعتبار کیفیت

کیفیت کے لحاظ سے حدیث کی صحیح، حسن اور ضعیف تین قسمیں ہیں:

صحیح لذاتہ: جو حدیث عدل تام، سند متصل سے بغیر تاویل ثابت ہو اور شاذ نہ ہو اس کو صحیح لذاتہ کہتے ہیں، بشرطیکہ یہ صفات نمایاں ہیں۔

صحیح لغیرہ: اگر صفاتِ بالا میں کوئی کمی، کوتاہی ہو، جو کسی دوسرے طریقہ سے پوری ہوتی ہو، ایسی حدیث کو صحیح لغیرہ کہتے ہیں۔

حسن لذاتہ: اگر صفاتِ بالا کی کمی پوری نہ ہوتی ہو تو اس کا نام حسن لذاتہ ہے۔

حسن لغیرہ: اگر کوئی قرینہ قبولِ ترجیح ہو یا حدیثِ ضعیف ہو لیکن اس میں کمی کی تلافی ہوتی ہو تو یہ حسن لغیرہ کہلاتی ہے۔

حدیث صحیح کے درجات اس کی صفات کے اعتبار سے ہوتے ہیں۔ اتصال سند، عدالت، روایت، شواذ و علت سے سلامتی کے موافق ضعف اور قوت پائی جاتا ہے۔ صحیح مجرد میں پہلی تصنیف امام محمد بن اسماعیل بخاری نے کی، پھر امام مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری کی تصنیف ہے، یہ دونوں کتابیں کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین ہیں۔ سب سے اعلیٰ وہ احادیث ہیں جن پر دونوں کا اتفاق ہے۔ انفرادیت کی صورت میں بخاری کو اولیت اور مسلم کا ثانوی نمبر ہے۔ بعد ازاں جن میں دونوں کی شرائط پوری ہوتی ہوں۔ ایک کی شرائط پوری ہونے کی صورت میں بخاری مقدم پھر مسلم ہے۔ دونوں محدثین کے بعد وہ صحیح ہے جس کی توثیق ائمہ کریں۔

اصطلاح محدثین میں عدالت سے مراد ملکۂ تحمل، دائمی تقویٰ اور مروّت ہے، تقویٰ سے مراد بداعمالی یعنی شرک، فسق اور بدعت سے پرہیز ہے، اور مروّت سے یہ غرض ہے کہ حافظہ، سماعت اور ادائیگی میں کوئی نقص نہ ہو، اپنے شیخ سے جیسا سنا، اس کو بالکل محفوظ رکھے، یہاں تک کہ لکھ لیا جائے۔

حدیث معلل: بصیغہ اسم مفعول، حدیث معلل سے مراد وہ حدیث ہے جس کی اسناد میں قادحِ صحت اسباب و علل پائے جائیں۔

شاذ: شاذ سے مراد وہ حدیث ہے جس کی روایت ثقہ روایت کے خلاف ہو، اگر راوی غیر ثقہ ہو تو اس کو مردود کہتے ہیں اور راوی ثقہ ہو تو۔

محفوظ: جس حدیث میں حفظ، ضبط اور کثرت روایت وغیرہ وجوہات ترجیح زیادہ ہوں تو اس کو ترجیح ہوگی، راجح کا

نام محفوظ اور مرجوع کا شاذ ہے۔

یاد رہے! راوی کا کوتاہی حافظہ جمیع حالات میں پایا جائے تو اس کو بھی بعض محدثین شاذ کہتے ہیں۔

منکر معروف: جس حدیث کا راوی ضعیف ہو منکر کہلاتی ہے۔ منکر کے مقابلہ میں معروف ہوتی ہے۔ اس کے راوی معروف ہوتے ہیں اور منکر میں ضعیف، محفوظ اور شاذ کے راوی ایک دوسرے سے قوی ہوتے ہیں۔

مطعون: راوی کے فسق اور زیادہ لاپرواہی کی اساس پر حدیث مطعون کہلاتی ہے اور اس کو منکر بھی کہا جاتا ہے۔

حدیث ضعیف: جس روایت میں صحیح اور حسن حدیث کے قابل اعتبار شرائط میں سے صرف ایک یا ایک سے زیادہ شرائط پائی جائیں، اور اس کے راوی میں عدالت، ضبط نہ ہو یا اسناد منقطع ہوں حدیث ضعیف کہلاتی ہے۔

اسباب قادح صحت اور حدیث کا مطعون ہونا

عیب یہ ہے کہ راوی پر جھوٹ، تہمت، غلطی فحش، غفلت اور فسق کا الزام ہو، وہ بطور توہم یا خلافِ ثقہ روایت کرے یا اس کی جہالت سے تعدیل و تجریح ظاہر نہ ہوتی ہو، یا بدعت پائی جائے یعنی سنّتِ نبوی کے اعتقاد کے خلاف بطور معاندہ نہیں بلکہ غلط فہمی کے طور پر ہو۔

موضوع: راوی پر حدیثِ نبوی کے سلسلہ میں جھوٹ کا الزام ہو تو اس کی روایت کی ہوئی حدیث موضوع کہلاتی ہے۔ خواہ حدیث میں عمداً کذب بیانی کا الزام عمر بھر میں ایک ہی دفعہ ہوا ہو، پس ایسی حدیث جس میں یہ تنہا ہو موضوع ہی سمجھی جائے گی، اگر چہ وہ تائب بھی ہو گیا ہو، اسی واسطے کہا جاتا ہے کہ موضوع (بناوٹی) ہونے کا فیصلہ بطریق گمان ہوتا ہے اور کبھی بنانے والے کے اقرار سے ہوتا ہے۔

متروک، منکر: اگر دوسرا عیب پایا جائے تو اس حدیث کو متروک کہتے ہیں، تیسرا نقص ہو تو اس کا نام منکر ہوتا ہے، چوتھے اور پانچویں عیب کی صورت میں بھی منکر ہی کہلاتی ہے۔

مدرج الاسناد: مخالفت ثقہ اسناد کے سیاق وسباق میں ہو تو اس کو مدرج الاسناد کہتے ہیں مثلاً حدیث مختلف اسناد کے ساتھ ایک جماعت سے مروی ہو، پس ان سے ایک ہی راوی روایت کرے اور مجموعی طور پر ایک ہی اسناد میں تمام جمع کر دیئے جائیں۔

مقلوب: اگر تقدیم تاخیر پائی جائے مثلاً باپ کی جگہ بیٹا، یا بیٹے کی جگہ باپ کا نام لیا، اس کو مقلوب کہتے ہیں۔

مزید: ایک راوی کی جگہ دوسرا راوی ہو جانا، اگر راوی زائد ہو گیا تو یہ روایت مزید کہلاتی ہے۔

مصحف: اگر اختلاف تغیر حرف میں نقطہ کے اعتبار سے ہے جیسے شعبہ کی حدیث عوام بن مراجم سے مروی ہے اور یحیٰ

نے اس کو عوام بن مراحم لکھا ہے، ایسی روایت مصحف کہلاتی ہے۔

اگر تبدیلی حرف باعتبار شکل ہو تو اس کا نام محرف ہوتا ہے، جیسے رمضان کے بعد شوال میں چھ روزہ رکھنے کی حدیث ستًّا من شوال کی جگہ شیئًا من شوال ہے۔ بدعت کفر وفسق تک پہنچتی ہو تو اس پر سب کا اتفاق ہے کہ وہ ہرگز قابلِ قبول نہیں۔ البتہ جو بدعت داعی بدعت نہ ہو وہ قبول ہو سکتی ہے۔

مختلط: اگر بڑھاپے یا ضعفِ بینائی کی وجہ سے ہو تو اس کو مختلط کہتے ہیں۔ اس اختلال سے پہلے روایت قبول کی جاتی ہے اور اس کے بعد ناقابلِ قبول ہوتی ہے۔ اگر احادیث مرویہ کے متعلق یہ امتیاز نہ ہو سکے کہ وہ خللِ حافظہ سے پہلے کی ہیں یا بعد روایت کی گئی ہیں تو متابعات اور شواہد سے کام لیا جائے گا۔

متابع: ہر ایک حدیث جو اسناد کے ساتھ مروی ہو اور اس کے موافق ہی ان ہی اسناد سے دوسرے راوی نے روایت کی تو اس دوسرے راوی کو متابع کہا جاتا ہے، جیسے کہتے ہیں فلاں نے فلاں کی پیروی کی، متابعت سے تقویت اسناد ہوتی ہے۔ متابع تابع سے قوی ہوتا ہے۔ اگر متابع لفظ اور معنی دونوں میں موافق ہو تو اس کو نحوہ (اس کے مثل) کہتے ہیں۔ شرط متابعت یہ ہے کہ وہ دونوں ایک ہی صحابی سے روایت کریں، اور اگر ان میں سے ہر ایک نے دوسرے صحابی سے روایت کیا تو اس کو شاہد کہا جاتا ہے، جیسے کہتے ہیں کہ اس کے شواہد ہیں اور فلاں حدیث شہادت دیتی ہے۔ اگر متابعت اول اسناد میں ہو یعنی شیخ الراوی ایک ہی ہو تو یہ متابعتِ کاملہ کہلاتی ہے اور متابعت اول میں نہ ہو بلکہ بعد میں پائی جائے، تو اس کو متابعتِ ناقصہ کہتے ہیں۔

مسلسل: اگر بہت سے راوی اسناد میں ادائیگی الفاظ کے اعتبار سے متفق ہوں یعنی وہ سب ایک ہی صیغہ استعمال کریں، تو اس کو حدیثِ مسلسل کہتے ہیں۔ ادائیگی الفاظ کا لحاظ غالب ہوتا ہے، اولین مرتبہ اس کا ہے کہ سمعت و حدثنی و اخبرنی و قرآت علیہ (مجھے بتایا اور میں نے پڑھا) اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شاگرد نے استاد کے سامنے پڑھا لفظ قرء علیہ و انا اسمع (اس کے سامنے پڑھا گیا اور میں نے سنا) اس کا تیسرا درجہ ہے، چوتھا درجہ یہ ہے کہ محدّث ناولنی حدیثًا مکتوبًا (مجھے حدیث لکھی ہوئی ملی) کہے، اور اگر یہ بھی کہے کہ اس نے روایت کرنے کی اجازت دی ہے تو یہ پانچواں مرتبہ ہے۔

معنعن: اس سے مراد وہ حدیث ہے جو فلاں عن فلاں کے لفظ سے مروی ہو، اگر وہ ثقہ ہے تو یہ سمجھا جائے گا کہ اپنے شیخ سے روایت سنی، یہ بات نہ ہو تو غیر مقبول ہے، کیونکہ حال مشتبہ ہوتا ہے، اس طرح حدیث نقل کرنے کو

عنعنہ کہتے ہیں۔

متعلق اصولِ حدیث

عالم کے لیے موضوع روایت نقل کرنا حلال نہیں، سوائے اس سورت کے کہ اس کا موضوع ہونا بھی ساتھ ہی بیان کر دیا جائے۔ روایت کا موضوع ہونا وضع کرنے والے کے اقرار سے سمجھا جاتا ہے یا اس کے الفاظ و معانی کی رکاکت سے ظاہر ہوتا ہے یا اس کا مخالف شروع ہونا ثابت کرتا ہے، مثلاً نص قرآن، سنتِ متواترہ یا اجماع قطعی کے خلاف ہو، یا اس قدر خلافِ عقل ہو کہ اس کی کوئی تاویل ہی نہ ہو سکے، جیسے حضرت عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فضائل قرآن میں سورۃ وضع کی ہے، اس نے کہا جب میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ قرآن سے گریز کرتے ہیں اور ابو حنیفہ کی فقہ سے دلچسپی بڑھ رہی ہے تو میں نے ثواب کے لیے یہ احادیث وضع کیں۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ بیضاوی اور کشاف میں ان کی مفسرین نے موضوع روایتیں لکھ لیں۔

یہ سمجھ لینا چاہیے کہ نقل بالمعنی میں اختلاف ہے، بعض نے منع کیا ہے اور بعض جائز سمجھتے ہیں اور اکثر کی رائے یہ ہے کہ جو الفاظ و مقاصد کا علم نہیں رکھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ اس سے معانی میں کیا خلل ہوگا، اس کے لیے روایت بالمعنی جائز نہیں بلکہ جو لفظ سنا ہے اس کا ہی تعین ہونا چاہیے، اور اگر اس کا علم رکھتا ہے تو اس کے لیے حدیث، فقہ اور اُصول کے علماء نے منع کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ روایت کی نقل اس کے لفظوں میں ہونی چاہیے۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ حدیثِ نبوی کے سلسلہ میں جائز نہیں، اس کے علاوہ جائز ہے، اور جمہور سلف و خلف کے نزدیک تصنیفات کے علاوہ جائز ہے۔ تصنیفات کے لیے دُوسرے الفاظ میں روایت ہرگز جائز نہیں۔

تاریخ وفات مجتہدین و محدثین

- امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد میں ۱۵۰ھ میں وفات پائی، ستر سال کی عمر ہوئی۔
- امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ میں ۱۷۹ھ میں وفات پائی، اور ۹۱ و ۹۷ھ کے درمیان پیدا ہوئے تھے۔
- امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ولادت اور وفات دونوں میں امام مالک سے مقدم ہیں۔
- امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مصر میں ۲۰۴ھ میں وفات پائی اور ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔
- امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۴۱ھ میں بغداد میں وفات پائی۔
- امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حلب میں جمعہ کے روز ۱۳ر شوال ۱۹۴ھ کو پیدا ہوئے اور عید الفطر کی رات کو ۲۵۶ھ میں بخارا میں

وفات پائی۔ان کی عمر ۶۳ سال سے ۱۳ یوم کم ہوئی۔

- امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے نیشا پور میں ۲۶۱ھ میں وفات پائی، ۵۵ سال کی عمر ہوئی۔
- ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال بصرہ میں شوال ۲۷۷ھ میں ہوا۔
- ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال شہر ترمذ میں رجب ۲۷۹ھ میں ہوا۔
- نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۳۰۳ھ میں مکہ میں ہوئی۔
- دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ ۳۰۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۸۰ھ میں بغداد کے محلہ دار قطنی میں انتقال ہوا۔
- حاکم رحمۃ اللہ علیہ ۳۰۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۵۸ھ میں نیشا پور میں انتقال ہوا۔
- بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ۳۳۴ھ میں پیدا ہوئے اور نیشا پور میں ۴۵۸ھ میں انتقال ہوا۔
- خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جمادی الثانی ۳۵۴ھ میں پیدا ہوئے اور بغداد میں ذی الحجہ ۴۶۳ھ میں وفات پائی۔

اَب آتے ہیں احادیث مبارکہ کی طرف گرائمر کے اعتبار سے۔

الجملة الاسمية:

1- الغيبة اشد من الزنا (رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ ص ۴۱۵) و تمامه قالوا يا رسول الله كيف الغيبة اشد من الزنا قال ان الرجل ليزنى فيتوب الله عليه و ان صاحب الغيبة لا يغفرله حتى يغفر هاله صاحبه۔

2- التائب من الذنب كمن لاذنب له۔ (فی عدم المواخذہ رواہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ ۲۰۶)

3- الاناة من الله والعجلة من الشيطان۔(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ۴۲۹)

الاناه كقناة الحلم والوقار والرجل الانى كثير الحلم (قاموس) العجلة من الشيطن الافيما استحب فيه العجلة الشرع الشريف۔

4- الدين النصحيحة۔(رواہ مسلم، مشکوٰۃ ۴۲۳)

الدين النصيحة كلمة يعبر بها عن ارادة جميع الخير للمنصوح له وليس يمكن ان يعبرعن هذا المعنى بكلمة غيرها واصل النصح لغة الخلوص و منه التوبه النصوح اى الخالصة التى لايعاد بعدها الذنب والنصحية تجرى

فی کل قول او فعل فیہ صلاح و ارشاد الی فلاح والنیحصۃ من حقوق المسلم علی المسلم غاب او شھد و تعم النصیحۃ جمیع الحلق بان یراعی حقوق کل احد من خلق اللہ و عزوجل۔

5- المؤمن غر کریم الفاجر خب لیئم۔ (رواہ الترمذی واحمد، مشکوۃ ص۴۳۲)

غر: بکسر الغین المعجۃ و تشدید الراء المھلۃ ای لیس بذی مکر فھو ینخدع لانقیادہ ولینہ وھو ضدالخب ای المومن المحمود من طبعہ الغراءۃ و قلۃ الفطنۃ للشرو ترک البحث عنہ لم یجرب بواطن الامور ولم یطّلع علیٰ دَخائل الصدور فھو سلیم الصدور حسن الظن بالناس ولیس ذالک لجھل منہ بل لکونہ کریما وھذا یکون فی امور الدنیا وما یتعلق بحقوق نفسہ و یعد الامر فی ذالک سھلاولایبالی وامافی امرالآخرۃ فھو متیقظ و مشتغل باصلاح دینہ والتزو دلمعادہ ومع ذالک نبہ ﷺ بقولہ لا یلدغ المؤمن من حجرو احد مرتین انہ لا ینبغی لان ینخدع دائما تعلیماً للخرم والفاجر خب لئیم الخب بالفتح و تشدید الباء الموحدۃ الخداع الذی یسعی بین الناس بالفساد و قد یکسر خاءہ بمعنی ان الفاجر لا ینخدع لکونہ مخاد عامفتشاء فتاناً غیر مسامح فی حق نفسہ واللئیم فصیل من لئوم یلئوم ککرم یکرم مصدرہ اللؤم وھو ضدللکرم جمعہ لئام ولؤ ماؤ لؤمان۔

6- المجالس بالا مانۃ۔ (رواہ ابوداؤد، مشکوۃ:۴۳۰)

ای الاقوال التی تنطق بھا فی المجلس والا حوال التی تجری فیہ کلھامن الامانۃ التی وجب حفظھا فالوا جب علی من حضر المجلس ان لا یفشی ما جری فی المجلس الاّماتشاور اھل المجلس لا یذاء الخلق واتلاف الاموال کمشاورتھم فی سفک دم حرام او استحلال فرج حرام و اقتطاع مال بغیر حق۔

-7 الظلم ظلمات یوم القیامة (متفق علیہ، مشکوٰۃ ۴۳۴)

ای سبب للظلمات لاهل الظلم کالعمل الصالح سبب للنور و قیل المراد بالظلمات الشدائد۔

-8 الدعاء مخ العبادة۔(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ۱۹۴)

المخ بضم المیم نقی العظم والد ماغ و خالص کل شئی لان حقیقة العبادة هو الخضوع والتذلل وهو حاصل فی الدعاء اشد الحصول وقال فی النهایه انما کان الدعار مخ العبادة لامرین احد هما انه امتثال امر الله تعالیٰ حیث قال تعالیٰ شانه ادعونی استجب لکم فهو محض العبادة وخالصها والثانی ان العبد اذار آی نجاح الامورمن الله عزوجل قطع امله عماسواه و دعاء لحاجته وحده وهذا اصل العبادة ولان الغرض من العبادة الثواب علیها هو حاصل فی الدعا۔

-9 السواك مطهرة للفم و مرضاة للرب۔ (رواہ البخاری فی صحیحہ بلا اسناد واحمد والشافعی والدارمی والنسائی، مشکوٰۃ ۴۴)

قوله ﷺ مطهرة، بفتح المیم مصدر میمی بمعنی اسم الفاعل وکذ المرضاة۔

-10 الحیاء شعبة من الایمان۔ (رواہ البخاری ومسلم، مشکوٰۃ ۱۲)

الشعبة الطائفة من کل شئی والقطعة منه وانما جُعله من الایمان لان المستیحی یمنع عن المعاصی بحیائه۔

-11 البادئ بالسلام برئ من الکبر۔(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ۴۰۰)

-12 القرآن حجة لك او علیك (ان لم تعمل بما فیه فیخا صما۔رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۳۸)

-13 الطاعم الشاکر کالصائم الصابر۔(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ۳۶۵)

-14 الطهور شطر الایمان۔(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۳۸)

-15 النساء حبائل الشیطان۔(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۴۴۲)

قوله ﷺ حبائل الشیطان لا یصطاد بهن الرجال و یجعلهن اسبابا لاغوائهم۔ حبائل جمع حباله بالکسر۔

16- الجرَس مزامیر الشیطان۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۳۳۸)

17- الاقتصاد فی النفقۃ نصف المعیشۃ والتود دالی الناس نصف العقل۔
(التودد، تفعل من الود، رواہ البیہقی، مشکوٰۃ: ۴۳۰)

18- الخمر جماع الاثم (لانہا مفتاح کل شر وھی ام الخبائث و الجماع بالضم فالتشدید مجتمع اصل کل شئی۔ (رواہ رزین، مشکوٰۃ ۳۴۴)

19- الیدا لعلیا خیر من الید السفلٰی۔ (مشکوٰۃ ص ۱۶۲)

20- المرء مع من احب (ای فی الدنیا و الاخرہ) (رواہ البخاری و مسلم مشکوٰۃ ۴۲۶)

21- الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء الزرع۔ (رواہ البیہقی، مشکوٰۃ ۴۱۱)

المسلم (الحقیقی) من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ (ھذہ الجملۃ و کذا ما بعد من الجمل الثلث۔

(رواھا الترمذی و النسائی و البیہقی و للبخاری فی روایۃ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ والمھاجر من ھجر مانھی اللہ عنہ مشکوٰۃ ۱۵)

یعنی ان الواجب علی المسلم ان لا یؤذی احداً لا بلسانہ ولا بیدہ والمراد بذکر ھما جمیع الجوارح التی یؤذی بھا احد احد او انما قال صلی اللہ علیہ وسلم ذلک ولم یقل لا تؤذوا بالسنتکم و ایدیکم اظھاراً لشان الاسلام و بیانا لبعض اوصافہ یعنی ان ذلک مما وجب علیکم اذا اٰمنتم باللہ و رسولہ۔

- والمؤمن من امنہ الناس علی دمائھم وا موالھم (امنہ کعلمہ یعنی جعلوہ امینا و صار و امنہ علی امن و لا یختلج فی قلوبھم انہ یحییٔ بمصیبۃ فی اموالھم و انفسھم)

- والمجاھد من جاھد نفسہ فی طاعۃ اللہ (لانہ جھاد عظیم و قلیل من یفوز بھذا الجھاد۔

- والمھاجر من ھجر الخطایا والذنوب (ای ترک الصغائر منھا و الکبائر)

قولہ ﷺ فی طاعۃ اللہ ای المجاھد الحقیقی من جاھد نفسہ فی طاعۃ اللہ

ولم يصبر منقاد الهاد كل الناس يجاهد النفس لكن لا فى طاعة الله بل لتحصيل متاع الدنيا و ليس على صراط الفوز والفلاح الامن جاهدها فى طاعة الله تعالٰى فهو المجاهد الحقيقى الفائز اذيجد ثواب الله و يدخل دارالنعيم فيما بعد الموت و انما جعله مجاهدا حقيقيا لانه يجاهد نفسه لتحصيل غاب من اعيننا و مالا يحصل فى هذه الدار۔

الهجرة لغة الترك والمحبوب منها ما يرضى الله عزوجل سواء كان ترك الوطن او ترك شيئا آخر و ترك الوطن اسهل من ترك الذنوب ، لهٰذا صارها جرالذنوب مهاجرا حقيقيا و هجرته افضل من هجرة من ترك الوطن ولم يترك الذنوب كما يفعله الناس اليوم۔ و روى احمد عن عمرو بن عبسة ﷺ قال سالت رسول الله صلى الله عليه وسلم اى الهجرة افضل قال ان تهجر ما كره ربك۔

22- الخلق عيال الله فاحب الخلق إلى الله من احسن الى عياله۔

(رواه البيهقى، مشكوٰة ۴۲۵ العيال بالكسر من يعوله الرجل و يقوم برزقه وهو هٰهنا مجاز و استعارة)

23- البر حسن الخلق والاثم ما حاك فى صدرك و كرهت ان يطلع عليه الناس۔

(رواه مسلم، مشكوٰة ۴۳۱)

قوله علیہ السلام ما حاك فى صدرك اى اوقعك فى التردد و لم يطمئن قبلك فان ذلك امارة ان فى ذلك شيئامن الاثم والكراهة و هذا فى حق من شرح الله صدره ونور قلبه وهو مخصوص بما لم يكن فيه نص من الشارع و اجماع من العلماء و كرهت ان يطلع عليه الناس هذه امارة اخرى لتعرف البر والاثم و معناه انك لوار دت ان تعمل عملا حال كونك خاليا فلو وقع فى قلبك انك لو عملته بين اظهر الناس لخجلت لاستجيائك منهم ان تعمله فا علم ان فى ذلك العمل اثماً وهذا ايضا مخصوص بمالم يكن فيه نص من الشارع او جماع من العلماء و بما اذاكان الناس اهل ورع وتقوىٰ يميزون القبيح من الحسن فلا يرد ان آلاثم لايستحى من آلاثم بين اظهر

من هومثله منغمس فی الاثام فیکون الاثم من البر۔

24- الکبائر الاشراك بالله و حقوق الوالدین وقتل النفس والیمین الغموس۔

(رواہ البخاری، مشکوۃ ۱۷)

عقوق الوالدین ایذاء هما و عصیا نهما فما لیس به بأس فی الشریعة۔

والیمین الغموس: هی الکاذبة و سمیت بذلك لانها تغمس صاحبها فی الاثم ثم فی النار۔

25- المؤمن مالف (ای محل الالفة والمحبة) و لا خیر فیمن لا یألف (علی زنة المعلوم) ولا یؤلف (علی زنة المجهول) (رواہ احمد والبیہقی، مشکوۃ ۴۲۵)

26- اية المنافق ثلث اذا حدث كذب و اذا وعد اخلف و اذا اؤتمن خان۔

(فی الامانۃ، رواہ البخاری، مشکوۃ ۱۷)

27- التاجر الصدوق (کثیر الصدق) الامین مع النبین والصدیقین والشهداء۔

(رواہ الترمذی، مشکوۃ ۲۴۳)

28- التجارون یحشرون (علی وزن المضارع المجهول) یوم القیامة فجار الامن اتقی و بر و صدق۔ (فی القول، رواہ الترمذی، مشکوۃ صفحہ ۲۴۴)

قوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم التجار جمع تاجر و یحشرون یوم القیامة فجار اجمع فاجر من الفجور وهو المیل من الصدق و اعمال الخیر الامن اتقی المحارم کالتدلیس و نقص المکیل والموزون و برفی الیمین و صدق فی الحدیث فهو من الابرار الذی یحشرون مع النبیین والصدیقین کما فی الروایة اللاحقة۔

29- الکیس من دان نفسه و عمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها و تمنی علی الله۔ (الی قولہ وتمنی علی اللہ رواہ الترمذی وابن ماجہ، مشکوۃ صفحہ ۴۵۱)

قوله صلی الله علیه وسلم الکیس بفتح الکاف و تشدید الیاء ای العاقل الحازم المحتاط من دان نفسه ای اذلها و غلب علیها جعلها مطیعة لامر الله عزوجل و حاسب اعمالها و احوالها و عمل لما بعد الموت والعاجز

اى البليد الغافل عن المال من اتبع نفسهٗ هواها اى عمل بها امرتہٗ نفسہٗ و تمنى على الله من غير عمل صالح انه يغفرلہٗ اعلم ان الكيس مقابله الحقيقى هو البليد و يستعمل العاجز فى مقابلته لان الكياسة تستلزم قوة الر أى والتجارب والبلادة تستلزم العجز فيها ۱۲۔

30- السفر قطعة من العذاب يمنع احدكم نومه و طعامه و شرابه فاذا قضٰى احدكم نهمتہٗ (اى حاجته۔ قاموس) من وجهه (متعلق بقضٰى اذا حصل مقصوده من جهته و جانبه الذى توجه اليه فليعجل فى الرجوع الى اهله) فليعجل الٰى اهلہٖ۔ (رواہ البخاری ومسلم، مشکوۃ صفحہ:۳۳۹)

31- البينة على المدعى واليمين على المدعى عليه۔

(رواہ الترمذی، مشکوۃ صفحہ ۳۲۷، هذا الحديث قاعدة كلية من قواعد احكام الشريعة)

32- المؤمن مرآة المؤمن والمؤمن اخو المؤمن بكيف عنه ضيعته و يحوط من ورائه۔

قوله ﷺ المؤمن مراة المؤمن۔ اى يريه ما فيه من العيوب كالمرآة ترى كل ما فى وجه الشخص فينبغى ان يميط الاذى والعيب عنه باعلامه بريق الاصلاح لا بطريق الطعن والاعتراض۔

الضيعة فى الاصل المرة من الضياع (ضياعه ملاكه۔ نهايه) و يحوط: من حاط يحوط حوطا و حياطة اذا حفظ و صانہ و ذب عنه و توفر على مصالحة۔ يحوط من ورائه اى يحفظ من غيبته۔ (رواہ الترمذی وابوداؤد، مشکوۃ: صفحہ:۴۲۴)

33- المؤمنون كرجل و احد (اى كاعضاء رجل واحد وهو اخبار فى معنى الانشاء اى كونوا كذا) ان اشتكى عنيه اشتكى كله و ان اشتكى رآسه اشتكى كله۔ (رواہ مسلم، مشکوۃ صفحہ:۴۲۲)

نوع اخر منها

اى رمن الجملة الاسمية وهو الذى ليس المسند اليه فى الجمله معرفا

باللام۔

34- افضل الصدقة ان تشبع (اسناد مجازی ای ان تطعم حتّٰی یشبع) کبدا جائعا (ای ذا کبد جائع وهو الحیوان ناطقا کان او صامتا) (رواہ البیہقی، مشکوۃ: صفحہ:۱۷۲)

35- احب الاعمال (الصالحة) ادومها و انْ قل۔ (متفق علیہ، مشکوۃ صفحہ:۱۱۰)

36- قفلة کغزوة۔ (رواہ ابوداؤد، مشکوۃ صفحہ:۳۳۳)

قوله صلی الله علیه وسلم۔ قفلة وهو المرة من القفول وهو الرجوع کغزوة فعلة من غزا یغزو غزوا والغزوة للمرة و قال فی القاموس غزاه غزو اراده و طلبه و قصده کاغتزاه و (غزا) العدوّ سار الٰی قتالهم و انتها بهم و معنی الحدیث ان اجر المجاهد فی انصرافه الٰی اهله کاجره فی اقباله الی الجهاد۔

37- خیرکم من تعلم القران و علمه۔ (رواہ البخاری، مشکوۃ، صفحہ:۱۸۳)

38- حب الدنیا رأس کل خطیئة۔ (رواہ رزین، مشکوۃ، صفحہ:۴۴۴)

39- سید القوم خادمهم۔ (رواہ البیہقی، مشکوۃ، صفحہ:۳۴۰)

ای ینبغی لسید القوم ان یقوم بمصالحهم او اراد ان من خدم فهو سیدهم و ان کان ادناهم منزلة (فی بعض الامور)

40- مطل الغنی ظلم (رواہ الشیخان، مشکوۃ، صفحہ:۲۵۱)

المطل التسویف فی العدة والدین و معنی الحدیث ان مطل المدیون الغنی ظلم علی الدائن المطالب لحقه۔

41- طلب العلم فریضة علی کل مسلم۔ (رواہ البیہقی وابن ماجہ، مشکوۃ:۳۴)

42- ما قل و کفی خیر (من متاع الدنیا) مما کثر و الهٰی (عن ذکر الله عزوجل، رواه ابونعیم)

43- طلب کسب الحلال فریضة بعد فریضة۔ (رواہ البیہقی، مشکوۃ، صفحہ:۲۴۵)

ای بعد فریضة الصلٰوة والصوم و لیس فی مرتبتهما و قوله فریضة ای علی

من احتاج اليه لنفسه او لمن يلزمه مؤنة۔ انما قلنا ذلك لان كثيرا من الناس يجب نفقة على غيره فكيف يكون الكسب فرضا علٰى كل واحد ولذالم يقيده النبی ﷺ بقوله على كل مسلم كما قيده فی قوله طلب العلم فريضة علٰى كل مسلم۔

44- اصدق الرؤيا بالاسحار۔ (رواہ الترمذی، مشکوۃ، صفحہ:۳۹۷)

و انما كان رؤيا السحر اصدقها لأن الغالب حين السحر ان تكون الخواطر مجتمعة و لان المعدة خالية فلا يتصاعد منها الابخرة المشوشه۔

45- منهو مان لايشبعان (اى حريصان) منهوم فی العلم لايشبع منه ومنهوم فی الدنيا لا يشبع منها۔ (رواہ البیہقی، مشکوۃ ص ۳۷)

منهومان، اى حريصان على تحصيل اقصىٰ غايات مطلوبهما لا يشبعان امی لايقنعان ابد، منهوم فی العلم، لانه فی طلب الزيادة دائما تقوله تعالىٰ و قل رب زدنی علما و ليس للعلم نهاية اذ فوق كل ذی علم عليم و منهوم فی الدنيا فانه لايزال ساعيانی تحصيلء مالها و جاهها و ذهبها و فضتها لايشبع منهافانه كالمريض المستقی و روٰی الدارمی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ موقوفا منهو مان لايشبعان صاحب العلم و صاحب الدنيا و لايستويان اما صاحب العلم فيزداد رضىٰ الرحمٰن و اما صاحب الدنيا فيتمادىٰ فی الطغيان، الحديث۔ (اخرجہ فی المشکوۃ)

46- حق كبير الا خوة على صغير هم حق الوالد على ولده۔ (رواہ البیہقی، مشکوۃ ص ۴۲۱)

47- افضل الجهاد من قال كلمة حق عند سلطان جائر۔ (رواہ الترمذی، مشکوۃ ص ۳۲۲)

48- رضى الرب فی رضى الوالد و سخط الرب فی سخط الوالد۔ (رواہ الترمذی، مشکوۃ ص ۴۱۹)

49- لغدوة فی سبيل الله اور وحة خير من الدنيا و ما فيها۔ (رواہ البخاری و مسلم، مشکوۃ ص ۳۲۹)

اى ثواب الغدوة او الروحة فی سبيل الله خير من نعم الدنيا كلهالا نهاز ائلة فانية و نعم الآخر كاملة باقية، قال فی النهاية الغدوة المرة من الغدود

هو اليسر اول النهار والروحة المرة من الرواح و هو اليسر فى آخر النهار)

-50 طوبٰى لمن وجد فى صحيفته استغفار اكثيرا۔ (رواه ابن ماجه، مشکوٰۃ ۲۰۶)

الحاله الطيبة والعيشة الراضية لمن وجديوم القيامة فى صحيفته استغفار اكثيرالانه كان يستغفر الله عزوجل كثيرا حال حياته فى هذه الدار۔

-51 فقيه واحد اشد على الشيطان من الف عابد۔ (رواه الترمذی، مشکوٰۃ ص ۳۴) لان الفقيه يعلم مكائده ولا يقبل اغوائه ويامر الناس بالخيرو يصونهم عن اغوائه۔

-52 الوحدة خير من جليس السوء (بفتح السين و يضم اى السئى الطامع) والجليس الصالح خير من الوحدة واملاء الخير خيرمن السكوت والسكوت خير من املاء الشر۔ (رواه البيهقى مشکوٰۃ ص ۴۱۴)

-53 احب البلاد الى الله مساجد هاو ابغض البلاد الى الله اسوا قها۔ (رواه مسلم، مشکوٰۃ ص ۶۸)

-54 كل بنى ادم خطاء و خير الخطائين التوابون۔ (رواه الترمذی مشکوٰۃ ص ۲۰۴)

اى كل واحد منهم سوى الانبياء صلوات الله وسلامه عليهم لكونهم معصومين عن الذنوب باجماع الامة التوابون، جمع تواب هو مبالغة التائب اى الرجاعون من المعصيت الى الطاعة و من الغفله الى الانابة و اذا اضيفت التوبة الى الله عزوجل يتعدى بعلى و اذ اضيفت الى العبد يتعدى بالٰى قال الله عزوجل فتوبوا الى بارئكم فاقتلوا انفسكم ذلكم خير لكم عند بارئكم فتاب عليكم۔

-55 الاكلكم راع وكلكم مسئول عن رعيتة۔ (رواه الشيخان والحديث طويل، مشکوٰۃ ص ۳۲۰)

الراعى كل من ولى امر قوم واصله فى راعى الغنم رعى الامير القوم قام باصلاح ما يتولاه والقوم رعيته وهو فعيلة من الراعى قال فى النهاية الرعية كل من شمله حفظ الراعى و نظره و تمام الحديث فالامام الذى على الناس راع و هو مسئول عن رعيته والرجل راع على اهل بتيه وهو مسئول عن رعيته المراة راعية علٰى بيت زوجها و ولده وهى مسئوله عنهم وعبد

الرجل راع علی مال سیده ومسئول عنه الاکلکم راع وکلکم مسئول من رعیته۔

-56 کم من صائم لیس له من صیامه الا الظمأ و کم من قائم لیس له من قیامه الا السهر۔ (رواہ الدارمی مشکوٰۃ ص۱۷۷)

الظمأ ای العطش و کذا الجوع و نحو همامما یصیب الصائم بصومه وخص الظمأ بالذکر لان مشقته اعظم و ذٰلك لان الصائم اذا لم یکن محتسبا اولم یکن مجتنباً من الاثام من الزور والبهتان والغیبة و نحو هامن المناهی فلا حاصل له سوی الجوع والعطش ولا یترتب علیه الثواب وان سقط القضاء و کذا القائم باللیل اذا لم یکن مخلصاً بل کان مرائیا لیس له من قیامه الا السهر قال فی القاموس سهر کفرح لم ینم لیلاً۔

-57 من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه۔ (رواہ الترمذی واحمد وغیرہما، مشکوٰۃ ص۴۱۳)

مالا یعنیه ای مالا یهمه و ما لا یلیق به و مالا یحتاج الیه فی ضرورة دینه و دنیاه من القول والفعل والفکر والنظر بان یکون عیشه بدونه ممکنا۔

-58 احب البلاد (ای احب امکنة البلاد) الی الله مساجدها وابغض البلاد الی الله اسوا قها۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ۶۸)

-59 افضل الذکر لا اله الا الله وافضل الدعاء الحمد لله (لانه سوال المزید علیه من النعمة کماقال الله تعالیٰ لئن شکرتم لازید نکم۔) (رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص۳۸)

-60 اول من یدعی الی الجنة یوم القیامة الذین یحمدون الله فی السراء و الضراء۔ (ای فی حالۃ الرخاء والشدۃ وفی الاحوال کلها، رواہ البیہقی، مشکوٰۃ ص۲۰۰)

-61 تحفة المومن الموت (لکونه بابا من ابواب الجنة لولو یکن الموت لمادصل الیها۔ (رواہ البیہقی، مشکوٰۃ ص۱۴۰)

-62 کل کلام ابن ادم علیه (ای ضرره علیه و وباله) لاله (ای لانفع له فیه) الا امر بالمعروف اونهی عن المنکر اوذکر الله عزوجل۔ (رواہ الترمذی)

ظاهر الحديث يدل على ان المباح ايضاضرر عليه فقيه تشديد و مبالغه وضرره انه يحاسب عليه ويو حب قسادة القلب (لمعات) ويصير محسرو مامن الكلام المثاب عليه عين التكلم بالمباح منه۔

-63 يد الله على الجماعة۔ (رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص۳۰)

-64 مثل العلم لايتنفع به كمثل كنز لا ينفق منه فى سبيل الله۔ (رواہ احمد والدارمی، مشکوٰۃ ص۱۹۶)

-65 مثل الذى يذكر ربه والذى لايذ كر مثال الحى و الميت (لف و نشر مرتب۔ (رواہ البخاری ومسلم)

نوع اخر منها:

اى من الجملة الاسمية وهوما ذخل عليهالا۔

-66 لاصرورة الاسلام۔ (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص۲۲۲)

لا صرورة بالصاد المهمله على وزن الضرورة التبتل وترك النكاح فى الاسلام اى ليس الصرورة من اخلاق المسلمين بل هو فعل الرهبان والصرورة ايضا الذى لم يحج۔

-67 لاطاعة لمخلوق فى معصية الخالق۔ (رواہ فی شرح السنۃ، مشکوٰۃ ص۳۲۱)

-68 لا بأس بالغنىٰ لمن اتقى الله عزوجل۔ (رواہ احمد، مشکوٰۃ ص۴۵۱)

لانه ينفق ماله فى الخير فيثاب واما الذى لا يتقى الله عزوجل فانه ليس له فى المال خير لانه ينفقه فى المعاصى فيكون ماله وبالا عليه۔

-69 لا ايمان لمن لاامانة له (المراد نفى الكمال) ولا دين لمن لا عهد له (بان غدر فى العهد)۔ (رواہ البیہقی، مشکوٰۃ ۱۵)

-70 لاحليم الاذو عثرة ولاحكيم الا ذوتجربة۔ (رواہ احمد الترمذی مشکوٰۃ ص۴۲۹)

العثرة المرة من العثاء فى الشئى ومعنى الحديث انه لايحصل الحلم للشخص ولا يوصف حتى يركب الامور فيعثر فيها و يستبين مواضع الخطاء فيعفوعنه اكابره و مشائخه فاذا صار ذا سلطان يعفوعن من يخطى

ويعثرو لا يغضب بل يحلم لانه كان فيما مضى بمنزلة هذا الخاطئ اولا حكيم الاذوتجربة يعنى ان من ينبغى وصفه بالحكمة هو المجرب فمن لم يجرب الامور والاشخاص لاتظنه حكيما۔

71- لاعقل كالتدبير ولاورع كالكف (عن اذى الناس و عما نهى الله عنه۔ الورع الامتناع والتحرج عما لا ينبغى) ولا حسب كحسن الخلق۔

(رواہ البیہقی مشکوٰۃ ص ۴۳۰)

الجمله الاسمية التي دخلت عليها حرف انَّ:

72- ان الصدقة لتطفىء عضب الرب وتدفع ميتة السوء۔ (رواہ الترمذی مشکوٰۃ ۱۶۸)

ميتة السوء بكسر الميم وسكون الياء اصلها موتة مصدر النوع كالجلسة والمراد بميتة السوء الحالة السيئة التى يكون الرجل عليها عندالموت مما يؤدى الى كفران النعمة من الاثام والاوجاع المفضية الى الفزع والجزع و الغفلة عن ذكر الله عزوجل و منها موت الفجاءة و سائر ما يشغله عن الله مما يؤدى الى سوء الخاتمة اعاذنا الله منها۔

73- ان الصدق طمانية و ان الكذب ريبة۔ (المراد بہ القلق، رواہ الترمذی واحمد مشکوٰۃ ۲۴۲)

الصدق والكذب يستعملان فى الافعال والاقوال قالوا معناه انك اذا وجدت نفسك ترتاب فى الشئ فاتركه وانتقل الى مالا ترتاب فيه فان نفس المؤمن تطمئن بالحق والصدق وترتاب من الكذب والباطل وهذا مخصوص بالقلوب الصافيه من كدورة الهوىٰ۔

74- ان نفسا لن تموت حتى تستكمل رزقها۔ (رواہ فی شرح السنۃ، مشکوٰۃ ۴۵۲)

75- ان الرجل ليحرم الرزق بالذنب يصيبه۔ (رواہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ ۴۱۹)

76- ان الله تعالىٰ جميل يحب الجمال۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۴۳۲)

77- ان الرزاق ليطلب العبد كما يطلبه اجله۔ (رواہ ابونعیم، مشکوۃ ۴۵۴)

78- ان لکل شئی شرة ولکل شرة فترة۔(رواہ الترمذی، مشکوۃ ۳۵۵)

شرة بکسرالشین المعجمه وتشدید الراء آخره تاء الحرص والنشاط والفترة الضعف فترای سکن بعد حدة ولان بعد شدة ومعنی الحدیث ان الانسان یبالغ فی اول الامرفی طاعة و عبادة لایزال یفترفی عمله ویضعف ولیس هذا بکمال و انما الکمال التوسط والقصد فی العمل والا حترازمن الا فراط والتفریط کلیهما لیدوم العمل و لفظ الحدیث بکمال ان لکل شئی شرة ولکل شرة فترة فان صاحبها سدد و قارب فارجوه وان اشیرالیه بالا صابع فلا تعدوه۔

79- ان اسرع الدعاء اجابة دعوة غائب لغائب۔ (رواہ الترمذی مشکوۃ ۱۹۵)

80- ان لکل امة فتنه (امتحانا) و فتنة امتی المال۔ (رواہ الترمذی، مشکوۃ ۴۴۲)

تفتن بها و تمحن هل تعمل فیه بحق الله اولا۔

81- ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم۔ (متفق علیہ، مشکوۃ ۱۸)

ای کجریان الدم فی بدنکم حیث لاتدرونه فانه الوسواس الخناس یوسوس فی صدور الناس۔

82- ان المستشار مؤتمن۔ (رواہ الترمذی، مشکوۃ ۴۳۰)

ان المتشار و هوالذی طلب الشوریٰ منه احد فی بعض اموره موتمن ای امین وجب علیه ان یشیرالی مایعلمه خیزاله فلواشار علیه بامر یعلم ان الرشد غیره فقد خانه کما جاء مصر حافی روية اخریٰ۔

83- ان الوله مبخلة (ای محبته یورث البخل و الجبن) مجبنة۔ (رواہ احمد، مشکوۃ ۴۰۳)

84- ان من البیان لسحرا، ان من الشعر لحکمة۔ (رواہ البخاری، مشکوۃ ۴۰۹)

ان من البیان سحرا، من تبعیضیة یعنی ان بعض البیان بمثابة السحر فی صرف القلوب و امالتها و ان من الشعر حکمة یعنی ان بعض الاشعار نافع

فیہ علم و حکمۃ یفید الناس۔

-85 ان من العلم جھلا ان من القول عیالا ۔(رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ۴۱۰)

ان من العلم جھلا فیہ ایضامن تبعیضۃ قیل فی تفسیرہ ان یتعلم مالا یحتاج الیہ فی دینہ کعلم النجوم ویدع مایحتاج الیہ من علوم القرآن والسنۃ فیکون الاشتعال بمالا یعینہ مانعاعن تعلم مایعنیہ فیکون جھلا وقال الازھری ھو ان لایعمل بعلمہ فیکون ترک العمل بالعلم جھلا ولا یبعدان یقال فی معنی ھذہ الجملۃ ان من العلماء من یحمل علمہ علی المراء والجدال والکبر والاعجاب بنفسہ ویمنعہ من اصلاح نفسہ فکان علمہ بمنزلۃ الجھل الذی لایمنع صاحبہ من المھالک ومن العلم الذی ھو اسوأ من الجھل علم الذین ظھروا فی ھذا الزمان وادعوا الا جتھاد وطفقوا یحرفون القرآن ظانین انھم مفسروہ ویزعمون انھم اھل الحق و نشاھد ھذا الزعم منھم لانھم تعلموا من العربیۃ بعض لغاتھا و حفظوا قواعد صرفھا و نحوھا و لو لم یکونو اغالمین بذلک لماتر کو امسلک الصحابۃ ومن بعد ھم من السلف الصالحین ولما خلعوا ربقۃ الاسلام من اعنا قھم ولکان جھلھم خیرا لھم و ھؤلاء الذین اشرت الیھم ھم المنکرون بالاحادیث النبویۃ۔ ان من القول عیالا ، ای ثقلا اوو بالا علی صاحبہ فی الدنیا والآخرۃ او علی سامعہ لکونہ عالمابہ اوغیر فاھم۔

-86 ان یسیرا الریاء لشرک (ای قلیلہ اضافۃ الصفۃ الی موصوفھا)۔ (رواہ ابن ماجہ مشکوٰۃ ۴۵۵)

-87 ان السعید لمن جنب الفتن (لان المبتلی بالفتنۃ قلما ینجو منھا) (رواہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ ۴۶۴)

الفتن جمع الفتنۃ ومعناہ الامتحان والا ختبار اکثر استعمالہ بمعنی الاثم والکفر والقتال وغیرھا و قد کثرت الفتن فی زماننا ھذا و کثرت دعاتھا فمن الناس من یدعو الی الاقرار بنبوۃ الکاذب المتبنی الکائد الکا دیانی و منھم من یدعو الی تحریف الاسلام و مسخہ من ھیئتہ الماثورۃ الی

ماتدعوه هواه اغاذ ناالله ممايد عوننا اليه فالسعيد من جنب هذا الفتن ومن صاحب اصحاب تلك الدعاية وقراء كبتهم قليلاً ما ينجون من مكائدهم۔

-88 الا ان الدنيا ملعونة وملعون مافيها الاذكر الله وما والاه وعالم او متعلم۔

(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ۴۴۱)

الموالاة المحبة بين اثنين و قد يكون من واحد وهو المراد هٰهنا اى وما احبه الله عزوجل من اعمال البروا فعال القرب اويقال فى معناه ما قاربه اى ذكر الله من ذكر خيرا و تابعه من اتباع امره و نهيه لان ذكره يوجب ذلك وقوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و عالم بالرفع هكذا فى اكثر الروايات الظاهر النصب (كماعند ابن ماجه) لانه معطوف على قوله ذكر الله وهو منصوب على الاستثناء من الكلام الموجب والرفع على تقديران يقال ملعون ما فيها لايحمد الاذكر الله وما والاه و عالم او متعلم۔

-89 ان الله ليؤيد هذا الدين بالرجل الفاجر۔ (رواہ البخاری، مشکوٰۃ ۵۳۴)

-90 ان من اشراط الساعة ان يتباهى (يتفاخر) الناس فى المساجد۔ (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ۶۹)

-91 ان احب الاعمال الى الله تعالىٰ الحب فى الله والبغض فى الله۔

(راوہ ابوداؤد واحمد، مشکوٰۃ ۴۲۷)

-92 ان الله حرم عليكم عقوق الامهات ووأد البنات ومنع وهات و كره لكم قيل و قال (اى نهى عن فضول مايتحدث الجالسون من قولهم قيل كذا و قال كذا) وكثرة السؤال واضاعة المال۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ۴۱۹)

قوله صلى الله عليه وسلم وأد البنات و هى حية و كان العرب يفعلون ذلك فى الجاهلية من وأديئد و أدا فهى وئيد و وئيدة و موؤدة و منه قوله عزوجل واذا الموؤدة سئلت۔

و قوله و منع اى حرام عليكم منع ما عليكم اعطاءه و طلب ما ليس لكم (نهايه) اى بالتجبرو الاستكراه منع بسكون النون ويفتح و بفتح العين على انه ماض او مصدر و فى رواية منعا بالتنوين و هات بكسر التاء اسم فعل

بمعنی اعط)

93- انك لست بخير من احمر ولا اسود الا ان تفضله بتقویٰ۔(رواہ احمد،مشکوۃ ۴۴۳)

معنی الحدیث ان الفضیلة بلون دون لون و انما الفضیلة بالتقویٰ فان من اتقی الله عزوجل و اجتنب المحارم و انتهی عمانهی منَ الاثام فهوالا فضل و قال الله عزوجل ان اکرمکم عند الله اتقاکم۔

94- ان الصدق بروان البر یهدی الی الجنة و ان الکذب فجور و ان الفجور یهدی الی النار۔ (رواہ مسلم،مشکوۃ ۴۱۲)

95- ان الله لاینظر الی صورکم و اموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم۔ (رواہ مسلم،مشکوۃ ۴۵۴)

قوله ﷺ الی قلوبکم ای الی مافیها من الیقین و الصدق والا خلاص و قصد الریاء والسمعة وسائر الاخلاق المرضیة والاحوال الردیة و اعمالکم من صلاحها و فسادها فیجازیکم علی اوفق۔

96- ان من المعروف ان تلقی اخاك بوجه طلق۔ (رواہ احمد والترمذی،مشکوۃ ۱۶۸)

97- ان الغضب لیفسد الأیمان کما یفسد الصبر العسل (بفتح الصادو کسر الباء) (رواہ البیهقی،مشکوۃ ۴۳۴)

98- ان اولی الناس بالله من بدأ بالسلام۔ (رواہ الترمذی،مشکوۃ ۳۹۸)

99- ان الربٰوا و ان کثر فان عاقبته تصیر الی قل (بضم القاف من القلة کالذل والذلة) (رواہ ابن ماجہ،مشکوۃ:۲۴۶)

100- انماشفاء العی السئوال (ای لاشفاء لداء الجهل الا التعلم والسئوال من العالم۔(رواہ ابوداؤد،مشکوۃ ۵۵)

101- انما الاعمال بالخواتیم۔(متفق علیہ،مشکوۃ ۲۰)

102- انما القبر روضة من ریاض الجنة او حفرة من حفر النار۔ (رواہ الترمذی،مشکوۃ ۴۵۸)

الجملة الفعلية:

103- لعن عبد الدينار و لعن عبد الدرهم۔(رواہ الترمذی،مشکوٰۃ ۴۴۱)

عبد الدينار و عبدالدرهم هو من جعل المال والمتاع ربه وجعله اكبر همه ومبلغ علمه وسعيه ان اعطى رضى وان لم يعط سخط۔

104- يغفر للشهيد كل شئى الا الدين۔ (رواہ مسلم،مشکوٰۃ ۳۵۲)

105- كفى بالمرء كذبا ان يحدث بكل ماسمع۔(رواہ مسلم،مشکوٰۃ ۲۸)

106- كاد الفقرا ان يكون كفرا۔ (رواہ البیہقی،مشکوٰۃ ۴۲۹)

اى سببا لكفر اما بالا عتراض على الله وبعدم الرضاء بقضائه واما بالا رتداد عن الاسلام الى الكفر لتحصيل المتاع والمال من الكفرة۔

107- يبعث كل عبد مامات عليه (من دينه و نيته)۔ (رواہ مسلم،مشکوٰۃ ۴۵۷)

108- نعم الرجل الفقيه فى الدين ان احتيج اليه نفع (السائل والجاهل) و ان استغنى عنه اغنى نفسه (عن الناس بعدم منهم متاع الدنيا) (رواہ رزین،مشکوٰۃ ۳۶)

109- يهرم (يشيب) ابن ادم ويشب (يقوى) منه اثنان الحرص على المال و الحرص على العمر۔ (رواہ البخاری ومسلم،مشکوٰۃ ۴۴۹)

110- يتبع الميت (اى قبره) ثلثة (من انوع الاشياء) فيرجع اثنان ويبقىٰ معه واحد يتبعه اهله و ماله و عمله فيرجع اهله و ماله ويبقى عمله۔ (معہ،متفق علیہ،مشکوٰۃ ۴۴۰)

111- حجبت النار بالشهوات و حجبت الجنة بالمكاره۔ (متفق علیہ،مشکوٰۃ ۴۳۹)

اى بالمكاره جمع مكره وهو ما يكرهه الشخص و يشق عليه فعله ومعنى الحديث ان الجنة تنال بالصبر على المكاره وهى التكاليف الشرعية فانها كبيرة على الانفس و حجبت النار بالشهوات اى بما تشتهيه النفس وتستلذبه كشرب الخمروا الزنا واستكثار المال الحرام وغير ذلك فمن اراد الفوز فتح باب الجنة باقتحام المكاره ليدخل فيها و ترك حجاب النار سالما لينجو منها لان من هتك الحجاب وصل الى المحجوب)

112- کبرت خیانة ان تحدث اخاك حدیثا هولك مصدق وانت به کاذب۔

(رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ۴۱۳)

ان تحدث فاعل کبرت وانثه باعتبار التمیز(وهو لفظ خیانة) اذهوا الفاعل حقیقة وقیل تباویل الخصلة و معنی الحدیث کبرت الخیانة منك فی حق اخیك اذا حدثة حدیثا هو یصدقك فیه و یعتقدك صادقا و انت فیه کاذب۔

113- بئس العبد المحتکر ان ار خص الله الاسعار حزن و ان اغلاها فرح۔

(رواہ البیہقی، مشکوٰۃ ۲۵۱)

المتحکر الذی اشتری الطعام وحبسه لیقل فی السوق فیغلوو اصل الحکرة الجمع والا مساك (من النهایة) والمحرم منه هوفی الاقوات خاصة بان یشتری الطعام و ینتظر الغلا لبیعه والناس فی مسغبة و مجاعة و احتیاج الیه۔

نوع اخرمن الجملة الفعلیة:

وهو ما فی اوله ''لا'' النافیة۔

114- لاید خل الجنة جسد غذی بالحرام۔(رواہ البیہقی، مشکوٰۃ ۲۴۲)

115- لایدخل الجنة من لا یأمن جاره بوائقه۔(رواہ مسلم، مشکوٰۃ ۴۲۲)

بوائق جمع بائقة وهی الداهیة ای غوائله وشروره۔

116- لایدخل الجنة قاطع (ای قاطع الرحم) (متفق علیہ، مشکوٰۃ ۴۱۹)

117- لایدخل الجنة قتات۔(رواہ البخاری ومسلم، مشکوٰۃ ۴۱۱)

قال فی القاموس رجل قتات وقتوت نمام او یستمع احادیث الناس من حیث لا یعلمون سواء نمها او لم ینمها و فی مجمع البحار النمام من یکون مع المتحدثین فینم علیهم والقتات من یستمع علی القوم وهم لا یعلمون ثم ینم والفتاش من یسئل عن الاخبار ثم ینمها۔

118- لایلدغ المومن من حجر واحد مرتین۔(متفق علیہ، مشکوٰۃ ۴۲۹)

يعنى انه ينبغى للمؤمن ان يكون حازماً محتاطا حيث لاينخدع من شخص واحد مرتين فاذا خدعه احد مرة ينبغى ان يكون على بصيرة حتى لايخذع منه مرة اخرىٰ۔

119- لاتدخل الملائكة بيتا فيه كلب ولا تصاوير۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ۳۸۵)

اى ملائكة الرحمة لا الحفظة و ملائكة الموت وفيه اشارة الى كراهتهم ذلك ايضا لكنهم مأمورون و يفعلون ما يؤمرون (حاشية المشكوٰة من المرقات)

120- لايحل لمسلم ان يروع (اى يخوف) مسلما۔ (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ۳۰۸)

121- لايحل لمسلم ان يهجرا اخاه فوق ثلث فمن هجر فوق ثلث فمات دخل النار۔ (رواہ احمد وابوداؤد، مشکوٰۃ ۴۲۸)

قوله: ان يهجرا خاه اى ان يترك كلامه و مجالسته و مصاحبته والهجران المحرم هوما اذا كان الباعث عليه وقوع تقصيرفى حقوق الصحبة والا خوة وآداب العشيرة دون ماكان ذلك فى جانب الدين فان هجرة اهل لبدع والا هواء والمعاصى مشروعة فى الدين كما هجر النبى ﷺ كعب بن مالك وصاحبيه حين تخلفوا عن غزوة تبوك خمسين يوماً۔

122- لا يؤمن احدكم حتى يكون هواه تبعا لما جئت به (رواه فى شرح السنته وقال النووى فى اربعينه هذا حديث صحيح)

123- لا يؤمن احدكم حتى اكون احب اليه من والده و ولده والناس اجمعين۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ۱۲)

المراد به حسب الاختيار المستند الى الايمان الحاصل من الاعتقاد ولاحب الطبعى وخاصله ترجيح جانبه ﷺ فى اداء حقه بالتزام دينه وترجيح طريقه على كل ماسواه۔

124- لا تنزع (بصيغة المجهول اى لا تسلب) الرحمة الامن شقى۔ (رواہ الترمذی واحمد، مشکوٰۃ ۴۲۳)

125- لاتصحب الملائكة رفقة فيها كلب ولاجرس (بفحتين مايعلق بعنق الدابة وغيره فيصوت وجاء فی رواية الجرس مزامير الشيطان و فی اخری مع کل جرس شيطان۔(رواہ مسلم،مشکوٰۃ۳۳۸)

126- لايحل مال امری الابطيب نفس منه۔(رواہ البیہقی،مشکوٰۃ۲۵۵)

صيغ الامروالنهی:

127- اشفعوا فلتوجروا (متفق علیہ،مشکوٰۃ۴۲۳) قوله فلتوجروا الفاء واللام كلتاهما للتاكيد اذيكفی ان يقال توجروا مجز ومالكونه جواب الأمر۔

128- بلغوا عنی ولواية۔(رواہ البخاری،مشکوٰۃ۳۲)

129- قل امنت بالله ثم استقم۔ (رواہ مسلم،مشکوٰۃ۱۲)

عن سفيان بن عبدالله الثقفی قال قلت يا رسول الله قل لی فی الاسلام قولا لا اسئل عنه احدا بعدك و فی رواية غيرك قال قل امنت بالله ثم استقم۔

ای امن بالله ايمانا صاد قاثم استقم علی الايمان وعلی ما يقتضيه الايمان ويطالب منك فعله فان الاستقامة هوالاصل فی الايمان والا عمال قال الله عزوجل ان الذين قالو اربنا الله ثم استقاموا فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون۔

130- انزلوا الناس مناز لهم۔(رواہ ابوداؤد،مشکوٰۃ۴۲۴)

ای اكرموا كل شخص علی حسب فضله وشرفه ولا تسووا بين الشريف والوضيع والخادم و المخدوم۔

131- لا تأذنوا (الدخول) لمن لم يبدأ بالسلام۔ (رواہ البیہقی،مشکوٰۃ۴۰۱)

132- لا تنتفوا الشيب (الشعرء الابيض) فانه نور المسلم۔ (رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ۳۸۲)

133- ليؤذن لكم خياركم وليؤمكم قراء كم۔(رواہ ابوداؤد،مشکوٰۃ۱۰۰)

134- ادا لامانة الی من ائتمنك ولا تخن من خانك۔ (رواہ الترمذی،مشکوٰۃ۲۵۴)

تنبيهه على رعاية مكارم الاخلاق والا حسان الى من اساء وعدم مقابلة السيئة بالسيئة۔

135- لاتصاحب الا مؤمنا ولا يأكل طعامك الاتقى۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ۴۲۶)

ای لا تقصد لمصاحبتك الا لمؤمن وجنب نفسك عن مصاحبة الكفرة والفجرة واهل النفاق ولا يأكل طعامك الاتقى اى لاتطعم طعامك الامن اتقى الله عزوجل فى احواله و اعماله و المراد طعام الدعوة لاطعام الحاجة فان اطعام ذى الحاجة وان كان كافر ليس من المنهى عنه۔

136- دع ما يريبك الى مالا يريبك۔ (رواہ احمد والترمذی، مشکوٰۃ ۲۴۲)

137- اتق الله حيث ما كنت (رواه احمد والترمذى والدارمى عن ابى ذر رضی اللہ عنہ قال قال لى رسول الله ﷺ اتق الله حيثما كنت واتبع السيئة الحسنة تمحها و خالق الناس بخلق حسن۔ (مشکوٰۃ ۴۳۲)

138- لا تسبوا الديك فانه يوقظ للصلوة۔ (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ۳۶۱)

139- اعطوا الاجيرا جره قبل ان يجف عرقه۔ (رواہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ ۳۵۸)

140- بشروا ولا تنفروا ويسروا ولا تعسروا۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ۳۲۳)

بشروا الناس بالاجر و الثواب ولا تنفرو هم اى لا تخوفوا الناس بالمبالغة فى انذارهم حتى تجعلوهم قانطين من رحمة الله و تاركين لاحكامه ظنا منهم انا اكثرنا الذنوب وصرنا اهل جهنم فلانيفعنا العمل الصالح بعده ويسروا، اى سهلوا عليهم الامور ولا تعسروا بالقاء الصعوبة عليهم۔

141- كن فى الدنيا كانك غريب اوعابر سبيل۔ (رواہ البخاری، مشکوٰۃ ۱۳۹)

قوله كانك غريب اى مسافر تروح منها فلا تكن مستأنسا بها ولا تتخذها وطنا اوعابر سبيل او بمعنىٰ بل للترقى اى كن كانك مار على طريق وهذا ابلغ من الغربة لان الغريب قد يسكن فى غير وطنه ويقيم فى منزل لساعات بخلاف المار بالطريق وهذه موعظة عظيمة يفوز من اتعظ ومن

الاتعاظ بهمالا يبنى بيوتا كبيرة ولا يجمع متاعا كبيرا الى غير ذلك مما يفعله اهل الدنيا۔

142- ازهد فى الدنيا يحبك الله و ازهد فيما عند الناس يحبك الناس (اعرض عنها) (رواہ الترمذی وابن ماجہ، مشکوۃ ۴۴۲)

قاله النبى ﷺ فى جواب من قال يا رسول الله دلنى على عمل اذا انا عملة احبنى الله و احبنى الناس فقال صلى الله عليه وسلم ازهدفى الدنيا اى اعرض حبها ولا ترغب فى زينتها و زهرتها و متاعها فانك اذا انغمست فيها و جعلتها مطلوبة الهتك عن طاعه الله عزوجل و عبادته فاذا زهدت فيها تفرغت لعبادة الله عزوجل و دمت على طاعته يحبك الله وازهد فيما عند الناس اى كن قانطا مما فى ايديهم ولا تشرف الى اموالهم ولا تنزع عنهم ماعندهم يحبك الناس اى يحبونك اذا فعلت ذلك فانها هى قليلة و كل الناس يحرص فيها فاحبهم اليهم من لا ينازعهم فى اخذا موالهم و اشياءهم و حقوقهم لان من نازع انساناً فى محبوبه كرهه و ابغضه ومن لم يعارضه فيه احبه ونقل عن الامام الشافعى انه قال فى ذلك۔

143- لاتتخذ والضيعة فترغبوا فى الدنيا۔(رواہ الترمذی، مشکوۃ ۴۴۱)

الضيعة بفتح الضاد البساتين والمزارع و انما نهى عن اتخاذ هالا نها تلهى ذكر الله عزوجل كثير امن الناس۔

144- لا يقضين حكم بين اثنين وهو غضبان۔(متفق علیہ، مشکوۃ ۳۲۴)

145- اطعموا الجائع وعودوا المريض وفكوا العانى (رواه البخارى اصل الفك الفصل بين الشيئين وتخليص البعض من بعض والعانى هوالا سيراى اطلقوا الا سير۔

146- خالفوا المشركين او فروا اللحى و احفوا الشوارب۔ (بخاری ومسلم مشکوۃ ۳۸۰)

147- اعتد الوافى السجود ولا يبسط احدكم دراعيه انبساط الكلب۔(متفق علیہ، مشکوۃ ۸۳)

148- مروا اولاد کم بالصلوة وهم ابناء عشر سنین و فرقوا بینهم (بین البنین و البنات) في المضاجع۔ (رواه ابوداؤد، مشکوٰة ۵۸)

149- لاتسبوا الا موات (وان کا نوا فجارا) فانهم قد افضوا (وصلوا) الی ما قدموا (من الاعمال وجزائها)۔ (رواه البخاری، مشکوٰة ۱۴۵)

150- تعاهدوا القران فوالذی نفس بیده لهو اشد تفصیا من الابل فی عقلها۔ (متفق علیه، مشکوٰة ۱۹۰)

تعاهدوا القرآن ای راعوه بالمحافظة وداو مواتلاوته لئلا یذهب عن القلب لهو اشد تفصیا ای اشد خروجامن الصدور من تفصیت من الامر اذا خرجت منه و تخلصت من الا بل فی عقلها فی بمعنی من والعقل جمع عقال وهو حبل یشد به البعیر یعنی انکم اشد احتیاجاً لمحافظة القرآن من احتیاجکم الی اعتقال الابل فان القرآن یتعجل فی تفصیه و ذهابه عن الصدور کتعجل الابل المعقلة للتفصی و الفرار بل القرآن اشد تعجیلا منها وفی روایة اخریٰ للشیخنین عن ابن مسعود رضی الله عنه مرفوعاً استذکروا القرآن فانه اشد تفصیامن صدور الرجال من النعم۔

151- ایاك و التنعم فانّ عباد الله لیسوا بالمتنعمین۔ (رواه احمد، مشکوٰة ۴۴۹)

هذا الحدیث قاله النبی ﷺ لمعاذ بن جبل رضی الله عن لمابعثه الی الیمن والتنعم هو المبالغه فی تحصیل النعم و قضاء الشهوات علی وجه التکلف۔

152- اتق دعوة المظلوم فانه لیس بینها و بین الله حجاب۔ (کنایة عن سرعة القبول، متفق علیه، مشکوٰة ۱۵۵)

153- لایخلون رجل بامراة ولا تسافرن امراة الا و معها محرم۔ (متفق علیه، مشکوٰة ۲۲۱)

154- لاتتخذو اشیئا فیه الروح غرضا۔ (رواه مسلم، مشکوٰة ۳۷۵)

غرضا ای هدفا و هو مفعول ثان للفظ لا تتخذوا و انما نهٰی عن ذلك لانه تعذیب للحیوان واتلاف لنفسه وجاء فی روایة اخریٰ ان النبی صلی الله

علیه وسلم لعن من اتخذ شیئا فیه الروح غرضاً۔

155- بادر وابالصدقة فان البلاء لا یتخطأها (رواه رزین مشکوٰة ۱۶۷) لایتخطأها ای لایتجاوز هابل یقف دونها ولا تنزل علی صاحب الصدقة۔

156- لا تظهر الشماتة لاخیك فیرحمه الله و یبتلیك۔ (رواه الترمذی، مشکوٰة) الشماتة، فرح العدو ببلیة نزلت علی من یعادیه۔

157- لاتجلس بین رجلین الا باذنهما۔ (رواه ابوداؤد، مشکوٰة ۴۰۳)

158- لاتتخذوا ظهور دوابکم (جمع دابة) منابر۔ (رواه ابوداؤد، مشکوٰة ۳۴۰)

ای لا تجلسوا علی ظهورها فتوقفونها و تحدثون بالبیع والشراء و غیر ذلك انزلوا علی الارض فاقضوا حاجاتکم ثم ارکبو علیها اذا اردتم السیر۔

159- لاتجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیها۔ (رواه مسلم، مشکوٰة ۱۴۸)

160- اتقوا الله فی هذه البها ئم المعجمة فار کبوها صالحة واتر کوها صالحة۔

(رواه ابوداؤد، مشکوٰة ۲۹۲)

المعجمة۔ ای التی لاتنطق ولاتقدر علی افصاح حالها فار کبوها صالحة للرکوب قویة علی المشی واتر کو هاصالحة ای انزلوا منها قبل اتعابها۔

161- اغتنم خمسا قبل خمس شبابك قبل هرمك وصحتك قبل سقمك و غناك قبل فقرك وفراغك قبل شغلك وحیٰوتك قبل موتك۔ (رواه الترمذی مرسلا، مشکوٰة ۴۴۱)

اغتنم الشباب والصحة والغنی والفراغ والحیوة کلها لتزود لآخر تك ولا تضع هذه الخمس باشتغالك فی امور دنیاك واتباع اهواء نفسك۔

162- اتقوا النار ولو بشق تمرة فمن لم یجد فبکلمة طیبة۔ (رواه البخاری، مشکوٰة ۵۲۴)

163- جاهدوا المشرکین باموالکم و انفسکم والسنتکم (رواه ابو داؤد، مشکوٰة ۳۳۲) قوله بالسنتکم بان تخوفوهم وتو عدوهم وتحرضوا المسلمین علی قتالهم و نحو ذلك۔

لیست الناقصة:

-164 لیس منامن خیب (من التفعیل) امراة علی زوجها اوعبدا علی سیده (رواہ ابو داؤد، مشکوٰۃ ۲۸۲)قوله خیب ای خدع وافسد بان یذکر مساوی الزوج عند امرأته و مساوی العبد عندسیده اوبالعکس فیبغض هذا ذاك لذلك۔

-165 لیس الشدید بالصرعة انما الشدید الذی یملك نفسه عند الغضب۔(متفق علیہ، مشکوٰۃ ۴۳۳)

قوله: بالصرعة الباء زائدة علی خبر لیس و الصرعة بضم الصاد و فتح الراء علی وزن همزة من یصرع الناس و معنی الحدیث ان الذی یصرع لیس بشدید ذی کمال و انما الکامل فی الشدة من یملك نفسه عند الغضب فانه اذا ملکها عند ذلك قهرا قوی اعدائه و اشر خصومه۔

-166 لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس و یقول خیرا وینمی خیرا۔

(رواہ البخاری ومسلم، مشکوٰۃ ۴۱۲)

قوله ینمی بفتح الیاء و کسر المیم ای یبلغ هذا ما لم یسمع من ذاك لیصلح بینهما کان یقول هو یسلم علیك و یحبك و یذکرك بخیر و نحو ذلك و هذا و ان کان بظاهره کذبالکنه لیس معدو دافی الکذب لمحرم ولذانفی النبی ﷺ صفة الکذب عنه وفی روایة اخری مرفوعالا کیل الکذب الافی ثلث کذب الرجل امراته لیر ضیها والکذب فی الحرب والکذب لیصلح بین الناس (رواہ:احمد)

-167 لیس المؤمن بالذی یشبع و جاره جائع الی جنبه۔ (رواہ البیہقی، مشکوٰۃ ۴۲۴)

-168 لیس الواصل بالمکافیٔ ولکن الواصل الذی اذا قطعت رحمه وصلها۔

(رواہ البخاری، مشکوٰۃ ۴۱۹)

قوله: بالمکافیٔ ای المجازی ان وصل الاقارب وصل وان قطعوا قطع ولکن الواصل الذی اذا قطعت علی زنة الماضی المجهول رحمه مفعول مالم یسم فاعله وصلها ای الرحم۔

169- لیس الغنی عن کثرۃ العرض (المتاع والا موال) ولکن الغنی (الحقیقی) غنی النفس۔ (رواہ البخاری ومسلم، مشکوٰۃ ۴۴۰)

لیس الغنی غن کثرۃ العرض بالتحریك متاع الدنیا و حطامها و لکن الغنی غنی النفس ای استغناؤها عن الخلق و قناعتها بما اعطاها الله عزوجل۔

170- لیس منامن لم یرحم صغیرنا ولم یؤقر کبیرنا و یأمر بالمعروف وینه عن المنکر (مجزومین علی انه معطو فین علی مدخول لم) (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ۴۲۳)

171- لیس المؤمن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا البذی (فعیل من البذاء وهو الکلام القبیح) قاموس۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ۴۱۳)

172- لیس الخبر کالمعاینة۔ (رواہ احمد، مشکوٰۃ ۵۱۱)

بیان لماطبع علیه الانسان من انه اذا عاین شیئا تیقن بوجوده و فعل ما لم یکن یفعله، بالاخبار و لو کان المخبر صادقا وتمام الحدیث عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ لیس الخبر کالمعاینة ان الله تعالیٰ اخبر موسیٰ علیہ السلام بما صنع قومه فی العجل فلم یلق الالواح فلما عاین ماصنعوا القی الالواح، فانکسرت۔ (رواہ احمد)

173- لیس منامن ضرب الخدود و شق الجیوب (حزنا علی موت احد) ودعا بدعوی الجاهلیة۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ۴۲۳)

174- لیس شیئی اکرم علی الله من الدعا۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ۱۹۴)

الشرط وا الجزاء:

175- من دل علی خیر فله مثل اجر فاعله۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ۳۳)

176- من حمل علینا السلاح فلیس منا۔ (رواہ البخاری، مشکوٰۃ ۳۰۵)

177- من انتهب نهبة فلیس منا۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ۲۵۵)

178- من تواضع لله فقدر فعه الله ومن تکبر و ضعه الله۔ (رواہ البیہقی مشکوٰۃ ۴۳۴)

179- من لم یشکر الناس لم یشکر الله۔ (اخرجہ احمد والترمذی، مشکوٰۃ: ۲۶۱)

لان الله تعالیٰ امربشکر الذین هم وسائط فی ایصال نعم الله تعالیٰ الیهم فمن لم یطاوعه فیه لم یکن مودیا لشکره تعالیٰ اواراد انه اذا لم یشکر الناس مع حرصهم علی ذلك لم یشکر الله الذی یستوی عنده الشکر و عدمه۔

180- من لم یسئل الله یغضب علیه۔(رواه الترمذی،مشکوٰة ۱۹۵)

من لم یسئل الله استنکا فاو استکبارا یغضب علیه قال الله عزوجل وقال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جهنم داخرین قیل ان المراد بالعبادة هٰهنا الدعاء۔

181- من صلی یرائی فقد شراك و من صام یرائی فقد اشرك ومن تصدق یرائی فقد اشرك۔ (رواه احمد،مشکوٰة ۴۵۵)

وهو الشرك الاصغرو انما جعله شرکا لان المرائی یشرك فی عمله غیر الله عزوجل قال النبی صلی الله علیه وسلم اذا جمع الله الناس یوم القیامة لیوم لاریب فیه نادیٰ منادمن کان اشرك فی عمل عمله لله احد افلیطلب ثوابه من عند غیر الله فان الله اغنی الشرکاء عن الشرك رواه احمد۔

182- من رغب عن سنتی فلیس منی۔(رواه البخاری،مشکوٰة ۲۷)

183- من غشنا فلیس منا۔(رواه مسلم،مشکوٰة ۳۰۵)

184- من صمت نجا (رواه احمد،مشکوٰة ۴۱۳)صمت ای سکت عن الشروما فیه اثم نجامن افات الدارین وفاز وظفر۔

185- من یحرم الرفق یحرم الخیر۔(رواه مسلم،مشکوٰة ۴۳۱)

186- من اراد الحج فلیعجل۔ (رواه ابوداؤد،مشکوٰة ۲۲۲)

187- من تشبه بقوم فهو منهم۔(رواه ابوداؤد،مشکوٰة ۳۷۵)

من تشبه ای تشبه نفسه بقوم کا لکفار و الفجار والصلحاء والابرار فهو منهم ای من حزبهم ومعهم فی الاجر والوزر وهذا عام فی الاخلاق و

اللباس والصورة والهيئة وغير ذلك۔

188- من سكن البادية جفا۔ هذه الجملة واثنتان بعدها اى ومن اتبع الصيد غفل ومن اتى السلطان افتتن۔(روى الثلثة الترمذى،مشكوٰة ۳۲۲)

قوله جفا اى صار غليظ القلب و قاسيه، لعدم المخالطة مع اهل العلم وفشوا الجهالة فيهم و من تبع الصيد لعباً ولهواً غفل عن الطاعات ولزوم الجماعات و هذا تنبيه لمن اعتاده وانهمك فيه و من اتى السلطان افتتن اى وقع فى الفتنة والمراد بالسلطان۔ (الجائر الغافل عن احكام الشريعة المطهرة)

189- من جهز غاز يا فى سبيل الله فقد غزا و من خلف فى اهله (اى صار خلفاله فى اصلاح حال عياله واهله) فقد غزا۔ (متفق عليه،مشكوٰة ۳۲۹)

190- من خزن لسانه ستر الله عورته ومن كف غضبه كف الله عنده عذابه يوم القيمة ومن اعتذرالى الله قبل الله عذره۔(رواه البيهقى مشكوٰة ۴۳۴)

191- من صلى على مرة صلى الله عليه عشرا۔(رواه مسلم،مشكوٰة ۸۶)

192- من يرد الله به خيرا يفقهه فى الدين۔(رواه البخارى،مشكوٰة ۳۲)

اى يجعله عالما فقيها يفقهه من التفقيه وهو التفهيم

193- من عزّى ثكلىٰ كسى بردا فى الجنة۔(رواه الترمذى،مشكوٰة ۱۵۱)

194- من قتل معاهدا الم يرح رائحة الجنة اى لم يشم رائحة الجنة۔(رواه الترمذى،مشكوٰة ۲۹۹)

195- من صنع اليه معروف فقال لفاعله جزاك الله خيرا فقد ابلغ فى الثنآء۔ (رواه الترمذى،مشكوٰة ۲۶۱)

196- من راى عورة فسترها كان كمن احىٰ موء ودة۔ (رواه الترمذى،مشكوٰة ۴۲۴)

العورة مايجب سترها من الاعضاء وما يكره الانسان ظهوره من العيوب والنقاص و هذا هو المراد هٰهنا و قوله ﷺ كمن احى موؤدة كمن اخرجهاحية من قبرهاوذالك لان المرء اذا اطلع على عيبه قدير حج الموت حياء فاذا ستره عليه احد صانه كانه احياء)

197- من كان ذو و جهين فى الدنيا كان له يوم القيامة لسان من نار۔(رواہ الدارمی،مشکوٰۃ ۴۱۳)

198- من بنىٰ لله مسجدا بنى الله له بيتا فى الجنة۔ (متفق علیہ،مشکوٰۃ ۱۱۸)

199- من افتى بغير علم كان اثمه على من افتاه۔ (رواہ ابوداؤد،مشکوٰۃ ۳۵)

200- من و قر صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام۔(رواہ البیہقی مرسلاعن ابراہیم بن میسرہ،مشکوٰۃ ۳۱)

201- من سئل عن علم علمه ثم كتمه الجم يوم القيمة بلجام من نار۔ (رواہ احمد و الترمذی،مشکوٰۃ ۳۴)المراد بالعلم ههنا مايحتاج اليه السائل فى امر دينه ثم كتمه اى اخفاه الجم اى ادخل فى فيه لجام بلجام من نار مكافاة له حيث الجم نفسه بالسكوت حين سئل۔

202- من احدث فى امرنا هذا ماليس منه فهورد۔ (رواہ البخاری ومسلم مشکوٰۃ ۲۷)

فهور داى الذى احدثه مردود عليه والمعنى ان من احدث فى الاسلام رأيالم يكن له من الكتاب اوالسنة سند ظاهر اوخفى ملفوظ او مستنبط فهو مردود عليه فان الاسلام قدكمل واشتهر و ليس لاحدان يزيد عليه او ينقص منه۔

203- من تحلى بما لم يعط كان كلابس ثوبى زور۔ (رواہ الترمذی،مشکوٰۃ ۲۶۱)

اى تزين واظهرمن نفسه ماليس لها كان كلابس ثوبى زوراى كان خداعه عظيما و صارمن اسفله الى اعلاه كذباو زورا كمن لبس ثياب الزهاد رياء۔

204- من اشار على اخيه بامر يعلم ان الرشد (المصلحة) فى غيره فقد خانه۔(رواہ ابوداؤد،مشکوٰۃ ۳۵)

205- من يضمن لى مابين لحيته ومابين فخذيه اضمن له الجنة۔(رواہ البخاری،مشکوٰۃ ۴۱۱)

206- من تمسك بسنتى عند فسادا متى فله اجر مائة شهيد۔(رواہ البیہقی،مشکوٰۃ ۳۰)

207- من احب لله وابغض لله واعطى لله ومنع لله فقد استكمل الايمان۔

(رواہ ابوداؤد،مشکوٰۃ ۴۱)

208- من شهد ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله حرم الله عليه النار۔(رواہ مسلم،مشکوٰۃ ۱۵)

209- من تعلم علما مما يبتغى به وجه الله لايتعلمه الا ليصيب به عرضا من

الدنیا لم یجد عرف الجنة یوم القیامة۔(رواہ ابوداؤد، مشکوۃ ۳۴)

قوله: مما ینبغی ای مما یطلب وجه الله ای رضاه جل و علا وهو علم الکتاب والسنة لا یتعلمه حال او صفة اخری لقوله علما الا لیصیب ای لینال به عرضا بفتح الراء و یسکن من الدنیا ای متاعاً منهالم یجد عرف الجنة یعنی ریحها ولا یخفی ما فی الحدیث من الوعید الشدید علی عدم تصحیح النیة وعدم اخلا صهافی تحصیل العلوم الدینیة والناس عنه غافلون۔

210- من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعده من النار۔ (رواہ البخاری، مشکوۃ ۳۲)

قوله فلیتبوأ...... ای فلیتخذ منزله من النار والامر ههنا بمعنی الخبر۔

211- من انظر معسرا او وضع عنه اظله الله فی ظله۔ (رواہ مسلم، مشکوۃ ۲۵۱)

212- من اذن بسبع سنین محتسبا کتب له برائة من النار۔(رواہ الترمذی مشکوۃ ۶۵)

213- من خرج فی طلب العلم فهوفی سبیل الله حتی یرجع (رواہ الترمذی، مشکوۃ ۳۴)ای فله اجرمن خرج فی الجهاد حتی یرجع الی بیته لانه کالمجاهد فی احیاء الدین و اذلال الشیطان واتعاب النفس۔

214- من ترك الجمعة من غیر ضرورة کتب منافقا فی کتاب لایمحیٰ ولا یبدل۔

(رواہ الشافعی، مشکوۃ ۱۲۱)

215- من مات ولم یغز ولم یحدث به نفسه مات علی شعبة من نفاق۔(رواہ مسلم، مشکوۃ ۳۳۱)

قوله: نفسه منصوب علی انه مفعول به او بزع الخافض ای فی نفسه و فی نسخة بالرفع علی الفاعلیة ای ولم یخطر بباله قط ان اغزوفی الحدیث نه لابدللمؤمن ان ینوی الجهاد بانه اذا وقع یجاهد۔

216- من لبس ثوب شهرة فی الدنیا البسه الله ثوب مذلة یوم القیامة (رواہ احمد وغیرہ، مشکوۃ: ۳۷۰)ای ثوب تکبر وتفاخر او ما یتخذ المتزهد یشهر نفسه بالزهد۔

217- من لم یدع (لم یترك) قول الزور اوالعمل به فلیس لله حاجة فی ان یدع

طعامه و شرابه۔ (رواہ البخاری، مشکوٰۃ ۱۷۶)

قوله الزورو هو مافيه اثم اى من لم يترك القول الباطل من الكذب وشهادة الزور ويمين الغموس والا فتراء والغيبة والبهتان والقذف والسب واللعن و امثالها ممايجب عليه الاجتناب منها ويجرم عليه ارتكابها والعمل اى بالذور يعنى الفواحش من الاعمال لانهافى الاثم كالز ور فليس لله حاجة اى التفات ومبالاة فى ان يدع طعامه اذليس المقصود من مشروعيته الجوع والعطش بل مايتبعه من كسر الشهوات اطفاء نائرة (نار) الغضب وتزكية النفس فاذالم يحصل له شئى من ذلك لم يبال الله تعالىٰ صيامه لاينظر اليه نظر قبول۔

218- من طلب العلم ليجارى به العلماء اوليمارى به السفهاء اويصرف به وجوه الناس اليه ادخله الله النار۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ۳۴)

219- من اتى عرافا فسئله عن شئى لم يقبل له صلوة اربعين ليلة۔(رواہ مسلم، مشکوٰۃ ۳۹۳)

من اتى عرافا، مبالغة العارف المراد به هٰهنا من يخبر الناس عماغاب عنهم و رطبة ويابسة كالمنجم والكاهن و غير هما لم يقبل له صلوٰة اى لايثاب عليها و ان اجزأته عن فرض وقته اربعين ليلة ذكر العدد للتحديد او التكثير۔

220- من استعاذ منكم بالله فاعيذوه ومن سأل بالله فاعطوه و من دعاكم فاجيبوه ومن صنع اليكم معروفا فكافئوه فان لم تجد واماتكافئوه فاد عواله حتى تروا ان قد كافئتموه۔(رواہ احمد، مشکوٰۃ ۱۷۱)

من صنع اليكم معروفا اى احسن اليكم بالقول او بالفعل فكا فئوه اى جازوه و احسنوا اليه مثل ما احسن اليكم قوله، فاد عواله اى فكافئوه بالدعاء حتى تروابضم التاء و بفتحها اى تظنوا او تعلموا ان قد كافئتموه اى اذعوا له كرة بعد اخرى حتى تيقنوا ان قد اوتيتم حقّه۔

221- من طلب العلم ليجاری به العلماء اوليماری به السفهاء او يصرف به وجوه الناس اليه ادخله الله النار۔(رواہ الترمذی،مشکوٰۃ ۳۴)

222- من اخذ اموال الناس يريد اداء ها ادى الله عنه و من اخذ يريد اتلا فها اتلفه الله عليه۔ (رواہ البخاری،مشکوٰۃ ۲۵۲)

قوله: ادى اللّٰه عنه اى اعانه على ادائه فى الدنيا و يرضى خصمه فى الاخرة۔

223- من راى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه و ذلك اضعف الايمان۔(رواہ مسلم،مشکوٰۃ ۴۳۶)

قوله، فبقلبه اى بان لايرضى به وذلك اى عدم الرضاء به والا نكار عليه بالقلب فقط، اضعف الايمان اى اضعف مراتبه او المعنى ذلك الشخص اضعف اهل الايمان۔

224- من افطر يوما من رمضان من غيرر خصة ولا مرض لم يقض عنه صوم الدهر كله و ان صامه۔ (رواہ احمد،مشکوٰۃ ۱۷۷)

اى لم يجد فضيلة الصوم من رمضان وليس معناه عدم سقوط القضاء عنه فان المرء يخرج به من العهدة كما يخرج منه بالا داء و هذا من باب التشديد و التغليظ۔

225- من فطر صائما او جهز غازيا فله مثل اجره۔ (رواہ البیہقی،مشکوٰۃ ۱۷۵)

226- من اخذ من الارض شيئا بغير حقه خسف به يوم القيمة الى سبع ارضين۔ (رواہ البخاری،مشکوٰۃ:۲۵۶)

227- من رانى فى المنام فقدر انى فان الشيطان لايتمثل فى صورتى۔ (متفق علیہ،مشکوٰۃ ۳۹۴)

رواية للشيخين من رانى فقد رأى الحق اى رؤيته اياى حق و امر ثابت و ذلك لان الشيطان لا يقدران يتمثل فى صورته عليه السلام لا فى النوم ولا فى اليقظة لئلا يكذب على لسانه فيلتبس الحق بالباطل۔

228- من اطاعنی فقد اطاع الله ومن عصانی فقد عصی الله ومن یطع الامیر فقد اطاعنی و من یعص الا میر فقد عصانی۔(متفق علیہ،مشکوٰۃ ۳۱۸)

229- من کان یؤمن بالله والیوم الاخر فلیکرم ضیفه و من کان یؤمن بالله والیوم الاخر فلا یؤذ جاره و من کان یؤمن بالله والیوم الاخر فلیقل خیرا او لیصمت (بضم المیم ای لیسکت) (متفق علیہ،مشکوٰۃ)

230- من ادعی مالیس له فلیس مناو لیتبوأ مقعده من النار۔ (رواہ مسلم،مشکوٰۃ ۳۲۷)

231- من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه ومن قام رمضان ایماناً واحتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه و من قام لیلة القدر ایمانا وا احتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه۔ (رواہ البخاری ومسلم،مشکوٰۃ ۱۷۳)

232- من حلف بغیر الله فقد اشرك۔ (رواہ الترمذی،مشکوٰۃ ۲۹۶)

233- من جعل قاضیا بین الناس فقد ذبح بغیر سکین۔ (رواہ احمد والترمذی مشکوٰۃ ۳۲۴)

لیس المراد به هلاك نفسه بل هو کنایة عن هلاك دینه۔

234- من اکل من هذه الشجرة المتنة فلا یقربن مسجدنا فان الملئکة تتاذی مما یتاذی منه الانس۔ (رواہ البخاری ومسلم،مشکوٰۃ ۶۹)

من هذا الشجرة ای البصل المتنة ای ذات نتن ورائحة کریهة ویعم هذا الحکم کل شئی منتن سواء کان دهنا اوثوبا او شیئا اخر

235- من بطأبه عمله لم یسرع به نسبه۔(رواہ مسلم،مشکوٰۃ ۳۳)

من بطأ بتشدید الطاء من التبطئة ضد التعجیل به الباء للتعدیة ای من اخره عمله وجعله بطیئا عن البلوغ الی درجة السعادة لم یسرع به نسبه ای لم یقدمه نسبه ولم یجبر نقیصة اولا یحصل التقرب الی الله تعالیٰ الا بالا عمال الصالحة قال الله تعالیٰ ان اکرمکم عند الله اتقٰکم۔

236- من صلی العشاء فی جماعة فکانما قام نصف اللیل و من صلی الصبح فی جماعة فکانما صلی اللیل کله۔ (رواہ مسلم،مشکوٰۃ ۶۲)

237- من سأل الله الشهادة بصدق بلغه الله منازل الشهداء وان مات على فراشه۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ۳۳۰)

238- من كان له شعر فليكرمه۔ (بتنظيفه بالغسل والدهن والانتشاط) (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ۳۸۲)

239- من حج لله فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ۲۲۱)

240- من احتبس فرسا فى سبيل الله ايمانا بالله و تصديقا بوعده فان شبعه وريه (ما يرويه وما يشبعه) وروثه وبوله فى ميزانه يوم القيمة۔ (رواہ البخاری، مشکوٰۃ ۳۳۶)

241- اذا لم تستحى فاصنع ماشئت۔ (رواہ البخاری، مشکوٰۃ ۴۳۱)

فاصنع ماشئت الامر بمعنى الخبراى اذا لم يبق الحياء فيك فعلت كل مستقبح وركبت كل معصية وقيل معناه ينبغى ان تنظر الى ماتريد ان تفعله فان كنت تستحى من فعله فلا تفعله و ان كنت لاتستحى من فعله فافعله فان عدم الاستحياء علامة كون ذلك العمل حسنا غير قبيح وهذا لمن كان قلبه سليما عن اوداء المعاصى ولم يعدم صفة الحياء۔

242- اذا سرتك حسنتك وساء تك سيئك فانت مؤمن۔ (رواہ احمد مشکوٰۃ ۱۶)

243- اذا وسدا لامرالى غير اهله فانتظر الساعة۔ (رواہ البخاری مشکوٰۃ ۲۶۹)

244- اذا قضى الله لعبد ان يموت بارض جعل له اليها حاجة۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ۲۲)

245- اذا لبستم واذا تو ضأتم فابدوٗ ابميا منكم۔ (رواہ احمد، مشکوٰۃ ۴۶)

246- اذا وضع الطعام فاخلعوا نعالكم فانه اروخ لاقدامكم۔ (رواہ الدارمی، مشکوٰۃ ۳۶۸)

247- اذا كنتم ثلثة فلا يتناجى اثنان دون الاخر حتى تختلطوا بالناس من اجل ان يحزنه۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ ۴۲۲)

248- اذا طبخت مرقة فاكثر ماء ها وتعاهد جيرانك۔ (جمع ، جار) (رواہ مسلم مشکوٰۃ ۱۷۱)

249- اذا توضأت فخلل اصابع يديك ورجليك۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ۴۶)

250- اذا دخل احد كم المسجد فليركع ركعتين قبل ان يجلس۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ۶۸)

251- اذا اكل احد كم فليا كل بيمينه واذا شرب فليشرب بيمينه۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ۳۶۳)

252- اذا انتعل احد كم فليبدأ باليمنى واذا نزع فليبدأ بالشمال لتكن اليمنى اولهما تنعل واخر هما تنزع۔(متفق علیہ، مشکوٰۃ ۳۷۹)

253- اذا اطال احد كم الغيبة فلا يطرق اهله ليلا۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ۳۳۹)

254- اذا دخلتم على المريض فنفسوا له فى اجله فان ذلك لايرد شيئا ويطيب بنفسه۔

(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ۱۳۷)

حدیث شریف میں طلباء کے ساتھ خیر خواہی کا حکم ہے اس لئے مزید چند صفحات طلباء کے لیے شامل کتاب کیے جا رہے ہیں۔ یہ حدیث ترمذی شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔(صفحہ ۲۸۰، ۵۴۸)

مشکل جملوں کا ترجمہ وترکیب

1- اَحْمَقِ حِمَارًا۔

تشریح: اصل میں یہ جملہ یوں تھا۔ احمدق حمارا۔ احمد کی ترخیم کر کے احم کیا گیا۔ حرف ندا محذوف ہے ق امر از وقی یقی وقایة۔ حمارا مفعول بہ ہے۔ یہی ترکیب ہے۔

2- اَنَّ زَيْدٌ كَبِيْرٌ۔

تشریح: ان حرف نہیں بلکہ فعل ہے از ان یان الخ اور بیر اصل ہے بئر یعنی زید کنوئیں کی طرح رویا۔ طلباء کو ان سے غلط فہمی ہوتی ہے حالانکہ ان ابتدا کلام میں نہیں آتا۔

3- اِنَّ زَيْدًا كَرِيْمٌ۔

تشریح: کریم کے مجرور ہونے سے طلباء غلطی کا شکار ہو جاتے ہیں یہ کاف مثلیہ ہے اور ریم علیحدہ حرف ہے بمعنی میل کچیل یعنی بے شک زید میل کچیل کی طرح قبیح المنظر ہے یا جس طرح وہ کپڑوں وغیرہ کو نہیں چھوڑتی یہ بھی ہے۔

4- اِنَّ هٰذَانِ لَسٰحِرَانِ۔ (القرآن پارہ:16، سورۃ طٰہٰ، آیت:63)

تشریح: سوال: ان کے ھذان کو ھذین کیوں نہیں کیا؟

جواب: اس کے متعلق نحویوں کی کئی توجیہیں ہیں۔ (۱) امام مبرد کہتے ہیں کہ ان حرف ایجابیہ ہے حرف مشبہ بالفعل نہیں۔ (۲) بعض نحوی کہتے ہیں کہ یہ قرات بنو الحارث کی لغت کے مطابق ہے کہ وہ تثنیہ اسم اشارہ کو متغیر نہیں کرتے۔ (و اختار ہذا الوجہ ابن مالک النحوی) (۳) بعض کہتے ہیں کہ ان کا اسم ضمیر شان کی ہے۔ جو محذوف ہے۔ چنانچہ نحویوں کا قاعدہ ہے کہ مبتدا جو لازم الصدارت ہو اس پر ان اگر داخل ہو تو ان کا اسم ضمیر شان محذوف ہوتی ہے

جیسا کہ اس شعر میں ہے:

ان من یدخل الکنیسۃ یوما یلق فیھا جادر فطبا

ان کے بعد اور من سے پہلے ضمیر شان محذوف ہے۔

5- وَاِنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ۔ (القرآن، پارہ:2، سورۃ بقرہ، آیت:184)

تشریح: ان تصوموا صیغہ مخاطب ہے خیر لکم کو منصوب پڑھنا چاہیے تھا لیکن قانون نحوی کے اعتبار سے ان مصدریہ کی وجہ سے ان تصوموا اسم حکمی ہو کر مبتدا ہوگا اور خیر لکم خبر ہوگی عبارت یوں ہوگی۔ صومکم خیر لکم۔

6- اِنَّ عَمْرٌ وَالْمُنْطَلِقٌ۔

تشریح: ان محففہ من المثقلہ ہے اور نحویوں کے نزدیک اس حالت میں بھی عمل کرتا ہے۔ جیسا کہ کلامِ الٰہی میں بھی ہے۔ و ان کلا لما لیوفینھم۔ (القرآن)

7- اَنَہٗ ضَاحِکٌ۔

تشریح: انہ مبتدا ہے یہ اصل میں انا تھا الف ھا سے تبدیل کیا گیا ہے۔

کذا فی مراح الارواح۔

8- لَیْتَ زَیْدًا قَآئِمًا۔

سوال: لیت کے دونوں اسم منصوب کیوں؟

جواب: یہ ہے کہ فراء نحوی کا مذہب ہے کہ لیت کے دونوں اسموں کو منصوب پڑھا جائے۔

9- ولکن زنجی عظیم المشافر۔

تشریح: اصل میں یہ ایک شعر کا حصہ ہے جس کا اول حصہ ہے۔ فلو کنت صبیا عرفت قرابتی۔ ولکن زنجی الخ۔ سے صورۃ اشکال ظاہر ہے کہ لکن نے زنجی کو منصوب نہیں کیا؟

جواب: لکن کا اسم محذوف ہے اصل میں لکنک زنجی تھا اور اس کے اسم (ک) کو محذوف کرنا جائز ہے۔

فائدہ: لکن کی خبر پر لازم تاکید داخل نہیں ہوسکتی خلافا للکوفیین و مستند لھم قول الشعراء۔ صبیا منسوب الی صبہ بفتح اول و تشدید ثانی بمعنٰی قبیلہ۔

10- ان قعر جھنم لسبعین خریفا۔ (الحدیث مشکوٰۃ 506، بحوالہ مسلم بروایت حذیفۃ وابی ہریرہ رضی اللہ عنہما)

تشریح: یہ حدیث شریف کا ایک حصہ ہے۔

سوال: کہ ان کا اسم اور خبر ہر دونوں منصوب کیوں ہیں؟

جواب: ان کی خبر محذوف ہے اور اس کے اسم کا مضاف بھی دراصل عبارت یوں تھی۔ ان بلوغ قعرھا یکون فی سبعین خریفا۔

-11 فتربصوا به حتّٰی حین۔ (القرآن پارہ نمبر 18، سورۃ المؤمنون، آیت نمبر: 25)

تشریح: ترکیب میں تو کسی قسم کا اشکال نہیں البتہ لفظ حتّٰی سے التباس پڑ رہا ہے کہ یہ کیا شے ہے اور حین کیوں مجرور ہوا ہے؟

جواب: یہ ہے کہ ہذیل کی لغت میں حاء کو عین سے تبدیل کرنا جائز ہے یہ اصل میں عتّٰی حین تھا اور یہ آیت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں یونہی ہے۔

-12 اذن زید اکرمك۔

سوال: اذن عامل ناصب ہے۔ لیکن اکرمک کو منصوب نہیں کیا؟ اگر کوئی اس کا جواب دے کہ فاصلے کی وجہ سے تو یہ بھی درست نہیں اس لیے عرب کا مقولہ ہے۔ اذن و الله اکرمك۔ اس میں فاصلہ ہے تب بھی عمل جاری ہے۔

جواب: اذن کے معمول پر اگر قسم آجائے تو اذن کے عمل میں حائل نہیں ہوتی اگر قسم کے سوا کوئی اور اسم ہو تو پھر اذن عمل نہیں کرسکتا۔

-13 رویدا زیدا۔

تشریح: رویداً اس کا فعل محذوف ہے اور یہ اس فعل محذوف کا مفعول مطلق ہو کر اس کی نیابت میں زیداً کا ناصب ہوا۔

فائدہ: روید کی تین حالتیں ہیں: (۱) روید بمعنی امہل جیسے کہ مشہور ہے (۲) مفعول مطلق واقع ہو لیکن اس کے بعد مضاف الیہ نہ ہو جیسے فمهل الکٰفرین امهلهم رویداً۔ (۳) فعل محذوف کا مفعول مطلق ہو کر اپنے مفعول کی طرف مضاف ہو۔ جیسے روید زید اسی طرح فعل محذوف کا مفعول مطلق ہو کر اس کی نیابت میں مابعد کو منصوب کرے اس کی مثال سوال میں گزری ہے۔

-14 یوسف زلیحا۔

تشریح: اصل میں یوں تھا یا یوسف ف زلیحا یوسف منادی مرخم ہے اور ف ہیچوں ق از وفاء ہے۔ زلیخا مفعول بہ ہے۔

-15 لا یمکن الوارث اخذھا۔

تشریح: الوارث مفعول مقدم اور اخذھا فاعل مؤخر ہے۔ اس کے برعکس پڑھنا جہالت ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ جب

فاعلیت ومفعولیت میں التباس پڑ جائے تو اس کے اسم کو ضمیر کی طرف راجع کیا جائے جو اسم ضمیر متکلم مرفوع کی طرف راجع ہو وہ فاعل ہوگا اور جو منصوب کی طرف راجع ہو وہ مفعول ہوگا۔ جیسے امکن المسافر السفر اس میں امکننی السفر کہہ سکتے ہیں لیکن امکنت السفر نہیں کہہ سکتے اس کی وضاحت مطلوب ہو تو نعم الحامی کا مطالعہ کرو۔

-16 النار فی الشتاء خیر من اللہ و رسولہ۔

تشریح: ترکیب تو آسان ہے البتہ معنی کرتے وقت اشکال پیدا ہو جاتا ہے۔ تو اس کا حل آسان ہے جبکہ معلوم ہو کہ قسمیہ ہے کما جاء فی کتب النحو و منہ قولھم و من اللہ لتبعثن۔

-17 ما زید قائم۔

سوال: مانا فیہ مشبہ بلیس ہے لیکن اس کی خبر منصوب نہیں۔

جواب: یہ بنی تمیم کی لغت کے مطابق ہے اگرچہ قرآن شریف اور فصحاء کے غیر موافق ہے۔

-18 الا خطیة فلا الیة۔

تشریح: اصل میں عبارت یوں ہے ان لکم تکونی خطیة فلا تکونی الیة اگر تو صاحب رُتبہ نہیں ہے تو کوتاہی کرنے والی بھی نہ بن۔ اس عورت کے لیے کہا جاتا ہے جو اپنے خاوند کی محبوبہ نہ ہو۔ اگر خاوند کی محبت میسر نہ ہو تو اپنی طرف سے محبت اور خدمت میں کمی نہ کر۔ اور اب اس مطلب کے لیے ہے کہ اگر لوگ تیری طرف متوجہ نہیں ہوتے تو تو ان کی خاطر مدارت کر کے اپنا مطلب نکال۔

• خطیة خطوة سے مشتق ہے بمعنی مرتبہ عزت الیة بمعنی کوتاہی بے الیة الو مشتق ہے بمعنی کوتاہی کرنے والی۔

-19 و انفقوا مما رزقناکم من قبل ان یأتی احدکم الموت فیقول رب لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق و اکن من الصالحین۔

(القرآن، پارہ نمبر 28، سورۃ المنافقون، آیت نمبر:10)

سوال: آیت مذکورہ میں فیقول فاصدق دونوں منصوب ہیں پھر اکن مجزوم کیوں؟

جواب: فیقول منصوب ہے اس لیے کہ یہ انفقوا کے جواب میں واقع ہے اور فاصدق اس لیے منصوب ہے کہ وہ لولا کے جواب میں واقع ہے اور اکن مجزوم ان حرف شرطیہ مع شرط محذوف کی جزاء کی وجہ سے کہ دراصل عبارت یوں تھی ان اخرتنی اکن الخ۔ (تفسیر حقانی، صفحہ:131/8)

-20 الحمد لله رب العٰلمین۔ (القرآن، پارہ نمبر:1،سورۃ الفاتحہ،آیت نمبر:1)

سوال: رب العٰلمین۔اللہ کی صفت نہیں ہو سکتی۔اس لیے کہ قاعدہ ہے:صیغہ صفت بعد از اضافت بھی نکرہ رہتا ہے اور اللہ علم معرف ہے اور صفت نکرہ،مطابقت صحیح نہیں۔اگر بدل بنائیں تب بھی جائز نہیں۔

جواب: جو صیغہ صفت ہمیشگی کا معنی دے یعنی وہ صفت جو اپنے موصوف سے ممتنع الانقطاع ہو۔وہ معرفہ کا حکم رکھتی ہے اسی لحاظ سے اب اسے صفت بنانا جائز ہوا۔

-21 یوم یات لا تکلم نفس الا باذنہ۔ (القرآن،سورۃ ھود،پارہ نمبر2،آیت نمبر105)

سوال: اعتراض کی تقریر یہ ہے کہ یات فعل مضارع پر نہ عامل ناصب ہے نہ جازم لیکن پھر بھی اس کی یا محذوف ہے کہ یاتی ہونا چاہیے تھا۔

جواب: کبھی مضارع تخفیفاً بھی مجزوم ہو جاتا ہے۔جیسے دوسرے مقام پر ہے۔

والیل اذا یسر اصل میں یسری تھا۔

-22 کتاب اللہ علیکم۔(القرآن،پارہ:22،سورۃ فاطر،آیت:29)

سوال: اسمائے افعال کے معمولات یعنی مفاعیل مقدم نہیں ہوا کرتے اور یہاں پر علیکم اسم فعل بمعنی الزموا ہے اور اس کا مفعول کتاب اللہ مقدم ہے؟

جواب: علیکم اسم فعل نہیں بلکہ جار مجرور ہے اور کتاب اللہ کا عامل محذوف ہے یعنی کتاب اللہ۔اب یہ جار مجرور اس فعل کے متعلق ہوگا یا اس کے نائب کتاب اللہ کے۔

-23 انقید انقاد۔

تشریح: قید فعل مجہول جیسے بیع۔انقاد ماضی معلوم از انقیادا۔

ترکیب: ان شرطیہ قید فعل ماضی مجہول شرط انقاد:فعل ماضی معلوم از انقیاد۔

ترجمہ: "اگر باندھا جائے تو سر جھکا دے یہ حدیث شریف کا ایک جملہ ہے اصل حدیث یوں ہے۔

المؤمن کالجمل ان قید انقاد و ان استنیسخ علی صحرۃ استناخ۔

ترجمہ: "مومن اونٹ کی طرح ہے اگر اسے باندھا جائے تو سر تسلیم خم کرے اور اگر پتھر پر بٹھایا جائے تو بیٹھ جائے۔" (تفسیر روح البیان صفحہ نمبر240/6 سورۃ فرقان پارہ نمبر19 ماتحت آیت نمبر63)

-24 کی تجنحون الی سلم وما شئرت۔

تشریح: یہ ایک شعر کا حصہ ہے جس کا آخری یوں ہے۔ قتلاکم و لظی الھیجاء تضطرم۔

سوال: کی عامل ناصب ہے لیکن تجنحون پر عمل نہیں کیا؟

جواب: یہ کہ کی کیف کا مخفف ہے اور کیف عامل نہیں۔

25- دراك زیدا۔

تشریح: دراک اسم فعل بمعنی ادراک ہے (ف) فعال کا وزن اسم فعل میں بمعنی امر قیاسی ہے جسے ضراب زیدا ای اضرب زیدا۔ اگر اس کے خلاف آئے تو وہ قلیل الاستعمال ہوگا۔

26- انك ان یصرع اخوك تصرع۔

سوال: ان شرطیہ کی شرط و جزاء پر دونوں مضارع ہوں تو شرط و جزاء کا مجزوم ہونا واجب ہے۔

جواب: شاذ ہے۔ (شرح مائۃ عامل گھوٹوی کلاں)

قاعدہ ان: ان چار قسم کا ہے۔ (۱) مخففہ من المثقلہ لقولہ تعالٰی و ان وجدنا اکثرھم لفاسقین۔ (۲) ان نافیہ کقولہ ان الکفرون الا فی غرور۔ (۳) ان زائدہ کما قال الشاعر:

وما ان طبنا جبن . ولکنْ منایا نا و دولتہ احزینا

(۴) شرطیہ جو دو جملے چاہتا ہے (۱) شرط (۲) اجزاء (فیہ بحث جلیل فی النحو بالتفضیل)

27- فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم۔ (القرآن، پارہ نمبر 1، سورہ البقرۃ، آیت: 54)

سوال: فاء کی حقیقت تعقیب ہے اب تعقیب کا کیا معنی کہ توبہ نفس قتل کا نام ہے؟

جواب: یہ فاء تفسیر یہ ہے اور فاء تفسیر یہ عرب میں شائع و ذائع ہے۔ نحو قولہ علیہ الصلوٰۃ السلام۔ انھم شکوا سعد افشکوا انہ لا یحن ان یصلی (بخاری) قال شارحہ الفاء ھنا تفسیریۃ۔

28- حی قدیری واعمرہ یا بعد بطن المرہ۔

ترجمہ: اے اللہ میری ہانڈی کو تادیر سلامت رکھ اور میں اس پر اپنی عورت کو فدا کرتا ہوں۔

یہ دعاؤں کا مجموعہ ہے حی امر ہے بمعنی تادیر زندہ رکھ اصل میں اللھم حی تھا اور قدیر قدرت کی تصغیر ہے بمعنی ہانڈی۔ اعمر اعمار سے۔ امر کا صیغہ ہے بمعنی اجعلہ عامرا یعنی اسے محفوظ رکھ اور بچا اور یا بعد یہ تقدیہ کا کلمہ ہے ای جعلت المراۃ فداك المرہ بمعنی الامراۃ ہے الامثال العامیہ) ۔

29- ھاك زیدا۔

تشریح: یاک بظاہر تو ماضی معلوم بروزن قال معلوم ہوتی ہے حقیقت میں ھا بمعنی خذ اسم فعل ہے پھر کاف بڑھایا گیا اور یہ قیاسا بڑھایا جاتا ہے اسی طرح کبھی کاف کی بجائے ھمزہ بڑھایا جاتا ہے۔ هاء هائا هائوا اسی سے قول باری تعالیٰ ہے هاؤم اقراء كتابيه۔ (القرآن)

30- ایضا۔

تشریح: ہمیشہ منصوب رہتا ہے اور اس کا فعل ہمیشہ محذوف اور یہ مفعول مطلق ہے فعل آض محذوف کا۔

31- وقطعناهم اثنتی عشرة اسباطا امما۔ (القرآن، پارہ نمبر 9، سورۃ الاعراف، آیت نمبر: 160)

سوال: یہ کہ اثنتی عشرۃ کی تمیز مفرد مونث ہوتی ہے اور یہاں پر دونوں نہیں؟

جواب: یہ ہے کہ تمیز محذوف ہے اصل میں یوں تھا اثنتی عشرة فرقه اور اسباطا اس اثنتی عشرة سے بدل ہے۔

32- کما تکونوا یؤتی علیکم۔

سوال: تکونوا کا نون محذوف ہوا نہ کوئی عامل ناصب ہے نہ جازم؟

جواب: (۱) ایک لغت یہ بھی ہے جو مضارع کے نون کو بغیر عامل کے حذف کرتے ہیں جیسا کہ دوسری حدیث میں واقع ہوا لا تدخلو الجنة حتى تومنوا۔ (۲) یہ امام مبرد اور کوفیوں کے مذہب کے مطابق ہے کہ کما کا لفظ بھی عامل ناصب ہے۔ (۳) راویوں کے تغیرات سے ہے۔

33- کان زید قائم۔

تشریح: اس کان کا اسم ضمیر شان ہے اور زید قائم جملہ خبر ہے کذا فی الکافیه لابن حاجب۔

34- باکر لتسعد۔

تشریح: باکر فعل امر از مباکرۃ بمعنی تڑکے اٹھنا اور تسعد فعل مضارع امر کی وجہ سے مجزوم ہے معنی یہ ہوا کہ تڑکے اٹھو تاکہ سعادت مند بنو۔

35- بعد اللتيا والتی۔

تشریح: اصل میں عبارت یوں تھی۔ بعد اللتيا والتی لا اتزوج ابدا۔ جدلیس۔ قبیلہ کے ایک شخص نے ایک پست قد عورت سے شادی کی۔ اس سے اسے بہت تکلیفیں پہنچیں اور عہد کیا کہ بعد اللتيا والتی الخ یعنی اس کے اور اس کے بعد ہرگز شادی نہیں کروں گا۔

36- فلو ان لناکرة فنکون من المؤمنين۔ (القرآن، پارہ: 19، سورۃ الشعراء، آیت: 102)

سوال: آیت میں فنکون فعل مضارع کا ناصب کون ہے؟

جواب: ظاہر ہے کہ تمنی کے جواب میں فاء واقع ہو تو اس کے بعد ان محذوف ہوتا ہے اور آیت میں لو تمنائیہ ہے اسی بناء پر فنکون کی فاء کے بعد ان ناصبہ محذوف ہے۔

-37 الذئب خاليا اسد۔

تشریح: خاليا الذئب سے حال ہے ابن مالک کے نزدیک مبتدا سے بھی حال واقع ہوسکتا ہے۔

-38 البتة۔

تشریح: ہمیشہ اس کا فعل محذوف رہتا ہے۔ یعنی اصل میں بت البتة تھا۔ اب ضرور ولازم کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔

-39 قال نسوة فی المدينة۔ (القرآن، پارہ:12، سورۃ یوسف، آیت:30)

سوال: نسوة مونث ہے اور فعل مذکر حالانکہ قاعدہ ہے کہ فاعل مونث ظاہر بلا فصل ہو تو واجب ہے کہ فعل بھی مونث ہو؟

جواب: قاعدہ ہے کہ جمع مکسر کے لیے کوئی بھی فعل لاؤ مونث یا مذکر اور نسوة جمع مکسر ہے نساء کی۔

شرف رجلا زيد۔

تشریح: کبھی وہ افعال کہ بضم العین ہیں خواہ قبل از نقل یا بعد نقل مضموم ان کو افعال مدح وذم کا درجہ دیا جاتا ہے۔ اب بات ظاہر ہے کہ شرف کی ضمیر مضمر مبہم ممیز ناصب ہے اور جلا تمیز ہے اور زید مخصوص بالمدح ہے۔

-40 ناجزا بناجز۔

تشریح: اصل عبارت یوں ہے ابيعك ناجزا بناجز۔ یعنی میں تمہیں نقد و نقد بیچوں گا۔

-41 فالمغيرات صبحا۔ (القرآن پارہ:30، سورۃ العادیات، آیت:3)

تشریح: صبحاً مفعول فیہ ہے المغیرات کا اور نقعا اثرن کا مفعول بہ ہے۔ و عطف الفعلای عطف فاثرن على الاسم ای على العاديات لانه فی تاويل الفعل ای والاتی عدون فاورهن فاعزن الخ۔

-42 تبينك يا عوفه و مويهك البارد۔

تشریح: اصل میں عبارت یوں ہے: الزمی تبينك و مويهك البارد يايتها البقرة۔

فائدہ: تبین تبن کی تصغیر ہے بمعنی گھاس اور مویھہ مویہ کی بمعنی پانی اور عوفہ گائے۔

-43 ما انت بخية ولا سبية۔

تشریح: ما مشبہ بلیس ہے یعنی نہ تو نجات یافتہ ہے اور نہ مفید۔

-44 حمالة الحطب۔ (القرآن، پارہ نمبر:30، سورۃ اللہب، آیت نمبر:4)

سوال: امراتہ مرفوع ہے اور یہ اس کی صفت ہے تو پھر منصوب کیوں؟

جواب: فصاحت کے قواعد میں ہے کہ صفات مدح ہو یا ذم مختلف اعراب کے ساتھ لانا جائز ہے۔

-45 هذا زيدا۔

سوال: هذا اسم اشارہ کے بعد مرفوع کے بجائے منصوب کیوں؟

جواب: یہ ھا اسم فعل بمعنی خذ ہے ھا تنبیہ کا نہیں ذا اسم اشارہ مفعول بہ زیدا اس کا مشار الیہ ہے اسی لیے منصوب ہے۔

وش یا بعوضة۔

تشریح: وش ای شی تھا۔ یہ کسی کی تحقیر پر بولتے ہیں۔ (الامثال العامیہ)

-46 ذهب المدوى واللحى ينقل الدوا۔

تشریح: اللّی یعنی الذی اب ترکیب آسان ہے۔ (الامثال العامیۃ)

-47 الى تكلمت باليل فاخفت و الى تكلمت بالنهار فالتفت۔

تشریح: الی بمعنی اذا ہے اس طرح کی بہت سی مثالیں عرب میں موجود ہیں جب اول فعل پر الی داخل ہو تو سمجھنا وہ اذا ہی ہے۔ (الامثال العامیہ)

ان ما مضاش ما تلاش۔

تشریح: یہ اصل میں ما مضی شی ما تلی شی تھا۔ شیٔ کی بجائے صرف ش پر اکتفا کیا گیا ہے۔ (الامثال العامیہ)

-48 الرجال خشب الما يتقاربون۔

تشریح: الما اصل میں الی ما تھا اور ما مصدریہ ہے اب ترکیب آسان ہے۔ (الامثال العامیہ)

-49 الناس بايش وهو بايش۔

تشریح: بایش اصل میں بای شی تھا، یہ اس شخص کے لیے بولتے ہیں جو دوسروں کی خوشی وغم میں شریک نہ ہوتا ہو۔ (الامثال العامیہ)

-50 وين ما امسى ارسى۔

تشریح: وین اصل میں این تھا ای اینما امسی ارسی (ارسلی) ارسی بمعنی قلاء سفینۃ اس شخص کے لیے کہاوت ہے جو ہر جگہ پھرتا ہے۔ (الامثال العامیہ)

-51 الارض ما تعلم باللی فیها۔

تشریح: اللی بمعنی الذی ہے اب ترکیب آسان ہے۔(الامثال العامیہ)

-52 الی اکلت بصلا فکثر۔

تشریح: الی بمعنی اذا ہے اب ترکیب آسان ہے۔(الامثال العامیہ)

-53 الی اکل زادك فرحب۔

تشریح: الی بمعنی اذا ہے اب ترکیب آسان ہے۔(الامثال العامیہ)

-54 الی بغیت الامیر فصادق الوزیر۔

تشریح: الی بمعنی اذا ہے اب ترکیب آسان ہے۔(الامثال العامیہ)

-55 الی بغیت تضره فواعده و غره۔

تشریح: الی بمعنی اذا ہے اب ترکیب آسان ہے اور غرا مراز غرور ہے۔(الامثال العامیہ)

-56 الی بغیت تضمها فانسشد عن امها۔

تشریح: الی بمعنی اذا ہے اور تضم سے نکاح مُراد ہے اور ھا کا مرجع وہ عورت ہے جس کا نکاح مطلوب ہے۔(الامثال العامیہ)

-57 الی بغیت الفراق فاطلب ما لا یطاق۔

تشریح: الی بمعنی اذا ہے۔(الامثال العامیہ)

-58 لا تصلو علی النبی۔

تشریح: نبی بلند جگہ کو کہتے ہیں۔اس لیے اب کوئی اشکال نہیں یہ لغوی اشکال ہے اسے نحوی بھی بنایا جاسکتا ہے۔

-59 جاہ ابو اذینتین۔

تشریح: جاہ اصل میں جاء ہ تھا اور اذنتین اذینته کا تثنیہ اور اذینۃ اذن کی تصغیر ہے۔(الامثال العامیہ)

-60 ان من اشد الناس عذابا یوم القیٰمة المصورون۔

سوال: ان کا اسم من اشد الناس تو نہیں کیونکہ وہ ظرف ہے اور لامحالہ اس کا اسم المصورون ہے اور اس کا اسم منصوب ہونا چاہیے نہ کہ مرفوع؟

جواب: اس کا اسم محذوف ہے جسے ضمیر شان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

-61 اذن اظنك صادقا۔

سوال: اذن عامل ناصب ہے لیکن یہاں اظنک میں عمل نہیں کیا۔

جواب: اذن کے عمل کرنے کی ایک یہ شرط ہے کہ مابعد بہ نسبت ماقبل کے مستقبل ہو یہاں یہ شرط مفقود ہے۔

(شرح مائۃ عامل گھوڑی کلاں)

-62 صبغة الله۔ (القرآن، پارہ:1، سورۃ البقرۃ، آیت:138)

تشریح: منصوب ہے اس کا فعل محذوف ہے اصل میں الزموا صبغة الله تھا۔

-63 قالو اعدائنا احبائنا۔

تشریح: اشکال کی تشریح یہ ہے کہ قالو اسم فاعل جمع کا صیغہ ہے۔ اصل میں قالون تھا از قلی یقلی معنی یہ ہے کہ ہمارے دشمنوں کے دشمن ہمارے محبوب ہیں۔

-64 ان فرعون و موسٰی فی النار۔

تشریح: ترجمہ: یقیناً فرعون نار میں ہے موسیٰ کی قسم۔

ترکیب تو آسان ہے صرف سوال یوں تھا کہ فرعون پر موسیٰ کا عطف ہو تو کفر لازم آتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام دوزخ میں کیسے اب سوال دور ہوا کہ واؤ قسمیہ ہے۔

-65 ان هنداً لمحبة الحسناء۔

تشریح: ان اصل میں اِ تھا صیغۂ امر بمعنی وعدہ کر اس پر نون مشددہ ہے هند منادی ہے اس کا حرف ندا محذوف ہے۔

-66 انل زیدا اذهبنا۔

تشریح: یہ اصل میں ان نل تھا نون کو نون میں ادغام کیا گیا ہے اب ترکیب آسان ہے۔ اب معنی یہ ہوا اگر میں زید کو دوست رکھتا ہوں تو وہ مجھے لے جائے گا۔

-67 حمدت حامدا حمدا حمیدا و غایة شکره دهرا مدیدا۔

تشریح: حمدا مفعول مطلق حمیدا مفعول بہ و مفعول معہ دهرا مفعول فیہ مدیدا صفت ہے۔ اب ترکیب آسان ہوگئی۔

-68 انا کنت لیلا فی السوق۔

تشریح: یہ ترکیب آسان ہے صرف یہی ہے کہ انا مبتداء ہے۔

-69 ان المرء میتا بانقضاء حیاته۔

سوال: ان نافیہ ہے کیونکہ اس کے بعد کا جملہ یوں ہے ولکن بان یبغی علیه فیخذ لا اور ان نافیہ کوئی عمل نہیں کرتا حالانکہ یہاں پر اس نے میتا کو منصوب کر دیا ہے؟

جواب: ان نافیہ بعض نحویوں کے نزدیک لیس کی طرح عمل کرتا ہے جیسا کہ دوسرے شعر میں ہے: ان هو مستولیا علی احد الا علی ضعف المجانین۔

فائدہ: ان چار قسم ہے: (۱) مخففه من المثقله مثلاً قوله تعالیٰ و ان کنت من قبله لمن الغافلین۔ اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے بعد لام تاکید کا ضرور آئے گا۔ (۲) نافیہ مثلاً قوله تعالیٰ ان الکفرون الا فی غرور اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے بعد حرف استثناء واقع ہوگا۔ (۳) شرطیہ جو کہ شرط و جزا کو طلب کرے مثلاً قوله تعالیٰ ان یسرق فقد سرق اخ له۔ (۴) زائدہ قوله و ما ان طبنا جبنا...... ولکن منایانا و دولته احزینا۔

70- اصبحت کخیر۔

تشریح: یہ اصل میں کیف اصبحت کے جواب میں واقع ہوتا ہے۔ کما قال رسول الله صل الله علیه وسلم لزید رضی الله تعالیٰ عنه و قد ذکر قصة المولوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب المثنوی صفحہ نمبر 333 شعر

گفت پیغمبر صحابی زید را   کیف اصبحت رفیق باصفاء

سوال: یہاں محسوس کو غیر محسوس سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اس کے دو جواب ہیں: (۱) کاف بمعنی باء ہے ای اصبحت بخیر۔ مگر صاحب مغنی نے فرمایا: لم یثبت مجئی الکاف بمعنی الباء (۲) کاف اپنے معنی میں ہے لیکن یہاں مضاف محذوف ہے۔ ای اصبحت کصاحب الخیر۔

فائدہ: کاف مثلیہ ضمائر پر داخل نہیں ہوتا اس کی وجہ یہ ہے کہ ضمائر میں ایک کاف خطاب بھی ہے اور اس پر کاف مثلیہ داخل ہوگا۔ تو دو کافوں کا اجتماع لازم آئے گا۔ (وهو مکروه) پھر طرد اللباب تمام ضمائر پر داخلہ بند کر دیا گیا۔ الا بضرورة الشعر اگر ضمائر پر کاف مثلیہ کے داخل کرنے کی ضرورت پڑے تو لفظ مثل بڑھا دیا جائے مثلاً قوله تعالیٰ لیس کمثله شئی (القرآن) البتہ مبرد مطلقاً جائز سمجھتا ہے جیسا کہ عرب کا مقولہ مشہور ہے: ما انا کانت۔

71- بله زید۔

سوال: بله اسم فعل بمعنے دع ہے اور مابعد کو منصوب کرتا ہے اور اب اس کا مابعد مجرور ہے؟

جواب: یہ ہے کہ جس طرح بله بمعنے اسم فعل آتا ہے اسی طرح بمعنی مصدر بھی آتا ہے اور مفعول مطلق واقع ہوتا ہے اور

یہاں پر بھی ایسے ہوا۔

فائدہ: بلہ کا استعمال چار وجہوں پر ہے ایک گذر چکی۔(۲) بلہاً اور اس کے مابعد کو منصوب پڑھیں گے اور اس وقت بھی مفعول مطلق سمجھا جائے گا اور اس کا فعل محذوف ہوگا جیسے کہ قسم دوم میں ہے اور زیداً مفعول بہ ہوگا۔(۳) بمعنی کیف جیسے بلہ زید اس وقت کیف ظرف مقدم اور زید مبتدا موخر ہوگا۔ ان دو قسموں کو علیحدہ سوال تصور کیا جائے۔(۴) اس کی چوتھی قسم مشہور ہے۔

فائدہ2: بلہ بمعنی غیر بھی آیا ہے اور مابعد کو مجرور کرتا ہے۔ مثلاً قولہ تعالیٰ فی الحدیث القدسی اعدت لعبادی الصالحین ما لا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر من بلہ ما اطلعتم علیہ ای من غیرہ و یحتل اہا علی اصلہا مصدر بمعنی الترك و من تعلیلیہ ای من اجل ذلکم ما علمتوہ من المعاصی۔ کذا قال الشمنی۔

-72 تقول زیداً مطلقا۔

سوال: قول کا خاصہ ہے کہ اگر اسے مفعول ملے تب بھی اسے نصب نہ دے کیونکہ اسے تو مقولہ چاہیے اور مقولہ جملہ ہوتا ہے اگر اس کے بعد مفرد ہوتا تب بھی تاویلاً جملہ سمجھ کر مرفوع پڑھا جاتا ہے ہاں کبھی منصوب بھی ہوتا ہے مفعول سمجھ کر اور یہاں دو اسموں کو منصوب کر دیا ہے؟

جواب: کہ یہ قول بمعنی ظن ہے اور ظن افعال قلوب سے ہے اس لیے دونوں کو منصوب کیا۔

فائدہ: بعض کے نزدیک بلا شرط بمعنی ظن آ کر دو مفعولوں کو منصوب کرتا ہے اور بعض کے نزدیک چار شرطیں ضروری ہیں (۱) مضارع ہو (۲) صیغہ مخاطب ہو (۳) مسبوق بہ استفہام ہو (۴) درمیان استفہام و فعل فاصلہ غیر ظرف اور معمول فعل کا نہ ہو۔ صاحب الفیہ فرماتے ہیں۔

و اجری القول کظن مطلقا عند سلیم نحو قل ذا مشفقا

-73 عش رجبا تر عجبا۔

تشریح: عش امر از عاش۔ رجباً مفعول بہ ہے تر اصل میں تری تھا امر کی وجہ سے الف گر گیا معنی یہ ہے کہ رجب تک زندہ رہ عجائبات دیکھے گا۔

واقعہ یوں ہے کہ حارث نے اپنی زبان دراز عورت کو طلاق دے دی۔ پھر عورت نے جس شخص کو عدت ختم ہونے کے بعد نکاح کا وعدہ دے رکھا تھا وہ حارث کو مل گیا۔ حارث نے عورت کے برے حالات کی طرف اشارہ کر کے کہا رجب

تک ٹھہر پھر عجائبات دیکھنا۔عدت کے زمانہ کو ماہ رجب سے تشبیہ دی گئی۔رجب حرام مہینہ تھا۔یعنی یہ مہینہ جب ختم ہوتا ہے تو ہولناک واقعات رونما ہوتے۔حارث کی مراد یہ تھی کہ عدت کے بعد جب تو اس عورت کے ساتھ رہے گا تو اس کی معاشرت بد کا حال دیکھے گا۔

سوال: رجب غیر منصرف ہے اسے کیوں منصرف پڑھا گیا؟

جواب: اذ نکر صرف۔

-74 من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فعلیہ الجمعۃ یوم الجمعۃ الا مریض۔

(الحدیث، مشکوۃ شریف: 122/1 بحوالہ دارقطنی بروایت جابر رضی اللہ عنہ)

سوال: مریض مستثنیٰ ہے اور کلام موجب میں واقع ہے تب بھی منصوب نہیں ہوا؟

جواب: یہ ہے کہ مریض منصوب لیکن اس سے الف لام حذف کر دیا گیا۔یہ محدثین کی عام عادت ہے۔جیسے کہتے ہیں سمعت انس۔انس میں الف علامت نصب نہیں لکھی اسی طرح ازی مالك خازن النار میں المالک سے الف لام حذف کر دیا گیا۔

-75 اکلا و ذما۔

تشریح: دونوں مفعول مطلق ہیں اور دونوں کے فعل محذوف ہیں مثلاً یاکل اکلا و یذم ذما کھانا اور پھر مذمت بھی کرنا یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کسی سے نفع اٹھایا جائے اور پھر اس کی مذمت بھی کی جائے حالانکہ وہ ذم کا مستحق بھی نہیں ہے۔قال سیدی احمد رضا قدس سرہٗ فی ذم النجدیۃ لمارای تھوراتھم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

تیرا کھائیں تیرے غلاموں سے الجھیں ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے!

-76 زرغبا تزدد حبا۔

تشریح: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔زر امر زار یزور زیارۃ اور غبا اس کا مفعول فیہ بمعنی نائبہ کرکے۔تزدد مضارع ہے اصل میں تزتاد تھا۔تا ثانی دال سے تبدیل ہوئی،الف جواب امر کی وجہ سے گر گیا اور حبا اس کا مفعول بہ ہے۔

نوٹ: یہ حدیث شریف مندرجہ ذیل رواۃ سے مروی ہے۔(۱) حضرت ابو ہریرہ (۲) عبداللہ ابن عمرو (۳) حضرت عائشہ (۴) علی بن عبیدہ ریحانی (۵) حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہم۔

(تاریخ بغداد صفحہ نمبر 55/6، مستدرک 347/3، 330/4، مجمع الزوائد 75/8، معجم الکبیر 26/4، کشف الخفا 528/1 العلل المتناھیہ 253/2، صغیر 107/1، الدرر المنتثرہ 19، تاریخ بغداد 180/10، تاریخ بغداد 300/9، مسند الشعاب 629,630,631,632، فتح الباری 498/10، تاریخ بغداد

19/12، طبرانی حدیث نمبر 3535، بل لہ اسانید حسان عند الطبرانی وغیرہ (طبرانی 21/4 وھو حدیث صحیح)

-77 ان تقرآن علی اسماء و یحکما من السلام و ان لا تشعرا احد۔

سوال: ان ناصبہ ہے لیکن تقرآن پر عمل نہیں کیا؟

جواب: کوفیوں نے کہا کہ یہ مخففہ من المثقلہ ہے لیکن یہ غلط ہے کیوں کہ اس کا قاعدہ ہے کہ ان مخففہ کے بعد سین، سوف، لم جازمہ یاقد یا کوئی اور فاصلہ ضروری ہے جیسے علم ان سیکون منکم مرضی اور علمت ان سوف یوم یقوم زید اور علمت ان لم یقم اور لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربھم وغیرہ وغیرہ اسی لیے کوفیوں نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ صرف یہ کہہ دیا کہ یہ شاذ ہے۔ صحیح جواب بصریوں کا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ ان مصدریہ محمول بر ما مصدریہ ہے جیسے ما مصدریہ غیر عامل ہے یہ بھی اس پر محمول ہونے کی وجہ سے عمل نہیں کر رہا۔ (گھوڑی)

-78 لا مرحبا بکم۔ (القرآن، پارہ نمبر:23، سورۃ ص، آیت نمبر:80)

تشریح: اس میں دو وجہیں ہو سکتی ہیں (۱) مفعول بہ ہے اس کا فعل مقدر ہے لا اتیتم مرحبا بکم یا مفعول مطلق ہے اصل میں عبارت تھی۔ لا رجتکم دارکم مرحبا بکم۔ زیادہ مناسب پہلی ترکیب ہے۔

-79 اکذب من یلمع۔

تشریح: اس میں ھو مبتدا محذوف ہے اور یلمع مضارع نہیں بلکہ اسم ہے بمعنی سراب یعنی وہ سراب سے بھی زیادہ جھوٹا ہے۔

-80 رایت جعفرا فی جعفر علی جعفر یأکل جعفرا۔

تشریح: ترکیب تو اتنی مشکل نہیں البتہ لفظ جعفر سے اشکال ہے جعفر کے چار معانی ہیں۔ (۱) نام مرد (۲) نہر (۳) حمار (۴) خربوزہ۔ اب معنی یہ ہوا کہ میں نے جعفر کو نہر میں گدھے پر دیکھا کہ وہ خربوزہ کھا رہا تھا۔

-81 اشھد عن محمدا رسول اللہ۔

تشریح: ترکیب میں اشکال صرف عن سے ہے کہ یہ کون ہے کہ جس نے محمدا کو منصوب کر دیا۔ یہ اصل میں ان ہے۔ بنو تمیم و بنو قیس کے نزدیک ہمزہ کو عین سے تبدیل کرنا جائز ہے کما قال مولانا عبدالرسول رحمۃ اللہ علیہ۔

ہم در استعمال خود گاہ بنی قیس و تمیم میکند باعین مبدل ہمزۂ مفتوحہ را

-82 لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

سوال: محمد رسول اللہ کو سابقہ جملہ سے کیا تعلق ہے؟

جواب: یہ ہے کہ بوجہ کثرت استعمال یا بوجہ اتصال واؤ عاطفہ گرادی گئی ہے اور جملہ کا عطف جملہ پر ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ ان دونوں اسموں میں ایسا قوی رابطہ ہے کہ ایک دوسرے سے جدا نہیں جو ان میں سے جدائی مانے وہ نہ ماننے کے برابر ہے۔

-83 والعادیات ضبحا۔ (القرآن، پارہ:30، سورۃ العادیات، آیت:1)

تشریح: ضبحا مفعول مطلق ہے۔ فعل اس کا محذوف ہے ای تضبح ضبحا جملہ حال ہے والعادیات سے کذا قال المفسرون و کذٰلک قدحا۔

-84 ایبا یزید یزید۔

تشریح: ایبا امراز اوی یا وزی بمعنی وعدہ کردن مہموز الفاء ولفیف مفروق یوں ابا یزید کا یاء الف سے تبدیل ہوا قانون ہے کہ جب دو ہمزے یکجا آئیں ان میں سے ایک مکسور ہو تو دوسرے کو یاء سے تبدیل کرتے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ ابو یزید کے ساتھ وعدہ کرائے یزید۔ یزید منادی ہے اور اس کا حرف ندا محذوف ہے۔

-85 والمؤمنون یومنون باللہ الخ اس کے بعد والمقیمین الصلٰوۃ منصوب پھر مرفوع والموفون بعهدهم تک ایسا کیوں ہے؟ (القرآن، پارہ نمبر6، سورۃ النساء، آیت نمبر:162)

تشریح: فصاحت کے قانون میں ہے کہ صفات کو مختلف اعراب کے ساتھ لانا جائز ہے۔ یہ صفات مدح میں سے ہے۔

-86 قد متنی زید فی المحراب۔

تشریح: زید نے میری پیٹھ محراب میں پھاڑ دی۔ قد علیحدہ لفظ ہے متنی میں متن مضاف یاء متکلم مضاف الیہ ہے۔ طالب علم کو غلط فہمی ہوتی ہے کہ یہ تقدیم سے واحدہ مونثہ کا صیغہ ہے حالانکہ یہ صریح غلط ہے کیونکہ مونث کا صیغہ ہو تو فاعل کہاں؟ اور زید مرفوع کیوں؟

-87 اوط تثیقل۔

ترجمہ: ''میرے کاندھے پر جتنا دل چاہے بوجھ ڈال دے۔ یہ وہ شخص بولتا ہے ہے جسے ہر طرح کے بوجھ اٹھانے کی استعداد ہو۔

تشریح: اوط بضم الهمزه واسکان الواو ثم طاء ساکنۃ فی الوقف صیغۂ امراز وطئی اور تثیقل بکسر التاء وفتح الثاء واسکان الیاء وفتح القاف ثم لام ای تثاقل امرای کن ثقیلا۔ (الامثال العامیہ)

-88 الرجال خشب الین یتقاربون۔

تشریح: الین اصل میں الی ان ہے اسی لفظ سے اشکال تھا۔ اب ترکیب آسان ہے۔ (الامثال العامیہ)

-89 متی انتقی انتقی۔

تشریح: اس کی ترکیب تو آسان ہے کہ متی شرطیہ ہے لیکن یہ ترکیب صرفی صیغہ لگا کر زبانی پوچھی جائے تو قدرے مشکل ہے۔

-90 کان رسولا نبیا۔ (القرآن پارہ نمبر:16، سورۃ مریم، آیت نمبر:51)

سوال: نبیا رسولا کی صفت ہے قاعدہ ہے کہ خاص صفت کے بعد عام صفت نہیں آتی ہے اور ظاہر ہے کہ رسول صفت خاص اور نبی صفت عام ہے؟

جواب: نبیا رسولا سے حال ہے۔ (تفسیر الاتقان للسیوطی صفحہ نمبر 70/2)

-91 الحمد لله رب العٰلمین بنصب رب العالمین و رفعه۔ (القرآن، پارہ نمبر:1، سورۃ فاتحہ، آیت نمبر:1)

تشریح: فصاحت کے تقاضا پر صفات پر مختلف اعراب لانا جائز ہے۔

-92 بارك الله فی من زار و خفف۔

سوال: من حرف جارہ پر فی کا داخلہ کیسا؟

جواب: یہ من موصولہ ہے جسے عوام عرب بکسر المیم پڑھتے ہیں۔ (الامثال العامیہ)

-93 بلدك اللی ترزق فیها ما هیب اللی تولد فیها۔

تشریح: اللی بمعنے الذی۔ یہاں ما هیب کی وجہ سے اشکال ہے تو یاد رہے کہ ماهیب بمعنے ماهی ہے اب کوئی اشکال نہیں۔ (الامثال العامیہ)

-94 تسری وحنا فی مصابیحك۔

تشریح: حنا بکسر الحاء وفتح النون مع تشدیدها بمعنے نحن اب ترکیب آسان۔ (الامثال العامیہ)

-95 لا تزل الضعیف علك ان ترکع یوما والدهر قد رفعه۔

تشریح: اشکال ظاہر ہے جواب یہ ہے علك دراصل لعلك تھا۔ اب ترکیب ظاہر ہے۔ (الضبط السعدی)

-96 جاك الموت یا تارك الصلٰوۃ۔

تشریح: جاك میں کاف خطاب کا ہے۔ اسی لیے اشکال ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ یہ عبارت اصل میں جاء لك تھا۔ اس لیے اب کوئی اشکال نہ رہا۔ (الامثال العامیہ)

-97 علیکم السکینة۔

سوال: السکینۃ منصوب کیوں حالانکہ علیکم خبر مقدم السکینۃ مبتداء مؤخر مرفوع ہونا چاہیے؟

جواب: علیکم اسم فعل بمعنے الزموا ہے۔اب اشکال نہ رہا۔

98- حطۃ نغفر لکم۔ (القرآن، پارہ نمبر:1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 58)

سوال: نغفر مجزوم کیوں ہے؟ حالانکہ یہاں جازم کوئی نہیں؟

جواب: حطۃ اسم فعل ہے بمعنے حط عنا سیآتنا اور امر کے جواب میں مضارع مجزوم ہوتا ہے۔

99- اشرکوا مکانکم۔ (القرآن، پارہ نمبر:11، آیت نمبر:28)

سوال: یہ ہے کہ مکانکم مفعول بہ نہیں بن سکتا اور نہ ہی مفعول فیہ تو پھر منصوب کیوں؟

جواب: اس کا عامل الزموا محذوف ہے۔

100- کلب کلب فی کلب رجلا۔

تشریح: یہ ترکیب مشکل نہیں صرف ایک لفظ تین بار آ جانے سے مشکل ہو گئی ہے۔کلب ماضی ہے بمعنے کتے نے کاٹا تیسرا کلب بمعنٰی باؤلا پن اب معنی یہ ہوا کہ کتے نے باؤلا پن میں مرد کو کاٹا۔

101- عصر عصر من عصر۔

تشریح: یہ ترکیب مشکل نہیں صرف ایک لفظ کئی معنوں میں مستعمل ہونے سے اشکال پیدا ہو گیا ہے۔ پہلا عصر ماضی ہے بمعنے نچوڑ دوسرے سے مطلق زمانہ تیسرے سے وقت معروف مراد ہے یعنی زمانے نے عصر سے اسے نچوڑا یعنی تباہ و برباد کیا۔

102- قال زید تحت الشجرۃ فنقص وضوءہ۔

سوال: ترکیب تو مشکل نہیں صرف طالب علم لفظ قال سے گھبرا جاتا ہے کہ قول سے وضوء کیوں ٹوٹ گیا؟

جواب: یہ ہے کہ قال از قیلولہ ہے یعنی زید نے درخت کے نیچے قیلولہ کیا تو اس کا وضو ٹوٹ گیا۔

103- رایت کمیتا علی کمیت یشرب کمیتا۔

سوال: یہ ترکیب مشکل ہے کیونکہ ایک لفظ کئی معنوں میں مستعمل ہونے سے مشکل بن گئی ہے؟

جواب: یہ ہے پہلے کمیت سے ایک شخص مراد ہے دوسرے کمیت کا معنی گھوڑا۔تیسرے سے شراب مراد ہے۔اب معنی یوں ہوا کہ میں نے کمیت نامی شخص کو گھوڑے پر شراب پیتے دیکھا۔

104- رایت کلاب کلاب یأکلون کلابا فی کلاب۔

سوال: یہ ترکیب مشکل ہے کیونکہ صرف ایک لفظ کلاب مختلف معنوں میں مستعمل ہونے سے مشکل بن گئی ہے؟

جواب: یہ ہے کہ پہلے کلاب سے ایک شخص مراد ہے۔ دوسرے اور تیسرے سے کلب کی جمع یعنی کتے، چوتھے سے جنگل مراد ہے اب معنی یہ ہوا کہ میں نے کلاب نامی شخص کے کتوں کو دیکھا کہ وہ جنگل میں کتوں کو کھا رہے تھے۔

-105 بطن کبیر کبیر کبیر۔

تشریح: کبیر اول وثانی بمعنے کلاں اور درمیانہ کبیر مرکب ہے از کاف و بیر بمعنے کنواں سے اب معنی یہ ہے کہ بڑا پیٹ بڑے کنوئیں جیسا ہے۔

-106 طاف عبد الله بالبيت سبعة۔

سوال: عبد اللّٰہ منصوب کیوں ہے؟

جواب: یہ ہے کہ عبد اللّٰہ تثنیہ کا صیغہ ہے کہ اس کا نون اضافت کی وجہ سے گر گیا ہے۔

-107 جاء نی الا زید۔

سوال: الا حرف جارہ تو نہیں پھر زید مجرور کیوں؟

جواب: یہ ہے کہ الا بمعنے پیغام ہے اور مضاف ہو کر جاء نی کا فاعل ہے۔

❁❁❁❁

علم، طالب علم اور علماء

علم کا لغوی معنی ہے جاننا' لیکن علم مقصودی محض جاننے کا نام نہیں ہے بلکہ حقیقی علم وہ ہے جو اللہ کی معرفت کا ذریعہ ہو' جس سے خوف خدا پیدا ہو' جو حلال و حرام کے درمیان امتیاز کا موجب ہو' اخلاقی اور روحانی اقدار کا امین اور محبت و مودت کا علمبردار ہو' اعلیٰ اخلاق، روشن کردار اور کامل ترین سیرت کے ذریعے انسانیت کی بلند ترین منزل پر پہنچنے میں ممد و معاون ثابت ہو اور مخلوق خدا کی بھلائی کا ضامن ہو۔

متکلمین کے نزدیک علم کی مشہور تعریف یہ ہے:

هو صفة يتجلى بها المذكور لمن قامت هي به۔

عالم کے ذہن میں کسی چیز کا انکشاف علم ہے' یعنی علم انکشاف ذہنی کا نام ہے' البتہ یہ انکشاف تام اور غیر مشتبہ ہونا چاہیے۔

جبکہ محدثین کی اصلاح میں علم کا معنی بیان کرتے ہوئے۔ ملا علی قاری لکھتے ہیں:

''علم مومن کے قلب میں ایک نور ہے جو فانونس نبوت کے چراغ سے مستفاد ہوتا ہے' یہ علم نبی ﷺ کے اقوال' افعال اور احوال کے ادراک کا نام ہے' جس سے اللہ تعالیٰ کی ذات' صفات، افعال اور اس کے احکام کی ہدایت حاصل ہوتی ہے' اگر یہ علم کسی بشر کے واسطے سے حاصل ہو تو کسبی ہے اور اگر بلا واسطہ حاصل ہو تو علم لدنی ہے۔''

علم لدنی کی تین اقسام ہیں: 1-وحی، 2-الہام، 3-فراست۔

1-وحی:

وحی کا لغوی معنی ہے سرعت سے اشارہ کرنا اور اصطلاحی معنی ہے ''وہ کلام الٰہی جو نبی ﷺ کے دل میں حاصل ہو'' جس کلام کے الفاظ اور معانی کا حضرت جبرائیل علیہ السلام کے واسطے سے نبی پر نزول ہو وہ کلام الٰہی یعنی قرآن مجید ہے اور جس کلام کے صرف معانی کا نبی ﷺ کے دل پر نزول ہو اور نبی اس معنی کو اپنے الفاظ کے ساتھ تعبیر فرمائیں وہ حدیث نبوی ہے۔

2-الہام:

الہام کا لغوی معنی ابلاغ ہے اور اصطلاح میں وہ علم حق ہے' جس کا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر القاء کرتا ہے اور ان کو امور غیبیہ پر مطلع فرماتا ہے۔

3-فراست:

فراست وہ علم ہے جس میں ظاہر صورت کو دیکھ کر امور غیبیہ منکشف ہوتے ہیں۔ یاد رکھیے!

الہام میں ظاہری صورت کا واسطہ نہیں ہوتا بلکہ بلا واسطہ کشف ہوتا ہے اور فراست میں ظاہری صورت کا واسطہ ہوتا ہے' الہام اور وحی میں یہ فرق ہے کہ الہام وحی کے تابع ہے لیکن وحی الہام کے تابع نہیں نیز وحی سے حاصل ہونے والا علم قطعی ہے اور الہام سے حاصل ہونے والا علم ظنی ہے۔

علم یقین دلائل سے حاصل ہوتا ہے' عین الیقین مشاہدہ سے حاصل ہوتا ہے اور حق الیقین تجرد سے واصل ہونے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ (مرقات ج ۱ ص ۲۶۴)

علم کی اقسام:

حضرت مولانا نقی علی خان قدس سرہ العزیز متوفی 1397ء والد ماجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''پس معرفت الٰہی اور جو علم کہ مورث محبت و معرفت ہے مقصود حقیقی ہے جیسے علم قرآن وحدیث وعقائد و تصوف اور محبت کو فرمان برداری لازم علم فقہ و فرائض اور اصول فقہ بھی علم دین میں داخل ہیں، علم منطق وغیرہ کو بقدر کفایت حاصل کرنا مضائقہ نہیں رکھتا'۔ مزید لکھتے ہیں:

ایها القوم الذی فی المدرسه	کلما فصلتموها وسوسه
فکرکم ان کان من غیر الحبیب	مالکم فی النشأة الاخری نصیب
فاغسلوا یاقوم عن لوح الفؤاد	کل علم لیس ینجی فی المعاد

اول: فرض عین:

جیسے علم ضروریات دین کہ کمال ایمان اس پر موقوف ہے' بعض علماء کہتے ہیں: یہ جو حدیث میں وارد ہے ''طلب علم ہر مسلمان پر فرض ہے'' مراد اس سے صرف جاننا اس بات کا ہے کہ خدا ایک ہے اور قادر اور متکلم اور حی اور مرید اور سمیع اور بصیر اور عالم جمیع صفات کے ساتھ متصف اور تمام عیبوں اور نقصانوں سے پاک اور مبرہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول

ہیں، جو کچھ خدا کے پاس سے لائے حق ہے اور قیامت آنے والی ہے اور فرشتے اور کتابیں حق ہیں، فرشتے اور پیغمبر گناہوں سے معصوم ہیں، توبہ استغفار ان کی محض تواضع وانکساری ہے، کوئی ان کے برابر نہیں، محمد ان سب سے افضل ہیں کمالات انبیاء اور ملائکہ کے محدود ہیں اور یہاں ہر دم ترقی پر ترقی ہے، اس جگہ صرف یہ اعتقاد کافی ہے۔

۱- دع ما ادعته النصاری فی نبیهم — و احکم بما شئت مد حافیه واحتکم

۲- وانسب الی ذاته، ماشئت، من شرف — وانسب الی قدره، ماشئت من عظم

مخواں اور اخدا از بہرامر شرع و حفظ دین — دگر ہر وصف کش میخواہی اندر مدحش املا کن

عوارف المعارف میں لکھا ہے:

''علم اس کام کا جس سے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی اور غیر سے دوری حاصل ہو فرض ہے، بعض علماء کہتے ہیں کہ جو چیز تجھ پر فرض یا تیرے لئے ہلاکت کا سبب ہے اس کا جاننا بھی تجھ پر فرض ہے۔''

سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: علم تین ہیں ان کے علاوہ جو ہے وہ زائد ہے۔ (۱) محکم آیات (۲) سنت قائمہ (۳) فریضہ عادلہ یعنی فقہ کا علم۔

عوام اور خواص کا علم

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: علم کی دو قسمیں ہیں: (۱) عوام کا علم (۲) خواص کا علم۔

ابواب فقہ کا علم اگرچہ فرض عین نہیں مگر فرضِ عین کی طرح اہم ہے کہ خلق اس کی طرف نہایت حاجت رکھتی ہے، اسی طرح علم کلام اگرچہ بعضوں کے نزدیک مذموم اور بعضوں کے نزدیک فرض کفایہ ہے، لیکن بہ نیت تائید حق وتردید مخالفانِ دین فرضِ عین سے کم نہیں کہ بچنا خلق کا دشمنانِ دین کے وسوسوں سے کہ درحقیقت شیاطین انس ہیں، خصوصاً اس زمانہ پرآشوب میں بے دستگیری متکلمین کے ممکن نہیں۔ میرے نزدیک علم اخلاق اور رذائل سے بچنے اور فضائل حاصل کرنے کا طریقہ جاننا ان دونوں سے اہم ہے کہ جو شخص مثلاً عُجب وریا اور ان سے بچنے کا طریقہ نہ جانے گا، بالضرور ان میں مبتلا ہوگا اور کوئی عبادت ان دوصفت کے ساتھ صحیح نہیں ہوتی۔ اس زمانہ میں علم دینی خصوصاً یہ علم شریف دنیا سے اٹھ گیا۔ بعضے اشخاص سو دو سو مسئلے نماز، روزہ کے جانتے ہیں اور جب ان سے توکل اور صبر اور شکر اور خوف اور رجا کی تحصیل اور عجب اور ریا کی حقیقت اور ان کے ازالہ کا طریق پوچھا جائے تو ہرگز نہ بتلا سکیں۔ حالانکہ قرآن مجید میں نماز، روزہ، حج اور زکوۃ سے زیادہ ان چیزوں کا ذکر موجود ہے، مگر یہ لوگ احکامِ الٰہیہ ابوابِ فقہ میں منحصر سمجھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ فقہ صرف حلال وحرام اور

صحت وفساد سے بحث کرتی ہے اور شرح، عجائب قلب کی اور افعال قلب کی دوسرے علم سے متعلق ہے۔

2- فرض کفایہ: مانند علمِ اخبار (احادیث) اور تفسیر، فقہ کے۔

3- واجب: جیسے علم صرف ونحو، قرآن وحدیث کے پڑھنے سمجھنے کے لیے۔

4- مستحب: فقہ میں تبحر (حاصل کرنا) یہ بعض علماء کے نزدیک ہے اور درمختار میں علم قلب کو بھی اس کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

5- مباح: جیسے علم طب (میرے خیال میں آج کل تو بقدر کفایت ہر شخص کے لیے طب کا علم حاصل کرنا نہایت اہم ہے)

6- مکروہ: جیسے علم موسیقی

7- حرام: جیسے علم فلسفہ اور نجوم اور شعبدہ اور رمل اور سحر اور کہانت۔ درمختار اور اشباہ میں موسیقی اور منطق کو بھی حرام ٹھہرایا، اور بعضوں کے نزدیک کوئی علم مذموم نہیں کہ جاننا شئے کا نہ جاننے سے بہتر ہے اور کسی وقت کام آتا ہے۔

عوام کیلئے یہ جاننا ضروری ہے، کہ پانچ نمازیں فرض ہیں اور اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر ماہ رمضان کے روزے فرض کیے ہیں اور اگر استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج فرض کیا ہے اور ان کے اموال میں زکوٰۃ فرض کی ہے اور زنا، قتل، چوری اور شراب نوشی کو ان پر حرام کر دیا ہے، اسی طرح وہ احکام جن کا اللہ تعالیٰ نے انسان کو مکلف کیا ہے، جن کا کرنا یا جن سے اجتناب اس پر ضروری ہے، ان سب کا جاننا اس پر ضروری ہے ان احکام کی صراحت قرآن مجید میں مذکور ہے اور یہ احکام اہل اسلام میں تواتر کے ساتھ نبی ﷺ سے منقول ہیں، یہ وہ علم ہے جس میں غلطی، تاویل یا اختلاف کی گنجائش نہیں ہے۔

احکام شرعیہ کی تمام فروعات کا علم حاصل کرنا، قرآن مجید کی صریح عبارات، دلالت، اشارت اور اقتضاء نصوص کو جاننا، اسی طرح احادیث اور آثار کا علم حاصل کرنا، قیاس اور اس کی شرائط کو جاننا اور ایسی صلاحیت پیدا کرنا کہ ہر پیش آمدہ مسئلہ کا کتاب اور سنت سے حاصل بتایا جا سکے، ہر شخص کیلئے علم میں مہارت حاصل کرنا ضروری نہیں ہے، لیکن مسلمانوں میں سے چند افراد کیلئے اتنا علم حاصل کرنا ضروری ہے ورنہ سب گنہگار ہوں گے۔ (شعب الایمان ج2 ص252) قرآن مجید میں ہے:

وما كان المومنون لينفروا كافة، فلو لانفرمن كل فرقة منهم طائفة ليتفقهو افى الدين و لينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون٥ (توبہ:122)

ترجمہ: "اور یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ سب مسلمان ایک ساتھ نکل کھڑے ہوں، تو ان کے ہر گروہ سے ایک جماعت کیوں نہ نکلی تا کہ وہ لوگ دین کی تفقہ حاصل کر لیں اور واپس آ کر قوم کو ڈرائیں تا کہ وہ (گناہوں سے) بچے رہیں۔"

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اس آیت کا منشاء یہ ہے کہ جو لوگ مختلف شہروں میں رہتے ہیں' تو ہر شہر کے رہنے والوں میں سے ایک جماعت پر یہ واجب ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دین کا علم سیکھے اور حلال و حرام کی معرفت حاصل کرے اور جب یہ لوگ اپنے وطنوں کو واپس جائیں تو اپنے اپنے وطن کے لوگوں کو حرام اور معصیت کے ارتکاب سے ڈرائیں' اس اعتبار سے تفقہ اور تعلیم کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا واجب ہے۔''

اگر یہ سوال کیا جائے کہ کیا ہر زمانہ میں علم دین حاصل کرنے کیلئے سفر کرنا واجب ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر علم دین کا حصول سفر پر موقوف ہو تو سفر کرنا واجب ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں یہ ضروری تھا کہ تفقہ فی الدین حاصل کرنے کیلئے مسلمان آپ کی خدمت میں حاضر ہوں' کیونکہ اس وقت شریعت مدون اور منضبط نہیں ہوئی تھی' بلکہ روز بروز احکام نازل ہو رہے تھے' اس لئے آپ کی خدمت میں رہ کر ان احکام کا علم حاصل کرنا ضروری تھا' لیکن اب جب کہ شریعت مدون اور منضبط ہو چکی ہے تو اگر وطن میں رہ کر بغیر سفر کے علم حاصل کرنا ممکن ہو تو سفر کرنا واجب نہیں ہوگا' لیکن اس آیت میں چونکہ علم دین کے حصول کیلئے سفر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے' تو ہمارے خیال میں علم نافع کی برکتیں حاصل کرنے کیلئے سفر کرنا ضروری ہے۔ (تفسیر کبیر ج4 ص403)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

جب علم کا لفظ مطلقاً بولا جائے تو اس سے مراد علم دین ہوتا ہے اور اس کی متعدد اقسام ہیں:

1- اللہ عزوجل کی معرفت کا علم: اس کو علم الاصل کہتے ہیں۔

2- اللہ عزوجل کی طرف سے نازل شدہ چیزوں کا علم: اس میں علم نبوت اور علم احکام بھی داخل ہے۔

3- کتاب وسنت کی نصوص اور ان کے معانی کا علم: اس میں مراتب نصوص' ناسخ اور منسوخ' اجتہاد' قیاس' صحابہ' تابعین اور تبع تابعین کے اقوال کا علم اور ان کے اتفاق اور اختلاف کا علم بھی داخل ہے۔

4- جن علوم سے کتاب وسنت کی معرفت اور احکام شرعیہ کا علم ممکن ہو: اس میں لغت عرب' نحو' صرف اور محاورات عرب کی معرفت داخل ہے۔

جو شخص علم دین کے حصول کا ارادہ کرے اور وہ اہل عرب سے نہ ہو اس پر لازم ہے کہ وہ پہلے عربی زبان اور اس کے قواعد کا علم حاصل کرے اور اس میں مہارت پیدا کرے' پھر قرآن مجید کے علم کو حاصل کرے اور بغیر احادیث کی معرفت کے قرآن مجید کے معانی کی وضاحت ممکن نہیں اور احادیث کا علم' آثار صحابہ کی معرفت کے بغیر ممکن نہیں ہے اور آثار صحابہ کی معرفت کیلئے تابعین اور تبع تابعین کے اقوال کی معرفت ضروری ہے' کیونکہ علم دین ہم تک اسی طرح درجہ بدرجہ پہنچا ہے اور جب قرآن' سنت' آثار صحابہ اور اقوال تابعین کا علم حاصل ہو جائے تو پھر اجتہاد کرے اور متقدمین کے مختلف اقوال میں غور کرے اور جو قول اس کے نزدیک دلائل سے راجح ہو اس کو اختیار کرے اور جو نئے مسائل پیدا ہوں ان کا قیاس کے ذریعے حل تلاش کرے۔ (شعب الایمان ج2 ص251)

سقراط حکیم کا قول:

سقراط نے لکھا ہے:

ینبغی ان یکون الطالب شابا فارغ القلب غیر ملتفت الی الدنیا صحیح المزاج محبا للعلم بحیث لایختار علی العلم شیئا من الاشیاء صدوقا منصفاً بالطبع متدینا امینا عاملا بالو ظائف الشرعیة والا عمال الدینیة غیر مخل بواجب فیھا و یحرم علی نفسه مایحرم فی ملة نبیه و یوافق الجمھور فی الرسوم و العادات ولا یکون فظاً سیٔ الخلق و یرحم من دونه فی المرتبة ولا یکون اکولاً والا متھتکا ولا خاشعا من الموت ولا جامعا للمال الا بقدر الحاجة فان الاشتغال لطلب اسباب المعیشة مانع من التعلیم۔ (ظفر المحصلین ص30)

ترجمہ: ''ہونا یہ چاہئے کہ طالب علم نوخیز ہو' فارغ البال ہو' دنیا کی طرف راغب نہ ہو، درست مزاج ہو' علم دوست ہو کہ علم پر کسی شے کو ترجیح نہ دے، صداقت کا شیدائی ہو اور منصف طبیعت پائی ہو' دیندار اور امین ہو' واجبات شرعیہ اور دین کا امین ہو' وظائف شرعیہ اور دینی امور پر عمل کرنے والا ہو اور ان فرائض وواجبات میں سے کسی ایک میں بھی کوتاہی کرنے والا نہ ہو' اپنے نفس پر ہر اس بات کو حرام قرار دے جو اس کے نبی ﷺ کی شریعت میں حرام ہو' عادات اور رسوم (اخلاق) میں جمہور کی موافقت کرے، اکھڑ اور بداخلاق نہ ہو' جو اپنے سے جونیئر ہو اس پر رحم کرنے والا ہو' بسیار خور نہ ہو' بے آبرو نہ ہو اور لاپرواہ نہ

ہو، ڈرپوک اور بزدل نہ ہو کہ مر گیا مر گیا کرتا ہے، مال جمع کرنے والا نہ ہو، مگر بقدر ضرورت کیونکہ اسباب معیشت کی طلب میں مشغول رہنا تعلیم سے مانع ہے۔"

بزرگان دین وملت کے ارشادات عالیہ:

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے:

"میری دانست میں اس سے زیادہ افضل کوئی عبادت نہیں کہ علم کی اشاعت کرو"۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"انسان کا علم کو حاصل کرنا، اس پر عمل کرنا اور اس کی اشاعت کرنا صدقہ ہے"۔

حضرت جعفر بن برقان کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں فرمان بھیجا کہ:

"اپنے یہاں کے فقہاء وعلماء کو حکم دو کہ اپنی مجالس ومساجد میں علم کی اشاعت کریں"۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ قیامت کے دن علماء سے اشاعت علم کے بارے میں اس طرح سوال ہوگا جس طرح انبیاء کرام علیہم السلام سے تبلیغ رسالت کے بارے میں۔

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے علم کی اشاعت کی اس کو برابر ثواب ملتا رہے گا جب تک کہ کوئی ایک آدمی بھی اس کے پھیلائے ہوئے علم کے مطابق عمل کرتا ہے"۔ (جامع بیان العلم وفضلہ ابن عبدالبر اندلسی رحمۃ اللہ علیہ)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انسانیت علم سے عبارت ہے، ورنہ شجاعت اور کھانے پینے اور جنسی تقاضوں کو پورا کرنے میں دوسرے حیوان اس سے زیادہ ہیں۔

ابن المبارک سے پوچھا گیا:

من الناس؟

ترجمہ: "انسان کون ہیں؟"

انہوں نے جواب میں کہا:

العلماء۔

ترجمہ: "علماء"

پھر دریافت کیا گیا:

من الملك؟

ترجمہ: ''بادشاہ کون ہیں؟''

انہوں نے فرمایا:

الزهاد۔

ترجمہ: ''عابدوزاہد۔''

پھر سوال کیا گیا:

سفله۔

ترجمہ: ''(کمین ذات) کون ہیں؟''

جواب دیا:

الذين يا كلون الدنيا بالدين۔

ترجمہ: ''جو لوگ دین بیچ کر اپنی دنیا سنوارنے کی فکر میں رہتے ہیں۔''

مبادا دل آں فرومایہ شاد   کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

(سعدی)

''اللہ تعالیٰ اس شخص کا دل کبھی خوش نہ کرے جو دنیا کی خاطر اپنا دین برباد کرتا ہے''۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے علماء ہی کو انسان اس لئے قرار دیا ہے کہ انسان حیوانات سے علم ہی کی وجہ سے ممتاز ہے اور یہی اس کیلئے وجہ افتخار وشرف ہے ورنہ طاقت میں اونٹ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ ہڈی اور گوشت کی بہتات کا جہاں تک تعلق ہے' ہاتھی اس سے کہیں بڑا ہے' شجاعت وبسالت میں درندے اس پر فوقیت رکھتے ہیں' کھانے پینے میں یہ بیل کا کیا مقابلہ کر سکے گا اور اگر جنسی تقاضوں کی تکمیل کا نام انسانیت ہے تو اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ ایک چھوٹی سی چڑیا اس سے بہت آگے ہے۔

انسان تو علم کیلئے پیدا ہوا ہے' لہٰذا اسی کیلئے اسے کوشاں رہنا چاہئے۔

ایک عالم کا قول ہے:

ليت شعری ای شئی ادرك من فاته العلم و ای شئی فاته من ادرك العلم۔

ترجمہ: ''ہائے اللہ! کاش مجھے کوئی بتائے کہ جو علم سے محروم رہا اس نے کیا پایا اور جس کو دولت علم میسر ہے وہ کس چیز سے محروم رہا!''

وہ مل گئے نگاہ ملی دل سے دل ملا
اب اس کرم کے بعد کہو کیا خدا کرے

طلب علم کیلئے سفر کرنا:

حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا:

يا قبيصة ما جاء بك؟

ترجمہ: ''اے قبیصہ! تجھے کون سی چیز لائی ہے؟''

میں نے عرض کیا:

كبرت سنى ورق عظمى فاتيتك لتعلمنى ما ينفعنى الله تعالىٰ به۔

ترجمہ: ''میری عمر زیادہ ہوگئی ہے اور میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجھے وہ علم سکھائیں جس سے مجھے اللہ تعالیٰ فائدہ پہنچائے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يا قبيصة ما مررت بحجر ولا شجر ولا مدرٌ الا ستغفرلك، ياقبيصة اذا صليت الصبح فقل ثلاثا، سبحان الله العظيم وبحمده تعاف من العمى والجذام والفلج۔

ترجمہ: ''اے قبیصہ! جب بھی تو کسی پتھر، درخت اور مٹی کے ڈھیلے کے پاس سے گزرے گا تو وہ تیرے لئے گناہوں کی بخشش طلب کریں گے، اے قبیصہ! تو صبح کی نماز پڑھے تو تین مرتبہ یہ کلمات کہہ لیا کر: ''سبحان الله العظيم وبحمده'' پاک ہے اللہ! بڑی عظمت والا اور میں اس کی تعریف کرتا ہوں۔'' تو اندھاپن، کوڑھ اور فالج سے شفا پائے گا، اے قبیصہ! یہ بھی کہا کر:

اللهم انبى اسئلك مما عندك وافض على من فضلك وانشر على من رحمتك وانزل على من بركاتك۔

ترجمہ: ''اے اللہ! میں تجھ سے اس چیز کا سوال کرتا ہوں جو تیرے پاس ہے، مجھ پر اپنا فضل انڈیل دے، مجھ پر اپنی رحمت عام کردے اور مجھ پر اپنی برکتیں نازل فرمادے۔'' (مسند احمد)

حدیث کے ایک امام کے علمی سفر کا بیان:

اس عنوان کے تحت بہت کچھ لکھا گیا ہے ہم یہاں صرف امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر پر اکتفا کر رہے ہیں کیونکہ امام بخاری اور امام مسلم کے بعد جو امام حدیث سب سے زیادہ مرتبہ اور مقام کے مالک ہیں وہ امام ابوداؤد بجستانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ انہوں نے سب سے پہل السنن لکھ کر علم حدیث میں ایک نئی راہ دکھائی امام ابوداؤد علم و حکمت میں جس طرح بے مثال تھے اسی طرح عبادت و ریاضت میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ علماء اور فضلاء ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے' اولیاء کرام ان کی زیارت کیلئے آتے اور حکام وقت ملاقات کیلئے پہروں ان کے دروازے پر کھڑے رہتے اللہ تعالیٰ نے انہیں بے پناہ شہرت اور مقبولیت عطا فرمائی تھی، وہ جس قدر خدمت دین کی لگن رکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کا نام اتنا ہی اونچا کر دیا۔ (متوفی 859: تہذیب التھذیب ج4 ص173 بحوالہ تذکرۃ المحدثین)

ابتدائی تعلیم کے بعد امام ابوداؤد نے علم حدیث کی طرف رغبت کی اور اپنے وقت کے مشہور اور جید اساتذہ اور جلیل القدر ائمہ حدیث سے اس علم کو حاصل کیا۔ علم حدیث کی تحصیل کی خاطر انہوں نے متعدد اسلامی شہروں کا سفر کیا خاص طور پر مصر' شام' حجاز' عراق اور خراسان وغیرہ میں کثرت کے ساتھ قیام کر کے علم حدیث حاصل کیا۔

سنن ابی داؤد میں انہوں نے اپنے ایک سفر کا واقعہ لکھا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے مصر میں ایک لمبی ککڑی دیکھی جب اس کی پیمائش کی تو وہ تیرہ بالشت لمبی نکلی۔ نیز میں نے ایک بہت بڑا اترنج دیکھا جب اس کو کاٹ کر اونٹ پر لادا تو اس کے دونوں حصے بڑے نقاروں کی مانند معلوم ہوتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج2 ص592)

خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ امام ابوداؤد بصرہ میں سکونت رکھتے تھے اور تحصیل علم کے دوران ان گنت مرتبہ بغداد گئے اور وہیں بیٹھ کر انہوں نے اپنی کتاب السنن لکھی' امام ابوداؤد نے اپنے بصرہ کا واقعہ لکھا کہ میں عثمان موذن رحمۃ اللہ علیہ سے سماع کیلئے بصرہ گیا، جس دن بصرہ پہنچا اسی دن ان کا انتقال ہو گیا۔ (تہذیب التھذیب ج4 ص171)

چار احادیث جو استاذ و مرشد کا حکم رکھتی ہیں:

امام ابوداؤد خود فرماتے ہیں کہ سنن ابی داؤد میں چار حدیثیں ایسی ہیں جو مرد عاقل کیلئے اس کے دین میں کافی ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

1- انما الاعمال بالنیات،

ترجمہ: ''اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔''

2- من حسن اسلام المرء ترکہ مالایعنیہ۔

ترجمہ: ''کسی شخص کے اچھے مسلمان ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ بے فائدہ کاموں کو چھوڑ دے۔''

3- لا یؤمن احد کم حتی یحب لاخیه مایحب لنفسه۔

ترجمہ: ''کوئی شخص اس وقت تک کامل مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کیلئے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جسے وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔''

4- الحلال بین والحرام بین و بینهما مشتبهات فمن اتقی الشبهات استبرأ لدینه۔

ترجمہ: ''حلال اور حرام دونوں ظاہر ہیں اور ان کے درمیان کچھ مشتبہات ہیں پس جو شخص مشتبہات سے بچتا رہے اس نے اپنے دین کو محفوظ کرلیا۔''

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ان احادیث کے دین میں کفایت کے معنی یہ ہیں کہ ان میں شریعت کے قوائد کلیہ مشہورہ بیان کئے گئے ہیں اور شریعت کے قواعد کلیہ معلوم ہوجانے کے بعد جزئیات مسائل میں کسی مجتہد اور مرشد کی ضرورت نہیں رہتی اس لئے فقط ان چار احادیث کا جان لینا ہی انسان کی ہدایت کیلئے کافی ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ صحت عبادات کیلئے پہلی حدیث کافی ہے اور عمر عزیز کی حفاظت کیلئے دوسری حدیث ضامن ہے اور ہمسائیگان' خویش و اقارب اور دوسرے اہل معاملہ سے حسن سلوک کیلئے تیسری حدیث کفایت کرتی ہے اور اختلاف علماء یا اختلاف دلائل سے جو شکوک پیدا ہوتے ہیں ان کے ازالہ کیلئے چوتھی حدیث کافی ہے گویا مرد عاقل کیلئے یہ چاروں حدیثیں استاد اور مرشد کا حکم رکھتی ہیں۔ (محدث علامہ مولانا غلام رسول سعیدی، تذکرہ المحدثین ص 284 طبع بار اول مکتبہ قادریہ لاہور)

علماء حق کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ذکر کرتے ہوئے ہم آگے بڑھتے ہیں۔

قال حمید بن عبد الرحمن سمعت معاویة خطیبا یقول سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول من یرد الله به خیرا یفقهه فی الدین و انما انا قاسم والله یعطی ولن تزال هذه الامة قائمة علی امر الله لایضرهم من خالفهم حتی یاتی امر الله۔ (بخاری ج ا باب من یرد اللہ ص 16)

ترجمہ: ''حمید بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بحالت خطبہ یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور اس امت کی ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے دین پر قائم رہے گی۔ ان کے مخالفین ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ یہاں

تک کہ اللہ کا امر آجائے!"

علم را برتن زنی مارے بود　　　علم را بر دل زنی یارے بود

صحابہ کرام اور استاذ کا ادب

صحابہ کرام علیہم الرضوان جس سے علم سیکھتے تھے ان کا کس درجہ ادب کرتے تھے اس کا اندازہ اس واقعے سے لگایا جاسکتا ہے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں بغرض تحصیل علم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما کے دروازے پر جاتا اور وہ باہر تشریف نہ رکھے ہوئے ہوتے تو ان کو برائے ادب آواز نہ دیتا ان کی چوکھٹ پر سر رکھ کر سو رہتا، ہوا، خاک اور ریت اڑا کر مجھ پر ڈالتی پھر جب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما کا شانہ اقدس سے تشریف لاتے تو فرماتے:

"آپ نے مجھے اطلاع کیوں نہ کرادی۔"

میں عرض کرتا:

"مجھے لائق نہ تھا کہ میں آپ کو اطلاع کراتا"۔ (مراۃ المناجیح)

مذکورہ واقعے سے پتہ چلتا ہے کہ استاد کا ادب اہم درجہ رکھتا ہے جس کے بغیر کچھ حاصل نہیں۔ کسی دانا کا قول ہے کہ:

"صرف علم پڑھنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ انسان چودہ علم پڑھ لے اگر ادب نہیں تو سب کچھ لاحاصل ہے اور اگر ادب ہے تو سب کچھ ہے"۔

- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ منقول ہے:

ترجمہ: "جس نے مجھے دین کا ایک حرف سکھایا میں اس کا غلام ہوں وہ میرا آقا ہے۔ چاہے مجھے بیچ دے یا اپنے پاس رکھے یا آزاد کردے۔" (فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ 20)

نیز استاد کی اتنی زیادہ عزت اس لیے ہے کہ وہ شاگرد کو علمی جواہرات سے مالا مال کرتا ہے اور علم دین کے خزانے کی قدر و منزلت خدا جانتا ہے یا اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ یاد رہے کہ قرآن وحدیث کے سیکھنے کا نام "علم دین" ہے۔

دنیاوی فن اپنی جگہ کتنا ہی ضروری ہو وہ بہر حال روزی کمانے کا دھندا ہے۔ پیشہ ور کاریگر، انجینئر، ملازم اور عہدہ دار اپنے کسب اور فرائض کی ادائیگی کرکے روزی کماتا ہے۔ یہ سب کام مرنے کے ساتھ ختم ہوجاتے ہیں قبر سے آگے کوئی چیز سوائے علم دین کے نہیں جاتی۔ علم دین ہی ایک ایسی چیز ہے جو بروحشر تک ہمیشہ رہے گی۔

اس لیے جس سے یہ عظیم دولت حاصل ہو اس کے ساتھ خلوص، محبت، ادب و احترام اور تواضع کا معاملہ رکھنا

چاہیے کہ اس کی حدیثِ پاک میں بھی تلقین آئی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ

''جس شخص سے علم حاصل کرو اس کے ساتھ تواضع کرو۔''

اکابرینِ امت اور استاذ کا ادب

ہمارے اکابر اپنے اساتذہ کے ساتھ ایسی متواضعانہ حالت اختیار کیے ہوئے ہوتے تھے جس کا اندازہ ان چند واقعات سے لگایا جاسکتا ہے:

- حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جب حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں زانوئے تلمذ طے کیے ہوئے ہوتے، جب انہیں کتاب کا ورق پلٹنے کی نوبت آتی تو وہ ورق بھی آہستہ پلٹتے تھے کہ اس کی آواز بھی ان کو سنائی نہ دے۔ (جواہر القراۃ صفحہ ۳۷)

- حضرت مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

  ''ہم اپنے استاذ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے ایسے ڈرتے تھے جیسے بادشاہ سے لوگ ڈرا کرتے ہیں''۔

- امام ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنے استاذ کی نظر کے سامنے مجھ کو کبھی پانی پینے کی جرأت نہیں ہوئی۔

  (جواہر القراۃ صفحہ ۳۷)

- امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ادب کی وجہ سے اپنے استاذ کا نام نہیں لیتے تھے بلکہ ان کا ذکر ان کی کنیت کے ساتھ کرتے تھے۔ (جواہر القراۃ صفحہ ۳۶)

- سکندر اعظم سے کسی نے دریافت کیا کہ ''آپ استاذ کو باپ پر کیوں ترجیح دیتے ہیں؟'' جواب دیا: ''میرا باپ تو مجھے آسمان سے زمین پر لایا اور میرے استاذ (ارسطو) نے مجھے زمین سے آسمان پر پہنچا دیا۔

  (اسلامی طلبہ اور آدابِ شاگرداں صفحہ ۹)

نیز باپ سببِ حیاتِ فانی ہے اور استاذ سببِ حیاتِ جاودانی ہے۔

چونکہ طالب علم کو جو بھلائی حاصل ہوتی ہے وہ استاذ کی برکت سے حاصل ہوتی ہے۔ اسی لیے کہنے والوں نے کہا:

''شاگردوں کو جو بھلائی نصیب ہوتی ہے تو سعادتمندوں کا کام ہے کہ وہ یہ سمجھیں کہ سب کچھ استاذ کی مہربانی سے حاصل ہوا ہے۔ بلکہ اگر ان کے پاؤں کی خاک چہروں پر ملیں تو ان کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں۔ کیونکہ:

''اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردہ است''

ترجمہ: ''اے بادِ صباء یہ سب کچھ تیرا ہی لایا ہوا ہے۔''

چنانچہ حصول علم کی راہ میں تلمیذ کی سعادتمندی بڑی اہم چیز ہوتی ہے۔ جو مشفق اساتذہ کو بخوشی اپنے سینے سے دُرّ و موتی تلمیذ کے دامن میں انڈیلنے پر آمادہ کر دیتی ہے۔ صلاحیت، فکر اور محنت شاقہ اور لگن کے ساتھ جب طلباء کو اساتذہ کی بارگاہ میں سعادت مند باادب اور خدمت گزاری کی توفیق مل گئی وہ اپنے زمانے میں آفتاب بن کر چمکتے ہیں۔

وہ تھے کس منزل میں اور تو......

چنانچہ ایسے ہی زمانے کو چمکانے والے جلیل القدر اصحاب کی اپنے اساتذہ سے محبت کے بارے میں پڑھ کر اپنے اندر بھی یہ جذبہ بیدار کر کے کامیابی سے ہمکنار ہوں۔

- امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نعمتوں سے معمور بڑے سخی اور اپنے اقربا سے نہایت خوش خلق تھے۔ آپ کے مناقب و فضائل بے شمار ہیں آپ کسب کر کے روزی کماتے تھے۔ رزق حلال طلب کرتے تھے اور اپنے اساتذہ کی جماعت پر صرف (خرچ) کرتے تھے اور لوگوں کے تحفے تحائف قبول نہیں کرتے تھے اور جب کبھی اپنے اہل و عیال کیلئے کوئی چیز خریدتے تو اپنے اساتذہ کو بھیجتے اور جب نیا لباس پہنتے تو بھی اس کی مثل اساتذہ کو پہنچاتے جب کوئی میوہ یا کھجوریں یا کوئی چیز اپنے یا اپنے اعیال کیلئے خریدتے تو جب تک شیوخ علماء کو بھی ویسی ہی چیزیں نہ دے لیتے خود استعمال نہ کرتے۔ آپ بے مقصد کلام نہیں کرتے تھے اور بے مقصد باتوں میں کبھی غور و خوض نہ کرتے تھے۔

آپ عمدہ لباس پہنتے خوشبو کا بہت زیادہ استعمال کرتے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہر نماز کے بعد اپنے اُستاذ ''حماد'' اور والد ''ثابت'' کیلئے استغفار کرتا ہوں۔

اور میں نے کبھی اپنے استاذ کے گھر کی طرف پاؤں نہیں پھیلائے۔ حالانکہ میرے گھر کے درمیان سات گلیاں ہیں۔ (الخیرات الحسان مترجم صفحہ 197)

یہی ان کی سعادت مندی اور یہی ان کا ادب ہے جس نے ان کو اتنا بلند مرتبہ عطا کیا کہ آج تک دنیا میں سب سے زیادہ لوگ انہی کی تقلید کرنے والے ہیں۔

- حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں: میں چھوٹی عمر میں یتیم ہو گیا میری پرورش والدہ بڑی تنگی کے ساتھ کرتی تھیں۔ جب انہوں نے مجھے مکتب میں بٹھایا میری والدہ کی اتنی استطاعت نہ تھی کہ میرے استاذ کی کوئی خدمت کرتیں۔ میں نے اپنے استاذ کو اسی بات پر راضی کر لیا کہ جب آپ کہیں جائیں اور کسی وجہ سے تعلیم نہ دے سکیں تو میں آپ کا یہ کام کر لیا کروں گا۔ اس طرح میں نے قرآن مجید مکمل کیا۔

اس کے بعد یمن کے والی تشریف لائے بعض قریشی بزرگوں نے ان سے میری سفارش کی کہ مجھے اپنے ساتھ رکھ لیں وہ رکھنے پر راضی ہو گئے مگر میری والدہ کے پاس اتنی وسعت نہ تھی جو امراء کی مجلس وصحبت میں رہنے کیلئے مناسب ہو۔ مجبور ہو کر والدہ نے اپنی چادر فروخت کر دی، جس کی قیمت سولہ دینار وصول ہوئے اس سے میرے لیے کپڑے تیار ہوئے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس واقعے سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ علم کے حصول میں قربانی، استاذ کا ادب واحترام ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس کے بغیر منزل تک پہنچنا ناممکن ہے۔

- امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ''جو استاذ کو نہیں سمجھتا وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔'' اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے تمام معاملات میں اپنے استاذ و امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو وسیلہ اور رہنما بنایا کرتے تھے۔ انہی کے فیصلوں کی روشنی میں عدالتی فیصلوں کو انجام دیا کرتے تھے۔ وہ ایسے مشکل حالات میں بعض اوقات امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روح سے استمداد فرمایا کرتے تھے۔

غوث اعظم درمیانِ اولیاء

شیخ حماد بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کے ہمراہ بشمول غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دریائے دجلہ کے کنارے جا رہے تھے۔ بہت شدید سردی تھی، صبح کا وقت تھا۔ انہوں نے سب سے پوچھا کہ تم میں سے کون دریائے دجلہ میں غسل کرے گا؟ سب خاموش تھے۔ کسی کی جرأت نہیں پڑ رہی تھی کہ اتنی سردی میں اور وہ بھی صبح کے وقت غسل کرے۔ آخر پیرانِ پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر آپ حکم دیں تو میں حکم کی تعمیل کروں گا۔

شیخ عبدالقادر جیلانی المعروف غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ روشن ضمیر ہیں آپ کو سب معلوم ہے۔ اتنی دیر میں آپ کے شیخ نے پیرانِ پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کو دریا میں دھکا دے دیا۔ ایک تاجر نے پوچھا کہ آپ نے شیخ عبدالقادر جیلانی کو دریا میں دھکا کیوں دیا؟ شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ تم سب کو یہ بتانے کیلئے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی تم سب سے برتر ہے۔ تم نے مجھ سے پوچھ بھی لیا کہ عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ) کو دریا میں دھکا کیوں دیا اور عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ) باہر نکلنے کے بعد بھی نہیں پوچھے گا۔

کچھ دیر میں آپ پانی سے نکل آئے، جبہ بالکل خشک تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت مانگی کہ اسے پہن لوں، اجازت مل گئی اور آپ سے سوال کیا گیا کہ آپ کے استاذ نے آپ کو دھکا کیوں دیا؟ آپ نے فرمایا: میں یہ فضول سوال کیوں کروں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مریدوں سے پوچھا کہ تم نے عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) کے سوال پر غور کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو نہیں سمجھ سکے، شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نکتہ اس میں یہ ہے کہ مدعی تو خوش اور مطمئن ہے اور یہ سمجھ رہا ہے کہ میں نے جو کچھ کیا

ہے درست کیا ہے۔ وہ سب شرمندہ ہو گئے۔ (سیرت امام اعظم صفحہ 224)

خلیفہ وقت کا بیٹا استاذ کے پاؤں دھوتا ہوا

خلیفہ ہارون الرشید جیسے بادشاہ نے مامون الرشید کی تعلیم کیلئے حضرت امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا: ''میں یہاں پڑھانے نہ آؤں گا۔ شہزادہ میرے مکان پر ہی آجایا کرے''۔ ہارون الرشید نے عرض کی: ''وہ وہیں آجایا کرے گا۔ مگر اس کا سبق پہلے ہو''۔ فرمایا: ''یہ بھی نہ ہوگا بلکہ جو پہلے آئے گا اس کا سبق پہلے ہوگا''۔

الغرض مامون رشید نے پڑھنا شروع کیا۔ اتفاقاً ایک روز وہاں ہارون الرشید کا گزر ہوا کہ امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پاؤں خود دھو رہے ہیں اور مامون الرشید پانی ڈال رہا ہے۔ بادشاہ غضب ناک ہو کر اترا اور مامون الرشید کو کوڑا مار کر کہا: ''او بے ادب! خدا نے دو ہاتھ کس لیے دیئے ہیں، ایک سے پانی ڈال اور دوسرے سے ان کا پاؤں دھو''۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول)

حقیقت میں بات وہی ہے کہ بادشاہ ہو یا فقیر اپنی اولاد کو استاذ کے ادب و خدمت کی تلقین کرے اور اس کے حقوق سے آگاہی دے۔

چنانچہ ایک بادشاہ نے اپنے بیٹے کو مکتب بھیجا تو سونے کی تختی پر لکھوا کر اس کو ساتھ دیا: ''استاذ کی مار باپ کے پیار سے بہتر ہے''۔

اہل اللہ اگر کسی سے علمی باتیں دریافت فرماتے تو اس کی تعظیم اساتذہ کی سی کرتے۔

اللہ اللہ! یہ ان علم والوں کی شان ہے کہ جس سے علمی باتیں دریافت کریں اس کی حد درجہ تعظیم کریں تو اساتذہ کی کیا تعظیم ہوگی۔

- حضرت مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ نقشبندیہ کے کبائر اولیاء میں سے ہیں۔ آپ نے علم دین پڑھ کر سند حدیث حاصل کی۔ فرماتے ہیں:

''بوقت رخصت مجھے استاذ صاحب نے پگڑی کے نیچے کی ٹوپی عنایت فرمائی۔ پندرہ سال تک میں نے اسے ٹوپی کے نیچے رکھا۔ پھر اس کے بعد دھونے کا خیال آیا تو رات کے وقت گرم پانی میں بھگو کر رکھا۔ صبح اس کو رگڑا اور مل کر صاف کیا اور پانی کو ضائع نہ ہونے دیا۔ اس کا رنگ املتاس کے مشابہ تھا۔ وہ پانی میں نے اَدب کو ملحوظ رکھتے ہوئے پی لیا۔ جس کی برکت سے علم کے بیشمار دروازے میرے اوپر کھل گئے''۔

ایک رات میں ستر (۷۰) مرتبہ دیدارِ مصطفیٰ (ﷺ)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک جائے نماز پیش کیا گیا۔ جو نہایت خوبصورت اور جاذبِ نظر تھا۔ نیز بنانے والے کی محنت تامہ کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ جائے نماز بہت پسند آیا۔ انہوں نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ ''کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ جس سے یہ جائے نماز میں استعمال کروں اور یہ میلا نہ ہوتا کہ اس کی خوبصورتی میں فرق نہ آسکے''۔

شاگردوں نے طرح طرح کے مشورے دیئے۔ ان میں سے ایک شاگرد نے عرض کیا: ''حضور اگر اس جائے نماز پر کپڑا لگا دیا جائے تو اس طرح یہ خراب ہونے سے بچ جائے گا اور کپڑا میلا ہو تو اسے نکال کر دھولیا جائے گا یا تبدیل کر دیا جائے گا۔ اس رائے کو حضرت نے پسند فرمایا۔ اور ایسا ہی کیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ عرصے تک اس جائے نماز پر کپڑا لگا کر نماز ادا کی۔ تھوڑے عرصے کے بعد وہ کپڑا میلا ہو گیا۔ اب مسئلہ اس کے دھونے اور تبدیلی کا تھا۔ جس شاگرد نے یہ مشورہ دیا تھا اس نے عرض کیا کہ حضور یہ میلا کپڑا مجھے عنایت کر دیں میں اس پر نیا کپڑا لگا دوں گا۔ حضرت نے اجازت دے دی۔

وہ شاگرد جائے نماز کا کپڑا لے کر گھر آیا اور اس نے حضرت کے جائے نماز کا کپڑا اپنے عمامے کے ساتھ باندھ لیا۔

اس شاگرد کا بیان ہے کہ میرے استاذ محترم حضرت مجدد الفؒ ثانی شیخ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے جسم سے قرب پانے والے اس کپڑے کی بدولت مجھے اسی رات 70 مرتبہ سرکارِ مدینہ ﷺ کے دربار میں حاضری نصیب ہوئی۔

بلاشبہ یہ سعادتِ عظمیٰ استاذ سے تعلق رکھنے والی چیزوں کے ادب و محبت کی وجہ سے ہی حاصل ہوئی ہے۔

(ملفوظات مجدد الف ثانی صفحہ 21)

ادب والے لوگ

بخارا کے ایک عالم درس گاہ میں بیٹھے ہوئے تھے ایک دم کھڑے ہو گئے۔ معلوم کرنے پر فرمانے لگے:

''میرے استاذ کا لڑکا بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہے وہ جب کھیلتا ہوا اس طرف آیا تو اس کی تعظیم کیلئے کھڑا ہو گیا''۔ (جواہر القراۃ صفحہ ۳۷)

- شاگرد کو تکمیل علم کے بعد بھی استاذ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے اور اپنے استاذ سے محبت و الفت و تعظیم کا کوئی تعلق قائم رکھنا چاہیے۔ نیز خود کو اس کا دستِ نگر رکھے بے وفائی اختیار نہ کرے کہ یہ بے وفائی علم کی بے برکتی کا سبب بن جاتی ہے۔

- امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"میں اپنے فقہ کے استاذ حضرت امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں دو برس تک رہا پھر خیال ہوا کہ خود درس قائم کروں لیکن اُستاذ کا ادب مانع آیا، اتفاق سے انہی دنوں اُستاذ صاحب کا ایک رشتہ دار جو بصرہ میں رہا کرتا تھا، انتقال کر گیا۔ اُستاذ صاحب کے سوا اور کوئی ان کا وارث نہ تھا، اس ضرورت سے ان کو بصرہ جانا پڑا۔ چونکہ مجھے اپنا جانشین مقرر کر گئے تھے۔ تلامذہ اور ارباب حاجت نے میری طرف رجوع کیا۔ حماد رحمۃ اللہ علیہ کی غیر حاضری میں بہت سے ایسے مسئلے پیش آئے جن میں ان سے میں نے کوئی رائے نہیں سنی تھی۔ اس لیے اپنے اجتہاد سے جواب دیئے اور احتیاطاً ایک یادداشت کے طور پر لکھتا گیا۔ دو مہینے کے بعد حماد رحمۃ اللہ علیہ بصرہ سے واپس آئے، میں نے وہ یادداشت خدمت میں پیش کی۔ کل ساٹھ مسئلے تھے، ان میں سے بیس میں غلطیاں نکالیں باقی کی نسبت فرمایا کہ تمہارے جواب صحیح ہیں۔ میں نے دل میں عہد کیا کہ میرے استاذ حماد رحمۃ اللہ علیہ جب تک زندہ ہیں ان کی شاگردی کا تعلق نہ چھوڑوں گا۔" (ابتدائیہ مختصر سیرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ مسند امام اعظم صفحہ ۷ ۱)

یاد رہے! استاذ بہت بڑا محسن ہے اس کے احسانات کا بدلہ کسی صورت میں بھی چکایا نہیں جا سکتا۔ پس ایسی شخصیت کیلئے مکافات ضروری ہے اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ استاذ کیلئے دعا کی جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"جو شخص تم پر احسان کرے اگر تم اس کی مکافات کر سکتے ہو تو کر دو ورنہ اس کیلئے دعا کرو یہاں تک کہ تم سمجھ لو کہ تم نے اس کی مکافات کر دی۔" (رواہ احمد، ابوداؤد)

- امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ اپنے استاذ کیلئے دعائے مغفرت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے میں نے جب بھی کوئی فرض یا نفل نماز پڑھی تو اپنے اساتذہ کیلئے ضرور دعا کی اور فرماتے ہیں کہ میں اپنے والدین سے پہلے اپنے استاذ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کیلئے ہر نماز کے ساتھ استغفار کرنا واجب جانتا تھا۔

- امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"چالیس سال سے میری کوئی رات ایسی نہیں گزری جس میں میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کیلئے دعا نہ کی ہو۔" (جواہر القوائد صفحہ 38، احیاء العلوم حصہ اول صفحہ 91)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات سے بھی ثابت ہے کہ وہ ہر نماز کے بعد اپنے والدین اور اساتذہ

کیلئے دعا کیا کرتے تھے۔ (سیرتِ امام اعظم)

ابوالخیر مولیٰ ابن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "میرے استاذ حماد کا وصال ہوا تو اس دن سے ان کیلئے اور اپنے والد کیلئے استغفار کرتا ہوں، بلکہ میں ہر استاذ کیلئے استغفار کرتا ہوں جس نے مجھے ایک لفظ بھی پڑھایا تھا۔ اسی طرح میں ہر شاگرد کیلئے بھی استغفار کرتا ہوں"۔

اس لیے طالب علم کو چاہیے کہ وہ اپنے استاذ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھے اور خلوصِ دل سے اس کی مغفرت اور دیگر معاملات کیلئے دعا کرے۔

اُستاذ کی خدمت کس قدر ضروری ہے؟

طالبعلم پر لازم ہے کہ استاذ کی خدمت دل و جان وخلوص کے ساتھ کرے اور بے غرض خدمت کرے۔ کیونکہ خدمت سے اسی وقت راحت ہوتی ہے کہ جب وہ روح کی گہرائیوں کے ساتھ ہو۔ تکلیف وتکلف کے ساتھ نہ ہو۔ محبت و خلوص کے ساتھ ہو۔ تصنع وبناوٹ کے ساتھ نہ ہو۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ رضویہ میں ایک بزرگ کا قول نقل کیا ہے:

"عالم کا حق جاہل پر اور اُستاذ کا حق شاگرد پر یکساں ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سے پہلے بات نہ کرے، اور اس کے بیٹھنے کی جگہ پر اُس کے غائبانہ میں بھی نہ بیٹھے اور چلنے میں اس سے آگے نہ بڑھے۔

طلباء کو چاہیے کہ اپنے استاذ کے حقوقِ واجب کا لحاظ رکھے اپنے مال میں کسی چیز سے اس کے ساتھ بخل نہ کرے۔ یعنی جو کچھ اسے درکار ہو بخوشی خاطر حاضر کرے اور اس کے قبول کر لینے میں احسان اور اپنی سعادت جانے۔

یعنی استاذ کے حق کو ماں باپ کے اور تمام مسلمانوں کے حق سے مقدم رکھے اور جس نے اُسے اچھا علم سکھایا اگرچہ ایک ہی حرف پڑھایا ہو اس کیلئے تواضع کرے اور لائق نہیں کہ کسی وقت ان کی مدد سے باز رہے۔

اپنے استاذ پر کسی کو ترجیح نہ دے۔ اگر ایسا کرے گا تو اس نے اسلام کے رشتوں سے ایک رسی کھول دی۔

استاذ کی تعظیم یہ ہے کہ وہ اندر ہو اور یہ حاضر ہو جائے تو اس کے دروازے پر ہاتھ نہ مارے، بلکہ اس کے باہر آنے کی انتظار کرے۔

عالمِ دین ہر مسلمان کے حق میں عموماً اور اُستاذ علم دین خصوصاً اپنے شاگرد کے حق میں نائب حضور پرنور سیدی عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔" (فتاویٰ رضویہ جلد دہم قدیم صفحہ 59)

اُستاذ کی خدمت کا صلہ

چنانچہ طالبعلم کو چاہیے کہ استاذ کی خدمت کو اپنے لیے فلاحِ دارین کا ذریعہ سمجھے۔ خدمتِ استاذ کیلئے طالب علم کو چاہیے کہ استاذ کے کہنے کی انتظار نہ کرے۔ خود ہی اس کا کام کر دیا کرے اور اس میں اپنی سعادت سمجھے۔ جو طالبعلم اپنے استاذ کی خدمت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے دینی و دنیاوی ترقی عطا فرماتا ہے۔ ایسے ہی طالبعلم بعد میں دین کی اشاعت کرتے ہیں۔ جس سے ہزاروں بندگانِ خدا کو ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ وہ زمین پر ستاروں کی مانند ہوتے ہیں۔ ان کی صحبت میں ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ اس کے اثر سے برسہابرس کا گناہگار گناہوں سے توبہ کر کے خداوند تعالیٰ کی معرفت کا نور قلب کے اندر پیدا کرتا ہے۔

ان کی فراست وذکاوت سے بڑے بڑے پیچیدہ مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ وہ اساطین امت ہیں جن پر زمین و آسمان فخر کرتے ہیں۔ وہ جس سرزمین پر قدم رکھتے ہیں گمراہی دور ہو جاتی ہے اور ہدایت کی راہیں کھل جاتی ہیں۔

ہر ایک کو اس کا اچھی طرح تجربہ ہے کہ جس کو جو کچھ ملا اُستاذ کی خدمت اور اس کی عنایت ومہربانی سے ملا۔ دین و دنیا کی عزت انہیں کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

چند بزرگوں کے واقعات نقل کیے جاتے ہیں۔ جس سے اندازہ ہوگا کہ استاذ کی خدمت کتنی بڑی دولت ہے۔ نیز ان کی جگمگاتی سیرت ہماری اس طرف رہنمائی کرتی ہے کہ استاذوں کی خدمت ومحبت سے وہ اپنے وقت کے امام وشیوخ بنے۔

بزرگانِ دین وملت اور استاذ کا احترام

حضرت حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ فرماتی ہیں کہ حضرت نعمان بن ثابت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے گھر کی روئی دھنتے تھے اور ہمارا دودھ، ترکاری خرید کر لاتے تھے اور اسی طرح کے کام کرتے تھے۔ حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ہیں"۔ (جواہر القرأۃ 37)

- خلیفہ ہارون الرشید کے دو بیٹے نحو کے مشہور امام، امام فراء کے زیرِ تربیت تھے۔ ایک مرتبہ دونوں شہزادوں میں اس بات کا جھگڑا ہوا کہ استاذ صاحب کے نعلین اٹھا کر کون چلے گا؟ اس واقعے کی خبر ہارون الرشید کو بھی ہوگئی۔

ایک دن خلیفہ نے امام فراء سے پوچھا کہ دنیا میں سب سے اونچی شان کس کی ہے۔ امام نے جواب دیا: "خلیفۃ المسلمین کی۔"

خلیفہ نے کہا: "نہیں بلکہ اس شخص کی جس کی جوتیاں خلیفہ کے دونورالعین اُٹھاتے ہیں"۔

- رئیس الائمہ قاضی فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے علومرتبت کا کیا کہنا، شاہِ وقت بھی ان کا بیحد احترام کرتا تھا۔ انہوں نے اس

امر کا اعتراف کیا ہے کہ میرا منصب جلیلہ صرف اُستاذ کی خدمت کا مرہون منت ہے۔ علاوہ اور خدمات کے تیس برس تک میں اپنے اُستاذ ابوزید کا کھانا پکایا کرتا تھا اور یہ پاسِ ادب کہ اس میں سے کبھی خود نہ کھایا تھا۔

(جواہر القرأۃ صفحہ 38)

- حضرت معین ابن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے بڑے محقق اور مفتی تھے۔ جب حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ضعیف ہو گئے۔ عصا رکھنے کی ضرورت پڑی تو حضرت معین ابن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اس خدمت کو سرانجام دیا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت کے کندھے کا سہارا لے کر چلتے۔ (جواہر القرأۃ صفحہ 38)
- تحصیل علم میں استاذ کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے طالب علم کو چاہیے کہ استاذ کے حقوق کی پاسداری کرے۔ اگر استاذ کے حقوق کی پاسداری کرے گا تو علم کی برکات سے مستفید ہوگا۔ للہذا شاگرد کو چاہیے کہ وہ استاذ کے بستر (اور مسند) پر نہ بیٹھے اگرچہ استاذ موجود نہ ہو۔

شامی ردالمحتار میں ہے کہ:

حق العالم علی الجاهل وحق الاستاذ علی التلمیذ واحد علی السواء وهو ان لا یفتح الکلام قبله ولا یجلس مکانه وان غاب ولا یرد علیه کلامه ولا یقدم علیه فی شیٔ۔

”عالم کا جاہل پر حق ہے، استاذ کا شاگرد پر حق ہے اور یہ حقوق برابر ہیں۔ وہ یہ کہ استاذ سے پہلے کلام نہ کرے، اور نہ ہی اس کی جگہ پر بیٹھے اگرچہ غائب ہو اور اس کی بات نہ ٹوکے اور نہ رد کرے اور چلنے میں آگے نہ ہو بلکہ استاذ کے پیچھے چلے۔ شاگرد پر لازم ہے کہ وہ نہ تو استاذ کے آگے چلے اور نہ اس سے پہلے بولے بہر حال ہر معاملے میں اس سے سبقت نہ کرے“۔

اُستاذ کی اذیت رسانی سے بچے۔ ویسے تمام مسلمانوں کیلئے بھی اذیت رسانی ناجائز ہے۔ جیسا کہ اس بارے میں قرآن وحدیث میں تصریح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

والذین یؤذون المؤمنین والمومنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملو بهتانا واثما مبینا۔

(سورۃ الاحزاب پارہ 22)

ارشاداتِ نبوت

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”جس نے کسی مسلمان کو اذیت پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس

نے اللہ کو اذیت پہنچائی۔"

استاذ سے حسد نہ کرے۔ پھر حسد کی خرابیاں ذہن میں لائے کہ حاسد کیلئے دنیا و آخرت میں کتنی ذلت ہے اور پھر استاذ کا حاسد۔ (معاذ اللہ)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

من علم عبدا اية كتاب الله تعالى فهو مولاه۔ (طبرانی از ابوامامہ)

"جس نے کسی بندے کو کتاب اللہ کی ایک آیت بھی سکھائی تو وہ اس کا مولیٰ ہے۔"

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

من علمنى حرفا فقد صيرنى عبد ان شاء باع وان شاء اعتق۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد دہم صفحہ ۲۰)

"جس نے بھی مجھے ایک حرف پڑھایا پس میں اس کا غلام ہوں اگر چاہے تو بیچ دے اور اگر چاہے تو آزاد کر دے"۔ (مقاصد حسنہ صفحہ 418)

اس سے بڑھ کر یوں فرمایا:

ما كتب عن احد حديثا الا وكنت له عبدا ...... (فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ 20)

"میں نے جس سے صرف ایک حدیث لکھی تو میں اس کا زندگی بھر غلام ہوں"۔

استاذ کی کسی ضرورت پر اپنی ضرورت مقدم نہ کرے۔ حضور ﷺ تو عام مسلمانوں کیلئے روا نہیں رکھتے تھے۔ مثلاً فرمایا ایک کی منگنی پر اپنی منگنی نہ کرڈالو وغیرہ وغیرہ اور استاذ تو حقوق کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر ہے۔

استاذ کی توقیر و تعظیم میں کمی نہ کرے جب کہ یہ عام مسلمان بڑی عمر والے کیلئے حضور ﷺ کو گوارا نہیں۔ چنانچہ فرمایا:

ليس منا من لم يرحم صغيرنا ويعرف شرف كبيرنا۔

(رواہ احمد والترمذی والحاکم، اشعۃ اللمعات جلد ششم صفحہ 148 باب رحمت علی الخلق)

"وہ ہم سے نہیں جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کی بزرگی کو نہیں پہچانتا"۔

فرمودات ولایت

ایک کامیاب طالبعلم کو استاذ کے حقوق کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ استاذ کا حق یہ ہے:

اُستاذ سے کثرت سے سوال مت کرو۔

- اُستاذ کو کسی سوال کے جواب میں طعنہ مت دو۔
- اُستاذ جب تھک جائے تو اصرار مت کرو۔
- اُستاذ جب اٹھ جائے تو کپڑا مت پکڑو۔
- اُستاذ کے بھید ظاہر مت کرو۔
- اُستاذ کی کسی کے پاس غیبت نہ کرو۔
- اُستاذ کی لغزش کو نہ پکڑو اور اگر لغزش کرے تو اس کا عذر قبول کرو۔
- اُستاذ کی عزت وتوقیر کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے اوپر لازم سمجھو۔ جب تک کہ وہ احکامِ الٰہی بجالائے۔
- اُستاذ کے آگے مت بیٹھو۔
- اُستاذ کی کوئی حاجت ہو تو اسے پورا کرو۔ (احیاء العلوم جلد اول صفحہ 118)

اگر کسی نے یہ حق ادا کیا تو اس نے استاذ کا حق پورا کیا۔ پھر اس کے بعد وہ طالب علم وہ کچھ پائے گا جس کا تصور شاید اُس نے خود بھی نہ کیا ہو۔

استاذ کے حقوق میں کوتاہی کی سزا:

طالب علم کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے استاذ کے حکم میں ہرگز کوتاہی نہ کرے۔ کیونکہ استاذ شاگرد کیلئے بڑی عظمت وشان والا ہے۔ بس جو شاگرد استاذ کے حقوق میں کمی کرتا ہے تو سمجھ لے وہ حدود اللہ سے عمداً تجاوز کر رہا ہے۔ علماء ومفسرین نے آیت "هل نجازی الا الكفور" (ہم ناشکرے کو سزا دیں گے۔) سے استدلال فرمایا ہے اور آیت "ان الله لا يحب كل مختار فخور" بے شک اللہ تعالیٰ مکر وفریب کرنے والے اور ناشکرے سے محبت نہیں کرتا۔) سے بھی استدلال فرمایا ہے کہ یہ آیت اسی شاگرد کیلئے وعید ہے جو اپنے استاذ کے حقوق میں کوتاہی کرتا ہے۔

حدیثِ پاک میں استاذ کے حقوق میں کوتاہی کی وعید آئی ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

"جس پر احسان کیا گیا وہ اس کے عوض محسن کا مداح ہے تو اس نے اس کا شکریہ ادا کیا اور جو اس کی مدح وثنا چھپاتا ہے تو اس نے کفرانِ نعمت کیا۔"

خلاصہ یہ کہ استاذ نے شاگرد کو علمی جواہر سے نوازا تو اس کا شکریہ شاگرد پر ضروری ہے اور لازم ہے کہ وہ استاذ سے عزت وتعظیم سے پیش آئے۔ اس کی ہر طرح کی شرعی دلجوئی کرے۔ اس کی تعریف ومدح میں رطب اللسان رہے۔

نیز اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”حقوق کا انکار فرق اجماع ہے۔یعنی اس پر تمام امت مسلمہ کا اجماع ہے اور جو اس کا منکر ہے تو وہ گویا اجماع سے ہٹ کر جہنم کی راہ اختیار کررہا ہے۔“

نیز اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شریر اور بدبخت جب طاقت وقوت پاتے ہیں تو باپ کے ساتھ سرکشی کرتے ہوئے اس کی نافرمانی کرتے ہیں۔یونہی شاگرد کا حال ہے۔تو پھر نتیجہ نکلتا ہے جب خود بوڑھے ہوتے ہیں تو پھر انہیں وہی پیش آتا ہے جو انہوں نے اپنے باپ اور استاذ سے کیا۔

سچ ہے ”کما تدین تدان“ جیسے کرے ویسا بھرے لیکن ”ولعذاب الاخرۃ اشد“ اور آخرت کا عذاب اس سے سخت تر ہے۔(فتاوی رضویہ جلد دہم قدیم)

نیز حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”اپنے استاذ کے حقوق کبھی ضائع نہ کر“۔

حقوق میں کوتاہی کی وجوہات

استاذ کے حقوق میں کوتاہی کی چند وجوہات ہیں:

- جو شاگرد استاذ کے حقوق میں کمی اس وجہ سے کرتا ہے کہ اسے کوئی دنیاوی عہدہ یا اس کی دنیوی حیثیت میں اضافہ ہوا ہے تو وہ اس وجہ سے استاذ کے حقوق میں عار وشرم محسوس کرتا ہے۔تو وہ دنیا کا کتا ہے۔اس کیلئے وہی وعیدیں ہیں جو علم کو دنیا کی خاطر حاصل کرنے والے کیلئے ہیں۔
- کوئی شاگرد دنیوی فنون میں ترقی کر چکا ہے اور اس کا استاذ دینی علوم واسلامی فنون سے آراستہ ہے۔تو وہ شاگرد بدبخت ہے جو خود کو دنیوی فنون کی وجہ سے استاذ کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتا یا اس کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے۔
- دنیوی فنون کی ترقی استاذ کی اسلامی فنون پر ترجیح کا سبب نہیں بلکہ اسلامی علوم وفنون کی عزت واحترام بڑھ کر ہے۔اس لیے فقہاء کرام نے فرمایا کہ جہاں فنون دنیوی کا ماہر اور اسلامی مسائل اور فقہ کا ماہر جمع ہوں۔تو امامت کا حقدار وہی ہے جو اسلامی علوم کا ماہر ہے تو اسی معنی پر استاذ کے حقوق کو ترجیح دینا ضروری ہے۔

بے ادب شاگرد نعمت خداوندی سے محروم

کسی بزرگ سے پوچھا گیا کہ استاذ کے نالائق شاگرد کا انجام کیسے برباد ہوتا ہے۔آپ نے کہا کہ ایک شاگرد نے استاذ کو اذیت پہنچائی تو استاذ نے کہلوا بھیجا کہ:

”تو نعمتِ خداوندی سے محروم ہوگیا۔چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ چند دنوں کے بعد وہ شاگرد ہیجڑوں کے

ساتھ شامل ہو گیا۔ اسی دوران چوری کی تو ہاتھ کاٹا گیا''۔

- صاحب ہدایہ کے استاذ حضرت شمس الائمہ حلوانی رحمۃ اللہ علیہ ایک بار اپنے شہر سے دوسرے شہر جانے لگے تو بہت سے لوگ حاضر ہوئے۔ امام زنجری رحمۃ اللہ علیہ نہیں آئے۔ اپنی بوڑھی ماں کی خدمت کر رہے تھے۔ اس لیے استاذ کی زیارت سے محروم رہے۔ جب اس کے بعد ملاقات ہوئی تو استاذ نے شکایت کی۔ امام زنجری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا عذر پیش کیا۔

حضرت حلوانی نے فرمایا: ''ماں کی خدمت کو استاذ کی ملاقات پر ترجیح دی اس لیے تمہاری عمر بڑھے گی۔ لیکن علم دین کی درس و تدریس نہ کر سکو گے''۔

تعلیم المتعلم میں ہے کہ ''جیسا استاذ نے کہا تھا ویسے ہی ہوا۔ علم سینے میں ہی قبر کے اندر لے گئے۔ لیکن کسی کو فائدہ نہ پہنچا سکے''۔ (اسلامی طلباء صفحہ 8)

طالب علم کو چاہیے کہ استاذ کی سختی برداشت کرے کہ بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ:

''جو طالب علم استاذ کی سختی برداشت کر نہیں سکتا وہ علم کی منزل کو نہیں پہنچ سکتا''۔

ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سخت مزاج تھے، کسی نے کہا کہ طالب علم دور دور سے آپ کے پاس آتے ہیں اور آپ ان سے خفا ہوتے ہیں۔ کہیں وہ آپ کو چھوڑ کر چل نہ دیں۔ آپ نے جواب دیا: وہ تمہاری طرح احمق ہوں گے جو میری سخت روی کی وجہ سے اپنا فائدہ ترک کر دیں۔ (اسلامی طلباء اور آداب شاگرداں)

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انسان پر اپنے استاذ کی مدارات واجب ہے۔ اس کی سختی برداشت کرے۔ اُستاذ اگر اچھی بات بتائے یا کسی بری بات پر تنبیہہ کرے تو اس کی شکر گزاری ضروری ہے۔ جب وہ کوئی نکتہ بتائے تو اگر چہ پہلے سے معلوم ہو تو تب بھی یہ ظاہر نہ کرے کہ مجھے پہلے سے معلوم ہے استاذ کو کبھی ناراض نہ کرے۔

اگر استاذ کی شان میں خدانخواستہ کوئی بے ادبی یا گستاخی ہو جائے تو فوراً عاجزی کے ساتھ معافی مانگ لے۔ کیونکہ اگر استاذ کا دل دکھی ہو گیا تو اس سے کبھی فیض نہیں ملتا۔ (جواہر القراۃ صفحہ 37)

اگر استاذ کی شان میں خدانخواستہ کوئی بے ادبی یا گستاخی ہو جائے تو فوراً استاذ کو خوش کرے۔ ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جو استاذ کی ڈانٹ اور مار برداشت نہیں کرتا وہ زمانے کی ٹھوکروں پر ڈال دیا جاتا ہے''۔

اُستاذ کی روک ٹوک اگر پڑھنے میں ہو تو اس کو برا نہ سمجھے اور نہ چہرہ پر شکن پڑے نہ ملال ظاہر کرے۔ کہ اس سے

استاذ کے دل میں انقباض پیدا ہو جائے گا اور نفع کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ کیونکہ نفع موقوف ہے انشراح دل اور مناسبت پر اور صورت مذکورہ میں دونوں باتیں نہیں ہیں۔

- بہت بڑا فائدہ اور جلد منفعت کی کنجی یہ ہے کہ جس سے نفع حاصل کرنا ہو خواہ خالق سے ہو یا مخلوق سے اس کے سامنے انسان اپنے آپ کو مٹا دے اور فنا کر دے۔ اپنی رائے اور تدبیر کو بالکل دخل نہ دے۔ پھر طالب علم کو وہ علم حاصل ہوگا کہ جس کا نفع وہ دنیا و آخرت دونوں میں دیکھے گا۔

بس ادب کا تقاضا یہ ہے کہ جس استاذ سے نفع دنیاوی یا دینوی حاصل کیا ہے اس کے سامنے اپنے آپ کو مٹا دے۔ یعنی اپنی شان و شیخی طاق پر رکھ دے اور ادب واطاعت اور خدمت کو اپنا شعار بنائے۔ (اساتذہ کے حقوق)

خلاصۂ کلام

حضور ﷺ نے فرمایا کہ علم کا حصول اور علم کی تلاش ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اولین فرض علم دین کا حاصل کرنا ہے تا کہ ہر مسلمان احکام خداوندی کے مطابق اپنی زندگی گزار سکے اور دنیاوی معاملات کو دین کے تابع رکھے۔ دنیاوی کاروبار میں ضروری نہیں کہ آدمی ہر کاروبار کے متعلق علم حاصل کرے بلکہ صرف اس کام کا علم اسے سیکھنا چاہئے جو اسے زندگی میں خود کرنا ہے۔ البتہ دنیاوی کاروبار چلانے کیلئے اسے اپنی ضرورت کے مطابق جس قدر معلومات ضروری ہوں ان سے بھی واقفیت حاصل کرنی چاہئے تا کہ وہ معاشرہ میں کامیاب زندگی گزار سکے۔ زندگی بھر دنیاوی کاروبار یا معاملات کے متعلق جو کچھ کرنا پڑے وہ بالکل احکام شریعت کے مطابق ہونا چاہئے۔ ایسا کرنے سے دین و دنیا دونوں سنور سکتے ہیں اور ناجائز کسب معاش جو اپنے اور اپنے اہل وعیال کیلئے ضروری ہے اور جس کا شریعت نے حکم بھی دیا ہے عبادت ہی تصور ہوگا۔ اسی طرح زندگی گزارنے کیلئے ضروری ہے کہ بندہ جانتا ہو کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا۔ اس سلسلہ میں علم دین ہی رہنمائی کر سکتا ہے کیونکہ احکام شریعت میں وضاحت سے بتایا گیا ہے کہ انسان کو دنیاوی زندگی کیسے گزارنی چاہئے۔ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے۔ علم دین تو فرض ہے لیکن پیشے کا علم جو بندہ اختیار کرنا چاہے اس کا علم بھی ضرور سیکھنا چاہئے۔ شریعت میں پیشے کے علم کو بھی واجب قرار دیا گیا ہے۔ دنیاوی کاروبار میں اگر کوئی شخص عدم واقفیت کی وجہ سے کوئی کام خلاف شریعت کر بیٹھتا ہے تو اسے قابل معافی یا معذور تصور نہیں کیا جائے گا۔ اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین جانا پڑے۔ (یہ حکم علم دین کے متعلق ہے) روز قیامت لاعلمی کو معافی کا ذریعہ تصور نہیں کرنا چاہئے۔ چنانچہ طلب علم دین و دنیا کے تمام کاموں سے بہتر اور ضروری ہے۔ آخر میں یہ کہنا پڑتا ہے کہ نفع بخش علم وہ ہے جو غیر شرعی کاموں سے حقارت کرنا سکھا دے۔ چنانچہ مسلمان اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا رہتا ہے کہ یا باری تعالیٰ مجھے علم نافع عطا فرما۔ اللہ کا حکم ہے کہ اگر تم نہیں

جانتے تو دوسروں سے پوچھو۔ عبادات کا علم فرض ہے اور دوسرا علم مباح یا فرض کفایہ ہے۔ علم دین کے خزانے دنیاوی خزانوں سے بدرجہا زیادہ قیمتی وارفع واعلیٰ ہیں۔ لہٰذا طلب علم ہی طلب کمال کا دوسرا نام ہے علم سے حال پیدا ہوتا ہے حال ایسی کیفیت ہے جو بندے پر خدا کی طرف سے وارد ہوتی ہے پھر دل سے سب کچھ فنا ہو جاتا ہے اور دل پاکیزہ ہو جاتا ہے۔ پھر حال سے عمل کا ظہور ہوتا ہے۔ دعا ہے کہ ہر مسلمان کو علم کی سعادت نصیب ہو کیونکہ علم کے بغیر بندہ نہ خود کو پہچان سکتا ہے اور نہ ہی خدا تعالیٰ کو پہچان سکتا ہے۔ علم وہ نعمت ہے جو سب نعمتوں سے افضل ہے۔ یہ علم دین ہی ہے جو روز قیامت بندے کی شفاعت کرے گا۔ عام لوگ دنیاوی مال کو جس کی انہیں خود حفاظت کرنی پڑتی ہے نعمت خیال کرتے ہیں۔ صحیح معنوں میں نعمت علم ہی ہے جو بندے کی حفاظت کرتا ہے اور خرچنے سے کم ہونے کی بجائے بڑھتا رہتا ہے۔ اس سے بندہ خود بھی استعفادہ کرتا رہتا ہے اور دوسروں کی بھی رہنمائی کر سکتا ہے۔ امر ونواہی کی تبلیغ ہر مسلمان پر فرض ہے اور یہ فریضہ تبھی ادا ہو سکتا ہے اگر بندہ خود جانتا ہو، علم کے بغیر بندہ خود شناسی اور خداشناسی سے محروم رہتا ہے اور بے علم اگر عبادت گزار بھی ہو تو بے علمی کی وجہ سے بلندی درجات سے محروم رہ جاتا ہے۔ لہٰذا علم دین کی فضیلت کا احساس ہر مومن کو ہونا چاہئے تاکہ علم شریعت کی بدولت وہ اپنی عاقبت سنوار سکے اور دنیاوی زندگی میں بھی کامیاب رہے۔ (باقیات صالحات)

نصیحت وخیرخواہی کی باتیں:

درس نظامی کے نصاب میں عربی ادب کی سب سے پہلی کتاب مفید الطالبین کے شروع سے نصیحت وخیرخواہی کی چند باتیں بمعہ ترجمہ درج کی جارہی ہیں۔

1- اول الناس اول ناس۔

ترجمہ: ''انسانوں میں سے پہلا انسان سب سے پہلے بھولنے والا ہے۔''

2- آفة العلم النسیان۔

ترجمہ: ''علم کی آفت علم کا بھول جانا ہے۔''

3- الجھل موت الاحیاء۔

ترجمہ: ''جہالت (علم حاصل نہ کرنا) زندہ رہنے والے لوگوں کی موت ہے۔''

4- الناس اعداء لما جھلوا۔

ترجمہ: ''انسان اس چیز کے دشمن ہیں جس کو وہ نہیں جانتے۔''

5- العاقل تکفیه الاشارة۔

ترجمہ: ''صاحب عقل (عقلمند) کیلئے اشارہ کافی ہے۔''

6- العجب آفة اللب۔

ترجمہ: ''خود پسندی (تکبر) دانائی (عقلمندی) کی آفت ہے۔''

7- اذا تم العقل نقص الکلام۔

ترجمہ: ''جب عقل کامل ہو جاتی ہے تو کلام کرنا کم ہو جاتی ہے۔''

8- الادب جنة للناس۔

ترجمہ: ''ادب لوگوں کیلئے ڈھال ہے۔''

9- الحرص مفتاح الذل۔

ترجمہ: ''لالچ ذلت کی چابی ہے۔''

10- القناعة مفتاح الراحة۔

ترجمہ: ''قناعت آرام کی چابی ہے۔''

11- الصبر مفتاح الفرج۔

ترجمہ: ''صبر خوشحالی کی چابی ہے۔''

12- النقد خیر من النسیئة۔

ترجمہ: ''نقد ادھار سے بہتر ہے۔''

13- الجاهل یرضی عن نفسه۔

ترجمہ: ''جاہل آدمی اپنے آپ سے ہی راضی (خوش) رہتا ہے۔''

14- الناس باللباس۔

ترجمہ: ''لوگ لباس سے پہچانے جاتے ہیں۔''

15- الناس علی دین ملوکهم۔

ترجمہ: ''لوگ اپنے بادشاہوں کے دین (طرز زندگی) پر چلنے والے ہوتے ہیں۔''

16- القرض مقراض المحبة۔

ترجمہ: ''قرض محبت کی قینچی ہے۔''

17- الامانی تعمی عیون البصائر۔

ترجمہ: ''خواہشات بصیرت کی آنکھوں کو نابینا کر دیتی ہیں۔''

18- الحلم سجیة فاضلة۔

ترجمہ: ''بردباری بہت اچھی عادت ہے۔''

19- الحمیة راس کل دواء۔

ترجمہ: ''پرہیز تمام دوائیوں کی جڑ ہے۔''

20- المرء یقیس علی نفسه۔

ترجمہ: ''آدمی (ہر کسی کو) اپنی ذات پر قیاس کرتا ہے۔''

21- الجنس یمیل الی الجنس۔

ترجمہ: ''ہر جنس اپنی جنس کی طرف مائل ہوتی ہے۔''

22- الکریم اذا وعد و فی۔

ترجمہ: ''شریف آدمی جب کوئی وعدہ کرتا ہے تو اس کو پورا کرتا ہے۔''

23- الحکمة یزید الشریف شرفا۔

ترجمہ: ''دانائی (عقلمندی) شریف آدمی کی شرافت میں اضافہ کرتی ہے۔''

24- الدنیا بالوسائل لا بالفضائل۔

ترجمہ: ''دنیا وسائل کے ساتھ حاصل ہوتی ہے نہ کہ فضائل کے ساتھ۔''

25- الدنیا مزرعة الاخرة۔

ترجمہ: ''دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔''

26- الانسان حریص فیما منع۔

ترجمہ: ''انسان اس چیز کا لالچ کرتا ہے جس سے اسکو روکا جائے۔''

27- الانسان عبدالاحسان۔

ترجمہ: ''انسان احسان کا غلام ہے۔''

28- الصدق ینجی والکذب یهلك۔

ترجمہ: ''سچائی نجات دیتی ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔''

-29 احسن كما احسن الله اليك۔ (القرآن)

ترجمہ: ''بھلائی کر جیسا کے اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی ہے۔''

-30 اذا فاتك الادب فالزم الصمت۔

ترجمہ: ''جب تیرا ادب ختم ہو جائے تو خاموشی اپنا لے۔''

-31 اذا فاتك الحياء فافعل ما شئت۔

ترجمہ: ''جب تیری حیاء ختم ہو جائے تو تو جو چاہے کر۔''

-32 الحيوة كظل الجدر ان و النبات۔

ترجمہ: ''زندگی دیواروں اور نباتات کے سائے کی مثل ہے۔''

-33 العاقل المحروم خير من الجاهل المرزوق۔

ترجمہ: ''تنگدست عقلمند بہتر ہے خوشحال جاہل سے۔''

-34 النحو فى الكلام كالملح فى الطعام۔

ترجمہ: ''علم نحو کلام عربی میں ایسے ہے جیسے نمک کھانے میں۔''

-35 ان البلاء مؤكل بالمنطق۔

ترجمہ: ''بے شک مصیبت بولنے کی وجہ سے ہی آتی ہے۔''

-36 ابصر الناس من نظر الى عيوبه،

ترجمہ: ''لوگوں میں سب سے زیادہ صاحب بصیرت وہ ہے کہ جو اپنے عیبوں کی طرف توجہ کرے۔''

-37 اول الغضب جنون واخره ندم۔

ترجمہ: ''غصے کی ابتداء جنون ہے اور اس کی انتہا شرمندگی ہے۔''

-38 اذا قل مال المرء قل صديقه۔

ترجمہ: ''جب آدمی کا مال گھٹ جائے تو اس کے دوست بھی کم ہو جاتے ہیں۔''

-39 اصلاح الرعية انفع من كثرة الجنود۔

ترجمہ: ''رعایا کی اصلاح زیادہ نفع مند ہے لشکروں کی زیادتی سے۔''

40- الجاهل عدو لنفسه فكيف يكون صديقاً بغيره۔

ترجمہ: ''جاہل آدمی جب اپنے نفس کا دشمن ہوتا ہے پس وہ کس طرح اپنے غیر کا دوست بن سکتا ہے۔''

41- الجاهل يطلب المال والعاقل يطلب الكمال۔

ترجمہ: ''جاہل مال کو طلب کرتا ہے اور عقلمند کمال کو طلب کرتا ہے۔''

42- اذا تكرر الكلام على السمع تقرر فى القلب۔

ترجمہ: ''جب کوئی کلام بار بار ہو تو سن سن کر دل میں پختہ ہو جاتی ہے۔''

43- الحسد كصداء الحديد لايزال به حتى ياكله۔

ترجمہ: ''حسد لوہے کے زنگ کی طرح ہے نہیں اترتا لوہے سے یہاں تک کہ اس کو مکمل کھا جائے۔''

44- اطلب الجار قبل الدار والرفيق قبل الطريق۔

ترجمہ: ''گھر سے پہلے پڑوسی کو اور راستے (سفر) سے پہلے ہمسفر کو تلاش کیجئے۔''

45- الوضيع اذا ارتفع تكبر و اذا حكم تجبر۔

ترجمہ: ''ذلیل شخص جب اونچے مرتبے والا ہو جائے تو تکبر کرتا ہے اور جب حاکم بن جائے تو سختی (ظلم و جبر) کرتا ہے۔''

46- الفراغ من شان الاموات والا شتعال من شان الاحياء۔

ترجمہ: ''فراغت مردوں کے حال سے ہے اور مصروفیت زندوں کے حال سے ہے۔''

47- الصديق الصدوق من ينصحك فى غيبك و اثرك على نفسه۔

ترجمہ: ''سچا دوست وہ ہے کہ جو تیری عدم موجودگی میں تیری خیر خواہی کرے اور تجھ کو اپنی جان پر ترجیح دے۔''

48- افضل الناس من كان بعيبه بصيرا و عن عيب غيره ضريراً۔

ترجمہ: ''لوگوں میں سے سب سے اچھا آدمی وہ ہے کہ جو اپنے عیب پر نظر رکھنے والا ہوتا ہے اور اپنے غیر کے عیب سے نابینا ہوتا ہے۔''

49- البخل والجهل مع التواضع خير من العلم والسخاء مع الكبر۔

ترجمہ: ''بخل اور جہالت جو تواضع و انکساری کے ساتھ ہو وہ اچھا ہے اس علم اور سخاوت سے جو کہ تکبر کے ساتھ ہو۔''

50- اجهل الناس من يمنع البر و يطلب الشكر ويفعل الشر ويتوقع الخير۔

ترجمہ: ''لوگوں میں سے سب سے بڑا جاہل وہ ہے کہ جو نیکی سے منع کرتا ہے اور شکر کو طلب کرتا ہے اور برائی (شر) کر کے خیر کی امید رکھتا ہے۔''

51- الدال علی الخیر کفاعله۔

ترجمہ: ''بھلائی کے کام پر رہنمائی کرنے والا اس کام کے کرنے کی طرح ہے۔''

52- القلم شجرة ثمرها المعانی۔

ترجمہ: ''قلم درخت ہے جس کا پھل معانی ہیں۔''

53- کما تدین تدان۔

ترجمہ: ''جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔''

54- من صبر ظفر۔

ترجمہ: ''جس نے صبر کیا وہ کامیاب ہو گیا۔''

55- من ضَحك ضُحك۔

ترجمہ: ''جو کسی پر ہنسا تو اس پر ہنسا گیا۔''

56- من جدوجد۔

ترجمہ: ''جس نے کوشش کی اس نے پالیا۔''

57- ثمرة العجلة الندامة۔

ترجمہ: ''جلد بازی کا ثمر شرمندگی ہے۔''

58- سیدالقوم خادمهم۔

ترجمہ: ''قوم کا سردار ان کا خادم ہوتا ہے۔''

59- خیر الامور اوسا طها۔

ترجمہ: ''کاموں میں سے سب سے اچھا کام وہ ہے جس میں میانہ روی ہو۔''

60- کل جدید لذیذ۔

ترجمہ: ''ہر نئی چیز لذیذ ہوتی ہے۔''

61- قصص الاولین مواعظ الاخرین۔

ترجمہ: ''پہلے لوگوں کے واقعات بعد والوں کیلئے نصائح ہے۔''

62- راس الحکمة مخافة الله۔

ترجمہ: ''دانائی کا سر چشمہ اللہ کا خوف ہے۔''

63- زرغبا تزدد حبا۔

ترجمہ: ''کبھی کبھی ملاقات کرو تا کہ زیادہ محبوب بن جاؤ۔''

64- عند الرهان تعرف السوابق۔

ترجمہ: ''گھوڑوں کی دوڑ کے وقت بازی جیتنے والے گھوڑے پہچانے جاتے ہیں۔''

65- حبك الشئی یعمی و یصم۔

ترجمہ: ''کسی شی کی محبت تجھے نابینا اور بہرہ بنا دیتی ہے۔''

66- جزاء من یکذب ان لا یصدق۔

ترجمہ: ''جزا اس شخص کی کہ جو جھوٹ بولتا ہے یہ ہے کہ اس کی بات کی تصدیق نہ کی جائے۔''

67- خیر الناس من ینفع الناس۔

ترجمہ: ''لوگوں میں سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔''

68- من لم یقنع لم یشبع۔

ترجمہ: ''جو قناعت نہیں کرتا وہ سیر نہیں ہوتا۔''

69- من اکثر الرقاد حرم المراد۔

ترجمہ: ''جو شخص زیادہ نیند کرے وہ مراد سے محروم ہو گیا۔''

70- حب الدنیا رأس کل خطیئة۔

ترجمہ: ''دنیا کی محبت ہر غلطی کی جڑ ہے۔''

71- طول التجارب زیادة فی العقل۔

ترجمہ: ''تجربوں کی کثرت عقل کو بڑھاتی ہے۔''

72- بالعمل یحصل الثواب لا بالکسل۔

ترجمہ: ''عمل کرنے سے ہی ثواب حاصل ہوتا ہے نہ کہ سستی اختیار کرنے سے۔''

-73 من حفظ لسانه قلت ندامته۔

ترجمہ: ''جس شخص نے اپنی زبان کی حفاظت کی اس کو شرمندگی کم ہوگی۔''

-74 کل اناء ینضح بمافیه۔

ترجمہ: ''ہر برتن سے وہی شی ٹپکتی ہے کہ جو اس میں ہو۔''

-75 من قل صدقة قل صدیقة۔

ترجمہ: ''جس شخص کا سچ بولنا کم ہوگیا اس کے دوست کم ہو گئے۔''

-76 من کثر لغطه کثر غلطه۔

ترجمہ: ''جس کا شور (گفتگو کرنا) زیادہ ہوگا اس کی غلطیاں بھی زیادہ ہوں گی۔''

-77 من کثر مزاحه زالت ه بته۔

ترجمہ: ''جس کا مذاق زیادہ ہوگیا اس کا رعب ختم ہوگیا۔''

-78 فخرك بفضلك خیر منه باصلك۔

ترجمہ: ''تیرا اپنے مرتبہ پر فخر کرنا زیادہ اچھا ہے اپنی اصل (نسب) پر فخر کرنے سے۔''

-79 من من بمعروفه افسده۔

ترجمہ: ''جس نے احسان جتایا اپنی بھلائی کے ساتھ تو پس اس نے اس (بھلائی) کو خود ہی برباد کر دیا۔''

-80 من قل حیاءه کثر ذنبة۔

ترجمہ: ''جس کی حیاء کم ہوگئی اس کے گناہ زیادہ ہو گئے۔''

-81 من حسن خلقه کثرا خوانه۔

ترجمہ: ''جس کے اخلاق اچھے ہو گئے پس اس کے بھائی (ساتھی) زیادہ ہو گئے۔''

-82 من کتم سرّه بلغ مراده۔

ترجمہ: ''جس نے اپنے راز کو خفیہ رکھا وہ اپنے مقصد کو پہنچ گیا۔''

-83 من احب شیئا اکثر ذکره۔

ترجمہ: ''جس شخص کو جس چیز سے محبت ہوتی ہے وہ اس چیز کا تذکرہ زیادہ کرتا ہے۔''

-84 من وقرا باه طالت ایامه۔

ترجمہ: ''جس نے اپنے والد کی عزت کی تو پس اس کی زندگی لمبی ہوگی۔''

85- من طال عمره فقدا حبته۔

ترجمہ: ''جس کی عمر لمبی ہوگی اس کے محبت کرنے والے ختم ہو جائیں گے۔''

86- تعاشروا کالاخوان وتعاملوا کا لاجانب۔

ترجمہ: ''زندگی بھائیوں کی طرح مل جل کر گزارو اور آپس میں معاملات اجنبی لوگوں کی طرح کرو۔''

87- خیر المال ماوقی به العرض۔

ترجمہ: ''سب سے اچھا مال وہ ہے کہ جس کے ذریعے عزت کو بچایا جائے۔''

88- جرح الکلام اشد من جرح السهام۔

ترجمہ: ''باتوں کا زخم زیادہ سخت ہوتا ہے تیروں کے زخم سے۔''

89- وحدة المرء خیر من جلیس السوء۔

ترجمہ: ''آدمی کی تنہائی زیادہ اچھی ہے برے ساتھی سے۔''

90- شر الناس عالم لاینفع بعلمه۔

ترجمہ: ''لوگوں میں سے سب سے براہ وہ عالم ہے کہ جو اپنے علم سے نفع نہ پہنچائے۔''

91- شخص بلا ادب کجسد بلا روح۔

ترجمہ: ''بے ادب آدمی ایسا ہے کہ جیسے بغیر روح کے جسم۔''

92- یصبر علی نقل الجبال لاجل المال۔

ترجمہ: ''مال کی وجہ سے پہاڑوں کو منتقل کرنے پر بھی صبر کیا جاتا ہے۔''

93- علم بلا عمل کحمل علی جمل۔

ترجمہ: ''بغیر عمل کے علم ایسا ہے جیسا کہ اونٹ پر بوجھ۔''

94- سل المجرب ولا تسئل الحکیم۔

ترجمہ: ''تجربہ کار سے سوال کر عقلمند سے سوال مت کر۔''

95- لیس من عادة الکرام سرعة الانتقام۔

ترجمہ: ''جلدی انتقام لینا شریف لوگوں کی عادت نہیں ہے۔''

96- من طمع فی الکل فاته الکل۔

ترجمہ: ''جس نے ساری چیز کا لالچ کیا تو اس کا سارا ہی فوت ہو گیا۔''

97- تاج الملك عفافه و حصنه انصافه۔

ترجمہ: ''بادشاہ کا تاج اس کی پاکدامنی اور اس کا قلعہ اس کا انصاف ہے۔''

98- سلطان بلا عدل کنهر بلا ماء۔

ترجمہ: ''غیر عادل بادشاہ بغیر پانی کے نہر کی طرح ہے۔''

99- من نقل الیك فقد نقل عنك۔

ترجمہ: ''جو آپ کی طرف دوسرے لوگوں کی باتیں نقل کرے یقیناً وہ آپ کی باتیں دوسرے لوگوں کی طرف نقل کرے گا۔''

100- خذه بالموت حتی یرضی بالحمی۔

ترجمہ: ''اس کو موت کے ساتھ پکڑتا کہ وہ بخار کے ساتھ راضی ہو۔''

101- من کتم سره کان الخیا رفی یده۔

ترجمہ: ''جس کسی نے اپنا راز چھپایا تو پس اختیار اس کے ہاتھ میں ہے۔''

102- من تواضع وقرو من تعاظم حقر۔

ترجمہ: ''جس نے عاجزی کی وہ عزت دیا گیا اور جس نے بڑائی کی اس کی تحقیر کی گئی۔''

103- من سکت سلم و من سلم نجا۔

ترجمہ: ''جو خاموش رہا وہ سلامت رہا اور جو سلامت رہا وہ نجات پا گیا۔''

104- من حفر بئر الاخیه فقد وقع فیه۔

ترجمہ: ''جس کسی نے اپنے بھائی کیلئے گڑھا کھودا پس وہ خود ہی اس میں گرا۔''

105- یکفیك من الحاسد انه یغتم وقت سروره۔

ترجمہ: ''تیرے واسطے حاسد کی طرف سے صرف یہی کافی ہے کہ وہ تیری خوشی کے وقت غمزدہ ہو جاتا ہے۔''

106- غایة المروة ان یستحی الانسان من نفسه۔

ترجمہ: ''مروت کی انتہا یہ ہے کہ انسان اپنے آپ سے حیاء کرے۔''

107- من سالم الناس ربح السلامة ومن تعدى عليهم اكتسب الندامة۔

ترجمہ: ''جس نے لوگوں کو سلامتی پہنچائی اس نے سلامتی کا نفع پایا اور جس نے لوگوں پر زیادتی کی تو پس اس نے شرمندگی کمائی۔''

108- ثلاثة قليلها كثير المرض والنارو العداوة۔

ترجمہ: ''تین چیزیں ایسی ہیں جن کا قلیل بھی کثیر ہے۔ بیماری، آگ اور دشمنی۔''

109- من قل طعامه صح بطنه و صفا قلبه۔

ترجمہ: ''جس کا کھانا کم ہو گیا اس کا پیٹ درست ہو گیا اور اس کا دل صاف ہو گیا۔''

110- لاتقل بغير فكر ولا تعمل بغير تدبير۔

ترجمہ: ''بغیر سوچے مت بات کر اور بغیر تدبیر کے مت کام کر۔''

111- صبرك على الاكتساب خير من حاجتك الى الاصحاب۔

ترجمہ: ''تیرا کمائی کرنے پر صبر کرنا یہ زیادہ اچھا ہے تیرا دوستوں، ساتھیوں کے پاس ضرورت لے جانے سے۔''

112- لاتعد نفسك من الناس مادام الغضب غالبا۔

ترجمہ: ''اپنے آپ کو انسانوں سے شمار مت کر جب تک تجھ پر غصہ غالب ہو۔''

113- قلب الاحمق فی فيه ولسان العاقل فی قلبه۔

ترجمہ: ''احمق کا دل اس کے منہ میں ہوتا ہے اور عقلمند کی زبان اس کے دل میں ہوتی ہے۔''

114- خير الناس من يسلم الناس من يده ولسانه۔

ترجمہ: ''لوگوں میں سے سب سے بہتر وہ ہے انسان ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے انسان سلامت رہیں۔''

115- لسان الجاهل مالك له ولسان العاقل مملوك له۔

ترجمہ: ''جاہل کی زبان اس (جاہل) کی مالک ہوتی ہے اور عقلمند کی زبان اس (عقلمند) کی مملوک ہوتی ہے۔''

116- خير الكلام ماقل و دل ولم يطل فيمل۔

ترجمہ: ''سب سے اچھا کلام وہ ہے کہ جو تھوڑا ہو اور دلالت کرنے والا (بامعنی) ہو اور نہ اتنا لمبا ہو کہ اکتاہٹ پیدا کر دے۔''

117- من قال مالا ينبغي سمع مالا يشتهي۔
ترجمہ: ''جس نے وہ بات کی جو مناسب نہیں تھی پس وہ ایسی بات سنے گا جو کہ اس کو پسند نہ ہوگی۔''

118- صحة الجسم فی قلہ الطعام و صحة الروح فی اجتناب آلاثام۔
ترجمہ: ''جسم کی صحت تھوڑا کھانے میں اور روح کی صحت گناہوں سے پرہیز کرنے میں ہے۔''

119- خیر المعروف مالم یتقدمہ مطل ولم یتبعہ منّ۔
ترجمہ: ''سب سے اچھی بھلائی وہ ہے کہ جس میں پہلے ٹال مٹول نہ کی گئی ہو اور بعد میں احسان کو جتلایا نہ گیا ہو۔''

120- لا تکن ممن یلعن ابلیس فی العلانیة ویوالیہ فی السر۔
ترجمہ: ''تو مت ہو ان لوگوں میں سے جو اعلانیہ طور پر تو شیطان پر لعنت کرتے ہیں اور خفیہ طور پر اس کے ساتھ دوستی لگاتے ہیں۔''

121- من تزیأ بغیر ماھو فیہ فضح الامتحان مایدعیہ۔
ترجمہ: ''جس نے اپنے آپ کو اس چیز کے ساتھ آراستہ کیا جو کہ اس میں نہیں تھی پس امتحان نے اس کو رسوا کر دیا۔''

122- جبلت القلوب علی حب من احسن الیھا و بغض من اساء الیھا۔
ترجمہ: ''دل اس شخص کی محبت پر بنائے گئے ہیں کہ جو ان کی طرف اچھائی کرے اور اس شخص کے بغض پر بنائے گئے کہ جو ان کی طرف برائی کرے۔''

123- ثلثة لا ینتفعون من ثلثة شریف من دنی وبار من فاجر و حکیم من جاھل۔
ترجمہ: ''تین آدمی ایسے ہیں کہ جو تین آدمیوں سے نفع نہیں اٹھا سکتے شریف کمینے سے اور نیک بدکار سے اور عقل مند جاہل سے۔''

124- من حزم الانسان ان لا یخادع احدا و من کمال عقلہ ان لایخادعہ احد۔
ترجمہ: ''انسان کی بیدار مغزی یہ ہے کہ وہ کسی کو دھوکہ نہ دے اور اس کے کامل العقل ہونے کی علامت یہ ہے کہ دوسرا اس کو دھوکہ نہ دے سکے۔''

125- قال لقمان لابنہ یبنی ان القلوب مزارع فازرع فیھا طیب الکلام فان لم ینبت کلہ ینبت بعضہ۔
ترجمہ: ''حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ اے بیٹے دل کھیتیاں ہیں پس ان میں اچھا کلام کاشت کر

پس اگر ساری نہیں اگے گی تو کچھ نہ کچھ ضرور اگے گی۔"

126- لا تطلب سرعه العمل و اطلب تجویده فان الناس لا یسئلون کم فرغ و انما ینظرون الی اتقانه وجودة صنعته۔

ترجمہ: "کام میں جلد بازی مت اختیار کر بلکہ اسے عمدہ طریقے سے سرانجام دے اس لئے کہ لوگوں نے یہ نہیں پوچھنا کہ کام سے کب فارغ ہوا بلکہ انہوں نے کام کے دیرپا ہونے اور اچھی کارکردگی کو دیکھنا ہے۔"

127- لا تدفعن عملا عن وقته فان للوقت الذی تدفعه الیه عملا آخر ولست تطیق لازد حام الاعمال لانها اذا ازد جمت دخلها الخلل۔

ترجمہ: "کسی کام کو ہرگز اس کے وقت سے موخر مت کر اس لئے کہ جس وقت کے لیے تو اس کو موخر کر رہا ہے اس وقت میں بھی کوئی دوسرا کام ضرور ہوگا اور تو کاموں کی بھیڑ کو سنبھالنے کی طاقت نہیں رکھتا اس لئے کہ جب کاموں کی بھیڑ ہو جائے گی تو ان میں خلل واقع ہو جائے گا۔"

128- ستة لاتفارقهم الکأبة الحقودو الحسود وفقیر قریب العهد بالغنی و غنی یخشی الفقرو طالب رتبة یقصر عنها قدره و جلیس اهل الادب ولیس منهم۔

ترجمہ: "چھ انسان ایسے ہیں کہ ان سے غم والم الگ نہیں ہوتے۔ کینہ رکھنے والا، حسد کرنے والا، ایسا فقیر جو قریبی زمانے میں مالدار تھا، ایسا مالدار جو کہ فقر سے ڈرتا ہے، ایسے مرتبہ کو طلب کرنے والا کہ اس سے اس کی قدر و منزلت کم ہے، ادب والے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے والا حالانکہ وہ ان میں سے نہیں ہے۔"

129- حسن الخلق یوجب المودة وسوء الخلق یوجب المباعدة والا نسباط یوجب الموانسة والا نقباض یوجب الوحشة والکبر یوجب المقت والجود یوجب الحمدو البخل یوجب المذمة۔

ترجمہ: "اچھا اخلاق محبت کو لازم کرتا ہے اور برا اخلاق دوری کو لازم کرتا ہے اور خوش مزاجی آپس میں انس کو لازم کرتی ہے اور تنگ دلی وحشت کو لازم کرتی ہے اور تکبر کینہ کو لازم کرتا ہے اور سخاوت تعریف کو لازم کرتی ہے اور بخل شرمندگی کو لازم کرتا ہے۔"

130- قال حکیم الاحسان قبل الاحسان فضل و بعد الاحسان مکافاة وبعد الاسائة جود والا سائة قبل الاسائة ظلم و بعد الاسائة مجازاة و بعد

الاحسان لؤم۔

ترجمہ: ''کسی عقلمند نے کہا کہ احسان سے پہلے نیکی کرنا کمال ہے اور احسان کے بعد برابری (بدلہ) ہے اور برائی کے بعد سخاوت ہے اور برائی سے پہلے برائی کرنا ظلم ہے اور برائی کے بعد برائی کرنا برابری ہے اور احسان کے بعد برائی کرنا کمینگی۔''

131- تلاثة لایعرفون الا فی ثلثة مواضع لایعرف الشجاع الاعند الحرب ولا یعرف الحلیم الا عند الغضب ولا یعرف الصدیق الاعند الحاجة۔

ترجمہ: ''تین آدمی نہیں پہچانے جاتے مگر تین موقعوں پر (پہچان لئے جاتے ہیں) نہیں پہچانا جاتا بہادر مگر جنگ کے وقت اور نہیں پہچانا جاتا بردبار مگر غصے کے وقت اور نہیں پہچانا جاتا دوست مگر ضرورت کے وقت۔''

132- لاتقل الابما یطیب عنك نشره ولاتفعل الاما یسطرلك اجره۔

ترجمہ: ''مت کہہ تو کوئی بات مگر ایسی بات کہ تیری طرف سے اس کا نشر کرنا اچھا ہو اور مت کر تو کوئی کام مگر ایسا کام کہ تیرے لئے اس کا اجر لکھ دیا جائے۔''

133- لاتنصح لمن لایثق بك ولا تشر علی من لایقبل منك۔

ترجمہ: ''جو تجھ پر بھروسہ نہ کرے تو اس کو نصیحت نہ کر اور ایسے آدمی کو مشورہ نہ دے جو تیرا مشورہ قبول نہ کرے۔''

134- و لا تثق بالدولة فانها ظل زائل ولا تعتمد علی النعمة فانها ضیف راحل۔

ترجمہ: ''دولت پر بھروسہ مت کر بے شک وہ ڈھلنے والا سایہ ہے اور نعمت پر اعتماد مت رکھ بے شک وہ کوچ کرنے والا مہمان ہے۔''

135- کل امر مرهون باوقاته۔

ترجمہ: ''ہر کام اپنے اوقات کے بدلے رھن رکھا ہوا ہے۔''

136- من قال لاادری وهو یتعلم فهو افضل ممن بدری وهو یتعظم۔

ترجمہ: ''جس شخص نے کہا میں نہیں جانتا حالانکہ وہ علم حاصل کرتا ہے پس وہ افضل ہے اس شخص سے جو جانتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا خیال کرتا ہے۔''

137- فعل الحکیم لایخلوعن الحکمة۔

ترجمہ: ''حکیم (عقلمند) آدمی کا کام کسی مصلحت سے خالی نہیں ہوتا۔''

138- تحتاج القلوب الى اقواتهامن الحكمة كما تحتاج الاجسام الى اقواتها من الطعام۔

ترجمہ: ''دل حکمت کی باتوں میں سے اپنی روزی کی طرف محتاج ہوتے ہیں ایسے جیسے کہ جسم محتاج ہوتے ہیں کھانے میں سے اپنی روزی کی طرف۔''

139- ثلاثة تمنع المرء عن طلب المعالی قصر الهمة و قلة الحيلة و ضعف الرأی۔

ترجمہ: ''تین چیزیں ایسی ہیں کہ جو آدمی کو بلندی اور شرف کے طلب کرنے سے روک دیتی ہیں ہمت کا کم ہونا اور تدبیر کا تھوڑا ہونا اور رائے کا کمزور ہونا۔''

140- الظالم ميت ولو كان فی منازل الاحياء و المحسن حی ولو انتقل الی منازل الموتٰی۔

ترجمہ: ''ظالم مردہ ہے اگرچہ زندوں کے گھروں میں رہتا ہو محسن زندہ ہے اگرچہ مردوں کے گھروں کی طرف منتقل ہو جائے۔''

141- مثل الاغنياء البخلاء كمثل النعال والحمير تحمل الذهب والفضة و تعتلف بالتبن والشعير۔

ترجمہ: ''بخیل مالداروں کی مثال ان خچروں اور گدھوں کی طرح ہے کہ جو سونا اور چاندی اٹھائے ہوئے ہوتے ہیں اور خشک گھاس اور جو کھارہے ہوتے ہیں۔''

142- ستة لاثبات لها ظل الغمام و خلة الاشرار والمال الحرام و عشق النساء والسلطان الجائر والثناء الكاذب۔

ترجمہ: ''چھ چیزیں ایسی ہیں کہ جن کو قرار نہیں ہے بادلوں کا سایہ، بروں کی دوستی، حرام مال، عورتوں کا عشق، ظالم بادشاہ اور جھوٹی تعریف۔''

143- حركة الا قبال بطيئة وحركة الادبار سريعة لان المقبل كالصاعد مرقاة والمدبر كالمقذف من موضع عال۔

ترجمہ: ''نیک بختی کی رفتار سست ہوتی ہے اور بدبختی کی رفتار تیز ہوتی ہے اس لئے کہ آگے چلنے والا (نیک بخت) ایسا ہے کہ جیسے وہ کسی سیڑھی پر چڑھ رہا اور پیٹھ پھیر کر جانے والا (بدبخت) ایسا ہے کہ جیسے کسی

بلند جگہ سے نیچے گرادیا جائے۔''

144- من مدحك بما ليس فيك من الجميل وهو راض عنك ذمك بما ليس فيك من القبع وهو ساخط عليك۔

ترجمہ: ''جس آدمی نے تیری اس خوبی کی تعریف کی کہ جو تیرے اندر نہیں ہے اور وہ تجھ سے خوش ہے تو وہ تیری اس برائی کو بیان کرے گا جو تجھ میں نہیں ہوگی جب وہ تجھ سے ناراض ہوگا۔''

145- من قوم لسانه زان عقله و من سدد كلامه ابان فضله ومن من بمعروفه سقط شكره و من اعجب بحمله حبط اجره و من صدق فى مقاله زاد فى جماله۔

ترجمہ: ''جس آدمی نے اپنی زبان کو سیدھا کرلیا اس نے اپنی عقل کو مزین کرلیا اور جس نے اپنی گفتگو کو ٹھیک کر لیا تو اس نے اپنا کمال ظاہر کر دیا اور جس نے اپنی نیکی کا احسان جتلایا اس کا شکر ختم ہو گیا اور جو اپنی برداشت پر خوش ہوا اس کا اجر ضائع ہو گیا اور جس نے اپنے کلام میں صداقت اختیار کی اس نے اپنے حسن کو بڑھالیا۔''

146- قال بعض المُلوك لوزيره ماخير مايرزق به العبد قال عقل يعيش به قال فان عدمه قال فادب يتحلى به قال فان عدمه قال فمال يستره قال فان عدمه قال فصاعقة تحرقه وتريح البلاد والعباد منه۔

ترجمہ: ''بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ نے اپنے ایک وزیر سے سوال کیا کہ سب سے بہتر چیز کون سی ہے کہ جو بندے کو عطا کی گئی ہے وزیر نے کہا عقل کہ جس کے ذریعے زندگی بسر کرتا ہے بادشاہ نے پوچھا اگر عقل اس سے معدوم ہو جائے تو پھر؟ وزیر نے کہا ادب کہ جس سے وہ سنورا ہوا ہو، بادشاہ نے پوچھا اگر ادب بھی اس سے معدوم ہو جائے تو؟ وزیر نے جواب دیا کہ مال جو کہ اس کے عیوب کو چھپائے بادشاہ نے اگر وہ بھی معدوم ہو جائے تو؟ پھر وزیر نے کہا کہ بجلی جو کہ اسکو جلا ڈالے اور شہروں اور بندوں کو اس سے سکون عطا کرے۔''

147- ثمانية اذا هينوا فلا يلوموا الا انفسهم الآتىٰ مائدة لم يدع اليها والمتأمر على صاحب البيت فى بيته والداخل بين اثنين فى حديث لم يدخلاه فيه والمستخف بالسلطان والجالس فى مجلس ليس له باهل و المقبل بحديثه

علی من لا یسمعه و طالب الخیر من اعدائه وراجی الفضل من عند اللئام۔

ترجمہ: ''آٹھ قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ جب ان کی توہین کی جائے تو پس وہ کسی کو ملامت نہیں کرتے سوائے اپنے آپ کے 1-ایسے دسترخوان پر آنے والا جس کو بلایا نہ گیا ہو۔2- گھر کے مالک پر اس گھر میں حکم چلانے والا۔3-وہ آدمی جو دو باہم گفتگو کرنے والے آدمیوں کے درمیان ایسی بات میں گھس جائے جس میں انہوں نے اس کو داخل نہیں کیا تھا۔4-بادشاہ کی توہین و تحقیر کرنے والا۔5-ایسی مجلس میں بیٹھنے والا کہ جو اس مجلس کا اہل نہیں تھا۔6-اپنی بات پر متوجہ کرنے والا ایسے شخص کو جو اس کی بات کو بالکل سننا پسند نہیں کرتا۔7-اپنے دشمنوں سے خیر طلب کرنے والا۔8- کمینوں سے نیکی کی امید رکھنے والا۔''

(اس طرح کی علم و حکمت سے بھرپور باتیں اس کے علاوہ بے شمار ہیں۔لغت کی مشہور کتاب المنجد مترجم کا آخر ملاحظہ ہو جہاں سولہ سو سے زیادہ ایسی امثال و مواعظ ہیں ہم نے اختصار کے پیش نظر مفید الطالبین میں لکھے گئے اقوال پر ہی اکتفا کیا ہے)۔اب حضور ﷺ کے چند فرامین بمع تشریح ملاحظہ ہوں:

زندگی و موت کب بہتر ہے؟

عن ابی ھریرة قال قال رسول الله ﷺ اذا کان امراء کم خیارکم و اغنیائکم سمحائکم وامر کم شوری بینکم فظھر الارض خیر لکم من بطنھا واذا کان امراء کم شرار کم و اغنیاء کم بخلائکم وامور کم الی نسائکم فبطن الارض خیر لکم من ظھرھا۔ رواہ الترمذی۔ (مشکوۃ باب تغیر الناس ص 459)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے امراء تم میں کے بہترین لوگ ہوں اور تمہارے مالدار سخی ہوں اور تمہارا معاملہ آپس کے مشوروں سے طے ہوتا رہے تو تمہارے لئے زمین کی پیٹھ' زمین کے پیٹ سے بہتر ہے اور جب تمہارے امراء بدترین لوگ ہوں اور تمہارے مالدار بخیل ہوں اور تمہارے معاملات تمہاری عورتیں طے کرنے لگیں تو تمہارے لئے زمین کا پیٹ زمین کی پیٹھ سے بہتر ہے۔''

اس حدیث میں زمین کی پیٹھ سے مراد ''زمین کے اوپر زندہ رہنا'' اور زمین کے پیٹ سے مراد ''مر کر زمین میں دفن ہو جانا'' ہے۔ظاہر ہے کہ جب سلطنت کے امراء اور حکومت کے حکام نیک اور صالح لوگ ہوں گے تو ان کے عدل انصاف سے زمین پر امن و امان اور سکون و اطمینان کا دور دورہ ہوگا اور ظلم و طغیان' سرکشی و عصیان' غرض ہر قسم کے جرائم کا نا

نشان مٹ جائے گا اور دن رات زمین پر رحمت الٰہی کا نزول ہوتا رہے گا۔

اسی طرح جب مالدار سخی ہوں گے تو وہ اپنی دولت کو نیک کاموں میں خرچ کریں گے اور مساجد و مدارس اور دوسرے دینی اداروں اور اسلامی مرکزوں کی ترقی اور رونق بڑھے گی۔ کوئی ننگا' بھوکا نہیں رہے گا۔ غرباء مالداروں سے محبت کریں گے۔ امیر فقیری کی جنگ ختم اور طبقاتی کشمکش کا خاتمہ ہو جائے گا۔

اسی طرح جب امراء اور حکام کا تقرر اور تمام قومی معاملات آپس کے مشورہ سے طے پاتے رہیں گے تو بغض و کینہ اور تحاسد و تباغض کا روئے زمین سے جنازہ نکل جائے گا اور ہر شخص کو سکون و اطمینان کے ساتھ نیکیوں اور اعمال صالح میں مصروف و مشغول رہنے کا موقع ملے گا ایسی صورت میں جب کہ روئے زمین کا چپہ چپہ امن و چین اور سکون و راحت کی جنت بنا ہوا ہو اور ہر طرف تجارت آخرت کے بازار میں چہل پہل اور رونق ہی رونق نظر آ رہی ہے تو بلا شبہ یقیناً ایک مسلمان کی زندگی' اس کی موت سے بدرجہا خوشتر اور زمین کی پیٹھ زمین کے پیٹ سے بہتر ہو گی!

جب حکام و امراء نافرماں ہو جائیں

برخلاف اس کے جب حکومت کے امراء و حکام بدکار و حرام کار اور عیاش و بدمعاش ہوں گے تو ظاہر ہے کہ عدل و انصاف نہ ہونے سے زمین پر ہر طرف فتنہ و فساد کا بازار گرم ہو گا اور ہر چہار جانب روئے زمین پر شیطان کا راج ہو گا۔

اسی طرح جب مالدار بخیل ہو جائیں گے اور صدقات و خیرات کا دروازہ بند ہو جائے گا تو غرباء و مساکین ننگے بھوکے ہوں گے۔ مزدور و سرمایہ دار کی جنگ شروع ہو جائے گی اور طبقاتی کشمکش کا اژدھا منہ پھاڑے ہوئے زمین پر لہراتا ہو گا۔ مساجد و مدارس کی رونق میں کمی اور دینی اداروں کی بہاریں نذر خزاں اور اسلامی مراکز کے گلشنوں میں ویرانی کے الو بول رہے ہوں گے۔ دینداری کی مجلسوں کے چراغ بجھ چکے ہوں گے اور ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہو گا!

اسی طرح جب لوگ تمام معاملات میں عورتوں کے مشوروں کو دخیل بنا لیں گے تو ظاہر ہے کہ یہ ناقصات عقل و دین ایسا ہی مشورہ دیں گی جو تباہی و بربادی کا سگنل اور دین و دنیا کی خرابیوں کیلئے ہری جھنڈی ہو گی اور ملک و ملت کی ساری شان و شوکت غارت ہو کر رہ جائے گی۔ غرض ساری دنیا طرح طرح کے جرائم و مفاسد کا بھیانک جنگل اور پوری زندگی دینی دنیاوی ہلاکتوں اور بربادیوں کا جہنم بن کر رہ جائے گی۔ ایسی صورت میں بلاشبہ یقیناً ایک مسلمان کی موت اس کی زندگی سے بدرجہا اچھی اور زمین کا پیٹ زمین کی پیٹھ سے ہزاروں درجہ بہتر ہو گا۔

اسی لئے ایک حدیث شریف میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لاتذھب الدنیا حتی یمر الرجل علی القبر فیتمرغ علیہ

ويقول ياليتنى كنت مكان صاحب هذا القبر۔ (مسلم ج ص 294)

ترجمہ: ''میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ دنیا اس وقت تک نہیں جائے گی۔ یہاں تک کہ آدمی کسی قبر پر جا کر لوٹے گا اور کہے گا کہ کاش اس قبر والے کی جگہ میں ہوتا۔''
(منتخب حدیثیں از علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی)

دنیا نگاہ نبوت میں

عن ابن مسعود ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نام على حصير فقام وقد اثر فى جسده فقال ابن مسعود يا رسول الله لو امرتنا ان نبسط لك ونعمل فقال مالى والدنيا ما انا و الدنيا الا كراكب ستظل تحت شجرة ثم راح و ترك۔ (مشکوٰۃ کتاب الرقاق ص 442)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سو کر جب اٹھے تو آپ کے جسم مبارک پر چٹائی کا نشان پڑ گیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاش آپ ہم لوگوں کو حکم فرماتے کہ ہم لوگ آپ کیلئے بچھونا بچھا دیتے اور آپ کی راحت کا سامان کر دیتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے دنیا سے کیا مطلب! میری اور دنیا کی مثال تو ایسی ہے جیسے کوئی سوار کسی درخت کے سایہ میں (کچھ دیر) بیٹھ جاتا ہے پھر اس درخت کو چھوڑ کر چل دیتا ہے!''

اس حدیث کو امام احمد اور امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے!

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قابل رشک زندگی

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا سے بے رغبتی، عیش و آرام سے نفرت اور متواضعانہ زندگی کی ایک ایسی تصویر نظر آتی ہے کہ اس کے تصور ہی سے ہم دنیاداروں کے قلب پر چوٹ لگتی ہے کہ اللہ! اللہ! عزوجل دونوں عالم کے سردار، محبوب پروردگار حضور احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھردری چٹائی پر بغیر بچھونے کے سوتے تھے۔ یہاں تک کہ چٹائیوں کی تیلیوں سے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم نازک پر نشان پڑ جاتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس روح فرسا منظر کی تاب نہ لا سکے۔ بلبلا اٹھے اور چٹائی پر بچھونا بچھا دینے کی تمنا ظاہر کی۔ تو شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ مجھ کو دنیا کے عیش و آرام سے کیا مطلب؟ اور مجھے دنیا سے کیا تعلق؟ میری دنیاوی زندگی کی مثال تو ایسی ہی ہے جیسے کوئی سوار سفر میں اپنی منزل مقصو

کی طرف جارہا ہے، راستے میں کوئی سایہ دار درخت مل گیا تو وہ تھوڑی دیر اس درخت کے سایہ میں بیٹھ گیا پھر اس درخت کو چھوڑ کر چل دیا۔ یہی مثال دنیا کی ہے کہ ہم سب عالم آخرت کے مسافر ہیں اور زمانے کے تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہیں۔ عالم آخرت کو جاتے ہوئے یہ عالم دنیا ایک سایہ دار درخت کی طرح راستے میں مل گئی ہے۔ اس کے سائے میں چند دن بیٹھ کر' پھر اس کو چھوڑ کر اپنی منزل مقصود یعنی عالم آخرت کی طرف روانہ ہو جاتا ہے۔ تو جس طرح سائے دار درخت کے سایہ میں بیٹھنے والا مسافر نہ وہاں پلنگ بچھاتا ہے نہ بچھونا بچھاتا ہے، نہ مکان بناتا ہے، نہ کوئی عیش و آرام کا سامان کرتا ہے۔ اسی طرح میں بھی اس دنیا میں بجز بقدر ضرورت سامان کے عیش و آرام کا کوئی ساز و سامان پسند نہیں کرتا!

معلوم ہوا! حضور ﷺ کو امیرانہ زندگی بالکل ہی پسند نہیں تھی، اسی لیے بار بار فرمایا کرتے تھے کہ میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں کہ میں بادشاہوں کی طرح زندگی بسر کروں۔ میں تو خدا کا رسول اور خدا کا بندہ ہوں۔ میں ایک بندے کی طرح کھاتا ہوں' ایک بندے کی طرح اٹھتا بیٹھتا ہوں۔ ایک بندے کی طرح زندگی بسر کرتا ہوں! آپ کو مسکینوں کی زندگی سے بے حد محبت تھی۔ چنانچہ انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ اس طرح دعا مانگا کرتے تھے:

اللھم احینی مسکینا و امتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین۔

ترجمہ: ''یا اللہ عزوجل تو مجھے مسکینوں کی سی زندگی عنایت فرما اور ایک مسکین کی سی موت عطا فرما اور مسکینوں کی جماعت میں میرا حشر فرما!''

یہ دعا سن کر ام المومنین حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا صبر نہ کر سکیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس طرح کی دعا کیوں مانگ رہے ہیں تو ارشاد فرمایا!

انھم یدخلون الجنۃ قبل اغنیاء ھم باربعین خریفا یا عائشۃ لاتردی المساکین ولو بشق تمرۃ یا عائشۃ احبی المساکین و قربیھم فان اللہ یقربک یوم القیامۃ۔ (مشکوٰۃ باب فضل الفقراء ص447)

ترجمہ: ''یقیناً یہ (مسکین) لوگ مالداروں سے چالیس برس پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اے عائشہ! تو مسکین کو خالی ہاتھ مت لوٹا دے کچھ نہ ہو تو کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے دینا۔ اے عائشہ! تو مسکینوں سے محبت کر اور ان کو اپنے قرب میں جگہ دے تو اللہ تعالیٰ تجھے قیامت کے دن اپنا قرب عطا فرمائے گا!''

اگر دنیا میں رہنا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ نے جذبہ محبت میں میرے کندھے پر ہاتھ

رکھ کر فرمایا:

کن فی الدنیا کانک غریب اوعا بر سبیل وعد نفسک من اصحاب القبور۔

(مشکوٰۃ باب الامل والحرص ص 450)

تم دنیا میں ایک پردیسی کی طرح رہو بلکہ ایک راستے پر چلنے والے مسافر کی طرح رہو اور اپنی ذات کو قبر والوں یعنی مردوں میں شمار کرو۔

مطلب یہ ہے کہ پردیسی آدمی' یا راستہ چلنے والا مسافر جس طرح بہت ٹھاٹھ باٹھ اور ساز و سامان سے گراں بار نہیں ہوتا اور پردیس یا راستہ سے کوئی زیادہ دلچسپی اور لگاؤ نہیں رکھتا، اسی طرح تم بھی دنیا کے ساز و سامان سے زیادہ تعلق اور قلبی لگاؤ مت رکھو!

واضح رہے کہ جن خاص خاص صحابہ کو حضور ﷺ نے مسکینوں کی طرح زندگی بسر کرنے کا حکم دیا یہ کوئی وجوبی حکم نہیں تھا بلکہ یہ استحبابی حکم تھا۔ یہ حضور رحمت عالم ﷺ کا کمال کرم ہے کہ خود تو مسکینوں کی سی زندگی گزاری مگر اپنی امت کو ہر قسم کی حلال راحتوں اور جائز ساز و سامان رکھنے کی اجازت عطا فرمائی ہے اور اس بارے میں اپنی امت کو قرآن کا یہ فرمان بار بار سنایا ہے:

قل من حرم زینہ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبت من الرزق۔

یعنی اے محبوب! آپ لوگوں کو سنا دیجئے کہ کس نے اللہ عزوجل کی اس زینت (کے سامان) کو حرام کیا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے نفع اٹھانے کیلئے پیدا فرمایا ہے اور کون ہے جو حلال اور پاکیزہ رزق کو حرام ٹھہرائے؟

بہر حال ہر قسم کے آرام و راحت کے سامانوں کو بشرطیکہ وہ حلال اور جائز ہوں، حضور ﷺ نے اپنی امت کو اس کے استعمال کرنے اور اس سے نفع اٹھانے کی اجازت دی ہے۔ لہٰذا ایک مسلمان کیلئے ہر قسم کا سامان راحت رکھنا اور برتنا جائز ہے بس شرط یہی ہے کہ وہ حلال اور جائز ہو۔ واللہ اعلم!

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے:

حدیث شریف میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر۔ (مشکوٰۃ ۴۳۹، رواہ مسلم)

ترجمہ: ''دنیا مومن کیلئے قید خانہ ہے اور کافر کیلئے (خوشنما) باغ ہے۔''

لانھما ضیقۃ علی المؤمن یرید الخروج منھا دائما الی فضاء القدس و

الکافر یتمنی الخلود فیھا لرکونہ الیھا فینھمک فی التمتع بھاویرید ان یحصل لہ کل لذۃ منھا۔

کیونکہ مومن پر دنیا تنگ ہے وہ اس سے گھبرا کر نکلنا چاہتا ہے اور فضائے قدس میں جانا چاہتا ہے جبکہ کافر اس میں ہمیشہ رہنے کی تمنا کرتا ہے دنیا کی طرف اس کا دل مائل رہتا ہے۔ دنیا کی نعمتوں سے متمتع ہوتا رہتا ہے اور اس کو سب کچھ سمجھتا ہے جبکہ ایمان دار جانتا ہے کہ

؎ جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے ۔ یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں

امام حسن رضی اللہ عنہ سے یہودی کا سوال

ایک مرتبہ امام حسن رضی اللہ عنہ غسل فرما کر گھر سے باہر تشریف لائے' اس وقت آپ نے ایک قیمتی لباس زیب تن فرما رکھا تھا اور آپ انتہائی وجاہت اور شان وشوکت کے ساتھ گزر رہے تھے۔ اس دوران راستہ میں ایک یہودی شخص سے ملاقات ہوگئی' اس نے ٹاٹ کا معمولی سا لباس پہن رکھا تھا اور بیمارس سے بدحال ہو چکا تھا' فقر وفاقہ نے اسے نڈھال کر رکھا تھا' سورج اپنے جوبن پر آگ برسا رہا تھا اور اس یہودی نے اپنی گدی پر پانی کا گھڑا اٹھا رکھا تھا' جب اس نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا تو انہیں روک کر کہا: ''اے رسول اللہ کے بیٹے! میں تجھ سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں''۔ ''کیا سوال ہے۔'' حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا:

''آپ کے نانا جان کا ارشاد ہے کہ دنیا مومن کیلئے قید خانہ ہے اور کافر کیلئے جنت ہے۔'' (مسلم 2956)

جبکہ آپ مومن اور میں کافر ہوں پھر بھی کیا وجہ ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ دنیا آپ کیلئے جنت ہے کہ آپ اس میں مزے اڑا رہے ہیں اور میرے لئے قید خانہ ہے کہ اس کی تکالیف نے مجھے ہلاک کر دیا اور اس کے فقر نے مجھے مشقت میں ڈال دیا'' اس یہودی کے سوال کا حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے یہ جواب دیا:

''اے شخص' اگر تو ان نعمتوں کو دیکھ لے جو اللہ تعالیٰ نے آخرت میں میرے لئے تیار کی ہیں تو تجھے یقین ہو جائے گا کہ میں ان نعمتوں کی طرف نسبت کرتے ہوئے قید خانہ میں ہوں اور اگر تو اس عذاب کو دیکھ لے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے آخرت میں تیار کر رکھا ہے تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ تو اس عذاب کی طرف نسبت کرتے ہوئے کشادہ جنت میں ہے''۔ (الحسن الحسین ص:16)

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ دنیا کیا ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

چیست دنیا از خدا عاشق بدن ۔ نے قماش و نقرہ و فرزندوزن

خدا سے غافل ہو جانے کا نام دنیا ہے نہ کہ سونا چاندی اور بیوی بچے۔

لہٰذا اے ابنِ آدم! جہاں تک فرصت ملے اُسے غنیمت جان، ہر کام وقت پر کر، تیرے سرور کی افراط تجھے آنے والے غم سے کہیں غافل نہ کر دے، اپنے نفس پر ذمہ داریوں کا بوجھ زیادہ نہ ڈال کیونکہ خبر نہیں کل کیا ہو، اللہ نے تلاشِ رزق تجھ پر واجب کی ہے وقتِ اَجل تک اس میں مصروف رہ، غرور کرنے والوں میں سے نہ بن کہ جمع کی ہوئی دولت کو قرار نہیں، دوسروں کے مال و دولت کو رشک کی نظر سے نہ دیکھ کہ وہ کسی کے پاس دائماً رہنے والی چیز نہیں۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی امام حسن رضی اللہ عنہ کو وصیت:

جب ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ صاحب فراش ہو گئے تو ایک دن حضرت حسن رضی اللہ عنہ روتے ہوئے حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: ''اے میرے بیٹے! مجھ سے چار پھر مزید چار باتیں یاد رکھو''۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ابا جان! پہلی چار باتیں کون سی ہیں؟'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: 1- سب سے بڑی دولت عقل کی دولت ہے۔ 2- سب سے بڑا فقر حماقت ہے۔ 3- سب سے بڑی وحشت خود پسندی ہے۔ 4- سب سے اچھی صفت خوش اخلاقی ہے''۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ''دوسری چار باتیں کون سی ہیں؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''1- احمق آدمی کی صحبت سے بچتے رہنا' کیونکہ وہ تجھے نفع پہنچانا چاہے گا مگر نقصان پہنچا دے گا۔ 2- جھوٹے شخص سے کبھی دوستی نہ کرنا کیونکہ وہ دور کو تیرے قریب اور قریب کو دور کر دے گا۔ 3- بخیل آدمی سے بچنا کیونکہ تو اس کا اتنا حاجت مند نہیں ہوگا جتنا وہ تیرا حاجت مند ہوگا اور وہ تجھے چھوڑ کر بیٹھ جائے گا۔ 4- برے آدمی کی صحبت نہ اختیار کرنا کیونکہ وہ تجھے چند پیسوں کے عوض بیچ دے گا۔'' (تاریخ الخلفاء، ص:292)

ایک دلچسپ مکالمہ

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کچھ سوالات کئے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی کو ان سوالات کے جواب پیش کئے۔

''حلیۃ الاولیاء'' اور ''المعجم الکبیر'' میں اس واقعہ کو یوں نقل کیا گیا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ: ''اے میرے بیٹے! درستگی کا راستہ کیا ہے؟''

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: برائی کو نیکی کے ذریعہ ختم کرنا''

حضرت علی رضی اللہ عنہ: شرافت کیا ہے؟

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: کھانا تو گھر والوں کیلئے بنائے لیکن خیال سب کا رکھے"

حضرت علی رضی اللہ عنہ: سخاوت کیا ہے؟

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: "مالداری اور تنگدستی دونوں حالتوں میں خرچ کرنا"

حضرت علی رضی اللہ عنہ: کمینہ پن کیا ہے؟

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: آدمی اپنے مال کو تو بچا کر رکھے لیکن اپنی عزت کو برباد کر دے"

حضرت علی رضی اللہ عنہ: "بزدلی کیا ہے؟"

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: دوست کو بہادری و جرأت دکھانا اور دشمن سے دامن بچاتے پھرنا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: "غنی و مالداری کیا ہے؟"

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: "نفس کا اللہ کی تقسیم پر راضی رہنا خواہ اسے دنیا تھوڑی ہی کیوں نہ ملی ہو"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: "بردباری کیا ہے؟"

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: غصہ کو پی جانا اور نفس پر قابو رکھنا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: سب سے بڑی رکاوٹ کیا ہے؟

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: بہادر لوگوں کی سختی اور بڑے لوگوں سے جھگڑا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: ذلت کیا ہے؟

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: صدمہ کے وقت برداشت سے کام نہ لینا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: نادانی کیا ہے؟

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: فضول گفتگو میں مشغول ہونا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: بزرگی کس چیز کا نام ہے؟

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: لوگوں کے تاوان و واجبات ادا کرنا اور جرم کو معاف کرنا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: سرداری کیا ہے؟

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: اچھے کام کرنا اور برے افعال سے اجتناب کرنا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: بے وقوفی کیا ہے؟

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: گھٹیا لوگوں کی اتباع اور سرکش لوگوں کی محبت۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: غفلت کیا ہے؟

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: مسجد کو چھوڑ دینا اور برے لوگوں کی اطاعت کرنا۔ (حلیۃ الاولیاء، ج:2 ص:36 والمعجم الکبیر، ج:3، ص:68)

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اے طالب! دنیا ایک کشتی ہے جو کہ پانی پر ہو اور ملک ہے جو بے آب ہو۔ تو غواص غوطہ خور ہو جا اور غرق ہو جانے والا مت ہو' ایسا کر کہ کسی کو تیرے ہاتھ سے فیض پہنچے اور اس طرح مت کر کہ کسی کا دل ٹوٹے صفت بادشاہ دین پناہ کی یہ لائق ہے کہ مٹانے والا ظلم وستم کا ہو اور جاننے والا نفع ونقصان رعیت کا ز ہے۔ اس کو چاہیے کہ غفلت کے نزدیک تک نہ آنے دے دنیا کو بہت ہی ادنیٰ اور ذلیل وحقیر جان' طالب عقبیٰ کا مت ہو عقبیٰ کو عقوبت اور عذاب سمجھ' طالب مولیٰ کا رہو کیونکہ اس کا طالب مذکر اور دانا اور بہادر ہوگا۔

ط م ع یعنی طمع اور خ واری (خواری) کو خوب سمجھ لے اس کے دفعیہ کیلئے م ک ر و ع ق ل (مکر وعقل) دنیا کو اپنے پاس سے دور کر دے۔ اور خ ر د ا ی م ا ن ر ز ح ق (خرد ایمان از حق) طلب کر۔ م ر ش د ر ا ق ب ل ہ (مرشد را قبلہ) مان اس کے آگے د ر ج ذ ب ح ا ض ر ش و (در جذب حاضر شو) یعنی حالت جذب میں حاضر ہو جا اور نفس کو ف ر ب ہ (فربہ) مت کر اور میری نصیحت قبول کر۔ تو سمجھ لے کہ اگر تو صفت ہزاری (امیر) بھی ہو گیا تو کیا ہوا' تو ایک خاک کی گرد ہے (اور آخر میں) خاک کی گرد ہی ہو جائے گا۔ تو ایک قطرہ (غلیظ) منی کا ہے تو سو کیوں خودی اور شیخی اپنی کرتا ہے آخر تو تیری سب کی سب اور تمام پونجی صرف سولہ گز کفن ہی دنیا کے مال سے ہے۔ میں گمان کرتا ہوں کہ وہ بھی تو لے جائے یا نہ لے جائے۔ سوائے غافل: تو یہ خوب سمجھ لے کہ ما و منی (اپنی شیخی وخود پسندی وغیرہ) کو اپنے سے دور کر دے اور مرد راہ حق ہو جا اور جو کوئی حق سے بیگانہ ہو اس کو اپنے پاس مت رکھ۔ دولت کو ایک عذاب جان اور اس کو اہل فاقہ لوگوں کو دے اور تصدق کر کیونکہ آخر قبر میں کیڑے کھائیں گے۔

اور اگر تو نے یہ بخشش میں دیدی تو (خدا کے فضل سے) وہ تیرے دوستدار رہیں گے۔

(یہ بھی سمجھ کہ) یہ تیرے سب کے سب پیر اور ہاتھ تیرے دشمن ہیں۔ جس وقت تو جان دے گا پاؤں کہے گا کہ کیوں بری جگہ پر تو گیا تھا؟ ہاتھ کہے گا کہ کیوں تو نے دوسرے کی چیز لی تھی، آنکھ کہے گی کہ کیوں بری نظروں سے اور برائی کو تو نے دیکھا تھا۔ ایسا ہی تو اور بھی خیال کر لے اور کسی چیز کا دعویٰ اور کسی چیز کی خواہش نہ کر بلکہ اپنے گناہوں کیلئے دن رات استغفار مانگا کر اور حق استاد کا بجالا اور ضعیف وکمزور مخلوق پر رحم کر لقمہ حرام کا مت کھا۔ بے آبروئی کی جگہ پر مت چل جو کوئی عزت کرے اس کے پاس بیٹھ۔

دس چیزیں دس چیزوں کو کھا جاتی ہیں:

(حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں) ایک بزرگوار کا فرمودہ ہے کہ یہ دس چیزیں اپنی مقابل کی دس چیزوں کو کھا لیتی ہیں۔ اول توبہ گناہوں کو کھاتی جاتی ہے۔ دوم جھوٹ رزق کو چٹ کر جاتا ہے۔ سوم غیبت عمل کو کھا جاتی ہے۔ چہارم غم عمر کو کھا کر کم کر دیتا ہے۔ پنجم صدقہ بلا کو کھا کر دور کر دیتا ہے۔ ششم غصہ عقل کو کھا جاتا ہے۔ ہفتم پشیمانی سخاوت کو کھا جاتی ہے۔ ہشتم تکبر علم کو کھا لیتا ہے۔ نہم نیکی بدی کو کھا جاتی ہے۔ دہم ظلم عدل کو کھا جاتا ہے۔ یاد رکھ کہ میں یہ ہر ایک طالب کے آگے کہتا ہوں تا کہ وہ اس پر عمل کرے اور میرے حق میں دعا مانگے اور مجھ کو یاد رکھے اور خدا تعالیٰ کو پہچانے اور ہرگز غیر اللہ پر نظر نہ رکھے۔

اور طالب کو چاہئے کہ منی اور ما و من (یعنی خودی و خود پسندی اور شیخی و تکبر وغیرہ) کو چھوڑ دے اور ان کو اپنے شہر (وجود) سے بالکل نکال ڈالے اور جو اسما میں نے پیچھے لکھے ہیں مجھ سے ان کی صفتیں بیان نہیں کی جا سکتیں چاہئے کہ ان کو اپنا ورد بنائے۔

چار سو پیغمبروں کی تعلیمات کا نچوڑ:

(فرمایا) لقمان حکیم سے مذکور ہے کہ میں چار سو پیغمبروں کی خدمت بجا لایا اور ان سے آٹھ ہزار کلمے میں نے حاصل کئے۔ ان میں سے آٹھ کلمے میں نے ایسے انتخاب کئے ہیں کہ ان سے تجھ کو خدا شناسی حاصل ہو اور وہ آٹھ سخن یہ ہیں۔

اول: جب تو نماز میں ہو تو اپنے دل پہ نگاہ رکھ۔ (یعنی دل کی برے خیالات سے حفاظت کر)

دوم: جماعت کے ساتھ یار اور رفیق رہ۔

سوم: جب کسی کے گھر جائے تو اپنی آنکھ کو نگاہ رکھ۔

چہارم: جب لوگوں میں آئے تو اپنی زبان کو نگاہ رکھ۔

پنجم: خدا تعالیٰ عزوجل کو فراموش مت کر۔

ششم: موت کو (اپنے دل سے) بھولائے مت رکھ۔

ہفتم: جبکہ تو نے کسی کے حق میں کوئی نیکی کی ہو تو اس کو بھول جا۔

ہشتم: جس نے تیرے حق میں کوئی بدی کی ہو اس کو فراموش کر دے۔

اے عزیز! ایسی باتوں کو یاد رکھ میں نے تو یہ تمام عمر اپنے ہمراہ رکھی ہیں اور میں نے اپنی حضرت قبلہ صاحب سے سنا تھا کہ میری جائے پیدائش ہجویر ہے۔

حرسها الله عن الافات والحادثات وصانها الله تعالیٰ عن الملك اظالم۔

ترجمہ: ''(یعنی نگاہ رکھے اس کو اللہ تعالیٰ تمام آفاتوں اور حادثوں سے محفوظ رکھے اس کو اللہ تعالیٰ بادشاہ ظالم سے) اس میں نے بہت سے عجائب دیکھے اگر میں ان کو حوالہ قلم کروں تو خود (قلم کالے کالے آنسو بہانے لگے اور تحریر سے عاجز آجائے۔''

خطاب بہ نفس:

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنے آپ کو خطاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اے علی! تو یوں ہی کیوں خوش طبعی کرتا ہے۔ تو ایک مرد پرنور مثل طور کے پُرظہور ہے اور شیطان سے تو دور ہے۔ اس وقت تو جہان میں ایک نور ہے۔ اپنے آپ کو خاک کردے۔

اے علی! تو نے بہت سے سفر اختیار کئے ہیں مگر آخر دو ملعونوں کو تو نے چن کر نہ پکڑ لیا۔ معلوم ہوا کہ تو نے کچھ نہیں دیکھا۔ اپنے آپ کو خاک کردے تا کہ باطن کو دیکھے۔

اے علی! تو عجب دلستانی (یعنی دل لبانیوالا) یوسف کنعانی ہے اور تو جان جہانی (یعنی جہان کی جان) ہے اور تو جاننے والا صورت و معانی کا ہے۔ آخر تو نے کیا پڑھا ہے کہ اس طرح تو اضطراری و بیقراری میں رہا ہے۔ تو نے اپنے پاس سے اپنے دشمنوں کو ہانک کر انہی بھگا دیا اپنے اوپر گرد عصیاں کی یونہی چڑھائی۔ تو اپنے ہاتھ سے جوہر نہیں بکھیرتا۔

اے محل دانائی! تو اپنے دل میں عمارت تعمیر کر کیا تو نے نہیں سنا کہ عمارت غارت ہے۔ اجر و لبن یعنی پختہ اینٹوں اور کچی اینٹوں کا ذکر و انتظام (خیال موت و یاد قبر) بہت عمل میں لاتا کہ عمارت دلکشا بن جائے۔

اے علی! تو ایک مرد عاقل و بالغ ہے اور اولیا اور صاحب تاج و تخت اور اوپر تختہ فقر کے سونے والا فقیر ہے۔ تو کوئی درخت نیک اگا کر اس کی پرورش کرتا کہ اس کا ثمر پائے اور جب تک تو ایک پیر ہے اور جب تک تو (لوگوں کے نزدیک) دلپذیر ہے اور جب تک تو بادشاہ کا وزیر ہے اپنی اس وزیری کو دلگیری میں خاک کردے۔

اے علی! تو بادشاہ ہے مثل ماہ کے بہت آسرا لے (غیر کا) جب تک کہ تو مرد راہ (حق) ہے اور جب تک تو شیر ہے مت برباد کر تو ایک برگ کاہ کو بھی۔ ایسا نہ ہو کہ روسیاہی پیش آئے۔ اپنے آپ کو خاک کردے جبکہ تو ایک مرد الٰہی ہے۔

اے علی! تو ایک مہر (یعنی آفتاب) اور والا قدر سپہر (یعنی آسمان) اور رکھنے والا مہر (یعنی محبت حق) کا ہے تو خوش رہ اور اپنے آپ کو خاک کردے جب تک کہ تو مرد حور چہر (یعنی روشن چہرے والا) رہے۔

اے علی! تو چمکتے ہوئے جوہر رکھتا ہے، تو ان کو مثل ایک مالک کے رکھتا ہے اور ان کی باربرداری کرتا ہے سو تو اپنے

مصر (دل) میں کوئی خواری وخرابی مت دیکھے اور مت کر ایسا جیسا کہ کوئی بڑھیا پابند حرص وہوا کرتی ہو۔ صرف حق کے ساتھ دمساز ہو اور مت ہو کبھی کچھ شرک والا۔ یاد نور حق میں ساتھ خوشبو کے شغل رکھ اور صبوری کو اپنے اوپر لازم کر لے۔

اللہ تعالیٰ کے کرم پر نازاں مت ہو اور افشاء راز قضا کا مت کر نماز بجالا تارہ۔ کیونکہ تو ایک کامل عامل اور حامل بار سختی کا ہے اور آخر نیک بختی والا ہے اپنی جزا بصورت سختی تو روا نہیں رکھتا۔

اے طالب! تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے اس پر عمل کر' اے علی: تو کیوں قصے افسانے پڑھتا ہے تو اپنا کام کر' کیا تو نے نہیں سنا کہ قافلے والے یوں کہہ گئے ہیں کہ بندھنوں کو توڑ دو اور واصل حق ہو جاؤ اور سوائے اس کے کسی دوسرے کو مت ڈھونڈھو۔

اے میرے طالب! تو بے دل مت ہو۔ اپنے حق تعالیٰ کی یاد میں رہ گزار رہ اور اپنے آپ کو سختی میں رکھ اور اپنے اوپر محنت کھینچ تا کہ تو مرد بنے۔ (فقر نامہ معروف بہ کشف الاسرار)

امام الانبیاء ﷺ کی تین نصیحتیں:

رحمت عالم ﷺ کا ابر رحمت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر جھوم جھوم کر برستا رہتا تھا۔ بعض اوقات رسول اللہ ﷺ ان کو بطور خاص کچھ وصیتیں فرماتے اور پھر ان کا اعلان کرنے کی ہدایت دیتے۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عیادت کیلئے حاضر ہوئے۔ ان کو اندر آنے کی اجازت ملی تو وہ سلام کر کے کھڑے ہو گئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سینہ سے ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے سینہ مبارک پر تھے اور آنحضرت ﷺ نے پاؤں مبارک لمبے کئے ہوئے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''ابو ہریرہ! میرے قریب ہو جاؤ''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ قریب ہو گئے۔

رسول اقدس ﷺ نے دوبارہ فرمایا: ''ابو ہریرہ! قریب ہو جاؤ''۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور قریب ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں تیسری مرتبہ قریب ہونے کیلئے ارشاد فرمایا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اب میں رسول اقدس ﷺ کے اتنا قریب ہو گیا کہ میرے پاؤں کی انگلیاں رسول اللہ ﷺ کے پائے اقدس کی انگلیوں سے مل گئیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

''بیٹھ جاؤ'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی چادر کا کنارہ مجھے دے دو۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر کا کنارہ رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک میں دے دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے ابو ہریرہ! میں تمہیں چند باتوں کی وصیت کرتا ہوں تم انہیں نہ چھوڑنا''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! ارشاد فرمائیے''

چنانچہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا:

نمبر 1: جمعہ کے دن غسل کرو، جمعۃ المبارک کی نماز کیلئے جلدی جاؤ اور مسجد میں فضول باتیں نہ کرو۔

نمبر 2: ہر مہینہ میں تین روزے رکھو یہ تمہارے لئے تمام عمر کے (نفلی) روزہ رکھنے کیلئے کافی ہوں گے۔

نمبر 3: صبح کی سنتیں نہ چھوڑو اگرچہ پوری رات نماز پڑھتے رہو۔

رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ یہ ارشادات دہرائے پھر فرمایا:

''اے ابو ہریرہ! چادر کھینچ لو''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے چادر کھینچ کر اپنے سینے سے لگالی اور عرض کیا:

''یا رسول اللہ! ان باتوں کو چھپاؤں یا عام لوگوں میں ان کا اعلان کروں؟'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ان کا اعلان کرو۔'' (الاصابہ 208/4)

پانچ سنہری اصول:

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے فرمایا:

''کون ہے جو مجھ سے یہ چند خاص باتیں سیکھ لے پھر وہ خود ان پر عمل کرے یا دوسرے عمل کرنے والوں کو بتائے''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں حاضر ہوں۔

چنانچہ رسول اقدس ﷺ نے از راہ شفقت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا اور گن کر یہ پانچ باتیں بتائیں، ارشاد فرمایا:

نمبر 1: ''جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دی ہیں ان سے بچو اور ان سے پورا پورا پرہیز کرو، اگر تم نے ایسا کیا تو تم بہت بڑے عبادت گزار ہو گے۔

نمبر2: اللہ تعالیٰ نے جو تمہاری قسمت میں لکھا ہے اس پر راضی اور مطمئن ہو جاؤ اگر تم ایسا کرو گے تو بڑے بے نیاز اور دولت مند ہو جاؤ گے۔

نمبر3: اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر تم ایسا کرو گے تو مومن کامل بن جاؤ گے۔

نمبر4: جو تم اپنے لئے چاہتے ہو اور پسند کرتے ہو وہی چیز دوسرے لوگوں کیلئے بھی چاہو اور پسند کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو حقیقی مومن اور پورے پورے مسلمان بن جاؤ گے۔

نمبر5: اور زیادہ ہنسا نہ کرو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔'' (رواہ احمد والترمذی)

اصل الاصول:

حضور ﷺ نے اپنی امت کو جو نصیحتیں ارشاد فرمائیں ان میں سے ایک بہت بڑی نصیحت یہ ہے۔

علامۃ اعراض اللہ تعالیٰ عن العبد اشتغالہ بما لا یعنیہ وان امرء ذھبت ساعۃ من عمرہ فی غیر ما خلق لہ لجدیر ان تطول علیہ حسرتہ و من جاوز الاربعین ولم یغلب علیہ خیرہ شرہ فلیتجھز الی النار۔

ترجمہ: ''بندے کا غیر مفید کاموں میں مشغول ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنی نظر عنایت پھیر لی ہے اور جس مقصد کیلئے بندے کو پیدا کیا گیا ہے اگر اس کی زندگی کا ایک لمحہ بھی اس کے علاوہ گزر گیا تو وہ اس بات کا حقدار ہے کہ اس کی حسرت طویل ہو جائے اور جس کی عمر چالیس سال سے زیادہ ہو جائے اور اس کے باوجود اس کی برائیوں پر اس کی اچھائیاں غالب نہ ہوں تو اسے جہنم کی آگ میں جانے کیلئے تیار رہنا چاہئے۔'' (تفسیر روح البیان، سورۃ بقرۃ تحت آیت 232 جلد 1 صفحہ 363)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ایھا الولد میں اپنے ایک شاگرد کو نصیحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اے محبت کرنے والے بہت ہی پیارے بچے۔

اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی اطاعت میں لمبی عمر عطا فرمائے اور اپنے پیاروں کے راستے پر چلنا نصیب فرمائے یہ بات ذہن نشین کر لے۔ نصیحت کے مہکتے پھول تو حضور ﷺ کی حدیث وسنت سے حاصل ہوتے ہیں اگر تمہیں حضور ﷺ کی بارگہ سے فیضان نصیحت حاصل ہو چکا ہے تو پھر میری کسی نصیحت کی ضرورت نہیں اور اگر بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے نصیحت نہیں پہنچی تو یہ بتاؤ تم نے گزرے ایام میں کیا حاصل کیا۔ مزید فرمایا۔

نصیحت کرنا تو آسان ہے مگر عمل کرنا مشکل ہے

نصیحت کرنا تو آسان ہے مگر...... مگر اس کو قبول کرنا (یعنی اس پر عمل کرنا) بہت ہی مشکل ہے...... کیونکہ جن لوگوں کے دلوں میں دنیاوی لذات اور نفسانی خواہشات کا غلبہ ہو ان کو نصیحت و بھلائی کی باتیں کڑوی لگتی ہیں...... بالخصوص اس رسمی طالب علم کو نصیحت زیادہ کڑوی لگتی ہے جو اپنی واہ واہ چاہنے اور دنیاوی شہرت کے حصول میں مگن ہو...... کیونکہ وہ اس گمان فاسد میں مبتلا ہوتا ہے کہ ''اسے کامیابی اور آخرت میں نجات کیلئے صرف علم ہی کافی ہے اور عمل کی کوئی ضرورت نہیں''...... حالانکہ یہ تو فلسفیوں کا نظریہ ہے...... اور یہ شخص اتنا بھی نہیں جانتا کہ علم حاصل کرنے کے بعد اس پر عمل نہ کرنا آخرت میں شدید پکڑ کا باعث ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب ﷺ کا فرمان عبرت نشان ہے۔

اشد الناس عذابا یوم القیامة عالم لاینفعه الله بعلمه۔

یعنی: قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس عالم کو ہوگا جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے علم کے سبب کوئی فائدہ نہ پہنچایا۔'' (شعب الایمان للبیہقی باب فی نشر العلم الحدیث 1778 ج 2 ص 285)

سید الطائفہ حضرت سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو بعد وصال کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا:

''اے ابوالقاسم! کچھ ارشاد فرمائیے (بعد وفات کیا بیتی؟)'' فرمایا:

''علمی ابحاث اور علمی نکات کی باریکیاں کام نہ آئیں مگر رات (کی تنہائی) میں ادا کی جانے والی چند رکعتوں نے خوب فائدہ پہنچایا۔'' (ایھا الولد للغزالی)

مزید فرمایا: اے نور نظر

نیک اعمال اور باطنی کمالات سے خالی نہ رہنا (بلکہ ظاہر و باطن کو اخلاق حسنہ سے مزین و آراستہ کرنا)...... اور یقین رکھو کہ (عمل کے بغیر) صرف علم ہی (بروز حشر) تیرے کام نہ آئے گا...... جیسا کہ ایک شخص جنگل میں ہو اور اس کے پاس دیگر ہتھیاروں کے علاوہ 10 ہندی تلواریں بھی ہوں...... اور وہ ان کو استعمال کرنے میں مہارت بھی رکھتا ہو...... ساتھ ہی ساتھ وہ بہادر بھی ہو...... ایسے میں اچانک ایک مہیب اور خوفناک شیر اس پر حملہ کر دے...! ...... تو تمہارا کیا خیال ہے کہ استعمال کئے بغیر صرف ان ہتھیاروں کی موجودگی اسے اس مصیبت سے بچا سکتی ہے؟...... یقیناً تم اچھی طرح جانتے ہو کہ ان ہتھیاروں کو استعمال میں لائے بغیر اس حملے سے نہیں بچا جا سکتا...... پس یاد رکھو کہ اگر کوئی شخص ایک لاکھ علمی مسائل پڑھ کر ان کو اچھی طرح جان لے مگر عمل نہ کرے تو وہ مسائل اسے کچھ نفع نہ دیں گے...... اس بات کو یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص بیمار ہو...... اسے گرمی اور صفرا (ایک قسم کا مرض) کی شکایت ہو اور اسے معلوم ہو کہ اس کا علاج سکنج بین (سرکہ یا

لیموں کے عرق کا پکا ہوا شربت) اور کشکاب (جو کا پانی) کے استعمال کرنے میں ہے تو انہیں استعمال کئے بغیر (صرف ان کی موجودگی سے) اس کا مرض کس طرح ختم ہو سکتا ہے؟

عمل سے زندگی بنتی ہے:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگرد کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں، پیارے بیٹے!

اگر تم سو سال تک حصول علم میں مصروف رہو اور ایک ہزار کتابیں جمع کر لو تب بھی عمل کے بغیر اللہ کی رحمت کے مستحق نہیں بن سکتے (کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔)

-1 وان لیس للانسان الا ماسعی۔ (پ۲۷، النجم:۳۹)

ترجمہ: ''اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش۔''

-2 فمن کان یرجوا لقاء ربه فلیعمل عملا صالحا۔ (پ۱۶، الکھف:۱۱۰)

ترجمہ: ''تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے چاہئے کہ نیک کام کرے۔''

-3 جزاء بما کانوا یکسبون۔ (پ۱۰، التوبہ:۸۲)

ترجمہ: ''بدلہ اس کا جو کمائے تھے۔''

-4 ان الذین امنوا وعملوا الصلحت کانت لھم جنت الفردوس نزلا o خلدین فیھا لایبغون عنھا حولا۔ (پ۱۶، الکھف:۱۰۷،۱۰۸)

ترجمہ: ''بے شک جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے فردوس کے باغ ان کی مہمانی ہے۔ وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے ان سے جگہ بدلنا نہ چاہیں گے۔''

-5 الا من تاب وامن وعمل عملاً صالحا۔ (پ۱۹، الفرقان،۷۵)

ترجمہ: ''مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے کام کرے۔''

بناں عمل دے نیں نجات تیری ماریا جائیں گا قطب دیا بیٹا اوئے

(پیر وارث شاہ)

کیا اب بھی تم عمل نہ کرو گے؟

مزید فرمایا:

اور مذکورہ آیات مبارکہ کے علاوہ اس حدیث پاک کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ (کیا اب بھی تجھے عمل کی

ترغیب نہیں ملے گی؟)

بنی الاسلام علی خمس شهادة ان لااله الا الله و ان محمد رسول الله و اقام الصلوة و ایتاء الزكاة وصوم رمضان وحج البیت من استطاع الیه سبیلا۔

ترجمہ: ”یعنی: اسلام کی بنیاد 5 چیزوں پر ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا' زکوٰۃ ادا کرنا' رمضان کے روزے رکھنا اور جسے استطاعت ہو اسے بیت اللہ کا حج کرنا۔“ (صحیح البخاری کتاب الایمان، الحدیث:8 ج1 ص14)

والایمان قول باللسان و تصدیق بالجنان وعمل بالارکان۔

یعنی ایمان زبان سے اقرار، دل سے تصدیق اور ارکان (اسلام) پر عمل کرنے کا نام ہے۔

یادرہے! ایمان کے سلسلے میں کثیر اختلافات ہیں۔ اعمال واقوال ایمان کے جز ہیں یا نہیں؟ (حضرت سیدنا) امام مالک' امام شافعی' امام احمد بن حنبل اور جمہور محدثین اعمال واقوال کو ایمان کا جز مانتے ہیں اور (حضرت سیدنا) امام اعظم و جمہور متکلمین و محققین ومحدثین اعمال واقوال کو ایمان کا جز نہیں مانتے۔ صحیح وراجح یہی ہے کہ اعمال واقوال ایمان کے جز نہیں۔ (نزھۃ القاری شرح صحیح البخاری ج 1، ص 236 ملخصاً) اس کے دلائل جاننے کیلئے ”نزھۃ القاری“ کے اسی مقام کا مطالعہ فرمالیجئے۔

یہاں اتنا یاد رکھیں کہ ایمان لغت میں تصدیق کرنے (یعنی سچا ماننے) کو کہتے ہیں۔ (تفسیر قرطبی، ج 1، ص 147) ایمان کا دوسرا لغوی معنیٰ ہے: امن دینا۔ چونکہ مومن اچھے عقیدے اختیار کر کے اپنے آپ کو دائمی یعنی ہمیشہ والے عذاب سے امن دے دیتا ہے اس لئے اچھے عقیدوں کے اختیار کرنے کو ایمان کہتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی، ج 1، ص 8) اور اصطلاح شرع میں ایمان کے معنی ہیں: ”سچے دل سے اُن سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریات دین سے ہیں۔“ (ماخوذ از بہارِ شریعت، حصہ 1، ص 92) اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: محمد رسول اللہ ﷺ کو ہر بات میں سچا جانے۔ حضور ﷺ کی حقانیت کو صدق دل سے ماننا ایمان ہے جو اس کا مقر (یعنی اقرار کرنے والا) ہو اسے مسلمان جانیں گے جبکہ اس کے کسی قول یا فعل یا حال میں اللہ ورسول ﷺ کا انکار یا تکذیب یا توہین نہ پائی جائے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 29، ص 254، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

نیک اعمال کی اہمیت وفضیلت

فرمایا: نیک اعمال کی اہمیت اور فضیلت کے متعلق (قرآن وحدیث میں موجود) دلائل کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔ اگر

بندہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جنت تک پہنچ گیا تو یہ اس کے اطاعت وعبادت بجالانے کے بعد ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے نیک بندوں کے قریب ہوتی ہے۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ بندے کا صاحب ایمان ہونا ہی جنت میں داخلے کیلئے کافی ہے...... (اور عمل کی ضرورت نہیں) تو ہم کہیں گے کہ آپ کا کہنا درست ہے...... مگر اسے جنت میں جانا کب نصیب ہوگا؟...... وہاں تک پہنچنے کیلئے کافی دشوار گزار گھاٹیوں اور پرخار وادیوں کا سامنا کرنا پڑے گا...... سب سے پہلا مرحلہ تو ایمان کی گھاٹی سے بحفاظت گزرنا ہے...... کیا خبر بندہ ایمان سلامت لے جانے میں کامیاب ہوتا بھی ہے یا نہیں؟...... (اللہ تعالیٰ ہمارا ایمان سلامت رکھے۔ (امین)...... اور اگر (کامیاب ہوکر) جنت میں داخل ہو بھی گیا تو پھر بھی مفلس جنتی ہوگا......

چنانچہ حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا: ''اے میرے بندو! میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جاؤ اور اسے اپنے اعمال کے مطابق تقسیم کرلو''۔ (ایھا الولد للغزالی)

توبہ اور اس کی اہمیت وفضیلت

دنیا میں جب کوئی نوکر اپنے مالک کی حکم عدولی یا نافرمانی کرتا ہے، یعنی مالک کی کسی بات کو نہیں مانتا یا اس پر عمل نہیں کرتا تو اس کا مالک اس سے ناراض ہو جاتا ہے، پھر جب وہ بار بار معافی مانگتا ہے، معذرت کرتا ہے، تب کہیں جا کر اس کا مالک اس سے راضی ہوتا ہے اور ہوسکتا ہے کہ وہ معافی مانگنے پر بھی راضی نہ ہو۔ اسی طرح جب کوئی بندہ اپنے خالق و مالک حقیقی کی نافرمانی کرتا ہے، گناہوں، بدکرداریوں، بداعمالیوں میں مصروف ہو جاتا ہے تو میرے رب کی رحمت اس بندے سے ناراض ہو جاتی ہے۔ مگر جب وہ بندہ شرمسار ہوکر رب کائنات سے معافی مانگتا ہے یعنی توبہ کرتا ہے تو میرا رب اپنے اس بندے سے راضی ہو جاتا ہے۔ توبہ خالق کائنات کی رضا کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

و من يعمل سوء او يظلم نفسه ثم يستغفر الله يجد الله غفورا رحيما۔ (پارہ: ۵، سورۃ النساء، آیت: ۱۱۰)

ترجمہ: ''اور جو کوئی برا کام کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش طلب کرے، وہ اللہ کو بڑا بخشنے والا نہایت مہربان پائے گا۔''

معلوم ہوا توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ گناہ گاروں کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

توبہ کا معنی

لفظ توبہ بنا ہے تَوْبٌ سے، جس کا معنی ہے لوٹنا، رجوع کرنا۔ توبہ اللہ تعالیٰ کی بھی صفت ہے اور بندے کی بھی، مگر

معنی علیحدہ علیحدہ ہے۔ بندے کی توبہ یہ ہے کہ گناہ اور نافرمانی کے اعمال کو ترک کر کے اطاعت و فرماں برداری کی طرف لوٹ آئے اور اللہ تعالیٰ کی توبہ یہ ہے کہ وہ اپنی رحمت کاملہ سے بندے کے گناہوں کو معاف فرمادے۔ علامہ سید مرتضیٰ حسن زیدی لکھتے ہیں:

تاب الی اللہ رجع عن المعصیۃ الی الطاعۃ و تاب اللہ علیہ الی عاد بالمغفرۃ۔ (تاج العروس، جلد۱، صفحہ۱۶۱، المطبعۃ الخیریہ، مصر)

ترجمہ: ''جب توبہ کا فاعل بندہ ہو تو اس کا معنی ہے بندے نے گناہ سے نیکی کی طرف رجوع کیا اور جب توبہ کا فاعل اللہ ہو تو اس کا معنی ہے کہ اللہ نے بخشش کی طرف رجوع کیا۔''

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

یا ایھا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا۔ (پارہ:۲۸، سورہ التحریم، آیت:۸)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم اللہ کے حضور رجوع خالص سے توبہ کرلو۔''

توبۃ النصوح کیسی ہوتی ہے؟

اس کے بارے میں تفاسیر میں مختلف اقوال ملتے ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ توبہ جو گناہوں سے نادم و شرم سار ہو کر ترکِ گناہ کے پختہ ارادے کے ساتھ توبہ کرو، ایک ایسی توبہ کے آثار تم میں نظر آئیں، جن کو دیکھ کر دوسرے گناہ گار بھی سچی توبہ کرنے لگیں۔ بندے کی توبہ سے میرا رب کتنا خوش ہوتا ہے، اس بات کو جانِ دوعالم ﷺ نے ایک مثال دے کر بیان فرمایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کو اپنے بندۂ مومن کی توبہ پر اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ ایک شخص جنگل، بیابان، چٹیل میدان، بے آب و گیاہ علاقے میں اپنی سواری پر جائے، جس پر اس کا ساز و سامان، کھانے پینے کی چیزیں ہوں اور وہ آرام کے لیے کسی جگہ پر سو جائے، جب اس کی آنکھ کھلے تو سواری جاچکی ہو، وہ اس سواری کی تلاش کرتا رہے، حتیٰ کہ اس کو سخت پیاس لگ جائے، پھر وہ کہے میں واپس اسی جگہ جاتا ہوں جہاں پر میں موجود تھا، میں وہاں سو جاؤں گا حتیٰ کہ مر جاؤں گا، وہ بازو پر سر رکھ کر سو جاتا ہے، تاکہ مجھے موت آجائے، پھر جب اس کی آنکھ کھلتی ہے تو اس کی سواری اس کے پاس ہوتی ہے اور اس پر کھانے پینے کی چیزیں رکھی ہوتی ہیں، تو جتنی خوشی اس بندے کو ہوگی، اس سے کہیں زیادہ خوشی رب کائنات کو اپنے بندے کی توبہ پر ہوتی ہے۔''

(مسلم شریف، کتاب التوبۃ، شرح صحیح مسلم، جلد ۷، صفحہ ۵۰۸/ بخاری شریف، کتاب الدعوات، باب التوبۃ، جلد ۳، صفحہ ۴۸۷، فرید بک سٹال، لاہور / جامع ترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، جلد ۲، صفحہ ۱۶۶، مترجم/ ابن ماجہ، باب ذکر التوبۃ، جلد ۲، صفحہ ۵۷۲، مترجم/ دارمی، باب فی التوبۃ، جلد ۲، صفحہ ۳۱۸، مترجم/ مشکوۃ، باب الاستغفار والتوبۃ، فصل اوّل)

مندرجہ بالا حدیث مقدسہ سے معلوم ہوا کہ توبہ رضائے خدا کا ذریعہ ہے۔ انسان گنہ گار ہے، سیاہ کار ہے، لیکن میرے رب کی صفت ستار ہے، غفار ہے، توبہ قبول کرنا میرے رب کی صفت ہے، جیسا کہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا:

غافر الذنب و قابل التوب۔ (پارہ ۲۴، سورہ مومن، آیت: ۳)

ترجمہ: ''گناہوں کو معاف فرمانے والا اور توبہ قبول کرنے والا۔''

انسان کو چاہیے کہ اپنے کیے ہوئے گناہوں پر ندامت کے آنسو بہاتا رہے، کیوں کہ ندامت بھی توبہ ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کے فرمان سے واضح ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مدینے کے تاجدار نبیوں کے سردار، محبوب رب غفار ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الندم توبة۔ (ابن ماجہ، باب ذکر، جلد ۲، صفحہ ۵۷۳، مترجم)

ترجمہ: ''پشیمانی ہی کا نام توبہ ہے۔''

ام المومنین صدیقہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب الله عليه۔ (مشکوۃ، باب الاستغفار والتوبۃ، فصل اوّل)

ترجمہ: ''بندہ جب اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بندے کی خوش نصیبی یہ ہے کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اللہ تعالیٰ اسے توبہ کی توفیق دے۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب التوبۃ والزہد، باب فی الترغیب، جلد ۴، صفحہ: ۵۰۸، مترجم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے پیارے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بندۂ مومن گناہ کرتا ہے تو توبہ بھی کرتا ہے تو خوش قسمت ہے وہ جسے موت توبہ پر (قائم رہتے ہوئے) آئے۔'' (مرجع سابق)

گناہوں کا میل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بے شک مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے، پھر اگر وہ توبہ واستغفار کر لیتا ہے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر گناہ زیادہ کرتا ہے تو وہ سیاہ نکتہ بڑھ جاتا ہے، حتیٰ کہ اس کے سارے دل پر چھا جاتا ہے۔''

(ابن ماجہ، باب ذکر الذنوب، جلد۲، صفحہ:۵۷۱، مترجم/ مشکوٰۃ، باب الاستغفار والتوبۃ، فصل دوم/ الترغیب والترہیب، کتاب التوبۃ والزہد، باب فی الترغیب، جلد۴، صفحہ ۵۰۹، مترجم)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ گناہوں کی وجہ سے قلب انسانی سیاہ ہو جاتا ہے اور جب دل سیاہ ہو جائے تو انسان سے نیکی بدی کی تمیز ختم ہو جاتی ہے۔ وہ کوئی غلط کام بھی کر رہا ہو تو وہ سمجھتا ہے کہ میں اچھا کام کر رہا ہوں۔

توبہ کا وقت

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے، اس کے گلے میں جان پہنچنے سے پہلے تک۔''

(مشکوٰۃ، باب التوبۃ والاستغفار، فصل دوم/ الترغیب والترھیب، کتاب التوبۃ والزھد، باب فی الترغیب، جلد۴، صفحہ ۵۱۰، اردو)

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ کے آخر میں فرمایا:

''جو اپنی موت سے ایک سال پہلے توبہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا، پھر فرمایا، جو موت سے ایک مہینہ پہلے توبہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول فرمائے گا، پھر فرمایا کہ دن بھی زیادہ جو ایک گھڑی پہلے توبہ کرے گا، پھر فرمایا ایک گھڑی بھی زیادہ ہے، یہ فرما کر حلق کی طرف اشارہ کیا، جب جان یہاں تک آجائے گی تب بھی توبہ قبول ہو جاتی ہے۔'' (تفسیر نعیمی، جلد۴، صفحہ:۶۰۶ بحوالہ روح المعانی)

اے غافل انسان! روح نکل کر حلق تک آنے تک تیرے پاس وقت باقی ہے، اللہ کی بارگاہ میں سر نیاز جھکا لے۔

قاتل کی توبہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا، جس نے ننانوے آدمی قتل کیے تھے، پھر وہ مسئلہ پوچھنے نکلا تو وہ ایک راہب کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا، تیری توبہ قبول نہیں ہو سکتی۔ اس نے اسے بھی قتل کر دیا اور پھر اس نے پوچھنا شروع کر دیا، تو ایک آدمی نے کہا کہ فلاں فلاں بستی مین جاؤ، وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں، تم بھی ان کے ساتھ عبادت کرو۔

وہ شخص روانہ ہوا تو راستے میں اسے موت نے آلیا۔ اس کے متعلق رحمت اور عذاب کے فرشتوں کا اختلاف ہوگیا، رحمت کے فرشتوں نے کہا کہ یہ شخص توبہ کرتا ہوا اور دل سے خدا کی طرف متوجہ ہو کر آیا تھا، اور عذاب کے فرشتوں نے کہا، اس نے بالکل کوئی نیک عمل نہیں کیا۔ پھر ان کے پاس آدمی کی صورت میں ایک فرشتہ آیا، انہوں نے اس کو اپنے درمیان حاکم بنالیا، اس نے کہا دونوں زمینوں کی پیمائش کرو، وہ جس زمین کے زیادہ قریب ہو، اسی کے مطابق اس کا حکم ہوگا۔ جب انہوں نے پیمائش کی تو وہ اس زمین کے زیادہ قریب تھا، جہاں اس نے جانے کا ارادہ کیا تھا۔ پھر رحمت کے فرشتوں نے اس پر قبضہ کرلیا۔"

(صحیح بخاری، باب ذکر عن بنی اسرائیل، نزھۃ القاری، جلد۴، صفحہ ۴۷/۴صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب قبول التوبۃ القاتل وان کثر قتلہ، شرح صحیح مسلم، جلد۷، صفحہ ۵۲۷)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ بندہ کتنا ہی گنہ گار کیوں نہ ہو سوائے شرک کے اللہ تعالیٰ اپنی رحمتِ کاملہ سے معافی عطا فرماتا ہے۔

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

علامہ غلام رسول سعیدی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

"اس حدیث پاک سے اولیائے کرام رحمہم اللہ کی اللہ کے ہاں وجاہت اور قدر و منزلت معلوم ہوئی کہ اگر کوئی ان کے پاس جا کر توبہ کرنے کا ارادہ کرے، ابھی وہاں گیا نہ ہو اور توبہ نہ کی، ہو تب بھی بخش دیا جائے گا۔ تو جو لوگ ان کے پاس جا کر ان کے ہاتھ پر بیعت ہوں، توبہ کریں اور ان کے وظائف پر عمل کریں تو ان کے مرتبہ اور مقام کا کیا عالم ہوگا اور یہ تو پہلی امتوں کے اولیاء کرام کی وجاہت ہے، امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اولیائے کرام رحمہم اللہ، خصوصاً سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اللہ تعالیٰ کے ہاں قدر و منزلت اور وجاہت کا کیا عالم ہوگا اور جو مسلمان ان کے سلسلہ سے وابستہ ہیں ان کے لیے حصولِ مغفرت اور وسعتِ رحمت کی کتنی قوی امید ہوگی۔

لیلۃ القدر کا بڑا مرتبہ ہے، ایک رات میں عبادت کر لی جائے تو اس رات عبادت کا درجہ ایک ہزار راتوں کی عبادت سے زیادہ ہوگا، لیکن اگر کوئی شخص اس رات کو پا کر عبادت نہ کرے تو اسے کوئی اجر نہیں ملے گا۔ لیکن اولیائے کرام کی کیا شان ہے کہ کوئی ان کے پاس جا کر عبادت اور توبہ نہیں کرتا،

صرف جانے کی نیت کر لیتا ہے تو بخش دیا جاتا ہے۔ یہی حال کعبے کا ہے، کوئی شخص کعبے کی زیارت اور اس میں عبادت کرے گا تو اجر و ثواب ملے گا، اگر اس تک نہیں پہنچا تو اجر و ثواب نہیں ملے گا۔
پھر لیلۃ القدر اور کعبہ میں عبادت کرے گا تو اجر و ثواب میں اضافہ ہوتا ہے، بخشش کی ضمانت نہیں، لیکن جو شخص اللہ والوں کے پاس جا کر توبہ کرنے کی نیت کر لے، بخش دیا جاتا ہے۔''

(شرح صحیح مسلم، جلد ۷، صفحہ: ۵۳۰)

ارکانِ توبہ

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:
''جیسے نماز وغیرہ عبادات کے لیے کچھ شرطیں ہیں، کچھ ارکان، کچھ سنتیں کچھ مستحبات اور ان کے اوقات مقرر ہیں، ایسے ہی توبہ کے لیے شرائط، ارکان، سنتیں اور مستحبات ہیں۔ چنانچہ ارکانِ توبہ تین ہیں: (۱) گزشتہ جرم پر ندامت (۲) آئندہ نہ کرنے کا عہد (۳) معافی مانگنا۔
تین ہی شرطیں ہیں: (۱) حقوق کی ادائیگی اور کوتاہی جو ہو چکی اس کی تلافی کر دینا (۲) کسی مقبول بندے کا توسل (۳) آنکھ کا پانی۔
مستحب یہ ہے کہ توبہ میں جلدی کرے، موت سے پہلے توبہ کر و اور فوت سے پہلے نماز پڑھ لو۔''

(تفسیر نعیمی، جلد ۵، صفحہ: ۴۵۹)

ہاں البتہ ایک بات ذہن میں رکھیں، بعض اوقات انسان سے گناہ کی وجہ سے اس کا جانی یا مالی نقصان بھی ہو جاتا ہے، اگر اس لیے توبہ کرے کہ آہ! میرا اتنا نقصان ہو گیا، تو یہ توبہ بھی قبول نہیں، صرف اور صرف ایک مقصد کے لیے توبہ کریں اور وہ ہے خوفِ خدا اور بس۔ (بشکریہ ماہ نامہ نور الحبیب، شعبان المعظم ۱۴۲۹ء، مضمون نگار: ابو زوہیب محمد ظفر علی سیالوی)

اہلِ فقر و تصوف کی زبان سے

راہروِ راہ محبت تھک نہ جانا راہ میں — لذت صحرا نوردی دوریٔ منزل میں ہے

- علم عمل سے افضل ہے کیونکہ معرفت علم کے ذریعہ سے ہی حاصل ہوتی ہے۔
- دل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے امر و نہی کے تحت صبر کرے۔
- شریعت ظاہر حال کی صحت کو واضح کرتی ہے اور طریقت باطن کے حال کی اقامت کو بیان کرتی ہے۔ شریعت خود حقیقت ہے اور حقیقت خود شریعت ہے۔ شریعت حقیقت کی محافظ ہے اور شریعت بغیر حقیقت کے ریا ہے اور

حقیقت بغیر شریعت کے نفاق ہے۔ شریعت از قسم کسب ہے اور حقیقت از قسم عطائے ربانی ہے۔ طریقت شریعت کی باطنی اتباع ہے۔

- علماء قرآن کے ظاہری معنی کی تحقیق کرتے ہیں اور صوفیائے کرام باطنی معنوں کی۔
- زاہد کم سخن ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو حکمت کا القا کرتا ہے۔ درویشوں کی دعا محفوظ رکھنے کیلئے ایک حصار کام دیتی ہے۔ بمصداق

باشد بنائے دولت برہمت گدایا　　　　ایں است برکتابہ ایوان پادشاہ را

- خدا کے نزدیک شرف درویشی کو ہے نہ کہ تونگری کو۔
- انسان کا دل ملکوتی اور طاغوتی طاقتوں کے درمیان گھرا ہوا ہے۔ دونوں کے درمیان جنگ جاری رہتی ہے۔
- صابر فقیروں کی دوستی بہشت کی کنجی ہے۔
- فقیر کی آہ سرد امیر کی ہزار سالہ عبادت سے افضل ہے۔
- پرہیزگاروں کا حساب لینے میں اللہ تعالیٰ شرم محسوس کرے گا۔
- صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ صحیح عبادت وہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے واسطہ پیدا کرنے کیلئے کی جائے نہ کہ دوزخ کے ڈر سے یا بہشت کے حصول کیلئے۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا میں بندگی کا مستحق نہ تھا اگر میں بہشت یا دوزخ پیدا نہ کرتا۔
- متوکل وہ ہے جس کا دل ہونے اور نہ ہونے سے متاثر نہ ہو۔
- اللہ تعالیٰ متقی، غنی اور گوشہ نشین بندے کو دوست رکھتا ہے۔
- بندے کو اللہ تعالیٰ کے ہر فعل پر راضی برضا ہونا چاہئے۔
- علماء کے پاس بیٹھنا بھی عبادت ہے۔ کیونکہ وہ پیغمبروں کے وارث ہیں۔
- جسے عامۃ المسلمین ولی سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی ولی ہے۔
- ظاہری اور باطنی اعمال شریعت اور حقیقت دونوں کے مطابق ہونی چاہئیں۔
- شریعت میں علم کے بعد عمل پیدا ہوتا ہے لیکن تصوف میں عمل کے بعد علم یعنی عمل کا ظہور ہوتا ہے۔
- مقبولان حق کو بعد وفات یا کے ساتھ ندا کرنا جائز ہے۔
- عوام کی پرہیزگاری یہ ہے کہ حرام سے بچیں اور خواص کا تقویٰ یہ ہے کہ ہر اس چیز سے بچیں جس میں خواہش نفس کا

دخل ہو۔

- ولی اللہ کی دعا دن اور رات میں ایک بار ضرور قبول ہوتی ہے۔
- غیر مجتہد کو اجتہاد کرنا حرام ہے۔
- طریقت ایک ناپید کنار دریا ہے۔ شریعت اس میں چلنے والی کشتی یا جہاز ہے۔ حضور ﷺ اس کشتی کے ناخدا، اولیا اور علماء مختلف کام کرنے والے خدام ہیں۔
- اسباب سے تعلق رکھتے ہوئے مسبب الاسباب پر نظر رکھنا توکل عام ہے اور اسباب کو چھوڑ کر رب الارباب پر نظر رکھنا توکل خاص ہے۔ توکل خاص ہی تو خوبی کی چیز ہے۔
- شریعت پر ہر شخص بآسانی چل سکتا ہے لیکن طریقت کیلئے رہبر و رہنما کی ضرورت ہے۔ شریعت سے جسم کی پاکی ہے اور طریقت سے دل کی صفائی۔
- محبوبان خدا کا راستہ وحدانیت سے وحدانیت کی طرف ہے اور محبت کی راہ محبت کی علّت ہے۔ یعنی خدا کے محبوب خدا سے خدا ہی چاہتے ہیں۔
- اس امت کے چالیس افراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلق پر ہمیشہ موجود رہیں گے۔ (ابدال بھی دنیا میں چالیس ہی موجود رہتے ہیں)
- مجاہدہ بندے کا فعل ہے لیکن مشاہدہ من جانب اللہ ہے، تاہم مجاہدہ مشاہدہ کا وسیلہ تو ہوسکتا ہے۔
- مجاہدہ سے نفس کمزور ہوجاتا ہے لیکن اس کی ذات ناپید نہیں ہوجاتی اسے صرف مغلوب کرنا ہی مقصود ہوتا ہے۔
- ولایت کا دعویٰ بغیر کرامت کے محض جھوٹ ہے۔ ولی اپنی ولایت کو پوشیدہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ اظہار سے ولایت میں رعونت پائی جاتی ہے اپنی نیکی اور عبادت کو چھپانے کا حکم ہے۔
- حال ایسی کیفیت ہے جو بندے پر خدا کی طرف سے وارد ہوتی ہے پھر دل سے سب کچھ فنا ہوجاتا ہے جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حال تھا۔ صاحب حال کیلئے نعمت یا بلا یکساں ہوتی ہے۔ جو اپنا حال بیان نہ کرسکے وہ حال بے خودی یا مستی کی کیفیت ہوتی ہے۔

قبض وضبط کا مسئلہ

- قبض میں گداز اور قہر ہے۔ بسط میں نوازش اور مہربانی، قبض میں تکلیف اور بسط میں سرور ہے۔ قبض اس حال کا نام ہے جو بوقت حجاب دل پر چھا جائے۔ جس میں بندے کا کوئی اختیار نہیں۔ بسط بھی اللہ کی طرف سے ہی وارد

ہوتا ہے۔

- جاہل صوفی وہ ہے جس کا کوئی شیخ یا مرشد نہیں۔ دین میں رہبری کی بڑی ضرورت ہے علم والوں سے پوچھنے کا حکم ہے۔
- درویش جس قدر تنگ دست ہوگا اس کا حال اتنا ہی کشادہ ہوگا کیونکہ اولیا کی زندگی الطاف مخفی میں چھپی ہوئی ہے۔ کشادگی کا اظہار تو آخرت میں ہوگا۔
- اہل طریقت فقر کی حالت میں صبر اور غنا کی حالت میں شکر بجالاتے ہیں۔
- صوفی دل کو غیر سے خالی کرتے ہیں یعنی دنیا کو دل سے نکال دیتے ہیں۔

یکدم باخدا بودن بہ از تخت سلیمانی

- پرہیز گاروں کیلئے ترک لذت بھی ایک لذت ہے یعنی نفس پرستی کی لذت سے خدا پرستی کی لذت زیادہ لذیذ ہے۔
- ارادتمندی یہ ہے کہ خود کو دل کے تابع کیا جائے کیونکہ دل نیکی کا حکم دیتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی معرفت ان کو حاصل ہوتی ہے جو اس کے احساس و کرم کی پہچان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احسان و کرم بے شمار ہیں۔
- اگر بلند درجات کا حاصل کرنا مشکل ہو تو شریعت کے میدان میں اتر جانا بھی بہت سود مند ہے۔ اس سے بھی جنت مل سکتی ہے۔
- جو بلا مشاہدہ میں واقع ہو وہ بلا نہیں ہوتی لیکن جو نعمت حجاب میں ملے وہ ابتلا ہے مشاہدہ میں صرف اللہ ہی نظر آتا ہے۔
- حضرت احمد بن خضرویہ کا قول ہے کہ اپنے فقر کی عزت کو لوگوں سے پوشیدہ رکھنا چاہیے۔

توحید کیا ہے؟

- توحید یہ ہے کہ دل میں حق تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کا تصور نہ ہو۔ کیونکہ اللہ اسے پسند نہیں کرتا مسئلہ زہد سے راضی برضا ہو جانا افضل ہے کیونکہ راضی اس سے اوپر کی منزل کی خواہش کرتا ہے۔
- رضا مقامات کی انتہا ہے۔ رضا کی منزل سب سے اونچی ہے۔ جس میں نعمت اور بلا یکساں ہوتی ہے۔
- توحید کی راہ جبر وقدر کے درمیان ہے۔ یعنی جبر سے نیچے اور قدر کے اوپر۔ بندہ قدرے مختار بھی ہے اور مجبور بھی۔
- جب بندہ مشاہدہ میں ہوتا ہے تو اس کیلئے سارا جہاں حرم بن جاتا ہے۔ لیکن محب کیلئے حرم بھی تاریک تر جگہ ہے۔ محب دیدار الٰہی کا متمنی ہوتا ہے۔
- مشاہدہ حاصل کرنے کیلئے شرائط یہ ہیں۔ پیٹ کو بھوکا رکھنا' لالچ کو چھوڑ دینا' جسم کی نمائش نہ کرنا' خواہش کو کم کرنا'

پیاسے رہنا' دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرنا' ایسا کرنے کے بعد مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔ مشاہدہ یہ ہے کہ کوئی چیز اللہ کے سوا نظر آتی ہی نہیں۔

- ادب کے معنی نیک اعمال پر قائم رہنے کے ہیں۔ جس میں نیک خصلتیں زیادہ ہوں گی وہ ادیب ہے۔
- وقت اسے کہتے ہیں کہ بندہ اس کے سبب اپنے ماضی و مستقبل سے فارغ ہو جائے۔ یعنی نہ ماضی میں جو اس پر گزرا ہو اس کا خیال کرے اور نہ ہی اس بات کا کہ مستقبل میں کیا ہوگا۔ البتہ موجودہ وقت کو نیکی کے کاموں میں صرف کرے۔ ایسا کرنے سے مستقبل بھی خود بخود سنور جائے گا اور ماضی کی معصیت کا کفارہ بھی ہو جائے گا۔ کیونکہ نیکیاں گناہ کو مٹا دیتی ہیں۔
- مکاشفہ کی علامت یہ ہے کہ بندہ عظمت کی تہہ میں ہمیشہ حیرت زدہ رہتا ہے۔ مشاہدہ میں حیرت کی زیادتی سے درجہ بلند ہوتا ہے۔

علم کے تین درجات

- علم الیقین علماء کا درجہ ہے۔ عین الیقین دیکھنا عارفوں کا مقام ہے۔ حق الیقین محسوس کرنا محبوبان خدا کا مقام ہے۔ علم الیقین مجاہدہ سے ہوتا ہے۔ عین الیقین انس و محبت سے اور حق الیقین مشاہدہ سے۔ پہلا عام ہے دوسرا خاص اور تیسرا خاص الخاص۔ مسئلہ خیالات تو تمام دلوں میں آتے ہیں۔ لیکن واقعات حق تعالیٰ کے نور سے معمور دلوں میں ہی آتے ہیں۔
- راضی برضا ہو جانا بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہے۔ اس میں بندے کے اختیار کی نفی ہو جاتی ہے۔
- عین اس پردہ کو کہتے ہیں جو بذریعہ استغفار زائل ہو جاتا ہے۔ حجاب غلیظ کیلئے توبہ شرط ہے اور حجاب خفیف کے لیے صرف رجوع الی اللہ کافی ہوتا ہے۔ رجوع الی اللہ کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دے۔
- سماع حق مکاشفہ الٰہی کا سبب ہے اور سماع نفس حجاب حق کا ذریعہ، جس کا دل پوری طرح قول حق میں محو نہیں اس کیلئے سماع محل آفت ہے۔
- جب بندہ درجہ فنا فی اللہ میں پہنچ جاتا ہے تو اس میں خارق عادت پیدا ہو جاتی ہے۔
- بیعت کرنا سنت ہے اور دینی معاملات میں ترقی کا ذریعہ۔ بیعت ارادت مشائخ طریقت سے کی جاتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ پیر سید ہو ساتھ ساتھ عالم اور پرہیز گار۔
- اولیاء اللہ بعد وفات بھی دلوں پر راج کرتے ہیں۔ بمصداق

مردان خدا خدا نباشند لیکن ز خدا جدا نباشند

- دنیا میں اچھی بشارتیں ولایت کی علامت ہوتی ہیں۔
- اسلامی فقیری دنیا سے بے نیازی کا نام ہے۔رہبانیت یعنی تارک دِنیا ہونا نہیں۔
- ادراک کے حاصل کرنے سے عاجز آنا ادراک ہے۔علم معرفت لامتناہی ہے۔
- فقیر کے پاس خالی ہاتھ جانا محرومی کی دلیل ہے۔
- بحر معرفت میں ہزاروں سفینے غرق ہوئے۔لہٰذا خدا سے ملانے کیلئے ناخدا کا ہونا ضروری ہے۔
- فقراء اور غربا کو حقارت سے نہ دیکھو۔شائد ان میں کوئی بلند ہستی پوشیدہ ہو۔
- دنیا سے منہ پھیر لینے کا نام تصوف ہے۔
- حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اولیاء میری رحمت کی چادر میں ہوتے ہیں۔جنہیں میری اولیاء ہی پہنچانتے ہیں۔
- اہل باطن اگر چہ بظاہر خلق کے ساتھ ہوتے ہیں لیکن ان کا دل حق کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔

سکر وصحو کا درجہ

- سکر وغلبہ کے معنی ہیں مدہوشی کی حالت اور صحو صحت مندی کی حالت ہوتی ہے۔
- خارق عادات یا خرق عادت کے معنی معجزہ ہوتا ہے یا کرامت۔شعبدہ بازی کو استدراج کہتے ہیں۔
- حضور سے مراد حضور قلب ہے اور غیب سے مراد ماسوی کا دل سے غائب ہونا ہے۔
- ولی کا اپنے حال کی خبر دوسرے کو دینا اسرار الٰہی کا انکشاف کرنا ہے۔
- راہ حق میں کوئی مقام ایسا نہیں جہاں عبادت کے ارکان میں سے کوئی ارکان ساقط ہو جائے۔ہر مقام پر شریعت کی پابندی لازم ہے۔
- شرح صدر یا کشادگی قلب کا معاملہ غیبی خزانوں سے متعلق ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔اس میں دل کے اندر صحیح بات کا القا ہو جاتا ہے۔
- جب معرفت حاصل ہو جائے تو عبادت میں مشقت کا بوجھ محسوس ہی نہیں ہوتا۔
- جب عارف کے دل میں معرفت غالب ہو کر داخل ہو جاتی ہے تو نفسانی کدورتوں کو فنا کر دیتی ہے۔
- مشاہدہ باطن کی صفت ہے، یہ حضوری قلب ہے، جس کے اظہار سے زبان عاجز ہے۔

- رین (حجاب) کفر و گمراہی کا پردہ ہے جو نورِ ایمان سے دور ہوتا ہے۔
- خلوت نشین صحیح معنوں میں وہ ہے جو ہمہ وقت علم و عبادت میں مشغول رہے اور عوام سے میل ملاپ ناپسند کرے۔
- سماع اگر شریعت کے مطابق ہو تو اس سے الفت دین اور محبت الٰہی غالب ہوتی ہے۔
- حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب ابدالوں نے مرتبہ ابدالیت محض خلوت، خاموشی، عبادت اور شب بیداری کی بدولت حاصل کیا۔
- معرفت کا اولین تقاضا خود شناسی و خدا شناسی ہے۔ جس نے خود کو فنا سے پہچان لیا اس نے خدا کو بقاء سے پہچان لیا۔
- زہد یعنی دنیا سے دشمنی اگر چالیس دن تک بھی اختیار کر لی جائے تو حکمت و معرفت کی آنکھ روشن ہو جاتی ہے۔
- اہل تقویٰ سے دوستی بھی حق تعالیٰ سے دوستی ہے۔ کیونکہ دوست کا دوست بھی دوست ہی ہوتا ہے۔

علم و معرفت کی لذت

- علم و معرفت کی لذت باقی تمام لذتوں سے مضبوط تر ہوتی ہے۔ بمصداق

  یکدم با خدا بودنت بہ از تخت سلیمانی

- ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ تم دین کے معاملہ میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔ (یہ محمود صفت ہے)
- ولی ہونے کیلئے ضروری ہے کہ بندہ سخی خوش خلق اور پرہیز گار ہو۔
- جہاں صحیح عبادات میں برکات ہوتی ہیں، وہاں غلط ہونے کی صورت میں بڑی آفتیں بھی ہوتی ہیں، دعا کرو کہ اللہ اس میں خود رہنمائی کرے۔
- اہل بصیرت حضرات نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ سے حجاب میں رہنا دوزخ کے عذاب سے بھی بدتر ہے۔ مسئلہ عبادت اتنی ہونی چاہئے کہ تمام لغزشوں کا کفارہ ہو جائے۔ نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔
- اللہ تعالیٰ جس کو چاہے سمجھ عطا کرتا ہے سمجھ بڑی خوبی کی چیز ہے۔ عقل، علم اور عمل ہی معرفت کا ذریعہ ہیں۔ مسئلہ لوگوں کے مختلف درجے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ کے ہاں) اللہ دیکھتا ہے جو کچھ لوگ کرتے ہیں۔
- اللہ تعالیٰ کی رحمت میں بڑی وسعت ہے۔ اللہ نے رحمت کو عذاب پر غالب کر دیا ہے۔
- جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں محنت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنی راہیں سمجھا دیتا ہے۔
- بھید کی بات اللہ تعالیٰ جس پر چاہے اتارتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے پیارے نبی! جو آپ کے ہاتھ پہ بیعت کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے اوپر ہے۔ بیعت سے مراد احکام الٰہی کی تعمیل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ماسوائے ایمان والوں کے انسان بوجہ تو ضیع عمر خسارے میں ہے کیونکہ وہ غفلت میں قیمتی وقت ضائع کر دیتا ہے۔

ریعت کا راستہ تمام راہوں سے مشکل ہے

شریعت کی راہ جہان کی تمام راہوں سے زیادہ باریک اور پر خطر ہے، کیونکہ جہان کی راہیں تو حصول فانی کیلئے ہیں لیکن شریعت کی راہ حصول باقی کیلئے ہیں، فانی فانی ہے اور باقی باقی ہے۔

فقر اور فاقہ کی زندگی حضور ﷺ نے خود مانگی تھی۔ حضور ﷺ کو فقر پر فخر ہے۔

بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ ہر سعید کے ساتھ حضور ﷺ کی روح رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے بعد وفات بھی مدد فرماتے ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بعد وفات پچاس نمازوں کی بجائے حضور ﷺ کے ذریعے سے صرف پانچ کرائی تھیں۔

حق تعالیٰ کی محبت ایمان کی قوت سے بہت مطابقت رکھتی ہے۔ یعنی جتنا مضبوط ایمان اتنی ہی اللہ تعالیٰ کی محبت زیادہ۔

حق تعالیٰ کی دوستی کا سب سے موثر ذریعہ ذکر الٰہی ہے۔ ذکر کے ساتھ فکر بھی ہو تو بس وارے نیارے ہیں۔

درویشوں کے ساتھ نیکی کرو، روز قیامت وہ ہاتھ پکڑ کر بہشت میں لے جائیں گے۔

تصوف اخلاص اور احسان کا دوسرا نام ہے اور یہ تصور کہ اللہ بندے کو دیکھ رہا ہے، اس کا نام مراقبہ ہے۔

خدا و مصطفیٰ کی رمز سے ادراک عاجز ہے۔ محمد ﷺ کو خدا جانے خدا کو مصطفیٰ جانے۔ صوفیا کہتے ہیں کہ جس کا کوئی امام نہ ہو تو اس کا امام شیطان ہے۔

طالبان حق کو شروع میں پریشانی ہوتی ہے اور آخر کا اطمینان اور سکون۔

علم لدنی وہ علم ہے جو بندے کو الہام کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔ الہام ہر ذی روح و غیر ذی روح کو ہوتا ہے۔

جو غیب کی خبریں انبیاء اور اولیاء سے مروی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم وحی سے ہیں یا الہام کے طریقہ سے۔

اللہ تعالیٰ کے جو بندے جنگل میں مقیم ہیں وہ لوگوں کی امداد کیلئے ہیں اور رجال الغیب کہلاتے ہیں۔

اولیاء اللہ جو فوت ہو چکے ہیں، ان کی مدد روح سے ہے نہ کہ جسم عنصری سے۔

متبرک مقامات پر توبہ جلدی قبول ہوتی ہے۔ جیسے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ۔

ظاہر اور باطن کی یکسانیت کا نام اخلاص ہے۔

- اللہ تعالیٰ اس دولت مند سے محبت کرتا ہے جو دولتمندی کے باوجود نا معروف اور چھپا ہوا ہے۔
- خدا کے نزدیک شریف (عزت والا) وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔

فرمانِ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

- امام غزالی فرماتے ہیں کہ جس سے دینی امور میں زندگی میں مدد مانگی جاسکتی ہے، اس سے بعد موت بھی مدد مانگی جاسکتی ہے۔ اللہ والے بعد موت بھی زندوں کے حکم میں ہیں اور بعد وفات بھی دنیا پر راج کرتے ہیں۔
- کہا گیا ہے کہ شیخ کامل کی تلاش کرو تاکہ تم کو اللہ سے ملا دے اگر ایسا نہ ہو سکے تو سورۂ اخلاص اور درود شریف کا ورد جاری رکھو۔ اللہ تعالیٰ خود رہنمائی کرے گا۔
- اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے والوں کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔
- جہاں دشواری نہ ہو وہاں آسانی بھی نہیں ہوتی۔ حصول فضائل کیلئے سخت محنت درکار ہوتی ہے۔
- مقبولان بارگاہ حق کے وسیلہ سے دعا مانگنا حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری طرف وسیلہ ڈھونڈو۔
- امور دین میں اخفاء یعنی ہر کام ریا سے دور اور اخلاص سے معمور ہوتا ہے۔
- جو کام جس قدر بزرگ ہوتا ہے اس کا پالینا بھی نادر تر ہوتا ہے۔
- آدمی کی اولین قرار گاہ عالم محسوسات ہے، اس کے بعد عالم تخیلات، پھر عالم توہمات، پھر عالم معقولات، چوتھی منزل یعنی عالم معقولات میں پہنچ کر آدمی حقیقت سے آگاہ ہو جاتا ہے۔
- اللہ اور بندہ کے درمیان بہت بڑا حجاب ہے جس کا علاج عبادت، ریاضت، مجاہدہ، اخلاص اور درود شریف ہے۔
- نماز کے ارکان کا ادا کرانا علماء کا کام ہے، مگر نماز میں اخلاص، حضور قلب اور اس کا ریا سے پاک ہونا اولیا کا کام ہے۔
- جیسے دنیا میں مسافر کیلئے رہبر کی ضرورت ہوتی ہے ایسے ہی سفر آخرت کیلئے بھی رہبر طریقت کی ضرورت ہوتی ہے، تاکہ باطن کی صفائی ہو سکے۔
- اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے ذریعے اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرماتا ہے۔ یہ اللہ والوں کی عزت افزائی ہے ویسے اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں وہ قادر مطلق ہے۔

شانِ خداوندی

اللہ تعالیٰ کسی چیز کی تخلیق کیلئے اسباب و عمل کا محتاج نہیں۔ وہ اپنی صفت خالقیت میں یکتا اور بے مثال ہے۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت بغیر باپ کے اور حضرت آدم علیہ السلام کی بغیر مرد اور عورت کے اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا کی بغیر عورت

موسم پھلوں کا حضرت مریم ﷤ کو ملنا۔ جبرئیل کی پھونک سے حضرت مریم ﷤ کا حاملہ ہونا کھجور کے سوکھے درخت سے تازہ کھجوریں گرنا اور حضرت مریم کے پاس اچانک پانی کے چشمے کا جاری ہونا۔ آسمان کا بغیر ستون کے قائم ہونا وغیرہ وغیرہ۔

وہی بندہ صاحب عزت ہے جو عالم اسباب کی نسبت کو چھوڑ کر مسبب الاسباب سے لو لگائے۔ مدبر الامور اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

جو حقیقت سے ہمکنار ہو گیا۔ وہ موجودات سے دست کش ہو گیا۔

فقر کے ترازو میں یہ جہاں مچھر کے پر کے برابر وزن نہیں رکھتا۔

فقر ابتلا کا سمندر ہے۔ مگر اس کی بلائیں عزت ہیں۔ جو حضوری کی علامت ہیں۔

درویش وہ ہے جو حقیقتاً درویش ہو۔ لیکن لوگ اسے درویش نہ سمجھیں۔ یعنی خود کو پوشیدہ رکھے۔

صوفی وہ ہے جس کے قبضہ میں کچھ نہ ہو اور وہ خود بھی کسی کے قبضہ میں نہ ہو۔ اپنے وطن میں مسافر ہو اور خاندان میں اپنوں سے بیگانہ رہے۔ جیسا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے زندگی گزاری تھی۔

جب ولی کے دل پر کبیرہ کا گزر ہو جائے تو وہ ولایت سے معزول ہو جاتا ہے۔ ولی کو سخت احتیاط کرنی چاہئے۔

جہاں ولایت کی انتہا ہے۔ وہاں نبوت کی ابتداء ہے۔ نبوت کی کوئی انتہا نہیں۔ ابتداء بھی نبوت سے اور انتہا بھی نبوت پر۔

ولایت اللہ کا ایک بھید ہے۔ جو مجاہدہ اور تربیت شیخ کے بغیر نہیں ملتا۔

درویش کی ہلاکت دل کی خرابی میں ہے۔

قرآن وحدیث کے بعد اولیائے کرام کا کلام ہی افضل ترین ہے۔

درویشی کیا ہے؟

درویش وہ ہے جو کثرت عبادت کے باوجود عجز کا اظہار کرتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ وہ بوجہ اتم بندگی نہیں کر سکتا۔

جو شخص طریقت سے واقف ہو گیا۔ اس کیلئے امیرانہ لباس بھی فقیرانہ ہے۔

فقر کا اس وقت زیادہ ظہور ہوتا ہے جب تونگری میں دل فقر کا ارادہ رکھتا ہو۔ اختیاری فقر خوب صفت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمانبردار بندوں کی موت کو بھی زندگی قرار دیا ہے اور نافرمانی کی زندگی کو مردہ قرار دیا ہے۔

جس طرح پھول اپنی صحبت میں مٹی کو معطر بنا دیتا ہے ایسے ہی عارف دعابد کو خدا تعالیٰ کی قربت سے فیض نصیب ہوتا ہے۔ تو پھر اس کی زبان اس کا بیان ہو جاتی ہے۔

- بندہ مجاہدہ، ریاضت اور عبادت سے درجہ فنا فی اللہ تک پہنچ سکتا ہے۔ آگے کے درجات یعنی بقاء اور لقا اللہ تعالیٰ سے عطا ہوتے ہیں بقاء اور لقا کی حالت میں شیطان کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔ یعنی باوجود وار کرنے کے ناکام ہو جاتا ہے۔
- عارف حضرات پر اسی دنیا میں وہ تمام عجائبات کشفی رنگ میں کھل جاتے ہیں جو ایک محبوب آدمی صرف قصے کہانیاں سمجھ کر پڑھتا ہے۔
- اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ کرامات اولیا حق ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ سے عطا ہوتی ہیں۔
- جب انسان نفسانی خواہشات اور ارادہ سے بکلی خالی ہو کر فنا کی حالت کو پہنچ جاتا ہے تو اس کے ساتھ ہی بقا کا درجہ شروع ہو جاتا ہے۔ جب بقا کی حالت میں انسان روحانی ترقی کر جاتا ہے تو اس کو مقام لقا حاصل ہو جاتا ہے۔ بقا اور لقا کا مقام عطیہ ربانی ہے۔ البتہ مقام فنا کسبی ہے۔ لیکن اس میں بھی تائید ربانی شامل ہوتی ہے۔

فرشتوں کا کردار

- جیسا کہ انسان کے ظاہر وجود کیلئے فرشتہ مقرر ہے جو اس سے جدا نہیں ہوتا ویسے ہی اس کے باطن کی حفاظت کیلئے بھی فرشتہ مقرر ہوتا ہے جو باطن کو شیطان سے بچاتا ہے۔ باطن کی حفاظت جو کرتا ہے وہ روح القدس بھی ہے۔ یعنی روحانی قوت جو اللہ کے نیک بندوں پر شیطان کا تسلط نہیں ہونے دیتا۔ ناقص لوگ روح القدس سے زیادہ مستفیذ نہیں ہوتے۔ یہ ہر دو فرشتے ہمیشہ انسان کے ساتھ رہتے ہیں۔ سوائے پاخانہ وغیرہ کی حالت کے۔ روح القدس پاک خیالات دل میں ڈالتا اور شیطان برائی کی رغبت دلاتا ہے۔
- بعض علماء کا خیال ہے کہ کوئی فرشتہ آسمان پر اپنی جگہ نہیں چھوڑ سکتا۔ لہٰذا بذات خود زمین پر نازل نہیں ہوتا بلکہ اپنے ظلی وجود سے نازل ہوتا ہے۔ جس کے تمثل کی اس کو طاقت دی گئی ہے اور یہ کہ جس طرح جسمانی حفاظت کیلئے فرشتے انسان کے ساتھ رہتے ہیں۔ ایسے ہی روحانی حفاظت کیلئے انسان کے ہمیشہ ساتھ رہتے ہیں۔
- حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو سویا وہ غافل ہوا اور جو غافل ہوا وہ محجوب ہو گیا۔ کیونکہ نیند میں حجاب ہے۔ جس سے مشاہدہ ختم ہو جاتا ہے۔
- تجلی صمدی وہ مقام ہے کہ جہاں عارف کو کھانے پینے کی پرواہ نہیں رہتی۔ وہ فرشتہ سیرت ہو جاتا ہے۔
- معرفت الٰہی بالکل ویسے ہی دل کی غذا ہے۔ جیسے کھانا پینا جسم کی غذا ہے۔
- زہد اگر چالیس دن تک بھی اختیار کر لیا جائے تو صاحب زہد کے دل میں حکمت و معرفت کی آنکھ روشن ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جو شخص زہد اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل پر حکمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ زہد یہ ہے کہ

دنیا کو دل سے نکال دیا جائے۔

- جو بات بھی اپنے نفس کو محظوظ کرنے کیلئے کی جائے وہ دنیا میں شمار ہوگی۔ خواہ وہ تبلیغ دین ہی ہو۔
- جو شخص جتنا زیادہ عقلمند ہوگا۔ اتنی ہی اس پر باطنی قوتوں کی لذت زیادہ غالب ہوگی۔ معرفت کی لذت سب لذتوں سے مضبوط تر ہوتی ہے۔

یکدم با خدا بودن از تخت سلیمان

کھلتے ہیں غلاموں پہ اسرارِ شہنشاہی

- اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء پر اپنی بادشاہت کے اسرار کھولتا ہے۔
- جو اپنی مراد سے فانی ہوگیا۔ وہ مرادِ حق سے باقی ہوگا۔ جو اپنے سے غائب ہوگیا۔ وہ حق تعالیٰ کے حضور پہنچ گیا۔ جو حق تعالیٰ کے حضور پہنچ گیا۔ وہ اپنے سے غائب ہوگیا۔
- دل کی کشادگی (شرح صدر) اور بندش (حجاب) اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔
- جس کو دنیا سے بے رغبتی ہو۔ اس کی صحبت اختیار کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے القا ہوتا ہے۔
- انسان کو چاہئے کہ اپنے ظاہری علم اور تقویٰ پر اعتماد نہ کرے کیونکہ بہت سی کھیتیاں پک جانے کے بعد بھی برباد ہو جاتی ہیں۔
- سنت الٰہیہ یہ ہے کہ جب تک کوئی باریک احتیاط کے ساتھ اعمال صالح بجانہ لائے تب تک باریک بھید اس کے دل کو عطا نہیں کئے جاتے۔
- نئی ہستی یعنی مقام محبت پہلی ہستی کی فنا کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔

مرنا ہے قبل مرنے سے مجھ کو ہزار بار ‏ ‏ ‏ ‏ اے موت جا کہ مرنے کی فرصت نہیں مجھے

- جن کے دلوں کی منزلیں حق تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے۔ وہ غائب ہوتے ہوئے بھی حاضر ہوتے ہیں۔ وہ فرشی ہوتے ہوئے بھی عرشی ہوتے ہیں اور جسمانی ہوتے ہوئے بھی روحانی ہوتے ہیں۔
- بندے کو معرفت الٰہی کا مکلف بنایا گیا ہے۔ یعنی اس کے حصول کی بندے کی ذمہ داری ہے۔
- مجاہدہ ہی مشاہدے کا ذریعہ ہے۔ البتہ مشاہدہ من جانب اللہ ہے۔
- ریاضت و مجاہدہ نفس کی صفات کو فنا کر دیتا ہے۔ یعنی نفس مغلوب ہوجاتا ہے۔ مسئلہ تمام انبیاء لازماً اولیا ہیں۔ لیکن اولیا میں سے کوئی نبی نہیں۔ اولیا پر جو خاص کیفیت کبھی جاری ہوتی ہے وہ انبیاء کا دائمی مقام ہے۔ اولیاء راہ حق

کے طالب وسالک ہیں اور انبیاء بارگاہ الٰہی کے واصل اور مقصود کو حاصل کیے ہوئے ہیں۔ انبیاء کا ایک سانس اولیاء کی پوری زندگی سے افضل ہے۔ جیسے عوام اولیا کے مرتبہ کے ادراک سے عاجز ہیں ایسے ہی اولیاء بھی انبیاء کے مرتبہ کے ادراک سے عاجز ہیں۔

منازلِ سلوک

مخلوق حصول معرفت الٰہی میں عاجز ہے۔ معرفت اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ہے۔ اسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔

- معرفت کی حقیقت یہ ہے کہ ہر چیز کو خدا کی ملکیت سمجھا جائے۔
- مشاہدہ میں حیرت کی زیادتی سے درجہ بلند ہوتا ہے۔
- سب سے زیادہ مصیبت وآزمائش میں انبیاء ہوتے ہیں۔ پھر اولیاء پھر وہ لوگ جو زیادہ بزرگ ہوتے ہیں۔ کیونکہ امتحان بقدر قوت ایمان ہوتا ہے۔
- رجوع کا مطلب اپنے ارادہ واختیار سے دستبردار ہوکر اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرنا ہے۔
- مرید وہ ہے جو خدا کی رضا کا طالب ہو۔
- سنت الٰہی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سالکین حق کو مجاہدات کی تکلیف دیتا ہے۔ پھر ان کو خود تک پہنچا دیتا ہے۔
- الہام یہ ہے کہ مشیت خداوندی علم الٰہی سے کسی کے دل میں راز کی طرح پیدا ہو۔
- ولایت کی شرط یہ ہے کہ کرامات کو پوشیدہ رکھا جائے۔ نبوت اور رسالت کی شرط یہ ہے کہ معجزات کا اظہار کیا جائے۔
- عادت الٰہی اسی طرح جاری ہے کہ ایک پیر ہو ایک مرید ایک پیشوا دوسرا پیرو۔ یہ عادت الٰہی حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے جاری ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کھیتی باڑی اور کھانے پکانے وغیرہ کا طریقہ حضرت آدم علیہ السلام کو سکھایا تھا۔
- حکمت کا القا یہ ہے کہ حقیقتوں کو صحیح طور پر سمجھا جائے۔
- ظاہری عالم بتا کر اور شیخ طریقت دکھا کر سمجھاتا ہے۔ ظاہری عالم صاحب قال ہے اور صوفی یا ولی اللہ صاحب حال ہے۔
- سلوک میں عشق الٰہی اور عقل دونوں کام کرتی ہیں۔ لہٰذا سالک مجذوب سے اعلیٰ ہے۔
- اللہ والوں کی عداوت سے دل میں سختی پیدا ہوتی ہے۔
- ظاہر باطن کا حجاب ہے۔ ظاہر میں پھنسا ہوا آدمی باطن تک نہیں پہنچ سکتا۔

- عارفین کی عبادت کا مقصد صرف رضائے الٰہی ہوتا ہے نہ کہ جنت کی خواہش یا دوزخ کا ڈر۔
- صوفیاء کہتے ہیں کہ خلوت اللہ کی نعمت ہے اور اخلاط (لوگوں سے میل ملاپ) رب کا عذاب۔

اس کی حجت میں کٹی اس کی محبت میں کٹی

مولوی وہ ہے جو کلام کا منشا سمجھے اور صوفی وہ ہے جو کلام کا جذبہ پہچانے۔ مولوی وہ ہے جو بتا کر سمجھائے اور صوفی وہ ہے جو دکھا کر مسئلہ حل کر دے۔

- مولوی وہ ہے جس کی گفتار سے مسائل حل ہوں اور صوفی وہ ہے جس کے دیدار سے منازل طے ہوں۔ مولوی وہ ہے جو صاحب قال ہو اور صوفی وہ ہے جو صاحب حال ہو۔ مولوی وہ ہے جو عبادات کا قالب تیار کرے اور صوفی وہ ہے جو عبادات کا قالب بنائے۔

آ صوفی و ملاّں میں فرق تجھ کو بتاؤں — اس کی حجت میں کٹی اس کی محبت میں کٹی

- شریعت اور طریقت زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔
- یہ قدرتی امر ہے کہ انبیاء اور اولیاء اللہ کو ہمیشہ جاذبہ الٰہی خلوت کی طرف کھینچتا ہے۔ حضور ﷺ نے بھی غار حرا میں قیام کیا تھا۔
- جہاں عقل کے ذریعہ بندہ برسوں میں پہنچتا ہے۔ وہاں عشق کی بدولت ایک لمحہ میں وصال ہوتا ہے۔
- عبادت کو صرف اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک عمدہ واسطہ و رابطہ جاننا چاہئے نہ کہ اس کے ثواب و جزا پر نظر رکھنی چاہئے۔ کیونکہ عبادت سے بندہ عالم غرور سے عالم سرور کی طرف اور اشغال خلق سے اللہ کی طرف جاتا ہے۔
- زیادہ پرہیزگار آدمیوں میں ایک نہ ایک خالص بندہ بھی ہوا کرتا ہے۔ اس کے ساتھ عبادت کرنا قبولیت کا باعث ہوتا ہے۔ جیسے لکڑی کے ساتھ لوہا بھی تیرتا ہے اور یہ بھی ہے کہ بداں را بانیکاں بہ بخشد کریم
- عبادت وسیلہ ہے۔ حصول حاجات کا اور ہمیشہ وسیلہ ہی مقدم ہوتا ہے۔ نماز حصول حاجات کا اعلیٰ وسیلہ ہے۔
- طریقت کی راہوں میں ایسے احوال بھی پیش آجاتے ہیں جو بظاہر شریعت کے منافی ہوتے ہیں۔ لیکن درحقیقت وہ اپنی جگہ بالکل صحیح ہوتے ہیں۔ جیسے حضرت خضر علیہ السلام نے لڑکے کو قتل کر دیا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعتراض کیا تھا۔
- جس کو حدود معرفت معلوم ہو جاتی ہیں، وہ خود گم ہو جاتا ہے۔

شریعت بہر حال مقدم ہے

اتباع شریعت کے بغیر طریقت کا حصول ممکن نہیں۔ شریعت زینہ ہے۔ طریقت کی کی منزل پر چڑھنے کا۔

- حضرت بایزید نے فرمایا کہ ایک حبہ معرفت میں جو لذت ہے۔ وہ جنت کی نعمتوں میں کہاں۔
- اولیاء اللہ کیلئے نفس کی نگرانی سے زیادہ دشوار کوئی کام نہیں ہوتا۔ نفس خطرناک دشمن ہے۔
- خدا رسیدہ لوگوں کی حیات و ممات دونوں مساوی ہوتی ہیں۔ اللہ والے بعد وفات بھی زندوں کے حکم میں ہیں۔
- فضل خداوندی کا انحصار عمل پر نہیں بلکہ قلبی کیفیات سے متعلق ہے۔ نیک نیتی ہی عمل میں معتبر چیز ہے۔
- بزرگان دین دنیا کیلئے منجاب اللہ پیغام امن ہیں۔ ان کی برکت سے ہی کام چل رہا ہے۔
- علم حقیقی کا ایک نکتہ بھی تمام اعمال صالحہ پر بھاری ہوتا ہے۔
- ظاہر میں مخلوق سے اور باطن میں خالق سے وابستہ رہنا چاہئے۔ یعنی حضرت یحییٰ علیہ السلام کی طرح۔
- اولیائے کرام کے ماننے والوں کو اللہ تعالیٰ اولیائے کرام میں ہی شامل کر دیتا ہے۔
- فقر کی انتہا، تصوف کی ابتداء ہوتی ہے۔
- صوفیائے کرام ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے آغوش کرم میں بچوں کی طرح پرورش پاتے رہتے ہیں۔
- ہر زمانہ میں قطب و غوث بقدم حبیب خدا اور اولیاء دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے قدم پر ہوتے ہیں۔
- انبیاء کرام علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا۔
- اللہ والوں کی فنا عین بقاء ہے کیونکہ ایسے انہیں اللہ تعالیٰ کی فرقت کے عذاب سے نجات ملتی ہے۔ وہ جلال کے دیدار سے فنا ہوتے ہیں اور جمال کے دیدار سے باقی ہو جاتے ہیں۔
- اہل فنا کی زبان سے بے خودی میں جو کلمات نکلتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف فرما دیتا ہے۔
- ہر چیز پر قدرت الٰہی کا لباس ہے۔ اور اس کو آئینہ نظر عارفین بنایا ہے۔ وہ زینت دینے والے کو دیکھتے ہیں۔
- زمین کی زینت اولیاء اللہ سے ہے جو زمین کے واسطے امان ہیں۔
- اللہ والے دریائے دوام میں غوطہ مار کر معارف کے جواہر حاصل کرتے ہیں۔

عارف کی میزان

- عارف کی میزان یہ ہے کہ اس کے ایک سانس کے مقابلہ میں دنیا و تمام مخلوقات کا وزن نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کا خروج غیب سے منور بنور حق ہوا ہے۔

- راہ آخرت میں نہایت باریک اور بہت ہی دقیق ہے۔ اس میں بڑی احتیاط ضروری ہے۔
- جو شخص قرآن کی ظاہری تفسیر پر عمل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کا سینہ باطنی تفسیر کیلئے بھی کھول دے گا۔ مسئلہ ولی دنیا میں رہتا ہے۔ لیکن دنیا اس کے دل میں نہیں رہتی۔ مسئلہ اولیاء اللہ مظہر انبیاء ہیں۔ ان کے علم کو علم باطن کہتے ہیں۔ مسئلہ صوفی کہتے ہیں کہ دریائے معرفت میں نحو لے کر نہ آؤ بلکہ محو (فنا) لے کر آؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بکریاں چرانے والے کا قصہ مشہور ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا تھا۔

تو برائے وصل کردن آمدی   نے برائے فصل کردن آمدی

- اولیاء اللہ مظہر انبیاء ہیں۔ ان کی دعا یا بددعا سے بھی عالم میں انقلاب بپا ہو جاتا ہے۔ (از کبیر و معانی و بیان، ابن عربی)
- اللہ کے ولی وہ ہیں جو اللہ ہی سے محبت کریں اور اس کی محبت کیلئے محبوبوں سے محبت کریں۔
- اللہ تعالیٰ نے شریعت کے احکام جسم کیلئے بھیجے ہیں اور طریقت کے اسرار دل اور روح کیلئے۔
- صوفیوں کی راہ انتہائی دشوار گزار اور پرخطر ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ کی دوستی میں سماع سننا زبردست خطرات کا بھی حامل ہوتا ہے۔
- جتنا کوئی زیادہ عارف ہوگا اس کا انس بھی ذات باری تعالیٰ کے ساتھ اتنا ہی زیادہ ہوگا۔
- جسے معرفت حاصل نہ ہو۔ اسے مشاہدہ بھی کبھی حاصل ہو نہیں ہوسکتا۔
- کمال سعادت کا حصول صرف معرفت پر موقوف نہیں بلکہ ساتھ ساتھ محبت کا غلبہ بھی لازمی ہے۔

مقام محبت

محبت ہی وہ مقام بلند ہے۔ جس کے آگے اور کوئی مقام ہے ہی نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محبت عطا ہوا ہے۔

- اللہ تعالیٰ ہی ہر خوبی کا سزاوار ہے۔ جس نے اولیاء پر اپنی بادشاہت کے راز کھولے۔
- اہل طریقت کے نزدیک ابتلاعزت کی چیز ہے اور دنیاوی نعمتیں ذلت کی چیزیں۔
- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ طریقت کے رہنماؤں کے امام اس لئے ہیں کہ آپ کا قلب مبارک اغیار سے خالی تھا۔
- صوفی وہ ہے جو خود کو فنا کر کے حق کے ساتھ مل جائے اور خواہشات نفسانیہ کو مار کر حقیقت سے پیوستہ ہو جائے۔ یعنی دنیا سے منہ پھیر لینے کا نام تصوف ہے۔ جس کے اخلاق جتنے زیادہ پاکیزہ ہوں گے وہ اتنا ہی زیادہ صوفی ہوگا۔
- جس کا دل گردش سے محفوظ ہے۔ وہ درجہ استقامت سے نہیں گرتا اور نہ وہ حق تعالیٰ سے دور رہتا ہے۔ مشائخ طریقت دل کے طبیب ہوتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ اپنی قوم میں شیخ ایسا ہوتا ہے جیسا اپنی امت میں نبی۔

- فقر کی صفت تو یہ ہے کہ انسان تونگری چھوڑ کر فقر اختیار کرے۔ جیسا کہ ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہت چھوڑ کر فقیری اختیار کی تھی۔
- دل کو حق تعالیٰ کے تابع کرنا ارادتمندوں اور کاملوں کا کام ہے۔
- ظاہر میں ہوشیار اور طبیعت میں نیک تمام مشائخ کے نزدیک یہ خوبی محمود و مسعود ہے۔
- اگر فقر میں دین کی سلامتی ہے تو یہ اس تونگری سے بہتر ہے جس میں غفلت بھی ہو تکبر بھی اور بے راہ روی سے دین برباد ہو جائے۔
- محبوبانِ خدا کی ہر آن نظر حق تعالیٰ کی رضا پر رہتی ہے۔ اور غافلوں کی نظر ہمیشہ اس دنیا پر رہتی ہے جو غرور اور آفت سے بھرپور ہے۔
- ذکر اللہ میں نجات ہے اور ذکر غیر میں ہلاکت۔ محبانِ الٰہی کی صفت رضا ہے اور دشمنانِ خدا کی صفت نفاق ہے۔
- اپنے دل اور پیٹ کو حرام کی کوٹھری نہ بناؤ کیونکہ لوگوں کی ہلاکت انہی چیزوں میں مضمر ہے۔ کیونکہ صالحان کی پونجی تو خدا کی رضا اور لوگوں سے بے نیازی ہے۔ جو حق تعالیٰ سے مستغنی ہو جاتا ہے وہ غیروں سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔

خالق و مخلوق

مکان مخلوق ہے تو لازم ہے کہ جو مکان میں ہوگا مخلوق ہی ہوگا۔ لٰہذا اللہ تعالیٰ لامکان ہے جو خالق ہے مخلوق نہیں۔

- عالم جب تک باعمل نہیں ہوتا اسے صفائی قلب اور اخلاص حاصل نہیں ہوتا۔ علم کا فائدہ عمل سے ہی حاصل ہوتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ سے جتنی دوستی زیادہ ہوگی اتنا ہی اطاعت و عبادت کا ذوق بڑھتا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دوستی کی زیادتی ہی معرفت کی حقیقت ہوتی ہے۔
- جنت کو لوگ چاہتے ہیں حالانکہ یہ مخلوق شے ہے لیکن حق تعالیٰ کی محبت غیر مخلوق ہے۔ غیر مخلوق پر مخلوق کو ترجیح دینا عقل کے منافی ہے۔ لٰہذا صحیح یہی ہے کہ خدا کو خدا کیلئے ہی چاہا جائے نہ کہ جنت کیلئے یا دوزخ کے ڈر سے۔ اسی لئے محبانِ خدا کا راستہ وحدانیت سے وحدانیت کی ہی طرف ہوتا ہے اور محبت کی راہ محبت کی ملت ہے۔ لٰہذا وہی شخص محبِ صادق ہے جو بقائے محبت میں کلی طور پر فنا ہو جائے کیونکہ اس کی فنا میں ہی محبت کی بقاء ہے۔
- فرمایا گیا ہے کہ اگر لوگ طریقت پر استقامت رکھیں گے تو ہم یقیناً انہیں شیریں اور ستھرا پانی پلائیں گے۔
- درویشی سبب کی عدم موجودگی کا نام ہے اور تونگری سبب کی موجودگی کا نام ہے۔ درویش بغیر سبب کے ہے اور سبب محل حجاب ہے اور ترک سبب محل کشف۔ دونوں جہانوں میں کشف و رضا کے اندر ہے اور سارے جہان کی

سختی حجاب میں ہے۔ یہ بیان تونگری پر درویش کی فضیلت میں واضح اور ظاہر ہے۔

- اللہ تعالیٰ نے دلوں کو ذکر کا مقام بنایا ہے۔ پھر جب لوگ نفس کی پیروی کرتے ہیں تو خواہشات کی جگہ بن جاتی ہے۔ شہوتوں سے دلوں کی پاکیزگی یا تو بے قرار کرنے والے خوف سے ہوتی ہے یا بے آرام کرنے والے شوق سے۔
- اولیاء اللہ اسرار کے ولی اور حاکم ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ ان کو خدا تعالیٰ سے ہی ملتا ہے۔ عارف کی جستجو میں سرگرداں رہنے سے یہ بہتر ہے کہ بندہ اللہ کو اپنی ذات میں تلاش کرتا رہے۔ کیونکہ عرف ربانی ہر دل میں ودیعت کر دی گئی ہے۔

ہے خدا کو اگر تجھے ڈھونڈنا　　　اسے ڈھونڈ تو اپنے من میں جا

- توحید یہ ہے کہ دل میں حق تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کا تصور نہ ہو۔ طبیعت سے منہ موڑنے ہی میں توحید کا قیام ہے۔
- جو درویشوں کی صحبت پر تونگروں کی ہم نشینی کو ترجیح دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے دل کی موت میں مبتلا کر دیتا ہے۔
- ایک بزرگ نے کہا ہے کہ تم سب میں توحید موجود ہے لیکن تم توحید میں غیر موجود ہو۔ بمصداق

بھیکھا بھوکا کوئی نہیں سب کی گٹھڑی لعل　　　گنڈھ کھول نہ جاندے تد ایہہ بنے کنگال

- تصوف وہ ہے کہ بے واسطہ حق کے ساتھ دل کا قیام ہو۔
- آدمی کسی خیالی بندش سے باہر نہیں نکل سکتا۔ اسے چاہئے کہ عبادت اختیار کر کے دل سے تمام نسبتیں نکال دے۔
- سماع کی طاقت اس وقت تک ہے۔ جب تک مشاہدہ نہ ہو۔ مشاہدہ حاصل ہونے پر سماع سے پرہیز کرو۔
- حکم ہے کہ دیکھنے والی چیزوں کو یا تو بقاء کی نظر سے دیکھو یا پھر فنا کی نظر سے چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے خدا مجھے اشیاء کی حقیقت جیسی کہ وہ ہیں دکھا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ اے دیکھنے والے صاحب بصیرت بنگاہِ عبرت دیکھ۔ چنانچہ ہر چیز کے دیکھنے میں عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ فانی کو فانی اور باقی کو باقی سمجھنا چاہئے۔ مسئلہ ایک بزرگ نے فرمایا کہ سکر بچوں کے کھیل کا میدان ہے اور صحو مردان حق کے فنا کا میدان ہے۔ صاحب صحو وہ ہوتا ہے جو ایک قطرہ کی بھی برداشت نہ رکھے اور صاحب سکر وہ ہوتا ہے جو مستی میں سب کچھ پی کر بھی پیاسا رہے۔

ولی اللہ کی پہچان

- ولی شہرت سے بچتا ہے کیونکہ شہرت میں فتنہ ہے۔ لیکن انبیاء کے معجزے کی شرط اظہار ہے اور کرامات اولیاء کی شرط اخفاء ہے۔ اگر ولی اپنی ولایت سے اپنے حال کی درستگی ثابت کرے تو کوئی حرج نہیں لیکن تکلف سے ظاہر کرے تو یہ رعونت ہے۔ مسئلہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کو پہچان جاتا ہے تو وہ اس کے علم کے ساتھ باقی ہو جاتا ہے اور جہل اس

سے فنا ہو جاتا ہے۔ جب بندہ اپنے صفات بشری کو کریدتا ہے تو وہ بقاء کے تمام معانی جان لیتا ہے۔ جب آدمیت پر حق تعالیٰ کے غلبہ کا ظہور ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی ہستی سے نکال دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی تمام باتیں حق تعالیٰ کی فرمودہ ہوتی ہیں۔

- فرمایا گیا ہے اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت کما حقہ حاصل ہوتی تو دریاؤں پر خشک قدم چلتے اور تمہاری دعاؤں سے پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے جن وانس کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے مگر اکثر لوگ اس سے ناواقف اور روگرداں ہیں۔ معرفت کی حقیقت یہ ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندہ ہو اور بندے کا باطن ماسوائے اللہ سے خالی ہو اور ہر ایک کی قدر و منزلت معرفت سے ہے۔ جسے معرفت نہیں وہ بے قیمت ہے۔ بندہ اس وقت تک عارف نہیں ہو سکتا ہے جب تک کہ عالم بجق نہ ہو۔ عالم عظمت الٰہی سے واقف ہوتا ہے۔
- حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بندے کیلئے توحید الٰہی ایسی مخفی حقیقت ہے جسے بیان وعبارت سے ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔
- کسی کیلئے دنیاوی نعمت غذا ہوتی ہے اور کسی کیلئے تائید الٰہی۔ اللہ والوں کی غذا عبادت ہی بن جایا کرتی ہے۔
- جو کچھ ظاہر طور پر انبیاء کیلئے جائز ہوتا ہے وہ اولیاء پر باطنی طور پر جائز ہوتا ہے۔
- مشائخ طریقت کے نزدیک عبادت سے مراد چشم قلب سے مشاہدہ کرنا ہے۔

دنیا میں مشاہدہ آخرت میں دیدار ہے

- دنیا میں مشاہدہ آخرت میں دیدار کے مانند ہے۔ آخرت میں دیدار جائز ہے اور دنیا میں مشاہدہ جائز ہے۔ مشاہدہ باطن کی صفت ہے نہ کہ سر کی آنکھ کی۔
- مالدار کی خرابی کا بدل تو ممکن ہے لیکن درویش کی خرابی کا کوئی بدل ممکن نہیں۔ صاحب حال کی زبان اپنے حال کے بیان کرنے سے ساکت رہتی ہے۔ حال ہوتا ہی وہ ہے جہاں حال فنا ہو جائے۔ حال ایسی حالت ہے جو خدا سے بندے پر وارد ہوتی ہے۔ تب دل سے سب کچھ فنا ہو جاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحب حال تھے۔ ان کیلئے فراق اور وصال برابر تھا۔
- محبت کی ابتداء طلب ہوتی ہے اور اس کی انتہا قرار اور سکون۔ مقام محبت میں حیرت زدہ ہونا کیفیت میں ہوتا ہے۔ یہ توحید کا مقام ہوتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ قبض وبسط میرے ہی قبضہ واختیار میں ہے۔

- جو شخص کسی چیز کے معنی اور اس کی حقیقت کا عالم ہو اس کا نام عارف ہے اور جو شخص صرف عبارت جانتا ہوں اور اس کی معنوی حقیقت سے نا آشنا ہو وہ عالم ہے۔ عالم اپنی ذات کے ساتھ قائم ہوتا ہے اور عارف اپنے رب کے ساتھ۔
- شریعت کا قیام حقیقت کے وجود کے بغیر محال ہے اور حقیقت کا قیام شریعت کی حفاظت کے بغیر محال ہے۔ مجاہدہ شریعت ہے اور ہدایت اس کی حقیقت۔ شریعت از قسم کسب ہے اور حقیقت از قسم عطائے ربانی۔
- اولیائے حق کو یہ مقام حاصل ہوتا ہے کہ ان کی حرکت وسکون ہی قصد اور ارادہ کا لبادہ اوڑھ لیتے ہیں اور تمام صفات قصد بن جاتی ہیں۔
- اللہ تعالیٰ کا بندے کے دل کو خاص اپنی معرفت کیلئے منتخب کرنا اس لئے ہے کہ اپنی معرفت کی جلا دل میں بھر دے۔ یہ درجہ انبیاء اولیاء کے علاوہ ہر خاص وعام فرمانبردار اور نافرمان سب کیلئے عام ہے۔
- ولایت کا کمال یہ ہے کہ ہر چیز کو اس کے اصل کے مطابق عبرت کی آنکھ سے دیکھا جائے تا کہ مشاہدہ صحیح ہو یعنی فنا یا بقا کی نظر سے۔

مرید سے مراد کیا ہے؟

سالکان راہ جب مرید کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس سے ان کی مراد خدا تعالیٰ کی رضا کا طالب ہونا ہوتا ہے۔

- محبت الٰہی ایسی آرزو اور ایک ایسی خواہش ہے جو ہر مصیبت کو آسان بنا دیتی ہے۔
- متصوف وہ ہے جو صوفی بننے کیلئے اتنی کوشش کرتا ہے کہ آخر کار صوفی بن جاتا ہے۔ تصوف یہ ہے کہ بندہ اللہ کے ساتھ صدق اور اس کے بندوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئے تصوف مبتدی ہے اور صوفی منتہی۔ صوفی اپنی ذات کو اللہ کے سپرد کر دیتا ہے۔
- فقیر کو اپنی فقیری میں وہی لذت محسوس کرنی چاہئے جو دولت مند اپنی دولت میں کرتا ہے۔ اسے اپنے مستقبل کی فکر نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ صرف حال پر نظر رکھے اور اسی کو سنوارے۔
- جس شخص نے اپنے ظاہر کو مجاہدہ کے ذریعے آراستہ کیا اللہ تعالیٰ اس کے باطن کو مشاہدہ کے ذریعہ آراستہ فرما دے گا۔ اس سے ظاہر ہے کہ ظاہری اعمال باطن کی برکتوں کو لانے والے ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ ریا سے مبرا ہوں۔
- عبادت کرنا شریعت ہے اور عبادت یا شریعت سے محبت کرنا طریقت ہے۔
- شریعت احکام ہیں اور طریقت ادب ہے۔ ادب نفس کی قید ہے۔ جب نفس اس قید سے گیا تو لازماً وہ بے راہ روی اختیار کر جائے گا۔

- تصوف دراصل خبر معلوم کرنے کو ترک کرنے کا نام ہے۔ (جنید بغدادی)
- صحیح معرفت یہ ہے کہ بندہ دنیا و آخرت دونوں کو چھوڑ دے اور اللہ کیلئے علیحدہ ہو جائے۔
- حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ تذکرہ اولیاء عبادت ہے اور ذکر کرنے والے کے نامۂ اعمال میں ثواب درج کیا جاتا ہے۔
- مخلص مومن معرفت توحید اور محبت کے نور سے عرش الٰہی کو دیکھتا ہے اور دنیا میں عقبیٰ کے حالات سے باخبر ہو جاتا ہے۔
- فقر تو یہ ہے کہ انسان تونگری چھوڑ کر فقر اختیار کرے۔ اختیاری فقر ہی قابل فضیلت ہوتا ہے۔
- سچے لوگوں کی زبان پر اللہ تعالیٰ علم و حکمت کا اجرا کر دیتا ہے۔
- یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ مسلمان کے دل کو اللہ نے یہ طاقت عطا کر رکھی ہے کہ وہ قرآن شریف کو اپنے دل میں محفوظ کر سکتا ہے۔ حالانکہ زمین، آسمان اور پہاڑوں نے احکام الٰہی کے بارے متحمل ہونے سے معذرت کر دی تھی۔

حضرت بابا سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ چند پنجابی اشعار پر اس موضوع کو مکمل کر رہا ہوں:

رہن اٹھائیں باغ بغیچے
سنگ نہ جان فرش غلیچے

آخر فکر چین دا کچھے
بھول بہار تیاری دا

ایہ جگ جان اچالو ڈیرا
کر لے کوئی عمل چنگیرا

اس دنیا تے اکو پھیرا
قول نہ دوجی واری دا

اوڑک ایتھوں جانا بہسی
عزرائیل جدوں آ بہسی

روح مکان کسے ول ویسی
جُثہ قبر اُتاری دا

آسے پاسے ہوسن کندھاں
پکڑ اتارن بھائی بنداں

پھر نہ ملسیں زن فرزنداں
تینوں منوں وساری دا

غافل ہو یوں غفلت سیتی
چور لگے تیرے اندر کھیتی

کھڑیاں آپ لوٹائی کھیتی
حاصل بھرسیں ساری دا

اے بندے تو کچرک رہنا
اس دنیا وچہ جھوٹا بہناں

شکے رکھ ونگوں توں ڈھیناں
گھسا پھرے جاں آری دا

ظالم جاہل عقل نہ کاری
سر تے پنڈ اٹھائی بھاری

پندھ دُراڈا رات اندھاری
بھلکے روز شماری دا
بھانویں سے برساں کوئی جیوے
اوڑک موت پیالہ پیوے
لکھ کروڑ ہزاراں تھیوے
بے وارث کر ماری دا
اوتھے فاقہ فقر وکارے
خودی تکبر مُل نہ پاوے
پھڑو یتیمی چھڈو دعوے
چلن دنیاداری دا

حضرت لقمان حکیم کی اپنے بیٹے کو ایک سو نصیحتیں:

-1 اے جان پدر خدائے عز وجل راشناس۔
ترجمہ: ''اے باپ کی جان! اللہ بزرگ برتر کو پہچان۔''
-2 ہر چہ از پند و نصیحت گوئی نخست براں کار کن۔
ترجمہ: ''جو کچھ وعظ ونصیحت کرے پہلے اس پر خود عمل کر۔''
-3 سخن باندازۂ خویش گوئی۔
ترجمہ: ''اپنے اندازہ (اور مخاطب کے مرتبہ) کے مطابق گفتگو کر۔''
-4 قدر مردم بداں۔
ترجمہ: ''لوگوں کے مراتب پہچان۔''
-5 حق ہمہ کس راشناس۔
ترجمہ: ''سب لوگوں کے حقوق پہچان۔''
-6 راز خود رانگہدار۔
ترجمہ: ''اپنے راز کی حفاظت کر۔''
-7 یار راوقت سختی بیازمائے۔
ترجمہ: ''دوست کو سختی کے وقت آزما۔''
-8 دوست را بسود وزیاں امتحان کن۔
ترجمہ: ''دوست کا نفع ونقصان میں امتحان کر۔''
-9 از مردم ابلہ و ناداں بگریز۔

ترجمہ: ''بیوقوف نادان آدمی سے فرار اختیار کر۔''

-10 دوست زیرک ودانا گزیں۔

ترجمہ: ''عقلمند وہوشیار شخص کو دوست بنا۔''

-11 درکار خیر جد وجہد نمای۔

ترجمہ: ''اچھے کام میں جد وجہد کر۔''

-12 برزناں اعتماد مکن۔

ترجمہ: ''عورتوں پر اعتماد نہ کر۔''

-13 تدبیر با مردم مصلح ودانا کن۔

ترجمہ: ''عقل منداور اصلاح کرنے والے سے مشورہ کر۔''

-14 سخن بحجت گوئی۔

ترجمہ: ''مدلل گفتگو کر۔''

-15 جوانی راز غنیمت داں۔

ترجمہ: ''جوانی کو غنیمت سمجھ۔''

-16 بہنگام جوانی کار دو جہانی راست کن۔

ترجمہ: ''جوانی کے زمانہ میں دونوں جہان کے کام ٹھیک کرلے۔''

-17 یاران ودوستاں راعزیز دار۔

ترجمہ: ''دوستوں اور دوستوں کے دوستوں کو محبوب رکھ۔''

-18 بادوست ودشمن ابرو کشادہ دار۔

ترجمہ: ''دوست اور دشمن کے ساتھ خوش اخلاق رہ۔''

-19 مادروپدر را غنیمت داں۔

ترجمہ: ''ماں باپ کو غنیمت سمجھ۔''

-20 استاد را بہترین پدر شمر۔

ترجمہ: ''استاد کو بہترین باپ سمجھ۔''

-21 خرچ رابا ندازہ دخل کن۔

ترجمہ: ''آمدنی کے مطابق خرچ کر۔''

-22 در ہمہ کار میانہ رو باش۔

ترجمہ: ''ہر کام میں میانہ روی اختیار کر۔''

-23 جوانمردی پیشہ کن۔

ترجمہ: ''شرافت کو وطیرہ بنا۔''

-24 خدمت مہماں بواجبی ادا کن۔

ترجمہ: ''مہمان کی ضروری خدمت بجالا۔''

-25 درخانہ کسیکہ درآئی چشم وزبان رانگاہ دار۔

ترجمہ: ''جس کے گھر میں پہنچے (اپنی) آنکھ اور زبان کی حفاظت کر۔''

-26 جامہ وتن راپاک دار۔

ترجمہ: ''بدن اور کپڑے کو پاک رکھ۔''

-26 چشم وزباں رانگاہ دار۔

ترجمہ: ''آنکھ اور زبان کی حفاظت کر۔''

-27 باجماعت یار باش۔

ترجمہ: ''دوستوں کے ساتھ دوستانہ برتاؤ کر۔''

-28 فرزند راعلم وادب بیاموز، واگر ممکن باشد تیر انداختن وسواری بیاموز۔

ترجمہ: ''بچہ کو علم وادب سکھا اور اگر ممکن ہو سواری اور تیر اندازی کی تعلیم دے۔''

-29 کفش وموزہ کہ پوشی ابتدا از پائے راست کن وبدر آوردن از چپ گیر۔

ترجمہ: ''جوتہ اور موزہ پہنے تو دائیں جانب سے اور اتارے تو بائیں جانب سے ابتداء کر۔''

-30 باہر کس کار باندازہ او کن۔

ترجمہ: ''ہر ایک کا کام اس کے اندازہ کے مطابق کر۔''

-31 بشب چوں سخن گوئی آہستہ ونرم گوئی وبروز چوں گوئی ہر سونگاہ بکن۔

ترجمہ: ''رات میں گفتگو کرے تو نرمی اور آہستگی سے کر اور دن میں گفتگو کرتے ہوئے ہر طرف کا خیال رکھ۔''

-32 کم خوردن و خفتن و گفتن عادت انداز،

ترجمہ: ''کم کھانے اور کم سونے کی عادت ڈال۔''

-33 ہر چہ بہ خود نہ پسندی بدیگراں مپسند۔

ترجمہ: ''جو چیز اپنے لئے پسند نہ کرے دوسروں کیلئے بھی پسند نہ کر۔''

-34 کار با دانش و تدبیر کن۔

ترجمہ: ''کام عقل اور تدبیر کے ساتھ کر۔''

-35 ناآموختہ استاذی مکن۔

ترجمہ: ''بغیر سیکھے استاد مت بن۔''

-36 بازن و کودک راز مگو۔

ترجمہ: ''عورت اور بچہ سے راز مت کہہ۔''

-37 بر چیز کساں دل منہ۔

ترجمہ: ''کسی شخص کی چیز سے دل مت لگا۔''

-38 از بد اصلاں چشم وفا مدار۔

ترجمہ: ''کمینوں سے وفا کی امید مت رکھ۔''

-39 بے اندیشہ در کار مشو۔

ترجمہ: ''بے سوچے کام نہ کر۔''

-40 ناکردہ را کردہ مشمر۔

ترجمہ: ''جو کام نہ کیا ہو اسے کیا ہوا نہ خیال کر۔''

-41 کار امروز بفردا میفکن۔

ترجمہ: ''آج کا کام کل کیلئے مت چھوڑ۔''

-42 با بزرگ تر از خود مزاح مکن۔

ترجمہ: ''اپنے سے بڑے کے ساتھ مذاق مت کر۔''

43- با مردم بزرگ سخن دراز مگو۔

ترجمہ: ''بڑے آدمی کے ساتھ لمبی گفتگو نہ کر۔''

44- عوام الناس را گستاخ مساز۔

ترجمہ: ''عالم لوگوں کو گستاخ و بے باک مت بنا۔''

45- حاجتمند را نومید مکن۔

ترجمہ: ''ضرورت مند کو ناامید مت کر۔''

46- خیر کساں بخیر خود میامیز۔

ترجمہ: ''دوسروں کی بھلائی کو اپنی بھلائی سے نہ ملا۔''

47- مال خود را بدوست و دشمن منمائی۔

ترجمہ: ''اپنا مال دوست اور دشمن کو مت دکھا۔''

48- خویشاوندی از خویشاں مبر۔

ترجمہ: ''اپنوں سے اپنائیت کا رشتہ مت توڑ۔''

49- کساں را کہ نیک باشند بہ غیبت یاد مکن۔

ترجمہ: ''نیک لوگوں کی غیبت مت کر۔''

50- بخود منگر۔

ترجمہ: ''خود بین (متکبر) مت بن۔''

51- جماعتے کہ ایستادہ باشند تو نیز موافقت ہمہ کن۔

ترجمہ: ''لوگ کھڑے ہوئے ہوں تو تو بھی کھڑا ہو جا۔''

52- انگشتاں بہمہ مگزاراں۔

ترجمہ: ''لوگوں پر انگلیاں نہ اٹھا (تنقید نہ کر)''

53- در پیش مردم خلال دنداں مکن۔

ترجمہ: ''لوگوں کے سامنے دانتوں میں خلال نہ کر۔''

54- آب دہن و بینی بآواز بلند مینداز۔

ترجمہ: ''بلغم اور ناک کی ریزش بلند آواز کے ساتھ مت صاف کر۔''

-55 در فاژہ دست بر دہن بنہ۔

ترجمہ: ''جمائی میں ہاتھ منہ پر رکھ لے۔''

-56 بروی مردم کاہلی مکش۔

ترجمہ: ''لوگوں کے سامنے کاہلی کا اظہار نہ کر۔''

-57 انگشت در بینی مکن۔

ترجمہ: ''ناک میں انگلی مت دے۔''

-58 سخن ہزل آمیختہ مگو۔

ترجمہ: ''ہجو (مذاق) پر مشتمل گفتگو مت کر۔''

-59 مردم را پیش مردم خجل مکن۔

ترجمہ: ''کسی کو کسی کے سامنے شرمندہ نہ کر۔''

-60 سخن گفتہ دیگر بار مخواہ۔

ترجمہ: ''کہی ہوئی بات دوبارہ نہ کہلوا (ایک دفعہ میں سمجھ لے)''

-61 از سخنے کہ خندہ آید حذر کن۔

ترجمہ: ''وہ بات جس سے ہنسی آئے پرہیز کر۔''

-62 ثنائے خود و اہل خود پیش کس مگو۔

ترجمہ: ''اپنی اور اپنے گھر والوں کی تعریف کسی کے سامنے مت کر۔''

-63 خود را چوں زناں میارای۔

ترجمہ: ''اپنے کو عورتوں کی طرح مت سنوار۔''

-64 ہرگز بمراد از فرزنداں مباش۔

ترجمہ: ''ہرگز اپنی مراد اولاد سے نہ طلب کر (انکے سہارے زندگی نہ گزار)''

-65 زباں را نگاہ دار۔

ترجمہ: ''زبان کی حفاظت کر۔''

-66 وقت سخن دست مجنباں۔

ترجمہ: ''بات کرتے ہوئے ہاتھ نہ ہلا۔''

-67 حرمت ہمہ کس راپاس دار۔

ترجمہ: ''ہر شخص کی عزت ملحوظ رکھ۔''

-68 بہ بدآمد کساں ہمدستاں مشو۔

ترجمہ: ''لوگوں کے ساتھ برا برتاؤ کرنے میں ساتھ مت دے۔''

-69 مردہ رابہ بدی یاد مکن کہ سود ندارد۔

ترجمہ: ''مردہ کو بدی کے ساتھ یاد نہ کر کہ بے فائدہ ہے۔''

-70 تانوانی جنگ وخصومت مساز۔

ترجمہ: ''جب تک ہو سکے لڑائی اور دشمنی سے بچ۔''

-71 قوت آزمائے مباش۔

ترجمہ: ''اپنی قوت مت آزما۔''

-72 آزمودہ کس رابصلاح گماں مبر۔

ترجمہ: ''ایک آزمائے ہوئے (اور خراب ثابت ہونیوالے کو) اچھا مت سمجھ۔''

-73 نان خود رابر سفرۂ دیگراں مخور۔

ترجمہ: ''اپنا کھانا دوسرے کے دسترخوان پر نہ کھا۔''

-74 درکار بد تعجیل مکن۔

ترجمہ: ''برے کام میں جلدی نہ کر۔''

-75 برائے دنیا خود رادررنج میفگن۔

ترجمہ: ''دنیا کیلئے خود کو تکلیف میں مبتلا نہ کر۔''

-76 ہر کہ خود راشناسد اوراشناس۔

ترجمہ: ''جو اپنا قدرداں ہو تو بھی اس کی قدردانی کر۔''

-77 درحالت غضب سخن فہمیدہ گوئی۔

ترجمہ: ''غصہ میں بات سمجھ کر (سنبھال کر) کہہ۔''

78- بآستیں آب بنی پاک مکن۔

ترجمہ: ''ناک کی ریزش آستین سے صاف نہ کر۔''

79- بوقت برآمدن آفتاب مخسپ۔

ترجمہ: ''سورج طلوع ہونے کے وقت مت سو۔''

80- پیش مردم مخور۔

ترجمہ: ''لوگوں کے سامنے مت کھا۔''

81- از بزرگاں براہ پیش مرو۔

ترجمہ: ''راستہ میں بزرگوں (بڑوں) سے آگے نہ چل۔''

82- درمیان سخن مردم میا۔

ترجمہ: ''لوگوں کی گفتگو میں دخل مت دے۔''

83- پیش مردم سر بہ زانو منہ۔

ترجمہ: ''لوگوں کے سامنے سر گھٹنے پر مت رکھ۔''

84- چپ وراست منگر بلکہ نظر بہ سوئے زمین بدار۔

ترجمہ: ''دائیں بائیں مت دیکھ بلکہ نگاہ زمین کی طرف رکھ۔''

85- اگر توانی بر ستور برہنہ سوار مشو۔

ترجمہ: ''اگر ہو سکے سواری کی برہنہ پیٹھ پر سوار نہ ہو۔''

86- پیش مہماں بکسے خشم مکن۔

ترجمہ: ''مہمان کے سامنے غصہ نہ ہو۔''

87- مہماں را کار مفرمائے۔

ترجمہ: ''مہمان سے کام نہ لے۔''

88- با دیوانہ و مست سخن مگوئے۔

ترجمہ: ''پاگل اور مست سے گفتگو نہ کر۔''

89- بافلاشاں واوباشاں برسرمحلہا منشیں۔
ترجمہ: ''مفلسوں اور آوارہ لوگوں کے ساتھ گلیوں اور کوچوں کے نکڑ پر نہ بیٹھ۔''

90- بہرسودوزیاں آبروئے خودمریز۔
ترجمہ: ''نفع ونقصان کیلئے اپنی عزت مت گنوا۔''

91- فضول ومتکبر مباش۔
ترجمہ: ''فضول بات کرنیوالا اور مغرور نہ ہو۔''

92- خصومت مردم بخویش مگیر۔
ترجمہ: ''دوسروں کی دشمنی اپنے سر نہ لے۔''

93- از جنگ وفتنہ برکراں باش۔
ترجمہ: ''لڑائی اور فتنہ سے کنارہ کش رہ۔''

94- بے کاردوانگشتری ودرم مباش۔
ترجمہ: ''چھری اور انگوٹھی اور دِرہم کے بغیر مت رہ۔''

95- مراعات کن چنداں کہ خوارنہ سازی۔
ترجمہ: ''مراعات برت مگر دوسروں کیلئے اپنے کو حقیر نہ کر۔''

96- فروتن باش۔
ترجمہ: ''تواضع اختیار کر۔''

دنیا میں کس سے کیسا معاملہ کیا جائے؟

97- زندگانی کن بہ خدائے تعالیٰ بہ صدق بہ نفس بہ قہر باخلق بانصاف بہ بزرگاں بخدمت بخرداں بہ شفقت بدرویشاں بہ سخاوت بدوستاں ویاراں بہ نصیحت بدشمناں بہ حلم بہ جاہلاں بخاموشی بہ عالماں بہ تواضع بایں طریق بہ سربرمال کسے طمع مکن وچوں پیش آید منع مکن لیکن چوں بیش آید جمع مکن۔

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ زندگی اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچائی، نفس امارہ پر قہر مخلوق کے ساتھ انصاف' بزرگوں کی خدمت' چھوٹوں پر شفقت' درویشوں کے ساتھ سخاوت' دوست واحباب کو نصیحت' دشمنوں کے ساتھ برد باری' جاہلوں کے ساتھ خاموشی' عالموں کے ساتھ تواضع کرتے ہوئے گزارنی

چاہئے۔ زندگی اس طرح بسر کر کہ کسی کے مال کی طمع نہ ہو اور اگر سامنے آ جائے تو منع بھی نہ کر لیکن ضرورت سے زیادہ ہو جائے تو اکٹھا نہ کر۔"

98- وگفت سہ ہزاراں کلمہ در نصیحت نوشتہ ام سہ کلمہ ازاں برگزیدہ ام دو کلمہ ازاں یاد دار دیک را فراموش گرداں، یعنی خدائے تعالیٰ و مرگ را یاد دار نیکی را فراموش کن۔

ترجمہ: "اور فرمایا نصیحت کے تین ہزار کلمات میں نے لکھے ہیں ان میں سے تین کلمے چنتا ہوں اور ان میں سے دو یاد رکھ اور ایک بھول جا یعنی اللہ تعالیٰ اور موت کو یاد رکھ اور کی ہوئی نیکی کو بھول جا۔"

99- ونیز فرمودہ اند کہ خاموشی ہفت خاصیت دارد زینت است بے پیرایہ ہیبت بے سلطنت عبادت بے محنت حصار بے دیوار بے نیازی بے حذر فراغ از کراماً کاتبین پوشیدن عیبہا۔

ترجمہ: "نیز فرماتے ہیں کہ چپ رہنے کی سات خاصیتیں ہیں۔ زیب و زینت کی چیز نہ ہونے کے باوجود زینت دار ہے' خاموشی بے سلطنت کے ہیبت' بے محنت عبادت' بے دیوار کے شہر پناہ' بے احتیاط کی بے نیازی' کراماً کاتبین سے (اچھائی اور برائی لکھنے والے فرشتے) فراغت عیبوں کو چھپانے والی ہے۔"

100- نقل است کہ از وپرسیدند از معنی بلوغ چیست! فرمود دو معنی دارد یکے آں کہ از مرد منی بیروں آید دوم آں کہ مرد از منی بیروں آید

بہ طبعم ہیچ مضمون بہ زلب بستن نمی آید	خموشی معنی وار دکہ در گفتن نمی آید
سینہا را خامشی گنجینۂ گوہر کند	یاد دارم از صدف این نکتہ سر بستہ را

ترجمہ: "منقول ہے حضرت لقمان سے پوچھا گیا کہ بالغ ہونے کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ فرمایا دو معنی ہیں ایک یہ کہ آدمی کا مادہ منویہ باہر آنے لگتا ہے' دوسرے یہ کہ آدمی کی خودسری کافور ہو جاتی ہے' (ترجمہ اشعار:) خاموش رہنے کیلئے کوئی اچھا مضمون ذہن میں نہیں آتا' خاموشی کے معنی کی تعبیر سمجھ میں نہیں آتی' خاموشی کے باعث سینہ گوہروں کا خزانہ بن جاتا ہے، میں نے سیپ سے یہ نکتہ سربستہ یاد کیا ہے۔"

(پندنامہ حضرت شیخ فریدالدین عطاء رحمۃ اللہ علیہ)

فرمان علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم:

درسِ نظامی کی مشہور کتاب تحفۂ نصائح حضرت علامہ سید یوسف حسینی راجا (م 731ھ 1313ء) والد ماجد حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ایک فرمان نقل فرمایا ہے جو بڑا ہی عبرت انگیز اور نصیحت آموز ہے۔

شیخ الحدیث محسن اہل سنت علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کے ساتھ لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

منقول ست از حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ بست وہفت نوع از بنی آدم مسخ شدہ از مرد و زن بیک روایت بست و چہار و بروایتے دیگر ہفدہ و روایت اصح آنست کہ فیل معلم بود و عنکبوت زنے بود کہ از حیض غسل نمیکرد و دائم جنب ے بود و روباہ مردے بود فتنہ انگیز و خیانت میکرد و خرچنگ ہفدہ مرد بودند از بنی اسرائیل واز مائدہ عیسیٰ علیہ السلام طعام خوردند واین ایمان نیاوردند لاکن پشت زنے بود کہ باداماد خود فساد میکرد و زنبور زنے بود کہ باشوہر خود جنگ میکرد و خرگوش دزدے بود، ہر سال درراہ مکہ معظمہ دزدی میکرد و عقرب مردے بود کہ دائم الاوقات قبرہائے میکنْد و کفنہائے دزدید و سوسمار مردے بود غارتگر، مال مردم می خورد و خوک چہل تن از بنی اسرائیل بودند و عملہائے بد میکردند و امر خدا را خلاف کردند، ومیموں قومے از بنی اسرائیل بودند، و بوم مردے منکر بود و می گفت خدا را حکم بر من نیست و کلاغ مردے بدوی بود بشہر ہا می آمد وارا جیف می انداخت۔ وموش زنے بود کہ دائم رقص می کرد و شعر میخواند وطوطی مردے بود دلال و بردہ فروشی بسیار میکرد و سود میخورد و در سود او معاملہ دروغ میگفت وقمری زنے بود کہ دائم خود راز یب و زینت می داد و بر مرداں جلوہ میکرد۔

مسخ شدہ انسان

ترجمہ: ”حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ستائیس قسم کے انسان مرد و زن جانوروں کی شکلوں میں تبدیل کئے گئے‘ ایک روایت میں چوبیس اور ایک روایت میں سترہ کی تعداد ہے۔ اس جگہ جو زیادہ صحیح روایت بیان کی گئی ہے اس میں سولہ کا ذکر ہے:

1- ہاتھی ایک استاد تھا (جو غلط تعلیم دیتا تھا)۔

2- مکڑی ایک عورت تھی جو حیض سے غسل نہیں کرتی تھی اور ہمیشہ جنبی رہتی تھی۔

3- لومڑی ایک فتنہ انگیز اور خیانت پیشہ مرد تھا۔

4- کیکڑا بنی اسرائیل کے سترہ مرد تھے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دسترخوان سے کھانا کھاتے تھے اور ایمان نہیں لائے تھے۔ نوٹ خرچنگ، پانی کے جوہڑوں میں پایا جانے والا جانور ہے جسے عربی میں سرطان، فارسی میں پنج پایہ اور اردو میں کیکڑا کہتے ہیں۔

5- کچھوا ایک عورت تھی جو اپنے داماد کے ساتھ خرابی کرتی تھی۔ غیاث اللغات میں لاک پشت لکھا ہے۔

-6 بھڑ ایک عورت تھی جو اپنے شوہر کے ساتھ لڑتی رہتی تھی۔

-7 خرگوش ایک چور تھا جو ہر سال مکہ معظمہ کے راستہ میں چوری کیا کرتا تھا۔

-8 بچھوایک مرد تھا جو ہمیشہ قبریں کھود کر کفن چرایا کرتا تھا۔

-9 کوا ایک ڈاکو تھا جو لوگوں کا مال کھایا کرتا تھا۔

-10 خنزیر بنی اسرائیل کے چالیس مرد تھے جو برے کام کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کیا کرتے تھے۔

-11 بندر بنی اسرائیل کی ایک جماعت تھی۔

-12 الو ایک منکر مرد تھا وہ کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر کوئی حکم نہیں ہے۔

-13 جنگلی کوا: ایک جنگلی مرد تھا جو شہر میں آکر جھوٹی باتیں پھیلاتا تھا۔ اراجیف جمع ارجاف بے اصل اور جھوٹی باتیں۔

-14 چوہیا ایک عورت تھی جو ہمیشہ ناچ اور گانے میں مصروف رہتی تھی۔

-15 طوطا ایک گونگا مرد تھا جو غلام بیچا کرتا تھا وہ سودی کاروبار کرتا سود کھاتا اور سود کے معاملے میں جھوٹ بولتا تھا۔

-16 فاختہ ایک عورت تھی جو اپنے آپ کو بنا سنوار کر مردوں کے سامنے نمائش کرتی تھی۔

تعارف غزالی بزبان سعدی شیرازی

(امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا نام محمد ہے' ایران کے شہر طوس کے ملحقات میں غزالہ آپ کا گاؤں ہے اس نسبت سے آپ کو غزالی کہا جاتا ہے' آپ کی بے شمار تصنیفات ہیں جن میں سے احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت کو بڑی شہرت ملی ہے۔ آپ کا وصال پانچ سو بیس ہجری میں ہوا۔)

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب گلستان سعدی میں فرماتے ہیں:

''سیدھے راستے کے خلاف ہے اور عقل مندوں کی رائے کا الٹ ہے کہ بغیر تحقیق کئے صرف اپنے گمان و وہم میں سے دوا پی لی جائے کہ شاید شفاء ہو جائے اور ان دیکھا راستہ بغیر قافلے کے عبور کیا جائے۔''

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ آپ نے علوم کے اندر اتنا بڑا مرتبہ کیسے حاصل کر لیا؟ آپ نے فرمایا! اس طرح کہ جو مجھے نہ آتا تھا میں نے دوسروں سے پوچھنے میں عار محسوس نہ کی۔ اس کے بعد فارسی اشعار ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے:

''ازروئے عقل اکرام کی توقع تب ہوگی جب نبض کسی مزاج شناس کو دکھائی جائے۔ جو تجھے نہیں آتا وہ پوچھ لیا کر، پوچھنے کی ذلت تجھے عقلمندی کی عزت کا راستہ دکھائے گی۔''

اس حکایت سے جو سبق حاصل ہوا ہم نے گلستان سعدی کے ترجمہ میں اس طرح لکھا:

''جس بات کا علم نہ ہو تو وہ اہل علم سے پوچھنے میں کوئی عار اور شرم محسوس نہیں کرنی چاہئے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون۔ (الحجر)

ترجمہ: ''اگر تمہیں پتہ نہ ہو تو اہل ذکر یعنی اہلِ علم سے پوچھ لیا کرو۔''

کیونکہ حدیث میں ہے:

انما شفاء العی فی السوال۔

ترجمہ: ''جہالت کی بیماری کا علاج سوال کرنے میں ہے۔''

جو بندہ پوچھنے سے شرما جاتا ہے وہ ساری عمر جہالت کے اندھیرے میں بھٹکتا رہے گا۔ جہالت اگر ایک تالا ہے تو سوال کرنا اس کی چابی ہے۔ جب جہالت کے تالے کو یہ چابی لگے گی تو آگے علم کا شہر دکھائی دے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حکمت و دانائی کی بات مومن کی گمشدہ پونجی ہے جہاں سے بھی ملے اس کا زیادہ حق دار بندہ مومن ہی ہے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اہل علم کی عظمت پر قرآن مجید کی بیسویں آیات واحادیث کا ایک معتدبہ ذخیرہ موجود ہے۔ بشرطیکہ اس علم کے وارث اپنے آپ کو مطالعہ کی عادت ڈالیں اور علم کے موتیوں سے اپنا دامن مراد بھر لیں۔ بقول اقبال مرحوم

زندگی ہو مری پروانے کی صورت یارب   علم کی شمع سے ہو مجھ کو محبت یا رب

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مختصر سے تعارف اور اس حکایت سے حاصل ہونے والے سبق کے بعد اب آمدم برسر مطلب۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے ایک شاگرد کو نصیحت:

حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شاگرد نے ایک خط کے ذریعے کچھ سوالات پوچھے اور ساتھ ہی نصیحت کا طالب ہو تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پورا رسالہ ''ایھا الولد'' کے نام سے لکھ بھیجا جس میں آپ نے ایک شفیق باپ کی طرح اپنے روحانی فرزند کو جو نصیحت ارشاد فرمائی اس کو اگر تصوف کا ایک مختصر مگر جامع نصاب کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ ایک ایک جملہ تیر تا تیر بن کر دل میں اترا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ برائے خیر خواہی عوام وخواص بالخصوص طلباء اس کا خلاصہ لکھا جارہا ہے۔ چنانچہ فرمایا: اے میرے لختِ جگر!

عمل کرو گے تو اجر وثواب پاؤ گے...... منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک عابد نے 70 سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ رب کریم عزوجل نے اس کی شان وعظمت فرشتوں پر ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا تاکہ اسے یہ بتائے کہ اس قدر زہد وعبادت کے باوجود جنت کا مستحق نہیں۔ چنانچہ فرشتے نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا تو اس نیک شخص نے جواب دیا: ''ہمیں تو عبادت کیلئے پیدا کیا گیا ہے اس لئے ہمیں عبادت ہی کرنا چاہئے۔'' (اب یہ خالق و مالک عزوجل کی مرضی ہے کہ محض اپنے کرم سے داخل جنت فرمادے یا عدل کرتے ہوئے جہنم میں جھونک دے) جب فرشتہ رب کائنات عزوجل کی بارگاہ عزت میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا: ''میرے بندے نے کیا جواب دیا؟'' عرض کیا: ''اے تمام جہانوں کے پروردگار! تو اپنے بندے کے جواب کو خوب جانتا ہے۔'' تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جب میرا بندہ میری عبادت سے جی نہیں چراتا تو میری شان کریمی کا تقاضا ہے کہ میں بھی اس سے نظر رحمت نہ پھیروں۔ اے فرشتو! گواہ رہو! میں نے اس کی مغفرت فرمادی۔'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے:

حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا و زنوا اعمالکم قبل ان توزنوا۔

ترجمہ: ''اس سے پہلے کہ تمہارا احساب ہو اپنا حساب خود کرلو اور اپنے اعمال کا وزن کرلو قبل اس کے کہ انہیں تولا جائے۔'' (سنن الترمذی کتاب صفۃ الضیافہ باب (ت 90) الحدیث: 2467 ج 4 ص 208)

امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم ارشاد فرماتے ہیں:

''جو شخص یہ گمان رکھتا ہے کہ نیک اعمال اپنائے بغیر جنت میں داخل ہوگا وہ جھوٹی امید وآس کا شکار ہے اور جس نے یہ خیال کیا کہ نیک اعمال کی بھرپور کوشش سے ہی جنت میں داخل ہوگا تو گویا وہ خود کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مستغنی و بے پرواہ سمجھ بیٹھا ہے''۔ (تفسیر روح البیان، سورہ بقرہ، تحت الآیۃ، 246 ج 1 ص 383)

حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اچھے اعمال کے بغیر جنت کی طلب گناہ سے کم نہیں۔'' (ایضاً- الرعد: 246 ج 4 ص 388)

اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہی ارشاد گرامی ہے کہ

''حقیقی بندگی کی علامت یہ ہے کہ بندہ عمل نہ چھوڑے بلکہ عمل کو اچھا سمجھنا چھوڑ دے۔''

عقل منداور احمق:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

الکیس من دان نفسه و عمل لما بعد الموت والاحمق من تبع نفسه هواها

وتمنی علی اللہ۔

ترجمہ: ''عقل منداور سمجھدار وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد والی زندگی کیلئے عمل کرے اور احمق و نادان وہ ہے جو نفسانی خواہشات کی پیروی کرے اور (نفسانی خواہشات و ممنوعات کو ترک کئے بغیر) اللہ تعالیٰ سے عفوو در گزر اور جنت کی امید رکھے۔'' (ترمذی، الحدیث 2467 ج 4 ص 208)

فرمایا: اے پیارے بچے!

تم کتنی ہی راتیں جاگ کر حصول علم میں مشغول و مصروف رہے...... اور (اس کتب بینی کے شوق میں) اپنے اوپر نیند کو حرام کئے رکھا...... میں نہیں جانتا کہ تمہاری اس محنت و مشقت کا سبب کیا تھا؟...... اگر تمہاری نیت دنیوی ساز و سامان اور مال و دولت حاصل کرنے...... دنیوی منصب اور عہدے پانے...... اور ہم عصر لوگوں پر اپنی برتری اور بڑائی ظاہر کرنے کی تھی تو (کان کھول کر سن لو!) تمہارے لئے ہلاکت و بربادی ہے...... اور اگر ان شب بیداریوں میں تمہاری نیت یہ تھی کہ تم اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب حضور ﷺ کی پیاری پیاری شریعت کا پیغام عام کرو گے...... اپنے کردار و اخلاق کو سنتوں کے سانچے میں ڈھالو گے...... اور ہمیشہ برائی کی طرف بلانے والے نفس امارہ کی شرارتوں سے بچنے کی بھرپور کوشش کرو گے تو تمہیں مبارک ہو...... اور سعادت مندی نصیب ہو۔ کسی شاعر نے سچ ہی کہا ہے:

سهر العيون لغير و جهك ضائع　　　و بكاؤ هن لغير فقدك باطل

ترجمہ: ''تیرے رخ زیبا کے دیدار کے علاوہ کسی غیر کیلئے ان آنکھوں کا جاگتے رہنا بیکار ہے اور تیرے علاوہ کسی اور کے فراق میں ان کا رونا باطل و عبث ہے۔''

بیٹا:

عش ماشئت فانك ميت واحبب ماشئت فانك مفارقه واعمل ماشئت فانك تجزىٰ به۔

ترجمہ: ''جیسے چاہے زندگی گزار، آخر کار تمہیں مرنا ہے...... جس سے چاہو محبت کرو ایک نہ ایک دن تم اس سے جدا ہو جاؤ گے...... اور جیسا چاہے عمل کرو بالآخر اس کا بدلہ ضرور دیئے جاؤ گے۔''

بیٹے! علم کلام و مناظرہ، علم طب، علم دواوین واشعار، علم نجوم و عرض، علم نحو و صرف (جن کے حاصل کرنے کا مقصد اگر دنیوی شہرت کا حصول اور لوگون پر اپنی بڑائی و برتری کا اظہار تھا) تو سوائے اللہ تعالیٰ کی ناراضی میں اپنی عمر کا قیمتی وقت ضائع کرنے کے تیرے ہاتھ کیا آیا؟ امام غزالی فرماتے ہیں:

''میں نے انجیل مقدس میں یہ لکھا ہوا پایا کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: میت کو چار پائی پر رکھ کر قبر تک لانے کے دوران اللہ تعالیٰ میت سے 40 سوالات کرتا ہے...... ان میں سے پہلا سوال یہ ہوتا ہے: ''اے میرے بندے! لوگوں کو حسین وجمیل نظر آنے کیلئے برسوں تو خود کو سنوارتا رہا لیکن جس چیز (یعنی دل) پر میری نظر (رحمت) ہوتی ہے اسے تو نے ایک لمحہ بھی پاک وصاف نہ کیا۔''

(اے انسان!) ہر روز اللہ تعالیٰ تیرے دل پر نظر کرم فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے:

''تو میرے غیر کی خاطر کیا کچھ کر گزرتا ہے...... حالانکہ تجھے میری نعمتوں نے گھیر رکھا ہے (پھر بھی میری فرمانبرداری کی طرف مائل نہیں ہوتا؟)...... کیا تو بہرہ ہو چکا ہے؟ کیا تجھے کچھ سنائی نہیں دیتا؟''

مفید وغیر مفید علم:

اے پیارے بیٹے!

''عمل کے بغیر علم پاگل پن اور دیوانگی سے کم نہیں اور علم کے بغیر عمل کی کچھ حیثیت نہیں۔''

یاد رہے! بغیر علم کے نہ صرف یہ کہ عبادات عموماً درست طریقہ پر ادا ہونے سے رہ جاتی ہیں بلکہ بسا اوقات بندہ سخت گنہگار ہوتا ہے۔ ''ملفوظات اعلیٰ حضرت'' صفحہ 355 پر'' حدیث میں ارشاد ہوا:

المتعبد بغیر فقه کالحمار فی الطاحون۔

ترجمہ: ''بغیر فقہ کے عابد بننے والا ایسا ہے جیسے چکی میں گدھا۔''

(کنز العمال، کتاب العلم، الباب الاول فی الترغیب فیہ، الحدیث: 5-278، ج 5 الجزء العاشر، ص 61)

بغیر فقہ کے عابد بننے والا (فرمایا) عابد نہ فرمایا بلکہ عابد بننے والا فرمایا یعنی بغیر فقہ کے عبادت ہو ہی نہیں سکتی، جو (بغیر فقہ کے) عابد بنتا ہے وہ ایسا ہے جیسے چکی میں گدھا کہ محنت شاقہ کرے اور حاصل کچھ نہیں۔''

نیز فقیہ ملت، حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کے تحت یوں تحریر فرماتے ہیں:

''مطلب یہ ہے کہ جیسے پہلے زمانہ میں آٹا کی چکی کو گدھا چلایا کرتا تھا مگر آٹا کھانے کیلئے اس کو نہیں ملتا تھا ایسے ہی بغیر فقہ یعنی مسائل شرعیہ کی رعایت کے بغیر جو عبادت کی مشقت اٹھاتا ہے اسے کچھ ثواب نہیں ملتا۔'' (علم اور علما، ص 58)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں!

......(اس بات کو گرہ سے باندھ لو! کہ) جو علم آج تمہیں گناہوں سے دور کر سکا نہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت (و عبادت) کا شوق پیدا کر سکا یہ کل قیامت میں تمہیں جہنم کی (بھڑکتی ہوئی) آگ سے بھی نہیں بچا سکے گا...... اگر آج تم نے

نیک عمل نہ کیا یعنی گزرے ہوئے وقت کا تدارک نہ کیا' تو کل قیامت میں تمہاری ایک ہی پکار ہوگی:

فارجعنا نعمل صالحا۔ (پ21 السجدہ:12)

ترجمہ: ''ہمیں پھر بھیج کہ نیک عمل کریں۔''

تو تجھے جواب دیا جائے گا:

''اے احمق و نادان! تو وہیں سے تو آ رہا ہے۔''

اے پیارے بیٹے!

''روح میں ہمت پیدا کرو...... نفس کے خلاف جہاد کرو...... اور موت کو اپنے قریب تر جان...... کیونکہ تمہاری منزل قبر ہے...... اور قبرستان والے ہر لحظہ تمہاری انتظار میں ہیں کہ تم کب ان کے پاس پہنچو گے؟...... خبردار! خبردار! بغیر زادِ راہ کے ان کے پاس جانے سے ڈرو۔''

فرمان سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ جسم پرندوں (یعنی ایسی سعادت مند روحوں) کیلئے پنجرے ہیں (جو ہر لحظہ عالم بالا کی جانب پرواز کیلئے بیتاب رہتی ہیں) یا یہ جسم جانوروں (یعنی ایسی روحوں) کیلئے اصطبل ہیں (جو نیک اعمال سے دور رہیں)۔''

پس اپنی ذات میں غور کرو کہ ان دونوں میں سے تمہارا تعلق کس کے ساتھ ہے؟...... اگر تم عالم بالا کی جانب پرواز کیلئے بیتاب پرندوں میں سے ہو تو جب (موت کے وقت) یہ مسحور و خوش کن آواز سنو:

ارجعی الی ربک۔ (پ30، الفجر، 28)

ترجمہ: ''اپنے رب کی طرف واپس ہو۔''

تو فوراً بلندیوں کی طرف پرواز کرتے ہوئے جنت کے اعلیٰ مقام پر جا پہنچنا۔ چنانچہ' رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے:

اهتز عرش الرحمن لموت سعد بن معاذ

ترجمہ: ''سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت سے عرش رحمٰن (فرحت و شادمانی سے) جھوم اٹھا۔''

(بخاری کتاب مناقب الانصار 803 ج2 ص560)

اور معاذ اللہ اگر تمہارا شمار جانوروں میں ہو جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

اولئك کالانعام بل هم اضل۔ (پ9،الاعراف:179)

ترجمہ: ''وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ۔''

تو ایسی صورت میں اس دنیا سے سیدھا جہنم کی آگ میں جانے سے بے خوف نہ ہونا۔''

ایک مرتبہ حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ٹھنڈا پانی پیش کیا گیا۔ پیالہ ہاتھ میں لیتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ پر غشی طاری ہوگئی اور پیالہ دست مبارک سے نیچے گر گیا۔ جب کچھ دیر بعد افاقہ ہوا تو لوگوں نے پوچھا: ''اے ابوسعید! آپ کو کیا ہوگیا تھا؟'' فرمایا: ''مجھے دوزخ والوں کی وہ التجائیں یاد آگئیں جو وہ جنت والوں سے کریں گے:

ان افیضوا علینا من الماء اومما رزقکم الله۔ (پ8،الاعراف:50)

ترجمہ: ''کہ ہمیں اپنے پانی کا کچھ فیض دو یا اس کھانے کا جو اللہ نے تمہیں دیا۔''

(حلیۃ الاولیاء سلام بن ابی مطیع الرقم:8301 ج6 ص203)

اے پیارے بیٹے!

اگر صرف علم حاصل کرنا ہی کافی ہوتا اور اس پر عمل کی ضرورت نہ ہوتی تو صبح صادق کے وقت منادی کا یہ اعلان بے فائدہ ہوتا:

ھل من سائل؟ ھل من تائب؟ ھل من مستغفر؟

یعنی: ہے کوئی اپنی حاجت طلب کرنے والا؟ ہے کوئی توبہ کرنے والا؟ ہے کوئی گناہوں سے معافی چاہنے والا؟''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، الحدیث:11290، ج4، ص69)

کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ تہجد بھی ادا کرتا:

ایک مرتبہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نعم الرجل عبد الله لو کان یصلی باللیل۔

ترجمہ: ''عبد اللہ ایک اچھا شخص ہے' کیا ہی اچھا ہوتا کہ تہجد بھی ادا کرتا۔''

(مسلم شریف کتاب فضائل الصحابہ 2479 ص1346)

اور ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

لاتکثر النوم باللیل فان کثرۃ النوم باللیل تدع صاحبه فقیر ایوم القیامة۔

ترجمہ: ''رات کو زیادہ نہ سویا کرو کیونکہ شب بھر سونے والا (نفلی عبادات نہ کرنے کے باعث) بروز قیامت

(نیکیوں کے سلسلے میں) فقیر ہوگا۔"

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی، تعدید نعم اللہ وشکرھا، فصل فی النوم وآدابہ، الحدیث: 4746، ج 4، ص 183)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگرد رشید کو فرماتے ہیں۔ اے میرے نور نظر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان عالیشان: ومن الیل فتھجد بہ۔ (پ 15، بنی اسرائیل: 79)

ترجمہ: "اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد (کی نماز کا اہتمام) کرو۔"

یہ اس کا حکم ہے اور یہ فرمان:

و بالاسحار ھم یستغفرون۔ (پ 26، الذاریات: 18)

ترجمہ: "اور پچھلی رات استغفار کرتے۔"

اس کا شکر ہے۔ (یعنی قبولیت توبہ کی دلیل ہے)

اور یہ جو فرمایا گیا:

والمستغفرین بالاسحار۔ (پ 3، آل عمران: 17)

ترجمہ: "(رات کے) پچھلے پہر سے معافی مانگنے والے۔"

(یہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنے والوں کا) ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ تین آوازیں

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پاک ہے:

ثلاثۃ اصوات یحبھا اللہ تعالی صوت الدیک وصوت الذی یقرء القران و صوت المستغفرین بالاسحار۔

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کو تین آوازیں پسند ہیں۔ 1- مرغ کی آواز، (جو صبح نماز کیلئے جگاتی ہے)۔ 2- تلاوت قرآن پاک کی آواز اور 3- صبح سویرے اپنے گناہوں سے معافی طلب کرنے والے کی آواز۔"

(فردوس الاخبار بماثور الخطاب، ام سعد، الحدیث: 2538، ج 2، ص 101)

حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا پیدا فرمائی ہے جو سحری کے وقت چلتی ہے اور اس وقت ذکر الٰہی میں مگن اور گناہوں سے معافی مانگنے میں مشغول خوش نصیبوں کی آوازوں کو رب کریم عزوجل کی بارگاہ میں پیش کرتی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ''رات شروع ہونے پر ایک فرشتہ عرش کے نیچے سے یہ ندا دیتا ہے: اب عبادت گزاروں کو اٹھ جانا چاہئے ...... تو عبادت گزار کھڑے ہو جاتے ہیں ...... اور جتنی دیر اللہ تعالیٰ چاہتا ہے' نوافل ادا کرتے ہیں ...... پھر جب آدھی رات گزر جاتی ہے ...... تو فرشتہ دوبارہ ندا کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے فرمانبرداروں کو اٹھ جانا چاہئے ...... تو اطاعت گزار اپنے بستروں سے اٹھ کر سحر تک عبادت میں مشغول رہتے ہیں ...... اور جب سحر کا وقت ہوتا ہے ...... تو فرشتہ ایک بار پھر ندا دیتا ہے: اب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے مغفرت چاہنے والوں کو بھی اٹھ جانا چاہئے ...... تو ایسے خوش نصیب اٹھ جاتے ہیں اور اپنے رب غفار عزوجل سے مغفرت طلب کرنا شروع کر دیتے ہیں ...... اور جب جب فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے تو فرشتہ پکارتا ہے: اے غافلو! اب تو اٹھ جاؤ ...... تو ایسے لوگ اپنے بستروں سے یوں اٹھتے ہیں جیسے مردے ہوں جنہیں ان کی قبروں سے نکال کر پھیلا دیا گیا۔''

حضرت لقمان کی نصیحت:

فرمایا: اے میرے لخت جگر!

حضرت حکیم لقمان کی نصیحتوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنے بیٹے سے ارشاد فرمایا: ''اے نور نظر! کہیں مرغ تجھ سے زیادہ عقل مند ثابت نہ ہو کہ وہ تو صبح سویرے اٹھ کر اذان دے (اپنے پروردگار عزوجل کو یاد کرے) اور تو (غفلت میں) پڑا سوتا رہ جائے''۔ (الجامع لاحکام القرآن: ال عمران تحت الآیۃ 17 ج 3 ص 31)

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

لقد هتفت فی جنح لیل حمامة — علی فنن وهنا و انی لنائم

کذبت وبیت الله لوکنت عاشقا — لما سبقتنی بالبکاء الحمائم

وازعم انی هائم ذوصبابة — لربی فلا ابکی و تبکی البهائم

ترجمہ: 1-رات کو فاختہ شاخ پر بیٹھی آوازیں لگاتی ہے اور میں خواب غفلت کا شکار ہوں۔

2-اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اپنے دعویٰ عشق میں جھوٹا ہوں۔ اگر میں اللہ تعالیٰ کا سچا عاشق ہوتا تو فاختہ رونے میں مجھ سے سبقت نہ لے جاتی۔

3-اور میرا گمان فاسد تھا کہ میں اللہ تعالیٰ سے خوب محبت کرنے والا ہوں۔ ہائے افسوس! کہ جانور بھی روتے ہیں اور میں محبت الٰہی کا دعویدار ہو کر بھی نہیں روتا۔'' (دیوان حماسہ باب النسب، الجز، 2 ص 232)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''اے پیارے بیٹے! علم کا حاصل یہ ہے کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اطاعت و عبادت کیا ہے؟''

یادرکھو کہ اوامر ونواہی (یعنی فرض و واجب اور حرام و مکروہ) میں اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی اتباع کرنے کا نام اطاعت و عبادت ہے خواہ ان کا تعلق گفتار سے ہو یا کردار سے...... یعنی تمہارا کچھ بولنا یا نہ بولنا اور کچھ کرنا یا نہ کرنا سب کچھ شریعت کے مطابق ہونا چاہئے...... مثلاً اگر تم عید الفطر کے دن یا ایام تشریق (یعنی 13,12, 11,10 ذوالحجۃ الحرام) میں روزے رکھو گے تو گناہ گار ہو گے...... یا غصب شدہ کپڑوں میں نماز پڑھو گے تو گناہ گار ہو گے...... حالانکہ روزہ ہو یا نماز عبادت ہی ہے (مگر شریعت نے اس انداز میں ان کی اجازت نہیں دی)۔

الغرض تمہارے قول وفعل کو شریعت کے مطابق ہونا چاہئے...... کیونکہ جو علم وعمل شریعت کے مطابق نہ ہو گمراہی ہے...... اور (نام نہاد) صوفیوں کی طامات (تاویلات فاسدہ جو نام نہاد صوفیاء بغیر کسی دلیل شرعی کے کرتے ہیں) وشطحیات سے دھوکہ نہ کھانا...... اس لئے کہ سلوک کی منزلیں تو نفس کی لذتوں اور خواہشات کو مجاہدے کی تلوار سے کاٹنے سے طے ہوتی ہیں نہ کہ (ان نام نہاد صوفیوں کی) بے سروپا اور فضول بکواس سے (کیونکہ اللہ تعالیٰ کا دوست بننے کیلئے تجھے پیر کامل کی تربیت کے مطابق مجاہدہ کرنا پڑے گا جبکہ کسی بے عمل صوفی کی شعبدہ بازیوں سے متاثر ہو کر اسے اپنی کامیابی اور منزل تک رسائی کیلئے کافی قرار دینا سوائے بے وقوفی کے کچھ نہیں) اور اس بات کو بھی بخوبی سمجھ لے! زبان کا بے باک ہونا اور دل کا غفلت وشہوت سے بھرا ہونا اور دنیاوی خیالات ہی میں ڈوبا رہنا شقاوت و بدبختی کی علامت ہے۔ جب تک نفس کی خواہشات کو کامل مجاہدہ وریاضت سے ختم نہیں کرے گا اس وقت تک تیرے دل میں معرفت کے انوار نہیں جگمگائیں گے۔

شطحیات کیا ہیں؟

شطحیات درحقیقت صوفیوں کی ایک اصطلاح ہے جس کا استعمال گمراہ لوگوں میں عام ہو چکا ہے۔ حالانکہ ایسی باتیں چند سچے صوفیوں سے بھی مروی ہیں۔ لیکن انہوں نے یہ باتیں عالم مدہوشی میں کیں اور ہوش میں آنے کے بعد ان سے ذکر کیا گیا تو انہوں نے خود بھی ایسی باتوں کا نہ صرف انکار کیا بلکہ توبہ واستغفار بھی کیا ہے۔ چنانچہ صوفیوں کے ہاں استعمال ہونے والی مختلف اصطلاحات بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''معمولات الابرار'' میں لکھتے ہیں کہ صحو (ہشیاری) وسکر (مدہوشی) صوفیائے کرام کی یہ دو مشہور کیفیات ہیں۔ اکثر صوفیہ تو ایسے گزرے ہیں کہ معرفت الٰہی ووصال حقیقی کی دولت سے مالا مال ہونے کے بعد ان کو منجاب اللہ ایسے وسیع ظرف سے نوازا گیا کہ کیفیات واحوال سے مغلوب ہو کر دامن ہوش وخرد ان کے ہاتھ سے نہیں چھوٹا اور ان کی بیداری وہوشیاری میں ایک لمحہ کیلئے بھی فتور نہیں پیدا ہوا۔ یہ لوگ ''ارباب صحو'' کہلاتے ہیں اور بعض وہ مشائخ ہیں جو بادۂ عرفان الٰہی سے اس درجہ مخمور وسرشار

ہو جاتے ہیں کہ غلبہ احوال و کیفیات میں دامن عقل وہوش تار تار کر دیتے ہیں اور دنیائے بیداری وہشیاری سے بیزار ہو کر مستی و مدہوشی کے عالم میں رہتے ہیں۔ ان بزرگوں کو "ارباب سکر" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ انہی موخر الذکر بزرگوں سے کبھی کبھی عالم سکر و مستی میں بلا اختیار بعض ایسے کلمات سرزد ہو جاتے ہیں جو بظاہر خلاف شریعت ہوتے ہیں' ایسے ہی کلمات و مقالات کو اصطلاح صوفیہ میں "شطحیات" کہتے ہیں۔ وہ بزرگ جن سے شطحیات سرزد ہوئیں بہت قلیل تعداد میں ہوئے ہیں اور یہ بھی روایت ہے کہ شطحیات سرزد ہونے کے بعد جب ان کے ہوش وحواس بجا ہوئے ہیں تو انہوں نے نہ صرف ان احوال سے لاعلمی کا اظہار کیا ہے بلکہ اظہار بیزاری و استغفار بھی کیا۔ (معمولات الابرار، ص 83، جمال کرم لاہور)

یہاں دراصل حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نام نہاد صوفیوں کی شریعت سے ٹکرانے والی باتوں سے بچنے کی نصیحت فرما رہے ہیں۔ مثلاً ان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ عشق و محبت کے لمبے چوڑے دعوے کرنا اور یہ کہنا کہ وہ وصال الی الحق کے مرتبہ پر فائز ہیں وغیرہ وغیرہ۔ فرمایا: اے بیٹے!

تم نے بعض ایسے مسائل مجھ سے دریافت کئے ہیں جن کا جواب تحریری اور زبانی طور پر پوری طرح بیان نہیں ہو سکتا...... اگر تم اس مرتبہ پر فائز ہوئے تو خود ہی ان کی حقیقت جان لو گے...... اور اگر ایسا نہ ہو سکا تو ان کا جاننا محال ہے...... کیونکہ ان کا تعلق ذوق سے ہے اور ہر وہ شے جس کا تعلق ذوق سے ہو اسے زبانی بیان نہیں کیا جا سکتا...... جیسے میٹھی چیز کی مٹھاس اور کڑوی چیز کی کڑواہٹ کو صرف چکھ کر ہی جانا جا سکتا ہے۔

منقول ہے کہ کسی نامرد نے اپنے دوست کو تحریر کیا کہ وہ اسے مجامعت کی لذت سے آگاہ کرے...... تو اس کے دوست نے جواباً لکھا کہ میں تو تجھے صرف نامرد سمجھتا تھا اب معلوم ہوا کہ نامرد ہونے کے ساتھ ساتھ تو بے وقوف بھی ہے...... کیونکہ اس لذت کا تعلق تو ذوق سے ہے اگر تو قوت مجامعت پر قادر ہو گیا تو اس کی لذت سے بھی آشنا ہو جائے گا ورنہ اسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔

بیٹا! تمہارے بعض مسائل تو اسی قسم کے ہیں جیسا کہ ابھی میں نے بیان کیا لیکن بعض مسائل ایسے بھی ہیں جن کا جواب دیا جا سکتا ہے...... اور ہم نے ان مسائل کو اپنی کتاب "احیاء العلوم" وغیرہ میں تفصیل کے ساتھ ذکر کر دیا ہے...... البتہ یہاں ہم ان میں سے کچھ کا ذکر کرتے ہیں اور بعض کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔

سالک (مرید) کیلئے 4 باتیں ضروری ہیں۔

1- ایسا صحیح عقیدہ اپنانا جس میں بدعت شامل نہ ہو۔

2- ایسی سچی توبہ کرنا کہ پھر گناہوں کی طرف نہ پلٹے۔

3- جو ناراض ہیں انہیں راضی رکھنا تا کہ اس پر کسی کا کوئی حق باقی نہ رہے۔
4- اتنا دین حاصل کرنا کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بہتر طریقے سے ادا کر سکے۔ نیز اس قدر علوم آخرت کا حصول بھی ضروری ہے جو نجات کا باعث بن سکے۔

چار ہزار احادیث میں سے ایک حدیث:

حضرت سیدنا شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے 400 علمائے کرام رحمہم اللہ کی خدمت میں رہ کر 4 ہزار احادیث مبارکہ پڑھیں اور پھر ان میں سے صرف ایک حدیث شریف کو منتخب کیا اور اس پر عمل کرنے لگا کیونکہ میں نے اس حدیث پاک میں خوب خوب غور وفکر کیا تو عذاب سے چھٹکارا اور اپنی نجات وکامیابی اور علوم اولین وآخرین کو اس میں موجود پایا۔ لہٰذا اس حدیث شریف کو عمل کیلئے کافی سمجھا اور وہ عظیم الشان حدیث پاک یہ ہے: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

اعمل لدنياك بقدر مقامك فيها و اعمل لاخرتك بقدر بقاء ك فيها و اعمل لله قدر حاجتك اليه اعمل للنار بقدر رصبرك عليها۔

ترجمہ: ”جتنا دنیا میں رہنا ہے اتنا دنیا کیلئے اور جتنا عرصہ آخرت میں رہنا ہے اتنا آخرت کیلئے عمل کر اور اللہ تعالیٰ کیلئے عمل (یعنی عبادت) کر جتنا کہ تو اس کا محتاج ہے اور دوزخ کی آگ کیلئے اتنا عمل (یعنی گناہ) کر جتنا تو برداشت کر سکے۔“ (تفسیر روح البیان، سورہ ص، تحت الآیۃ: 29، ج8، ص25)

ایھا الولد (اے بیٹے):

جب تم اس حدیث پاک پر عمل کرو گے تو پھر تمہیں کثرت علم کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ عمل کا جذبہ پانے کیلئے ایک اور حکایت سنو...... حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدنا شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ ایک دن استاد صاحب نے ان سے دریافت فرمایا: آپ 30 سال سے میری صحبت میں ہیں۔ اتنے عرصے میں کیا حاصل کیا؟“ تو حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: ”میں نے علم کے 8 فوائد حاصل کئے جو میرے لئے کافی ہیں اور مجھے امید ہے کہ ان پر (اخلاص و استقامت کے ساتھ) عمل کی صورت میں میری نجات ہے۔“ حضرت سیدنا شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے جب ان فوائد کے بارے میں دریافت فرمایا تو انہوں نے وہ فوائد یوں بیان کئے۔

- میں نے لوگوں کو بنظر غور دیکھا کہ ان میں سے ہر ایک کا کوئی نہ کوئی محبوب و معشوق ہے جس سے وہ عشق ومحبت کا دم بھرتا ہے...... لیکن لوگوں کے محبوب ایسے ہیں کہ ان میں سے کچھ مرض الموت تک ساتھ دیتے ہیں اور کچھ قبر

تک ...... پھر تمام کے تمام واپس لوٹ جاتے ہیں اور اسے قبر میں تنہا چھوڑ دیتے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی اس کے ساتھ قبر میں نہیں جاتا ...... لہٰذا میں نے غور و فکر کے بعد دل میں کہا: بندے کا سب سے اچھا، محبوب اور بہترین دوست تو وہ ہے جو اس کے ساتھ قبر میں جائے اور وہاں کی وحشت و گھبراہٹ کی گھڑیوں میں اس کا مونس اور غم خوار ہو ...... تو مجھے سوائے "نیک اعمال" کے کوئی اس قابل نظر نہ آیا تو میں نے نیک اعمال کو اپنا محبوب بنالیا تا کہ یہ میرے لئے قبر (کی تاریکیوں) میں چراغ بن جائیں ...... وہاں میرا دل بہلائیں ...... اور مجھے تنہا نہ چھوڑیں۔

- میں نے دیکھا کہ لوگ اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں اور نفسانی خواہشات کی جانب بڑی تیزی سے بڑھتے ہیں ...... تو پھر میں نے رب کریم عزوجل کے اس فرمانِ عظیم میں غور کیا:

و اما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوىo فان الجنة هى الماوىo

(پ30 النزعٰت: 40،41)

ترجمہ: "اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا تو بے شک جنت ہی (اس کا) ٹھکانہ ہے۔"

اور میرا ایمان ہے کہ قرآن حکیم حق اور اللہ تعالیٰ کا سچا کلام ہے ...... پس میں نے اپنے نفس کی مخالفت شروع کر دی ...... ریاضت و مجاہدات کی طرف مائل ہوا ...... اور نفس کی کوئی خواہش پوری نہ کی یہاں تک کہ یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری پر راضی ہو گیا اور سرِ تسلیم خم کر دیا۔

- میں نے دیکھا کہ ہر آدمی دنیا کا مال و دولت جمع کرنے اور اسے ذخیرہ کرنے میں مشغول ہے ...... تو میں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمانِ لازوال میں غور کیا:

ماعندكم ينفدو ما عند الله باق۔ (پ14، النحل: 96)

ترجمہ: "جو تمہارے پاس ہے ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے ہمیشہ رہنے والا ہے۔"

پس میں نے جو کچھ جمع کیا تھا اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دیا تا کہ یہ رب کریم عزوجل کے پاس ذخیرہ ہو جائے (اور مجھے آخرت میں اس سے فائدہ پہنچے)۔

شان و شوکت تقویٰ میں ہے

میں نے دیکھا کہ بعض لوگوں کے نزدیک شان و شوکت اور عزت و شرافت قوموں اور قبیلوں کی کثرت (یعنی زیادہ ہونے) میں ہے۔ لہٰذا وہ ایسی قوم و قبیلہ سے تعلق رکھنے پر خود کو معزز و مکرم سمجھتے ہیں ...... بعض کا گمان یہ ہے کہ عزت اور شان

وشوکت دولت کی فراوانی اور کثرت اہل وعیال میں ہے۔ایسے لوگ اپنی دولت اور اولاد پر فخر کرتے ہیں......بعض لوگ ایسے ہیں جو اپنی عزت وشرافت دوسروں کا مال لوٹنے' ان پر ظلم کرنے اور ان کا خون بہانے میں سمجھتے ہیں......بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ مال ضائع کرنے اور اسراف وفضول خرچی ہی میں عزت وبزرگی پوشیدہ ہے......پھر میں نے اللہ عزوجل کے اس فرمان ذیشان میں غور کیا:

ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقکم۔ (پ26،الحجرات:13)

ترجمہ: ''بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔''

تو مین نے تقوی اور پرہیزگاری کو اختیار کیا اور پختہ یقین رکھا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام حق اور سچ ہے......اور لوگوں کے گمان ونظریات سب جھوٹے اور باطل ہیں۔

شیطان کو اپنا دشمن ہی سمجھو

مین نے دیکھا کہ لوگ ایک دوسرے کی برائی بیان کرتے ہیں اور خوب غیبت کا شکار ہوتے ہیں......اس کے اسباب پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سب حسد کی وجہ سے ہو رہا ہے۔اور حسد کی اصل وجہ شان وعظمت' مال ودولت اور علم ہے تو میں نے قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ میں غور کیا:

نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیوۃ الدنیا۔ (پ25،الزخرف:32)

ترجمہ: ''ہم نے ان میں ان کی زیست کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا۔''

تو میں نے اس بات کو بخوبی جان لیا کہ مال ودولت' شان وعظمت کی تقسیم اللہ تعالیٰ نے ازل ہی سے فرما دی ہے (یعنی اللہ تعالیٰ نے جس کیلئے جو چاہا مقدر فرما دیا) اس لئے میں کسی سے حسد نہیں کرتا/ اور رب کریم عزوجل کی تقسیم وتقدیر پر راضی ہوں۔

شیطان کو اپنا دشمن ہی سمجھو

میں نے لوگوں پر نگاہ ڈالی تو انہیں ایک دوسرے سے کسی غرض اور سبب کی وجہ سے عداوت ودشمنی کرتے ہوئے پایا......اور مین نے اللہ تعالیٰ کے اس مقدس فرمان میں خوب غور کیا:

ان الشیطن لکم عدو فاتخذوہ عدوا۔ (پ22،فاطر:6)

ترجمہ: ''بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن ہی سمجھو۔''

تو مجھے معلوم ہو گیا کہ سوائے شیطان کے کسی اور سے دشمنی درست نہیں۔

✿ میں نے دیکھا کہ ہر شخص روزی اور معاش کی تلاش میں کافی محنت اور کوشش کے ساتھ سرگرداں ہے......اور اس سلسلے میں حلال وحرام کی بھی تمیز نہیں کرتا...... بلکہ مشکوک اور حرام کمائی کے حصول کیلئے ذلیل وخوار ہو رہا ہے......

لہٰذا میں نے رب کریم عزوجل کے اس فرمان عالی میں غور کیا:

وما من دابة فی الارض الا علی الله رزقها۔ (پ12،ھود:6)

ترجمہ: ''اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔''

پس میں نے یقین کر لیا کہ میرا رزق اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لے رکھا ہے......تو میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گیا......اور غیر کے خیال کو اپنے دل سے نکال دیا۔

✿ میں نے دیکھا کہ ہر شخص کسی نہ کسی پر بھروسہ کئے ہوئے ہے......کسی کا بھروسہ درہم و دینار پر ہے......کسی کا مال و سلطنت پر......کسی کا صنعت وحرفت پر......اور کوئی تو اپنے جیسے لوگوں پر بھروسہ کئے ہوئے ہے......تو مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان عالیشان سے رہنمائی حاصل ہوئی:

ومن یتوکل علی الله فهو حسبه ان الله بالغ امره قدجعل الله لکل شیء قدر۔(پ28،الطلاق:3)

ترجمہ: ''اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے بے شک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے بے شک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے۔''

پس میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا......وہ مجھے کافی ہے......اور وہ بہترین کارساز ہے۔

جب حضرت سیدنا شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ 8 فوائد سنے تو ارشاد فرمایا:

''اے حاتم اللہ تعالیٰ آپ کو (اخلاص واستقامت کے ساتھ) ان پر عمل کرنے کی توفیق سے مالا مال فرمائے......میں نے تورات، انجیل، زبور اور قرآن مجید کی تعلیمات میں غور کیا تو ان تمام مقدس کتابوں کو ان 8 فوائد پر مشتمل پایا......تو جس خوش نصیب نے ان پر عمل کیا گویا اس نے ان چاروں کتابوں پر عمل کیا۔''

ضرورت مرشد:

اے بیٹے! ان دونوں حکایتوں سے تم نے جان لیا ہوگا کہ تمہیں زیادہ غیر ضروری علم کی ضرورت نہیں (بلکہ عمل کی ضرورت ہے)......اب میں تمہیں ان امور سے آگاہ کرتا ہوں کہ راہ حق کے سالک (چلنے والے) پر کون سی باتیں لازم ہیں۔

یہ بات ذہن نشین کرلو کہ سالک کو رہنمائی اور تربیت کرنے والے ایک شیخ (یعنی مرشد کامل) کی ضرورت ہوتی ہے...... تاکہ وہ اپنی خصوصی تربیت سے مرید کے برے اخلاق کو جڑ سے ختم کردے اور ان کی جگہ اچھے اخلاق کا بیج بو دے...... تربیت کی مثال بالکل اس طرح ہے جس طرح ایک کسان کھیتی باڑی کے دوران اپنی فصل سے غیر ضروری گھاس اور جڑی بوٹیاں نکال دیتا ہے...... تاکہ فصل کی ہریالی اور نشوونما میں کمی نہ آئے...... اسی طرح راہ حق کے سالک کیلئے ایک ایسے مرشد کامل کا ہونا نہایت ہی ضروری ہے جو اس کی احسن طریقے سے تربیت کرے...... اور اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف اس کی رہنمائی کرے...... رب کریم عزوجل نے انبیاء ورسل کو اس لئے مبعوث فرمایا تاکہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا راستہ بتائیں...... مگر جب آخری رسول، حضور خاتم النبین ﷺ اس جہان سے پردہ فرما گئے (اور نبوت ورسالت کا سلسلہ آپ ﷺ پر ختم ہوا) تو اس منصب جلیل کو خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بطور نائب سنبھال لیا...... اور لوگوں کو راہ حق پر لانے کی سعی وکوشش فرماتے رہے۔

مرشد کیسا ہونا چاہئے؟:

یاد رہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا نائب ہونے کیلئے "پیر کامل" کا عامل ہونا شرط ہے...... لیکن اس بات کا بھی خیال رہے کہ ہر عالم حضور تاجدار دوجہاں ﷺ کا نائب بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت رحمۃ اللہ علیہ فتاوی افریقہ میں لکھتے ہیں۔

مرشد کی دو قسمیں ہیں:

1- مرشد اتصال 2- مرشد ایصال

1- مرشد اتصال یعنی جس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور پرنور سید المرسلین ﷺ تک متصل ہو جائے اس کیلئے چار شرائط ہیں: پہلی شرط: مرشد کا سلسلہ باتصال صحیح (درست واسطوں کے ساتھ تعلق) حضور اقدس ﷺ تک پہنچتا ہو۔ بیچ میں منقطع (جدا) نہ ہو کہ منقطع کے ذریعہ اتصال (تعلق) ناممکن ہے...... بعض لوگ بلا بیعت (بغیر مرید ہوئے)، محض بزعم وارثت (وارث ہونے کے گمان میں) اپنے باپ دادا کے سجادے پر بیٹھ جاتے ہیں یا...... بیعت کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی' بلا اذن (بغیر اجازت) مرید کرنا شروع کردیتے ہیں یا...... سلسلہ ہی وہ ہو کہ قطع کردیا گیا' اس میں فیض نہ رکھا گیا' لوگ برائے ہوس اس میں اذن وخلافت دیتے چلے آتے ہیں یا...... سلسلہ فی نفسہ صحیح تھا مگر بیچ میں ایسا کوئی شخص واقعہ ہوا جو بوجہ انتفائے بعض شرائط قابل بیعت نہ تھا...... اس سے جو شاخ چلی وہ بیچ میں منقطع (جدا) ہے...... ان تمام صورتوں میں اس بیعت سے ہرگز اتصال (تعلق)

حاصل نہ ہوگا۔ (بیل سے دودھ یا بانجھ سے بچہ مانگنے کی مت جدا ہے)۔

عالم اور مرشد کا سنّی العقیدہ ہونا ضروری ہے

دوسری شرط: مرشد سنی صحیح العقیدہ ہو۔ بد مذہب گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا نہ کہ رسول اللہ ﷺ تک...... آج کل بیعت کھلے ہوئے بددینوں بلکہ بے دینوں کہ جو بیعت کے سرے سے منکر و دشمن اولیاء ہیں' مکاری کے ساتھ پیری مریدی کا جال پھیلا رکھا ہے...... ہوشیار! خبردار! احتیاط! احتیاط! تیری شرط: مرشد عالم ہو۔ یعنی کم از کم اتنا علم ضروری ہے کہ بلا کسی امداد کے اپنی ضروریات کے مسائل کتاب سے نکال سکے...... کتب بینی (مطالعہ کرکے) اور افواہ رجال (لوگوں سے سن سن کر) بھی عالم بن سکتا ہے (مطلب یہ ہے کہ فارغ التحصیل ہونے کی سند نہ شرط ہے نہ کافی بلکہ ہونا چاہئے)...... علم فقہ (احکام شریعت) اس کی اپنی ضرورت کے قابل کافی...... اور عقائد اہلسنت سے...... لازمی پورا واقف ہو...... کفر و اسلام' گمراہی و ہدایت کے فرق کا خوب عارف (یعنی جاننے والا) ہو۔ چوتھی شرط: مرشد فاسق معلن (اعلانیہ گناہ کرنے والا) نہ ہو۔ اس شرط پر حصول اتصال کا توقف نہیں یعنی حضور ﷺ سے تعلق کا دارو مدار اس شرط پر نہیں...... کہ فجور و فسق باعث فسخ (منسوخ ہونے کا سبب) نہیں...... مگر پیر کی تعظیم لازم ہے اور فاسق کی توہین واجب اور دونوں کا اجتماع باطل (''اسے امامت کیلئے آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے اور شریعت میں اس کی توہین واجب ہے)''۔

-2 مرشد ایصال یعنی شرائط مذکورہ کے ساتھ 1- مفاسد نفس (نفس کے فتنوں) 2- مکائد شیطان (شیطانی چالوں) اور 3- مصائد ھوا (نفس کے جالوں) سے آگاہ ہو 4- دوسرے کی تربیت جانتا ہو 5: اپنے متوسل پر شفقت نامہ رکھتا ہو کہ اس کے عیوب پر اسے مطلع کرے ان کا علاج بتائے اور 6- جو مشکلات اس راہ میں پیش آئیں انہیں حل فرمائے۔ (فتاوی افریقہ، ص 138)

مرشد کامل کے 26 اوصاف:

اب ہم ''پیر کامل'' کی بعض علامات مختصراً ذکر کرتے ہیں تا کہ ہر کوئی ''پیر کامل'' ہونے کا دعویٰ نہ کرے:

1- ''پیر کامل'' وہی ہے جس کے دل میں دنیا کی محبت اور عزت و مرتبے کی چاہت نہ ہو۔ 2- وہ ایسے مرشد کامل سے بیعت ہو جو نور بصیرت سے مالا مال ہو۔ 3- اس کا سلسلہ رحمت عالم ﷺ تک متصل اور ملا ہوا ہو۔ 4- نیک اعمال بجا لانے والا ہو۔ 5- ریاضت نفس کا عادی ہو۔ 6- یعنی کم کھانے۔ 7- کم سونے۔ 8- کم بولنے۔ 9- کثرت نوافل۔ 10- زیادہ روزے رکھنے اور 11- خوب صدقہ و خیرات کرنے جیسے نیک اعمال کرنے والا ہو۔ 12- نیز وہ ''پیر کامل'' اپنے شیخ کی کامل

اتباع کے سبب صبر۔13۔ نماز۔14۔ شکر۔15۔ توکل۔16۔ یقین۔17۔ سخاوت۔18۔ قناعت۔19۔ طمانیت نفس۔ 20۔ حلم۔21۔ تواضع۔22۔ علم۔23۔ صدق۔24وفا۔25 حیااور26۔وقاروسکون جیسے پسندیدہ اوصاف کا پیکر ہو۔

پس جو''پیر کامل''ان اوصاف سے متصف ہو وہ حضورﷺ کے انوار مبارکہ میں سے ایک نور بن جاتا ہے اور اس قابل ہو جاتا ہے کہ اس اس کی اقتدار کی جائے۔ایسے ''پیرو مرشد'' کا ملنا بہت ہی مشکل ہے۔اور اگر (اللہ تعالیٰ کی رحمت اور) خوش قسمتی وسعادت مندی ساتھ دے اور ان اوصاف کے حامل پیر کامل'' تک رسائی ہو جائے اور وہ پیر کامل'' بھی اسے اپنے مریدوں میں قبول فرمالے......تو اب اس مرید کیلئے لازمی اور ضروری ہے کہ اپنے پیر کامل'' کا ظاہر اور باطن ہر طرح سے ادب واحترام بجالائے۔

احترام مرشد:

پیرومرشد کا ظاہری ادب واحترام یہ ہے کہ

☆ مرید شیخ سے بحث ومباحثہ کرے نہ اس کی کسی بات پر اعتراض کرے اگر چہ اس کے ناقص علم کے مطابق شیخ غلطی پر ہو (بس اسے اپنی کم فہمی سمجھے)۔

☆ شیخ کے سامنے کچھ بچھا کر نہ بیٹھے (کہ نمایاں نظر آئے بلکہ عجز وانکساری کا پیکر بنا رہے)۔البتہ فرض نمازوں کے وقت مصلی بچھا سکتا ہے اور نماز سے فارغ ہوتے ہی فوراً لپیٹ دے۔

☆ شیخ کی موجودگی میں کثرت نوافل سے گریز کرے (اور پیر کامل کی صحبت وخدمت کو بہت بڑی سعادی سمجھے۔)

☆ شیخ کے ہر حکم پر اپنی وسعت وطاقت کے مطابق عمل کرے۔

جبکہ باطنی احترام یہ ہے کہ سالک پیرومرشد کی موجودگی میں جو باتیں سن کر قبول کرلے ان کی غیر موجودگی میں اپنے قول اور فعل سے ان کا انکار نہ کرے ورنہ منافق کہلائے گا۔اگر ایسا نہیں کرسکتا تو بہتر ہے کہ شیخ کی صحبت سے کنارہ کش ہو جائے یہاں تک کہ اس کا ظاہر اور باطن ایک ہو جائے۔

تنبیہ: سالک ومرید کو چاہئے کہ برے اور بدعقیدہ لوگوں کی صحبت سے دور رہے تاکہ دل سے شیطان انسانوں اور شیطان جنوں کے وسوسے دور رہیں کیونکہ شیطان کے شر سے دل کو پاک رکھنے کا یہی طریقہ ہے۔ اور (مرید کو چاہئے کہ) ہر حال میں فقیری کو امیری پر ترجیح دے۔

تصوف کیا ہے؟

جان لو! تصوف کی دو اہم خصلتیں ہیں:

1- استقامت　　2- حسن اخلاق

پس جس نے استقامات اختیار کی اور لوگوں سے بردباری اور خوش اخلاقی سے پیش آیا تو وہ صوفی ہے۔

1- استقامت سے مراد یہ ہے کہ نفسانی خواہش کو اپنے ہی نفس کی (اخروی) بھلائی کیلئے قربان کر دے۔

2- اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے مراد یہ ہے کہ ان پر اپنے نفس کی خواہش اور مرضی مسلط نہ کرے بلکہ نفس کو ان کی خواہش اور مرضی کے مطابق چلائے جب تک کہ وہ شریعت کی مخالفت نہ کریں (کیونکہ شریعت کی خلاف ورزی اور گناہ نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں)۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے بیٹے!

''میں نے مجھ سے بندگی کے متعلق بھی دریافت کیا ہے تو جان لو کہ بندگی تین چیزوں کا نام ہے:

1- احکام شریعت کی پابندی کرنا۔

2- اللہ تعالیٰ کی تقسیم اور تقدیر پر راضی رہنا۔

3- رضائے رب الانام کی طلب میں اپنی خوشی قربان کر دینا۔''

تمہارا ایک سوال توکل سے متعلق ہے...... توکل یہ ہے کہ تم اس بات پر پختہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا ہے یعنی جو کچھ تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے وہ ہر حال میں تمہیں مل کر رہے گا...... چاہے پوری دنیا اس کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرے...... لیکن جو تمہاری تقدیر میں نہیں لکھا اس (کو حاصل کرنے) کیلئے تم اور سارا جہاں مل کر جتنی چاہے کوشش کر لو تمہیں اس سے کچھ نہیں ملے گا۔

تم نے یہ بھی پوچھا ہے کہ اخلاص کیا ہے؟...... اخلاص یہ ہے کہ تمہارا ہر عمل صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہو...... اور اس عمل کے سبب تم لوگوں کی تعریف و توصیف سے راحت محسوس کرو نہ ہی تمہیں ان کی مذمت کی پرواہ ہو۔

یاد رکھو! ریاکاری مخلوق کو بڑا سمجھنے کے سبب پیدا ہوتی ہے...... اس کا علاج یہ ہے کہ تم لوگوں کو قدرت الٰہی کے سامنے مسخر (تابع) خیال کرو...... اور دکھاوے سے بچنے کی خاطر انہیں جمادات (پتھروں) جیسا سمجھو کہ یہ ان کی طرح نفع و نقصان پہنچانے پر قادر نہیں...... کیونکہ جب تک تم لوگوں کو نفع و نقصان پر قادر سمجھتے رہو گے ریاکاری جیسے خطرناک مرض سے نہیں بچ سکتے۔

علم پر عمل کرنے کی برکات:

فرمایا: اے بیٹے!

تیرے باقی سوالات ایسے ہیں جن میں سے کچھ کے جوابات ہماری تصانیف (احیاء العلوم اور منہاج العابدین وغیرہ) میں لکھے ہوئے ہیں...... ان کو وہاں سے تلاش کرلو...... اور کچھ سوال ایسے ہیں جن کا جواب لکھنا ممنوع ہے...... لہٰذا جتنا علم تمہارے پاس ہے اس پر عمل کرو تاکہ جو نہیں جانتے وہ بھی تم پر ظاہر و منکشف ہو جائے...... (چنانچہ، اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے)

من عمل بما علم ورثه الله علم مالم یعلم

ترجمہ: ''جس نے اپنے علم پر عمل کیا اللہ تعالیٰ اسے وہ علم بھی عطا فرمادے گا جو وہ نہیں جانتا۔''

(حلیۃ الاولیاء احمد بن ابی الحواری، الرقم: 1432، ج 1، ص 13)

فرمایا: اے بیٹا!

آج کے بعد تمہیں جو بھی مشکل پیش آئے تو مجھ سے صرف دل کی زبان سے پوچھنا...... چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ولو انهم صبروا حتی تخرج الیهم لکان خیر الهم۔ (پ 26، الحجرات: 5)

ترجمہ: ''اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کیلئے بہتر تھا۔''

اور حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے اس ارشاد پاک سے نصیحت حاصل کرو:

فلا تسئلنی عن شیء حتی احدث لك منه ذکرا۔ (پ 15، الکہف: 70)

ترجمہ: ''تو مجھ سے کسی بات کو نہ پوچھنا جب تک میں خود اس کا ذکر نہ کروں۔''

اے بیٹے!

جلد بازی نہ کرنا...... جب مناسب وقت آئے گا سب کچھ تم پر کھول دیا جائے گا...... اور تم دیکھ لو گے...... چنانچہ، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ساوریکم ایتی فلا تستعجلون۔

ترجمہ: ''اب میں تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا مجھ سے جلدی نہ کرو۔''

لہٰذا وقت سے پہلے ایسے سوالات مت پوچھو!...... اور یقین رکھو کہ (راہ حق پر) چلتے رہنے سے آخر کار منزل مقصود تک پہنچ ہی جاؤ گے...... چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اولم یسیروا فی الارض فینظروا۔ (پ 21، روم: 9)

ترجمہ: "اور کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے۔"

پیارے بچے! اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کی قسم! اگر تم راہ حق پر چلتے رہے تو ہر منزل پر عجائبات دیکھو گے......اور جان ودل کی بازی لگادو کیونکہ اس راہ کی اصل جان قربان کرنا ہی ہے...... حضرت سیدنا ذوالنون، مصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک شاگرد سے ارشاد فرمایا: "اگر جان کی بازی لگانے کی ہمت ہے تو (گروہ صوفیا میں) آجاؤ...... ورنہ صوفیا والی گمنامی وترک دنیا کے معاملے کی طرف مت آؤ۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگرد سے فرمایا: اے بیٹا!

میں تمہیں 8 باتوں کی نصیحت کرتا ہوں ان کو قبول کرلو کہیں ایسا نہ ہو کر میدان حشر میں تمہارا علم تمہارا دشمن ہو جائے......ان 8 باتوں میں سے 4 پر عمل کرنا اور 4 کو چھوڑ دینا۔ جن چار باتوں سے دوری لازم ہے وہ یہ ہیں۔

مناظرہ سے اجتناب:

- جہاں تک ہو سکے کسی سے کسی مسئلہ میں مناظرہ (اور بحث ومباحثہ) نہ کرنا کیونکہ اس میں بہت ساری آفتیں ومصیبتیں ہیں...... اس کا نقصان، فائدے سے زیادہ ہے...... اس لئے کہ بحث ومباحثہ سے ریا، تکبر، حسد، کینہ، بغض وعداوت، دشمنی اور فخر جیسی مذموم اور بری عادات پیدا ہوتی ہیں۔

- اگر تمہارا کسی شخص یا کسی قوم سے کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جائے...... اور تمہارا ارادہ حق کو ظاہر کرنا ہو تا کہ خاموش رہنے کی وجہ سے کہیں حق ضائع نہ ہو جائے...... تو اب مناظرے وگفتگو کی اجازت ہے...... مگر یاد رکھو کہ ارادے اور نیت کے درست ہونے کی دو علامات ہیں: 1- یہ فرق نہ کرنا کہ حق تمہاری زبان سے ظاہر ہوتا ہے یا کسی دوسرے کی۔ 2- کثیر مجمع کے بجائے تنہائی میں اس سلسلے پر بحث کو بہتر سمجھنا۔ (اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہو تو یقین کر لینا کہ شیطان لعین اس بظاہر نیک کام کی آڑ میں تمہیں کافی سارے خطرات ومشکلات میں پھنسانا چاہتا ہے)۔

- اب میں ایک بہت اہم بات بتاتا ہوں اسے توجہ کے ساتھ سنو!...... مشکلات ومسائل کے بارے میں سوال کرنا گویا طبیب کے سامنے دل کی بیماری بیان کرنا ہے...... اور اس کا جواب دینا گویا دل کی بیماری کی اصلاح کیلئے کوشش کرنا ہے...... یاد رکھو کہ جاہل لوگ دل کے مریض ہیں اور علمائے کرام طبیب اور حکیم کی مانند ہیں...... ناقص عالم صحیح علاج نہیں کر سکتا اور کامل عالم بھی ہر مریض کا علاج نہیں کرتا...... بلکہ اسی مریض کا علاج کرتا ہے جس کے بارے میں امید غالب ہو کہ وہ تجاویز وعلاج قبول کرے گا...... اور اگر مریض کی بیماری پرانی اور دائمی ہو تو اس کا مرض علاج قبول نہیں کرتا...... لہٰذا سمجھدار طبیب وہ ہے جو اس موقع پر کہہ دے کہ "یہ مریض علاج قبول

نہیں کرے گا''...... کیونکہ ایسے کو دواد دینے میں مشغول ہونا قیمتی عمر ضائع کرنے کے مترادف ہے۔

جہالت میں مبتلا مریضوں کی 4 قسمیں ہیں: جن میں سے ایک کا علاج ممکن ہے اور باقی 3 لاعلاج ہیں۔

حسد کا شکار:

ناقابل علاج مریضوں میں سے پہلا مریض وہ ہے جس کا سوال اور اعتراض بغض و حسد کی غرض سے ہوتا ہے...... تم جب بھی اسے بڑے اچھے طریقے اور نہایت ہی فصاحت و وضاحت سے جواب دو گے... تو تمہارے جواب سے اس کے بغض و عداوت اور حسد میں مزید اضافہ ہی ہوتا جائے گا...... لہٰذا بہتر یہی ہے کہ اس کا جواب نہ دو... جیسا کہ کہا گیا ہے:

کل العداوۃ قد ترجی ازا التہا　　　الا عداوۃ من عاداك من حسد

ترجمہ: ''ہر عداوت کے خاتمے کی امید کی جا سکتی ہے۔ مگر جس دشمنی کی بنیاد حسد پر ہو اس کا خاتمہ ممکن نہیں۔''

پس ایسے مریض کو اس کے حال پر چھوڑ دو...... ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فاعرض عن من تولی عن ذکر ناولم یرد الا الحیوۃ الدنیا۔ (پ28، النجم 29)

ترجمہ: ''تو تم اس سے منہ پھیر لو جو ہماری یاد سے پھرا اور اس نے نہ چاہی مگر دنیا کی زندگی۔''

حاسد اپنے ہر قول اور فعل سے اپنے علم کی کھیتی کو جلاتا ہے۔ چنانچہ حضور نبی پاک ﷺ کا فرمان:

الحسد یا کل الحسنات کما تاکل النار الحطب۔

ترجمہ: ''حسد نیکیوں کو یوں کھا جاتا ہے جیسے آگ خشک لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔''

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الحسد، الحدیث: 4210، ج 4 ص 743)

حماقت کا شکار:

ناقابل علاج مریضوں میں سے دوسرا وہ ہے جس کی بیماری کا سبب حماقت ہو　کیونکہ حماقت کا علاج بھی ممکن نہیں...... جیسا کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے:

انی ماعجزت عن احیاء الموتی و قد عجزت من معالجۃ الاحمق۔

میں مردوں کو تو زندہ کر سکتا ہوں مگر احمق کا علاج نہیں کر سکتا''...... احمق انسان کچھ عرصہ طلب علم میں مشغول ہوتا ہے اور چند شرعی اور عقلی علوم حاصل کر کے اپنی حماقت کے باعث ان جید علمائے کرام پر سوالات و اعتراضات کرنے لگتا ہے جنہوں نے اپنی عمر عزیز علوم شرعیہ و عقلیہ کی خدمت میں صرف کی ہوتی ہے۔

حقیقت سے ناآشنا یہ احمق گمان کرتا ہے کہ ''جو بات میں نہ سمجھ سکا ہر بڑا عالم اس کے سمجھنے سے قاصر ہے۔''

پس اس احمق کو جب اتنا بھی علم نہیں تو اس کا اعتراض سراسر حماقت و نادانی پر ہی مشتمل ہو گا...... لہٰذا بہتر یہی ہے کہ ایسے شخص کے سوال کا جواب نہ دیا جائے۔

کم عقلی کا شکار:

تیسری قسم کا لاعلاج مریض وہ ہے جو حق کا متلاشی ہو...... بزرگوں کی جن باتوں کو سمجھ نہیں پاتا ان کو اپنی کوتاہ فہمی کا نتیجہ قرار دیتا ہے...... اور اس کا سوال سیکھنے کی غرض سے ہوتا ہے...... لیکن کند ذہن اور کم عقل ہونے کے باعث حقیقت جاننے کی صلاحیت نہیں رکھتا...... لہٰذا ایسے شخص کو بھی جواب نہ دینے ہی میں عافیت ہے...... جیسا کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک سیاح افلاک ﷺ کا فرمان ہدایت نشان ہے:

نحن معاشر الانبیاء امرنا ان نکلم الناس علی قدر عقولھم۔

ترجمہ: ''ہم گروہ انبیاء (علیہم السلام) کو حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق کلام کریں۔''

(تفسیر السلمی، سورۃ النحل، تحت الآیۃ 125 ج1 ص377)

نصیحت کا طلبگار:

چوتھی قسم کے مریض کا علاج ممکن ہے...... یہ ایسا مریض ہے جو رشد و ہدایت کا طلب گار ہو...... عقل مند اور معاملہ فہم ہو...... حسد اور غضب و غصہ اس پر غالب نہ ہوں...... شہوت و نفس پرستی، جاہ و جلال اور مال و دولت کی محبت سے اس کا دل خالی ہو...... راہ حق اور سیدھے راستے کا طالب ہو...... اس کا سوال اور اعتراض حسد، پریشان کرنے اور آزمائش کی وجہ سے نہ ہو...... تو ایسے آدمی کا مرض (جہالت) قابل علاج ہے...... جائز ہے کہ ایسے شخص کے سوال کا جواب دیا جائے...... بلکہ اس کا مسئلہ حل کرنا واجب ہے۔

دوسری نصیحت وعظ و بیان کے متعلق:

جن 4 باتوں سے دور رہنا ضروری ہے ان میں سے دوسری یہ ہے کہ (بے عملی کی صورت میں) وعظ و نصیحت کرنے سے اجتناب کرنا...... کیونکہ اس میں بڑی آفتیں اور نقصان ہیں...... ہاں! جب اپنے کہے پر خود عمل کرنے لگو تو اس وقت لوگوں کو وعظ کر سکتے ہو (کیونکہ باعمل با اثر ہوتا ہے)...... اور خوب غور کرو اس فرمان عالیشان میں جو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا گیا:

یاابن مریم اعظ نفسك فان اتعظت فعظ الناس والا فاستحی من ربك۔

ترجمہ: ''اے ابن مریم! اپنے آپ کو نصیحت کرو، اگر تم نے نصیحت قبول کر لی تو پھر لوگوں کو نصیحت کرنا ورنہ اپنے رب سے حیا کرو۔'' (الزھد للامام احمد بن حنبل، من مواعظ عیسیٰ علیہ السلام، الحدیث: 300 ص 93)

اگر تمہیں وعظ و بیان کرنا ہی پڑے تو دو باتوں سے اجتناب کرنا:

1- پہلی بات: وعظ و بیان میں خوش کن عبارات...... بے فائدہ اشارات...... غیر مستند واقعات...... اور فضول شعر و شاعری کے ذریعے تصنع اور بناوٹ سے پرہیز کرنا...... کیونکہ اللہ تعالیٰ تصنع اور بناوٹ سے کام لینے والوں کو ناپسند فرماتا ہے...... اور کلام میں تکلف یا نمود و نمائش کا حد سے تجاوز کرنا باطن کے خراب ہونے اور دل کی غفلت پر دلالت کرتا ہے...... ایمان کا مقصد (اپنی قابلیت کا اظہار نہیں بلکہ) یہ ہے کہ سننے والا آخرت کی تکالیف وعذاب اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہونے والی کوتاہیاں یاد کرے...... اپنی عمر کے بے کار کاموں میں ضائع ہونے پر افسوس کرے...... اور پیش آنے والے دشوار گزار مراحل کے بارے میں غور و فکر کرے کہ (العیاذ باللہ) اگر ایمان پر خاتمہ نہ ہوا تو کیا بنے گا؟...... ملک الموت (حضرت سیدنا عزرائیل علیہ السلام) جب روح قبض فرمائیں گے تو حالت کیسی ہوگی؟...... کیا منکر نکیر کے سوالوں کے جوابات دینے کی طاقت و ہمت ہے؟...... کیا قیامت کے دن اور حشر کے میدان میں اپنی حالت کی بہتری کا اہتمام کر لیا ہے؟...... اور کیا پل صراط کو آسانی سے پار کر لے گا یا ''ھاویہ'' (یعنی نار دوزخ) میں گر جائے گا؟

الغرض بیان سننے والے کے دل میں بیان کردہ معاملات کی یاد ہمیشہ آتی رہے...... اور اسے بے قرار کرتی رہے...... تو ایسے جذبات کے جوش...... اور ان مصائب و آلام پر رونے کا نام ''بیان'' ہے...... اور لوگوں کو ان معاملات کی طرف توجہ دلانا...... اور ان کی کوتاہیوں پر انہیں تنبیہ کرتے ہوئے ان کے عیبوں سے انہیں آگاہ کرنا...... اس طرح ہو کہ اجتماع میں بیٹھے لوگوں پر رقت طاری ہو...... اور (قبر و حشر کے) یہ مصائب و آلام انہیں افسردہ وغمزدہ کر دیں...... تاکہ جہاں تک ہو سکے وہ (نیکیاں کر کے) گزری ہوئی عمر کی تلافی کریں...... اور جو ایام اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں بسر کیے ان پر خوب حسرت و پشیمانی کا اظہار کریں...... اس طریقے پر جامع کلام کو ''وعظ'' کہا جاتا ہے۔

مثلاً: اگر دریا میں طغیانی ہو اور سیلاب کا رخ کسی کے گھر کی طرف ہو...... اور اتفاق سے وہ اپنے اہل خانہ سمیت گھر میں موجود ہو...... تو یقیناً تم یہی کہو گے: بچو! جلدی کرو!...... ان خطرناک لہروں سے بچنے کی کوشش کرو...... اور کیا تیرا دل یہ چاہے گا کہ اس نازک و پرخطر موقع پر صاحب خانہ کو پرتکلف عبارات...... تصنع و بناوٹ سے بھرپور نکات اور اشاروں

سے خبر دے؟......ظاہر ہے تو ایسا کبھی نہیں چاہے گا......(اور نہ ہی ایسی نادانی اور بے وقوفی کا مظاہرہ کرے گا) پس یہی حال واعظ و مبلغ کا ہے......اسے بھی چاہئے کہ وہ پر تکلف عبارات اور تصنع و بناوٹ سے پرہیز کرے۔

دوسری ضروری بات

دوسری بات: وعظ و بیان کرنے میں ہرگز تمہاری نیت اور خواہش یہ نہ ہو کہ لوگوں میں واہ واہ کے نعرے بلند ہوں ......ان پر وجد کی کیفیت طاری ہو......وہ گریباں چاک کر دیں......اور ہر طرف یہ شور ہو کہ کیسی زبردست محفل ہے......کیونکہ ایسی خواہش دنیا کی طرف جھکاؤ اور ریاکاری کی علامت ہے......جو حق سے غافل ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے......بلکہ تمہارا عزم و ارادہ یہ ہونا چاہئے کہ (تم اپنے وعظ و بیان کے ذریعے) لوگوں کو دنیا سے آخرت کی طرف راغب کر دو......گناہوں سے نیکیوں کی طرف......حرص اور لالچ سے زہد (یعنی دنیا سے بے رغبتی) کی طرف......بخل و کنجوسی سے سخاوت کی طرف......دنیا کے دھوکے سے تقویٰ و پرہیزگاری کی طرف......(ریاکاری سے اخلاص کی طرف......تکبر سے عاجزی و انکساری کی طرف......اور غفلت سے بیداری کی طرف) مائل کرنے کی کوشش کرو......ان کے دلوں میں' آخرت کی محبت پیدا کر کے دنیا کو ان کی نظروں میں ہیچ (یعنی قابل نفرت) بنا دو......اور انہیں عبادت اور زہد کے علم سے مالا مال کر دو......کیونکہ انسان کی طبیعت میں اس بات کا غلبہ ہے کہ وہ شریعت مطہرہ کی سیدھی راہ سے پھر کر اللہ تعالیٰ کی ناراضی والے کاموں اور بیہودہ عادات و اطوار میں جلدی مشغول ہو جاتا ہے۔

لہٰذا لوگوں کے دلوں میں خوف خدا اور تقویٰ و پرہیزگاری پیدا کرو......اور انہیں (وقت نزع اور قبر و آخرت میں) پیش آنے والے خطرات و مشکلات سے ہر ممکن طریقے سے ڈرانے کی کوشش کرو......شاید ایسا کرنے سے ان کے ظاہری و باطنی معاملات میں تبدیلی رونما ہو......اور وہ (سچی توبہ کر کے) اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت میں شوق و رغبت اپنائیں......اور معصیت و نافرمانی سے بیزاری اختیار کریں کہ یہی وعظ و بیان کا طریقہ ہے۔

ہر وہ وعظ و بیان جس میں یہ خوبیاں نہ ہوں تو وہ واعظ و مبلغ اور سننے والوں کیلئے وبال کا باعث ہے......بلکہ یہاں تک منقول ہے کہ ایسا واعظ رنگ بدلنے والا جن اور شیطان ہے جو لوگوں کو سیدھی راہ سے دور کر کے انہیں ہلاکت و رسوائی اور تباہی و بربادی کے گڑھے میں پھینک دیتا ہے......پس لوگوں پر لازم ہے کہ وہ ایسے واعظ سے دور بھاگیں کیونکہ دین کو جتنا نقصان ایسے واعظ پہنچاتے ہیں اتنا شیطان بھی نہیں پہنچاتا......لہٰذا جو قدرت و طاقت رکھتا ہو اس پر لازم ہے کہ وہ ایسے (فتنہ و فساد پھیلانے والے) واعظ کو مسلمانوں کے منبر سے نیچے اتار دے اور اسے ایسا (وعظ و بیان) کرنے سے روک دے......کیونکہ ایسا کرنا بھی امر بالمعروف و نھی عن المنکر (یعنی نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے) میں داخل ہے۔

نصیحت نمبر 3:

جن چار باتوں سے دور رہنا ہے ان میں سے تیسری یہ ہے کہ تم امراء وسلاطین سے نہ تو میل جول رکھو اور نہ ہی ان کو دیکھو...... کیونکہ ان کی طرف دیکھنا...... ان کے پاس بیٹھنا...... ان کی ہم نشینی اختیار کرنا بہت بڑی آفت ہے۔ اور اگر کبھی ان کے ساتھ مل بیٹھنے کا اتفاق ہو تو ہرگز ہرگز ان کی تعریف وتوصیف نہ کرنا...... اس لئے کہ جب کسی ظالم اور فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوتا ہے...... اور جو ظالموں اور فاسقوں کی درازیٔ عمر کی دعا کرتا ہے (نعوذ باللہ) وہ چاہتا ہے کہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی رہے۔

نصیحت نمبر 4:

ممانعت والی باتوں میں سے آخری یہ ہے کہ امرا (حاکموں اور سرداروں) سے کسی قسم کے تحائف ونذرانے قبول نہ کرنا...... اگرچہ تمہیں معلوم ہو کہ یہ حلال کی کمائی سے پیش کئے گئے ہیں...... اس لئے کہ ایسے لوگوں سے لالچ وطمع رکھنا دین میں بگاڑ پیدا کرتا ہے...... (اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ) ان کیلئے دل میں نرم گوشہ، ظلم میں تعاون اور طرفداری جیسے جذبات پیدا ہوتے ہیں...... اور یہ سب کچھ دین میں بگاڑ وفساد ہی تو ہے...... اس کا کم سے کم نقصان یہ ہے کہ جب تم ان کے تحائف ونذرانے قبول کرو گے...... اور ان کے منصب سے فائدہ اٹھاؤ گے تو لازماً ان سے محبت بھی کرنے لگو گے۔ اور آدمی جس سے محبت کرتا ہے اس کی درازیٔ عمر اور سلامتی وبقا بھی چاہنے لگتا ہے...... اور ظالم کی سلامتی وبقاء کو پسند کرنا درحقیقت مخلوق خدا پر ظلم اور دنیا کو برباد کرنے کا ارادہ ہے...... لہٰذا اس سے بڑھ کر دین اور آخرت کیلئے کون سی چیز نقصان دہ ہو سکتی ہے؟

خبردار! ہوشیار! شیطان لعین ومردود کے فریب میں مت آنا...... اور نہ ہی ان لوگوں کے فریب میں آنا جو کہتے ہیں کہ ''ان (امرا) سے درہم ودینار لے کر فقرا ومساکین میں تقسیم کرنا بہتر ہے کیونکہ امراء اپنا مال نافرمانی اور گناہوں کے کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔ لہٰذا اسی مال کو غریب ونادار مسلمانوں پر خرچ کرنا اس سے کہیں بہتر ہے۔'' شیطان ملعون اس وار سے نہ جانے کتنے لوگوں کو تباہ وبرباد کر چکا ہے...... اس بحث کو مزید دیگر آفتوں کی تفصیل کے ساتھ ہم نے ''احیاء العلوم'' میں ذکر کر دیا ہے...... تفصیل کیلئے وہاں سے دیکھ لو۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے جن چار باتوں پہ عمل کرنے کی نصیحت فرمائی ہے ان میں سب سے اول اللہ تعالیٰ سے بندے کے معاملے کو بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

نصیحت نمبر 5:

تمہارا اللہ تعالیٰ سے معاملہ اس طرح ہونا چاہئے جیسا کہ اگر تمہارا غلام تمہارے ساتھ ایسا معاملہ کرتا تو تم اس سے خوش ہو جاتے اور اس پر قلبی ناراضی اور غصے کا اظہار نہ کرتے...... اور ایسا معاملہ جو تمہارا غلام تمہارے لئے کرے اور تم اس پر راضی نہیں ہوتے تو پھر تم خود بھی اللہ تعالیٰ کیلئے ایسا معاملہ کرنے پر راضی مت ہونا جو تمہارا مالک حقیقی ہے۔

نصیحت نمبر 6:

لوگوں سے تمہارا سلوک ویسا ہونا چاہئے جیسا تم چاہتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ کریں...... کیونکہ بندے کا ایمان اس وقت کامل ہوتا ہے جب وہ تمام لوگوں کیلئے وہی کچھ پسند کرے جو اپنی ذات کیلئے پسند کرتا ہے۔

نصیحت نمبر 7:

جب تم کوئی علم حاصل کرنے لگو یا مطالعہ کرنا چاہو تو بہتر ہے کہ تمہارا علم و مطالعہ ایسا ہو جو تزکیہ نفس اور دل کی اصلاح کا باعث ہو...... جیسے اگر تمہیں پتہ چل جائے کہ تمہاری عمر کا صرف ایک ہفتہ باقی ہے...... تو یقیناً تم ان ایام کو فقہ و مناظرہ، اصول و کلام اور دیگر علوم کے حصول پر ہرگز صرف نہیں کرو گے...... کیونکہ تم جانتے ہو کہ اب یہ علوم تمہیں کافی نہ ہوں گے...... بلکہ تم اپنے دل کی نگہداشت و نگرانی میں مشغول ہو جاؤ گے...... نفس کی صفات پہچاننے اور دنیاوی تعلقات سے منہ موڑ کر اپنے نفس کو برے اخلاق سے پاک کرنے کی کوشش کرو گے...... اور اچھے اخلاق اپناتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت و محبت سے اپنا تعلق مضبوط کرنے کی کوشش کرو گے...... کیونکہ ہر دن اور رات (بلکہ ہر لمحہ) اس بات کا امکان موجود ہے کہ اس میں انسان کی موت واقع ہو جائے۔

ایک مثال کے ذریعے

فرمایا: اے بیٹا! اب میری ایک اور بات غور سے سن اور اس میں غور و فکر کر حتی کہ تمہیں اپنی نجات کا راستہ مل جائے...... سوچو! اگر تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ بادشاہ وقت ایک ہفتہ کے بعد تم سے ملنے آرہا ہے تو اس عرصہ میں تم ہر اس جگہ کی اصلاح کرنے میں مشغول ہو جاؤ گے جہاں تمہارے خیال کے مطابق بادشاہ کی نظر پڑ سکتی ہے...... مثلاً اپنے کپڑوں اور بدن کی دیکھ بھال اور زیب و زینت پر خصوصی توجہ دو گے...... اور گھر کی اک اک چیز کو صاف ستھرا اور آراستہ کرنے کی کوشش کرو گے۔

اب غور کرو کہ میں نے کس طرف اشارہ کیا ہے...... کیونکہ تم بڑے سمجھدار ہو اور عقل مند کیلئے اشارہ کافی ہوتا ہے۔

سرکار نامدار احمد مختار ﷺ کا فرمان ہے:

ان اللہ لا ینظر الی صور کم ولاالی اعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و نیاتکم۔

ترجمہ: ''اللہ عزوجل تمہاری شکل وصورت اور تمہارے اعمال کو نہیں بلکہ تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والاداب، باب تحریم ظلم المسلم ......الخ، الحدیث: 2564، ص 1387)

اگر تم احوال قلب (یعنی دل کی حالتوں) کا علم حاصل کرنا چاہتے ہو تو ''احیاء العلوم'' اور ہماری دیگر تصانیف کا مطالعہ کرو...... کیونکہ یہ علم تو فرض عین ہے جبکہ دوسرے علوم فرض کفایہ ہیں...... البتہ! اس قدر علم حاصل کرنا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فرائض اور احکام کو کامل اور اچھے طریقے سے سرانجام دیا جاسکے...... اللہ تعالیٰ تمہیں یہ علم حاصل کرنے کی توفیق رفیق رحمت فرمائے۔ (آمین)

علم کی فرضیت:

رہا یہ سوال کہ کتنا علم حاصل کرنا فرض عین ہے تو اس بارے میں حضور اکرم ﷺ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم۔

ترجمہ: ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد پر فرض ہے۔'' (سنن ابن ماجہ ج 1 ص 146 حدیث 224)

یہاں سکول کالج کی دنیوی تعلیم نہیں بلکہ ضروری دینی علم مراد ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے بنیادی عقائد کا سیکھنا فرض ہے' اس کے بعد نماز کے فرائض وشرائط ومفسدات' پھر...... رمضان المبارک کی تشریف آوری پر فرض ہونے کی صورت میں روزوں کے ضروری مسائل' جس پر زکوٰۃ فرض ہو اس کیلئے زکوٰۃ کے ضروری مسائل' اسی طرح حج فرض ہونے کی صورت میں حج کے' نکاح کرنا چاہے تو اس کے' تاجر کو خرید وفروخت کے' نوکری کرنے والے کو نوکری کے' نوکر رکھنے والے کو اجارے کے' وعلیٰ ھذا القیاس (اور اسی پر قیاس کرتے ہوئے) ہر مسلمان عاقل بالغ مرد وعورت پر اس کی موجودہ حالت کے مطابق مسئلے سیکھنا فرض عین ہے۔ اسی طرح ہر ایک کیلئے مسائل حلال وحرام بھی سیکھنا فرض ہے۔ نیز مسائل قلب (باطنی مسائل) یعنی فرائض قلبیہ مثلاً عاجزی واخلاص اور توکل وغیرہ اور ان کو حاصل کرنے کا طریقہ اور باطنی گناہ مثلاً تکبر' ریاکاری' حسد وغیرہ اور ان کا علاج سیکھنا ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔

(تفصیل کیلئے دیکھئے: فتاویٰ رضویہ، ج 23، ص 623، 624)

نصیحت نمبر 8:

اپنے پاس دنیا کا مال صرف اتنا جمع رکھنا جو تمہیں ایک سال کے اخراجات وضروریات کیلئے کافی ہو..... جیسا کہ محبوب رب العزت، قاسم نعمت، مالک جنت ﷺ اپنی بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کیلئے ایسا کرتے اور یہ دعا فرماتے:

اللھم اجعل قوت آل محمد کفافا۔

ترجمہ: ''اے اللہ تعالیٰ! آل محمد (ﷺ) کو بقدر کفایت روزی عطا فرما۔''

اور آپ ﷺ تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کیلئے نہیں فرمایا کرتے تھے..... بلکہ یہ اہتمام ان کیلئے فرماتے جن کے دل میں کچھ ضعف ملاحظہ فرماتے...... اور جو یقین کے اعلیٰ درجے پر فائز تھیں ان کیلئے ایک آدھ دن سے زیادہ کا انتظام کبھی نہ فرماتے۔

(آخر میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ایک خصوصی دعا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں)۔

دعائے خاص:

پیارے بیٹے! میں نے اس رسالہ نما مکتوب میں تمہارے سوالوں کے جوابات لکھ دیے ہیں...... اب تم ان پر عمل کرنا شروع کرو اور مجھے اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھنا...... اور تم نے دعا کے متعلق مجھ سے پوچھا ہے...... میں صحیح احادیث مبارکہ سے ماخوذ دعا تمہیں بتاتا ہوں یہ دعا اپنے قیمتی اوقات بالخصوص ہر نماز کے بعد مانگا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ مِنَ النِّعْمَةِ تَمَامَھَا وَ مِنَ الْعِصْمَةِ دَوَامَھَا وَ مِنَ الرَّحْمَةِ شُمُوْلَھَا وَمِنَ الْعَافِيَةِ حُصُوْلَھَا وَ مِنَ الْعَيْشِ اَرْغَدَهٗ وَمِنَ الْعُمُرِ اَسْعَدَهٗ وَمِنَ الْاِحْسَانِ اَتَمَّهٗ وَمِنَ الْاَنْعَامِ اَعَمَّهٗ وَ مِنَ الْفَضْلِ اَعْذَبَهٗ وَمِنَ اللُّطْفِ اَقْرَبَهٗ اَللّٰھُمَّ كُنْ لَّنَا وَلَا تَكُنْ عَلَيْنَا اَللّٰھُمَّ اخْتِمْ بِالسَّعَادَةِ آجَالَنَا وَ حَقِّقْ بِالزِّيَادَةِ اٰمَالَنَا وَاقْرِنْ بِالْعَافِيَةِ غُدُوَّنَا وَ آصَالَنَا وَاجْعَلْ اِلٰی رَحْمَتِكَ مَصِيْرَنَا وَ مٰالَنَا وَاصْبُبْ سِجَالَ عَفْوِكَ عَلٰی ذُنُوْبِنَا وَمُنَّ عَلَيْنَا بِاِصْلَاحِ عُيُوْبِنَا وَاجْعَلِ التَّقْوٰی زَادَنَا وَ فِی دِيْنِكَ اِجْتِھَادَنَا وَعَلَيْكَ تَوَكُّلُنَا وَ اِعْتِمَادُنَا۔ اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْنَا عَلٰی نَھْجِ الْاِسْتِقَامَةِ وَاَعِذْنَا فِی الدُّنْيَا مِنْ مُّوْجِبَاتِ النَّدَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ وَ خَفِّفْ عَنَّا ثِقْلَ الْاَوْزَارِ وَارْزُقْنَا عِيْشَةَ الْاَبْرَارِ وَاكْفِنَا وَاصْرِفْ عَنَّا شَرَّ الْاَشْرَارِ وَاعْتِقْ رِقَابَنَا وَ رِقَابَ آبَائِنَا وَ اُمَّھَاتِنَا وَ اِخْوَانِنَا وَ اَخَوَاتِنَا وَ مَشَائِخِنَا

مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِكَ يَا عَزِيزُ يَا غَفَّارُ يَا كَرِيمُ يَا سَتَّارُ يَا حَلِيمُ يَا جَبَّارُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرحَمَ الرَّاحِمِينَ وَ يَا اَوَّلَ الاَوَّلِينَ وَ يَا آخِرَ الآخِرِينَ وَ يَا ذَاالقُوَّةِ المَتِينَ وَ يَا رَاحِمَ المَسَاكِينَ وَ يَا اَرحَمَ الرَّاحِمِينَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّی كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ۔

ترجمہ دعا: ''میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کامل نعمت...... دائمی عصمت (ہمیشہ کی پاکدامنی)...... اور ایسی رحمت کا جو میرے تمام امور و معاملات کو شامل ہو...... اور تجھ سے دائمی خیر و عافیت...... خوشحال زندگی سعادتوں سے بھرپور لمبی طویل عمر...... کامل و مکمل احسان...... ہر حال میں انعام و اکرام..... فضل و کرم...... اور ایسا لطف و عطا مانگتا ہوں جو مجھے تیری بارگاہ کے مزید قریب کر دے۔''

- اے اللہ عزوجل! ہماری مدد فرما...... ہر نقصان سے محفوظ و مامون فرما... ہمیں سعادت و عافیت کی موت عطا ہو...... ہماری امیدیں پوری فرما بلکہ امیدوں سے بڑھ کر عطا فرما... ہماری صبح و شام کو عافیت سے ہم کنار فرما...... ہمارا انجام و اختتام اپنی رحمت کی جانب فرما... ہمارے گناہوں کی سیاہی پر اپنی مغفرت کی بارش برسا دے ہمارے عیبوں کی اصلاح فرما کر ہم پر احسان فرما...... تقویٰ و پرہیزگاری ہمارا زادِ راہ بنا دے... تیرے دین کی سربلندی کیلئے ہماری ہر کوشش قبول فرما...... تجھی پر ہمارا بھروسہ ہے...... اور تو ہی ہمارا سہارا ہے۔
- اے اللہ عزوجل! ہمیں راہ استقامت پر ثابت قدم رکھنا...... روزِ حشر شرمندگی کا باعث بننے والے اعمال سے بچا...... گناہوں کا بوجھ ہلکا فرما...... نیک لوگوں جیسی زندگی عطا فرما...... اپنے سوا کسی کا محتاج نہ کرنا...... برے لوگوں کے شر سے بچا۔
- اے اللہ عزوجل! ہمیں، ہمارے آباؤ اجداد، ہماری ماؤں، بہنوں، بھائیوں اور ہمارے مشائخ عظام و اساتذہ کرام کو جہنم کی آگ سے محفوظ فرما...... یا عزیز یا غفار...... یا کریم یا ستار یا علیم یا جبار ...... یا اللہ! یا اللہ! یا اللہ! برحمتک یا ارحم الرحمین۔
- اے ہر اول سے پہلے!...... اے ہر آخر کے بعد موجود رہنے والے!...... اے طاقت و قوت والے! اے مسکینوں پر عنایتیں کرنے والے!...... اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم فرمانے والے! لاالہ انت سبحانك انی كنت من الظالمين و صلى الله تعالىٰ على سيدنا محمد واله و صحبه اجمعين و الحمد لله رب العالمين۔ (بشکریہ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی مجلس المدینۃ العلمیہ، دعوت اسلامی)

ایک سو بری خصلتوں سے بچنے کی نصیحت:

-1 جھوٹ بولنا۔

-2 زنا کرنا۔

-3 گناہوں میں مشغول رہنا۔

-4 جھوٹی قسمیں کھانا۔

-5 جنابت میں کھانا کھانا۔

-6 برہنہ پیشاب کرنا۔

-7 شب میں جھاڑو دینا خصوصاً کپڑے سے جھاڑنا۔

-8 ناخن دانت سے تراشنا۔

-9 پائجامہ یا دامن یا آنچل سے منہ پونچھنا۔

-10 فقیروں سے روٹی کے ٹکڑے خریدنا۔

-11 کھڑے ہوکر پائجامہ پہننا۔

-12 بیٹھ کر دستار یعنی عمامہ باندھنا۔

-13 خشک بالوں میں کنگھا کرنا یا کھڑے ہوکر بال کاڑھنا۔

-14 شکستہ کنگھا استعمال کرنا۔

-15 ماں باپ کا نام لے کر پکارنا۔

-16 مقراض (قینچی) سے موئے زیرناف کاٹنا۔

-17 40 روز سے زیادہ زیرناف کے بال رکھنا۔

-18 بزرگوں کے آگے چلنا۔

-19 دروازے پر بیٹھنے کی عادت بنالینا۔

-20 لہسن و پیاز کے پوست جلانا۔

-21 مکڑی کے جالے دور کرنا۔

-22 جوں کو زندہ چھوڑنا۔

23- نماز میں کاہلی کرنا۔
24- پھٹے ہوئے کپڑے کو نہ سینا۔
25- فجر کی نماز پڑھ کر مسجد سے جلد نکل آنا۔
26- صبح (کی نماز کے فوراً بعد) کے وقت سونا۔
27- اولاد پر باوجود مالداری تنگی کرنا۔
28- بغیر ہاتھ دھوئے کھانا کھانا۔
29- کھانے کے بعد برتن صاف نہ کرنا۔
30- اہل وعیال سے لڑتے رہنا۔
31- میت کے قریب بیٹھ کر کھانا۔
32- خلال کرتے وقت جو ریشہ نکلے اسے پھر منہ میں رکھ لینا۔
33- ہر قسم کی لکڑی سے خلال کرنا۔
34- کھانے پینے کے برتن کھلے ہوئے رکھنا۔
35- چراغ منہ کی پھونک سے بجھانا۔
36- بازار میں سب سے پہلے جانا اور بعد میں آنا۔
37- اوندھے جوتے کو دیکھنا اور اسے سیدھا نہ کرنا' دولت بے زوال میں لکھا ہے کہ اگر رات بھر جوتا اوندھا پڑا رہا تو شیطان اس پر آ کر بیٹھتا ہے اور وہ اس کا تخت ہے۔
38- بکریوں کے گلے میں گھس کر چلنا خصوصاً شام کے وقت۔
39- اولاد کو گالی دینا یا لعنت کرنا۔
40- فقیر کو جھڑک دینا۔
41- بایاں پاؤں پہلے پائجامہ میں ڈالنا اور بائیں ہاتھ کی آستین پہلے پہننا۔
42- قبرستان میں ہنسنا۔
43- کوڑا کرکٹ گھر میں جمع رکھنا۔
44- صبح ہوتے ہی خدا اور رسول کا نام لئے اور ذکر کئے بغیر' دنیا میں مشغول ہو جانا۔

45- مغرب اور عشاء کے درمیان سونا۔

46- گانے بجانے میں دل لگانا۔

47- بلاوجہ شرعی اپنوں سے تعلقات ختم کرلینا۔

48- صلہ رحمی نہ کرنا۔

49- جنابت کی حالت میں ناخن ترشوانا یا سر منڈوانا یا موئے زیرناف وغیرہ صاف کرنا۔

50- زکوٰۃ یا صدقات واجبہ مثلاً قربانی و کفارہ قسم وغیرہ کے ادا کرنے میں بخل کرنا یا خواہ مخواہ انہیں ٹالتے رہنا۔

51- بغیر حاجت سوال کرنا۔

52- امانت میں خیانت کرنا۔

53- اندھیرے میں کھانا کھانا۔

54- ماں باپ کو ایذا دینا۔

55- قرآن پاک کو بے وضو ہاتھ لگانا۔

56- شب چہار شنبہ (بدھ کی رات) یا شب یکشنبہ (اتوار کی رات) میں بیوی سے صحبت کرنا۔

57- قحط کی نیت سے غلہ روکنا کہ اور مہنگا ہوگا جب بیچیں گے۔

58- قمار بازی یا گانے بجانے کے آلات وغیرہ گھر میں رکھنا۔

59- راستہ میں پیشاب کرنا اور بے ستری ہو تو حرام و گناہ۔

60- ہمیشہ بیہودہ گوئی، مسخرہ پن اور ہذیان (مذاق دل لگی) میں مصروف رہنا۔

61- ننگے سر کھانا کھانا۔

62- ننگے سر بیت الخلاء میں جانا۔

63- لگے ہوئے کھانے میں دیر کرنا۔

64- برہنہ سر بازار میں پھرنا اور عورتوں کا ننگے سر رہنا اور اجنبیوں کے سامنے اس حالت میں آنا جانا حرام حرام اور سخت گناہ ہے۔

65- سجدہ تلاوت نہ کرنا یا وضو ہوتے ہوئے اس میں دیر لگانا۔

66- تلاوت قرآن کے دوران آیت سجدہ چھوڑ کر آگے پڑھنا۔

-67 دوسرے شخص کا کنگھا عاریۃً (مانگ کر) استعمال کرنا خصوصاً صاف کئے بغیر کہ دوسرے کے بال اس کے بالوں میں الجھیں۔

-68 حوض یا تالاب یا بہتے پانی میں پیشاب کرنا اس سے نسیان بھی پیدا ہوتا ہے۔ دولت بے زوال میں لکھا ہے کہ پانچ چیزوں سے بھول پیدا ہوتی ہے۔ حوض وغیرہ میں پیشاب کرنا، راکھ پر پیشاب کرنا، چوہے کا جوٹھا کھانا، قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا، زندگانی حرام خوری میں گنوانا بلکہ غور کیجئے تو یہ آخری ایک ہی مستقل بلا وعذاب ہے۔

-69 نہانے کی جگہ پیشاب کرنا۔

-70 برہنہ ہو کر سونا۔

-71 سوتے وقت پائجامہ یا تہہ بند سر کے نیچے رکھ کر سونا، دولت بے زوال میں لکھا ہے اس سے خواب خوفناک نظر آتا ہے۔

-72 بلا ضرورت بستر کے پاس پانی کو وٹا، یا کوئی برتن پیشاب کیلئے رکھنا۔

-73 نماز قضا کرنا۔

-74 مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا۔

-75 وضو کرتے وقت دنیا کی باتیں کرنا اس وقت دعائیں پڑھے یا پھر خاموش رہے۔

-76 بلا وجہ شرعی کسی کے تحفہ ہدیہ یا نذرانہ کو رد کر دینا۔

-77 روٹی کو خوار رکھنا (کہ اس کی بے ادبی ہو اور پیروں میں آئے)۔

-78 وضو کی جگہ پر پیشاب اور پیشاب کی جگہ پر وضو کرنا۔

-79 دروازے پر بیٹھ کر کچھ کھانا پینا (یہ خلاف ادب بھی ہے اور قابل نفرت بھی)۔

-80 استاد کی عظمت وتوقیر میں کمی کرنا نہ کہ معاذ اللہ اس کی توہین۔

-81 مٹی یا چینی کے شکستہ برتن استعمال میں رکھنا خواہ اس سے پانی پینا۔

-82 شکستہ یا گرہ دار قلم سے لکھنا۔

-83 قلم کا تراشا ادھر ادھر ڈال دینا کہ پیروں میں آئے۔

-84 مہمان کو حقارت سے دیکھنا اور اس کے آنے سے ناخوش ہونا۔

-85 بیت الخلاء میں باتیں کرنا اور وہاں کسی دینی بات میں غور وتامل کرنا۔

-86 مردوں کو چھوٹا استنجا کرتے وقت عام گزرگاہ پر ٹہلنا اور باتیں کرنا۔

-87 بغیر بلائے دعوت میں جانا۔

-88 چارپائی پر دسترخوان وغیرہ رکھے بغیر کھانا کھانا۔

-89 چارپائی پر خود سرہانے بیٹھنا اور کھانا پائنتی رکھنا۔

-90 دانتوں سے روٹی کترنا۔

-91 دانتوں کو بلاوجہ کپڑے سے ملنا جیسے مسواک کرتے ہیں۔

-92 ظلم کرنا اور کسی کو ناحق ایذا دینا' اگرچہ جانور کو۔

-93 گناہ کے کاموں میں ضد کرنا اور اپنی بات پر اڑ جانا۔

-94 جس برتن میں کھانا کھایا ہے اسی میں ہاتھ دھونا۔

-95 قرآن شریف گھر میں موجود ہوتے ہوئے نہ پڑھنا۔

-96 ماں' باپ' استاذ' مرشد کی مرضی کے خلاف کام کرنا۔

-97 دروازے کی دہلیز پر تکیہ لگانا یا سر رکھ کر سونا۔

-98 سبز درخت کاٹ کر اس کی لکڑی فروخت کرنا۔

-99 بلاضرورت جانور ذبح کرنے کا پیشہ اختیار کرنا۔

-100 صحیح رشتہ ملنے کے باوجود جوان لڑکیوں کو نہ بیاہنا۔

مجھے میرے رب نے نو کاموں کا حکم دیا ہے:

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امرنی ربی بتسع۔ مجھے میرے رب نے نو کاموں کا حکم دیا ہے۔

-1 خشیة الله فی السر والعلانیة۔

ترجمہ: ''خلوت وجلوت میں اللہ سے ڈرنا۔

-2 کلمة العدل فی الغضب و الرضا۔

ترجمہ: ''غصہ اور خوشی میں انصاف کی بات کرنا۔

-3 القصد فی الفقر والغناء۔

ترجمہ: ''فقیری وامیری میں میانہ روی کو اپنانا۔

-4 ان اصل من قطعنی و اعطی من حرمنی۔

ترجمہ: ''اس سے جوڑوں جو مجھ سے توڑے اور اس کو دوں جو مجھے نہ دے۔''

-5 اعفو عمن ظلمنی۔

ترجمہ: ''جو مجھ پہ ظلم کرے میں اسے معاف کروں۔''

-6 ان یکون صمتی فکرا۔

ترجمہ: ''میری خاموشی فکر انگیز ہو۔''

-7 و نطقی ذکرا۔

ترجمہ: ''اور میرا بولنا اللہ کی یاد میں ہو۔''

-8 و نظری عبرۃ۔

ترجمہ: ''اور میرا دیکھنا عبرت کیلئے ہو۔''

-9 و امر بالمعروف (وقیل بالمعروف)

ترجمہ: ''اور میں نیکی کا حکم دوں۔''

ہر لحہ تھی پر اتنی ہرگز کبھی نہ تھی
جتنی ہے آج ہم کو ضرورت رسول کی

ہم تو یہ جانتے ہیں کہ بے راہ حق وہی
لے جائے جس طرف بھی محبت رسول کی

نور خدا کا مخزن و محور بنا وہ دل
جس دل میں جاگزیں ہوئی الفت رسول کی

محبوب حق ہے باعث تخلیق کائنات
یہ ساری کائنات ہے عنایت رسول کی

سینے میں دل ہے دل میں محبت رسول کی
صادق ہوں میں تو ہوگی زیارت رسول کی

ایک نواب اور ایک فقیر کا واقعہ:

نواب صادق محمد عباسی رابع حکمران ریاست بہاولپور ایک دن اپنے ذاتی ملازم سے ناراض ہو گئے کہ اس نے پانی پلانے میں ذرا تاخیر کر دی۔ انہوں نے ملازم کو نوکری سے برطرف کر دیا۔ ان دنوں میں ملازمتیں نایاب ہوا کرتی تھیں اور خاص کر ایسے فرمانروا کی ملازمت؟ ملازم نے نواب صاحب کی بہت منت سماجت کی مگر نواب صاحب نے اسے معافی نہ دی۔ آخر وہ شخص کوٹ مٹھن شریف میں خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو سارا ماجرا سنایا اور سفارش کی التجا کی۔ نواب بہاولپور' خواجہ صاحب کے حلقہ ارادت میں سے تھے۔ خواجہ صاحب نے نواب صاحب کو ایک سفارشی خط لکھا،

خط پڑھ کر نواب صاحب نے مرشد کے حکم کی تعمیل کی اور ملازم کو معافی دے کر ملازمت میں واپس لے لیا۔

غالباً برصغیر کی تاریخ میں کسی والی ریاست کو لکھا گیا یہ مختصر ترین خط ہے۔ آج تک نہ کبھی کوئی سفارش چھٹی اتنی مختصر لکھی گئی اور نہ ہی اتنے سبق آموز خط میں ذاتی نام سے مخاطب کیا گیا ہے کوئی القاب یا خطابات نہیں تھے اس میں زیر، زبر، پیش کے استعمال سے لفظی اور معنوی لحاظ سے بے پناہ بلاغت پیدا ہوگئی یہ سفارش کم ہے اور فہمائش زیادہ۔ یہ چھٹی ایک مرد قلندر کی شان بے نیازی کی خوبصورت مثال بھی ہے۔

خط کا متن یہ تھا یہ خط سرائیکی زبان میں لکھا ہوا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صادق! زیر بن، زبر نہ بن متاں پیش پوندی ہووی۔ فرید!

ترجمہ: ''اے صادق محمد عباسی! ضرورت مندوں پر اپنی نظر کرم رکھ اور ان کو عطا کرنے والا زبردست سخی بنا رہ اور دوسرے کے کام آتا رہ۔ اتنی زبردست اونچی اڑان اڑنے سے پرہیز کر کہ کہیں خدانخواستہ تمہاری راہ میں کوئی مشکل درپیش ہو جائے اور تجھے کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑ جائے۔'' (خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات:

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات مبارکہ کی اتنی اہمیت ہے کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے بعض ملفوظات کی شرح فرمائی ہے چنانچہ کشف المحجوب شریف میں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کہ السلامۃ فی الوحدۃ کی اس طرح شرح کی ہے، آپ فرماتے ہیں:

''سلامتی تخلیہ اور تنہائی میں ہے اس لئے کہ جو اپنا دل خالی رکھے وہ اغیار کے خطرہ اور اندیشہ سے آزاد ہے اور اپنے ماحول میں سب سے مایوس' اس وجہ سے وہ اغیار کی تمام آفتوں سے سلامتی میں رہتا ہے اور سب سے منہ پھیرے ہوئے ہوتا ہے۔

لیکن اگر کوئی یہ خیال کرے کہ وحدت سے مراد تنہا زندگی بسر کرنا ہے تو یہ محال ہے، اس لئے کہ جب تک کسی کے دل میں شیطان کی محبت ہو اور اس کے سینہ میں نفس غالب ہو اور دنیا و عاقبت کی فکر اور لوگوں کا اندیشہ ہو اس وقت تک اس کو کیفیت وحدت حاصل نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ ماسوی اللہ سے آرام ہو یا اس کا اندیشہ دونوں کی ایک ہی کیفیت ہے تو جو تنہا ہوتا ہے اگرچہ اس کی صحبت لوگوں میں ہو اسے اپنی کیفیت وحدت میں کوئی خلل نظر نہیں آتا اور مشغول بغیر اللہ ہو اگرچہ خلوت نشین ہی کیوں نہ ہو وہ کیفیت وحدت سے محروم ہی رہے گا۔

تو قطع محبت ماسوی اللہ کے یہ معنی ہیں کہ اس کے دل میں سوا ذات واحد کے کسی کا تعلق اور کسی کی محبت نہ ہو اور جب

اس کے دل میں خالص ذات واحد کی محبت جا گزیں ہو چکی وہ کتنا ہی لوگوں کے ساتھ میل جول رکھے اسے کوئی خطرہ نہیں۔

اور جو مخلوق سے محبت رکھے اس کے دل میں محبت الٰہیہ کا گزر نہیں ہو سکتا گویا وہ محبت الٰہی کو سمجھتا ہی نہیں۔

لان الوحدة صفة عبد صاف اسمع قوله تعالیٰ الیس الله بکاف عبده۔

ترجمہ: ''صفت عبد صافی محض وحدت ہے۔ سن اللہ کا فرمان! کیا اللہ اپنے بندہ کو کافی نہیں۔''

(کشف المحجوب صفحہ 199)

(اسی طرح اگر آپ کے ملفوظات کی شرح شروع کر دی جائے تو کئی دفتر درکار ہوں ہم صرف اختصار کے ساتھ آپ کے چند ملفوظات پیش کر رہے ہیں)۔

-2 من عرف الله لایخفی علیه شئی۔

ترجمہ: جو خدا کو پہچان لے اس پر کوئی شئی مخفی نہیں رہے گی۔

-3 جو شخص مندرجہ ذیل تین باتوں کو پسند کرتا ہے وہ ہلاکت کے قریب پہنچ جاتا ہے:

i- اچھا کھانے کی خواہش۔

ii- عمدہ پہننے کی خواہش۔

iii- مالداروں کی صحبت پہ فخر کرنا۔ عربی کا مقولہ ہے:

نعم الامیر علی باب الفقیر و بئس الفقیر علی باب الامیر۔

ترجمہ: امیر، فقیر کے دروازے پہ اچھا لگتا ہے اور فقیر امیر کے دروازے پہ اچھا نہیں لگتا۔

-4 لوگوں کیلئے غائبانہ طور پر دعا کرنا ان کی ملاقات سے بہتر ہے۔

-5 یاد الٰہی میں ایسے مشغول رہو کہ گویا تم نے ساری دنیا کو قتل کر دیا ہے کیونکہ دنیا کو چھوڑے بغیر تقویٰ میں کمال پیدا نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اپنے آپ کو عبادت الٰہی کیلئے وقف کر دو اور یاد رکھو یقین کے بغیر عبادت قبول نہیں۔ اس لئے کہ جو دلوں میں شک رکھتے ہیں وہ نظر رحمت اور شفقت سے محروم رہ جاتے ہیں۔

-6 نماز میں خشوع یہ ہے کہ اگر نمازی کے پہلو میں تیر لگ جائے تو نمازی کو اس کی خبر نہ ہو۔ (آپ نے فرمایا)

-7 طلبت الشرف فوجدته فی القناعة۔

ترجمہ: ''میں نے آخرت کی بزرگی چاہی تو قناعت میں ملی۔''

طلبت الفخر فوجدته فی الفقر۔

ترجمہ: ''میں نے فخر چاہا تو فقر میں پایا۔''

8- طلبت الرفعة فوجدته فی التواضع۔

ترجمہ: ''میں نے بلندی چاہی تو وہ مجھے تواضع میں ملی۔''

9- طلبت النسب فوجدته فی التقویٰ

ترجمہ: ''میں نے نسب چاہا تو تقویٰ (پرہیزگاری) میں پایا۔''

10- طلبت الریاسة فوجدته فی نصیحة الخلق۔

ترجمہ: ''میں نے آخرت کی سرداری چاہی تو مجھے خلق خدا کو نصیحت کرنے میں ملی۔''

11- طلبت المروة فوجدته فی صدق۔

ترجمہ: ''میں نے مروت طلب کی وہ مجھے صدق میں ملی۔''

طلبت الراحة فوجدته فی الزهد۔

ترجمہ ''میں نے آخرت کی راحت چاہی تو زہد میں پائی۔'' (الطائف نفیسیہ صفحہ 141)

قرنہا اندر سجود آمد زمین در ہر زمن بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن

سیرت طیبہ میں خیرخواہی کے جذبات:

حضور ﷺ کی ساری تعلیم ہی انسانیت کی بھلائی وخیرخواہی کیلئے ہے چند اشارات ملاحظہ ہوں:

1- بدر کے قیدیوں میں اپنے حقیقی چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو صحابہ کی درخواست پر بھی دیگر قیدیوں کے ساتھ بغیر فدیہ لئے نہ چھوڑا۔

2- آپ ﷺ نے ہر امیر وغریب کی دعوت کو قبول فرمایا۔

3- فاقہ میں تمام صحابہ کرام کے ساتھ شریک ہوئے بلکہ اگر دوسروں نے پیٹ پہ ایک پتھر باندھا تو آپ ﷺ نے دو پتھر باندھ کر خندق کھودی۔

4- ایک سفر جہاد میں صحابہ کرام کو ہانڈی روٹی پہ لگایا تو خود لکڑیاں چننے کی ذمہ داری کو سرانجام دیا۔

5- کوئی بیمار ہوتا تو عیادت وتیمارداری میں سب کے ساتھ برابری کا سلوک فرماتے۔

6- نماز جنازہ پڑھانے کی سعادت میں ہر امیر وغریب کو شریک فرماتے۔

7- فتح مکہ کے موقع پہ سب کو چھوڑ کر حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی کھسر پھسر کے باوجود کعبہ کی چھت پہ آذان

پڑھنے کی سعادت بخشی۔

8- مسلیمہ کذاب کے خلاف بہت بڑے لشکر کی قیادت کا اعزاز غلام ابن غلام حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو عطا کیا۔ جو آپ ﷺ کی وفات کے بعد باوجود صحابہ کرام کی دوسری طرف آراء قائم ہونے کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ کیلئے ہی برقرار رکھا۔

9- دودھ کا پیالہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا دائیں طرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور بائیں طرف ایک عام اعرابی تھا آپ نے خود پیا اور پھر الایمن فالایمن کے قانون کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خواہش کے باوجود اعرابی کو عطا فرما دیا۔

آئے عشاق گئے وعدۂ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈو چراغ رخ زیبا لے کر

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی بائیں طرف بہت جید صحابہ کرام حاضر خدمت تھے تو آپ ﷺ نے خود پی کر دائیں طرف والے بچے سے پوچھا: اتأذن لی فی ان اعطیه هؤلاء۔ کیا تو اجازت دیتا ہے کہ بزرگوں کو پہلے دوں؟ اس نے عرض کیا: لا و الله لااوثر بنصیبی منك احدا۔ بخدا میں آپ کا بچا ہوا (تبرک) کسی کو نہ دوں گا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے پیالا اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔ (مؤطا امام محمد باب الرجل یشرب ثم یناول من عن یمینہ)

10- ایک بار دودھ کا پیالہ آیا تو پہلے ستر صحابہ کو پلایا پھر آخر میں خود نوش فرمایا۔

میری نگاہ نے جھک جھک کے کردیئے سجدے
جہاں جہاں پہ تقاضائے حسن یار ہوا

11- غزوہ بدر کی طرف جاتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے سواریاں کم ہونے کی وجہ سے ایک صحابی سے شیئر فرمایا اور آدھا راستہ خود سواری پہ سوار ہو کر سفر کیا جبکہ باقی آدھا راستہ اپنے ساتھی صحابی کیلئے سواری کو وقف کیا اور خود پیدل تشریف لے جاتے رہے۔ (مشکوٰۃ)

دیکھئے کس شان سے امت کا امام آتا ہے
خود تو پیدل ہے سواری پہ غلام آتا ہے

اسلام خیر خواہی کا دین ہے:

اسلام نے امراء پہ زکوٰۃ، عشر اور صدقات وغیرہ دینا فرض کیا تو یہ نہیں کہا کہ غرباء تمہارے پاس چل کر آئیں تو ان کو دو بلکہ فرمایا: و فی اموالهم حق للسائل و المحروم۔

ان کے مالوں میں سائلوں اور محروموں کا حق ہے۔ اور حق منت سماجت سے نہیں لیا جاتا بلکہ ضرورت پڑے تو زبردستی بھی لیا جائے گا تاکہ غرباء کی عزت نفس مجروح نہ ہو اور بقول اقبال ان کی خودی پہ حرف نہ آئے۔

میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

پھر اگر امراء لوگ غرباء کو زکوٰۃ وخیرات نہ دیں تو غرباء کی تو فقط دنیا ہی بگڑے گی لیکن اگر غرباء امراء سے وصول کرنا بند کر دیں تو امراء کی آخرت بھی بگڑ جائے اس لئے اگر امیر غریب کو دے کر اس کی دنیا سنوارتا ہے تو غریب امیر سے لے کر اس کی آخرت کو سنوارتا ہے گویا امیر' غریب کی دنیا کا محسن ہے تو غریب' امیر کی عقبی کا محسن ہے اور عقبی بہر حال دنیا سے بہتر ہے اس لئے امیر زکوٰۃ وغیرہ دے کر بھی غریب سے پانچ سو سال بعد جنت میں جائے گا۔ امیر کو نہ صرف پانچ سو سال کا عرصہ محشر میں منتظر رہنا پڑے گا بلکہ اجر وثواب بھی اگر امیر کو دس سے سات سو گناہ تک ملے گا تو مصائب وآلام پہ صبر کرنے والا بے حساب ثواب پائے گا جیسا کہ قرآن پاک میں ہے: انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب۔

ترجمہ: ''صابروں کو بے حساب اجر ملے گا۔''

رمضان کا مہینہ بھوک اور پیاس برداشت کرنا اور غرباء کی بھوک کا احساس دلانے کیلئے ہے' حج کا سفر امراء کیلئے مسافرت وغربت کا رنگ پیدا کرنے کیلئے ہے' حصول معاش کیلئے امراء کا وطن سے دور مارے مارے پھرنا' اس دوران ہر طرح کی لذت وزینت سے دور رہنا اسی لئے تو ہے تاکہ ان پر غربت کی بے کسی طاری ہو' ہمارے آقا ومولیٰ ﷺ کو باوجود یکہ زمین وآسمان کے تمام خزائن کی چابیاں عطا کر دی گئیں مگر مہد سے لحد تک آپ نے فقر وفاقہ کی زندگی کو نہ صرف پسند فرمایا بلکہ فقر پہ فخر فرمایا اور دعا کرتے رہے:

اللھم احینی مسکینا و امتنی مسکینا و احشرنی فی زمرۃ المساکین۔

ترجمہ: ''اے اللہ مجھے مسکین بنا کر زندہ رکھ' مسکینی کی حالت میں موت دے اور قیامت کے دن مسکینوں کے ساتھ میرا حشر فرما۔''

ان کا دامن تھام لو......

پیدا ہوتے ہی بنو سعد قبیلہ کی غریب عورت کی آغوش میں آپ کو دے دیا گیا پھر آپ نے بکریاں چرائیں' خندقیں کھودیں' دودھ دھوئے نہ صرف اپنا بلکہ لوگوں کا بوجھ بھی اٹھایا' پھٹے ہوئے کپڑے اور جوتے خود پہنتے' قرضے لئے' سامان گروی رکھے' بھوک کی شدت کم کرنے کیلئے پیٹ پر پتھر باندھے' دو دو مہینے آپ کے گھر میں چولہا گرم نہ ہوتا' قریش آپ کا مذاق اڑاتے یہ سب کام غریب کو یہ احساس دلانے کیلئے تھے کہ اگر تو ان حالات سے دوچار ہو جائے تو اپنی خوش نصیبی سمجھ کیونکہ خود بخود ہی تجھ سے تیرے نبی ﷺ کی سنت ادا ہو رہی ہے تو ان تکلیفوں میں اکیلا نہیں تیرا نبی ﷺ بھی تیرے ساتھ ہے امیر اگر کوٹھی' کار' کارخانے کا مالک ہو کر لینن اور سٹالن کا ترجمان ہے تو تیرے لئے کیا یہ کم اعزاز کی بات ہے کہ تو محمد

عربی ﷺ کی سیرت کا آئینہ دار ہے۔لہٰذا۔

خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

پھر اگر یہی غریب بجائے محمد عربی ﷺ کے نظام کا نعرہ لگانے کے جب ماؤ اور لینن کے نعرے لگاتا ہوگا تو میرے آقا کے دل پہ کیا گزرتی ہوگی؟ جس نے غریب بھوکے پیاسے اور بیمار کو یہ مقام دیا کہ صحیح حدیث میں ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک امیر شخص سے فرمائے گا کہ میں بھوکا' پیاسا اور بیمار تھا تو نے مجھے کیوں نہ کھلایا پلایا اور میری عیادت نہ کی وہ کہے گا یا اللہ تو کھانے پینے اور بیمار ہونے سے مبرا ہے؟ پھر اس کا کیا مطلب؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ میرا فلاں بندہ ان حالات سے دوچار تھا اس کو کھلانا' پلانا اور اس کی عیادت کرنا گویا مجھے کھلانا' پلانا اور میری عیادت کرنا تھا (اجر و ثواب کے لحاظ سے) کیا یہ اعزاز معمولی ہے کہ غریب کی ذات کے معاملات کو اللہ تعالیٰ اپنے ذاتی معاملے قرار دے رہا ہے۔

بات کہاں سے کہاں چلی گئی بتانا یہ تھا کہ جو اللہ اور رسول انسانیت کے اس قدر خیر خواہ ہیں انہیں کا دیا ہوا نظام ہی عادلانہ' منصفانہ اور مساویانہ ہو سکتا ہے اور اسی میں ہم سب کی سخاوت ہے۔

دونوں عالم میں تمہیں مقصود گر آرام ہے ان کا دامن تھام لو جن کا محمد نام ہے

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

آخرت کے طلبگاروں کیلئے ایک واقعہ:

بعض اللہ والوں نے غافل انسان کیلئے ایک بڑی خوبصورت مثال بیان کی ہے اور وہ یہ کہ ایک بادشاہ کا دربار لگا ہوا ہے۔ وزراء اور ارکان سلطنت ملکی صورتحال پر گفتگو کر رہے ہیں اور بادشاہ کے حسن و جمال اور فضل و کمال کی تعریف ہو رہی تھی کہ ایک بھکاری نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ بادشاہ نے بھکاری کو اندر بلالیا۔ بھکاری نے بادشاہ کو ایک آئینہ بطور تحفہ پیش کیا' بادشاہ بھکاری کے اس تحفے سے بہت خوش ہوا اور اس نے بھکاری سے کہا:

''آج رات عشاء سے فجر تک تمہیں اجازت ہے تم جتنا سونا چاہو میرے خزانے سے اٹھا کر لے جا سکتے ہو' لیکن اذان فجر کے بعد تمہیں میرے محل میں داخل ہونے کی اجازت نہ ہوگی''۔

بھکاری اس عنایت سے بہت خوش ہوا اور دل میں ہی دل میں کہنے لگا' میں رات و رات اتنا خزانہ اٹھا کر لے جاؤں گا کہ پھر کبھی کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنے کی ضرورت نہ رہے۔

عشاء کے بعد وہ بھکاری بادشاہ کے محل میں داخل ہوا' محل کی اندرونی سجاوٹ دیکھ کر حیران ہوا' ایک کمرے کے قریب سے گزرتے ہوئے وہ کچھ دیر کیلئے رک گیا' ریشمی پردے' مخملیں فرش' قیمتی پلنگ اور اعلیٰ بستر دیکھ کر وہ سوچنے لگا!

ابھی کافی رات باقی ہے۔ کیوں نہ کچھ دیر اس قیمتی پلنگ پر آرام کرلوں۔ چنانچہ وہ سو گیا اور رات بھر سویا رہا۔

بھکاری نیند کے مزے لوٹ رہا تھا اور قسمت آنسو بہا رہی تھی۔ آئندہ ساری زندگی کے سکھ چین کو تھوڑی دیر کے آرام پر قربان کر رہے ہو۔ اس وقت آرام نہ کرتے بلکہ خزانہ اٹھانے میں مصروف رہتے تو آئندہ ساری زندگی آرام سے گزارتے' قسمت روتی رہی' فقیر سوتا رہا۔

ادھر مسجد کے میناروں سے اذان فجر کی صدا بلند ہوئی اور ادھر بادشاہوں کے ملازموں نے آکر فقیر کو جگایا اور محل سے باہر نکالنے لگے' فقیر واویلا کرنے لگا کہ میں نے ابھی خزانہ اٹھانا ہے' تم کیوں مجھے باہر نکالتے ہو' بادشاہ کے نوکروں نے جواب دیا۔

''تمہیں خزانہ جمع کرنے کیلئے جو وقت دیا گیا تھا وہ وقت ختم ہو گیا ہے' تم نے وہ قیمتی وقت سو کر گنوا دیا ہے''۔

الغرض وہ بھکاری روتا چلاتا رہا اور نوکروں نے اسے محل سے باہر نکال دیا' وہ بھکاری خالی ہاتھ آیا تھا اور خالی ہاتھ چلا گیا۔ اس کی مجرمانہ غفلت نے اسے کچھ بھی حاصل نہ کرنے دیا۔

اے غافل مسلمان! تیرے خالق نے تجھے آخرت کیلئے نیک اعمال کا خزانہ اکٹھا کرنے کی مہلت دی ہے۔ خیال رکھنا کہیں تیرا انجام اس بھکاری جیسا نہ ہو جس نے خزانہ جمع کرنے کی مہلت کو غفلت میں گزار دیا تھا۔ (از: پیغام ہدایت)

بگڑے ہوؤں کو کس نے سنوارا تر بغیر

عن انس رضی اللہ عنہ قال: كان غلام يهودي يخدم النبي ﷺ فمرض، فاتاه النبي ﷺ يعوده، فقعد عند راسه، فقال له: اسلم، فنظر الى ابيه وهو عنده، فقال له: اطع ابا القاسم ﷺ، فاسلم فخوج النبي ﷺ وهو يقول: الحمد لله الذي انقذه من النار۔

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہوا تو حضور نبی اکرم ﷺ اس کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ کر اس سے فرمایا: اسلام قبول کرلو۔ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے پاس ہی بیٹھا تھا تو اس نے کہا: ابوالقاسم ﷺ کی اطاعت کرو۔ وہ مسلمان ہو گیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ یہ فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے اسے جہنم سے بچالیا''۔

(اخرجہ البخاری فی الصحیح، کتاب: الجنائز، باب: اذا اسلم الصبی فمات هل يصلى عليه وهل يعرض على الصبي الاسلام، 455/1، الرقم: 1290، وابوداود فی

السنن، کتاب: الجنائز، باب: فی عیادة الذمی، 185/3، الرقم: 3095، واحمد بن حنبل فی المسند، 280/3، الرقم: 14009، والبخاری فی الادب المفرد، 185/1، الرقم: 524 وابویعلی فی المسند، 93/6، الرقم: 335 والبیهقی فی السنن الکبری، 383/3، الرقم: 6389)

عن عبدالله ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللهﷺ رای خاتما من ذهب فی يد رجل، فنزعه و قال: يعمد احدكم الى جمرة من نار فيجعلها في يده، فقيل للرجل بعد ماذهب رسول اللهﷺ خذخاتمك، انتفع به، قال: والله، لا آخذه ابدا و قد طرحه رسول الله ﷺ۔

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور نبی ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ ﷺ نے اسے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا: تم میں سے کوئی شخص آگ کے انگارے کو اپنے ہاتھ میں لینے کا قصد کرتا ہے! رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد اس شخص سے کہا گیا: جاؤ اپنی انگوٹھی اٹھالو اور (اسے فروخت کر کے ہی) نفع حاصل کرلو اس نے کہا: خدا کی قسم! جس چیز کو رسول اللہ ﷺ نے پھینک دیا ہو اس کو میں کبھی نہیں اٹھاؤں گا۔''

(اخرجه مسلم فی الصحیح، کتاب: اللباس والزینة، باب: تحریم خاتم الذهب علی الرجال ونسخ ما کان من اباحته فی الاسلام، 1655/3، الرقم، 2090، وابن حبان فی الصحیح، 192/1 الرقم، 15، والبیهقی فی السنن الکبری، 424/2، الرقم، 4014، وفی شعب الایمان، 195/5 الرقم، 6334، والطبرانی فی المعجم الکبیر، 414/11، الرقم: 12175، وابوعوانة فی المسند، 251/5، الرقم: 861، والمنذری فی الترغیب والترهیب، 73/3، الرقم: 3129)

صحابی کی تمنا

عن عائشه رضی اللہ عنہا قالت: جاء رجل الى رسول اللهﷺ فقال يا رسول الله انك لاحب الى من نفسى و انك لاحب الى من اهلى واحب الى من ولدى، وانى لاكون فى البيت، فاذكرك، فما اصبر حتى آتيك، فانظر اليك، واذا ذكرت موتى و موتك عرفت انك اذا دخلت الجنة رفعت مع النبيين، وانى اذا دخلت الجنة حسبت ان لااراك، فلم يرد اليه رسول اللهﷺ شيئا، حتى نزل جبريل علیہ السلام بهذه الاية: (و من يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم) (النساء، 68:4)فدعا به، فقرأها عليه۔

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک صحابی حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! آپ مجھے میری جان، اہل وعیال اور اولاد سے بھی زیادہ

محبوب ہیں۔ جب میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں تو آپ کو ہی یاد کرتا رہتا ہوں اور اس وقت تک چین نہیں آتا جب تک حاضر ہو کر آپ کی زیارت نہ کرلوں۔ لیکن جب مجھے اپنی موت اور آپ کے وصال مبارک کا خیال آتا ہے تو سوچتا ہوں کہ آپ تو جنت میں انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ بلند ترین مقام پر جلوہ افروز ہوں گے اور جب میں جنت میں داخل کیا جاؤں گا تو خدشہ ہے کہ کہیں آپ کی زیارت سے محروم نہ ہو جاؤں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس صحابی کے جواب میں سکوت فرمایا: یہاں تک کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس آیت مبارکہ کو لے کر نازل ہوئے (اور جو کوئی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرے تو یہی لوگ (روز قیامت) ان (ہستیوں) کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے (خاص) انعام فرمایا)۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو بلایا اور اسے یہ آیت پڑھ کر سنائی۔''

اخرجہ الطبرانی فی المعجم الاوسط، 152/1، الرقم، 477، و فی المعجم الصغیر، 53/1 الرقم: 52، وابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء، 240/4، 125/8، والهیثمی فی مجمع الزوائد، 7/7، وابن کثیر فی تفسیر القرآن العظیم، 524/1، والسیوطی فی الدر المنثور، 182/2۔

تھا عرب بگڑا عجم بگڑا زمانہ بگڑا
جتنے بگڑے تھے آقا نے سنوارے سارے

پانچ گناہوں سے بچ کر پانچ سزاؤں سے بچ جاؤ:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال ماظهر الغلول فی قوم الا القی الله فی قلوبهم الرعبo ولا فشا الزنا فی قوم الا کثر فیهم الموتo ولا نقص قوم المکیال والمیزان الا قطع عنهم الرزقo ولا خکم قوم بغیر حق الا فشا فیهم الدمo ولا خترقوم بالعهد الا سلط علیهم العروه۔ (مشکوۃ باب تغیر الناس ص459)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب کسی قوم میں خیانت ظاہر اور کھلم کھلا ہونے لگتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس قوم کے دل میں اس کے دشمنوں کا خوف اور ڈر ڈال دیتا ہے اور جب کسی قوم میں زنا کاری پھیل جاتی ہے تو اس قوم میں بکثرت موتیں ہونے لگتی ہیں اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرنے لگتی ہے تو اس کی روزی کاٹ دی جاتی ہے اور جو قوم ناحق فیصلہ کرنے لگتی ہے اس قوم میں خون ریزی پھیل جاتی ہے اور جو قوم عہد شکنی اور بدعہدی کرنے لگتی ہے اس قوم پر اس کے دشمن کو غالب و مسلط کر دیا جاتا ہے۔''

جس طرح دواؤں اور غذاؤں میں خداوند قدوس نے قسم قسم کی تاثیرات پیدا فرمائی ہیں کہ زہر مار ڈالتا ہے۔ تریاق

زہر کے اثرات کو زائل کر دیتا ہے۔ بعض غذائیں صحت کو برباد کر دیتی ہیں اور بعض غذائیں تندرستی کو بڑھا دیتی ہیں۔ اسی طرح انسان کے اقوال و افعال میں بھی قدرت نے قسم قسم کی تاثیرات رکھ دی ہیں۔ مثلاً آپ کی ''گالی'' دنیا بھر کے انسانوں کو آپ کا دشمن بنا دیتی ہے اور آپ کی ''دعا'' دنیا بھر کو آپ کا دوست بنا دیتی ہے۔ اسی طرح اگر آپ کسی کو ''مکا'' دکھائیں تو وہ آپ پر غضبناک ہو جاتا ہے اور اگر آپ کسی کے آگے ہاتھ جوڑیں تو وہ آپ پر رحم دل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سمجھ لیجئے کہ انسان کے ہر قول و عمل میں قدرت نے قسم قسم کی تاثیریں اور طرح طرح کے اثرات پیدا فرمائے ہیں۔ نیک اعمال اور اچھے اچھے اقوال کی تاثیرات و اثرات بھی اچھے ہوا کرتے ہیں اور برے اعمال اور برے اقوال کی تاثیرات و اثرات بھی برے ہوا کرتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں پانچ برے اعمال اور ان کی بری تاثیروں کا بیان فرمایا ہے۔

1- خیانت کی تاثیر یہ ہے کہ جو قوم امانت میں خیانت کرنے لگے گی تو وہ قوم اپنے دشمنوں سے خائف' ڈرپوک اور بزدل ہو جائے گی۔

2- اور جو قوم زنا کاری کی لعنت میں گرفتار ہو جائے گی تو اس قوم پر طرح طرح کی بلائیں' بیماریاں اور وبائیں آئیں گی اور بکثرت لوگ مرنے لگیں گے۔ بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ''جہاں زنا' وہاں فنا''۔

3- اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرے گی تو اس کا یہ اثر ہوگا کہ ان کی روزیوں کی برکت کٹ جائے گی اور وہ عمر بھر روزی کمانے کیلئے در بدر کی ٹھوکر کھاتے پھریں گے اور ہزاروں لاکھوں کمائیں گے بھی مگر ان کے دل کو چین اور روح کو سکون اور دولت کو قرار نہیں حاصل ہوگا اور کچھ پتہ نہیں چلے گا کہ دولت کہاں سے آئی اور کدھر چلی گئی؟

4- جو قوم ناحق فیصلہ کرنے کی خوگر ہو جائے گی تو اس گناہ کا اثر ہوگا کہ اس قوم میں قتل و خونریزی کی وبا پھیل جائے گی اور روزانہ دن رات ہر طرف قتل ہی قتل ہوتے رہیں گے۔

5- اسی طرح جو قوم عہد شکنی اور بد عہدی کی راہ پر چل پڑے گی اس قوم کی عزت و اقبال اور اس کی سلطنت کے جاہ و جلال کا خاتمہ ہو جائے گا اور اس قوم پر اس کے دشمنوں کا غلبہ و اقتدار ہو جائے گا!

چونکہ ان گناہوں کی یہ تاثیرات ہیں اور کوئی چیز بھی اپنا خلقی اثر دکھائے بغیر نہیں رہ سکتی لہٰذا ان گناہوں کے وہی اثرات ہوں گے جو اوپر بیان کئے گئے۔ آگ پر انگلی رکھ کر لاکھ چلایئے مگر انگلی ضرور جل جائے گی کیونکہ آگ کی تاثیر ہی جلا دینا ہے!

واضح رہے کہ ان گناہوں کا یہ عذاب صرف دنیاوی عذاب ہے جو اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ باقی آخرت کا عذاب اس کے علاوہ ہے اور وہ عذاب جہنم ہے!

حکمت ودانائی کی باتیں:

حکمت ودانائی کی بات ہوتو شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا نام سرفہرست آتا ہے اور یہ نہیں ہوسکتا کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا نام آئے تو ان کی کتابیں گلستان وبوستان یاد نہ آئیں۔ چنانچہ آپ کی کتاب گلستان کے آخری باب کا ترجمہ سپرد قلم کیا جارہا ہے جوکہ بالخصوص حکمت ودانائی کی باتوں سے بھرپور ہے۔

1- دنیا کا مال زندگی کے آرام وسکون کیلئے ہے نہ کہ زندگی اس لئے ہے کہ مال جمع کیا جائے گا۔ لوگوں نے ایک عقل مند سے سوال کیا! نیک بخت کون ہے اور بد بخت کون ہے؟ اس نے جواب دیا! نیک بخت وہ ہے جس نے کھایا اور بویا اور بد بخت وہ ہے جو مرگیا اور سب کچھ چھوڑ گیا۔

ترجمہ شعر: ''کسی ایسے جنازے پر نماز نہ پڑھ کہ جس نے کیا ہی کچھ نہیں، صرف مال جمع کرتا رہا اور کچھ کھا نہ سکا۔''

2- حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون (آپ کے زمانے میں انتہائی مالدار شخص) کو فرمایا! جیسے اللہ نے تجھے نوازا ہے تو بھی لوگوں کو نواز' اس نے آپ کی بات نہ سنی (قبول نہ کی) پھر تو نے اس کا انجام سن لیا؟ (تمام خزانے اس کی چھاتی پر رکھ کر زمین میں دھنسا دیا گیا)۔

ترجمہ اشعار: ''جس نے روپے پیسے سے خیر جمع نہ کی! اس نے دنیا اور روپے کی فکر میں عمر ختم کر دی۔ اگر تو دنیا کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے تو لوگوں پہ احسان کر جیسے اللہ نے تجھ پر احسان فرمایا۔''

عرب لوگوں کا قول ہے:

''سخاوت کر اور احسان نہ جتا کیونکہ اس کا فائدہ تو تجھے ہی ہوگا۔''

ترجمہ اشعار: ''جہاں کرم واحسان کا درخت جم جاتا ہے تو اس کی شاخیں آسمان سے اوپر نکل جاتی ہیں۔ اگر تو اس درخت کا پھل کھانا چاہتا ہے (ثواب) تو احسان جتا کر اسی کی جڑوں پہ آرہ نہ چلا۔''

اللہ کا شکر کر جس نے تجھے نیکی کی توفیق عطا کی اور اپنے فضل سے تجھے بیکار نہیں چھوڑا۔

یہ تیرا احسان نہیں کہ تو بادشاہ کی خدمت کرتا ہے بلکہ بادشاہ کا تجھ پر احسان ہے کہ اس نے تجھے اپنی خدمت پر لگا رکھا ہے۔

دو شخصوں کی محنت بے کار ہے

دو شخص خواہ مخواہ کی تکلیف اٹھاتے ہیں اور بے فائدہ کوشش کرتے ہیں۔ ایک وہ کہ جس نے جمع کیا مگر کھایا نہیں اور دوسرا وہ کہ جس نے علم تو پڑھا لیکن عمل نہ کیا۔

ترجمہ اشعار: ''تو جتنا بھی علم پڑھ لے اگر اس پر تیرا عمل نہیں تو تو بڑا جاہل ہے، نہ تو محقق ہو سکتا ہے نہ عقل مند بلکہ اس جانور کی طرح ہے جس پر کتابوں کا بوجھ لاد دیا گیا ہو۔ اس خالی الذہن (جانور) کو کیا معلوم کہ میرے اوپر لکڑیاں لدی ہوئی ہیں یا کتابیں۔''

4- علم دین پڑھانے کیلئے ہے نہ کہ دنیا کمانے کیلئے۔

ترجمہ شعر: ''جس نے پرہیز گاری، علم اور تقویٰ بیچا اس نے کھلیان جمع کیا اور آگ لگا کر سب کچھ جلا دیا۔''

5- گناہوں سے پرہیز نہ کرنے والا عالم ایسا اندھا ہے کہ جس کے ہاتھ میں مشعل ہو لوگ تو اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں جب کہ وہ خود کچھ فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔

ترجمہ شعر: ''جس نے بے کار عمر ضائع کر دی اس نے گویا رقم پھینک دی اور کچھ خرید نہ سکا۔''

6- ملک عقل والوں سے حسین لگتا ہے اور نیک لوگوں سے کمال حاصل کرتا ہے۔ بادشاہ عقل مندوں کی نصیحت کے اس سے زیادہ ضرورت مند ہیں جتنے کہ عقل مند لوگ بادشاہوں کے۔

ترجمہ اشعار: ''اے بادشاہ! اگر تو نصیحت سننے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس سے بہتر نصیحت تجھے کسی کتاب میں نہ ملے گی کہ حکومت عقل مند کے علاوہ کسی کو نہ دے اگرچہ حکومت قبول کرنا عقل مند کا کام نہیں ہے۔''

تین چیزوں کو بقا نہیں

7- تین چیزوں کو بقاء نہیں ہے۔ اول مال کو تجارت کے بغیر، دوئم علم کو بحث و تکرار کے بغیر اور سوئم ملک کو تدبیر کے بغیر۔

ترجمہ اشعار: ''ایک وقت نرمی، خاطر تواضع اور شرافت سے بات کرتا کہ قبولیت کی کمند میں کسی دل کو پھنسا سکے۔ دوسرے وقت غصے سے بھی بات کر کیونکہ مصری کے سو کوزے بھی وہ کام نہیں کر سکتے جو ایک ایلوا (تمہ) کر جاتا ہے۔''

8- بروں پر رحم کرنا اچھوں پر ظلم کرنا ہے اور ظالموں کو معاف کر دینا مظلوموں درویشوں پر زیادتی ہے۔

ترجمہ شعر: ''اگر تو کسی ذلیل خبیث کی حفاظت کرے گا اور اس کو نوازے گا تو وہ تیری دولت میں شریک ہو کر گناہ کرے گا۔''

9- دو چیزوں پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے پہلی بادشاہوں کی دوستی اور دوسری بچوں کی خوش آوازی کیونکہ پہلی ایک خیال سے دشمنی میں بدل جاتی ہے اور دوسری ایک رات میں بگڑ جاتی ہے۔

ترجمہ شعر: ''ہزار دوست رکھنے والے محبوب سے عشق نہ کر اور اگر اس کو دل دینا ہی ہے تو پہلے اپنے دل کو جدائی کی

عادل ڈال لے۔"

10- اپنا راز دوست سے نہ کہہ خواہ وہ کتنا ہی مخلص ہو کیونکہ کسی وقت بھی دشمن بن سکتا ہے اور ہر قسم کی تکلیف دشمن کو بھی نہ پہنچا ہو سکتا ہے وہ کسی وقت تیرا دوست بن جائے۔

راز کی بات

11- جو بات تو راز میں رکھنے کا ارادہ رکھتا ہے وہ اپنے دوست کو بھی نہ بتا کیونکہ آخر اس کے بھی تو آگے دوست ہوں گے (اگر تو اپنا راز اپنے دوست کو بتا سکتا ہے تو وہ بھلا تیرا راز اپنے دوست کو نہ بتائے گا) اور پھر سلسلہ اسی طرح چلتا جائے گا۔

ترجمہ اشعار: "چپ رہنا اس سے بہتر ہے کہ کسی کو اپنا راز بتا کر کہا جائے! آگے نہ بتانا۔ عقل مند وہ ہے جو پانی کے چشمے کو شروع ہوتے ہی روک دے کیونکہ ندی بن جائے گی تو روکا نہ جا سکے گا۔ جو بات بھرے مجمع میں نہیں کہی جا سکتی وہ تنہائی میں بھی نہ کہنی چاہئے۔"

12- کمزور دشمن اگر قابو آ جائے اور دوستی ظاہر کرنا شروع کر دے تو اس کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ طاقتور دشمن بننا چاہتا ہے اور لوگ تو کہتے ہیں کہ دوستوں کی دوستی پر بھی کوئی بھروسہ نہیں' تو پھر دشمن کی خوشامد سے کیا ملے گا' جو چھوٹے دشمن کی پرواہ نہ کرے وہ ایسے ہی ہے جیسے معمولی آگ کو بغیر نگرانی کے چھوڑ دینے والا۔

ترجمہ اشعار: "اگر (تو آگ) بجھا سکتا ہے تو آج بجھا دے ورنہ بلند ہو کر پورے جہاں کو جلا دے گی۔"

دشمن کو کمان پر چلہ چڑھانے کا موقع نہ دے ورنہ تجھ سے پہلے وہ تیر چلا کر تیرا کام تمام کر دے گا۔

13- دو دشمنوں کے درمیان ایسی بات کہو کہ اگر وہ دونوں دوست ہو جائیں تو تمہیں شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

ترجمہ اشعار: "دو افراد کے درمیان لڑائی آگ ہے اور چغل خور بدنصیب اس پہ تیل ڈالنے والا ہے۔ وہ دونوں دشمنی ختم کر دیں تو یہ بدبخت شرمندہ ہو جاتا ہے۔ دو افراد میں دشمنی کی آگ بھڑکانا اور اس میں خود جل مرنا عقل مندی نہیں ہے۔"

دوست کے ساتھ بھی بات آہستہ کر کہیں خونخوار دشمن نہ سن لے دیوار کے پیچھے بھی بات کرتے وقت ہوشیار رہ، ہو سکتا ہے کہ دوسری طرف کوئی کان لگا کر سن رہا ہو۔

14- دشمنوں سے صلح کرنے والا اپنے ہی دوستوں کو تنگ کرنا چاہتا ہے (دشمن کی طرف سے جب اس کو تکلیف پہنچے گی تو اس کے دوست بھی پریشان ہوں گے یا یہ کہ دشمنوں سے ملنے پر دوستوں کو دکھ پہنچے گا۔

ترجمہ شعر: ''اے عقل والے اس دوست کو بھی چھوڑ دے جو تیرے دشمنوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے۔''

15- جب تو کسی کام کے کرنے میں شش و پنج کے اندر پڑ جائے تو ایسی سوچ و بچار کر کہ بغیر تکلیف اٹھائے کام کر گزرے۔

ترجمہ شعر: ''لوگوں کے ساتھ نرمی کے ساتھ بات کر و اور صلح کرنے والے کے ساتھ لڑائی نہ کر۔''

جب ساری تدبیریں ناکام ہو جائیں

16- اگر پیسے سے کام ہو جاتا ہو تو جان کو خطرے میں نہ ڈال' عربوں نے کہا ہے کہ'' آخری تدبیر تلوار ہے''۔

ترجمہ شعر: ''جب ساری تدبیریں ناکام ہو جائیں تو تلوار پکڑنے میں حرج نہیں ہے۔''

17- دشمن کو عاجز دیکھ کر اس پر ترس نہ کر کہ اس کا بس چلے گا تو تمہیں کبھی نہ چھوڑے گا۔

ترجمہ شعر: ''دشمن کو کمزور دیکھ کر مونچھوں کو بل نہ دے کیونکہ ہر ہڈی میں گودا اور ہر لباس میں مرد ہوتا ہے۔''

18- کسی برے کو مارنے والا مخلوق کو اس کی ایذا سے اور اس کو اللہ کے عذاب سے بچا لیتا ہے۔

ترجمہ شعر: ''اگرچہ معاف کرنا اچھا ہے لیکن لوگوں کو ستانے والے کے زخم پہ مرہم نہ رکھ۔ جس نے سانپ پر ترس کھایا اس نے یہ کیوں نہ سمجھا کہ وہ انسان پہ ظلم کر رہا ہے۔''

19- دشمن کی نصیحت سنی تو جا سکتی ہے لیکن اس پر عمل کرنا غلطی ہوگی اور اگر تو اس کا الٹ کرے گا تو اسی میں بہتری ہوگی۔

ترجمہ اشعار: ''دشمن اگر تجھے کوئی کام کہے تو ہرگز نہ کر ورنہ پچھتائے گا۔ اگر وہ تمہیں بالکل سیدھی راہ دکھائے تو اس پر نہ چل بلکہ دوسرا راستہ اختیار کر۔''

20- حد سے زیادہ غصہ لوگوں میں وحشت پیدا کرتا ہے اور بے موقع کی مہربانی رعب ختم کر دیتی ہے۔ لہٰذا نہ اتنی سختی کر کہ لوگ تجھ سے وحشت کرنے لگیں اور نہ اتنی نرمی کر کہ لوگ تجھ پر دلیر ہو جائیں۔

ترجمہ اشعار: ''سختی اور نرمی ملی جلی ہو تو اچھی ہے جیسا کہ جراح زخم بھی کرتا ہے اور مرہم بھی لگاتا ہے۔ عقل مند نہ زیادہ سختی کرتا ہے اور نہ ہی اتنی نرمی کہ اس کی قدر ہی گھٹ جائے۔ نہ ضامن اپنے آپ کو اونچا کرتا ہے اور نہ ہی یکدم اپنی ذلت پر راضی ہوتا ہے۔''

ایک بیٹے نے باپ سے کہا! مجھے کوئی نصیحت کیجئے' اس نے کہا! نرمی کر مگر اتنی بھی نہ کر کہ بھیڑیا تجھ پر دانت تیز کرنے لگے۔

دو شخص ملک کو برباد کر دیتے ہیں

21- دو شخص ملک اور دین کو برباد کر دیتے ہیں، ایک وہ بادشاہ جس میں حلم (بردباری) نہ ہو اور دوسرا وہ عابد جس میں علم نہ ہو۔

ترجمہ اشعار: ''خدا کرے وہ شخص کسی ملک کا بادشاہ نہ بنے جو اللہ کا نافرمان ہو۔ (جو خدا کی نہیں مانتا وہ خدا کے بندوں کی کیا مانے گا)۔''

22- بادشاہ کو دشمن پہ اتنا غصہ نہ کرنا چاہئے کہ دوستوں کو بھی اس پر بھروسہ نہ رہے کیونکہ غصہ کی آگ پہلے خود غصہ کرنے والے کو جلاتی ہے اس کے بعد ہو سکتا ہے کہ اسی کی لپیٹ دشمن تک پہنچے یا نہ پہنچے۔

ترجمہ اشعار: ''مٹی سے بنے ہوئے انسان کو نہ چاہئے کہ وہ اپنے سر میں غصہ اور تکبر رکھے۔ اگر تو زیادہ سرکشی کرے گا تو میں نہیں سمجھتا کہ تو خاک سے بنا ہے یا آگ سے۔ بیلقان (ایران کا ایک شہر) میں میں نے ایک عبادت گزار کو کہا کہ میری تربیت کر کے مجھے جہالت سے پاک فرمائیں۔ انہوں نے فرمایا! جا مٹی کی طرح برباد ہو جا یا پھر جو کچھ تو نے پڑھا ہے اس کو مٹی میں دفن کر دے۔''

23- بری عادت والا ایک ایسے دشمن کے ہاتھوں میں قید ہے کہ جہاں بھی جائے گا اس کی قید سے رہائی نہیں پا سکے۔

ترجمہ اشعار: ''اگر بری عادت والا انسان مصیبت سے بچنے کیلئے آسمان پر بھی چلا جائے تو اپنی بری عادت کے ہاتھ ضرور مصیبت میں پھنسا رہے گا۔''

24- اگر دشمن کے لشکر میں اختلاف ہو جائے تو خوش ہو جا اور اگر وہ متحد ہو جائیں تو ڈر جا۔

ترجمہ اشعار: ''دشمن کو لڑتا دیکھ کر آرام سے دوست کے پاس بیٹھ جا' اور اگر دشمن یک زبان ہو جائیں تو کمان کھینچ لے اور پتھر جمع کر لے۔''

25- دشمن کی ساری تدابیر اگر ناکام ہو جائیں تو پھر وہ دوست کے روپ میں آئے گا اور ایسا کام کر جائے گا کہ کوئی دشمن بھی نہ کر سکے گا۔ سانپ کو دشمن کے ہاتھ میں ہی مار دے کیونکہ اس میں دو فائدے ہیں: (1) اگر سانپ مر گیا تو بھی ایک دشمن سے نجات مل گئی (2) اگر دشمن مر گیا تو دشمن سے تیری جان چھوٹی۔

ترجمہ شعر: ''لڑائی کے وقت کمزور دشمن سے بھی بچ کیونکہ جب اس کو اپنی جان کی پڑے گی تو شیر کا بھیجا بھی نکال لے گا۔''

تکلیف دہ خبر کو مت پھیلا

26- جو تکلیف دہ خبر تیرے علم میں آئے تو چپ رہ تا کہ کوئی دوسرا بیان کرے۔

ترجمہ شعر: ''اے بلبل بہار کے موسم کی خوشخبری لا بری خبر منحوس الو کیلئے رہنے دے۔''

27- بادشاہ کو کبھی کسی کی خیانت کی بات نہ بتا الا یہ کہ تجھے یقین ہو کہ مان لے گا ورنہ تیری اپنی خیر نہ ہوگی۔

ترجمہ اشعار: ''بات اس وقت کر جب تجھے پتہ ہو کہ اثر ہوگا۔ بولنے کی طاقت انسان کو کمال کے طور پر دی گئی ہے لہٰذا بے فائدہ بات کر کے اپنی قدر نہ گھٹا۔''

-28 جو شخص کسی خود رائے' ضدی اور متکبر کو نصیحت کرتا ہے وہ ابھی خود کسی نصیحت کرنے والے کا محتاج ہے۔

-29 دشمن کے دھوکے سے بچ اور تعریف کرنے والے سے غرور میں نہ آ کیونکہ اس نے مکر کا جال بچھایا ہے اور لالچ کا دامن پسارا ہے۔

-30 بے وقوف کو تعریف بہت اچھی لگتی ہے جس طرح کہ ذبح کئے گئے جانور کو نلی میں پھونک موٹا تازہ لگنے لگتا ہے۔

ترجمہ اشعار: ''تعریف کرنے والے کی باتوں سے خوش نہ ہو وہ تجھ سے کوئی فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اگر تو کسی دن اس کا مقصد پورا نہیں کرے گا تو تیرے دو سو عیب بیان کر دے گا۔''

اصلاح کب ہوتی ہے؟

-31 جب تک بات کرنے والے کا عیب نہ پکڑا جائے اس وقت تک اس کی اصلاح نہیں ہوتی۔

ترجمہ اشعار: ''اپنی تقدیر کی خوبی پر غرور نہ کر۔ کیونکہ تعریف کرنے والا ناواقف ہے اور تو مغرور ہے (کیا یہ خوشی کا مقام ہے کہ پریشانی کا)''

-32 ہر شخص کو اپنی عقل کامل اور اپنا بچہ حسین وجمیل معلوم ہوتا ہے۔

ترجمہ اشعار: ''ایک یہودی اور ایک مسلمان کا آپس میں مناظرہ ہو گیا اور ان کی گفتگو سن کر میں ہنس پڑا۔ مسلمان نے غصہ میں آ کر کہا! یا اللہ اگر میری بات غلط ہو تو مجھے یہودی کر کے مارنا' یہودی نے کہا مجھے تورات کی قسم ہے اگر میں غلط ہوں تو مسلمان ہو کر مروں، اگر دنیا سے عقل ختم بھی کر دی جائے تب بھی کوئی نہ کہے گا کہ میں بے عقل ہوں۔''

-33 دس بندے تو ایک دستر خوان پر اکٹھے بیٹھ کر کھالیں گے مگر دو کتے ایک مردار کو مل کر نہیں کھا سکتے' لالچی کو پوری دنیا بھی تھوڑی ہے اور قناعت کرنے والے کو ایک روٹی بھی کافی ہے' عقل مندوں نے کہا ہے ''قناعت کی فقیری سرمائے کی (حرص کی) مالداری سے بہتر ہے۔

ترجمہ اشعار: ''تنگ آنت تو ایک سوکھی روٹی سے بھی بھر جائے گی اور لالچی کی آنکھ کو ساری دنیا کی نعمتیں بھی نہیں بھر سکتیں۔ میرے باپ نے مجھے مرتے وقت نصیحت کی کہ شہوت کی آگ میں مبتلا ہو کر اپنے اوپر دوزخ کی آگ تیز نہ کر۔ تیرے اندر اس آگ میں جلنے کی طاقت نہیں ہے۔ لہٰذا آج ہی اس آگ پر

صبر کا پانی چھڑک دے۔''

-34 جو قدرت ہونے کے باوجود بھلائی نہیں کرتا وہ قدرت نہ ہونے کے وقت ضرور سختی اٹھائے گا۔

ترجمہ شعر: ''سب سے بڑا بدنصیب وہ ہے جو لوگوں کو ستاتا ہے کیونکہ جب اس پر مصیبت آئے گی تو اس کا کوئی دوست نہ ہوگا۔''

-35 جو چیز جلد حاصل ہو جائے وہ زیادہ دیر نہیں رہتی۔

ترجمہ اشعار: ''سنا ہے کہ مشرق کی مٹی سے چالیس سال میں چینی کا پیالا بنتا ہے اور مردشت (ایک شہر ہے) میں ایک دن کے اندر سو بنا لیتے ہیں اور اس کی قیمت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ مرغی کا بچہ انڈے سے نکلتا ہی روزی تلاش کرنے لگتا ہے جب کہ آدمی کے بچے کو اس وقت ہوش ہی نہیں ہوتی۔ جو فوراً ہی چالاکیاں کرنے لگا وہ کچھ نہ بن سکا اور انسان کا بچہ خودداری اور بزرگی میں نمبر لے گیا۔ کانچ تو ہر جگہ سے مل جاتی ہے اس لئے اس کی کوئی قدر نہیں اور ہیرا مشکل سے ملتا ہے اس لئے پیارا لگتا ہے۔''

صبر اور جلد بازی

-36 صبر سے بہت سے کام ہو جاتے ہیں اور جلدی کرنے والا منہ کے بل گر جاتا ہے۔

ترجمہ اشعار: ''میں نے خود دیکھا کہ جنگل میں آہستہ چلنے والا دوڑنے والوں سے آگے نکل گیا۔ تیز چلنے والا گھوڑا تھک جاتا ہے جب کہ اونٹ چلتا رہتا ہے۔''

-37 بے وقوف اگر چپ رہے تو اس کیلئے بہت بہتر ہے اگر اس کو اس کی افادیت کا پتہ چل جائے تو کوئی بھی اس کو بے وقوف نہ سمجھے گا۔

ترجمہ اشعار: ''اگر تیرے پاس کوئی فضیلت نہیں تو زبان کو کنٹرول میں رکھ آدمی کو زبان ہی ذلیل کراتی ہے اور جس اخروٹ میں گری نہ ہو اس کو اس کا ہلکا پن رسوا کرا دیتا ہے۔''

ایک بے وقوف ایک گدھے کو دن رات پڑھاتا رہتا تھا ایک عقل مند نے دیکھ کر کہا! اے نادان اس فضول کوشش میں لوگوں کی ملامت سے ڈر۔ اگر گدھا تجھ سے بولنا نہیں سیکھ رہا تو تو اس سے چپ رہنا ہی سیکھ لے۔ جو سوچ کر جواب نہیں دیتا وہ اکثر غلط ہی بولتا ہے یا عقل مندوں کی طرح سوچ کر اچھی بات کر یا پھر چوپایوں کی طرح چپ رہ۔

-38 جو کسی اپنے سے بڑے عالم کے ساتھ اس لئے بحث کرتا ہے کہ لوگ اسے عالم سمجھ لیں تو وہ جان لے کہ لوگ اس کو بے وقوف سمجھتے ہیں۔

ترجمہ اشعار: ''جب کوئی بڑا آدمی بات کر رہا ہو تو اگر تو اس سے بہتر بھی جانتا ہے تو اعتراض نہ کر۔''

39- جو بری صحبت میں بیٹھتا ہے اس کی سوچ کبھی اچھی نہیں ہو سکتی۔

ترجمہ اشعار: ''اگر فرشتہ بھی شیطان کے ساتھ بیٹھنا شروع کر دے تو وحشت' خیانت اور دھوکہ سیکھ لے گا۔ بروں سے برائی کے علاوہ کچھ نہ ملے گا کیونکہ بھیڑیا کھال نہیں سی سکے گا۔''

40- لوگوں کے پوشیدہ عیب ظاہر کرنے سے تو اگر ان کو ذلیل کریگا تو خود بھی بے اعتماد ہو جائے گا۔

المؤمن القوی خیر من المؤمن الضعیف

41- ناتوان و کمزور جسم والا عبادت نہیں کر سکتا اور گری (گودا) نہ ہو تو چھلکا کس کام کا؟ ضروری نہیں جو زیادہ لڑاکا ہو وہ معاملہ فہم بھی اچھا ہو۔

ترجمہ شعر: ''چادر میں چھپے ہوئے اچھے قدر والوں سے چادر ہٹاؤ تو ہو سکتا ہے نامعلوم ہوں۔''

42- اگر سال کی تمام راتیں شب قدر بنا دی جائیں تو شب قدر کی پھر کوئی قدر نہ ہوگی۔

ترجمہ شعر: ''اگر تمام پتھر بدخشاں کے لعل ہوتے تو پھر لعل اور پتھر کی قیمت برابر ہوتی۔''

43- ضروری نہیں جس کی شکل اچھی ہو اس کی عادت بھی اچھی ہو کیونکہ معاملہ کا تعلق ظاہر سے نہیں باطن سے ہے۔

ترجمہ اشعار: ''انسان کے علم کا درجہ اس کے اخلاق و عادات سے ایک دن میں معلوم ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کے باطن میں کیا ہے؟ اس سے کبھی غافل نہ ہو کیونکہ نفس کی خباثتوں کا سالوں تک پتہ نہیں چل سکتا۔''

44- بڑوں سے لڑنے والا خود اپنے ہاتھوں سے اپنا خون کرتا ہے۔

ترجمہ اشعار: ''جب تو اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے تو یہ بات سچ ہوئی ناں کہ بھینگا ایک کے دو دیکھتا ہے۔ اگر تو مینڈھے سے ٹکر لڑائے گا تو جلدی ہی اپنا سر پھٹا ہوا پائے گا۔''

45- شیر سے پنجہ لڑانا اور ننگی تلوار پہ مکا مارنا عقل مندوں کا کام نہیں۔

ترجمہ شعر: ''مست کے ساتھ لڑائی اور زور مت کر' پہلوان سامنے آئے تو ہاتھ بغل میں دبا لے۔''

حصہ بقدرِ جثہ

46- جو کمزور ہو کر طاقتور کے مقابلے میں قوت دکھائے گا وہ اپنی ہلاکت میں دشمن کا دوست قرار پائے گا۔

ترجمہ اشعار: ''سایوں میں پلنے والے میں طاقت کہاں کہ بہادروں کے ساتھ لڑنے جائے۔ کمزور بازو والا اپنی بے وقوفی سے ہی لوہے جیسے پنجے والے سے پنجہ لڑاتا ہے۔''

47- جو نصیحت کی بات نہیں سنتا وہ ضرور ملامت سنے گا۔

ترجمہ شعر: ''جب نصیحت تیرے کان میں نہیں پڑتی پھر اگر میں تجھے جھڑک کر کچھ کہوں تو چپ رہ۔''

48- جو خود بے کمال ہوتے ہیں وہ کمال والوں کو برداشت بھی نہیں کرتے جیسے کہ آوارہ کتے شکاری کتوں پر بھونکتے بھی ہیں اور سامنے بھی نہیں آتے۔ مطلب یہ ہے کہ جب کمینے کے اپنے پاس ہنر نہیں ہے تو وہ ہنر والوں کی عیب جوئی شروع کر دیتا ہے تاکہ لوگ میری طرح اس کو بھی ذلیل سمجھیں۔ (یا کہیں میری عزت کرنا نہ چھوڑ دیں اور اس کی طرح رجوع کر لیں)

ترجمہ اشعار: ''جو حاسد مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا نہ کرے تو کیا کرے کیوں کہ مقابلہ کرنے میں تو گونگا ہو جائے گا۔ اس لئے پس پشت ہی اپنا غبار نکالتا رہتا ہے۔''

49- اگر پیٹ کا دھندا نہ ہوتا تو کوئی پرندہ جال میں نہ پھنستا بلکہ شکاری جال بچھاتا ہی نہ۔

ترجمہ شعر: ''پیٹ ہاتھ کی ہتھکڑی اور پاؤں کی بیڑی ہے، پیٹ کا پجاری خدا کو کم پوجتا ہے۔''

50- عقل مند دیر سے کھاتے ہیں' عبادت گزار آدھا پیٹ بھرتے ہیں اور پرہیز گار صرف اتنا کہ جس سے جان بچی رہے۔ جب کہ نوجوان تب تک کھاتا رہتا ہے جب تک کہ دستر خوان نہ اٹھا لیا جائے اور بوڑھا پسینہ آنے تک کھاتا رہتا ہے اور قلندر اس قدر کھاتا ہے کہ معدے میں سانس لینے کی گنجائش بھی نہیں رہتی اور دستر خوان پر کھانے کا لقمہ نہیں رہتا۔

ترجمہ شعر: ''پیٹ پرست کی دو راتوں کی نیند حرام ہو جاتی ہے ایک رات تو معدہ بھاری ہونے کی وجہ سے اور دوسری رات بھوک کی وجہ سے۔''

عورتوں کے ساتھ مشورہ اور ڈاکوؤں پر سخاوت کرنا

51- عورتوں کے ساتھ صلاح مشورہ کرنا بربادی ہے اور فسادیوں پر سخاوت کرنا گناہ ہے۔

ترجمہ شعر: ''تیز دانتوں والے بھیڑیئے پر ترس کھانا بکریوں کی جان پر ظلم ہے۔''

52- دشمن سامنے ہو پھر اس کو اسی وقت نہ مارے گا تو تو خود اپنا دشمن ہو گا۔

ترجمہ شعر: ''ایک پتھر پہ سانپ بیٹھا ہو اور دوسرا پتھر تیرے ہاتھ میں ہو پھر سوچتے رہنا اور اس کو نہ مارنا بے وقوفی نہیں تو کیا ہے؟''

ایک گروہ نے اس کا الٹ سمجھا اور کہاں قیدیوں کو جلد بازی میں قتل نہ کیا جائے۔ کیونکہ اختیار میں ہے

ماردو یا چھوڑ دو' اگر جلد بازی میں بغیر سوچ وبچار کے مارڈالا گیا تو ہوسکتا ہے کوئی ایسا نقصان ہو جائے کہ اس کا پورا ہونا ناممکن ہو۔

ترجمہ اشعار: ''زندہ کو مارنا تو آسان ہے مرے ہوئے کو زندہ کرنا مشکل ہے۔''

تیرانداز اگر صبر کرے تو یہی عقل کا تقاضا ہے کیونکہ تیر کمان سے نکل گیا تو واپس نہیں آسکتا۔

53- جو عقل مند جاہلوں سے لڑتا ہے اس کی عزت جاتی رہتی ہے اور اگر کوئی جاہل چرب زبانی سے کسی عقل مند پہ غالب آجائے تو کوئی تعجب نہیں' اس کو پتھر سمجھ جس نے موتی کو توڑ دیا ہے۔

ترجمہ اشعار: ''وہ بلبل جو کوے کے ساتھ ایک پنجرے میں بند ہے تعجب نہیں اگر سانس گھٹنے سے مرجائے۔ اگر کوئی باکمال شخص کسی آوارہ سے تکلیف اٹھائے تو ہرگز پریشان ہونے اور غصے میں آنے کی ضرورت نہیں۔ گندا پتھر سونے کا پیالہ توڑ دے تو پتھر کی قیمت اس سے بڑھ نہ سکے گی اور سونے کی قیمت گھٹ نہ سکے گی۔''

54- اگر کوئی عقل مند جاہلوں کے مجمعے میں بات نہ کر سکے تو کوئی تعجب نہیں' کیونکہ سارنگی کی آواز ڈھول کی آواز میں دب جاتی ہے اور عنبر کی خوشبو پہ لہسن کی بدبو غالب آجاتی ہے۔

ترجمہ اشعار: ''بلند آواز بے وقوف تکبر سے خوش ہو رہا ہے کہ میں نے عقل مند کو بے شرمی سے دبالیا ہے' وہ یہ نہیں جانتا کہ حجازی نغمہ غازی کے ڈھول کی آواز میں دب جاتا ہے۔''

55- موتی اگر کیچڑ میں پھنس جائے تو بھی اس کے قیمتی ہونے میں شک نہیں ہے اور گرد وغبار آسمان پر بھی چڑھ جائے تو بھی اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ صلاحیت ہو مگر تربیت نہ ہو تو قابل افسوس بات ہے اور تربیت بغیر صلاحیت کے بے فائدہ اور وقت کا ضیاع ہے۔ راکھ آگ سے تعلق ہونے کی وجہ سے نسبت تو بلند رکھتی ہے لیکن چونکہ اس میں ذاتی کمال کوئی نہیں ہے اس لئے خاک کے برابر ہے جب کہ شکر کی قیمت اس کے گنے کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ خصوصیت اس کی ذات میں ہے۔

ترجمہ اشعار: ''چونکہ کنعان (نوح علیہ السلام کے بیٹے) کی طبیعت بے ہنر تھی اس لئے پیغمبر کی اولاد ہو کر بھی اس کا مقام نہ بڑھ سکا۔ اگر تیرے پاس کوئی کمال ہے تو نسبت بتانے کی ضرورت نہیں' اس لئے کہ پھول کانٹے سے پیدا ہوا ہے اور ابراہیم علیہ السلام نے آزر (بت تراش وبت فروش) کے ہاں تربیت پائی ہے۔''

مشک آنست کہ خود ببوید......

56- مشک وہ ہے جو خود بخود خوشبو دے نہ کہ خوشبو والا بتائے کہ مشک ہے' عقل مند کی مثال عطر والے کے ڈبے جیسی ہے جو اگرچہ خاموش رہتا ہے مگر اپنا کمال ظاہر کرنے والا ہوتا ہے اور بے وقوف بازی گر کے ڈھول کی طرح ہے جو آواز بلند رکھتا ہے مگر اندر سے خالی ہے۔

ترجمہ اشعار: ''عالم جاہلوں کے درمیان کیسا ہے؟ سچے لوگوں نے اس کی ایک مثال دی ہے کہ جیسے اندھوں میں معشوق بیٹھا ہو یا بے دینوں کے عبادت خانے میں ایک قرآن رکھا ہو۔''

57- ایک دوست کو تمام عمر میں اگر حاصل کیا ہے تو مناسب نہیں ہے کہ ایک لمحے میں اس کو ضائع کر دیا جائے۔

58- قوت کے بغیر رائے مکر و فریب ہے اور قوت رائے کے بغیر جہالت اور جنون ہے۔

ترجمہ شعر: ''پہلے تمیز' تدبیر اور عقل چاہئے پھر ملک' کیونکہ بے وقوف کا ملک اور دولت خدا سے لڑنے کے ہتھیار ہیں۔''

59- عقل نفس کے ہاتھ میں ایسی گرفتار ہے جیسا کہ عاجز مرد مکار عورت کے ہاتھ میں خوشی کا دروازہ اس گھر پر بند سمجھ جس گھر سے عورت کی آواز بلند ہو۔ یعنی جس گھر سے عورت کے زور زور سے بولنے کی وجہ سے آواز باہر آئے اس گھر میں ایسی نحوست پھیلتی ہے کہ غم ہی غم ان گھر کا مقدر ہوں گے' خوشی کی امید نہیں ہے۔

ترجمہ شعر: ''پتھر کئی سالوں بعد لعل بنتا ہے' خبردار اس کو یک دم پتھر مار کر توڑ نہ دینا۔''

60- جو سخی خود کھائے اور دوسروں کو کھلائے وہ اس عبادت گزار سے کہیں بہتر ہے جو گھر میں لے جائے اور جمع کرتا جائے۔

من عرف نفسه فقد عرف ربه

61- جو شخص لوگوں میں مقبولیت حاصل کرنے کیلئے جائز خواہشات کو چھوڑ دیتا ہے وہ جائز خواہش سے ناجائز میں جا پڑتا ہے۔

ترجمہ شعر: ''جو عبادت گزار خدا کی عبادت کیلئے گوشہ تنہائی میں نہیں بیٹھتا۔ اس کا دل زنگ آلود شیشے کی طرح ہے وہ بے چارہ زنگ آلود آئینے میں کیا دیکھے گا۔ یعنی بے معرفت دل کو مشاہدہ حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔''

62- تھوڑا تھوڑا مل کر بہت ہو جاتا ہے اور قطرہ قطرہ مل کر سیلاب بن جاتا ہے یعنی جس کے ہاتھوں میں قوت نہیں ہے وہ سنگریزے جمع کرتا رہتا ہے اور جیسے ہی موقع ملتا ہے دشمن کا سر کچل دیتا ہے۔

ترجمہ شعر: ''قطرہ قطرہ سے ملے تو نہر بنتی ہے نہر نہر سے ملے تو دریا ہو جاتا ہے تھوڑا تھوڑا مل کر بہت ہو جاتا ہے' دانہ دانہ جمع ہوتا ہے تو غلے کا ڈھیر بنتا ہے۔''

53- عالم کیلئے مناسب نہیں کہ عام آدمی کی بے وقوفی پر بردباری کرتے ہوئے خاموش ہو جائے اس طرح اپنی ہیبت کم کرے گا اور اس کی جہالت مضبوط ہو جائے گی (وہ کہے گا اگر میں نے غلط کہا ہوتا تو اتنے بڑے عالم نے مجھے منع کیوں نہیں کیا۔)

ترجمہ شعر: ''جب تو کمینے سے نرمی اور خوشی سے بات کرے گا تو اس کا تکبر بڑھ جائے گا۔''

64- گناہ جو بھی کرے برا ہے اور علماء سے تو بہت ہی برا ہے کیونکہ علم شیطان سے لڑنے کا ہتھیار ہے اور ہتھیار والا ہی جب گرفتار ہو جائے تو شرمندگی زیادہ ہوتی ہے۔

ترجمہ اشعار: ''جاہل، کم عقل، پریشان حال، اس عالم سے بہتر ہے جو عالم ہونے کے باوجود خدا کا نافرمان ہے

کیونکہ جاہل تو اندھا ہے اس لئے راستہ بھٹک گیا اور عالم دو آنکھیں ہونے کے باوجود کنوئیں میں گر گیا۔''

65- جان تو صرف ایک سانس کے سہارے پر ہے اور دنیا ایک وجود ہے جو دو عدموں کے درمیان ہے، دنیا لے کر دین سے ہاتھ دھو بیٹھنے والے گدھے ہیں کہ یوسف (علیہ السلام) کو بیچ کر بدلے میں کیا خرید رہے ہیں۔ قرآن مجید میں ''اے آدم کی اولاد کیا میں نے تم سے یہ عہد نہ لیا تھا کہ تم شیطان کی پوجا نہ کرو گے۔

ترجمہ شعر: ''دشمن کے کہنے پر ایسے دوست سے ناطہ توڑ رہا ہے۔ ذرا دیکھ تو سہی کس سے توڑ کر کس سے جوڑ رہا ہے۔''

بے نمازی کو قرض نہ دے

66- شیطان اللہ کے مخلص بندوں پر غالب نہیں آ سکتا اور بادشاہ کا مفلس رعایا پر قابو نہیں۔ بے نمازی کو کبھی قرض نہ دے اگرچہ فاقے سے اس کا منہ کھلا ہو کیونکہ جو خدا کا قرض (نماز) ادا نہیں کرتا اس کو تیرے قرض کی کیا پرواہ؟ آج تو بے نماز بوقت حاجت لوگوں سے بہت سارا قرض لے لے گا اور کل جب ادائیگی کا وقت آئے گا تو آگے سے گالیاں دے گا۔ (اگر یہ بے حیا نہ ہوتا تو خدا کی عبادت ہی کر لیتا لہٰذا اس سے یہی توقع ہے)۔

67- جس کی روٹی لوگ زندگی میں نہیں کھاتے وہ مر جائے تو اس کو گالیاں ہی دیتے ہیں، (یعنی اس کو لوگوں کی گالیاں کھانی پڑتی ہیں) انگور کی قدر تو بیوہ ہی جانتی ہے (جو محنت سے گرے پڑے انگور اٹھا کر لاتی ہے اور سخت بھوک میں خود بھی کھاتی ہے اور یتیم بچوں کو بھی کھلاتی ہے) خود مالک تو انگور کی لذت سے واقف ہی نہیں ہوتا، حضرت یوسف علیہ السلام جن کو قرآن میں صدیق فرمایا گیا جب قحط پڑا تو آپ پیٹ بھر کر کھانا نہ کھاتے تھے تا کہ بھوکوں کو نہ بھول جائیں۔

ترجمہ اشعار: ''ناز و نعمت میں پلنے والا کیا جانے کہ بھوکا بے چارہ کس حال میں ہے عاجزوں کا حال وہی جانتا ہے

جو اپنی مصیبتوں میں گرفتار ہو۔ اے تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر جانے والے ذرا ہوش کر لکڑہارے مسکین کا گدھا کیچڑ میں پھنسا ہوا ہے۔ فقیر ہمسائے کے گھر سے آگ نہ مانگ' سوراخوں سے نکلنے والا دھواں تو اس کی آہوں کا ہے۔''

68- درویش خستہ حال سے قحط کے زمانے میں نہ پوچھ کہ تو کیسا ہے مگر اس شرط پر کہ اس کے زخموں پہ مرہم بھی رکھ اور کچھ نقد بھی دے۔

ترجمہ اشعار: ''گدھے اور اس کے بوجھ کو جب کیچڑ میں پھنسا ہوا دیکھے تو دل میں ہی اس پر رحم کھالے اور اس کے قریب نہ جا اور اگر پاس جا کر ہی حال پوچھنا ہو تو پھر کمر کس لے اور جواں مردوں کی طرح اس کی دم پکڑ کر باہر نکال لے۔''

69- دو چیزیں عقل کے خلاف ہیں' قسمت کے رزق سے زیادہ کھانا اور مقررہ وقت سے پہلے مرنا یعنی وہ نہ ہو سکتا ہے نہ یہ ہو سکتا ہے۔

ترجمہ اشعار: ''ہزار آہ وزاری کر لو تقدیر نہیں بدل سکتی چاہے شکریہ ادا کرتے رہو یا شکوہ شکایت کرتے رہو۔ جس فرشتے کو ہوا پر مقرر کیا گیا ہے اس کو کیا پرواہ کسی بڑھیا کا چراغ بجھتا ہے تو بجھتا رہے۔''

70- اے روزی کے پیچھے بھاگنے والے اللہ پر بھروسہ کر وہ تجھے ضرور روزی دے گا اور اے موت سے بھاگنے والے مت بھاگ کیونکہ تو اس سے نہ بھاگ سکے گا۔

ترجمہ اشعار: ''تو چاہے روزی کی کوشش کر یا نہ کر اللہ تجھے ضرور دے گا۔ اور اگر تو کسی شیر یا تیندوے کے منہ میں بھی چلا جائے گا تو موت کے وقت سے پہلے وہ تجھے نہ کھا سکے گا۔''

بدکار مالدار اور فقیر نیکوکار

71- بدکار مالدار مٹی کے اس ڈھیلے کی طرح ہے جس پر سونے کی ملمع سازی کی گئی ہے اور نیک درویش خاک آلود معشوق کی طرح ہے یا یوں سمجھ کہ وہ مالدار فرعون کی موتیوں سے سجی ہوئی داڑھی ہے اور یہ فقیر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیوند لگی گدڑی ہے لیکن یہ یاد رکھ کہ نیکیوں کی سختی کا انجام خوشی اور کشادگی ہے اور بروں کی دولت کا انجام ذلت و پستی ہے۔

ترجمہ اشعار: ''مرتبے اور دولت والا اس مرتبے اور دولت سے کبھی کسی خستہ دل کی دلجوئی اور مدد نہیں کرے گا' اس سے کہہ دو کہ ایسی دولت اور مرتبہ قیامت کے دن پھر ہرگز تیرے کام نہ آئے گا۔''

72- حسد کرنے والا اللہ کی نعمت کے بارے میں بخل کرتا ہے کیونکہ ایک بے گناہ بندے کو اپنا دشمن سمجھتا ہے۔

ترجمہ اشعار: ''میں نے دیکھا کہ ایک کم عقل شخص ایک صاحب مرتبہ شخص کی برائی کر رہا تھا' میں نے اس کو کہا!

ارے بھائی: اگر تو بد بخت ہے تو اس میں اس نیک بخت بے چارے کا کیا قصور؟''

خبردار! حاسد کیلئے کوئی بددعا کرنے کی یا اس کیلئے کوئی مصیبت مانگنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ بدنصیب تو پہلے ہی (حسد کی) مصیبت میں مبتلا ہے۔ تجھے اس سے دشمنی کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اس کے پیچھے تو ایسا دشمن (حسد) لگا ہوا ہے کہ جس سے وہ بچ کر نہیں جا سکتا ہے۔

73- جس شاگرد کو استاد سے عقیدت نہ ہو وہ مفلس عاشق کی طرح ہے (وہ وصال یار سے محروم' یہ حصول علم سے محروم) جس مسافر کو راستہ کا پتہ نہ ہو وہ ایسے ہے جیسے پرندہ بغیر پروں کے۔ بے عمل عالم ایسے ہیں جیسے درخت بغیر پھل کے۔ بے علم عبادت گزار ایسے ہے جیسے گھر ہو بغیر دروازے کے' نزول قرآن کا مقصد اچھے اخلاق سیکھنا ہے نہ کہ صرف تلاوت کر لینا' جاہل عبادت گزار پیدل چلنے والے کی طرح ہے اور سست و کاہل عالم سویا ہوا سوار ہے۔ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے والا، متکبر عبادت گزار سے کہیں افضل ہے۔

ترجمہ شعر: ''نرم طبیعت والا سپاہی مخلوق کو ستانے والے عالم سے بہت بہتر ہے۔''

74- کسی عقل مند سے کسی نے سوال کیا ہے کہ بے عمل عالم کی کیا مثال ہے؟ اس نے جواب دیا: شہد کی مکھی جو شہد سے خالی ہو۔

ترجمہ شعر: ''بدمزاج اور بے مروت بھڑ سے کہہ دو کہ جب تو شہد نہیں بناتی تو ڈنگ کس لئے مارتی ہے؟''

75- بے مروت مرد عورت کی طرح ہے اور لالچی عبادت گزار تو ڈاکو ہے۔

ترجمہ اشعار: ''اے لوگوں میں عزت بنانے کی خاطر سفید کپڑے پہننے والے مکار! تو مخلوق کو دھوکہ دیتا ہے اور اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرتا ہے۔ اصل کام یہ ہے کہ دنیا سے ہاتھ کھینچ! آستین چاہے لمبی ہو چاہے چھوٹی۔''

دو شخص حسرت میں ہی مر جاتے ہیں

76- دو شخصوں کے دل سے حسرت کبھی نہیں نکلتی اور افسوس و رنج کا پاؤں کیچڑ سے نہیں نکلتا' ایک وہ تاجر کہ جس کی کشتی ہی ٹوٹ گئی ہو (اور سارا مال سمندر میں غرق ہو گیا) دوسرا وہ وارث کہ جو قلندروں (آوارہ لوگوں) کی صحبت میں بیٹھنا شروع کر دے (سارے مل کر اس کا مال کھا جائیں گے)۔

ترجمہ اشعار: ''اگر تو دولت اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا تو فقیروں کے نزدیک تیرا خون بہانا بھی جائز ہوگا۔ یا تو

تو نیلے کپڑے والوں (قلندروں، اوباشوں) کے ساتھ نہ جا اور اگر ان کے ساتھ جانا ہے تو اپنے گھر بار کو برباد سمجھ۔ یا ہاتھی والوں سے دوستی نہ کر یا پھر ہاتھی کے مطابق گھر بھی بڑا بنا۔''

77- بادشاہ کا دیا ہوا جوڑا قیمتی سہی لیکن اپنا پرانا لباس بھی کم قیمت کا نہیں۔ بڑے لوگوں کے طرح طرح کے کھانے کتنے ہی لذیذ کیوں نہ ہوں مگر فقیر کی جھولی کے ٹکڑے ان سے زیادہ مزیدار ہیں۔

ترجمہ اشعار: ''اپنی محنت مزدوری کی کمائی کا سرکہ اور ساگ پات' گاؤں کے سردار کی گوشت روٹی سے بہتر ہے۔ (اِس میں عزت اور خودداری ہے اور اُس میں ذلت ورسوائی ہے)۔''

78- جس بات کے بارے میں تو جانتا ہے کہ وہ ضرور تجھے معلوم ہو جائے گی' تو چپ رہ اور اس کے پوچھنے میں جلدی نہ کر کیونکہ ایسا کرنے سے تیری حکومت کے وقار اور رعب میں کمی آجائے گی۔

ترجمہ اشعار: ''جب حضرت لقمان نے دیکھا کہ داؤ علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہا موم ہو جاتا ہے تو ان سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہ محسوس کی (کہ کیا بنائیں گے) کیونکہ جانتے تھے کہ بغیر پوچھے ہی معلوم ہو جائے گا (کہ زرہ بنائیں گے)۔''

79- جو شخص بدوں کی صحبت اختیار کرے گا اگرچہ ان کی بری عادات نہ بھی اپنائے مگر بدنام تو ضرور ہو جائے گا (اور بد سے بدنام برا) جیسا کہ جو شخص شراب خانے میں جائے اگرچہ وہاں جا کر نماز پڑھتا رہے تو لوگ اس کو شرابی ہی کہیں گے۔

ترجمہ اشعار: ''اگر تو بے وقوفوں کی صحبت اختیار کرے گا تو اپنے اوپر ضرور نادانی کا عیب لگائے گا۔ میں نے عقل مندوں سے کہا! مجھے کوئی نصیحت کرو۔ انہوں نے فرمایا! نادانوں کے پاس نہ بیٹھ۔ اس لئے کہ اگر تو عقل مند ہے تو ان کی صحبت میں بیٹھنے سے لوگ تجھے گدھا کہیں گے اور اگر تو پہلے ہی بے وقوف ہے تو پرلے درجے کا احمق کہلائے گا۔''

80- اونٹ کا حلم و بردباری سب کو معلوم ہے کہ اگر ایک چھوٹا سا بچہ بھی اس کی مہار پکڑ لے تو سینکڑوں میل تک اس کو جدھر چاہے لے جائے وہ اس کی اطاعت سے گردن نہ پھیرے گا' لیکن اگر کوئی خطرناک جگہ سامنے آجائے جو ہلاکت کا سبب بن سکتا ہو اور بچہ اس کو اس جگہ اپنی ناسمجھی کی وجہ سے لے جانا چاہے تو اس کے ہاتھ سے مہار چھڑا لے گا اور کبھی بھی اس کی تابعداری نہ کرے گا' کیونکہ سختی کے موقع پر نرمی کرنا بری بات ہے عقلمند کہتے ہیں ''دشمن نرمی سے دوست نہیں بنتا بلکہ نرمی سے دشمن کی طمع اور زیادہ ہو جائے گی اور پہلے سے زیادہ دشمنی کرے گا۔

ترجمہ اشعار: ''جو تیرے ساتھ نرمی کرے تو اس کی خاک پا بن جا اور اگر مخالفت کرے تو اس کی آنکھوں میں خاک ڈال دے' سخت مزاج شخص سے نرمی اور لطف و کرم سے بات نہ کر کیونکہ جس لوہے پہ زنگ چڑھ جائے وہ ریتی کے بغیر صاف نہیں ہوتا۔''

دخل در معقولات کرنا

81- • جو دوسروں کی بات میں اس لئے بولتا ہے تا کہ اس کے مرتبے اور مقام کو جانیں کہ بڑا آدمی ہے' تو لوگ اس کی اس جہالت کی وجہ سے واقعی اس کو پہچان جاتے ہیں (کہ اگر کسی کام کا ہوتا تو دخل در معقولات نہ کرتا)۔

ترجمہ اشعار: ''عقل مند شخص اس وقت ہی بولتا ہے جب اس سے سوال کیا جائے گا لمبی چوڑی باتیں کرنے والا (گپاڑی۔ یاوہ گو) اگرچہ حق پر ہی ہو' لوگ اس کے دعوے کو جھوٹا اور ناممکن خیال کریں گے''۔

82- (حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میرے ایک پوشیدہ مقام پر زخم ہو گیا' میرے شیخ (حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ) مجھ سے روزانہ پوچھتے کہ زخم کیسا ہے؟ میں سمجھ گیا کہ جس جگہ زخم ہے اس کا نام لینے سے اس لئے پرہیز فرما رہے ہیں کہ ہر عضو کا نام لینا مناسب نہیں ہے اور عقل مندوں نے کہا ہے کہ جو شخص سوچ سمجھ کر بات نہیں کرتا وہ جواب ملنے پر ضرور پریشان ہوگا۔

ترجمہ اشعار: ''جب تک تو سو فیصد نہ جان لے کر بات سچی ہے اس وقت تک بات کہنے کیلئے منہ نہ کھول۔ اگرچہ کہنے سے تجھے پکڑے جانے کا خطرہ ہو تو پھر بھی یہ سچ اس جھوٹ سے بہتر ہے جو تجھے قید سے رہائی دلا دے۔''

الصدق ينجي والكذب يهلك۔

ترجمہ: ''سچ آخر کار نجات دلاتا ہے اور جھوٹ کا انجام ہلاکت ہے۔''

جھوٹ کے نقصانات

83- جھوٹ بولنا ''کاری ضرب'' کی طرح ہے کہ اگر زخم ٹھیک بھی ہو جائے تو نشان پھر بھی باقی رہے گا۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ایک جھوٹ گھڑا' پھر جھوٹ میں ایسے مشہور ہو گئے کہ ان کے سچ پر بھی اعتبار نہ رہا۔ (قرآن پاک میں ہے) ان کے والد (یعقوب علیہ السلام) نے ان کو فرمایا تمہارے نفسوں نے ایک اور جھوٹ گھڑا ہے۔ (یہ آپ نے اس وقت فرمایا جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس مصر میں روک لیا اور بھائیوں نے آ کر باپ کو بتایا کہ بنیامین کو روک لیا گیا ہے چونکہ اس سے پہلے آپ ان کا

ایک جھوٹ دیکھ چکے تھے اس لئے اب ان پر اعتبار نہ رہا اور ان کے سچ کو بھی جھوٹ سمجھا)۔

ترجمہ اشعار: ''سچا آدمی اگر کبھی غلط بات بھی کہہ دے تو لوگ اس کی غلطی کی طرف خاص توجہ نہیں کرتے اور اگر کوئی شخص جھوٹ میں مشہور ہو جائے تو پھر اس کی سچی بات پر بھی لوگوں کو یقین نہیں آتا۔''

اشرف المخلوقات (کائنات میں سب سے بہتر) تو انسان ہے اور تمام مخلوق میں سب سے زیادہ ذلیل کتے کو سمجھا جاتا ہے لیکن اس بات پر عقلمندوں کا اتفاق ہے کہ ناشکرے بندے سے مالک کا وفادار وحق شناس کتا بہتر ہے۔

ترجمہ اشعار: ''اگر کتے کو ایک لقمہ ڈال دیا جائے تو وہ اس کو ساری عمر نہ بھلائے گا اگرچہ اس کو سو پتھر مارے جائیں اور کمینے شخص پر ساری عمر بھی نوازشات کی جائیں تو ذرا سی بات پر اسی محسن کے ساتھ لڑنے مرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔''

-84 نفس پرور اور آرام طلب سے ہنر پروری (ہنر کا قدردان و کاسب علم و ہنر) نہیں ہو سکتی اور بے ہنر شخص سرداری کے قابل نہیں ہے۔

ترجمہ اشعار: ''بسیار خور (پیٹو) پر رحم نہ کر اس لئے کہ زیادہ کھانے والا ذلیل ہے (بسیار خوری کے سبب) اگر تو بیل کی طرح موٹا ہونا چاہتا ہے تو پھر گدھے کی طرح لوگوں کا ظلم ستم بھی سہنا پڑے گا (تاکہ تیرا نفس درست رہے)۔''

-85 انجیل میں لکھا ہے کہ اے آدم کے بیٹے اگر میں تجھے مال دوں تو تو مجھے چھوڑ کر مال کے ساتھ مشغول ہو جاتا ہے اور اگر تجھے غریب بنا دوں تو تو پریشان ہو کر بیٹھ جاتا ہے اب تو ہی بتا کہ میری یاد کی لذت تجھے کیسے حاصل ہوگی اور میری عبادت کی طرف کب آئے گا۔

ترجمہ اشعار: ''کبھی تو دولت میں مغرور و غافل ہے تو کبھی تنگ دستی میں پریشان و زخمی ہے۔ جب خوشی و غمی میں تیری یہ حالت ہے تو پھر خود کو چھوڑ کر عبادت کی طرف کب آئے گا؟''

تقدیر الٰہی کا کرشمہ

-86 تقدیر الٰہی ایک سے تو تخت چھین لیتی ہے اور ایک کو مچھلی کے پیٹ میں بھی خوشحال رکھتی ہے۔

ترجمہ شعر: ''تیرا ذکر جس کا غمخوار ہو جائے وہ ہر حال میں اچھا ہے۔ خواہ یونس علیہ السلام کی طرح بطن ماہی (مچھلی کے پیٹ) میں ہی رہے۔''

راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو جاں تیری دی ہوئی ہے لینے میں کیا گلہ ہے

87- اللہ تعالیٰ اگر قہر کی تلوار کھینچ لے تو انبیاء واولیاء کو بھی دم مارنے کی مجال نہ ہو اور اگر اللہ لطف وکرم کا اشارہ فرمادے تو بروں کو نیکوں کے مرتبہ پر پہنچادے۔

ترجمہ اشعار: ''اگر بروز قیامت اللہ تعالیٰ غصے سے خطاب فرمائے تو انبیاء کرام کیلئے بھی عذر خواہی کا موقع نہ رہے (اور اگر رحمت کا جلوہ دکھادے تو شیطان کو بھی رحمت کی امید پیدا ہو جائے) لہٰذا عرض کرو کہ لطف و کرم کے چہرے سے ہی پردہ اٹھا تا کہ فاسقوں فاجروں کو بھی بخشش کی امید ہو جائے۔''

88- جو دنیا کی تکالیف اٹھا کر اچھی راہ نہیں اپنائے گا وہ قیامت کے دن بھی عذاب میں ہوگا' ارشاد باری تعالیٰ ہے ''البتہ ہم ان سرکشوں کو اس دنیا کی سختیوں کا مزہ چکھا کر آخرت میں بڑے عذاب سے دوچار کریں گے۔

ترجمہ شعر: ''بزرگوں کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے نصیحت کرتے ہیں اس کے بعد سختی کرتے ہیں پھر بھی اگر کام نہ چلے تو قید بھی کر دیتے ہیں۔''

89- نیک بخت لوگ تو پہلے لوگوں کے حالات پڑھ سن کر ہی نصیحت وسبق حاصل کر لیتے ہیں قبل ازیں کہ بعد والے لوگ اس واقعہ کو مثال کے طور پر بیان کریں' جب کہ چور کا جب تک ہاتھ نہ کاٹا جائے گا وہ باز نہ آئے گا۔

ترجمہ اشعار: ''کوئی بھی پرندہ جب دوسرے پرندے کو جال میں پھنسا ہوا دیکھے گا تو کبھی دانے کی طرف نہیں بڑھے گا، تو دوسروں کی مصیبت سے سبق حاصل کرلے تا کہ تیرا حشر دیکھ کر دوسرے نصیحت حاصل نہ کریں۔''

90- جس کے گوش ارادت (دل کے کان) ہی اللہ نے بہرے کر دیئے ہوں (اور اس میں صلاحیت ہی نہ رکھی ہو) وہ کیا سنے گا کسی کی اور جس کو تقدیر الٰہی نیک بختی کی طرف کھینچ رہی ہو وہ کیسے بھلا نیکی کی طرف نہ جائے گا۔

ترجمہ اشعار: ''اللہ کے محبوبوں کی اندھیری رات بھی روشن دن کی طرح ہوتی ہے اور یہ سعادت زور بازو سے نہیں بلکہ اللہ کی عطا سے ملتی ہے۔''

ترجمہ رباعی: ''تیری فریاد کس سے کی جائے کہ تیرے سوا کوئی ہے ہی نہیں۔ تیرے ہاتھ سے اونچا کوئی ہاتھ ہی نہیں' جس کو تو ہدایت دے دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو تو گمراہ کر دے اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔''

گدا بہتر کہ بادشاہ؟

91- جس غریب کا ایمان پر خاتمہ ہو جائے اور آخرت بہتر ہو جائے وہ اس بادشاہ سے کہیں بہتر ہے جس کا انجام اچھا نہ ہو۔

ترجمہ اشعار: ''جس غم کے بعد تجھے خوشی ملے وہ غم اس خوشی سے اچھا ہے' جس خوشی کے بعد تجھے غم دیکھنا پڑے۔''

-92 ذرا دیکھو تو سہی کہ آسمان زمین پہ رحمت کی بارش نچھاور کرتا ہے اور زمین کی طرف سے آسمان کو گرد و غبار ملتا ہے سچ ہی فرمایا گیا ہے "برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔"

ترجمہ شعر: "اگر تجھے میری عادت بری لگتی ہے تو تو اپنی اچھی عادت سنبھال کے رکھ۔ (میری بری عادت نہ دیکھ' اپنی اچھی عادت کے مطابق لوگوں سے نیکی کرتا رہ)۔"

-93 اللہ تعالیٰ بندے کی تمام برائیوں کو جاننے کے باوجود بھی پردہ پوشی فرماتا ہے اور ہمسایہ کوئی جرم دیکھتا بھی نہیں اور شور مچانا شروع کر دیتا ہے۔

ترجمہ شعر: "خدا کی پناہ! اگر مخلوق غیب دان ہوتی تو کوئی بھی دنیا میں سکون سے نہ رہ سکتا:

اک گناہ میرا ماں پیو ویکھے تے دیوے دیس نکالا
سو گناہ میرا مولیٰ ویکھے تے پردے پاون والا

-94 سونا کان سے ہی نکلتا ہے مگر کب؟ کان کنی (کھدائی) کے بعد اور پیسہ بخیل کے ہاتھ سے بھی نکلتا تو ہے لیکن کب؟ جان کنی (جان نکلنے) کے بعد۔

ترجمہ اشعار: "کمینے لوگ کھاتے نہیں صرف حفاظت کرتے ہیں اور یہ کہہ کر خوش ہو لیتے ہیں کہ کھانے کی تمنا میں (مرتے رہنا) کھانے سے بہتر ہے۔ ایک دن تو ضرور دیکھے گا، کہ کمینے کے دشمنوں کی خواہش کے مطابق' سونا چاندی اور مال دھرا ہوا ہے اور کمینہ (متمنّی طعام) پاس ہی مرا ہوا ہے۔"

-95 جو کمزور اور مظلوموں پہ رحم نہیں کرتا وہ خود ایک دن ظالموں کے ظلم کا نشانہ بن جاتا ہے۔

ترجمہ اشعار: "طاقت والے بازو کو نہ چاہئے کہ کمزوروں اور عاجزوں کا بازو توڑ دے کمزوروں کا دل نہ دکھا ورنہ تو بھی کسی طاقتور کے قابو آ جائے گا۔"

عقل مند کی ایک نشانی

-96 عقل مند شخص کی ایک نشانی یہ ہے کہ جہاں لڑائی جھگڑا شروع ہو جائے تو اس سے بچتا ہے اور کنارے پہ ہو جاتا ہے اور جب صلح صفائی دیکھتا ہے تو ٹھہر جاتا ہے' کیونکہ وہاں سلامتی کنارے میں تھی اور یہاں مزہ درمیان میں ہے۔

-97 جواری تو تین اور چھکا چاہتا ہے (بازی جیتنے کا پانسہ) جب کہ تین اور ایک (بازی ہارنے کا حال) یعنی تین کانے پڑتے ہیں (جس سے وہ بازی ہار جاتا ہے۔)

ترجمہ شعر: "چراگاہ اگرچہ میدان سے ہزار درجہ بہتر ہے' لیکن گھوڑے کی لگام تو دوسرے کے ہاتھ میں ہے۔ (اگر گھوڑے کو اختیار ہوتا تو چراگاہ میں چرنا چھوڑ کر خشک میدان میں کیوں بھاگتا پھرتا)"

98- بادشاہوں کو وہی مرد حق نصیحت کرے گا جس کو اپنی جان کی پرواہ نہ ہو اور دنیا کی دولت کا لالچ نہ ہو۔

ترجمہ اشعار: ''ایک اللہ سے ڈرنے والا (موحد) وہ ہے کہ اس کے قدموں میں سونے کا انبار ہو یا اس کی گردن پہ چمکتی تلوار ہو، نہ اِس کو اس کا لالچ ہو اور نہ اُس کا ڈر ہو۔ بس اسی پر توحید کی بنیاد ہے:

چوں می گویم مسلمانم لرزم　　　　که دانم مشکلات لااله را

(اقبال)

ترجمہ: ''جب میں اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہوں تو ایک بار لرز جاتا ہوں کیونکہ مجھے پتہ ہے مسلمان بننا کتنا مشکل ہے اور کلمہ پڑھنے کے بعد کتنی بھاری ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانا ہے۔''

99- بادشاہ کی ذمہ داری ہے کہ ظالموں کو ظلم سے روکے' کوتوال کا کام ہے کہ قاتلوں خونخواروں کا قلع قمع کرے' قاضی جیب کتروں اور مفسدوں کی اصلاح کرے یہ اسی لئے ضروری ہے کہ جب دو آدمی ایک بات پر رضا مند ہو جائیں تو قاضی کے پاس نہ جائیں (یہی فیصلہ کافی ہے)۔

ترجمہ اشعار: ''اگر تو کسی کا حق اپنے اوپر مانتا ہے تو دل تنگ ہو کر ادا کرنے سے بہتر ہے کہ خوشی سے ادا کر دے۔ کیونکہ جو شخص خوشی سے خراج یا سرکاری محصول ادا نہیں کرتا اس سے پھر زبردستی محصول لیا جاتا ہے اور ساتھ جرمانہ بھی۔''

100- سب لوگوں کے دانت کھٹی اور ترش چیز سے کند (کھٹے) ہوتے ہیں مگر قاضیوں (ججوں) کے دانت میٹھی چیز (رشوت) سے کھٹے ہوتے ہیں۔ (ان لوگوں کی سختی اور انصاف پسندی رشوت سے جاتی رہتی ہے)۔

ترجمہ شعر: ''قاضی رشوت میں ایک ککڑی لے کر تیرے لئے سو کھیت خربوزے کے ثابت کر دے گا۔ (یعنی رشوت لے کر تیرے لئے بہت سے غیروں کے حقوق ثابت کر دے گا)۔''

وقت پیری گرگ ظالم می شود پرہیز گار

101- بوڑھی رنڈی اگر بڑھاپے میں بدکاری سے اور برخاست شدہ پولیس افسر ظلم سے توبہ نہ کرے تو اور کیا کرے۔ (کیونکہ اب تو یہ دونوں ایسا کر ہی نہیں سکتے)۔

ترجمہ اشعار: ''جوان نیک مرد راہ خدا کا شیر مرد ہے نہ کہ وہ بوڑھا جو گوشے سے (بڑھاپے کی وجہ سے) اٹھ ہی نہیں سکتا۔ مضبوط اعضاء والے جوان کو چاہئے کہ نفسانی خواہشات سے بچے' بوڑھا بیچارہ تو اس قابل ہی نہیں ہے۔''

102- دو شخص مرجاتے ہیں اور حسرت ساتھ لے جاتے ہیں ایک وہ جس نے ساری عمر کما کر جمع کیا اور نہ کھایا' دوسرا وہ عالم جس نے وہ علم پر عمل نہ کیا۔

شعر اشعار: ''کسی نے کبھی نہ دیکھا ہوگا کہ فاضل بخیل کی عیب گوئی میں کسی نے زبان بند کی ہو اور سخی میں اگر دو سو عیب بھی ہوں تو سخاوت اس کے تمام عیبوں کو چھپا لیتی ہے۔''

103- جس شخص نے علم کو سیکھا لیکن عمل نہ کیا وہ اس شخص کی طرح ہے جو ہل چلاتا رہا لیکن بیج نہ بویا:

اے میر سچ مثل ہے کہ عالم جو بے عمل گویا کہ اک گدھا ہے کتب سے لدا ہوا

ترجمہ اشعار: ''ہم نے تو نصیحت کا فریضہ سرانجام دے دیا ہے اور اپنی زندگی کا نچوڑ حکایات و حکمتوں کی شکل میں لکھ کر تیرے حوالے کر دیا ہے۔ ان نصیحت بھری باتوں کو کوئی قبول کرتا ہے یا نہیں کرتا' یہ اس کی قسمت، قاصدوں کا کام تو صرف پیغام پہنچا دینا ہوتا ہے۔ رسولوں نے بھی یہی فرمایا (وما علینا الا البلاغ المبین) ''ہمارے اوپر تو وضاحت سے بات پہنچا دینی لازم ہے۔

اب جس کے دل میں آئے پائے وہ روشنی

يا من اظهر الجميل و ستر القبيح يا من لم يواخذ بالجر يرة و لم يهتك الستر يا عظيم العفو يا حسن التجاوز يا واسع المغفرة يا باسط اليدين بالرحمة يا صاحب كل نجوى و يا منتهى كل شكوى يا كريم الصفح يا عظيم المن يا مبتدئاً بالنعم قبل استحقاقها يا ربنا و يا سيدنا و يا مولانا و يا غاية رغبتي اسألك يا الله ان لا تشوه خلقي بالنار۔

ترجمہ: ''اے وہ ذات جو اچھائی کو ظاہر کرتی ہے اور برائی و قبیح افعال کو چھپاتی ہے۔ اے وہ جو جرم پر گرفت نہیں کرتا۔ اے وہ جس نے پردہ فاش نہیں کیا، اے بہت معاف کرنے والے، اے بہترین درگزر کرنے والے اے وہ جس کی مغفرت وسیع ہے۔ اے وہ جس کی رحمت کے ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔ اے ہر سرگوشی کے مالک، اے شکایات سننے والے، اے درگزری میں وسیع، اے بہت بڑے احسان کرنے والے، اے وہ جو اپنے فضل و کرم سے استحقاق سے پہلے نعمتوں کو عطا کرنے والے، اے ہمارے پالنے والے اور ہمارے سید و سردار، اے ہمارے مولا، اے ہمارا مقصود و مطلوب، یا الٰہی میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ جہنم کی آگ سے محفوظ رکھنا۔''

اب جس کے دل میں آئے پائے وہ روشنی　　　ہم نے تو دل جلا کے سر بام رکھ دیا

عوام الناس کی خیر خواہی کیلئے چالیس باتیں

یہ مختصر سا مضمون ایک حدیث شریف کا ترجمہ ہے جس سے چالیس باتیں اسلام کے اصول اور فروغ کی علم وعمل کے لئے بہت مفید ہیں ہر ایک بات کی مجمل تصریح احادیث وفوائد کے ساتھ کی گئی ہے یہ مضمون حضرت مولانا محمد عبدالرحمٰن صاحب کلیانی جج وسپرنٹنڈنٹ پولیس وسیاست اودی پور 1310ء میں لکھا جوکہ ابوادریس احمد حسن شوکت مدیر شوکت المطابع شحنہ ہند میرٹھ کے اہتمام سے چھپا، اب یہ نایاب ہے اور اس کا بہت پرانا اور بوسیدہ وخستہ خستہ ہمارے ہاتھ آیا جو عوام الناس کی خیر خواہی کے لئے پرانی اردو سے جدید اردو میں لکھا جارہا ہے اس کا پرانا نام ہے ''نیکی کی چالیس باتیں'' اس رسالہ میں دوسوا ٹھاسی احادیث کا خلاصہ اردو میں کیا گیا ہے اور چھتیس فوائد کتب دینیہ وحکمت کا لب لباب ہے جبکہ آخر میں نہایت درجہ کارآمد انہتر نصیحتیں ہیں اختصار کے سبب موصوف نے راوی اور کتاب کا نام نہیں لکھا موصوف نے معقول میں رسالہ جات رموز ہستی، اسرار قدرت، قدرت الٰہی، جلوۂ کائنات، نظارۂ عالم، تاریخ کلیانی مختصر تاریخ راجپوتانہ، سوانح عمر مؤلف اور منقول میں کنز الاخلاق لاھل الافاق، سرکوب بدعت، شگوفہ بستان مذاہب، چہل آیات، مجمل احکام الٰہی میں رسالہ شب برأت، تلخیص امور، جواب شافی، عقائد کے سومسئلے اور رقعۂ نور کتب لکھی ہیں جو عرصہ دراز تک مفت تقسیم ہوتی رہیں، ہم نے اس کتابچہ یا مضمون کو اپنی کتاب کے عنوان (الدین النصیحۃ) کی مناسبت سے کتاب کا حصہ بنایا ہے خدا تعالیٰ مصنف کو اور جن سے ہمیں یہ کتابچہ ملا جناب ظفر القادری رضوی ہوشیار پوری کو اس کا ثواب پہنچائے اور رہتی دنیا تک لوگ اس سے استفادہ کرتے رہیں اس کا اندرونی ٹائٹل کا صفحہ جوکہ طابع کا لکھا ہوا ہے من وعن قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً جناب مولانا بالفضل والکرم صاحب الجود والہم مولانا عبدالرحمٰن صاحب کلیانی جج عدالت اودی پور کا یہ مختصر رسالہ عجالہ نافعہ مسلمانی کی چالیس باتیں موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کی حالت اور طبیعت پر لحاظ کر کے جناب امام المتکلمین سند المحققین حضرت مولانا امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ اربعین سے کسی طرح کم نہیں بلکہ اس حیثیت سے زیادہ ہے کہ امام مبرور کے رسالہ میں چالیس مسائل صرف فلسفہ وکلام کے متعلق ہیں اور اس رسالہ میں محض احادیث رسول اللہ اور خیر الکلام کلام اللہ سے استناد واستدلال کیا گیا ہے۔ یہ کتاب مسلمانوں کے لئے ایک بدرقۂ توفیق اور ایک آئینہ ہے جس میں اُن کو اپنی فروگزاشت اور اپنے عیب وصواب کی حالت معلوم ہو جائیگی۔ ہر شخص اپنی نسبت اندازہ کر سکے کہ وہ کس درجہ کا مسلمان ہے۔

مسلمانی کسے کہ در ہنگامۂ وحدت
زہر موچشمہ خوں ریزدار خوانی مسلمانش

اول تو خود وقت ہی قدرت کا بے بہا عطیہ ہے کہ جب تلف ہو گیا ہو تو پھر کسی قیمت پر نہیں مل سکتا دوم مولانا ممدوح اپنا بے بہا وقت صرف کرنے کے علاوہ جیب خاص سے اس قسم کی بیسیوں سفید کتابوں کے طبع اور اشاعت میں زر خطیر صرف فرما کر اہل اسلام کے سروں پر گنج گوہر بار مفت نثار فرماتے ہیں الحق آپ کا وجود باوجود فیض ابد کا ایک چشمہ ہے جس کے قائم رہنے کے لئے مشکوری کے ساتھ مسلمانوں کو دعا کرنا چاہئے۔ والسلام

راقم ابوادریس احمد حسن شوکت

مدیر شوکت الطابع شحنہ ہند میرٹھ

بسم الله الرحمن الرحیم

خدا پر ایمان لانا

قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ان تومن بالله۔

ترجمہ: ''فرمایا پیغمبر خدا ﷺ نے رحمت اللہ کی نازل ہو ان پر اور سلام (پہلے) خدا پر ایمان لانا۔''

ایمان دل سے گرویدہ ہونے اور رغبت کرنے کو کہتے ہیں یعنی خدا کے ہونے کا دل سے یقین اس حد تک ہو کہ اس کی ہستی مطلق میں کیسا ہی کوئی شک ڈالنے والا شک ڈالے لیکن اس کے دل میں جو خدا کا جمیع صفات کیساتھ ہونا سمایا ہوا ہے اس میں کسی طرح کا کچھ بھی شک وشبہ اور وہم پیدا نہ ہو اور اس طرح کے ماننے کو یقین کہتے ہیں جس کے مدارج تین ہیں: (۱) علم الیقین اسے کہتے ہیں کہ کوئی چیز اس طرح سے جانی جائے کہ اس میں کسی طرح کا شک وشبہ نہ ہو مثلاً یہ جاننا کہ سنکھیا (زہر) کھانے یا گلا کٹ جانے سے آدمی مرجاتا ہے جو بدیہی امر ہے ایسی جاننے سے جو یقین ہوا ہو وہ علم الیقین ہے (۲) عین الیقین وہ ہے کہ کسی امر کو اپنی آنکھوں سے اسی صورت پر دیکھنا جیسا اس کا حال معلوم تھا مثلاً یہ امر دیکھنا کہ کوئی سنکھیا کھانے یا گلا کٹنے سے مرگیا اور اس سے دیکھنے سے جو یقین ہوا وہ عین الیقین ہے (۳) حق الیقین وہ ہے کہ کسی امر کو جیسا وہ جانتا تھا یا دیکھتا تھا اور اس کو اپنے اوپر آزماتا۔ مثلاً سنکھیا کھا کر یا اپنی گردن کاٹ کر خود ہلاک ہوجانا یہ حق الیقین ہے یہ درجہ یقین کا بڑھ کر ہے۔ اس میں شک وشبہ کو گنجائش نہیں ہے۔ سو خدا تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانا ایسے یقین کے ساتھ ہو اور ایسا یقین بجز اس کے فضل وکرم کے حاصل نہیں ہوتا اور جب ایسے یقین کے ساتھ خدا کا ایمان حاصل ہو تو وہ پورا ایماندار ہے اسے کسی طرح کا خوف اور ڈر نہیں۔

- حضرت سفیان بن عبداللہ الثقفی نے رسول مقبول ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ مجھ کو اسلام میں ایسی بات بتائیں کہ آپ کے بعد دوسرے سے دریافت کرنے کی ضرورت مطلقاً نہ ہے جس پر آپ نے فرمایا: اٰمنت باللہ کہہ اور پھر اس پر قائم رہ۔
- ایمان سے بڑھ کر کوئی فضیلت نہیں ہے۔
- ایمان کے مقابلہ میں تمام نیکیوں کو وہ نسبت ہے جو پہاڑ کے ساتھ ایک ذرہ کو ہے یعنی ایمان ایک پہاڑ کے برابر ہے اور تمام نیکیاں بمنزلہ ذرہ کے ہیں۔

- ایمان کے ساتھ روحانی خوشی اور تسکین قلب جیسی نعمت حاصل ہوتی ہے اس کی لذت ایماندار ہی جان سکتا ہے۔
- اگر آدمی میں ایمان نہیں تو وہ آدمی بدترین خلائق ہے۔
- جو ایماندار ہے خدا تعالیٰ اس کو کسی طرح کا عذاب نہیں دے گا اور اس کو بخش دے گا اور داخل بہشت بریں فرمائے گا۔

(۲) یوم آخرت پہ ایمان لانا

والیوم الاخر (دوسرے) اور روز آخرت پر ایمان لانا

ایک وقت ایسا تھا کہ بجز ذات وحدہٗ لاشریک لہ کے موجودات میں سے کوئی چیز نہ تھی۔ خدا تعالیٰ جل شانہ نے اپنی قدرت کاملہ سے غیر متناہی ممکنات پیدا کئے اور اس میں تمام ممکنات جسم ہیولیٰ صورت عقل اور نفس خواہ علوی ہوں یا سفلی، بسیط ہوں یا مرکب تام ہوں یا ناقص جوہر ہوں یا عرض، ذاتی ہوں یا صفاتی پیدا کیے اور اسی بے حد پہنا سے بسیط ہستی ممکنات میں بے شمار عوالم اور ان میں بے حساب ثوابت اور ان کے متعلق سیارات، اقمار اور بے حد ستارہ ہائے دنبالہ دار خلق کیے غرضکہ جوہر سے مادہ اور مادہ سے اجسام، اور منجملہ ان کے طرح بطرح کے جمادات اور نباتات اور حیوانات پیدا کئے پس کرۂ زمین جو پونے تین کھرب میل مکعب پر مشتمل ہے باوجود اس وسعت کے بے انتہا مخلوقات میں اس کو وہ نسبت بھی حاصل نہیں جو ایک ریت کے ذریعہ کو ریگستان صحرائے افریقہ کے ساتھ ہو

سبحان خالقے کہ صفاتش زکبریا ز خاک عجز میفگند عقل انبیاء

پھر ایک دن پچھلا جسے یوم الآخر کہتے ہیں آئے گا کہ بجز ذات باری تعالیٰ شانہ کے کچھ باقی نہ ہوگا سب فنا ہو جائیں گے پھر وہی ذات پاک وحدہٗ لاشریک لہ دوسری بار سب کو پیدا کرے گا۔

معلوم ہوا! جس کو آخرت پر ایمان نہیں وہ ایمان والا نہیں۔

اور جس نے یوم الآخر سے انکار کیا وہ شریعت کا منکر ہے

(۳) فرشتوں پر ایمان لانا

والملائکۃ۔ (تیسرے) اور فرشتو پر ایمان لانا

بہت سی باتوں کا ہمیں علم نہیں ہے اور نہ وہاں تک فہم کو رسائی ہے اگرچہ دانشمندوں نے بہت کچھ بیان کیا مگر کچھ کیفیت معلوم نہ ہوئی مثلاً کشش مقناطیسی جو خط استواء سے بجانب شمال کو ہے اور بجانب جنوب، جنوب کو حالانکہ قطب شمالی اور جنوبی میں کوئی کان لوہے اور مقناطیس کی نہیں ہے پھر اس طرف کشش کے ہونے کا سبب معلوم نہیں ہوتا اور خط استواء پر

کشش کے شرقاً غرباً ہو جانے کی بھی یہی حالت ہے اسی طرح جذب انابیب شعری یعنی باریک نلیوں میں پانی کا چڑھنا اور پارے کا اترنا وغیرہ بہت سے شعبہ ہائے طبعی اور طلسمات فلکی ہیں جو کچھ بھی سمجھ میں نہیں آتے انسان ضعیف البنیان ہی کی آنکھوں کو دیکھو کہ کس صنعت سے بنائی گئی ہیں اور کیسی کچھ رعایتیں اس میں رکھی گئی ہیں۔ تاہم دور اور نزدیک کی چیزوں کو یہ دیکھ نہیں سکتیں کتاب کا ورق فاصلے پر یا آنکھ کے متصل رکھو دونوں حالتوں میں حروف نہ پڑھے جائیں گے۔ چاند پر بادل آ جائیں تو چاند چلتا اور ریل اور جہاز میں بیٹھنے سے جنگل اور پانی دوڑتا معلوم ہوگا یہ نقص بینائی کی روشن دلیلیں ہیں یہی حالت دوسری قوتوں کی ہے پس فرشتے جن پر ایمان لانا فرض ہے اگر انسان کی سمجھ میں نہ آسکیں تو تعجب نہیں لیکن ایمان اس بات کا لانا چاہئے کہ فرشتے خدا کے ضرور ہیں اس میں شک نہیں۔

- فرشتے معصوم ہیں بہ نسبت انسانوں کے ان کی نہایت زیادہ کثرت ہے اور جن کاموں پر مامور ہیں ان کو انجام دیتے ہیں۔
- جس کو فرشتوں کا یقین نہیں اس کا ایمان نہیں۔

(۴) کتابوں پر ایمان لانا

والکتب۔ (چوتھے) اور کتابوں پر ایمان لانا

کتب الٰہی انبیاء کی معرفت نازل ہوئیں جن میں اچھے کاموں کے کرنے اور بری باتوں کے نہ کرنے کا بیان ہے توریت، زبور، انجیل، قرآن، صحائف انبیاء کے ہیں ان سب کو کتب مقدسہ کہتے ہیں ان پر ایمان لانا چاہئے۔

- توریت میں بری صحبت سے بچنے کی اور زبور میں قناعت کرنے کی اور انجیل میں نافرمانی نفس یعنی ہوائے نفسانی کے تابع ہونے کی اور قرآن مجید میں جھوٹ اور فضول بات نہ کہنے کی بہ نسبت اور تذکروں کے زیادہ ہدایت کی گئی ہے۔
- کتب الٰہی پر ایمان نہ لانا بے ایمانی ہے۔
- سب طرح کی نصیحتیں اور عام طور کی حکمتیں اور کل کاموں پر ہر امر میں انصاف کرنے اور تمام پرہیزگاری کی باتیں کیے جانے کا مرکز کتب مقدسہ ہیں۔

(۵) نبیوں پر ایمان لانا

والنبیین۔ (پانچویں) اور پیغمبروں پر ایمان لانا

پیغمبروں کو خدا تعالیٰ نے ہم لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا انہوں نے تبلیغ احکام الٰہی سے عام طبقہ انسانوں کو راہ راست پر لانے اور درست کرنے میں جہاں تک انسانی کوششیں ہوتی ہیں ان سے بڑھ کر کیں اور اس میں بے حا

تکلیفیں اٹھائیں یہاں تک کہ کوئی قتل کیے گئے، کوئی جلائے گئے، کوئی آرہ سے چیرا گیا، کوئی سخت ایذاؤں سے ہلاک ہوئے، کوئی جلاوطن کیے گئے مگر انسانوں کو راہ راست پر لانے کا جو ان کا ارادہ تھا ان مصیبتوں میں بھی تادم آخر مستحکم رہا اور اس میں کچھ فرق نہ آیا۔

- جو پیغمبروں پر ایمان نہ لایا وہ خدا پر ہی ایمان نہ لایا۔
- احکام الٰہی اور کتابیں پیغمبروں کی معرفت پہنچی ہیں پس پیغمبروں سے ان کا صاف صاف شریعت کا انکار ہے

(۶) مرنے کے بعد کی زندگی پہ ایمان

والبعث بعد الموت۔ (چھٹے) اور مرنے کے بعد جی اٹھنے پر ایمان لانا۔

قیامت مرنے کے بعد زندہ اٹھنے کو کہتے ہیں جب حسب منشاء قدرت باری تعالیٰ مخلوقات بے شمار پیدا ہوئیں ان میں انسان بھی تھے جن کو گمراہی سے بچا کر راہ راست پر لانے کے لئے پیغمبر اور کتابیں بھیجی گئیں تو ضرور لازم آیا کہ جن لوگوں نے فرمودۂ خدا اور رسول مانا اور اس پر قائم ہوئے وہ اچھا بدلہ پائیں اور جنہوں نے انکار کیا اور گمراہ رہے وہ اپنے کیے کی سزا بھگتیں اگر نیکی کا بدلہ نیک اور بدی کا بدلہ بد نہ ہوتا تو نیکی اور بدی رائیگاں جاتی تو ان دونوں جزا و سزا کا ظاہر ہونا اسی حالت میں ہے جبکہ ہم نے جو کچھ کیا اسے خود دیکھیں اس کے دیکھنے کے واسطے قیامت کا ہونا ضرور ہے جہاں ہر ایک اپنے اعمال کا بدلہ پائے گا پس وہی دن قیامت کا ہے جو مرنے کے بعد زندہ ہو کر ہر ایک کو اپنے کردار کی جزا اور سزا دیکھنا اور بھگتنا پڑے گی۔

- قیامت سے انکار کرنا کفر ہے۔
- نیکی کے بدلے بدی ہونے سے قیامت قائم ہوگی صور پھونکا جانا حشر کا ہونا، حساب، قصاص، میزان کا ہونا، جنت اور حوض کوثر اور شفاعت کا ہونا، خدا کا دیدار اور دوزخ کا ہونا یہ سب باتیں حق ہیں اور قیامت سے متعلق ہیں۔

(۷) اچھی بُری تقدیر پہ ایمان

والقدر خیره و شره من الله۔

(ساتویں) اور جس انداز سے بھلائی اور برائی جس کو پہنچتی ہو وہ خدا کی طرف سے ہے۔

یعنی جو اندازہ اور حصہ نیک و بد ہر ایک کو پہنچنے والا ہے وہ فطرت کے موجب اسی قدر ہر ایک کو پہنچے گا۔

- ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک دن جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھے آپ۔ نے فرمایا: خدا کے حقوق کی نگرانی رکھ خدا تجھ کو آفات دنیا اور آخرت سے بچائے گا اور تو جو کچھ چاہے خدا سے چاہ اور جو مدد مانگے خدا سے مانگ اور جان لے

کہ سب خلقت شامل ہو کر تجھ کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرے مگر تجھ کو کبھی فائدہ نہ پہنچا سکیں گے ہاں البتہ جو تیری تقدیر میں ہے وہ تجھ کو ملے گا اور اگر سب مل کر تجھ کو نقصان پہنچائیں تو کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکیں گے مگر جو مقدر میں ہے وہ تجھ کو بھگتنا ہوگا قضاء قدر میں کچھ تغیر وتبدل نہیں ہو سکتا۔

یاد رہے! قضا حکم الٰہی کو کہتے ہیں جو مخلوقات کے حق میں دفعتہً واقع ہو تقدیر وہ اندازہ ہے جو خدا نے پہلے ہی سب کا کر لیا ہو۔

- تمام چیزیں عاجزی اور نادانی تک تقدیر سے ہیں۔
- ہر ایک معاملہ پر تقدیر غالب آتی ہے اس لیے کاموں کا مدار خاتمہ پر سمجھنا چاہئے۔
- جو تنگی، آسانی ہمیں پہنچنی ہے وہ ضرور پہنچے گی کہیں ٹلنے والی نہیں ہے۔
- جو کوئی تقدیر جھٹلا دے اس پر خدا اور رسول ﷺ کی لعنت ہو۔
- پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل سکتا ہے مگر آدمی اپنی عادت سے نہیں ٹلتا کیوں کہ وہ اپنی جبلی عادت پر رہے گا۔

جبل گردد جبلّی بر نگردد

(۸) اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور علیہ السلام کی رسالت کی گواہی دینا

و ان تشهد ان لا اله الا الله و ان محمد رسول الله۔

(آٹھویں) اور گواہی دینا کہ کوئی معبود اللہ کے سوا نہیں اور بے شک محمد اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔

- پیغمبر خدا ﷺ اونٹ پر سوار تھے اور معاذ رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے، آپ نے فرمایا اے معاذ! انہوں نے جواب دیا کہ حاضر ہوں یہ فرمانا اور جواب دینا تین دفعہ ہوا پھر آپ نے فرمایا کہ جو کوئی آدمی خدا تعالیٰ کے سوا دوسرے کے معبود ہونے اور محمد ﷺ کے پیغمبر ہونے کی گواہی سچائی سے دے اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان لوگوں کو بشارت دوں کہ سب خوش ہو جائیں آپ نے روک دیا کہ لوگ سن کر نیک کاموں سے رک جائیں گے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وقت موت کے یہ خبر دی۔
- لا اله الا الله محمد رسول الله۔
  باعتقاد کہنے سے دوزخ کی آگ قطعی حرام ہو جاتی ہے۔

(۹) نماز قائم کرنا اور وضو کرنا

و تقیم الصلوة بوضوء سابغ بو قتها۔

(نویں)اور نماز کامل طور سے پورے وضو کے ساتھ وقت پر ادا کرنا۔

- جس کسی کے دروازہ پر نہر ہو اور وہ پانچ دفعہ دن میں غسل کرے تو اس کے بدن پر کچھ میل نہ ہو گا یہی حالت پانچوں وقت کی نماز کی ہے جس سے گناہ مٹ جاتے ہیں۔
- ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ کون سا کام خدا تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے فرمایا: نماز جو وقت پر ادا کی جائے۔
- بندہ اور کفر کے درمیان نماز ہے کہ جب چھوڑ دی یعنی انکار کر دیا کافر ہو گیا۔
- جس نے نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا یعنی اس نے اپنا کفر ظاہر کر دیا۔
- پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سردیوں میں تھے جبکہ پت جھڑ درختوں میں تھی۔ آپ نے ایک درخت کی ٹہنی ہلائی تو پتے گرنے لگے۔ فرمایا جب مسلمان خدا کے واسطے نماز پڑھتا ہے اس کے گناہ اس ٹہنی کے پتوں کی مانند جھڑ جاتے ہیں۔
- جس نے نماز کی محافظت کی اس کے لیے نماز نور اور برہان اور نجات قیامت کے دن ہو گی اور جو محافظ اس کا نہ ہوا اس کے لیے نہ نور ہے نہ برہان نہ نجات بلکہ منکروں کے ساتھ محشور ہو گا۔
- اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوائے نماز کے کسی عمل کے چھوڑنے میں کفر نہیں دیکھتے تھے۔

نماز کے فوائد

نماز کی خوبیاں از حد ہیں منجملہ ان کے صفائی اور پاکی اور ریاضت اور وقت کی پابندی اور طبیعت کا قرار اور نرم دلی اور ہلکا پن اور سینہ کو روشن کرنا اور گناہوں سے بچنا ہے جنابت سے غسل کرنا اور بول و براز سے استنجا اور حدث و نوم وغیرہ سے دن میں پانچ مرتبہ وضو کرنا۔ لباس کو پاک اور صاف رکھنا یہاں تک کہ اگر پسینے سے کپڑوں میں بدبو پیدا ہو جائے یا کوئی چیز میلی لگ جائے اسے دھو کر ان کو استعمال کرنا کس درجہ صفائی اور پاکیزگی ظاہر کرتا ہے جس سے روح کو تازگی اور عقل کو تیزی ارادہ کو مضبوطی بدن کو تندرستی حاصل ہو گی پریشانی دور اور ہمدردی نزدیک ہوتی ہے۔

- جب آدمی اس کا خوگر ہو جاتا ہے تو بے نمازی کو میلا اور ناپاک جان کر اس سے مس کرنے تک کا روادار نہیں ہوتا۔ اور مکان سے مسجد محلہ یا جامع مسجد تک جانا اور نماز میں قیام اور رکوع اور قومہ اور سجدہ اور جلسہ اور قعود کے ساتھ ہر دوگانہ یا چہارگانہ فرائض اور سنن و نوافل میں سبک اور معتدل ریاضت ہو جاتی ہے اور قبل طلوع آفتاب کے نماز کا ادا کرنا اور پھر ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کا ادا کرنا کیسی عمدہ پابندی اوقات ہے یعنی نمازی آفتاب کے طلوع ہونے تک کبھی نہیں سوتا اور جو دوپہر کو سوئے تو ظہر کو ضرور اٹھے گا اور عصر کی نماز کا ادا کرنا بے نظیر محاسبہ ہے اور

مغرب کی نماز اختتام کارہائے دنیاوی کی دلیل اور عشا حالت بیداری اور خواب کی حد فاصل ہے ان اوقات کی پابندیوں کے عمدہ نتائج خوبیوں سے بھرے ہوئے ہیں اور دنیاوی کاموں کے لئے مضبوطی سے جو پابندی اوقات کی ہے اسے نمازی پاسکتا ہے اور اسی کا دل ان خوبیوں کا اندازہ کرسکتا ہے مثلاً ایک مسلمان قبل طلوع صبح صادق بیدار ہو کر ضرورت ہے تو غسل ورنہ وضو کر کے مسجد میں جاکر نماز باجماعت ادا کرے سو یہ پابندی بیداری کس قدر بابرکت اور خیر ہے جانوروں کا صبح کو بیدار ہونا اور آدمی کا دن نکلنے تک سونا کیسی پھٹکار کی بات ہے جو آدمی دن چڑھے سوکر اٹھے اس کے چہرے کی بیرونقی اور کسالت طبع سب کے سامنے ظاہر ہو جاتی ہے بخلاف نمازی کے جس کے چہرہ پر رونق اور خوشدلی پائی جاتی ہے یہی حال ظہر کا ہے کہ اگر دوپہر کو سویا تو ظہر کو بیدار ہو جائے گا اور وضو کے بعد نماز ادا کرے گا عصر کی نماز کا ایک ایسا مشکل امر ہے کہ آدمی اس وقت اکثر دھندوں اور بکھیڑوں میں پھنسا ہوتا ہے اس وقت سب کو چھوڑ کر یاد الٰہی کرنا کیسی عمدہ بات ہے قرآن مجید میں اس کی محافظت کی بابت کیا کچھ تاکید آئی ہے اور مغرب کی نماز کس خوبی سے کیسے خوشنما وقت میں ادا کی جاتی ہے اور عشا کی نماز تمام امور سے فراغت پاکر پاک اور صاف حالت میں آرام کرنے کی کیسی تسکین اور قرار کی صورت ہے۔

- بے نمازی کو غسل اور وضو سے کام ہی نہیں پڑتا ہے اگر کبھی نہالیا یا منہ دھولیا تو النادر کالمعدوم ہے بخلاف نمازی کے کہ غسل کرنا اور دن میں اکثر پانچ دفعہ وضو کرنا ضروری ہے اور یہ پابندی جو بغرض یاد الٰہی کی جاتی ہے گناہوں سے نمازی کو روکتی ہے بے نمازی کو پروا نہیں کہ گنا کیا ہے جاننا چاہئے کہ

بندگی باید پیمبر زادگی منظور نیست

بندہ وہی ہے جو بندگی کرے ورنہ بندہ نہیں ہے گندہ ہے۔

- خدا کی عبادت کرنے کیلئے یہی طبقہ انسان فطرۃً مجبور ہے بجز اس کے ادا کیے کسی کو چارہ نہیں اور کل پیشوائے مذہب نے اس کو خاص طریقہ پر ادا کرنے کی ہدایت کی ہے جس سے دنیا کی خوبیوں کے سوا ہمیشہ ابدالآباد کی ذلت وخواری اور دوزخ کی دائمی سختی سے نجات پاکر جنت ملتی ہے جو بات نماز سے حاصل ہوتی ہے وہ تمام دنیا کی خوبیاں جمع کر لینے سے بھی نہیں مل سکتی۔ یہ تمام خوبیاں نماز بے ریا پڑھنے سے حاصل ہوتی ہیں۔

(۱۰) زکوٰۃ ادا کرنا

و توتی الزکوٰۃ۔

(دسویں) اور زکوٰۃ کا دینا۔

- جوکوئی مالدار ہو اس حد تک جسے صاحب نصاب مالک دوسو درہم کہتے ہیں اس پر لازم ہے کہ ایک برس میں اپنے مال میں سے چالیسواں حصہ محتاجوں کے واسطے نکال کر ان کو دے۔
- جناب پیغمبر ﷺ کی وفات کے بعد جب ابوبکر t خلیفہ ہوئے تو عرب میں سے وجوب زکوٰۃ سے جسے انکار کرنا تھا منکر ہوگیا۔ تب عمر t بن خطاب نے ابوبکر t سے کہا کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو آدمی لا الٰہ الا اللہ کہے وہ نہ مارا جائے گا نہ لوٹا جائے گا اس کے جواب میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ضرور قتل کروں گا ان کو جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق ڈالا جو پیغمبر ﷺ کے عہد میں بھیڑ کا بچہ زکوٰۃ دیتا تھا اور اب وہ ہم سے روکے تو میں اس روکنے پر اسے مار ڈالوں گا۔
- جو زکوٰۃ نہ دے وہ مال قیامت کے دن سانپ بن کر اس کے گلے میں لپٹ کر اسے کاٹے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں۔
- چاندی سونے کی زکوٰۃ نہ دینے سے وہ مال جہنم کی آگ میں گلایا جائے گا پھر اس کی پیشانی وغیرہ پر داغ لگائے جائیں گے اور اونٹ، گائے، بیل، بھیڑ اپنے پاؤں سے روندیں گے اور سینگوں سے پھاڑیں گے اس عرصہ تک جس کا انداز پچاس ہزار برس کا ہے پھر خواہ وہ جنت میں جائے یا دوزخ میں۔
- زکوٰۃ نکالنے سے باقی جو مال بچتا ہے وہ پاک ہو جاتا ہے۔
- یہ بات نہایت درجہ انسانیت کی ہے کہ تونگر فقیروں کو صدقہ دیں اور بخل نہ کریں۔
- صدقہ دینے والے کے لئے فرشتے زیادتی مال اور بہتری کی اور بخیل کے لئے برباد ہونے اور خرابی کی دعا کیا کرتے ہیں۔
- بخل اور حرص نے اگلی امتوں کو ہلاک کر ڈالا۔
- سخی بندہ خدا اور بہشت اور آدمیوں سے نزدیک اور دوزخ سے دور ہے اور بخیل شخص خدا اور بہشت اور آدمیوں سے دور اور دوزخ کے قریب ہے۔
- سخی جاہل خدا کے نزدیک عابد بخیل سے پسندیدہ تر ہے۔
- بخیل میں نہ ایمان ہوتا ہے نہ وہ جنت میں بعد مرنے کے جائے گا۔
- نہایت درجہ برا آدمی بخیل اور لالچی ہے۔

تین شخصوں کا واقعہ

بنی اسرائیل میں ایک کوڑھی، ایک گنجا، ایک اندھا تین آدمی تھے، ان کی آزمائش کے لیے فرشتہ نے اول کوڑھی کے پاس آ کر کہا کہ تجھ کو کیا پسند ہے اس نے کہا کہ بدن کی خوبصورتی جس کے نہ ہونے سے لوگ نفرت کرتے ہیں فرشتہ نے اسے مس کیا کوڑھ جاتا رہا بدن خوبصورت ہو گیا فرشتہ نے کہا کون سا مال تجھ کو زیادہ پسند ہے؟ کہا اونٹنیاں۔ فرشتے نے اونٹنیاں دے کر خدا سے برکت کی دعا دی پھر گنجے کے پاس آیا اور مثل کوڑھی کے کہا اس نے جواب دیا کہ گنج دور ہو جائے بال آ جائیں، فرشتے نے ہاتھ پھیرا گنج جاتا رہا بال عمدہ آ گئے اور مال میں گایوں کو پسند کیا فرشتہ نے گائیں دے کر خدا سے برکت چاہی پھر اندھے کے پاس آیا اور کہا تجھ کو کیا چیز پسندیدہ تر ہے اس نے کہا بینائی وہ فرشتہ کے چھونے سے بینا ہو گیا اور مال میں بکریوں کو پسند کیا اور فرشتے نے بکریاں دیں اور ان تینوں کے مال میں برکت کی دعا کی ان کے پاس بہت سے اونٹ، گائیں اور بکریاں ہو گئیں پھر وہی فرشتہ پہلے اس کوڑھی کے پاس آیا اور کہا میں مسکین مسافر مصیبت زدہ ہوں خدا نے تجھ کو خوبصورت بنایا اور بہت سے اونٹ دیئے کچھ میرے ساتھ سلوک کر اس نے جواب دیا کہ میرے اوپر بہت سے حقوق ہیں ان میں تیرا شمار نہیں تب اس نے کہا کہ تو شاید وہی کوڑھی مفلس ہے جو لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے جواب دیا واہ میں ابتدائے پیدائش سے ہی خوبصورت تھا اور یہ مال میراث میں میرے باپ دادا سے مجھے پہنچے ہیں اس نے کہا اگر تو جھوٹ بولتا ہے تو جیسا پہلے تھا ویسا ہی خدا تجھ کو کر دے پھر گنجے کے پاس گیا اس سے بھی مثل کوڑھی کے معاملہ ہوا پھر اندھے کے پاس آیا اور مسکین غریب مصیبت زدہ ہونا ظاہر کر کے اس سے حُسن سلوک چاہا اور کہا تو اندھے سے بینا ہوا اور مال بکریوں کے ساتھ برکت دیا گیا اس نے جواب دیا بیشک میں اندھا تھا خدا تعالیٰ نے بینائی عطا کی جس قدر تو چاہے اس قدر بکریاں لے لے میری طرف سے بلا روک اجازت ہے اس نے کہا کہ تو اپنا مال اپنے پاس رکھ یہ فقط آزمائش تھی خدا تجھ سے راضی ہے اور تیرے دوست کوڑھی اور گنجے سے ناراض ہے پس تو انکھیارہ رہ کر برکت سے ترقی پاتا رہ اور تیرے دونوں دوست اگلی حالت پر ہو گئے۔

- نہایت برا آدمی وہ ہے جس سے سوال ہوا اور وہ کچھ نہ دے۔
- صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا۔
- صدقہ غضب الٰہی کو دور کرتا ہے۔
- ایک بدکار عورت نے پیاسے کتے کو اپنی اوڑھنی میں موزہ باندھ کر کوئیں سے پانی نکال کر پلایا وہ بخشی گئی۔
- صدقہ پوشیدہ دینا چاہیے۔

- دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہت اچھا ہے
- جن لوگوں کا ان باتوں پر عمل ہے وہی بزرگ ترین بندگانِ خدا ہیں۔(۱) لوگوں کو کھانا کھلانا (۲) کسی کو برا نہ کہنا نہ گالی دینا اور (۳) جب غصہ آئے اس کو دبالینا، ظاہر نہیں کرنا (۴) حرام اور مکروہات کے گرد نہ جانا اور ان سے بچے رہنا۔

(۱۱) رمضان کے روزے رکھنا

و تصومه رمضان۔

(گیارہویں) اور رمضان کے روزے رکھنا۔

- رمضان کا مہینہ صبر اور سکون کا ہے جب آدمی ان دونوں صفتوں سے متصف ہوتا ہے تو وہ اعلیٰ درجہ کے لوگوں میں شمار کیا جاتا ہے۔
- رمضان کے مہینے میں برکتیں آسمان سے نازل ہوتی ہیں اور اداسی اور پھٹکا دور ہو جاتی ہے اور وسوسوں سے روزہ دار کو نجات ملتی ہے۔
- آدمی روزہ رکھنے کے سبب اکثر گناہوں سے مجتنب رہتا ہے یہاں تک کہ منہ سے بری بات بھی نہیں نکالتا۔
- روزہ دار کی نیکیوں کی زیادتی اور گناہوں کی کمی ہوتی ہے اس پر ہر روز خدا کی رحمت بڑھتی جاتی ہے۔
- قرآن اور صیام دونوں مغفرت کے سبب ہیں۔
- جو رمضان میں روزہ نہ رکھے وہ تمام نیکیوں سے محروم ہے۔
- روزہ داروں کی ہر نیکی رمضان میں فرضوں کو ادا کرنے کے برابر گنی جاتی ہے اور ایک نیکی بہت سی نیکیوں کے برابر شمار ہوتی ہے۔
- ماہ رمضان کے اول میں رحمت ہو اور وسط میں مغفرت اور اخیر میں دوزخ سے چھٹکارا۔

علاوہ ازیں یہ ظاہر ہے کہ دو دفعہ پیٹ بھر کے کھانا سبب حدوث ومختلف امراض کا ہے جس کا دفعیہ مسہل فصد وغیرہ سے لوگ کیا کرتے ہیں سو رمضان المبارک میں قبل طلوع صبح صادق تا غروب آفتاب کھانے پینے اور خواہشات نفسانی سے خود کو روکنا یہ ایک اعلیٰ درجہ کا تنقیہ ہے جس میں املتاس سناہڑ سالٹ روغن بیدانجیر وغیرہ جلاب سے کچھ بھی تعلق نہیں اور نہ سر رو باسلیق ہفت اندام، وغیرہ رگوں سے بذریعہ نشتر سے فاسد خون نکالنے کی ضرورت پڑتی ہے کیونکہ کہ ایک ماہ کامل تک روزہ رکھنا سبب دور ہو جانے اخلاط فاسدہ کا ہے اور یہ فقط تنقیہ ہی نہیں ہے بلکہ روزہ دار میں صفت تقدس ذات پاک کی

حاصل ہوتی ہے جب تک اس کی اس کو پابندی رہتی ہے۔

(۱۲) بیت اللہ شریف کا حج کرنا

و تحج البیت ان کان لك مال۔

(بارہویں) اور مالدار کو حج کعبہ کا کرنا۔ بیت اللہ کا عمر میں ایک بار حج کرنا فرض ہے جبکہ اس قدر مالدار ہو کر آنے جانے کا خرچ زادراہ اور سواری کو کفایت کرے اور پس ماندگان کو عدم خرچ سے خرابی واقع نہ ہو اور راہ میں امن ہو۔

- بہترین اعمال وہ حج ہے جس میں کوئی ریا اور سمعہ یا گناہ واقع نہ ہو اس طرح حج ادا کرنے سے آدمی گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور کوئی گناہ اس پر نہیں رہتا جیسے بھٹی میں لوہا چاندی، سونا پیتل سے صاف ہو جاتا ہے اور بہشت اس کا بدلہ ہے۔
- حج سے پچھلے اور اگلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

فوائدِ حج

حج کرنے میں تری اور خشکی کا سفر کرنا پڑتا ہے جس سے علاوہ حصول ثواب بے شمار کے اور بھی بہت سے فائدے ہیں:

(۱) سفر سبب حصول فلاح ہے۔ (۲) کئی طرح کے تجربے اس سے حاصل ہوتے ہیں۔ (۳) سفر کی صعوبتوں سے آدمی محنت کش ہو جاتا ہے اور سستی جاتی رہتی ہے۔ (۴) دنیا کی عجیب وغریب سیر اور ہر مقام کا نظارہ جداگانہ عمدہ کیفیت دکھاتا ہے۔ (۵) فضائے ہستی کے مختلف انقلابوں کے مشاہدہ سے عبرت اور کئی طرح کی نصیحتیں ملتی ہیں جس سے ہر ملک اور ہر ضلع کے گروہ انسانوں کی بول چال اور وضع اور تمدن کا اختلاف اور طرز معیشت سے عمدہ سبق حیات مستعار گزرنے کا حاصل ہوتا ہے۔ (۶) تعدیل مزاج اخلاط ردیہ فضول سے بسبب تبدیلی آب وہوا کے خودبخود ہو جاتی ہے خاص کر جبکہ خشکی سے سمندر میں جانا ہوتا ہے کیوں کہ جیسے حرارت اور برودت مختلف طور کی زمین پر موثر ہیں ویسی پانی کی سطح پر اعتدال ہونے سے نہیں سطح زمین عدم نفوذ سے حرارت شمس کو جلد قبول کر کے اپنا اثر دوسرے کو پہنچاتی ہے اور یہی حال برودت کا ہے برخلاف سطح آب کے کہ شعاہائے شمس اس میں دور تک اندر چلی جاتی ہیں جس کا نکلنا دفعتہً نہیں ہوتا آہستگی خارج ہوتے ہیں اس سے اعتدال سطح آب کا ظاہر ہے۔ (۷) خشکی کے سفر کے علاوہ جب کوئی جہاز میں سوار ہوتا ہے تو انسانی صنعت بحر محیط میں کس طرح جہاز اس کی تدبیر سے رواں ہوتا ہے دیکھ کر اس کو بلند حوصلگی حاصل ہوتی ہے کہ انسان کیسے زبردست کاموں پر قدرت رکھتا ہے۔ (۸) قدرت کا نظارہ جیسا بندہ کو سفر میں حاصل ہوتا ہے ویسا دوسرے ذریعوں سے کم ملتا ہے۔ (۹) کئی طرح کے حجاب آنکھوں سے دور ہو جاتے ہیں اور حضرت انسان کی کارروائیاں بہت سی معلوم ہوتی

ہیں سوچ کرنے سے دین اور دنیا دونوں طرح کا فائدہ ملتا ہو۔

(۱۳) دن، رات میں بارہ رکعات پڑھنا

و تصلی اثنا عشرۃ رکعۃ فی کل یوم و لیلۃ۔

(تیرھویں) اور بارہ رکعتیں رات دن میں پڑھنا۔

- حدیث شریف میں ہے (فرائض کے علاوہ) بارہ رکعتیں جو کوئی رات دن میں پڑھتا ہے اس کا مکان بہشت میں ہوگا۔
- چار ظہر کے اول اور دو پیچھے اور مغرب کے بعد دو اور عشاء کے بعد دو اور اول فجر کے دو ان بارہ رکعتوں کا پڑھنے والا ضرور جنتی ہے۔ یہ بارہ رکعتیں فرض نہیں سنت موکدہ ہیں۔
- ان بارہ رکعتوں کی فضیلت اور ثواب بہت زیادہ ہے۔
- ان بارہ رکعات سنت موکدہ کے علاوہ اور بھی نوافل اور سنن زوائد ہیں ظہر اور مغربت کے آخر دو دو رکعت بیٹھ کر اور عشا میں چار پہلے کھڑے ہو کے اور دو پیچھے بیٹھ کر پڑھتے ہیں اور دو سے بارہ رکعت تک اشراق وضحی کی اور اسی قدر کم وبیش تہجد کی ہیں اور محافظت ان کی نمازی کو حتی الامکان چاہئے۔

فرض بمنزلہ اشرفی کے اور سنت بمنزلہ روپیہ اور نفل بمنزلہ پیسہ کے ہے دولت میں تینوں برابر ہیں جنس میں فرق ہے۔

(۱۴) وتر کی ادائیگی

والوتر لا تترکه فی کل لیلة۔

(چودھویں) اور وتر کو کسی رات ترک نہ کرنا۔

- وتر کی تین رکعات واجب ہیں اور نفل کی دو رکعت یا چار رکعت یا چھ رکعت یا آٹھ رکعت یا دس رکعات ایک ساتھ ادا کی جاتی ہیں عشاء سے فجر تک اس کا وقت ہے۔
- ایک روایت میں ہے جو وتر کو ادا نہ کرے وہ اہل اسلام نہیں ہے اس کے ترک نہ کرنے کی یہاں تک تاکید ہے۔

(۱۵) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ

ولا تشرك بالله شيئاً۔

(پندرہویں) اور خدا کے ساتھ کسی طرح کا شرک نہ کرنا۔

- شرک کے کام خام خیالی سے جلب منفعت اور دفع مضرت یعنی فائدہ کے حاصل کرنے اور نقصان کو دور کرنے کے

لئے کیے جاتے ہیں سو فائدہ پہنچانا اور مصیبت کو دور کرنا کسی کے اختیار میں نہیں ہے کیوں کہ کسی کو فائدہ یا نقصان پہنچانا کچھ نہیں ہوتا پھر شرک کرنا سراسر نادانی ہے۔

- شرک کی باتوں میں سے ایک بات کرنے سے ہی آدمی مشرک ہو جاتا ہے۔ مثلاً خدا کا جیسا علم ہے ویسا علم اس کے سوا کسی دوسرے میں جاننا اور مصیبت کے وقت (خدا سمجھ کر) اسے پکارنا یا اسے خبیر اور بصیر تصور کرنا یا عالم میں جیسا خدا کا تصرف ہے ویسا دوسرے میں سمجھ سے اس سے اپنی حاجات برآری چاہنا یا خدا کیلئے جو عبادت کی جاتی ہے ویسی عبادت کسی دوسرے کے لئے کرنا جیسے سجدہ وطواف وغیرہ یا خدا کی تعظیم وتکریم جیسی دینی کاموں میں کی جاتی ہے اس طرح دوسروں کو ساتھ کرنا یہ سب باتیں شرک کی ہیں۔
- مشرک کی بخشش نہیں اور مشرک موحد نہیں ہوتا۔
- توحید تمام بندگیوں کی اصل اصول ہے اسی سے آدمی متقی ہوتا ہے اور تقویٰ نیکیوں کا سرچشمہ ہے جس سے سنت پر عمل کرنے کی توفیق حاصل ہوتی ہے جو سبب اطاعت خدا اور رسول اللہ ﷺ ہے اور یہی امر ہدایت پانا اور صراط مستقیم پر قائم ہونے کا ہے۔
- اللہ کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ خواہ تجھے کوئی مارے یا جلائے۔
- شرک ایمان کو برباد کر دیتا ہے۔

(۱۶) والدین کی نافرمانی نہ کرنا

ولا تعفنَّ والديك۔

(سولہویں) اور ماں باپ کی نافرمانی نہ کرنا

- ایک شخص نے پیغمبر ﷺ سے اولاد پر ماں باپ کا حق دریافت تو کیا آپ نے فرمایا: یہی دونوں بہشت اور دوزخ میں لے جانے کے سبب ہیں یعنی اگر راضی ہیں تو بہشت ورنہ دوزخ میں جانا ہوگا۔
- جس نے ماں باپ کی اطاعت میں دن نکالا اس کے لئے بہشت کے دروازے کھلے ہیں اور جس نے نافرمانی میں صبح کی اس کے لیے دوزخ کے دروازے کھل جاتے ہیں۔
- اگرچہ ماں باپ کتنا ہی ظلم کریں مگر اولاد کو نافرمانی نہیں کرنی چاہیے۔
- خدا سب گناہوں کو بخش دے گا مگر ماں باپ کی نافرمانی کا گناہ نہ بخشا جائے گا۔
- ماں باپ کی نافرمانی نہ کرے اگر وہ گھر بار سے نکال دیں تو نکل جائے اور اگر زوجہ سے علیحدہ کر دیں تو علیحدہ ہو جائے۔

بنی اسرائیل کے تین شخص

بنی اسرائیل کے تین آدمی کہیں جارہے تھے کہ بارش نے آگھیرا انہوں نے غار میں پناہ لی ایک بڑا پتھر لڑھکنے سے اس غار کا منہ بند ہوگیا جس میں وہ تھے انہوں نے آپس میں کہا کہ کوئی عمل خالص للہ جس نے کیا ہو اس کے سبب خدا سے دعا مانگیں کہ یہ مصیبت جس میں ہم ہلاک ہوجائیں گے ٹل جائے انہی سے ایک نے کہا کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے اور میرے بچے چھوٹے تھے میں دودھ دوہ کر ماں باپ سے پہلے اپنے بچوں کو دینا نامناسب جان کران کے پاس لے گیا وہ دونوں سوگئے تھے ان کو جگانا بہتر نہ جانا سرہانے کھڑا رہا اور بچے بھوک کے مارے پاؤں کے نیچے بلکتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی اگر یہ کام میں نے خدا کی رضامندی کے لئے کیا ہے تو پتھر الگ ہوجائے، چنانچہ وہ اس قدر الگ ہوگیا کہ آسمان نظر آنے لگا دوسرے نے کہا کہ میں چچا کی بیٹی پر نہایت درجہ عاشق تھا اور وہ متنفر تھی جب اسے دینار میں نے دیئے وہ دینار لے کر میرے ساتھ ہولی عین حالت خلوت میں اس نے کہا کہ بندۂ خدا خدا سے ڈر میری عصمت کو نہ بگاڑ میں علیحدہ کھڑا ہوگیا اگر یہ کام رضامندی خدا کیلئے میں نے کیا ہو تو یہ روک پتھر کی الگ ہوجائے وہ پتھر کسی قدر پھر ہٹ گیا تیسرے نے کہا میں نے ایک مزدور کو اجرت پر رکھا مزدوری پوری کرنے پر پانچ سیر گیہوں دینے لگا اور اس نے بے پرواہی سے نہ لیے اور چلا گیا میں نے اس گیہوں کی زراعت کرتا رہا یہاں تک کہ زیادتی سے اس کی بہت سی گائیں خریدی گئیں اور چرانے کیلئے چرواہے رکھے گئے ایک دن پھر وہ عرصہ بعد آکر مجھ سے اپنی مزدوری مانگنے لگا میں نے گائیں اور چرواہے لے جانے کے لئے کہا اس نے کہا کیوں ہنسی کرتا ہے میری مزدوری دے دے میں نے جواب دیا کہ میں ہنستا نہیں یہ تیرا مال ہے لے جا وہ لے کر چلا گیا پس اگر یہ میں نے اے خدا تیری رضامندی کے لئے کیا ہو تو یہ پتھر ہٹا دے وہ بالکل ہٹ گیا۔ (حدیث)

- ماں باپ کی خدمت کرنے سے ان کی رضامندی گناہوں کو دھو دیتی ہے۔
- خدا کی رضامندی ماں باپ کی رضامندی پر موقوف ہے اور خدا کی ناراضی ماں باپ کی ناراضی پر۔
- ماں باپ کی نافرمانی گناہ کبیرہ ہے اور قطعی حرام۔
- وہ نہایت درجہ بدبخت ہے جو ماں باپ کو زندہ پائے اور بہشتی نہ بنے۔

(۱۷) یتیم کا مال نہ کھانا

ولا تاکل مال الیتیم ظلماً۔

(سترہویں) اور مال یتیم کا نہ کھانا۔

- یتیم کا مال کھانا گناہ کبیرہ ہے۔

- مال یتیم کا کھانا قطعی حرام ہے۔
- جس نے یتیم کا مال کھایا وہ جنت میں نہ جائے گا۔
- نہایت درجہ برا کھانا یتیم کا مال ہے۔
- نہایت خراب گھر وہ ہے جس نے یتیم کے لئے برائی ہو۔
- یتیم کے مال کی حفاظت کرنا نہایت درجہ نیک آدمی کا کام ہے۔
- یتیم کے ساتھ محبت اور پیار کرنا نہایت درجہ نیکی کی بات ہے یہاں تک کہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرنا اتنی نیکیاں ملنے کا سبب ہوتا ہے جس قدر اس ہاتھ کے نیچے بال آئیں۔
- وہ گھر خیر و برکت کا ہے جس میں یتیم کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے۔
- یتیم کا مال کھانے والا قیامت کے دن سخت ترین عذاب میں ہوگا جس سے دوزخیوں کو عبرت ہوگی۔

(۱۸) شراب سے پرہیز کر

ولا تشرب الخمر۔

(اٹھارہویں) اور شراب اور نشہ نہ پینا۔

- شراب پینا یا کسی قسم کا نشہ کرنا قطعی حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔
- نشہ کل بے حیائیوں کا سر ہے۔
- نشہ پینے کی حالت میں ایمان نہیں رہتا۔
- شراب پینے والے کو (اول دور میں) کھجور کی شاخ اور جوتیوں سے خوب جاتا تھا اور پھر اسی کوڑے سزا مقرر ہوئی۔
- پیغمبر ﷺ نے شراب پینے والے کو پٹوانے کا حکم دیا اس وقت جو موجود تھے کوئی جوتیوں سے کوئی لکڑی سے کوئی کھجور کی ٹہنی سے مارنے لگے اور پیغمبر ﷺ نے دھول اس کے منہ پر پھینکی۔
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے شراب پینے والے کو تھپڑ سے اور کپڑے کے کوڑے سے اور جوتیوں سے خوب مارا۔
- جس نے دنیا میں نشہ پیا وہ بہشت کی نہروں کے پانی سے محروم رہے گا۔
- جس نے شراب پی وہ جہنم میں دوزخیوں کا پسینہ اور پیپ پئے گا۔
- شراب کو دوا جان کر بھی نہ پیو وہ دوا نہیں ہے مرض ہے۔

- شرابی کی ایک دن کی شراب پینے میں چالیس دن کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔
- شراب تھوڑی یا بہت یہاں تک کہ ایک قطرہ بھی حرام ہے۔
- جب تک شرابی شراب نہ چھوڑے اس کو سخت درجہ سزا دینا چاہئے۔
- شراب پینے والے پر جنت حرام ہے۔
- نشہ دو طرح کا ہے ایک جو بدن کو سست کرتا ہے مثل افیون کے اور دوسرا عقل کو زائل کرتا ہے جیسے شراب، بھنگ، گانجہ، گویا افیون مردہ بناتی ہے اور شراب دیوانہ۔
- شراب میں جو چیز رکھی جائے وہ اکثر تحلیل نہ ہونے سے کچھ عرصے تک محفوظ رہتی ہے۔ مثلاً کوئی مردہ جانور شراب میں رکھا جائے وہ نہ بگڑے گا اور تحلیل نہ ہونے سے عرصہ تک اصلی حالت میں رہے گا پس جو کوئی شراب پیتا ہے اور پھر کھانا کھاتا ہے وہ کھانا بھی بخوبی تحلیل نہ ہونے سے اچھی طرح ہضم نہیں ہوگا اور اسی سبب سے کئی سخت بیماریاں پیدا ہوں گی جن کا علاج بجز موت کے کچھ نہیں ہوگا۔
- شراب اور کل نشے ابتداء میں متحرک ہوتے ہیں اور آخر میں مخدر اس لیے شرابی ضعیف، نقیہہ اور سست ہوتے ہیں۔
- شراب پینے والے سکتہ، رعشہ، خفقان، مالیخولیا، امراض صدر اور کبد وغیرہ کی بیماریوں میں سے کسی بیماری میں ضرور مبتلا ہوتے ہیں غرضیکہ سب نشے حرام ہیں اور پینے والا سخت گنہگار اور بے وقوف ہے۔

(۱۹) زنا سے بچا جائے

ولا تزني۔

(انیسویں) اور زنا نہ کرنا۔

- زنا کاری بہت برا راستہ ہے اور نہایت درجہ بے حیائی کا کام ہے۔
- جب کوئی زنا کرتا ہے اس کو حرص اس کام کی پیدا ہو جاتی ہے اور یہ خیال ہو جاتا ہے کہ فلاں عورت سے زنا کرنے میں بہت مزہ ہے جب اس سے بے حیائی کا کام کر لیتا ہے تو پھر اور عورت کا خیال پیدا ہوتا ہے اسی طرح حرص بڑھتی جاتی ہے۔
- زنا کرنے میں نقصان بہت ہیں۔
- جوہر منی جس سے نسل انسانی قائم ہے وہ رائیگاں جاتی ہے جو کسی کے حمل حرام ٹھہر جاتا ہے تو وہ بخیال بدنامی گرایا جاتا ہے اور بچہ ہلاک کیا جاتا ہے جس کے سبب عدالتوں میں بربادی ہوتی ہے۔

- زنا کاری میں دام خرچ کرنے پڑتے ہیں اور آدمی مفلس اور برباد ہو جاتا ہے۔
- اپنی منکوحہ عورت سے زانی کو نفرت ہو جاتی ہے اور گھر میں عداوت اور لڑائی جھگڑے رہتے ہیں کبھی کبھی ان جھگڑوں سے نوبت بہلاکت پہنچ جاتی ہے۔
- زانی کا چہرہ دن بدن بے رونق اور بدنما ہوتا جاتا ہے اور تمام بدن بالکل بگڑ جاتا ہے۔
- جتنے عمدہ اور نیک کام کئے ہوں سب بدنامی سے مٹ جاتے ہیں اور جس خاندان میں ہو اس پر ایک زنا کار سے بٹہ لگ جاتا ہے بزرگوں اور بڑوں کا پاس ادب نہیں رہتا۔
- خداتعالیٰ جل شانہ کی رحمت اور برکت سے محروم رہ کر راندۂ درگاہ بن جاتا ہے۔
- زانی کی قدر و منزلت بالکل لوگوں میں نہیں رہتی اور نہایت درجہ ذلیل اور خستہ و خوار معلوم ہوتا ہے۔
- زانی سے کوئی کام زیندارانہ جراٗت و ہمت کا نہیں ہو سکتا اور دل پر ایسی سیاہی آتی ہے جس سے عبادت خدا میں مطلق دل نہیں لگتا۔
- ہر وقت زنا کاری کی زنا کار کو فکر رہتی ہے اس سے محلہ والے یا بستی والے یہاں تک کہ خویش و بیگانے سب ناراض اور روگردان ہو جاتے ہیں۔
- نیک عورتیں بھی اس سے نفرت اور پرہیز کرنے لگتی ہیں اپنے گھر کے اندر نہ آنے دینے کا ہر وقت خیال رہتا ہے۔
- زنا کار ہر وقت ناپاک رہتا ہے اور شیطان اس کا ساتھی ہو جاتا ہے اور آخرت میں حشر کے دن نہایت ذلت سے دوزخ میں ڈالا جائے گا اور وہیں رہے گا۔

زنا کاری کے طبّی نقصانات

زنا کاری میں مرض سوزاک یا آتشک ضرور لاحق ہوتا ہے یہ دونوں مرض نہایت درجہ برے ہیں اگرچہ سوزاک سے آتشک کا مرض زیادہ خراب ہے مگر سوزاک کے مریض کی حالت ایسے المناک صدمہ سے ہلاکت کی دیکھی گئی ہے کہ بیان سے خوف آتا ہے سوزاک سے پیشاب کے عضو کی اندرونی جھلی میں ورم ہو جانے اور رکنے کے سبب پیشاب جھلی کو پھاڑ کر اندر چلا جاتا ہے اور دن بدن بڑھتا جاتا ہے اور سڑ جاتا ہے یہاں تک کہ ہفتہ عشرہ میں مریض ایسی تکلیف پانے سے جس کا صدمہ وہی جانتا ہے مرجاتا ہے۔

- آتشک میں کیٹھیا کا ہونا کوڑھ کا ہو جانا تمام بدن میں پھوڑے پھنسیوں کا نکلنا عضو تناسل اور ہاتھ پاؤں کا گل گل کر جھڑتے جانا تالو میں سوراخ ہو جانا ناک کا بیٹھ جانا تمام بدن میں کیڑوں کا پڑ جانا وغیرہ وغیرہ بہت مصیبتیں

ہیں جن میں پھنس کر مریض ہلاک ہوتا ہے۔

- آتشک کی بیماری متعدی ہے پشت در پشت تک رہتی ہے اور سخت بیماریاں اس کے سبب اولاد کو پیدا ہوتی رہتی ہیں۔

(۲۰) جھوٹی قسم سے بچنا

ولا تخلف باللہ کاذباً۔

(بیسویں) اور خدا کی جھوٹی قسم نہ کھانا۔

- اول تو قسم کھانا ہی معیوب ہے کیوں کہ آدمی قسم اسی حالت میں کھاتا ہے کہ وہ جانتا ہے کہ لوگ میری بات جھوٹی جانتے ہیں اور حقیقت میں اکثر جھوٹا آدمی قسم کھاتا ہے۔
- خدا کی جھوٹی قسم کھانا سخت گناہ ہے۔
- زیادہ قسم کھانا علامت جھوٹ کی ہے۔
- جھوٹی بات کو سچا کرنے کی غرض سے قسم کھانے میں کئی جھوٹی باتیں بنانی پڑتی ہیں اور ہر ایک کے ثبوت کے لئے بھی اسی طرح جھوٹی قسم کھانا پڑتا ہے غرض ایک جھوٹ کے لئے بہت سا جھوٹ بنانا پڑتا ہے اس کا اعتبار بالکل لوگوں میں نہیں رہتا۔
- خدا تعالیٰ جل شانہ کا نام پاک ہر جھوٹی بات پر اس کے ثابت کرنے کو لیا جانا بڑی بے ادبی ہے جو خدا کے نام کی بے ادبی کرے وہ دوزخی ہے۔

(۲۱) جھوٹی گواہی سے بچنا

ولا تشھد شھادۃ الزور۔

(اکیسویں) اور جھوٹی گواہی نہ دینا۔

- جس نے جھوٹی گواہی دی اس پر جنت حرام ہے۔
- جھوٹی گواہی دینے والا دوزخ میں رہے گا۔
- سب آدمیوں میں برا جھوٹی گواہی دینے والا ہے۔
- جھوٹی گواہی دینے والے کا اعتبار جاتا رہتا ہے اور اس کا نام منافقوں میں شمار ہوتا ہے اگر کبھی وہ سچ بھی بولتا ہے تو جھوٹ سمجھا جاتا ہے۔
- جھوٹی گواہی دینے والا دنیا میں کسی سخت مصیبت میں پھنسے گا۔ ورنہ قیامت کے دن دوزخ میں ایسے سخت عذاب

میں مبتلا ہوگا جس کے سبب دوزخیوں کو گھبراہٹ ہوگی۔

- جھوٹی گواہی دینا حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور اسی کو یمین غموس کہتے ہیں جو اکبرالکبائر میں بعد شرک وعقوق وارد ہے۔
- جھوٹی گواہی دینے والا مثل مشرکوں کے ناپاک ہے۔
- جس قدر شرک کرنے کا گناہ گنا جاتا ہے اسی قدر جھوٹی گواہی دینے کا گناہ لکھا ہے۔

(۲۲) خواہشات نفسانی سے بچنا

ولا تعمل بالهواءِ۔

(بائیسویں) اور بے جا خواہش نفسانی پر عمل نہ کرنا۔

- بے جا خواہشات نفسانی گناہوں میں مبتلا کرتی ہیں۔
- پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ بڑا خوف مجھ کو اپنی امت کا بے جا خواہشات نفسانی پر مائل ہونے اور آرزوؤں کے بڑھانے کا ہے۔
- بے جا خواہشات نفسانی ہمیشہ حق بات سے آدمی کو روکتی ہیں۔
- آرزو میں بڑھنے سے آخرت یاد نہیں رہتی۔
- نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تمام آدمیوں میں افضل مخموم القلب ہے۔ صحابہ کرام نے مغموم القلب کے معنے دریافت کئے آپ نے فرمایا، وہ ایسا دل ہے جو بے جا خواہشات نفسانی سے پاک ہو یعنی صاف ہو اس میں کوئی گناہ اور کسی طرح کی میل اور حسد اور بغض اور خیانت نہ ہو۔
- لقمان حکیم نے کہا کہ مجھے فضیلت بے جا اور لغو کام چھوڑنے سے ملی ہے۔
- خدا کے بندے خواہشات نفسانی میں مشغول نہیں ہوتے۔
- پرہیزگاری حرص اور امید اور خواہش کا کم کرنا ہے۔
- نہایت درجہ برا آدمی وہ ہے جس کی عمر زیادہ ہو اور عمل خراب ہوں۔
- بدترین آدمیوں میں وہ ہے جو منصوبے ایسے باندھتا رہتا ہے کہ جب میں مالدار ہوں گا تو خوب مزے اڑاؤں گا۔
- نہایت بیوقوف آدمی وہ ہے جو خواہشات نفسانی کا تابع ہو۔

(۲۳) غیبت سے بچنا

ولا تغیب اخاك المسلم۔

(تیسویں) اور اپنے بھائی مسلمان کی غیبت نہ کرنا

- جس نے اپنی زبان اور شرمگاہ کو قابو میں رکھا وہ بہشتی ہے ورنہ وہ دوزخ میں جائے گا۔
- غیبت کرنا نہایت سخت کلمہ غضب الٰہی ہے جس پر غضب الٰہی ہوگا وہی اس کلمہ کو منہ سے نکالے گا۔
- آدمیوں میں نہایت برا آدمی وہ ہے جو سامنے کچھ کہے اور پیچھے کچھ۔
- سخن چین اور جعل خور دونوں ہرگز بہشت میں نہ جائیں گے۔
- جس شخص میں چغلی کھانے کی عادت ہے اس میں سب برائیاں آجائیں گی۔
- کسی آدمی میں کوئی عیب ہو تو اسے کہنا جسے وہ برا جانتا ہو غیبت ہے اور جب عیب نہ ہو اور بنا کر اس پر لگائے تو وہ بہتان ہے۔
- غیبت کرنے والے کی نیکیاں تمام برباد ہو جاتی ہیں اور جیسے آگ سے گھاس پھوس جل جاتا ہے اسی طرح سے سب نیکیاں محو ہو جاتی ہیں اور جس کی غیبت کرتا ہے اس کے نامۂ اعمال میں اسی قدر نیکیاں بڑھ جاتی ہیں۔
- چغلخور کی چغلی چھپتی نہیں آخر کو معلوم ہو جاتی ہے اور وہ سب کے نزدیک ذلیل اور رسوا ہو جاتا ہے۔
- جب آدمی غیبت کرتا ہے اسی دن سے غضب الٰہی میں رہتا ہے۔
- جو کوئی کسی کا حال ایسا بیان کرے کہ لوگ سنیں وہ آدمی شیطان کے گروہ میں سے ہے۔
- آدمی کو اپنی مسلمانی کا دعویٰ اسی حالت میں صادق آتا ہے جبکہ اس میں چغلی کی عادت نہ ہے۔
- وہ آدمی خباثت کے کنوئیں میں ڈوبا ہوا ہے جو کسی کے سامنے دوسرے کی جھوٹی بات سچی بنا کر کہے۔
- غیبت آدمی کی وضعداری اور شان کو بالکل کھو دیتی ہے۔
- آدمی کی زبان آدمی کو کئی خرابیوں میں ڈالتی ہے۔
- جس کی غیبت کی جاتی ہے اس پر کچھ نہیں ہوتا اور کرنے والے پر خرابی اور آفت آجاتی ہے۔
- خداتعالیٰ کے نہایت درجہ برے بندے چغل خور ہیں جو مغفرت سے محروم رہیں گے۔
- غیبت کرنا سب کاموں میں سخت تر حرام ہے۔

(۲۴) نیک عورت کو تہمت نہ لگانا

ولا تقذف المحصنة۔

(چوبیسویں) اور نیک عورت کو زنا کار نہ کہنا۔

- کسی نیک عورت کو زنا کار کہنا قطعی حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔
- جس کسی نے کسی نیک عورت کو زنا کار کہا وہ تین گناہوں میں آلودہ ہوا (۱) تو اس نے بہتان لگایا جس کے سبب بہشت کو چھوڑ کر جہنم کو اپنا ٹھکانا بنایا۔ (۲) غیبت کی جس قدر برائیاں ہیں سب اس میں سما گئیں۔ (۳) وہ رحمت الٰہی اور بہشت اور فرشتوں اور انبیاء سے دور ہو کر غضب الٰہی سے دوزخ میں داخل ہوگا۔
- جس نے نیک ایماندار بھولی عورت پر زنا کاری کی تہمت لگائی وہ ایسا تباہ ہو کر جہنم رسید ہوگا جس سے خلاصی نہ ہوگی۔

(۲۵) مسلمان کے مال میں خیانت نہ کرنا

ولا تغل اخاك المسلم۔

(پچیسویں) اور اپنے بھائی مسلمان کے مال کی خیانت نہ کرنا۔

- غلول غنیمت کے مال میں خیانت کرنے کو کہتے ہیں۔
- جو کوئی آدمی امانت دار اور پنچایتی مال یا کسی کے مال کی خیانت کرے اسے ایمان والا نہ سمجھنا چاہئے۔
- جس نے امانت میں خیانت کی وہ مسلمان نہیں ہے۔
- خائن اپنے منہ سے اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے مگر حقیقت میں وہ مسلمان نہیں ہے۔
- خیانت کرنے والا منافق ہے۔
- خیانت کا مال کھانے والا دوزخ میں سخت ترین عذاب میں مبتلا رہے گا۔
- جس کے پیٹ میں خیانت کے مال کے لقمے ہیں وہ بہشت کی نعمتوں سے محروم ہے۔
- خیانت کا مال کھانے سے بدخصلتیں پیدا ہوتی ہیں یہاں تک کہ آخر میں دل سیاہ ہو جاتا ہے۔
- خائن سے بجز برے کام کے نیک کام نہیں ہو سکتا۔
- جس کو چوری کا حرام مال منہ لگتا ہے اس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور دُرشتی اس سے ظاہر ہوتی ہے سہولت نرمی، نیک خوئی اس سے جاتی رہتی ہے۔

(۲۶) کھیل کود میں مشغول نہ ہو

ولا تلعب۔

(چھبیسوین) اور کوئی بازی نہ کھیلنا۔

- جتنے جلسے تماشوں کے اور جتنی محفلیں ناچ رنگ کی اور جتنی سنگتیں اوباشوں اور آوارہ لوگوا

پہلوانوں اور کشتی گیروں کے ہیں سب کھیل واہیات ہیں۔ ان میں بجز وقت ضائع ہونے اور بدی حاصل کرنے کے کچھ نتیجہ نہیں۔

- انسان کو ضروری کام اس قدر ہیں کہ ایسے لغو کام میں مصروف ہونے سے ان کا ادا ہونا نہیں ہو سکتا جس کی باز پرس دنیا اور آخرت میں ہوگی مثلاً تحصیل علم ضروری و ادائے فرض جیسے صوم و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ وغیرہ اور رہنے کے مکان کی درستی اور نان و نفقہ زن و فرزند ذی قرابت و ذی رحم اور محتاجین کے لئے اکتساب فن و ہنر خصوصاً نوکری اور سوداگری یا کشت کاری اور مزدوری جہاں تک کہ خلاف شرع اور مخالف معمول نہ کرنا اول تو ان ضروریات سے فرصت ہی نہیں مل سکتی اگر کچھ ملی بھی تو امر معروف اور نہی منکر کی بہت سی باتیں ہیں جن پر عمل کرنا عین بہبودی ہے۔
- لغو تماشوں اور جلسوں میں شریک ہونا آوارہ پن ہے جس کو بے عقلی کے سبب دین و دنیا سے حصہ نہ ملے وہ ایسے فضول اور واہیات کاموں کو کرے گا اور شریک ہوگا۔

(۲۷) غافلوں کے ساتھ غافل نہ ہو جا

ولا تله مع اللاهين۔

(ستائیسویں) اور کھلاڑیوں کے ساتھ کھیل کود کرنا۔

- مختلف بازیاں مثل پتنگ بازی پھرکی بازی، مرغ بازی، تاش بازی، چوسر بازی، شطرنج بازی، کنٹھی بازی، شرط کی بازی، اکھاڑہ بازی وغیرہ میں مومن کا شریک ہونا یا ساتھ دینا مکروہ اور حرام ہے۔
- تین بازی ایک تو گھوڑے کے ساتھ یعنی اسے مختلف چال سے چلانا کاوا پھرانا وغیرہ دوسرے تیر تلوار، چھری، بندوق، وغیرہ ہتھیاروں سے بازی کرنا جیسے تیر اندازی و نیزہ بازی اور تلوار اور کرچ کا کام بندوق سے نشانہ بازی اسی میں داخل ہے پٹہ بازی، بنوٹ وغیرہ، تیسرے منکوحہ عورت کے ساتھ مداعبت و ملاعبت یعنی خوش طبعی کرنا یہ تینوں روا ہیں۔
- جو کوئی کھیل تماشہ میں لگا اس کے دل میں دنیا کی خواہش اور عقبےٰ کی بے رغبتی آجاتی ہے۔
- جو کوئی لاہی اور لاعب ہے وہ واہی اور رحمت الٰہی سے دور اور شیطان کے پھندوں میں پھنسا ہوا ہے۔ لہٰذا لاہین اور لاعبین سے بچو۔

(۲۸) کسی کو عیبی کہنے سے بچو

ولا تقل للقصير يا قصير تريذبذلك عيبه۔

(اٹھائیسویں) اور پستہ قد کو عیب لگانے کے ارادہ سے چھوٹا نہ کہنا۔

- کسی کی برائی ظاہر کرنا اس میں عیب لگانا یا حقارت کرنا یا ہلکا سمجھ کر بولنا مثلاً دراز قد کو لوکڑا یا اونٹ یا لمڈھیک یا کھجور تاڑ اور پست قد کو بونا، بالشتیا، بینگن کے برابر کہنا کانے کو کانا اندھے کو اندھا، لنگڑے کو لنگڑا، غرض جو کچھ بدن میں عیب ہو اس کا نام لے کر حقارت سے عیب ظاہر کر کے پکارنا جس کو وہ ناپسند کرے حرام ہے۔
- جو کوئی کسی آدمی سے باتیں اس ڈھب سے کرے کہ اس کا عیب ظاہر ہو اور اس کے دل کو رنج پہنچے اس پر ایسا وبال ہے کہ گویا اس نے خدا کو ناراض کیا اور پیغمبروں کو رنج پہنچایا۔
- کسی سے بات چیت کرنے میں اس کے عیبوں کو کھولنا جس سے اس کے دل پر صدمہ پہنچے اس کے بالعوض خدا تعالیٰ اس کو دوگنا صدمہ پہنچادے گا۔

بنی اسرائیل کا مالدار

ایک خوبصورت مالدار شخص بنی اسرائیل میں ہر ایک سے بات کرنے میں ان کے عیب ظاہر کر کے اپنی بڑائی جتلایا کرتا تھا اور یہی اس کا وتیرہ تھا وہ خوبصورت سے بدصورت ہو گیا اور مالداری کے بالعوض مفلس یہاں تک اس کی نوبت پہنچی کہ بدصورتی سے لوگ اس سے نفرت کرنے لگے اور بستی میں سے نکال دیا اور افلاس کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ در بدر ٹکڑے مانگنے سے بھی اسے پیٹ بھرنے کے لائق کچھ نہ ملتا تھا جس کے یہاں جاتا وہ نکال دیتا وہ اسی خرابی کی حالت میں مر گیا۔

- لوگوں کو بول چال میں برا کہنا اور ان پر عیب لگانے کی عادت سے اس کی نیکیاں برباد ہوتی ہیں اور رحمت کے فرشتے اس سے نفرت کرتے ہیں۔
- کلام میں عیب ظاہر کرنے والے کا عیب سب لوگ ظاہر کرتے ہیں اور وہ نیک نامی کے بالعوض بدنام ہو جاتا ہے۔
- جو کوئی کسی کی برائی اپنے سے کہے وہ اپنے دوسروں سے ضرور کہے گا جو کوئی کسی کا عیب ظاہر کرے گا اس کا عیب دوسرے ظاہر کریں گے ایسا کبھی نہیں ہوتا جو لوگوں کی برائی تم سے کہے اور وہ تمہاری نہ کہے اور لوگوں کو برا کہتا پھرے اور لوگ اسے اچھا کہیں۔

(۲۹) کسی کا مذاق مت اُڑا

ولا تسخر باحد من الناس۔

(انتیسویں) اور کسی آدمی سے مسخرا پن نہ کرنا۔

- مسخرا پن حرام ہے۔

- مسخرے زمرۂ بدکاروں اور شیطانوں میں گنے جاتے ہیں۔
- مسخرے کے منہ میں قیامت کے دن آگ بھری جائے گی۔
- جو کوئی کسی کا مسخرا پن کرتا ہے اور لوگوں کو ہنساتا ہے وہ خدا کی رحمت اور نیکیوں سے دور رہتا ہے اور غضب الٰہی اور بدیوں سے معمور۔
- بنی اسرائیل میں ایک آدمی ہر ایک کا مسخرا پن کیا کرتا تھا اور آدمیوں کی رفتار اور گفتار کی تشبیہ جانوروں سے دیگر لوگوں کو ہنسایا کرتا تھا بدترین جانور کی صورت میں مسخ ہو کر مر گیا۔
- جو لوگوں پر مسخرے پن سے ہنسی کرتا ہے اس کی قیامت کے دن عبرتناک رسوائی ہوگی۔
- جو کوئی کسی کی مسخرہ پن سے ہنسی اڑاتا ہے اسے جو کوئی ارادے سے سنے اور ہنسے اس پر بھی اتنا ہی گناہ ہے جتنا اس مسخرہ پر ہے۔
- جو کوئی مسخرا پن کرتا ہو اسے روک دینا چاہئے اگر قدرت نہ رکھے تو وہاں سے اٹھ جانا چاہئے، کیوں کہ وہ شیطانوں کے شمار میں ہوتے ہیں۔

(۳۰) دو آدمیوں میں چغلی نہ کھانا

ولاتمش بالنميمة بين الاخوين۔

(تیسویں) اور دو آدمیوں میں چغلی نہ کھانا۔

- دو آدمیوں میں ایک کی دوسرے سے چغلی کر کے ان میں رنجش ڈلوانا حرام ہے اور سخت گناہ ایسے فعل کا مرتکب شیطانوں میں گنا جاتا ہے کیوں کہ یہ کام خاص شیطان کا ہے۔
- دو آدمیوں میں رنجش ڈالنے والا جنت میں نہ جائے گا دوزخ اس کا ٹھکانا ہوگا۔
- دو آدمیوں میں رنجش ڈلوانے کا گناہ قتل کرنے کی برابر ہے۔
- جو کوئی دو آدمیوں میں رنج ڈلواتا ہے آخر کو جھوٹ ظاہر ہونے سے وہ دونوں آپس میں مل جاتے ہیں اور رنج ڈالنے والا سب کے نزدیک ذلیل و خوار ہوتا ہے۔

کنند این و آں خوش بہ یکبا دل — تو اندر میاں شرمسار و خجل

- مومن چغل خور نہیں ہوتا جو کوئی ایمان دار ہے وہ چغل خور نہیں اور جو چغل خور ہے وہ ایماندار نہیں بلکہ منافق ہے۔
- نہایت سہل رستہ دوزخ میں جانے کا دو آدمیوں میں پھوٹ ڈالنا ہے۔

- آدمیوں میں پھوٹ ڈالنے والا مبغوض العام ہوتا ہے اور جو شخص مبغوض العام ہے وہ بدترین خلقت ہے۔
- نجات کی صورت اسی میں ہے کہ آدمی اپنی زبان چغلی اور دشنام دہی اور بدگوئی اور مسخرہ پن سے پاک رکھے کیوں کہ ان باتوں سے وہ بخشش سے محروم ہے اور اس کا منہ بدبو سے بھرا رہتا ہے جس سے فرشتے رحمت کے کوسوں دور رہتے ہیں۔
- جس کے منہ سے مسخرہ پن صادر ہوتا ہے وہ آدمی عیب ناک ہے۔
- دل کو سخت کرنے والی یا مارنے والی دو چیزوں میں سے ایک مسخرا پن ہے اور دوسرا ہنسی۔

(۳۱) اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرنا

واشکر الله تعالٰی علٰی نعمته۔

(اکتیسویں) اور شکر کر خدا تعالیٰ کا اس کی نعمتوں پر۔

بیشمار نعمتیں خدا کی خلقت کو عطا ہوئی ہیں جیسے فضائے لا متناہی ابعاد میں اس کی مخلوقات کے بیان سے عاجزی ہے ویسی ہی مخلوقات میں جو کرۂ زمین ہے اور وہ علاوہ عنصروں کے جمادات نباتات حیوانات سے آباد ہے ان میں جو حیوانات کی اجناس بلا وسیلہ آلہ کی مرئی (دیکھی جانے والی) ہیں وہ تیس ہزار ہیں اس کے سوا غیر مرئی کا اندازہ نہیں اور ان میں جو انسان تقریباً ڈیڑھ ارب کے ہیں اس کا ہر ایک فرد جن جن نعمتوں سے محصور ہے ان نعمتوں کے بیان سے بھی لاچاری ہے ان نعمتوں سے ایک ہوا ہے جس میں آدمی سانس لیتا ہے یعنی تازی ہوا بذریعہ تنفس اندر لے جاتا ہے تاکہ وہ کثافت کو جس کے نہ نکلنے سے قیام زندگی غیر ممکن ہے واپس آنے پر خارج کرے چنانچہ وہ سانس کی خارج شدہ ہوا ایسی زہریلی ہے کہ اگر اس کا دفعیہ نباتات کی غذا ہونے سے نہ ہوتا تو حیوانات کا زندہ رہنا نہ ہو سکتا کیوں کہ اس کثافت و سانس کے ذریعہ سے اگر ہوا دور نہ کرے یا ویسی ہی کثیف ہوا کا سانس لیا جائے تو دونوں صورتوں میں آدمی مر جائے اور سانس کا اندر لینا خون کی صفائی سے زندگی کو قائم رکھنے اور پھر کثافت کو باہر نکالنے جس سے روح کو تازگی ہوتی ہے اس کا مجموعہ دَم کہلاتا ہے جس میں دو نعمتیں واجب التشکر سمجھی گئی ہیں لیکن اس امر پر غور ہونا چاہئے کہ فوراً سانس کا اندر جانا معاً کثافت لے کر واپس باہر آنا جس میں کیا کیا اور کس قدر اندرونی قدرتی رعایتیں ہیں اگر وہ معلوم ہو جائیں تو فقط دو ہی نعمتیں ایک دم میں نہ گنی جائیں بلکہ دو کی جگہ تقریباً بیس نعمتوں کا شمار ہو اور ہر نعمت پر اس کا شکر ضرور چاہئے اگرچہ بمقابلہ اس کی نعمتوں کے شکر کا ادا ہونا غیر ممکن ہے مگر جہاں تک ہو سکے شکر برابر رہے۔

- ہر طرح ہر وقت شکر گزاری پروردگار عالم کی کی جانی چاہیے۔

- جو شکر نعمت نہ کرے اس کا نام نافرمانوں میں لکھا جاتا ہے۔
- شکر کرنے سے خدا تعالیٰ نعمتوں کی ترقی فرماتا ہے اور شکر ادا نہ کرنے سے نعمتوں میں کمی ہوتی ہے۔
- جو خلاق عالم کا شکر ادا نہیں کرتا وہ بمنزلہ حیوانوں کے ہے۔
- انسان ہو کر شکر ادا نہ کرنے سے نہایت درجہ ندامت اور حیرانی اٹھانی پڑے گی۔
- جس نے خدا کا شکر ادا نہ کیا وہ لوگوں کا بھی شکر گزار نہ ہوگا۔
- خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنا بڑی بھاری نعمت ہے جو صوم وصلوٰۃ کے ادا کرنے کے برابر شمار کی جاتی ہے بلکہ یہ بھی اسی مراد سے شروع ہوئی ہیں۔
- بنی اسرائیل میں ایک شخص شاکر تھا اور دوسرا عابد نبی ﷺ نے بشارت سنائی کہ شاکر کا رتبہ عابد سے زیادہ ہے۔

(۳۲) مصائب وآلام پہ صبر کرنا

وتصبر علی البلاءِ والمصیبة۔

(بتیسویں) اور بلاؤں اور مصیبتوں پر صبر کرنا۔

- جو لوگ مصیبتوں اور آفتوں پر صبر کرتے ہیں وہ سب نیکوں سے پہلے بہشت میں داخل ہوں گے۔
- اس آدمی کے تمام کام اچھے ہیں جو مصیبت میں صبر کرے۔
- مصیبت میں صبر کو چھوڑ کر گھبرانا بے وقوفوں اور نامردوں کا کام ہے۔
- وہ آدمی غایت درجہ کا بدبخت ہے کہ قضائے الٰہی پر صابر نہ رہے اور جزع فزع کرے۔
- ہمت والا اور جوانمرد وہ ہے کہ جو مصیبت آنے والی ہو اس میں مستقل رہے اور جو آپڑے اس میں صبر کرے۔

(۳۳) اللہ کے غضب سے ڈرتے رہنا

ولا تامن من عقاب الله۔

(تینتیسویں) اور غضب الٰہی سے ڈرتے رہنا۔

- ایمان بیم اور رجا کے ساتھ ہے جب خدا سے ڈر ہی نہ رہا پھر ایمان کہاں؟
- اگر آدمی جان لے کہ کیا اس کے ساتھ ہونا ہے تو بہت رویا کرے اور تھوڑا ہنسے۔
- جب انسان کچھ برائی کرنے لگتا ہے وہ ضرور بربادی اور خرابی اپنی آپ پیدا کرتا ہے پھر برائی کرنے کے بعد کیونکر وہ ہنستا ہے خوش رہتا ہے اس کو رونا چاہئے کہ اس کام میں برباد اور خراب ہوگا۔

- کسی آدمی کو دنیاوی مزے میں خوشحال دیکھ کر کوئی شخص رفع حاجت (کسی غرض) کے لئے اس کے پاس جائے اور وہ کہے کہ تو ہمارے جلسوں لذتوں میں کیوں نہیں شریک ہوتا تو کہنے والا ایسا گنہگار ہے کہ اگر اسی رات میں برباد ہو جائے یا سخت مصیبت اس پر پڑے یا صورت اس کی بدل جائے تو کچھ تعجب نہیں۔
- جو کچھ چھوٹے گناہوں کی مصیبت ہم کو بھگتنی ہے اگر وہ مصیبتیں ہم کو معلوم ہو جائیں تو مارے خوف کے آدمی ہونے سے پتھر یا درخت بننا ہم منظور کر لیں۔
- جو کوئی خوف خدا سے ڈرتا ہے وہ جنتی ہے۔
- پیدا ہونے سے مرنے تک کی زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں لیکن انسان کتنا بے خوف ہو رہا ہے۔
- بچے جوان بوڑھے سب مرتے جاتے ہیں اور ایسا سلسلہ لگا ہے (کہ الامان الحفیظ)۔
- ایک پل میں تقریباً ستر آدمیوں کے دنیا میں مرجاتے ہیں انہی آدمیوں میں ہم بھی ہیں معلوم نہیں کہ کس وقت مر جائیں آدمیوں کو مرتے ہوئے آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور کچھ عبرت اور خوف نہیں کرتے۔
- موت کو یاد کرنا خوف خدا پیدا کرتا ہے۔
- مرنے کے بعد جو کچھ جنازۂ انسان کے ساتھ کارروائی ہوتی ہے وہ عبرت ہے۔
- خدا سے ہر حالت میں ڈرنا چاہئے کسی حالت میں نڈر نہ ہو۔
- جو آدمی خوف خدا سے اپنی ماسبق حالت کی خرابی پر روتا ہے وہ بخشا جائے گا اور داخل جنت ہوگا۔
- جو کوئی اپنی حالت پر غور اور کائنات کے انقلابوں پر فکر اور موت سے عبرت اور گناہوں سے خوف کرتا ہے وہ نیک ترین بندگان میں سے ہے۔

(۳۴) صلہ رحمی کرنا

ولا تقطع اقربائك۔

(چونتیسویں) اور نزدیک والوں کو نہ چھوڑنا۔

- قریب کے رشتہ داروں کو باوجود مالدار ہونے کے تدینا حرام ہے۔
- عمدہ نیکی کی بات یہ ہے کہ نزدیک کے قرابتیوں اور باپ کے دوستوں کے ساتھ سلوک سے پیش آئے۔
- جو کوئی یہ بات پسند کرے کہ اس کے رزق میں فراخی اور اس کی موت میں تاخیر ہو اسے لازم ہے کہ قطع رحم نہ کرے۔
- جس نے رشتہ داروں کو چھوڑا خدا اسے چھوڑ دے گا۔

- خدا فرماتا ہے جس نے اقرباؤں کو چھوڑا وہ مجھ سے اور میری رحمت سے دور ہوا۔
- قطع رحم عرش سے لٹکا ہوا فریادی ہوگا کہ جس نے مجھے چھوڑا تو بھی اسے چھوڑ دے۔
- بہشت میں قطع رحم کرنے والا کبھی نہ جائے گا۔
- جس قوم میں قاطع رحم ہوگا اس میں رحمت خدا کی نازل نہیں ہوگی۔
- کسی گناہ پر وبال اس قدر جلدی نہیں آتا جیسا قاطع الرحم پر آتا ہے۔
- صلۃ الرحم رحمت خدا سے ملانے والا اور قطع الرحم رحمت الٰہی سے دور کرنے والا (عمل) ہے۔

(۳۵) رشتہ داروں سے ملارہ

وصل اقربائك۔

(پینتیسویں) اور اپنے رشتہ داروں سے ملارہ۔

- خدا کا نام رحمان ہے اس سے رحم نکلا ہے سو صلہ رحم کرنے والا بڑے درجہ پر ہے۔
- حشر کے دن رحم پکارے گا جس نے مجھے رکھا میں اس کے ساتھ ہوں سو وہ ضرور بخشا جائے گا۔
- خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا نام رحمان اور رحیم ہے میں نے رحم کو پیدا کیا ہے اور اپنے دونوں ناموں میں سے اسے نکالا پس جو اس سے ملا اس سے میں ملوں گا اور جس نے اسے چھوڑا اسے میں چھوڑ دوں گا۔
- صلۃ الرحم سبب محبت کا ہے برادری میں اور سبب زیادتی مال کا ہے معیشت میں اور سبب تاخیر ہونے موت کا ہے دنیا میں۔
- صلۃ الرحم کا نتیجہ دنیا میں نیک نامی اور آخرت میں مغفرت ہے۔
- جس میں صلہ رحمی ہے اس سے امید نیکی کی ہے اور جس میں قطع رحمی ہے اس سے امید بدی کی ہے۔
- صلہ رحمی والا رحمت سے رحمان کی بارگاہ میں مقبول ہے اور قطع رحمی والا مردود۔
- اگر کسی کو فرشتوں کی مانند مرتبہ پانے کی امید ہو تو اس کو چاہئے کہ صلہ رحمی اختیار کرے۔
- صلہ رحمی کرنے والا خدا سے ملا ہوا ہے اور جس نے ایسی چیز اختیار کی ہو جو خدا سے ملی ہوئی ہے وہ مبرور اور مغفور ہے۔

(۳۶) کسی پر لعنت نہ کرنا

ولا تلعن احداً من خلق الله۔

(چھتیسواں) اور خدا کی خلقت میں سے کسی پر لعنت نہ بھیجنا۔

- ایمان والا لعنت کہنے والوں میں نہ ہوگا۔
- لعنت کرنے والے قیامت کے دن ذلیل ہوں گے۔
- اس آدمی کے لئے جہنم میں سخت عذاب پانے کی شدت تکلیف سے بڑی خرابی ہے جو لعنت کرنے والا ہے۔
- جس طرح لعنت کرنے والا برا کلمہ آدمی کو بدی کی طرف مائل کرتا ہے ویسا دوسرا کلمہ برا نہیں ہے۔
- ایمان والا طعن کرنے والا اور لعنت کرنے والا بے ہودہ، بے حیائی کی باتیں بکنے والا اور لغو بولنے والا نہ ہوگا۔
- جس کی زبان لعنت کہنے اور لغو بکنے اور جھوٹ بولنے سے آلودہ ہے ایمان کو اس سے نفرت ہے پس ایمان والے کو لائق نہیں ہے کہ ایسے برے کلمے منہ سے نکالے۔
- جو کوئی کسی پر لعنت کرتا ہے وہ لعنت آسمان پر چڑھتی ہے اس سے آگے جانے کو اسے راستہ نہیں ملتا تو وہ پھر الٹی زمین پر آتی ہے یہاں بھی آنے کو اسے راستہ نہیں ملتا پھر وہ چپ و راست جاتی ہے وہاں بھی راستہ نہیں ملتا تو ناچار وہ اسی پر پڑتی ہے جس نے اپنے منہ سے نکالی۔
- کسی حالت میں لعنت زبان سے نہ نکالنا چاہئے کسی کے لئے کہ وہ بجز منہ سے نکالنے والے کے دوسرے پر نہیں پڑتی۔
- لعنت اور طعنہ اور گالی جس کے منہ سے نکلتی ہے اور اس کی آبرو کم ہوتی ہے اور جس کے منہ سے یہ الفاظ نہیں نکلتے اس کی عزت اور آبرو بڑھتی ہے۔
- نیکی کرنے والے اور لعنت کرنے والے یکساں نہیں ہوسکتے جو نیکی کرنے والے ہیں وہ لعنت کرنیوالے نہیں اور جو لعنت کرنے والے ہیں وہ نیکی کرنے والے نہیں۔

(۳۷) تسبیح و تہلیل اور تحمید و تکبیر کہنا

و اکثر من التسبیح والتحمید والتکبیر و التھلیل۔

(سینتیسویں) اور سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ زیادہ کہنا۔

- بزرگ ترین کلام چار ہیں سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ جس کسی نے ان کا ورد کیا وہ بہتری اور برگزیدگی کو پہنچا اور تمام آفتوں اور بلاؤں سے نجات پائی۔
- سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ تمام کائنات میں جس پر سورج طلوع ہوتا ہے ان سب میں بہ اعتبار ثواب کے یہ چار کلمے بڑے ہیں۔
- جو کوئی یہ چاروں کلمے دن میں پڑھے اگر اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں تو بھی معاف ہو جاتے ہیں۔

- کوئی آدمی قیامت کے دن ایسی نیکیوں سے نہ آئے گا جیسا کہ ان چاروں حکموں کو پڑھنے والا آئے گا اس کے برابر وہی ہوگا جو ان چاروں کلموں کو پڑھتا ہے۔
- یہ چاروں کلمے زبان پر ہلکے ہیں یعنی آسانی سے پڑھے جاتے ہیں لیکن میزان عمل میں نیک کو بھاری کریں گے اور خدا تعالیٰ کو نہایت درجہ پیارے ہیں۔
- جو کوئی ارادہ کرے کہ ایک ہزار نیکیاں مجھ سے صادر ہو جائیں وہ پچیس پچیس دفعہ ہر ایک کو پڑھ لے ہزار نیکیوں کا ثواب پائے گا۔
- یہ چاروں کلمے نیکیوں کو بڑھاتے ہیں گناہوں کو مٹاتے ہیں اور شیطان کے فریب اور وسوسوں سے بچاتے ہیں۔
- کوئی دعا اور کوئی ذکر ان چاروں کلموں کے برابر نہیں۔
- بہشت کی نعمتوں کو یہ چاروں کلمے بڑھاتے ہیں۔
- یہ چاروں کلمے تمام مصیبتوں کو دور کرتے ہیں ان میں فقر وفاقہ بھی ہے۔
- اور انہیں چار کلموں کو بالاتفاق باقیات صالحات لکھا گیا ہے۔

(۳۸) جمعہ وعیدین کی حاضری

ولا تدع حضور الجمعة والعيدين۔

(اڑتیسویں) اور جمعہ اور عیدین کی حاضری نہ چھوڑنا۔

- کبھی بلا عذر جمعہ اور عیدین کی نمازوں کو نہ چھوڑنا چاہئے۔
- جمعہ کی نماز ہر جمعہ کو دو رکعت ہے اور عید الفطر اور عید الضحیٰ کی برس دن میں ایک ایک دفعہ دو دو رکعت ہیں ان کے ادا کرنے والے اگرچہ دنیا میں پیچھے ہیں مگر قیامت میں سب سے اول ہوں گے۔
- جمعہ کا دن شاہد اور اس دن کی عبادت مقبول ہے اور عرفہ کا دن مشہود ہے یعنی سب شہروں میں حاضر ہوتا ہے جمعہ کا دن اور سب حاضر ہوتے ہیں عرفہ کے دن حج میں چنانچہ وشاہد ومشہود قرآن پاک میں ہے۔ عیدین کے دنوں سے جمعہ کا دن افضل ہے۔
- ان تینوں نمازوں کے واسطے اندرونی شرائط، مرد، اور آزاد اور مکلف، اور مقیم، اور صحیح البدن اور تندرست اور بینا ہونا اور لنگڑا نہ ہونا اور بیرونی شرائط مصر اور والی اور جماعت اور اذن عام اور خطبہ اور جمعہ میں ظہر کا وقت اور عیدین میں طلوع آفتاب کے بعد سے دوپہر کے پہلے تک کا ہے۔

(۳۹) جو ہونی ہے ہو کر رہنی ہے

واعلم ان ما اصابك لم يكن ليخطئك وما اخطاك لم يكن ليصبك۔

(انتالیسویں) اور یقین کے ساتھ جاننا کہ جو ہونی ہے وہ ٹلتی نہیں اور ان ہونی ہوتی نہیں۔

- جو آدمی ایسا عقیدہ رکھتے ہیں کہ فلاں کی برکت سے فلاں خوبی ہمارے گھر میں آئی اور فلاں کی پھٹکار سے فلاں خرابی پڑی ایسا عقیدہ رکھنے والے خدا کے نزدیک بُرے لوگ ہیں۔
- ایسے عقیدہ رکھنے والے کی بخشش نہ ہوگی وہ دوزخ میں رہے گا۔

(۴۰) قرآن پاک کی تلاوت نہ چھوڑنا

ولا تدع قرأة القرآن۔

(چالیسویں) قرآن کا پڑھنا نہ چھوڑنا۔

- بہترین آدمی وہ ہے جو قرآن کو پڑھے اور پڑھائے۔
- بڑا صدقہ اور بڑی خیرات اور بڑھ کر نیکی قرآن کا پڑھنا ہے۔
- جو آدمی قرآن پڑھتا ہے اور خدا کے راستے میں مالدار ہو کر مال دیتا ہے وہ سب لوگوں سے زیادہ مرتبہ والا ہے۔
- قرآن پڑھنے والا مطیب اور مصفا ہے اور جو نہیں پڑھتا وہ میلا ہے اور گندہ۔
- جو تلاوت قرآن کرتا ہے اس کا دل اور اس کا گھر رحمت اور مغفرت اور نیکیوں سے معمور رہتا ہے۔
- نیک کام بہت ہیں مگر جیسی قرآن پڑھنے والے سے خدا تعالیٰ کو محبت ہے اور نیکیوں کی نہیں اور جس سے خدا کو محبت ہے وہ بہشتی ہے۔
- قرآن پاک کی ایک چھوٹی سی آیت تمام دعاؤں اور مناجاتوں سے بڑھ کر ہے۔
- ہر ایک حرف قرآن شریف کے پڑھنے پر دس نیکیوں سے ستر نیکیوں تک کا ثواب ملتا ہے اور اسی قدر گناہ کم ہو جاتے ہیں۔

مثلاً الحمد ایک لفظ ہے جو پانچ حرفوں سے مرکب ہے فقط لفظ الحمد سے کم سے کم پچاس نیکیاں اور پوری ساڑھے تین سو کے ملنے کا مستحق ہے پس اس حساب سے ایک آیت یا رکوع یا پارہ یا کل قرآن شریف پر خیال کرلیں کہ کس قدر نیکیاں ملتی ہیں۔

- خاصانِ الٰہی قرآن کے پڑھنے والے ہیں جو قیامت کے دن زیر عرش ہوں گے۔

- جس نے قرآن نہیں پڑھا یا پڑھ کر بھول گیا اس کا دل برباد اور ویران ہے۔
- جیسی خدا کی بزرگی سب خلقت پر ہے ویسی ہی قرآن کی بزرگی سب کلاموں پر ہے۔
- قرآن پڑھنے والے کے ماں باپ کے سروں پر تاج رکھا جائے گا جس کا نور سورج کی روشنی سے زیادہ ہوگا پس خود پڑھنے والے کی عظمت اس سے ظاہر ہو سکتی ہے۔
- قرآن پڑھنے والا تمام برائیوں سے محفوظ ہے اور آخرت میں عذاب سے مصؤن۔
- جس کو قرآن یاد ہے وہ مانند اس تھیلی کے ہے جس میں مشک بھرا ہوا ہو۔
- جو کوئی چاہے کہ میری حاجتیں بر آئیں اور آفات دور ہوں اور رنج وغم نزدیک نہ آئیں اور گناہ بخشے جائیں اور آخرت میں بلند درجے ملیں حشر کے دن مصیبتوں سے چھٹکارا ملے، جنت الفردوس نصیب ہو اسے چاہئے کہ قرآن شریف کی تلاوت کرے۔
- رات کو قرآن کا پڑھنا بارہ ہزار نیکیوں کے ملنے کا سبب ہے۔
- قرآن پڑھ کر بھول جانا بڑا گناہ ہے بلکہ روز قیامت اندھا اٹھنے کا اندیشہ ہے۔ اللھم احفظنا بالنبی واصحابه وسلم۔

ایک فاضل جج کی عدلیہ کے لیے ہدایات

1. عدالت کے حاکموں میں دانائی اور ایمانداری دونوں کا ہونا نہایت ضروری ہے۔
2. انصاف بلاقید ہونا چاہئے جو انصاف کے روپیہ کے عوض خریدا جائے اس سے زیادہ کوئی بری چیز نہیں ہے۔
3. انصاف میں دیر کرنا انصاف سے انکار کرنے کے برابر ہے۔
4. عمدہ حاکم وہ ہے جو انصاف اور حق پرستی پر نگاہ رکھے اور قانون کے لفظوں کو انصاف سے بڑھ کر نہ سمجھے۔
5. انصاف میں سوا سچ کے ماں باپ یا کسی چیز کا خیال نہیں چاہئے۔
6. انصاف ہونا چاہئے چاہے آسمان بھی گر پڑے۔
7. انصاف میں بہت جلدی کرنا بھی باعث تباہی ہے۔
8. عدالت کے حاکم کو روزگار کا کام روز کرنا چاہئے دوسرے روز پر نہ رکھے۔
9. حاکم کی رائے ایسی ہو کہ جس کی بنیاد قانون اور انصاف پر ہو بلکہ وہ قانون انصاف سے بنایا گیا ہو۔
10. عدالت کے حاکم میں اگر لیاقت ہو اور ایمانداری نہ ہو تو وہ مثل شیطان کے ہے اور اگر ایمانداری ہے لیکن لیاقت

نہ ہوتو وہ نالائق ہے۔

- ۱۱ انصاف کر کیونکہ ناانصافی کا داغ نہیں لگتا مگر حکم پر۔
- ۱۲ انصاف ہی ناانصافی سے غارت نہیں ہوتا بلکہ حاکم غارت کرتا ہے۔
- ۱۳ انصاف آدمی کا دوست ہے جو زندگی اور مرنے کے بعد ہمراہ رہتا ہے۔
- ۱۴ مقدموں میں ناانصافی کا گناہ چار پر تقسیم ہوتا ہے ایک حصہ فریقین پر ایک حصہ گواہوں پر ایک حصہ حاکم پر ایک حصہ ملک کے بادشاہ پر۔
- ۱۵ وہ عدالت نہایت عمدہ ہے جس کے حاکم میں یہ اوصاف ہوں سمجھ کہ عمدگی اور تیزی و قانون دانی کی لیاقت ملکی معاملات کی واقفیت، محنت، اخلاق، رحمدلی، قائم مزاجی۔
- ۱۶ گواہوں کا سچ اور جھوٹ کتابوں سے معلوم نہیں ہوتا بلکہ قدرتی تیزفہمی اور لیاقت اور تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔

ہمیشہ خوش رہنے کا نسخہ

ان ہدایتوں پر عمل کرنے سے انسان اپنی دیگر زندگی بھر تمام دنیاوی بکھیڑوں اور رنجشوں سے نجات پا کر ہمیشہ خوش اور فارغ البال رہتا ہے

- ۱ نیک صحبت اختیار کرو۔
- ۲ کبھی کاہلی مت برتو۔
- ۳ اگر تم کام کرنے کے ناقابل ہو تو عقل بڑھانے کی کوشش کرو۔
- ۴ ہمیشہ سچ بولو۔
- ۵ اقرار و وعدہ کم کرو۔
- ۶ اپنی محنت پر زندگی بسر کرنا فرض سمجھو۔
- ۷ پوشیدہ اسرار چھپائے رکھو۔
- ۸ گفتگو کرتے وقت دوسرے کے چہرہ کی طرف دیکھتے رہو۔
- ۹ نیکیوں کی صحبت اور گفتگو سودمند ہوتی ہے۔
- ۱۰ جملہ صفتوں میں نیک چلنی افضل ہے۔
- ۱۱ تمہارا چال چلن بغیر تمہارے بداعمالیوں کے ہرگز خراب نہیں ہوسکتا۔

- ١٢ اپنے برتاؤ کو ایسا بنائے رکھو کہ اگر کوئی تمہاری مذمت بھی کرے تو کسی کو یقین نہ ہو۔
- ١٣ کبھی نشہ کی چیز مت کھاؤ۔
- ١٤ اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ مت کرو کیونکہ آفت آپڑنے کا اندیشہ ہے۔
- ١٥ سوتے وقت پہلے اپنے دن بھر کے کیے ہوئے کاموں کو یاد کرلو۔
- ١٦ اگر مالدار ہونے کی خواہش ہو تو ایک دم بہت سامال ملنے کی خواہش نہ کرو۔
- ١٧ آہستہ آہستہ اور خوش وضعی سے کمایا ہوا روپیہ خوشی بخشتا ہے۔
- ١٨ کسی قسم کا جوا مت کھیلو۔
- ١٩ جس شئے کو حاصل کرنے کی ممانعت ہو اس کی طمع نہ کرو خرچ کرنے سے پیشتر پیدا کرو۔
- ٢٠ اگر قرض سے سبکدوش ہونے کی امید نہ دکھائی دیتی ہو تو قرض مت لو۔
- ٢٢ اگر بعد میں ملنے کی گنجائش نظر نہ آئے تو ہرگز قرض مت دو۔
- ٢٣ اگر اپنی عورت کی تسلی اور پرورش کرنے میں معذور ہو تو شادی مت کرو۔
- ٢٤ کسی کی مذمت نہ کرو۔
- ٢٥ انصاف سے خوش رہو۔
- ٢٦ بڑھاپے میں خرچ کے لئے جوانی میں روپیہ جمع کر رکھو۔

مفید مطلب کی مختصر تفصیل

مفید مطلب کی مختصر تفصیل جن پر عمل دیگر کرنے سے آدمی تندرست اور خوشحال باآبرو رہتا ہے۔

- ١ پرہیز: زیادہ مت کھاؤ (شراب سے قطعی پرہیز کرو)
- ٢ خاموشی: باتیں مت کرو، مگر جو تم کو یا دوسروں کو فائدہ پہنچائیں، فضول گفتگو سے بچو۔
- ٣ باقاعدگی: تمام تمہاری چیزوں کے واسطے معین جگہ ہونی چاہیے اور تمہارے کام کے ہر ایک حصہ کے واسطے وقت ہونا چاہئے۔
- ٤ ارادہ: جو ضرور ہے اس کے پورا کرنے کا ارادہ کرو جس کا ارادہ کرو اس کو ضرور پورا کرو۔
- ٥ کفایت شعاری: کوئی ایسا خرچ مت کرو جس سے تم کو یا دوسروں کو فائدہ نہ پہنچے ورنہ تضیع مال ہے۔
- ٦ محنت: کوئی وقت ضائع نہ کرو ہر وقت کسی مفید کام کرنے میں مشغول رہو تمام غیر ضروری کاموں کو چھوڑ دو۔

- سچائی: کوئی پُرضررفریب نہ کرو نیکی اور انصاف کے ساتھ غور کرو اور اگر بولو تو اس کے مطابق بولو۔
- انصاف: کسی آدمی کو تکلیف پہنچا کر ان فوائد کو فراموش کر کے جو تمہارا فرض ہے بے انصافی مت کر۔
- اعتدال: انتہا سے بچو یعنی حدود سے مت نکلو لوگوں کی آزار دہی کو وہاں تک برداشت کرو جہاں تک اس کو مستحق جانتے ہو۔
- صفائی: جسم یا کپڑے یا گھر میں کسی میلی چیز کے روادار مت ہو۔
- تحمل: ناچیز باتوں پر اور عام یا اٹل وقوعات پر برافروختہ مت ہو۔
- پاکدامنی: زنا اور فسق وفجور سے بچنا اور نامحرم عورتوں کے دام میں نہ آنا خدا کے پیارے بندوں کا کام ہے۔
- انکسار: جناب رسالت مآب محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرنا۔

مکرم ومحترم ہونے کے لیے

ان نصیحتوں پر عمل کرنا آدمیوں میں بزرگ تر ہونا ہے۔

- صاحب ہمت واستقلال وہ ہے جو دنیا کے اقبال سے نہ پھولے اور ادبار سے نہ گھلے۔
- لغو اور بے ہودہ کام اور فضول بکنے سے بچے۔
- عاقل وہ ہے کہ اوروں کے علم سے اپنے علم کو رونق بخشے۔
- علم مال سے تمام حالتوں میں بہتر ہے۔
- خدا سے سچا رہنا خلقت کا انصاف کرنا، نفس کو مارنا، مفلسوں پر رحم کرنا دوستوں سے مروت کرنا، جاہلوں سے چپ رہنا، عاقل کے آگے سر جھکانا بزرگوں کی خدمت کرنا، چھوٹوں پر مہربان رہنا، دشمن کی باتوں کو پی جانا، نیکوں اور دانشمندوں کا شیوہ ہے۔
- جو کامل آدمی ہے وہ ذکر خدا اور فکر روز جزا سے غافل نہیں۔
- دیندار، شاکر، متواضع، قانع، راضی برضا رہنے سے ہوتا ہے۔
- خواہش اور آرزو، آنی جانی اور فانی چیزوں اور جس کام کا انجام پشیمانی ہے، اس کے چھوڑنے سے دنیا کی محبت نہ ہوگی۔
- خالق کا ڈر رکھے مخلوق سے نہ ڈرے۔
- اپنی جان کو سخت مشقت دے خلقت کو آسائش پہنچائے۔
- جو چیز کام نہ آئے اسے چھوڑ دے اور جو کافی ہو اس پر قناعت کرے۔

۱۲. عبادت نصف علم اور ملنساری نصف عقل ہے۔

۱۳. نہایت دانشمند وہ ہے کہ خدا اور موت کو یاد رکھے اور دوسرے کی بدی اور اپنے احسان کو بھول جائے۔

۱۴. کم بولے کم کھائے کم سوئے۔

۱۵. کسی سے زیادہ میل ملاپ نہ رکھے اور کبھی ہنسی اور ٹھٹھا نہ کرے۔

۱۶. استقلال رکھے اور کسی سے ترش رو نہ ہو اور جھڑک کر نہ بولے۔

۱۷. سفیہوں (کمینوں) کی باتوں پر دھیان نہ دے اور دوستوں کے ساتھ تعظیم سے پیش آئے۔

۱۸. جن باتوں کا جاننا ضروری ہے ان پر غور کرنے کیلئے کوئی وقت مقرر کرے۔

۱۹. جو کوئی اپنے ساتھ خطا کرے اس سے درگزر کرے اور جو اپنے سے کسی کی خدمت میں خطا ہو جائے اس کی معافی ہے۔

۲۰. اپنے خاندان کی بڑائی اور اپنی استعداد کا اظہار نہ کرے۔

۲۱. بلا ضرورت کسی کی ملاقات کو نہ جائے اور جس کسی سے ملے بے تکلف ملے۔

مسلمانی کیا ہے؟

قصہ مختصر یہ کہ مسلمانی اس کا نام ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو واحد معبود اور حبیب خدا احمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت کو زبان اور دل سے مانے وہ مسلمان ہے اور جنت کا حقدار ہے بشرطیکہ احکام شریعت کا پابند رہے۔ اگر ارکان اسلام کی خلاف ورزی کرے گا تو جہنم کا عذاب بھگت کر بہشت میں جائے گا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ غفور و رحیم گنہگار کو بغیر عذاب جہنم کے بخش دے لیکن کسی گناہ گار کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ بطور استحقاق بخشش طلب کرے آسان اور مختصر الفاظ میں یہ کہ توحید و رسالت کا زبانی اقرار، تصدیق قلبی اور عمل بالاعضاء مسلمانی ہے۔

باقی رہا ایمان تو ایمان یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کو ہی معبود مانا جائے اور فرشتوں پر اللہ کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر اور قیامت پر ایمان لایا جائے اور اس چیز پر کہ خیر و شر اللہ ہی کی طرف سے ہے اور یہ کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زندہ کر کے خود حساب لے گا۔ ایمان کے ۷۲ ابواب ہیں ان میں بزرگ ترین باب لا الہ الا اللہ ہے اور کم ترین باب راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا ہے۔

اسلام کے ارکان مندرجہ ذیل ہیں

۱. نماز قائم کرنا

۲. زکوٰۃ دینا

- ۳ حج کرنا
- ۴ رمضان کے روزے رکھنا
- ۵ غسل جنابت کرنا......

اصطلاحاتِ ضروریہ

عوام الناس کے لیے چند اصطلاحی الفاظ کی تعریفات جن کی اس کتاب میں آپ کو ضرورت پڑسکتی ہے۔

1. صاحب حال: وہ ہے جس کے دل پر خدا کی طرف سے روحانی کیفیت طاری ہو جائے یعنی بغیر ریاضت ومجاہدہ کے۔
2. صراط مستقیم: یہ ہے کہ جس میں کردنی اور نا کردنی میں کمی بیشی نہ ہو جائے۔
3. تواضع: یہ ہے کہ آدمی جس سے بھی ملے اس کو اپنے سے افضل سمجھے اور خود کو ہیچ تصور کرے۔
4. رویا: سے مراد آنکھوں سے دیکھنا ہے یعنی اچھی چیز خواب میں دیکھنا۔
5. غلو: کا مطلب یہ ہے کہ نہ تو بندہ گہرائی میں جائے اور نہ ہی تصنع اور تکلف سے کام لے یا حد سے گزرے۔
6. ارادت: کے معنی ہیں کہ دل کو خدا کی طرف لگا دیا جائے۔
7. اللہ کی مشیت: کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو نیکی اور گناہ دونوں کے کرنے کی آزادی عطا کی ہے۔
8. ایمان بالقدر: یہ ہے کہ اس بات پر یقین ہو کہ دنیا میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے خواہ خیر ہو یا شر اللہ کے ارادے سے ہے۔
9. علم مکاشفہ: یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو اس کی تمام صفات کو اس کے فرشتوں کو اور اس کے رسولوں کو پہچانا جائے۔
10. تائید: سے مراد وہ امداد ہے جو غیب سے آدمی کے باطن میں پہنچائی جاتی ہے۔
11. توکل: یہ ہے کہ صدق دل سے اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور بھروسہ کیا جائے یا خود کو چھوڑ دیا جائے۔
12. توفیق: کے معنی یہ ہیں کہ قضائے الٰہی اور ارادت بندہ کے درمیان موافقت پائی جائے اور خدا کی عطا کردہ طاقت سے بندہ اطاعت بجالائے۔
13. احسان: یہ ہے کہ دین یا دنیا کے ہر کام میں یہ خیال رکھو کہ خدا تم کو دیکھ رہا ہے۔
14. مباح: کی پہچان یہ ہے کہ اس کے کرنے اور نہ کرنے میں گناہ نہیں۔
15. روح القدس: (روحانی طاقت) ہر آدمی میں ہے اس کا ظہور نیکوں کے ساتھ اکثر اور فاسق و فاجر کے ساتھ کبھی کبھار ہوتا ہے۔ اس کی مدد یہ ہے دلوں کو زندہ کرتا ہے پاکیزہ قوتیں پاکیزہ حواس اور پاک علم عطا فرماتا ہے۔ جبریل امین علیہ السلام کو بھی روح القدس کہا گیا ہے۔

۱۶ الہام: یہ ہے کہ مشیت خداوندی علم الٰہی سے کسی کے دل میں ایک راز کی طرح پیدا ہو۔

۱۷ طریقت: عبادت سے محبت کرنے کو کہتے ہیں اس میں باطن میں شریعت پر عمل کرنا ہوتا ہے باطن کے علم کا نام طریقت ہے جو اسرار الٰہی ہیں یعنی طریقت شریعت کی باطنی اتباع ہے۔

۱۸ عرفان: کے معنی حق تعالیٰ کی معرفت ہے۔

۱۹ استقامت: یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر جمے رہنا۔

۲۰ الحاد: یہ ہے کہ ظاہری طور پر قرآن کو مانتے ہوئے تاویلاتِ باطلہ سے قرآن کے احکام کو بدلنا یہ کفر ہے۔

۲۱ رجوع: کا مطلب ہے اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرنا۔

۲۲ عذر خواہی: کے معنی معذرت ہے یعنی کسی عذر کا بیان کرنا۔

۲۳ مدبر الامور: کے معنی ہیں امور کی تدبیر کرنے والا۔

۲۴ زندیق: وہ ہے جو نبوت، دین حشر و نشر اور قیامت کا منکر ہے۔

۲۵ زہد: کے معنی دنیا سے بے رغبت ہو جانا ہے لیکن حلال نعمتوں کو حرام کر دینا درست نہیں۔

۲۶ فتوت: یہ ہے کہ بندہ شرع کی اتباع کرے اور لوگوں کے ساتھ تنگدلی نہ کرے اور نیک خلق کا برتاؤ کرے۔

۲۷ باقیات صالحات: ہر قول و عمل جو بندے کو محبت الٰہی اور اس کی معرفت و خدمت کی طرف داعی ہو۔

۲۸ خشوع: اس خوف کو کہتے ہیں جو ہر وقت دل کے ساتھ رہتا ہے اس سے کبھی جدا نہیں ہوتا۔

۲۹ عصیان: حکم کی نافرمانی کو کہتے ہیں۔

۳۰ اللہ کی رضا: یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک اعمال پر اجر و ثواب عطا کرتا ہے نیز احکام الٰہی کے اجرا پر پرسکون قلب کا نام رضا ہے۔

۳۱ تاویل: کے معنی شرع وضاحت یا حیلۂ شرعی ہے۔

۳۲ فقہ دین: (حلت و حرمت) کے علم کو کہتے ہیں۔

۳۳ ریا: یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے اپنی پارسائی ظاہر کی جائے۔

۳۴ تفکر: کے معنی طلب علم ہیں اس سے اللہ تعالیٰ کی حکمت کے علم کے کمال کا پتہ چلتا ہے۔

۳۵ اسلام: یہ ہے کہ یہ یقین رکھنا چاہئے کہ عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ذات پاک ہے اور یہ کہ محمد مصطفیٰ حبیب خدا، اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ ہیں نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا، استطاعت ہو تو

حج کرنا۔

- ایمان: یہ ہے کہ اللہ کو اس کے فرشتوں کو اس کی کتابوں اور رسولوں کو اور روز قیامت کو حق جانو اور حق مانو اور ہر خیر وشر کی تقدیر کو بھی حق جانو اور حق مانو۔
- ایمان جبر وقدر کے درمیان ہے کا مطلب ہے: بندہ مختار بھی ہے اور مجبور بھی۔
- استعانت بالغیر: یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے کی بجائے غیر اللہ سے مدد مانگی جائے۔
- فرض کفایہ: یہ ہے کہ جس کو کچھ لوگ ادا کرلیں تو جو نہ کریں وہ بھی بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔
- توحید ربوبیت: یہ ہے کہ خدا ہر چیز کا خالق ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔
- امر بالمعروف: سے مراد وہ احکام الٰہی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور نہی عن المنکر سے مراد وہ فعل یا گناہ ہیں جن کے نہ کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔
- علم کلام: سے مراد تبلیغ اسلام ہے۔
- بیم ورجا بیم: کے معنی خوف اور رجا کے معنی امید رحمت
- اتباع: کے معنی پیروی ہے۔
- اللہ کی رضا: یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک اعمال پر اجر وثواب عطا کرتا ہے تمام کاموں کو خدا کے سپرد کرنا اور راضی برضا رہنا رضا ہے۔
- وسواس: جب بندے کے اندر نفسانی خواہش ابھرتی ہے ایسی حالت کو وسواس کہتے ہیں۔
- کراہت تنزیہی: جائز میں داخل ہے اس کا کرنا جائز ہے اور نہ کرنا بہتر ہے جیسے طلاق کا دینا۔
- کراہت تحریمی: وہ ہے جس میں کوئی شرعی ممانعت ہو۔ لہٰذا اس کا کرنا گناہ ہے۔
- ریاضت: کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان مشغلوں سے دامن چھڑانے کی مشقت برداشت کی جائے جو ذکر الٰہی کی راہ میں حائل ہوتے ہیں۔
- زاہد: وہ ہے جو قصداً مال سے علیحدہ ہو جائے زہد دراصل فقر کی آخری منزل ہے۔
- عبودیت: کا مطلب یہ ہے کہ بندہ قلب وروح سے خدا کا فرمانبردار بن جائے۔
- تکبیر: اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔
- تسبیح: کے چار کلمات ہیں یعنی تیسرا کلمہ۔

- متشابہات: قرآن کے متشابہات کی تاویل سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔
- مقطعات: قرآن کے مقطعات کا بھید صرف حضور ﷺ کو ہی ہے۔
- امل: سے مراد وہ لمبی لمبی امیدیں ہوتی ہیں جو دنیادار دل میں باندھتے رہتے ہیں اور موت کو فراموش کر دیتے ہیں۔
- تزکیۂ نفس: کے معنی نفس کو پاک کرنے اور نشوونما دینے کے ہیں۔
- اخلاص: یہ ہے کہ ہر کام رضائے الٰہی کے لئے کیا جائے یعنی صرف اللہ کو ہی خوش کرنے کے لئے۔
- لازمی حاجت: وہ ہے جو امور دین میں کام آئے یا مد ثابت ہو۔
- عبادت: ہر وہ کام جس سے رب راضی ہو۔
- قوت نظریہ: یہ ہے کہ جس سے علم و معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔
- قوت علمیہ: یہ ہے کہ جس سے عمدہ اعمال ظہور میں آتے ہیں۔
- نص: قرآن شریف کی آیت اور حدیث کو نص کہتے ہیں۔
- فسق: خدا کی فرمانبرداری سے گناہ کر کے خارج ہونے کو کہتے ہیں۔
- حادث: جو چیز پیدا کی گئی ہو اس کو حادث کہتے ہیں اور چیز پیدا کرنے والے کو محدث کہتے ہیں۔
- برہان: اصطلاح میں سچی اور قوی دلیل کو برہان کہتے ہیں۔
- معرفت: کے معنی خدا شناسی ہے۔
- مبشرات: نیک خوابوں کو کہتے ہیں۔
- اوامر و نواہی: کا مطلب یہ ہے کہ کہ کردنی اور ناکردنی یعنی وہ احکام جن کی بجا آوری کا حکم دیا گیا ہے اور وہ احکام جن کے نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔
- حدیث لولاک: جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا گیا ہے کہ اگر تیری (حضور ﷺ کی) ذات نہ ہوتی تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

❀❀❀❀

تعارف حضرت لقمان علیہ السلام

حضرت لقمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے دور میں ہوئے ہیں آپ کے والد کا نام بعض نے ثاران اور بعض نے عنقا کہا ہے، بعض نے آپ کو نبی بھی لکھا ہے۔ آپ بنی حسحاس قبیلہ کے ایک شخص کے آزاد شدہ غلام تھے، دس برس کی عمر تھی کہ آپ بکریاں چرایا کرتے اور درزی کا کام بھی۔ آپ کی آزادی کا واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن ان کے مالک لفن نے کہا: بکری ذبح کر کے اس کی دو چیزیں جو بہترین ہیں لے کر آؤ، آپ نے بکری کا دل اور زبان حاضر کر دی۔ دوسرے دن مالک نے کہا: آج پھر بکری ذبح کرو اور اس کی دو بری چیزیں لاؤ، آپ نے ھر زبان اور دل پیش کر دیے۔ آقا نے سبب پوچھا تو فرمایا: اگر یہ دو چیزیں پاکیزہ رہیں تو ان سے بہتر کوئی نہیں ورنہ ان سے بدتر کوئی نہیں۔ چنانچہ مالک نے یہ جواب سُنا اور آپ کو آزاد کر دیا۔

ایک دن آپ وعظ فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے کہا آپ تو بنی حسحاس کے غلام نہیں ہیں، آپ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ فرمایا: بے شک ایسا ہی ہے۔

اس شخص نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ تیرے دروازہ پر آدمیوں کی بھیڑ لگی رہتی ہے جو تو کہتا ہے لوگ لبیک کرتے ہیں اور تیری اطاعت کا دم بھرتے ہیں آپ نے جواب دیا۔ اے میرے بھائی کے بیٹے جو میں تجھے کہوں اگر تو اس پر عمل کرے تو تم بھی اس مرتبہ پر پہنچ سکتے ہو۔ فرمایا میں اپنی نظر کو نظر حرام سے بند رکھتا ہوں اپنی زبان کو بے ہودہ گوئی سے بند رکھتا ہوں حلال پاکیزہ کھاتا ہوں اپنی شرم گاہ کو بچا کر رکھتا ہوں سچ بولتا ہوں وعدہ وپورا کرتا ہوں، مہمانوں کی خدمت کرتا ہوں اپنے پڑوسیوں کی حفاظت رکھتا ہوں۔ انہی باتوں کے باعث اللہ تعالیٰ نے مجھے اس رتبہ پر پہنچایا ہے۔ حضرت لقمان علیہ السلام فرمایا کرتے تھے میں نے تین ہزار کلمے نصیحت کے لکھے ہیں ان میں سے تین باتیں مجھ کو بہت پسند آئی ہیں دو کو یاد رکھنا لازم ہے اور ایک کو بھول جانا۔ اللہ تعالیٰ کو، موت کو یاد رکھے اور نیکی کر کے بھول جائے۔ آپ فرماتے ہیں خاموشی میں سات خاصیتیں ہیں (۱) زینت بے پیرایہ (۲) ہیبت بے سلطنت (۳) عبادت بے محنت (۴) حصار بے دیوار (۵) بے نیازی بے عذر (۶) فراغت از کرام کاتبین (۷) پوشیدن عیوب۔ آپ کی بے شمار نصیحتیں ہیں کہتے ہیں آپ کی عمر تقریباً ایک ہزار برس کی ہوئی ہے آپ کی وفات فلسطین میں ہوئی۔ آپ مابین مسجد رملہ اور سوق مدفون ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

آپ نے اپنے بیٹے کو جس کا نام شکور تھا ایک سو نصیحتیں فرمائی تھیں آپ کی بعض نصیحتیں قرآن کریم سورۃ لقمان میں خدا تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں اب آپ تمام نصیحتیں بغور پڑھیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں اللہ تعالیٰ مجھ کو اور آپ سب پڑھنے سننے والوں کو عمل کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین ثم آمین

نصائح لقمان علیہ السلام

لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو فرمایا: یَا بُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ۔ اے بیٹا! اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔ یَا بُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ انْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔ اے بیٹے نماز قائم رکھ اور بہتر بات سکھلا اور منع کر برائی سے اور صبر کر اگر تجھ کو تکلیف پہنچے بیشک یہ ہمت کے کام ہیں۔ حاصل یہ کہ نماز قائم رکھ تا کہ نفس تیرا کمال پکڑے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، اس لیے کہ لوگ کامل ہوں امر بالمعروف وہ ہے جو موافق شریعت اور سنت کے ہو، اور منکر وہ جو مخالفِ شریعت اور سنت ہو وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ لوگوں کی طرف اپنے گال نہ پھلا یعنی غرور تکبر نہ کر بلکہ عاجزی اور فروتنی اختیار کر۔ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ۔ زمین پر اتراتا ہوا نہ چل بیشک اللہ تعالیٰ تکبر اور اترا کر چلنے والے کو پسند نہیں کرتا بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ غنی فقیر سب کو یکساں تصور کر۔ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ۔ یعنی درمیانی چال چل اور اپنی آواز کو پست کر بیشک بری آوازوں سے بری آواز گدھے کی ہے۔ مشرکین عرب بلندیٔ آواز کو فخر سمجھتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس سے روک دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ میرے بندوں کو کہہ دو کہ مناجات میں آوازیں نرم کریں میں سنتا ہوں اور دل کی بات جانتا ہوں۔ دوسرا یہ کہ عرب میں گدھے کی آواز کراہت میں ضرب المثل ہے۔

سفیان ثوری فرماتے ہیں ہر جانور کی فریاد تسبیح ہے مگر یہ گدھا شیطان کو دیکھ کر آواز کرتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گدھے کی آواز سن کر اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھا کرو۔

اہلِ حقیقت کہتے ہیں کہ گدھے کی آواز اس لیے بدترین ہے کہ یہ تین طرح پر آواز کرتا ہے پیٹ بھرنے کے لیے دوسرا اجرائے شہوت کے لیے تیسرا کسی دوسرے گدھے سے لڑنا چاہتا ہے، لہٰذا جو آواز غلبہ صفات رذیلہ بہیمیہ سے ہوتی ہے وہ بدترین آوازوں میں سے ہے۔

1- خدا کو پہچان کہ وحدہ لا شریك لہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں۔

2- نصیحت کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے خود اس نصیحت پر عمل کرے اس کے بعد دوسرے کو نصیحت

کرے ورنہ بے عملی سے نصیحت میں اثر نہیں ہوتا۔

-3 بات اپنے اندازہ کے مطابق کہنی چاہیے فضول گوئی بالکل محض فضول ہے ایسا کلام بے اعتبار ہے۔

-4 لوگوں کی قدر پہچان کہ یہ موجب تالیف قلوب ہر خاص وعام ہے۔

-5 ہر کسی کی قدر پہچان کہ یہ سبب خوشنودی خلق وخالق ہے۔

-6 اپنے راز کو پوشیدہ رکھ کہ یہ طریق انبیاء علیہم السلام کا ہے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو فرمایا تھا: لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلٰى اِخْوَتِكَ۔

-7 دوست کی سختی کے وقت آزمائش کر کیونکہ دولت وثروت میں ہر کوئی دوست بنتا ہے اور یہ دوستی لائق اعتبار نہیں کہ راحت میں دوست بنے اور سختی میں خبر نہ ہو۔

-8 احمق ونادان کی صحبت سے پرہیز کر کیونکہ ان کی مصاحبت سے ضرر ونقصان کا اندیشہ ہے۔

-9 دوست کا فائدہ اور نقصان میں امتحان کر اور دیکھ کہ نفع ونقصان میں مراعات محبت اس کو ملحوظ ہے یا نہیں۔

-10 عقلمند کی دوستی اختیار کر کہ اس میں فوائد ظاہر ہیں۔

-11 کار خیر میں سعی اور کوشش کر۔

-12 عورتوں پر کلی اعتماد نہ کرنا کہ یہ فرقہ ناقص العقل والدین ہے۔

-13 تدبیر امور میں مصلح ودانشمند سے مشورہ کر کیونکہ اہل دانش صلاح نیک فرمائے گا۔

-14 جو سخن زبان پر لاؤ چاہیے کہ وہ مدلل ہو کیونکہ کلام بے دلیل پایۂ ثبوت نہیں رکھتا۔

-15 جوانی کو غنیمت جان جو کچھ ہو سکے امور خیر کر لے پھر افسوس رہ جائے گا۔

-16 جوانی میں دونوں جہاں کے کام درست کر لے اس لیے کہ زمانۂ طفلیت بے تمیزی میں جاتا ہے اور زمانہ بڑھاپا کمزوری کا کہ اس میں نہ کار دین اور نہ دنیا ہو سکتا ہے۔

-17 اپنے دوستوں کو عزیز رکھ اس لیے کہ یہ ہر کام میں تیرے بازو ہیں اور مخالفین پر سبب ہراس ہیں۔

-18 دوست دشمن سے کشادہ پیشانی رہنا لازم ہے کہ اس لطف ومدار کا فائدہ ظاہر ہے۔

-19 ماں باپ کو غنیمت جان اور ان کی اطاعت میں کوشش کر۔

-20 استاد کو بہترین پدر سمجھ اس کے سبب سے شناخت خدا اور رسول حاصل ہوتی ہے۔

-21 خرچ باندازہ آمد کرنا چاہیے کیونکہ خرچ آمد سے زیادہ موجب خواری ہے اور انجام اس کا رسوائی۔

22- جملہ امور میں توسط اختیار کرو کہ خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا لیکن توسط موافق مراتب اشخاص کے ہے۔

23- سخاوت وجوانمردی اختیار کر۔

24- خدمت مہمان کی بواجبی ادا کر یعنی اس کے مراتب کے لائق بجالاؤ۔

25- جب غیر کے گھر جاؤ تو زبان وچشم کو نگاہ رکھ یعنی ہر طرف نگاہ نہ کر اور ایسی بات نہ کہہ کہ ناگوار خاطر صاحب خانہ ہو۔

26- جسم وکپڑے پاکیزہ رکھ کیونکہ طہارت ظاہری سبب طہارت باطنی ہے۔

27- جماعت کے موافق رہ کیونکہ اس کے خلاف میں موردِ طعن ہوگا۔

28- اولاد کو علم وادب سکھلا۔

29- جوتا وموزہ کے پہننے میں ابتدا داہنے سے کر اور اتار بائیں سے، یہ کلیہ خیال میں رکھ کر شروع کرنا فعل نیک کا داہنے سے افضل ہے اور ترک فعل بائیں سے۔

30- ہر شخص سے معاملہ اس کے اندازے کے موافق کر۔

31- رات کو جو کچھ بات کہنا ہو آہستہ سے کہا کر یعنی سخن راز آہستہ کہنا چاہیے کہ شاید کوئی سنتا ہو۔

32- دن کو جو بات کہنا ہو ہر طرف نگاہ کر کے تاکہ دوست ودشمن نہ سنے۔

33- کم کھانے اور کم سونے اور کم بولنے کی عادت ڈال کیونکہ زیادہ کھانا موجب کاہلی کا ہے اور زیادتی خواب سبب نحوست اور کثرت کلام علّت پریشانی دماغ وخفت عقل ہے۔

34- جو چیز اپنے لیے پسند کر وہ دوسرے کے لیے بھی پسند کر اس لیے کہ ناپسند کرنا کسی چیز کا سبب عیب ونقصان ہوتا ہے تو دوسرے کے واسطے وہ چیز عیب دار موجب ناخوشی وعداوت ہے۔

35- تمام کام تدبیر اور دانائی کے ساتھ کرنا چاہیے۔

36- بغیر سیکھے کسی کام کے دعویٰ استادی کرنا نازیبا ہے۔

37- عورت اور لڑکے سے راز کی بات نہ کہنا چاہیے کیونکہ یہ دونوں بسبب ناقص العقل کے پوشیدہ نہ رکھ سکیں گے۔

38- بداصلوں اور کمینوں سے امید وفا نہ رکھ۔

39- کسی کام کو بغیر اندیشہ نہ کر یعنی بلاخوض وغور وفکر آغاز وانجام نیک وبد کے کوئی کام شروع نہ کرنا چاہیے کہ یہ دلیل نادانی ہے۔

40- جو کام نہیں کیا اس کو کیا ہوا نہ سمجھ یعنی بدون کئے ہوئے کسی کام کے معلوم نہیں ہوتا کہ ہو سکے گا یا نہیں پھر اس کو جاننا

کہ میں کرلوں گا کمال بے دانشی اور انجام کو پشیمانی ہے۔

41- جو کام کرنا ہے اس کو کل پر نہ چھوڑو کیونکہ تاخیر میں بیشتر ایسے امور پیش آجاتے ہیں کہ وہ کام نہیں ہوتا اور حسرت رہ جاتی ہے۔

42- جو آپ سے بزرگ ہو اس سے خوش طبعی وظرافت نہ کر یہ امر خلاف ادب ہے۔

43- مرد عالی رتبہ سے کلام طویل نہ کر کیونکہ یہ ترک ادب ہے۔

44- عوام الناس کو گستاخ نہ کر یعنی ادنیٰ لوگوں سے وہ معاملہ نہ کر کہ گستاخ ہو کر حد ادب سے گزر جائیں۔

45- حاجت مند کو ناامید نہ کر۔

46- نزاعِ گذشتہ کو یاد نہ کر۔

47- اوروں کی خیرات ومبرات کو بنی حسنات میں نہ ملا یعنی اگر تو ارادہ خیر رکھتا ہے تو اوروں کو شامل نہ کر نہ اپنی درخواست سے نہ ان کی استدعا سے۔ مثلاً تجھ کو مسجد مہمان سرائے یا خانقاہ بنانا منظور ہے تو بنوادے اوروں سے اعانت نہ کر اس واسطے کہ تجھ کو کچھ فائدہ نہیں بلکہ مظنہ خیانت ہے۔

48- اپنا مال دوست ودشمن کو نہ دکھا کہ مال کو ہر شخص دوست رکھتا ہے اور ہر شخص اس کا دشمن بھی ہے اور ظاہر ہے کہ طمع دوست کو دشمن بنادیتی ہے۔

49- برادری کا حق ترک نہ کر ان کا حق خیال میں رکھ اور صلہ رحم پہنچایا کر کیونکہ قطع رحم موجب ناخوشی اور بدنامی در خلق ہے۔

50- نیک لوگوں کو غیبت سے یاد نہ کر اِنَّ الْغِیْبَةَ اَشَدُّ مِنَ الزِّنٰی کیونکہ زنا کرنے والا جب توبہ کرے تو اس کا گناہ معاف ہو جاتا ہے اور یہ گناہ باوصف توبہ نہیں بخشا جاتا تاوقتیکہ وہ نہ بخشے جس کی غیبت کی ہے اور ظاہر ہے کہ جب عوام کی غیبت کا یہ حال ہے تو خواص کی غیبت اس سے بدتر ہے۔

51- اپنے آپ کو تکبر اور فخر کی نگاہ سے مت دیکھ۔

52- جماعت جب کھڑی ہو تو اس کی موافقت کر یعنی نمازیوں کی جماعت میں شریک ہوا کر۔

53- اپنی انگلیاں مت چٹکا کر یہ لغو حرکت ہے اور ارباب تہذیب اس کو معیوب جانتے ہیں اور موافق قواعد طبیہ اس حرکت سے انفصال مفصل ہو جاتا ہے اور اس میں ریاح بھر جاتی ہیں اور انجام اس کا درد واقع ہو جاتا ہے۔

54- لوگ کے روبرو دانتوں کا خلال نہ کر کہ موجب کراہت ہے۔

55- آب دہن وبینی باآواز نہ ڈالا کر کہ یہ مجلس کے خلاف ہے۔

-56 جمائی کے وقت ہاتھ منہ پر رکھ اور بقدر امکان آواز نہ نکال۔

-57 لوگوں کے روبرو انگڑائی نہ لے۔

-58 انگلی ناک میں نہ ڈال کیونکہ یہ حرکت مجلس کے ادب کے خلاف ہے خاص لوگ تو اس لغو حرکت کی پرواہ نہ کریں گے مگر عوام بدنام کریں گے۔

-59 کلام ہزل و بے ہودہ نہ کر کیونکہ بے ہودہ کلام کرنے والا بے وقار ہو جاتا ہے۔

-60 لوگوں کے سامنے کسی کو شرمندہ نہ کر یعنی کسی کے عیب ظاہر نہ کر۔

-61 چشم و ابرو سے غمازی نہ کر کیونکہ یہ بھی عیب میں داخل ہے۔

-62 کہی ہوئی بات دوبارہ مت کہو گو اچھی بات ہو کیونکہ جب دوبارہ کہی گئی تو اس کا لطف جاتا رہتا ہے۔

-63 ایسا کلام مت کر، جس سے سامعین کو ہنسی آئے کیونکہ یہ مسخرہ پن میں داخل ہے۔

-64 اپنی اور اپنے اہل کی تعریف نہ کر یہ عیب میں داخل ہے۔

-65 عورتوں کی طرح آرائش نہ کر۔

-66 اپنی اولاد کی مراد پر کام نہ کر کیونکہ یہ ان کی ابتری کا سبب ہے۔

-67 بات کرنے میں ہاتھ نہ ہلا کیونکہ بات زبان سے ہے نہ کہ ہاتھ سے۔ ظاہر ہے کہ گفتگو میں ہاتھ کو جنبش دینا اور سر آنکھ کو ہلانا سنجیدگی اور متانت کے خلاف ہے۔

-68 ہر ایک کا لحاظ و پاس رکھ۔

-69 جو بات لوگوں کو بد معلوم ہو وہ نہ کر۔

-70 مردے کو بدی سے یاد نہ کر کہ محض بے فائدہ ہے۔

-71 زور آزمائی نہ کر۔

-72 حتیٰ المقدور کسی سے دشمنی نہ کر۔

-73 کسی کی خوشامد بھی نہ کر۔

-74 آزمودہ کار کو صالح گمان کر۔

-75 اپنا طعام دوسرے کے دستر خوان پر نہ کھایا کر۔

-76 کاموں میں جلدی نہ کر۔

77- دنیا کے لیے اپنے آپ کو رنج میں نہ ڈال اس واسطے کہ دنیا بے حقیقت ہے اس کے واسطے زیادہ اندازے سے رنج وتعب میں پڑنا خلافِ عقل ہے اور باوجود احتمال رنج کے بھی حصول اس کا یقینی نہیں ہے تقدیر سے زیادہ نہ ہوگی اور بالفرض اگر دنیا بایں کدوکاوش حاصل ہوئی تو زندگی چندروزہ ہے پھر کیا فائدہ؟

78- جو اپنے آپ کو پہچانے اس کو تو بھی پہچان یعنی جو اپنی قدر کرے تو اس کی قدر کر۔

79- حالت غصہ وغضب میں کلام فہمیدہ کر کیونکہ بعد میں ندامت ہوتی ہے اور بدلہ اس کا نہیں ہوسکتا۔

80- آستین سے آب بنی صاف نہ کر یہ بھی ایک نشان بدتمیزی ہے۔

81- وقت طلوعِ آفتاب نیند نہ کر یہ وقت عبادت ہے اس وقت سونا بدبختی ہے۔

82- لوگوں کے سامنے کھانا نہ کھایا کر اس میں نظر بد کا احتمال ہے۔

83- راہ میں بزرگوں کے آگے نہ چل کہ سُوءِ ادب ہے۔

84- درمیان کلام لوگوں کے دخل نہ دے کہ یہ دلیل سفاہت کی ہے۔

85- سر بزانو نہ بیٹھا کر کہ صورت افسردگی ہے اور آدابِ مجلس کے خلاف۔

86- دائیں بائیں نہ دیکھتا چل بلکہ نظر کو نیچے رکھا کر کہ صفت حیا ہے۔

87- اگر ہوسکے تو چارپایہ پر برہنہ سوار نہ ہو کیونکہ اندیشہ گرنے کا ہے۔

88- مہمان کے روبرو کسی پر غصہ نہ ہو کہ اس کو ملال ہوگا۔

89- مہمان سے کچھ کام نہ لے کہ مدارات کے خلاف ہے۔

90- دیوانہ، مست سے باتیں نہ کیا کر۔

91- اوباشوں کے ساتھ برسرِ مجلس نہ بیٹھا کر۔

92- ہر سُود وزیان میں آبروریزی نہ کر۔

93- فضول گو اور متکبر نہ ہو۔

94- لوگوں کا جھگڑا اپنے اوپر مت لے یعنی وہ کام جو باعث دشمنی لوگوں کا ہو نہ کر۔

95- فتنہ لڑائی سے علیحدہ رہ۔

96- چھری، انگشتری، روپیہ پاس رکھا کر بوقتِ ضرور کام آئے۔

97- اپنے آپ کو ذلت میں نہ ڈال۔

98- مراعات احسان اسی قدر کر کہ خود آپ خوار نہ ہو یعنی سلوک کرنا ہر طرح سے بہتر ہے لیکن نہ اس قدر کہ خود محتاج ہو جائے۔

99- متواضع اور فروتن رہا کر اس لیے کہ یہ صفت موجب عزت ہے۔

100- خدا کے ساتھ زندگانی سچائی سے گذار۔

101- حضرت لقمان نے فرمایا اے بیٹا! حسد سے بچتے رہنا، اس لیے کہ اس سے دین میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے، دوسرا نفس کو کمزور کر دیتا ہے۔ تیسرا، انجام کار اس کا پشیمانی ہے۔

102- نیکی کی تکمیل یہ ہے کہ اس کو کر لیا جائے۔

103- اپنے راز کو پوشیدہ رکھنا اپنی عزت کو بچانا ہے۔

104- اے بیٹا! تین چیزیں انسان کی خوبیوں میں سے ہیں۔ خوش خلقی، بھائیوں کی تکلیف کو رفع کرنا اور دوستوں کو ملال میں نہ ڈالنا۔

105- فرمایا اے بیٹا اگر تو حکمت پر قوی ہونا چاہتا ہے تو اپنے آپ کو عورت کے حوالہ نہ کرنا، بے شک عورت ایک ایسی جنگ ہے جس میں صلح نہیں، اگر وہ تجھ سے محبت کرے گی تو تم کو کھا جائے گی اگر تیرے ساتھ عداوت بغض رکھے گی تو تجھ کو ہلاک کر دے گی۔

106- بیٹا غصہ نہ کرنا اس کی ابتدا جنون ہے اور انتہا پشیمانی ہے۔

107- اے بیٹا! جو شخص تین چیزوں پر اعتماد کرے وہ دھوکہ میں رہتا ہے۔ (۱) بلا سوچے سمجھے جو نہ دیکھی ہو اس پر اعتماد، (۲) بے اعتماد آدمی پر بھروسہ کرنا (۳) جو چیز پاس نہیں اس پر طمع کرنا۔

108- اے بیٹا! مندرجہ ذیل باتوں سے پرہیز کرنا (۱) ذلیل آدمی کو عزت دینے سے (۲) سخی کی اہانت سے (۳) عقلمند کی ہجو سے۔ (۴) احمق کی دوستی اور خوش طبعی سے (۵) جاہل کی صحبت سے اور (۶) فاجر فاسق کے جھگڑے سے۔

خدمت شاہ کے آداب

109- اے بیٹا! اگر تجھے بادشاہ کی خدمت کرنے کا موقعہ ملے تو مندرجہ ذیل باتوں کا ضرور خیال رکھنا اس کے سامنے چغلی نہ کرنا اس لیے کہ وہ تجھ سے نفرت کرے گا جب تو غیر کی چغلی اس کے سامنے کرے گا یقیناً وہ تیری چغلی غیر سے سنے گا۔ پھر اس سے اس کا دل خوف کرے گا، اس لیے کہ جب تو غیر کی چغلی غیبت کر رہا ہے ممکن ہے کل بادشاہ کی چغلی تو غیر کے آگے کرے۔ جب وہ خوش ہو تو اس کا تقرب حاصل کرنا، جب وہ غصہ میں ہو تو اس سے دور رہنا اس کی خیانت نہ کرنا اگر وہ تجھ کو قلیل چیز دے تو اس کو قبول کر لے اس لیے کہ آج قلیل ملی کل ضرور اس

سے زائد ملے گی، اس کے خادموں اور دوستوں کی عزت کرنا اس کے اہلِ خانہ سے نظر نیچی رکھنا، ان کے خلاف کوئی بات نہ کرنا، اس کے راز پوشیدہ رکھنا، اس کی اطاعت کرنا، جب اس کے ساتھ کلام کرے تو عقل مندی اور ہوشیاری سے کرنا، اس کی ناراضگی سے ہمیشہ بچتے رہنا، اس لیے کہ تیرے اور اس کے درمیان کوئی رشتہ داری کا تعلق نہیں ہے۔ غصہ اس کو ہر موقع، ہر حال میں آسکتا ہے۔ پھر ایسی حالت میں اس کی چھلانگ شیر کی چھلانگ کے مانند ہے پھر اس سے بچنا مشکل ہوتا ہے۔

110- ایک دفعہ ان کا آقا بیت الخلاء میں گیا تو دیر لگا دی۔ آپ نے باہر سے فرمایا، پاخانہ میں دیر لگانا باعثِ بواسیر ہے اور دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

111- آپ نے فرمایا: دانا وہ شخص ہے جو اپنے علم کو اوروں کے علم پر بڑھائے۔

112- تین شخصوں کو تین وقتوں میں پہچاننا چاہیے، حلیم کو غضب میں، شجاع کو خوف کے وقت، بھائی کو حاجت میں۔

113- صبر دو قسم کا ہے ایک صبر اس چیز پر جس کو وہ مکروہ جانتا ہے، مثلاً نقصانِ مال و اولاد۔ دوسرا صبر اس پر جس کو دوست رکھتا ہے اور اس کی تحصیل میں مضطرب رہتا ہے۔

114- نیکی کر کے فراموش کرنا اور بدی کرنے والے کو بھی بھول جانا اچھا ہے۔

115- کسی مال میں طمع نہ کر اور جو پیش آئے منع نہ کر۔

116- ایسی زندگانی بسر کر کہ نفس پر قابو ہو۔

117- مخلوق کے ساتھ انصاف کر۔

118- بزرگوں کی خدمت کر۔

119- چھوٹوں پر رحم کر۔

120- درویشوں پر سخاوت کر۔

121- دوستوں یاروں کو نصیحت کر۔

122- دشمنوں کے ساتھ نرمی کر۔

123- جاہلوں سے خاموشی اختیار کر۔

آخری کلام

حضرت لقمان علیہ السلام کی اور بھی بکثرت نصیحتیں کتب تواریخ میں ملتی ہیں، مگر بخوفِ طوالت اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے

عمل کرنے کے لیے کافی ذخیرہ ہے، اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ایک دن آپ کے بیٹے نے عرض کیا کہ اے والد اگر میں کوئی کام بدچھپ کر پوشیدہ کروں جس کو کوئی بھی نہ دیکھے تو اللہ کس طرح جانے۔ فرمایا، اے بیٹے اگر کوئی چیز جو دانہ رائی کے برابر ہو اور وہ کسی پتھر یا آسمان یا زمین میں چھپا دی گئی ہو اللہ تعالیٰ اس کو حاضر کرے گا۔ بے شک وہ پوشیدہ چیز کو جانتا ہے اور خبردار ہے۔ یہ بات فرماتے ہی آپ کا پتہ پھٹ گیا اور اس ناپائیدار دنیا سے رخصت کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ آپ کا آخری کلام تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اسی قول کو اپنی کلام قرآن کریم میں نقل فرمایا ہے:

یا نبی انھا ان تک مثقال حبۃ من خیر دل ...... (سورۃ لقمان، پارہ:۲۱)

(تفسیر ابن کثیر، تفریح الاذکیاء فی احوال الانبیاء)

دُعائے شفاء

(من کل الامراض)

المنسوب الی حضرتِ خضر علیہ السلام بروایت السید عبد الرحمٰن گیلانی بن سیدنا غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ عنہما

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اَنْ تَشْفِیَنِیْ بِحُرْمَةِ وَ بِعِزَّةِ وَ بِشَرَفِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَ بِحُرْمَةِ وَ بِعِزَّةِ وَ بِشَرَفِ سَیِّدَتِنَا السَّیِّدَةِ یُوْرِیَا اُمِّ سَیِّدِنَا یُوْسُفَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ بِحُرْمَةِ وَ بِعِزَّةِ وَ بِشَرَفِ سَیِّدَتِنَا السَّیِّدَةِ یُوْکَبَدُ، یُوْحَانَدُ، یُوْحَائِذُ (اَسْمَآءِ) اُمِّ سَیِّدِنَا مُوْسٰى عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ بِحُرْمَةِ وَ بِعِزَّةِ وَ بِشَرَفِ سَیِّدَتِنَا السَّیِّدَةِ مَرْیَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ اُمِّ سَیِّدِنَا عِیْسٰى عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ بِحُرْمَةِ وَ بِعِزَّةِ وَ بِشَرَفِ سَیِّدَتِنَا السَّیِّدَةِ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ خَدِیْجَةَ الْكُبْرٰى بِنْتِ خُوَیْلَدَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا وَ بِحُرْمَةِ وَ بِعِزَّةِ وَ بِشَرَفِ جَمِیْعِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُنَّ اَجْمَعِیْنَ وَ بِحُرْمَةِ وَ بِعِزَّةِ وَ بِشَرَفِ سَیِّدَتِنَا وَ سَیِّدَةِ النِّسَاءِ فِی الْعَالَمِیْنَ السَّیِّدَةِ فَاطِمَةِ الزَّهْرَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا، وَ سَلَامُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَیْهَا وَ اَبِیْهَا وَ بِصِدْقِ اَبِیْ بَكْرٍ وَّ خِلَافَتِهٖ وَ بِعَدْلِ عُمَرَ وَ صَلَابَتِهٖ وَ بِحَیَآءِ عُثْمَانَ وَ سَخَاوَتِهٖ وَ بِعِلْمِ عَلِیٍّ وَّ شَجَاعَتِهٖ وَ بِسَخَاوَةِ حَسَنٍ وَ رُتْبَتِهٖ وَ بِشَهَادَةِ حُسَیْنٍ وَ غُرْبَتِهٖ وَ بِعِزَّتِهِمْ وَ بِشَرَفِهِمْ وَ بِقُبُوْلِهِمْ عِنْدَكَ اَسْئَلُكَ شِفَآءً

تَآمًّا كَامِلًا عَاجِلًا بَدَنِيًّا قَلْبِيًا رُوْحِيًا ظَاهِرِيًّا بَاطِنِيًا عِلْمِيًا عَمَلِيًا حَالِيًا وَ اَنْ تُخْرِجَ مِنْ جَسَدِیْ وَ لَحْمِیْ وَ عَظْمِیْ وَ دَمِیْ وَ عَصَبِیْ وَ حَوَاسِّیْ وَ قُوَائِیْ وَ جَمِیْعِ اَعْضَآءِ بَدَنِیْ وَ اَجْزَآءِ جِسْمِیْ كُلَّ مَرَضٍ قَدِیْمٍ اَوْ حَدِیْثٍ دَمَوِیٍّ اَوْ بَلْغَمِیٍّ اَوْ سَوْدَاوِیٍّ اَوْ صَفْرَاوِیٍّ اَوْ غَیْرِهَا وَ تُصَحِّحَنِیْ وَ تُقَوِّیَنِیْ وَ تَجْعَلَنِیْ طَوِیْلَ الْعُمُرِ وَ تُثَبِّتَنِیْ عَلٰی طَرِیْقَةِ الْمُحَمَّدِیَّةِ الْاَكْمَلِیَّةِ فِیْ الشَّرِیْعَةِ وَالطَّرِیْقَةِ وَالْحَقِیْقَةِ وَالْمَعْرِفَةِ وَ تُوْصِلَنِیْ اِلٰی مَا یَطْلُبُهٗ قَلْبِیْ حَتّٰی یَغْلِبَ عَلَیْهِ الْاِیْمَانُ وَ تُقَوِّیَنِیْ فِیْ وَصْفِ الْاِحْسَانِ وَالْاِیْقَانِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اَنْ تَشْفِیَنِیْ بِصَدَقَةِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَ اَوْلَادِهٖ وَ تُصَحِّحَنِیْ ظَاهِرًا وَّ بَاطِنًا وَّ تُقَوِّیَنِیْ خِیَالًا وَّ حَالًا وَ تَجْعَلَنِیْ طَوِیْلَ الْعُمُرِ لِلْاَعْمَالِ الصَّالِحَاتِ فِیْ مُتَابَعَتِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

ہدیہ برائے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

منجانب: السید جلال الدین پاشا قادری، مدینہ منورہ

قرآن مجید کے بعض اہم مضامین

قرآن مجید ایسی جامع اور مکمل کتاب ہے جو انسانی ترقی کے تمام اصولوں، مبادی اور قواعد و قوانین پر مشتمل ہے اگر اس میں ایک طرف دینی احکام و مسائل ہیں تو دوسری طرف دنیوی زندگی کے مراحل کو بھی بتایا گیا ہے ایک جانب جسمانی زندگی کے اصول و ضوابط اور باہمی تعلقات و معاملات کے احکام و مسائل ہیں تو دوسری جانب منازلِ روحانی طے کرنے کے مسائل بھی وضع کیے گئے ہیں مختصر یہ ہے کہ قرآن ہمہ وجوہ ایک کامل کتاب ہے جس کے مضامین ہدایت اور احکام کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا ضروری احکام و مسائل اور مضامینِ قرآنی کے متعلقات مناسب تشریح کے ساتھ لکھنے کے لیے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہوگی، اختصار کے ساتھ چند اہم مسائل کا ذکر کیا جاتا ہے۔

مساواتِ قرآنی

جس انوکھے اور عمدہ انداز سے قرآن پاک نے درسِ مساوات دیا ہے اس کی مثال دنیا بھر کے مذاہب پیش نہیں کر سکے۔ قرآن پاک نے بتایا ہے کہ تمام انسانی افراد مساوی ہیں خدا انسانوں کی صورتوں اور لباس کو نہیں دیکھتا بلکہ ان کے قلوب پر نظر رکھتا ہے اس کی رحمت اس شخص کے لیے ہے جو اس کا اطاعت گزار و فرمانبردار ہو خواہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو اس کا عذاب نافرمانوں کے لیے ہے خواہ وہ نافرمان کوئی شریف قریشی یا سیّد ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

یٰآیّھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثی و جعلنٰکم شعوبا و قبآئل لتعارفوا انا اکرمکم عند اللہ اتقٰکم۔

"لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت یعنی (آدم و حواء) سے پیدا کیا اور تمہاری قوم اور قبیلے بنائے تا کہ باہم شناخت کر سکو، تم میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے۔"

اس آیہ کریمہ سے خدائے قدوس نے اس موہوم امتیاز کو مٹا دیا جو افراد کے درمیان خیال کیا جاتا تھا اور بتا دیا کہ کسی شخص کو کسی فرد پر تفوق و اقتدار حاصل نہیں اور ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کر دیا کہ اقوام و قبائل یا خاندان کی تفریق امتیاز کے لیے نہیں بلکہ تعارف کے لیے کی گئی ہے۔

مساوات کا یہ معنی نہیں ہے کہ ایک جاہل بمقابلہ عالم ہو اور ایک غدار بمقابلہ وفادار ہو اور ایک نا قابل و نا کارہ فرض شناس کے مقابلہ میں ہو اور ان کی یکساں حیثیت ہو ایسا کرنا تو حقوق انسانیت اور حقوقِ اخلاق کو تباہ کر دیتا ہے مساوات کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص کو شرعاً قانوناً و اخلاقاً وہ تمام حقوق حاصل ہوں جو کسی بھی دوسرے شخص کو اسی ملک میں یا اسی دین کے اندر حاصل ہیں۔

غیروں میں عدمِ مساوات کے چند نمونے

- برطانیہ کے شاہی جھنڈے میں انگلینڈ، ویلز رسکاٹ اور آئرلینڈ شامل ہیں مگر کسی آئرلیش کو پرائم منسٹر ہونے کا موقع نہیں دیا گیا۔
- انگلستان کی آبادی میں بلحاظ مذہب دو بڑی قومیں آباد ہیں پروٹسٹنٹ اور کیتھولک مگر آج تک کسی کیتھولکی کو وزیرِ اعظم ہونے کا موقع نہیں دیا گیا۔
- متحدہ ہندوستان کے کسی گورنر پر مقدمہ نہیں چلایا جا سکتا تھا کنگ امپرر کے حقوق کی حفاظت کے لیے خاص قوانین عدالت سے بالکل علیحدہ ہیں۔ انتخاب ممبرانِ پارلیمنٹ وغیرہ میں ٹیکس دہندگان کے حقوق ان سے زائد ہیں جو ٹیکس ادا نہیں کرتے۔
- متحدہ ہندوستان سے انگلستان اور انگلستان سے ہندوستان کو مالِ تجارت بھیجے جانے کے قواعد اور محاصل کی شرح بالکل الگ الگ تھی۔
- پھر حقوق کے اندر تفاوت خود ایک ہی مذہب کے ماننے والوں میں نمایاں ہے دیسی عیسائیوں اور یورپین عیسائیوں کے گرجا اور قبرستان بالکل الگ الگ ہیں اسی طرح افسروں اور ماتحت کارکنوں کی کلبیں اور سوسائٹیاں بالکل الگ الگ ہیں۔
- پوپ ہمیشہ یورپین سے منتخب ہوا، بیس صدیوں سے اس ملک میں جو مسیح علیہ السلام کا مرز بوم ہے کوئی دیسی پوپ نہیں بنایا گیا۔
- لارڈ بشپ آف کنٹربری بھی ہندوستان یا کسی دوسری کالونی کا باشندہ نہیں مقرر ہوا۔
- متحدہ ہندوستان یا انگلستان میں کبھی کوئی کمانڈر انچیف ایشیائی اقوام سے نہیں مقرر ہوا۔

قرآنِ مقدس نے ہی انہیں امور پر نظر ڈالی اور عدمِ مساوات کے جملہ احتمالات کا خاتمہ کر دیا اور وحدتِ اسلامی کے اندر داخل ہونے والے ہر شخص کو خواہ وہ کسی ملک اور قوم کا باشندہ ہو، جملہ حقوق میں بالکل مساوی اور برابر سمجھتا ہے۔

اسلامی مساوات کی چند مثالیں

- برآمکہ آتش پرست تھے اسلام لانے کے بعد انہیں کا خاندان ہارون رشید کی وزارتِ عظمیٰ پر تمکنِ تام رکھتا تھا جو اسلامی مساوات کا عمدہ نمونہ ہے۔
- رائے دہندگی کا حق ہر ایک غلام و آزاد اور بے زر کو حاصل ہے۔
- اسی طرح کے حقوقِ آزادی عورتوں کو بھی حاصل ہیں۔
- عورتیں اور غلام بھی کسی دشمن کو پناہ دینے کا اختیار رکھتے ہیں جس کی پیروی کرنا سپہ سالار پر فرض ہے۔
- سلطنت بغداد، سلطنتِ ہندوستان، سلطنت مصر میں اہلِ سنت بادشاہوں کے وزرائے اعظم اور گورنر اہلِ شیعہ بھی ہوتے رہے ہیں۔
- تجارت میں عرب اور غیر عرب اموال کا کوئی امتیاز نہ ہوتا تھا اور کسی کو کوئی اعانت بھی حاصل نہ ہوتی تھی۔
- مسجدوں اور قبرستانوں میں امیر و گدا کا فرق روا نہیں رکھا گیا۔
- ثبوتِ مساوات میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سفر شام کا قصہ زبان زدِ خاص و عام ہے کہ اونٹ پر غلام اور خلیفہ نوبت بہ نوبت سوار ہوتے تھے کیونکہ پچھلی نشست پر ان کا زادِ راہ، ستو اور کھجور کی گٹھلیاں لدی ہوئی تھیں جب آخری منزل پر اسلامی کیمپ میں خلیفہ کے داخلہ کا وقت تھا اور تمام فوج مع سپہ سالار اپنے خلیفہ کے خیر مقدم کے لیے ایستادہ تھی اور مختلف اقوام کے لوگ بھی خلیفہ کا احترام دیکھنے کے لیے منتظر تھے اس وقت تماشائیوں نے دیکھا کہ گردِ راہ سے ایک اونٹ نمایاں ہوا اور سب افسر اسی طرف کو بڑھے، ایک اونٹ اور افسروں کا آگے بڑھنا غیر مسلموں کے لیے تعجب خیز تھا۔ ان میں سے ایک نے پوچھا: آپ کا خلیفہ یہی ہے جو اونٹ پر سوار ہے؟ غازی نے نہایت متانت سے جواب دیا، وہ نہیں، ہمارا خلیفہ و امیر المومنین تو وہ ہے جو اس اونٹ کی مہار پکڑے پیادہ آرہے ہیں، سوار تو ان کا غلام ہے۔
- اس قصہ سے بڑھ کر شاندار واقعہ ایک دوسرا بھی ہے کہ جنگ بدر میں سواریاں کم تھیں، ایک ایک شتر تین تین افراد کے لیے مقرر ہوا تھا دو سوار ہو جانے پر ایک پیدل چلتا اسی طرح ہر ایک باری باری پیدل چلا کرتا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری میں حضرتِ علی مرتضیٰ ابوالدرداء کا حصہ تھا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدل چلنے کی نوبت آتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدل چلتے اور وہ دونوں سوار ہوتے۔
- دیکھنا یہ ہے کہ لشکر میں جو کوئی بھی تھا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جان و مال فدا کرنے والا تھا پھر وہ کیونکہ گوارا کرتے تھے کہ

حضور ﷺ پیدل چل رہے ہوں اور دوسرے لوگ اونٹوں پر سوار ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے پیارے رسول اکرم ﷺ اس وقت لوگوں کو مساوات کی تعلیم دے رہے تھے اور الامر فوق الادب کہ حکم کو ادب پر درجہ ہے کا نورانی جلوہ نظارہ آراء تھا، اگر حضور ﷺ کی یہ تعلیم نہ ہوتی تو فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اور غلام کی کہانی بھی اوراقِ تاریخ میں نظر نہ آتی۔

- سب سے زیادہ مساوات کا سخت امتحان تزویج کی اس صورت میں ہوتا ہے جب حسب و نسب میں معزز شخص کو اپنی بیٹی کا پیوند ایسے مرد سے کرنا پڑے جو اوصافِ بالا میں اس سے کمتر ہو مگر قرآنی تعلیمات میں ایسے نمونے بکثرت ملتے ہیں کہ حضرت زینب بنت جحش نبی ﷺ کی سگی پھوپھی کی بیٹی کا نکاحِ اول حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا جن کو اہلِ مکہ زرخرید غلام جانتے تھے اور جن کو بازار عکاظ سے خرید کر لانے والے حکیم بن حزام بھی موجود تھے بظاہر حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے خواہر زادہ ہیں، فاطمہ بنتِ ولید بن عتبہ قریشیہ حضرت ابوحذیفہ کی برادر زادی ہیں اور قریش کی مشہور ترین خواتین میں شمار کی جاتی ہیں اور مہاجرات میں ان کا نکاح حضرت ابوحذیفہ کے غلام سالم سے ہوا تھا۔ یہ دو مثالیں تو قریشی عورتوں کی ہیں۔

مزید چند مثالیں

- انصار بھی اپنی بیٹی دینے میں بہت سخت تھے، ہاشم بن عبد مناف قریشی کی شانِ بلند کا سارے عرب کو اعتراف تھا انہوں نے یثرب میں لیلیٰ سے نکاح کی درخواست کی تو اس معزز قبیلہ نے یہ درخواست اس شرط پر قبول کی کہ لیلیٰ کبھی مکہ نہ جائے گی اس تکبر والے قبیلہ کا حال اسلام میں یہ تھا کہ ایک روز حضرت بلال نے مسجد میں ظاہر کیا کہ لوگو! مَیں غلام بھی ہوں، حبشی بھی ہوں، بے زر و مال ہوں بایں ہمہ نکاح کا خواستگار بھی ہوں، کیا کوئی شخص مجھے بیٹی دے سکتا ہے؟ ان کے اس قدر کہنے پر بیسیوں لوگوں کی درخواست تھی کہ بلال ان کے ہاں اپنا پیوند منظور کریں۔
- حضرت اسامہ بن زید اہلِ دنیا کی نگاہ میں غلام ابنِ غلام تھے مگر قرآنی تعلیمات نے ان کی شان کو اس قدر بلند کر دیا تھا کہ حضرت زینب بنتِ حنظلہ ان کی بیوی تھی۔ یہ زینب اس بڑے خاندان کی خاتون تھی کہ شہزادہ امرأ القیس ان کے جدامجد کا مداح شاعر تھا اب اس کی پوتی حضرت اسامہ کی کفش برداری پر نازاں ہے۔
- امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ ان کے زمانۂ خلافت کا ہے کہ غلام کو ساتھ لے کر بازار گئے اور غلام سے فرمایا: میں نے بھی کپڑے بنوانے ہیں اور تم کو بھی کپڑوں کی ضرورت ہے، تم بزاز کی دکان پر میرے لیے اور اپنے لیے کپڑے پسند کرو۔ غلام نے کچھ قیمتی کپڑے پسند کیے اور کچھ سستے، آپ نے سستے کپڑوں کے متعلق فرمایا کہ یہ ہمارے لیے اور قیمتی کپڑے غلام کے لیے بنا دو، غلام بولا، آپ آقا ہیں اور امیر المومنین ہیں

آپ کو اچھا لباس چاہیے، فرمایا میں بوڑھا ہوں اور تم جوان ہو، تم کو اچھے لباس کی زیادہ ضرورت ہے۔

- حضرتِ ابوذر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے کہ ایک بار انہوں نے غلام سے جھگڑتے ہوئے غصہ میں کہہ دیا او حبش کے بچے! نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بس بس! کسی سفید پوست والی کے فرزند کو کسی سیاہ پوست والی کے بچہ پر کوئی فضیلت نہیں فضیلت تو عمل سے ہے، ایک اور مقام کا ذکر ہے کہ انہوں نے غلام کو مارا نبی کریم ﷺ موقع پر آ گئے، فرمایا ابوذر! جو قدرت تجھے اس غلام پر ہے اس سے زیادہ طاقت اللہ تعالیٰ کو تجھ پر حاصل ہے، ابوذر زمین پر گر پڑے اور غلام سے فرماتے تھے کہ اپنا پاؤں جوتے سمیت میرے رخسار پر رکھ دے کہ میری یہ نخوت نکل جائے۔

- جنگِ بدر میں صف بندی فوج کی ہو رہی تھی۔ ایک صحابی صف کے برابر نہ تھے نبی کریم ﷺ نے اسے پتلی چھڑی سے مارا جو حضور ﷺ کے ہاتھ میں تھی کہ برابر ہو جاؤ، انہوں نے کہا یا رسول اللہ! مجھے تو اس سے ایذاء ہوئی ہے میں تو بدلہ لوں گا، فرمایا، میں موجود ہوں۔ وہ بولا میرے بدن پر تو کرتہ نہ تھا حضور بھی کرتہ اٹھا لیں۔ حضور ﷺ نے کرتہ اٹھا لیا تو اس نے بڑھ کر جسدِ نورانی کو چوم لیا۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا مدعا اس گستاخی سے یہ تھا کہ دنیا سے رخصت ہوتا ہوا اس شرف کو حاصل کرتا جاؤں۔ اس نیک انسان کے دل میں چھپی ہوئی نیت خواہ کچھ ہی تھی اسلامی تعلیم کا نمونہ تو یہ ہے کہ سرورِ کائنات ﷺ ایک ادنیٰ امتی کو بدلہ دینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور جسدِ مبارک کو آمادۂ آزار و گزند بنانے پر بطیب خاطر رضامند نظر آتے ہیں یہی مساوات حقیقی ہے اس مساوات کی حمایت و حفاظت کے لیے علمبرداران اسلام ہر ایک نقصان برداشت کرنے کے لیے رضامند ہو جاتے تھے مگر مساوات میں کمی نہ آنے دیتے تھے۔

- جبلہ بن ایہم سلطنتِ غسان کا شہزادہ تھا، عیسائیت چھوڑ کر عہدِ فاروقی میں داخلِ اسلام ہوا، امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہمیشہ اس کی عزت فرمایا کرتے تھے ایک بار وہ طوافِ کعبہ کر رہا تھا کہ اس کے شاہانہ چغہ کا دامن فرش پر گھسٹتا جا رہا تھا، پیچھے سے ایک اور بدوی بھی طواف کرتا آ رہا تھا اس کا پاؤں دامنِ چغہ پر پڑ گیا جب اس نے ہٹ کر دیکھا تو اسے ایک بادیہ نشین گنوار نظر آیا جو مستانہ وار مصروفِ طواف ہے اس کی ظاہری حالت دیکھ کر شہزادہ کو اور بھی غصہ آیا، لوٹ کر اس کے رخسار پر ایک تھپڑ لگایا، بدوی نے امیر المومنین کی خدمت میں استغاثہ پیش کر دیا، شہزادہ بلایا گیا اور جب طلب ہوا تو شہزادہ نے اپنے فعل کا اعتراف کیا اور یہ بھی کہا کہ میں حکمران ہوں اور یہ فرومایہ شخص ہے اگر میں نے ایک طمانچہ اس کے لگا بھی دیا تو کیا ہوا؟ امیر المومنین نے فرمایا: اسلام میں سب برابر ہیں یا تو اسے رضامند کر دیا پھر سزا کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اس نے کہا کہ ایک دن کی مہلت دی جائے۔ یہ

درخواست منظور کرلی گئی۔ جبلہ شباشب بھاگ گیا اور مرتد ہو گیا اس کے نزدیک اسلام میں سب سے بڑا نقص تھا تو یہ تھا کہ شہزادہ اور گنوار کی وقعت برابر ہے مگر امیر المومنین اس وصف پر فخر کرتے نظر آ رہے تھے کہ عدالت میں ایک ذرہ خاک راہ اور ایک کوکب حکومت کی مساوی حیثیت ہے۔ یہ ممکن ہے کہ ہم ان واقعات کو محض کہانی سمجھ کر گزر جائیں مگر تعلیماتِ قرآنی میں اس سے بھی کہیں زیادہ واقعات نظر آتے ہیں۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے

- عمر فاروق اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے تھے دوستانہ سلسلۂ کلام جاری تھا ایک یہودی آیا کہا: علی پر دعویٰ کرنے آیا ہوں، امیر المؤمنین نے فرمایا: ابوالحسن! سامنے کھڑے ہو کر جواب دو۔ علی مرتضیٰ اٹھے دیکھا گیا کہ اس وقت ان کے چہرے پر بل تھا دعویٰ سنایا گیا، فیصلہ کر دیا گیا، مدعی جھوٹا تھا وہ چلا گیا تو پھر وہی جلسۂ محبت جم گیا، فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب آپ کو سامنے کھڑے ہونے کو کہا گیا اس وقت آپ چیں بر جبیں کیوں تھے، کیا عدالت میں یہودی کے سامنے برابر کھڑا ہونے کو برا سمجھا تھا؟ فرمایا نہیں نہیں! یہ بات نہیں آپ کو یاد ہے کہ آپ نے مجھے ابوالحسن کہہ کر کھڑا ہونے کو کہا تھا، کنیت سے پکارنا نشانِ عزت ہے میرا خیال ادھر گیا کہ مبادا یہودی یہ سمجھے کہ عدالت کو مدعا علیہ کا خاص لحاظ ہے۔ اسی لیے مدعی کے مقابلہ میں اسے الفاظ عزت سے مخاطب کیا گیا ہے اگر وہ ایسا سمجھ لیتا تو ہماری عدالت پر دھبہ لگتا۔
- جب اسلامی لشکر نے اسکندریہ فتح کیا تو مفتوح رعایا نے استغاثہ کیا کہ ان کے ایک بت کی آنکھ کسی مسلمان نے توڑ دی ہے، فوجی افسر نے کہا: اگر تم یہ بات ثابت کر دو کہ میری فوج کے کسی فرد کا یہ فعل قیام امن کے بعد اور دیدہ دانستہ تھا تو میں تم کو اختیار دیتا ہوں کہ تم میری بھی ایک آنکھ پھوڑ ڈالو، یہ فیصلہ سن کر سب لوگ اس کے ساتھ واپس چلے گئے۔ ان واقعات کے بعد اگر یہ کہا جائے کہ اسلام ہی مساوات کا صحیح علم بردار ہے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ لیکن

دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

قرآنی اعجاز کے واقعات

- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے کون ناواقف ہے آپ جب قرآنِ مقدس سنتے تو خوفِ خداوندی سے بے خود ہو جایا کرتے۔ امامِ غزالی فرماتے ہیں:

ان عمر كان يسقط من الخوف اذا سمع اٰية من القران مغشيا عليه فكان بعاد اياما۔

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب قرآن پاک کی کوئی آیت سنتے تو غش کھا کر گر پڑتے اور لوگ کئی دن تک ان کی عیادت کو جایا کرتے۔''

- ایک مرتبہ آپ سورۃ الشمس کی تلاوت فرما رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے و اذا الصحف نشرت ''جب دفتر کھول دیئے جائیں گے'' تو بے خود ہو کر گر پڑے۔
- اسی قسم کا ایک واقعہ ہے کہ ایک دن فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک مکان کے قریب سے گزرے جس میں ایک آدمی نماز کے اندر سورۃ والطور پڑھ رہا تھا جب وہ اس آیت پر پہنچا:

ان عذاب ربك الواقع ماله من دافع۔

''تمہارے رب کا عذاب یقیناً واقع ہونے والا ہے اور اسے کوئی روکنے والا نہیں۔''

تو آپ گھوڑے سے نیچے اتر گئے اور ایک دیوار کا سہارا لے کر دیر تک وہیں کھڑے سنتے رہے اور جب گھر پہنچے تو ایک مہینہ تک بیمار رہے۔

- تمیم داری رضی اللہ عنہ مشہور اور کثیر العبادت صحابی ہیں آپ نے ایک مرتبہ تہجد میں یہ آیت پڑھی:

ام حسب الذین اجترحوا السیئت۔

تو آپ پر بے حد رقت طاری ہو گئی۔

- حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اجل صحابہ سے ہیں اور عبادت و ریاضت میں یکتا مقام رکھتے تھے۔

بکٰی یوما فی صلٰوته ثم التفت و راہ رجلا فقال لا تعلن هذا جدا۔

ایک دن نماز میں رو رہے تھے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک آدمی کھڑا تھا اسے فرمایا کسی کو بتانا مت۔

- عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے واقعات میں ہے جب آپ قرآنِ مقدس پڑھتے یا سنتے تو رقت طاری ہو جاتی اور ایسے لرزتے جیسے شاخِ درخت لرز رہی ہو۔
- ثابت بن اسلم بنانی مشہور و معروف اور بڑے عابد و زاہد تابعی ہیں آپ جب تہجد کے لیے اٹھتے تو زار و قطار روتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے پڑھا:

اکفرت بالذی خلقك من تراب ثم من نطفة۔

''کیا تو اس ذات سے انکار کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے۔''

- اویس بن عامر قرنی سے کون ناواقف ہو گا ایک مرتبہ آپ نے ہرم ابن حبان سے سنا، اعوذ باللہ من

الشیطٰن الرجیم تو آپ چیخ مار کر رونے لگے، فرمایا، میرے رب کا ذکر بلند و برتر ہے۔

- ربیع بن خثیم بڑے عبادت گزار تابعی تھے رات کی تاریکی میں عبادت کو پسند کرتے اور ساری ساری رات مصروفِ عبادت رہتے۔ ان کے غلام تسیر کا بیان ہے کہ ایک رات تہجد میں پڑھا:

ام حسب الذین اجترحوا السیئٰت۔

تو رقت طاری ہوگئی اور دہراتے دہراتے صبح ہوگئی۔

- سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا عالم یہ تھا کہ تلاوت کی سماعت کے ساتھ ہی رونا شروع کر دیتے آیاتِ قرآنی نے آپ کو رلا رلا کر نابینا کر دیا تھا کبھی کبھی آپ ایک ایک رکعت اس ذوق سے پڑھتے کہ پورا قرآن ختم کر دیتے۔
- حضرتِ عمر بن عبدالعزیز کی شخصیت کس کے لیے غیر معروف ہے، آپ ایک خلیفہ بھی تھے اور درویش بھی، آپ نے ریاضت و عبادت میں بہت بلند مقام حاصل کیا ایک دن آپ اس آیۂ پاک کو پڑھ رہے تھے:

یوم یکون الناس کالفراش المبعوث۔

اور پھر زور سے چیخ ماری اور اس طرح گرے کہ معلوم ہوتا تھا دم نکل گیا ہے، پھر اچھلتے کودتے اور روتے تھے اور کہتے تھے افسوس! جب لوگ دھنی ہوئی روئی کی طرح ہو جائیں گے۔

- محمد بن منکدر محدث، قاری اور بڑے عالم تھے عابد و زاہد اور تابعی تھے ان کا دل اس قدر گداختہ اور اثر پذیر تھا کہ کلام اللہ کی موثر آیات پڑھ کر بے اختیار آنسو بہاتے، ایک رات تہجد میں اس آیت کو پڑھ کر بہت روئے:

بدالهم من الله ما لم یکونوا یحتسبون۔

بھائیوں نے تعجب سے پوچھا۔ آج رونے کا سبب کیا ہے؟ خاموشی پر معلوم ہوا کہ اس آیہ پاک کی تلاوت پر رقت طاری ہوگئی تھی۔

اعترافِ حقیقت

- ریونڈ جی ایم راڈویل نے اپنے ترجمۂ قرآن میں لکھا ہے کہ قرآن مقدس کی تعلیم نے عرب کے خانہ بدوش قبائل کی حالت کو اس قدر بدل دیا جیسے کسی نے ان پر جادو کر دیا ہو۔ قرآن بے شک عربوں کے لیے باعث برکت تھا۔

(منقول از شہادۃ الاقوام)

- ڈاکٹر سموئیل جانسن نے لکھا ہے کہ:

”قرآنِ مقدس کے علوم مطالب اس قدر ہمہ گیر ہیں اور ہر زمانہ کے لیے اس قدر موزوں ہیں کہ زمانہ

کی تمام صداقتیں خواہ مخواہ اس کو قبول کرتی ہیں۔'' (منقول از رسالہ شہادۃ الاقوام)

- ایک جرمن فاضل مسٹر گرتی نے کہا ہے کہ تعلیمات وعلومِ قرآن بہت جلد انسان کو اپنی طرف متوجہ کر لیتے ہیں اور متحیر کر دیتے ہیں اور آخر ہم اس کی عزت کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح یہ کتاب تمام زبانوں میں نہایت قوی اثر کرتی رہے گی۔'' (منقول از رسالہ شہادت الاقوام)
- ڈاکٹر گبن لکھتے ہیں:

''قرآن مقدس کی مختلف نقلوں اور طباعتوں سے اس کی یگانگت اور ناقابلِ قبول تحریف کا اعجاز ثابت ہوتا ہے۔'' (شہادۃ الاقوام)

- مسٹر کارلائل نے کہا ہے کہ:

''قرآنِ مقدس کے احکام اس قدر عقل وحکمت کے مطابق واقع ہوئے ہیں کہ اگر انسان انہیں چشمِ بصیرت سے دیکھے تو وہ پاک اور پاکیزہ زندگی بسر کر سکتا ہے۔ قرآنی تعلیمات اعلیٰ درجہ کے عقلی احکام کا مجموعہ ہیں۔'' (شہادۃ الاقوام)

- ایک جرمن شاعر گوئٹے نے لکھا ہے کہ

''قرآن کے کلام میں جو برق کی طرح تیز اور طرار ہے اس کی ایک بڑی دلفریبی یہ ہے کہ جس قدر ہم اس کے قریب پہنچتے ہیں زیادہ حقیقی معلوم ہوتا ہے اور بتدریج یہ کلام فریفتہ بنالیتا ہے، پھر تعجب وتحیر میں ڈال دیتا ہے۔''

- ڈاکٹر موریس نے جو فرانس کے اہلِ قلم مستشرق اور ماہر علوم عربیہ ہیں انہوں نے فرانس گورنمنٹ کے حکم سے قرآنِ حکیم کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں کیا تھا اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے:

''قرآن ایسی کوئی منقبت ہو سکتی ہے جس میں کسی طرح کا نقص نہ نکل سکتا ہو تو وہ اس کی فصاحت و بلاغت ہے وہ عظیم الشان فضیلت جس پر تقریباً چالیس کروڑ انسان فخر کر رہے ہیں وہ یہی ہے کہ مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے یہ کتاب تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازلی عنایت نے انسان کے لیے جو کتابیں تیار کیں ان سب میں یہ بہترین کتاب ہے اس کے نغمے انسان کی خیر وفلاح کے متعلق فلاسفہ یونان کے نغموں سے کہیں اچھے ہیں اس میں آسمان وزمین کے بنانے والے کی حمد وثناء بھری ہوئی اور خدا کی عظمت سے اس کا حرف

حرف لبریز ہے۔''(منقول از شہادۃ الاقوام)

یہ ہی کلام ہے

مسٹر کونت ہنری دی کاسٹری نے اپنی کتاب الاسلام میں لکھا ہے:

''قرآن کی وحی کا مسئلہ اور بھی زیادہ پیچیدہ اور مشکل ہے کیونکہ ارباب بحث اس کو مفصل طور پر حل نہیں کر سکے، عقل حیران ہے کہ اس قسم کا کلام ایسے شخص کی زبان سے کیونکر ادا ہوا جو بالکل امی تھا اور تمام مشرق نے یہ اقرار کیا ہے کہ یہ وہ کلام ہے کہ نوعِ انسانی لفظاً و معناً ہر لحاظ سے اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔ یہ وہی کلام ہے جس کی انشاء پردازی نے عمر بن الخطاب کو مطمئن کر دیا ان کو خدا کا معترف ہونا پڑا، یہ وہی کلام ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے متعلق اس کے جملے جعفر بن ابی طالب نے نجاشی بادشاہ کے سامنے پڑھے تو اس کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو گئے اور بشپ چلا اٹھا کہ یہ کلام اسی سرچشمہ سے نکلا ہے جن سے حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کا کلام نکلا تھا۔'' (شہادت الاقوام)

انگلستان کے نامور مؤرخ ڈاکٹر گبن اپنی مشہور تصنیف 'سلطنتِ روما کا انحطاط'' میں لکھتے ہیں:

''قرآن کی نسبت بحرِ اطلانتک سے لے کر دریائے گنگا تک نے مان لیا ہے کہ یہ پارلیمنٹ کی روح ہے قانون اساسی ہے اور صرف اصولِ مذہب ہی کے لیے نہیں بلکہ احکامِ تعزیرات کے لیے اور ان قوانین کے لیے بھی ہے جن پر نظام کا مدار ہے جن سے نوعِ انسانی کی زندگی وابستہ ہے جن کو حیاتِ انسانی کی ترتیب سے گہرا تعلق ہے حقیقت یہ ہے کہ شریعت سب پر حاوی ہے وہ اپنے تمام احکام میں بڑے بڑے شہنشاہوں سے لے کر چھوٹے چھوٹے فقیر و گداگر تک کے لیے مسائل و معانی رکھتی ہے یہ وہ شریعت ہے اور ایسے دانشمندانہ اصول پر مرتب ہے کہ سارے جہان میں اس کی مثال نہیں۔''

لاجواب و بے مثال و باکمال کتاب

قرآنِ مقدس جس زمانہ میں نازل ہوا اس وقت فصاحت و بلاغت کا بڑا چرچا تھا۔ اشعار کے ترنم اور قصائد کے وجد آفریں نغموں سے سارے عرب کی فضا گونجا کرتی تھی۔ ملک کے مرکزی مقامات پر مشاعرے منعقد ہوتے اور اس سلسلہ میں بڑے بڑے میلے لگا کرتے تھے یہاں تک کہ عرب کے عوام و خواص بہترین کلام کے سامنے جھک جاتے اور سجدے کیا کرتے تھے چنانچہ مؤرخین کا بیان ہے کہ فصاحت و بلاغت کے جو بے مثل سات قصیدے خانہ کعبہ میں آویزاں تھے۔ ڈیڑھ سو برس تک عرب ان پر جھکتے رہے تھے فصاحت و بلاغت کے اس دور میں ظاہر تھا کہ حضور ﷺ کو ایسا ہی معجزہ دیا

جاتا جو عرب کو اس فن میں عاجز بنا دیتا اور وہ اس معجزے کے سامنے سر جھکا دیتے اور اس کے اعجاز سے متاثر ہو کر آخری نبی کی نبوت اور خدا کی وحدانیت پر ایمان لے آتے۔ چنانچہ حضور ﷺ کو قرآن مجید کا معجزہ عطا کیا گیا اور جب حضور ﷺ نے قرآنِ حکیم پڑھا تو وہ مبہوت ہو گئے اور ایک امی شخص کی زبان سے فصاحت و بلاغت کے اس بے مثل اور معجز کلام کو سن کر گویا اوندھے منہ گر پڑے اور آخر اپنے عجز و درماندگی کو چھپانے اور اپنے دلوں کو تسکین دینے کے لیے ان کو یہ کہنا پڑا، ان ھٰذا الا سحر یؤثر۔ ''یہ کلام تو بس ایک جادو ہے۔'' جس کا واضح مطلب یہ تھا کہ حضور ﷺ (معاذ اللہ) جادوگر ہیں اور کلامِ الٰہی جادو ہے یا حضور ﷺ شاعر ہیں اور کلامِ الٰہی بے مثل اشعار ہیں یا حضور ﷺ معاذ اللہ دیوانے ہیں اور یہ کلام دیوانگی ہے یا حضور ﷺ کاہن ہیں اور کلامِ الٰہی کہانت کی باتیں ہیں چند روز گزرنے کے بعد جب قرآنِ مجید کے نزول کا سلسلہ شروع ہو گیا اور فصحاء و شعرائے عرب نے کلامِ الٰہی کی فصاحت و بلاغت اسلوبِ بیان اور الفاظ کی بندش پر غور کیا تو ان کی دو جماعتیں بن گئیں۔ ایک نے تو اعلانیہ اس کا اعتراف کر لیا کہ محمد (ﷺ) نے جو کلام کلامِ الٰہی کے نام سے پیش کیا ہے، وہ نہ تو سحر ہے نہ شعر ہے اور نہ دیوانگی ہے۔

یقیناً یہ کلام بہت بڑی شئے ہے اس جماعت میں سے اس فیصلہ کے بعد چند لوگ تو اس پر ایمان لائے اور زیادہ تعداد پھر بھی ایمان سے محروم رہی۔

دوسری جماعت وہ تھی جو کلامِ الٰہی کی فصاحت و بلاغت کی قائل تھی لیکن کلام کے اعجاز کو تسلیم نہ کرتی تھی اور لو نشاء لقلنا مثل ھٰذا ''اگر یہ چاہیں تو ایسا کلام کہہ سکتے ہیں'' یہ کہہ کر بات کو ٹال دیتے۔

قرآنِ مجید برابر نازل ہوتا رہا اور فصحاء و شعرائے عرب ایک امی شخص حضور ﷺ کی زبان سے اس کو سن کر پیچ و تاب کھاتے رہے۔ خدائے قدوس نے تحدی فرمائی: فان لم تفعلوا ولن تفعلوا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

ان کنتم فی ریب مما نزلنا۔

تیسری جگہ ارشاد ہے:

قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یأتوا بمثل ھٰذاالقران لا یاتون بمثلہ و لو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔

تو لاجواب ہے تیرا کوئی جواب نہیں

اس ظلمت کدۂ دنیا میں اگر کوئی سب سے بڑا تبرک ہے تو وہ قرآنِ حکیم ہے ویسے تو سب چیزیں آسمان، زمین

چاند، تارے، سورج، عرش، کرسی سب تبرکات اور عطیات ہیں لیکن ان کو حق تعالیٰ نے پیدا کیا ہے جو نیست سے ہست ہوئی ہیں اور عدم سے وجود میں آئی ہیں لیکن قرآنِ مقدس پردۂ عدم میں نہیں تھا اگر ایسا مانا جائے تو قرآن کو مخلوق ماننا پڑے گا (معاذ اللہ) بلکہ حق تعالیٰ ہی کے وجود سے قائم تھا وہاں عدم کا نشان نہیں تھا، کلام صفتِ الٰہی ہے اور صفت ذات کے ساتھ ہوتی ہے جب کہ کوئی کلام کسی سے صادر ہو تو یہ نہیں کہا جاتا کہ فلاں کلام فلاں نے پیدا کیا بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں کلام فلاں سے صادر ہوا۔ ایک روایت میں ہے:

تبرک بالقرانٔ فانه کلام الله و خرج منه۔

اسی لیے علماء فرماتے ہیں:

توراۃ، انجیل، زبور وغیرہ کلامِ الٰہی نہیں بلکہ کتاب الٰہی ہیں قرآنِ مجید کو حق تعالیٰ نے بولا ہے اس کے ساتھ باطل جمع نہیں ہوسکتا، تغیر نہیں آسکتا، مخلوق ہوتا تو عدم کی طرف جاتا ہے اور جب وجود مطلق سے نکلا ہے تو یہ موجود ہی رہے گا۔

(علم القرآن: مولانا منظور احمد شاہ صاحب)

تقویٰ و پارسائی کا منبع

۱۔ پارسائی کو برباد کرنے والی سب سے بڑھ کر شراب ہے مگر پولوس تمطاؤس ۵/۳۲ میں حکم دیا ہے کہ آگے کو تو صرف پانی پیا کر بلکہ اکثر کمزوریوں اور ہاضمہ کے لیے تھوڑی سی شراب پینے کا حکم اور سادہ پانی پینے کا بھی ہے۔ یورپ پر کیا اثر پڑا کہ لفظ تھوڑی کی قید کلیۃً ختم ہوگئی اور شراب تمام خرابیوں کی جڑ ثابت ہوئی جسے قرآنِ مقدس نے صراحت کے ساتھ بیان فرمادیا تھا۔

۲۔ محکمۂ حفظانِ صحت نے پولوس کی وجۂ حلت کا بھی غلط استعمال کیا اور ثابت کر دیا اس کا باطل ہونا اور بتلا دیا ہے کہ شراب کا برا اثر معدہ، جگر، دل و دماغ پر بدترین نتائج پیدا کرتا ہے، اعصابی طاقت زائل ہوجاتی ہے۔

جنگِ عظیم ۱۴ تا ۱۹۱۸ء میں فوجیوں کی جسمانی طاقت بڑھانے کے لیے شراب کی قطعاً ممانعت کی گئی تھی۔ اپنی فوج کے لیے کنگ جارج کا نمونہ بننا پسند کیا اور زارِ روس نے ان کی پیروی کی۔ امریکہ نے شراب کی ساخت ملک میں بند کر دی علمِ اخلاق کے ماہرین کہتے ہیں کہ شراب کے استعمال سے اخلاق تباہ ہوجاتے ہیں۔ علماء اقتصادیات کہتے ہیں، فقر و فاقہ اور تباہی کا باعث ہی شراب ہے، عدالتوں کے ججوں کا کہنا ہے کہ سنگین جرائم قتل، زنا، رہزنی کا ارتکاب بدمستیٔ شراب کی حالت میں ہوتا ہے۔

ہندوؤں میں بھی دیوی کو خوش کرنے کے لیے شراب کا چڑھاوا دیا جاتا ہے۔ بعض ہندو اسے برکت کے لیے گنگا

جل کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

اسلام ہی ایسا دین اور قرآن مقدس ہی وہ کتاب ہے جس نے شراب کو رجس، عمل الشیطان اور ام الخبائث کے نام سے یاد کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پارسائی اور پرہیزگاری کا صحیح داعی قرآن مقدس ہی ہے، قرآنِ مقدس نے زنا حرام فرمایا اور اسے مستحکم اور مضبوط کرنے کے لیے جو حکم دیا وہ یہ ہے: لا تقربوا الزنا۔

اس حکم سے ان وسائل کو بھی حرام قرار دے دیا جو زنا تک پہنچاتے ہیں مزید مستحکم کرنے کے لیے ارشاد فرمایا: و ساء سبیلا۔

اور بتایا گیا کہ جو کوئی زنا کرتا ہے وہ اپنے گھر تک سڑک بناتا ہے۔ وہ جس سڑک پر چل کر دوسروں کے پاس پہنچتا ہے اسی سڑک پر چل کر دوسرے اس کے گھر آجاتے ہیں۔

خواتین کی اصلاح وخیرخواہی کے لیے

اسلام سے پہلے عورت کی حالت انتہائی افسوس ناک تھی بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ مردان کو انسان نہیں بلکہ حیوانات سے بھی بدتر خیال کرتے تھے، لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا، زندگی میں عورت کسی حق کی مالکہ نہ تھی۔ معمولی معمولی باتوں پر عورتوں کو طلاق دی جاتی تھی۔ طلاق کے بعد بھی اذیت پہنچانے اور کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لینے کے خیال سے ان کو گھروں میں بند کر لیا جاتا تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد بیٹا اپنے باپ کی عورتوں اور لونڈیوں کا مالک سمجھا جاتا تھا اور ان پر تصرف کا پورا حق رکھتا تھا۔ بعض عورتیں ورثہ خیال کی جاتی تھیں، بے شمار نکاح کیے جاتے تھے اور منکوحہ عورتوں کو مویشی کی مانند خیال کیا جاتا تھا، غرض اس قسم کے سینکڑوں مصائب ومشکلات عورتوں پر روا رکھے جاتے تھے۔

قرآنِ مقدس نے دنیا میں سب سے پہلے عورتوں کے حقوق مقرر فرمائے ان کو انسان قرار دیا اور زندگی میں ان کو مردوں کے برابر حصہ دیا چند آیات اصلاحِ خواتین کے سلسلہ میں درج ذیل ہیں جن سے بخوبی ہمارا عنوان ذہن نشین ہو جائے گا۔

۱- و اذا الموءدة سئلت بای ذنب قتلت۔

”قیامت کے دن زندہ درگور لڑکیوں سے پوچھا جائے گا کہ تم کس کس گناہ کے بدلے میں ماری گئیں۔“

اس آیۂ پاک میں واضح ارشاد ہے کہ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا حرام اور قطعی حرام ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا گیا کہ اگر لوگ اس فعلِ شنیع سے باز نہ آئے تو قیامت میں ان سے باز پرس ہوگی۔

۲- و لهن مثل الذی علیه من بالمعروف وللرجال علیهن درجة۔

"حسب دستور جیسا حق عورتوں پر مردوں کا ہے ویسا ہی حق عورتوں کا مردوں پر ہے اور مردوں کو ان پر فوقیت ہے۔"

یعنی مردوں عورتوں کے حقوق مساوی ہیں اور ہر ایک کو دوسرے کے حقوق کی حفاظت کرنی چاہیے۔ رہا مسئلہ فوقیت کا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مرد اس کی ضروریات زندگی جو پوری کر رہا ہے اس بناء پر اسے درجہ حاصل ہے کہ بعد از نکاح نان ونفقہ مرد کے ذمہ لازم ہو جاتا ہے حقوق میں کوئی تفاوت نہیں، مدارج میں ہے اور مدارج کا تفاوت حقوق کے تفاوت کے منافی ہرگز نہیں جیسے کہ بعض نے غلط سمجھ لیا ہے۔

۳- و عاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسٰی ران تکرھوا شیئا و یجعل الله فیه خیرا کثیرا۔

"عورتوں کے ساتھ تم حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔ اگر تم انہیں برا جانتے ہو تو عجیب نہیں کہ تم ایک چیز کو برا جانو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت بھلائی پیدا کر دے۔"

اس آیۂ پاک میں ارشاد ہے کہ تمہیں عورتوں سے اچھا سلوک کرنا لازم ہے کوئی معمولی سی ناگوار بات آجائے تو فوراً طلاق نہ دے دو یعنی بغیر سوچے سمجھے عورتوں کے معاملہ میں کوئی فیصلہ عجلت سے نہ کر بیٹھو ممکن ہے تم جس عورت کو اپنے خیال میں برا سمجھ رہے ہو خدائے قدوس نے تمہارے لیے بھلائیاں رکھی ہوں مختصر یہ ہے کہ قرآنِ مقدس نے عورتوں کو اس قدر حقوق مرحمت فرمائے ہیں کہ آج تک دنیا کی کسی مہذب سے مہذب قوم نے بھی نہیں دیئے اور ساتھ ہی ان کی اصلاح کے وہ قوانین بھی بخشے کہ آج تک ان جیسے قوانین عائلی سلسلہ میں وضع نہ ہو سکے مثلاً قرابت داروں کے مرنے پر ان کے مال میں سے عورتوں کو حصہ ملنا، میاں بیوی کو دائمی کشیدگی یا تلخ نفرت سے بچانے کے لیے طلاق وخلع کے حقوق دونوں کو حاصل ہونا، بدکاری و بدچلنی کا ثبوت بہم پہنچا دینے پر دونوں کا مستحق سزا ہونا بدکرداری اور بداخلاقی کے جراثیم سے بچانے کے لیے عورتوں کو پردہ میں رکھنا یہ سب مثالیں ہمارے اس عنوان سے ملتی جلتی ہیں۔

غلامی کا استیصال اور قرآنِ حکیم

ظہورِ اسلام سے پہلے عہدِ قدیم کا ایک بڑا حصہ انسان پر ایسا گزرا ہے جس میں بعض انسان بعض کی غلامی کیا کرتے تھے بعض انسان بعض کے اس طرح مالک ہوا کرتے تھے جیسے ہم آج حیوانات کے مالک ہیں۔

یاد رہے! غلامی کا رواج دنیا میں یوں پڑا کہ بعض طاقتور قبائل کمزور قبائل کے لوگوں کو زبردستی اٹھا لے جاتے تھے خصوصاً نوجوان عورتوں اور بچوں کو دوسری جگہ لے جا کر فروخت کر ڈالتے تھے پھر باہمی جنگوں میں جو لوگ گرفتار ہوتے تھے

ان کو بھی غلام سمجھا جاتا تھا اور ان غلاموں کی خرید وفروخت کا سلسلہ آبادیوں میں جاری رہتا تھا جیسے آج حیوانات کا سلسلۂ بیع شراء ہے۔

اسلام نے سب سے پہلے غلاموں کی حالتِ زار پر رحم کھایا اور غلامی کے استیصال پر آمادہ ہو کر آہستہ آہستہ اس کو درجۂ تکمیل تک پہنچایا۔ لیکن اس میں کئی مراحل سے گذرنا پڑا۔ مثلاً

- قرآنِ مقدس نے اولاً یہ حکم نافذ فرمایا کہ غلام صرف وہ غیر مسلم لوگ بنائے جاسکیں گے جو جنگ کی حالت میں گرفتار ہوں یعنی جن لوگوں کو صلح وامن کی حالت میں کہیں سے اٹھا کر زبردستی لایا جائے گا وہ غلاموں کی فہرست میں شمار نہ کیے جاسکیں گے اس طرح ایک درجہ کی عزت بخشی۔
- ایک عرصہ تک پہلے مرحلہ تک بات رہی پھر بعد میں حکم دیا کہ غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک اور احسان کیا جائے اور اخلاق ونرمی کے ساتھ ان سے معاملہ طے کیا جائے۔
- جب یہ دوسرا حکم ایک معین وقت تک لوگوں کے ذہن میں راسخ کر دیا گیا تو پھر فرمایا کہ لونڈی اور غلاموں کو مہذب بنایا جائے اور تعلیم دلائی جائے یہ بھی ان کی عزت افزائی ہے۔
- ایک وقت تک تیسرا حکم جاری رہا تو اب مزید رحم فرمایا اور حکم دیا کہ لونڈی غلام اگر نکاح کرنا چاہیں تو ان کو نکاح کی اجازت دے دی جائے یہ بھی ان کی آزادی اور عزت افزائی کی طرف ایک قدم بڑھایا گیا ہے۔ وانکحوا الایامٰی منکم۔ (النور)
- اس چوتھے حکم کے راسخ ہونے کے بعد پھر پانچواں حکم ہوتا ہے کہ جس لونڈی سے اس کا آقا ہم بستر ہوا اور اس سے اولاد پیدا ہو تو وہ اولاد اور اس کی ماں دونوں آزاد ہو جائیں گے اور بچے باپ کے مال کے وارث ہوں گے یہ غلاموں کی آزادی کا ایک واضح اور کھلا ثبوت تھا۔
- اس پانچویں حکم کے بعد پھر قادرِ کریم نے مزید کرم فرمایا اور حکم دیا کہ اگر لونڈی اور غلام اپنے مالک سے اپنا معاوضہ طے کر کے اور محنت مزدوری کر کے معاوضہ ادا کر دیں تو وہ آزاد ہو جائیں گے یہ مزید رہائی کی صورت پیدا فرمادی گئی۔
- اس چھٹے دور کے بعد اسلام نے غلاموں کو آزاد کرنے کی مختلف صورتوں سے ترغیب دی اور آزادی کو خیر کثیر سے تعبیر فرمایا۔ مختصر یہ کہ اس طرح بتدریج قرآنِ مقدس نے غلامی کا انسداد واستیصال کیا اور آج اسلام میں اس کی تعلیم کا نتیجہ نظر آرہا ہے کہ دنیا نے غلامی کو مٹانے کے لیے کمر باندھ رکھی ہے اور دنیا سے غلامی تقریباً ختم ہو چکی

ہے۔(علم القرآن)

جمہوریت اور قرآنِ حکیم

شوروی حکومت قرآنِ مقدس نے مسلمانوں کے لیے پسند کی ہے جس کو آج کل کی اصطلاح میں جمہوری حکومت کہا جاتا ہے اور آج اس قسم کی حکومت کو بہترین حکومت سمجھا جاتا ہے لیکن قرآنِ مقدس نے جس قسم کی جمہوریت کا ذکر فرمایا وہ حقیقی جمہوریت ہے اسلام میں شوریٰ کو اس قدر اہم سمجھا گیا ہے کہ قرآنِ مجید میں ایک سورت کا نام بھی سورۃ شوریٰ ہے جس میں مختلف واقعات اور صورتوں سے شوریٰ کو مسلمانوں کا شعار قرار دیا گیا ہے۔ اس سورت شریف کی ایک آیہ میں ارشاد ہوتا ہے:

و امرھم شوریٰ بینھم۔

''مؤمنین کا شعار یہ ہے کہ وہ آپس میں مشورہ کر کے کام کرتے ہیں۔''

یعنی مسلمانوں کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ اپنا کوئی کام مشورہ کیے بغیر نہیں کرتے اس ہدایتِ خداوندی کے اصول پر حضور ﷺ نے اسلامی مملکت کے نظم ونسق کو قائم فرمادیا اور آپ کے بعد اسی طریقہ پر خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسلامی حکومت کو چلایا۔ قرآنِ مقدس نے آزادیٔ رائے کے متعلق متعدد مقامات پر ہدایات دی ہیں ایک جگہ پر ارشاد ہوتا ہے:

فلا تخشوا الناس و اخشونی۔

''مسلمانو! تم لوگوں سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو۔''

اس آیہ مقدسہ میں صاف صاف الفاظ میں آزادیٔ رائے کا حق دیا گیا ہے۔ جب کسی کا دباؤ، ڈر، خوف، خطرہ نہیں ہوگا تو آدمی یقیناً آزادی کے ساتھ رہے گا۔ اظہارِ خیال میں مجبور نہیں ہوگا۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ۔

ترجمہ: ''ہم میں سے کوئی بھی اللہ کے سوا کسی کو اپنا مالک نہ سمجھے۔''

ان آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا وآخرت میں صرف خدا ہی کی ذات ایسی ہے جس سے ڈرنا چاہیے اس کے سوا نہ کسی کا خوف دل میں رکھنا چاہیے اور نہ کسی سے مرعوب ہونا چاہیے۔

اصلاحِ معاشرہ کے لیے ۳۲ ارشادات

قرآنِ مقدس نے انسانی زندگی کو امن و امان کے ساتھ رکھنے کے لیے کس قدر اور کس قسم کے احکامات نازل فرمائے درج ذیل متعدد آیات سے واضح ہے۔

- انسانی زندگی میں جھگڑا اور فتن و فسادات کا آغاز عموماً لوٹ کھسوٹ اور مال کی محبت کے پیشِ نظر ہوتا ہے۔ جھگڑا اس وقت ہوتا ہے جب آدمی غلط انداز اور برے ہتھکنڈے اختیار کر کے دولت اکٹھی کرتا ہے پھر یہی دولت جو غلط طریق سے اکٹھی کی ہوتی ہے آخرِ امر اس شخص کے لیے مصیبت، مشکل، بے روزگاری اور پریشانی کا پیشِ خیمہ بن جاتی ہے قرآنِ مقدس نے اس کے انسداد کے لیے ارشاد فرمایا:

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔ (بقرہ، ع ۲۳)

ترجمہ: ''ایمان دارو! تم ایک دوسرے کا مال آپس میں ناحق نہ کھاؤ اور نہ اپنے مال کو حکام رسی کا ذریعہ بناؤ اور اس طرح دوسرے کے مال سے کچھ لے کر دانستہ تصرف میں لاؤ''

- اسی اصلاحِ معاشرہ کے سلسلہ میں خدائے قدوس جل مجدہٗ کا ارشاد ہے:

ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔

''کسی پر زیادتی نہ کرو اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔''

جب خدائے قدوس کے اس حکم پر عمل ہوگا تو یقیناً معاشرہ کی برائیاں ختم ہوں گی اصلاحِ معاشرہ کی روح یہ ہے کہ ہر فرد دوسرے پر زیادتی کو عظیم گناہ جانے۔

- فمن اعتدیٰ علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدیٰ علیکم واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ مع المتقین۔

''یعنی جس نے تم پر زیادتی کی ہے تم بھی اس پر اتنی ہی زیادتی کرو۔''

اس ارشاد میں مومنین کو پابند کیا جا رہا ہے کہ اگر وہ معاف نہیں کر سکتے تو انہیں بدلہ لینے کی اجازت ہے مگر اس بات کا خیال رہے کہ کہیں اضافہ نہ ہو۔

- یسئلونک عن الیتٰمیٰ قل اصلاح لھم خیر و ان تخالطوھم فاخوانکم واللہ یعلم المفسد من المصلح ولو شآء اللہ لاعنتکم ان اللہ عزیز حکیم۔

ترجمہ: ''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ سے یتیموں کے بارہ میں پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیں جس میں ان کی بھلائی ہو

وہی بہتر ہے تم ان سے مل جل کر رہو وہ تمہارے بھائی ہیں مفسد اور مصلح کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔"
یتیموں کے سلسلہ میں بے حد خرابیاں واقع تھیں لوگ ظلم وستم سے گریز نہ کرتے تھے ان کا مال کھانے کو جرم نہ سمجھتے تو خدائے قدوس نے اس بگاڑ کے حل کے لیے مندرجہ بالا حکم نازل فرمایا۔

- والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین۔

ترجمہ: "اور ماؤں کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلائیں اور کھانا کھلائیں۔"
(اگر باپ نے بچہ کی ماں کو طلاق دے دی ہے) دستور کے مطابق شیر خوار بچہ کے باپ کو دودھ کا معاوضہ دینا ہوگا، کسی کو ایسی تکلیف نہ دینی چاہیے جو کہ اس کی وسعت سے زیادہ ہو اس صورت میں بھی جانبین میں شدید اختلافات پیدا ہو جانے کا خطرہ تھا تو خدائے قدوس نے مندرجہ بالا حکم نازل فرما کر اصلاح فرمائی۔

- معاشرہ میں خرابی کی صورت ایک یہ بھی ہے کہ آپس میں لین دین کے معاملہ میں گڑبڑ ہو جاتی ہے، ہمارا آئے دن کا مشاہدہ قریب ترین درست ہے کہ لوگ لین دین کے معاملہ میں ہی ایک دوسرے کے دشمن بن جاتے ہیں محض زبانی کلامی بات ہوتی ہے کوئی تحریر نہیں ہوتی تو تعلقات خراب ہو جاتے ہیں خدا جل مجدہٗ نے ارشاد فرمایا:

یٰایھا الذین اٰمنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ۔

"ایمان دارو! جب تم ادھار یا قرض کا معاملہ کسی وقتِ معین تک کرو تو اسے لکھ لو۔"
تاکہ کوئی شرط مبہم نہ رہ جائے کسی کا حق کم وبیش نہ ہو سکے اور معاہدین کے وارثان میں اختلاف واقع نہ ہو اور آئندہ نزاع کا دروازہ نہ کھلے۔

- معاشرہ میں خرابی کی صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ میاں بیوی آپس میں لڑ جھگڑ پڑیں ان کے بگاڑ سے جو خطرناک نتائج مرتب ہو سکتے ہیں وہ مخفی نہیں۔ دو خاندانوں میں مستقل رنجش کی بنیاد پڑ سکتی ہے۔ اولاد میں برے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں اس عظیم خرابی کی اصلاح کے لیے خدائے قدوس حکم فرماتا ہے:

و ان خفتم شقاق بینھما فابعثو احکما من اھلہ و حکما من اھلھا ان یریدا اصلاحا یوفق اللہ بینھما ان اللہ کان علیما خبیرا۔

ترجمہ: "اگر تم کو میاں بیوی کے درمیان مناقشہ پیدا ہو جانے کا ڈر ہو تو ایک فرد مرد کے کنبہ سے اور ایک پنچ عورت کے کنبہ سے مقرر کرو اگر یہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان میں موافقت کرا دے گا۔"

- معاشرہ میں خرابی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ انسان آپس میں کیے گئے عہد و پیمان کا پاس نہ کریں اور اس طرح

ان کے درمیان مستقل جنگ کی بنیاد پڑ جائے، خدائے قدوس جل مجدہٗ نے اس کی اصلاح کے لیے ارشاد فرمایا:

والذین عقدت ایمانکم فاٰتوھم نصیبھم ان اللہ کان علٰی کل شیءٍ شھیدا۔

ترجمہ: ''جن لوگوں سے تم نے عہد و پیمان باندھ رکھے ہیں ان کے حصے انہیں دو بے شک اللہ تعالیٰ ہر شئے پر قادر ہے۔''

اس ارشاد سے ایک مستقل خرابی کا انسداد فرمایا ہے۔

- معاشرہ میں خرابی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ماں باپ اور اولاد کے درمیان ناخوشگوار صورتِ حال پیدا ہو جائے یا اولاد ہی نا اہل پیدا ہو تو اس سلسلہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے جس میں رشتہ دار قریبیوں اور پڑوسیوں کو ان کے حقوق دینے اور ان سے احسان و بھلائی کا درس دیا جا رہا ہے۔

و بالوالدین احسانا و بذی القربٰی والیتٰمٰی والمسٰکین والجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب و ابن السبیل وما ملکت ایمانکم ان اللہ لا یحب من کان مختالا فخورا۔

ترجمہ: ''ماں باپ سے، قرابت والوں سے، یتامٰی اور مساکین سے، قربت والے ہمسائیوں سے، اجنبی ہمسائیوں سے، پاس بیٹھنے والوں سے، مسافروں سے، لونڈیوں اور غلاموں سے حسنِ سلوک کرتے رہو، اللہ تعالیٰ ایذاء دینے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔''

- معاشرہ میں خرابی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ امانت میں خیانت ہو اور اس طرح دو معتمد اور مخلص آپس میں ہمیشہ کے لیے الگ ہو جائیں خدائے قدوس فرماتا ہے:

ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامٰنٰت الٰی اھلھا۔

ترجمہ: ''رب قدوس حکم فرماتا ہے کہ امانت کو ان کے اہل کے سپرد کر دو اور کسی قسم کی خیانت سے ملوث نہ ہو۔''

- معاشرہ میں خرابی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ کسی نے اپنے بھائی کے خلاف غلط رپورٹ کرا دی اور اصلاحِ معاشرہ میں یہ بھی مدد و معاون ہے کہ کسی اپنے ضرورت مند بھائی کی جائز سفارش کر دی خدائے قدوس نے اس سلسلہ میں بھی ارشاد فرمایا:

من یشفع شفاعة حسنة یکن لہ نصیب منھا و من یشفع شفاعة سیئة یکن لہ کفل منھا۔

ترجمہ: ''جو کوئی نیک کام میں سفارش کرے گا قیامت کے دن اس کے اجر میں اسے بھی حصہ ملے گا اور جو کوئی برے کام کی سفارش کرے گا اس کے وبال میں وہ بھی شریک ہوگا۔''

- باہمی مناقشات معاشرہ میں خرابی کے لیے شدید مضر ثابت ہوتے ہیں۔ قرآنِ مقدس نے اس مرض کو دور کرنے کے لیے احترام، اخلاق کا درس دیا ہے:

و اذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منھا او ردوھا ان اللہ کان علٰی کل شیء حسیبا۔

ترجمہ: ''جب کوئی تم کو سلام کہے تو تم جواب میں بہتر سلام کرو یا ایسا ہی لوٹا دو، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔''

یعنی جب کوئی تم کو سلام کہے تو بکشادہ پیشانی اس کے سلام کا جواب دو یا یہ مطلب ہے جب کوئی تمہیں ہدیہ بھیجے تو تم اس کو بہتر ہدیہ بھیجو۔ اگر اس ارشادِ خداوندی پر ہم کاربند ہو جائیں تو بہت سی خرابیاں دور ہو سکتی ہیں۔

- آپس میں جھگڑے، مناقشات طول اختیار کر جائیں تو مزید خرابی ہوتی ہے خدائے ذوالجلال نے انتشار وافتراق کو پسند نہ فرماتے ہوئے فرمایا:

والصلح خیر۔

ترجمہ: ''صلح بہر حال اچھی شے ہے۔''

- معاشرہ میں خرابی کی ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ مقدمات وتنازعات میں ایک دوسرے کے خلاف شہادات دے کر مناقشات کو فروغ دے دیا جاتا ہے۔ خدائے قدوس ارشاد فرماتا ہے:

یٰایھا الذین اٰمنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ ولو علٰی انفسکم او الوالدین والاقربین۔

ترجمہ: ''اے ایمان دارو! عدل وانصاف کے ساتھ گواہی دو اگرچہ تمہیں اپنی جانوں اور والدین واقرباء کے خلاف ہی کیوں نہ جانا پڑے۔ انصاف کو بہر حال تھامے رکھو۔''

- معاشرہ میں خرابی کی صورت ایک یہ بھی ہے کہ ایک دوسرے کے خلاف بری باتیں اور غلط پروپیگنڈا جاری رکھا جائے خدائے ذوالجلال نے اس کے انسداد کے لیے ارشاد فرمایا:

لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الامن ظلم و کان اللہ سمیعا بصیرا۔

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ چلا کر بری بات کرنے (یعنی لڑائی جھگڑا کرنے، گالی بکنے) کو پسند نہیں فرماتا مگر جس پر ظلم کیا گیا اور اللہ تعالیٰ سننے اور جاننے والا ہے۔''

یعنی مظلوم جواب میں کوئی بات کہہ دے اور وہ اعتدال میں بڑھی ہوئی نہ ہو تو اس پر مواخذہ نہیں ہے اور نہ ہی وہ شخص قابلِ گرفت ہے۔

- یایھا الذین اٰمنوا اوفوا بالعقود۔

اس ارشادِ مبارک میں بھی اصلاحِ معاشرہ کا درس دیا گیا ہے کہ اگر تم آپس میں اخلاص اور عہد کی ایفا کے ساتھ رہو گے تو امن وسکون کی زندگی بسر کرو گے ورنہ پریشانی ہوگی۔

- و بالوالدین احسانا و لا تقتلوا اولادکم من املاك نحن نرزقکم و ایاھم ولا تقربوا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق۔

اس ارشاد میں اصلاح معاشرہ کی طرف اشارہ ہی نہیں بلکہ وضاحت سے ارشاد ہے ماں باپ سے بھلائی کرو، غربت کے ڈر سے اپنی اولاد کو ہلاک مت کرو ہم انہیں بھی اور تمہیں بھی رزق دیتے ہیں، کھلی اور چھپی بے حیائیوں کے قریب مت جاؤ اور کسی جان کا مارنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دے دیا ہے اس کو ناحق قتل مت کرو۔ (سورۃ الانعام کا چھٹا اور بنی اسرائیل کا چوتھا رکوع مکمل اصلاح معاشرہ کے لیے دیکھا جا سکتا ہے)

- معاشرہ میں خرابی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ دوسرے کے خلاف آتشِ انتقام تیز ہو جائے اور مادۂ تحمل و بردباری ختم ہو جائے۔ چنانچہ قرآنِ مقدس نے اس کی اصلاح کے لیے ارشاد فرمایا:

خذ العفو و أمر بالعرف و اعرض من الجٰھلین۔

ترجمہ: ''معاف کرنے کا خوگر ہو اور نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کرو۔''

یعنی باقتضائے بشریت کسی بات پر غصہ آجائے یا جھنجھناہٹ پیدا ہو تو توبہ کر لیا کرو۔

- معاشرہ میں خرابی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ آپس کے معاملات بجائے سلجھانے کے مزید خراب کیئے جائیں خدائے قدوس جل مجدہٗ نے اس مرض کے علاج کے لیے فرمایا:

ولا تنازعوا فتفشلوا و تذھب ریحکم۔

ترجمہ: ''آپس میں جھگڑا نہ کرو تم ہمت ہار دو گے۔''

- معاشرہ میں خرابی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ عدل وانصاف اور صلہ رحمی کو ختم کر دیا جائے خدائے قدوس جل مجدہ ارشاد فرماتا ہے:

ان الله يامركم بالعدل والاحسان و ايتاء ذى القربىٰ-

ترجمہ: ''خدائے برتر تمہیں عدل واحسان اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے۔''

اس ارشادِ باری تعالیٰ کے مطابق اگر اصلاح شروع ہو جائے تو چند ایام میں نظام میں اہم تبدیلی رونما ہو سکتی ہے جس قدر خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں وہ سب اس بنا پر ہیں کہ ہم میں احساس اور انصاف نہیں رہا۔

- معاشرہ کی خرابی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ معاف کر دینے کی تو ہمت نہیں اور نفس چاہتا ہے کہ اس سے بڑھ چڑھ کر بدلہ لے ان جذبات کو اعتدال پر رکھنے کے لیے ارشاد ہوتا ہے:

و ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به-

ترجمہ: ''اگر تم بدلہ لو تو اتنا ہی کہ جتنی تمہیں تکلیف پہنچی ہے۔''

- معاشرہ کی خرابی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپس میں لین دین میں، ناپ تول میں دھوکا کیا جائے، غلط اقدام سے کام لے چنانچہ اس مرض کے قلع قمع کے لیے ارشاد ہوتا ہے۔

و اوفوا الكيل اذا كلتم و زنوا بالقسطاس المستقيم-

ترجمہ: ''جب ناپو تو لو تو پورا ناپو اور ڈنڈی سیدھی رکھ کر تولو۔''

- معاشرہ میں نفرت، کدورت اور خرابی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آدمی کبر وغرور اور اکڑ بازی میں دوسرے بھائی کو سمجھے ہی کچھ نہ اور ہر معاملہ میں اپنی برتری کا خواہاں رہے۔

ولا تمش فى الارض مرحا انك لن تخرق الارض ولن تبلغ الجبال طولا-

ترجمہ: ''زمین پر اکڑ کر مت چلو، اگر تو اکڑ کر چلے گا تو زمین کو پھاڑ نہیں سکے گا اور پہاڑوں کی بلندی تک پہنچ نہیں سکے گا۔''

یعنی ایسا مت کر زمین وآسمان بھی میرے ہی قبضہ کے تحت ہیں اور عاجز ومنقاد ہیں۔

- ادفع بالتى هى احسن-

ترجمہ: ''کہ بدی کا دفعیہ اچھائی سے کرو۔''

اگر یہ اصول پیشِ نظر رہے کہ میں نے برائی کا جواب اچھائی سے دینا ہے تو معاملہ نہایت صاف ستھرا رہ سکتا ہے،

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

صل من قطعك واعف عمن ظلمك و احسن الی من اساء الیك۔

حضور فرماتے ہیں: ''اس سے مل جا، جو تجھ سے کٹتا ہے اسے معاف کردے جس نے تجھ پر ظلم کیا اور اس سے بھی بھلائی کر جس نے تیرے ساتھ برائی کی۔''

معاشرہ کی خرابی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ محض معمولی تنازعہ پر دوسرے کی عزت پر ہاتھ ڈالا جاتا ہے اس کی ماں بیٹی کو بدنام کیا جاتا ہے یا کسی شوہر نے ذرا بیوی سے رخ پھیرا اور اس سے پہلو بچانے کی تدابیر سوچیں تو جھٹ سے غلط الزام لگا کر بدنام کرنے کی کوشش کی تاکہ طلاق یا علیحدگی سے خود بدنامی سے بچ جائے۔ خدائے برتر و بالا نے اس کی اصلاح فرمائی:

ان الذین یرمون المحصنٰت الغٰفلٰت المومنٰت لعنوا فی الدنیا والاٰخرة ولهم عذاب عظیم۔

''پاک دامن بھولی بھالی عورتوں پر الزام لگانے والوں پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے اور دردناک عذاب ہے۔''

موجودہ معاشرہ کی جس قدر خرابیاں دکھائی دے رہی ہیں ان سب کی اصلاح کے احکام وارشادات خالقِ کائنات نے پہلے ہی وضع فرما دیئے تھے۔

یٰایها الذین اٰمنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستأنسوا و تسلموا علیٰ اهلها ذٰلکم خیر لکم لعلکم تذکرون...... الخ

ترجمہ: ''ایمان دارو! اپنے گھر کے سوا دوسروں کے گھروں میں بے پوچھے داخل نہ ہو اور گھر والوں کو سلام کرو تمہارے لیے اسی میں بہتری ہے تاکہ تم کو نصیحت ہو۔''

اگر تم کو معلوم ہو کہ گھر میں کوئی نہیں تو جب تک تمہیں اجازت نہ ملے اس میں نہ جاؤ اور اگر تم کو واپس جانے کو کہا جائے تو واپس چلے جاؤ۔

اس ارشاد سے معلوم ہو رہا ہے کہ ربِ کریم نے کس احسن انداز سے معاملات کو خوشگوار رکھنے اور حالات استوار فرمانے کے لیے عجیب پیرایہ اور دلکش انداز میں ارشادات فرمائے ہیں۔

یایها الذین اٰمنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم والذین لم یبلغوا الحلم منکم ثلاث مرات۔ الاٰیة۔

ترجمہ: ''ایمان دارو! تمہاری لونڈی، غلام یا تمہارے نابالغ بچے جب تمہارے پاس آنا چاہیں تو تین وقتوں میں تم سے اجازت لے لیا کریں۔''

ایک تو صبح کی نماز سے پہلے دوسرے جب تم دوپہر کو قیلولہ کے لیے کپڑے اتار کر سوتے ہو اور تیسرے نمازِ عشاء کے بعد یہ تینوں وقت تمہارے پردہ کے ہیں۔

اس ارشاد کی حکمتیں بڑی واضح ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کوئی داخل ہو اور اس وقت تم بے پردہ ہو، گویا شرم وحیاء اور ادب واحترام کے لیے ارشاد فرمایا گیا ہے۔

- و عباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا و اذا خاطبھم الجٰھلون قالوا سلاما۔

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے خاص بندے تو وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے خطاب کرتے ہیں تو وہ سلام کہتے ہیں۔''

اس میں عجز وانکساری کرنے والوں کی تعریف فرمائی گئی ہے تا کہ لوگ اس طرف مائل ہوں اور معاشرہ کی اصلاح ہو سکے۔

- یٰایھا الذین اٰمنوا لا یسخر قوم من قوم عسٰی ان یکونوا خیرا منھم ولا نسآء من نسآء عسٰی ان یکن خیرا منھن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان و من لم یتب فاولٰئک ھم الظٰلمون۔

ترجمہ: ''ایمان دارو! کوئی مرد کسی مرد پر نہ ہنسے شاید وہ اللہ کے نزدیک اس سے بہتر ہو اور نہ کوئی عورت کسی عورت پر ہنسے، شاید وہ اس سے بہتر ہو، باہم ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کو برے ناموں سے پکارو، ایمان کے بعد بدتہذیبی کا نام ہی برا ہے اور جو کوئی باز نہ آئے تو وہ ظالموں سے ہے۔''

یہ دو امور ہیں اگر ان کی پابندی کر لی جائے تو معاشرہ کی خرابی کے بہت سے پہلو سنور سکتے ہیں۔ ایک دوسرے سے تمسخر قتل وغارت تک پہنچ جاتا ہے ایک دوسرے کو گالی گلوچ دینا فسادات تک پہنچا دیتا ہے، فسق وفجور سے ایسے کاموں کو تعبیر فرمانا بتاتا ہے کہ اللہ رب العٰلمین کو ایسی عادات سے نفرت ہے۔

- اما السائل فلا تنھر۔

ترجمہ: ''سائل کو نہ جھڑکو۔''

اس ارشادِ پاک میں دولت مند، اغنیاء، ذی استعداد، صاحبِ ثروت، بالدار، ذی نصاب افراد کو حکم ہے کہ وہ سائل کو نہ جھڑکیں، اگرچہ ابتداء یہ ارشاد حضور ﷺ کے لیے ہے اصولِ تفسیر کے مسلمہ قاعدہ العبرة لعموم الالفاظ لالخصوص المعانی کے پیشِ نظر ہم سب اس میں شامل ہیں اس طرح غرباء کی طرف توجہ کا درس دیا کہ امیر و غریب مل کر معاشرہ کی اصلاح کرسکیں۔

❁ الذین هم یرآءو ن و یمنعون الماعون۔

ترجمہ: ''خرابی ہے ان کے لیے جو ریاء کرتے ہیں اور ماعون کو روکتے ہیں۔''

ماعون سے مراد وہ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں جو عام طور پر ہمسایوں کو دینی چاہئیں۔ مثلاً آگ، پانی، نمک، چھری، چاقو، دھاگہ، سوئی، کلہاڑی، ترازو وغیرہ وغیرہ۔

❁❁❁❁

شعراء وادباء کی اصلاح کیلئے

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب بزبان عربی جس کا نام ہے ''انباء الحی ان کلامه المصون تبیانا لکل شیء'' مولانا محمد عیسیٰ رضوی قادری کے ترجمہ سے اس کتاب کا آخری حصہ جس میں منکرین علوم مصطفیٰ کا ردقرآن مجید، سورۃ یٰسین کی آیت و ما علمناه الشعر و ما ینبغی کے حوالے سے کیا گیا ہے چونکہ اس میں عقیدے کی اصلاح کے ساتھ ساتھ شعروادب کے حوالے سے بھی گفتگو کی گئی ہے اس لیے اپنی کتاب سے تشنگی ختم کرنے کیلئے نیز تا کہ ہر طبقے کے لیے خیر خواہی کا ساماں ہو جائے اگر چہ اس مضمون کے بعض مباحث بہت مشکل ہیں لیکن اہل علم غور کریں گے تو انشاء اللہ ضرور فائدہ اٹھائیں گے اور پھر امام اہل سنت کے علم کی وسعتوں کا بھی انہیں پتہ چلے گا۔

شیخ الحدیث شرف ملت علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

تحقیقاتِ علمیہ میں امام احمد رضا بریلوی کا بلند ترین مقام تو اہلِ علم کے نزدیک مسلم ہی ہے۔ شعروادب میں بھی وہ قادرالکلام اساتذہ کی صف میں شامل ہیں۔ جامعہ ازہر مصر کے ڈاکٹر محی الدین الوائی نے اس امر پر حیرت کا اظہار کیا ہے کہ علمی موشگافیاں سَر کرنے والا محقق نازک خیال ادیب اور شاعر بھی ہوسکتا ہے!

متنبی ادب عربی کا مسلم اور نامور شاعر ہے، وہ کہتا ہے:

اَزُوْرُهُم وَ سَوَادُ اللَّيْلِ يَشْفَعُ لِیْ   وَ اَنْثَنِیْ وَ بَيَاضُ الصُّبْحِ يُغْرِیْ بِیْ

ترجمہ: ''میں اس حال میں محبوبوں کی زیارت کرتا ہوں کہ رات کی سیاہی میری سفارش کرتی ہے اور اس حال میں لوٹتا ہوں کہ صبح کی سفیدی میرے خلاف برانگیختہ کرتی ہے۔''

کہتے ہیں کہ یہ شعر متنبی کے اشعار کا امیر ہے کیونکہ اس کے پہلے مصرعے میں پانچ چیزوں کا ذکر ہے اور دوسرے مصرعے میں ان کے مقابل پانچ چیزوں کا اسی ترتیب سے ذکر ہے۔

پہلا مصرع:

(۱) زیارت (۲) سیاہی (۳) رات (۴) سفارش کرنا (۵) لی (میرے حق میں)

دوسرا مصرع:

(۱) واپسی (۲) سفیدی (۳) صبح (۴) برانگیختہ کرنا (۵) ہی (میرے خلاف)

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے

رضا بریلوی کا شعر ملاحظہ ہو، معنوی بلندی اور پاکیزگی کے ساتھ ساتھ شاعرانہ نقطۂ نظر سے کتنا زوردار ہے! پہلے مصرعے میں بجائے پانچ کے چھ چیزوں کا ذکر ہے اور ان کے مقابل دوسرے مصرعے میں بھی چھ چیزیں ہی مذکور ہیں، اور لطف یہ ہے کہ غزل نہیں بلکہ نعت ہے جہاں قدم قدم پر احتیاط لازم ہے:

حُسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں　　سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

پہلا مصرع

(۱) حُسن (۲) انگشت (۳) کٹیں (غیر اختیاری عمل تھا) (۴) عورتیں (۵) مصر (۶) 'کٹیں' سے ایک بار کا پتا چلتا ہے۔

دوسرا مصرع

(۱) نام (۲) سر (۳) کٹاتے (اختیاری عمل ہے) (۴) مرد (۵) عرب (۶) 'کٹاتے ہیں' سے استمرار معلوم ہوتا ہے۔

امام احمد رضا بریلوی نے اصنافِ شعر وسخن میں سے حمد باری تعالیٰ، نعت اور منقبت کو منتخب کیا، قصیدہ معراجیہ، قصیدۂ نور اور مقبولیتِ عامہ حاصل کرنے والا سلام ع

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

ایسے ادب پارے پیش کیے۔

ان کی تمام تصانیف کی بنیاد اسلام اور داعیِ اسلام سید الانام ﷺ سے گہری وابستگی پر ہے، اسلامیانِ پاک و ہند کے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کی عقیدت ومحبت تمام تر جلوہ سامانیوں کے ساتھ بسانے میں انہوں نے اہم کردار ادا کیا۔

(پیش لفظ فتاویٰ رضویہ جلد ا، مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی)

دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

شبہات وہابیہ میں سے یہ آیت بھی ہے:

وما علمنه الشعر وما ینبغی له۔ (یٰسین:۶۹)

ترجمہ: ''اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے۔'' (کنز الایمان)

رسالہ غایۃ المامول کے ص:۵۲ پر ہے یہ آیت کریمہ اپنے عموم الفاظ کے سبب سے اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کو شعر سے آگاہی نہ تھی حالانکہ علم شعر اولین و آخرین کے علوم میں سے ہے جو علوم قرآن میں داخل ہے۔

اقول۔ اولا: جسے عقل سلیم ہے وہ جانتا ہے (یعنی وہ شخص عقل والا نہیں جو صرف ع ق ل کا مجموعہ ہے) کہ یہاں پر شعر گوئی سے مراد ملکہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ان کو شعر بنانے پر قدرت نہ دی، اسی پر ابوداؤد و طبرانی اور بیہقی کی حدیث دلالت کرتی ہے جو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اس سے بے پرواہ نہیں ہوں کہ میں تریاق (وہ دوا جو نافع زہر ہو) پیوں یا جاہلیت کا تعویذ لٹکاؤں یا اپنی طرف سے خود شعر کہوں۔

(ابوداؤد، کتاب الطب۔ سنن بیہقی، باب ماجاء فی اکل التریاق)

اور یہ کہ علم کی اضافت و نسبت جب کسی صنعت و فن کی طرف ہو تو اس سے ملکہ راسخہ مراد ہوتا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں تیر اندازی جانتا ہے، فلاں تیرنا جانتا ہے، فلاں گھوڑ سواری جانتا ہے، فلاں کتابت کا علم رکھتا ہے، فلاں روٹی وغیرہ پکانا جانتا ہے وغیرہ، تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ان کی تعریف کو جانتا ہے یا ان کے مفاہیم و مطالب کا تصور کر سکتا ہے یا اس نے دوسرے کو تیر پھینکتے ہوئے، تیرتے ہوئے، گھوڑ سواری کرتے ہوئے، کتابت کرتے ہوئے یا روٹی پکاتے ہوئے دیکھا تو ان اوصاف سے متصف ہونے کا حال اس پر منکشف و واضح ہو گیا حالانکہ یہ دونوں طرف سے علم کی فرع ہے بلکہ اس مراد یہ ہے کہ اسے وہ ملکہ حاصل ہو جس سے وہ درست و صحیح تیر اندازی کر سکے وغیرہ وغیرہ۔

نسائی جابر بن عبداللہ اور جابر بن عمیر رضی اللہ عنہم سے بسند حسن راوی، حضور سرور کائنات ﷺ فرماتے ہیں کہ جو چیز ذکر اللہ میں داخل نہیں وہ لہو و لعب ہے مگر چار کھیل جائز ہیں:

- ۱ آدمی کا اپنی بیوی سے ملاعبت کرنا۔
- ۲ گھوڑ سواری کرنا۔
- ۳ آدمی کا دو نشانوں کے درمیان دوڑنا۔
- پانی میں پیرنا سیکھنا۔ (کنز العمال، کتاب اللھو واللعب، حدیث:۴۰۶۱۲)

بیہقی شعب الایمان میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی، نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اپنے لڑکوں کو پیرنا اور تیر اندازی سکھاؤ اور عورتوں کو روئی کاتنے کی تعلیم دو۔ (شعب الایمان، حقوق الاولاد، حدیث ۸۶۶۴)

ابن مندہ معرفۃ الصحابۃ میں، ابوموسیٰ مدینی کتاب الذیل میں، دیلمی مسند الفردوس میں، بکر بن عبداللہ بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ سے راوی، حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اپنی اولاد کو پیرنا اور تیر پھینکنا سکھاؤ۔ (کنز العمال، حدیث:۴۵۳۴۳)

دیلمی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے راوی، حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ اپنے بیٹوں کو تیر اندازی سکھاؤ کیونکہ یہ دشمن کیلئے ذلت وخواری کا سبب ہے۔ (مسند الفردوس، حدیث ۴۰۰۸)

ابوداؤد بسند حسن شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا سے راوی کہ حضور سید عالم ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے شفا! تو چیونٹیوں کا یہ منتر کیوں نہیں سکھتی جس طرح تو نے کتابت سیکھی ہے۔ (ابوداؤد، کتاب الطب، باب فی الرقی)

ان تمام احادیث میں جو سیکھنے کا حکم ہے اس سے مراد قدرت ہے علم نہیں۔

آیت میں علم کی نفی نہیں

حاصل یہ ہے کہ وما علمنه الشعر میں جو نفی کی گئی ہے وہ علمنه من لدنا علما (الکہف: ۶۵) (ترجمہ: اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا) کے باب سے نہیں ہے بلکہ وہ اس قبیل سے ہے:

و علمنه صنعة لبوس لكم لتحصكم من بأسكم فهل انتم شكرون۔ (الانبیاء ۸۰)

ترجمہ: ''اور ہم نے اسے تمہارا ایک پہناوا بنانا سکھایا کہ تمہیں تمہاری آنچ سے بچائے تو کیا تم شکر کرو گے۔''

اور مولیٰ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں بیان فرمایا ہے:

والنا له الحديد ان اعمل سبغت و قدر في السرد۔ (سبا: ۱۰، ۱۱)

ترجمہ: ''اور ہم نے اس کے لئے لوہا نرم کیا کہ وسیع زرہیں بنا اور بنانے میں اندازے کا لحاظ رکھ۔'' (کنزالایمان)

اس آیت مبارکہ میں عمل صیغہ امر ہے، امر کا بجالانا واجب ہے، امتثال امر سے فعل واجب ہو جاتا ہے، فعل استطاعت کے بعد ہوتا ہے استطاعت ہی قدرت ہے اور اگر علم صرف تصور کے معنی میں ہوتا تو لوہے کو نرم کرنے کی ضرورت نہ پڑتی اور اس پر لباس و پہناوے سے حفاظت واحصان کا حکم مرتب نہ ہوتا۔

لہٰذا امام عینی عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں کہ فرمان باری تعالیٰ ''وما علمنه الشعر'' سے مراد شعر کی صنعت وفن ہے اور یہی شعر گوئی کا آلہ ہے، لیکن لوگوں کے اقوال واشعار کا حضور اقدس ﷺ کو حفظ اور یاد ہو جانا حضور ﷺ کے حق میں ممتنع ومحال نہیں ہے۔ (عمدۃ القاری، کتاب الصلاۃ، بیان اختلاف العلماء فی انہ الخ)

معرفت کامل تھی مگر عملاً نہ کیا

حضور ﷺ کو شعر وکتابت کی کامل معرفت تھی لیکن آپ ﷺ شعر کہنے اور کتابت سے منزہ تھے۔ امام بغوی کتاب التہذیب میں، امام ابن حجر عسقلانی تخریج احادیث رافعی میں، شہاب خفاجی عنایۃ القاضی میں فرماتے ہیں، کیا حضور اکرم ﷺ عمدہ خط جانتے اور لکھتے نہ تھے اور حضور ﷺ عمدہ شعر گوئی جانتے اور کہتے نہیں تھے؟ صحیح یہ ہے کہ حضور علیہ السلام شعر گوئی

اور کتابت عمدہ انداز میں نہیں جانتے لیکن اچھے اور خراب شعر کے درمیان فرق و امتیاز کر لیتے تھے۔
(عنایۃ القاضی، خفاجی، العنکبوت)

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا لغات عرب اور اشعار عرب کو جاننا اور حضور کو ان کا یاد ہو جانا مشہور بات ہے۔ (شفا شریف، فصل و من معجزاتہ الباھرۃ)

نسیم الریاض میں ہے، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شعر نہیں کہتے نہ شعر پڑھتے تھے اور اگر کبھی شاذ و نادر کوئی شعر پڑھتے تو اکثر احوال میں ایسا ہوتا کہ اس کا وزن بگڑ جاتا، مگر جب عرب کے شعراء مفلقون (عجیب کلام کہنے والے شعراء) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت سرائی کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنا کلام پڑھتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں بغور سماعت فرماتے اور ان کے اشعار کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کوئی نہیں جانتا۔

نیز نسیم الریاض میں ہے، کتابت کے بعد شعر میں کامل مناسبت ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شعر و کتابت دونوں کو کامل طور پر جانتے تھے اور اس میں کسی قسم کا کوئی التباس و اشتباہ نہ ہوتا اور اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ دوسرے علوم کی طرح شعر کا ذکر کرنا اور اس سے بحث کرنا امر مسنون ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ شعر کی معرفت فرض کفایہ ہے یہاں تک کہ مولدین (نئے اور بعد کے شعراء) کے اشعار کی معرفت بھی فرض کفایہ ہے۔ امام جلال الدین سیوطی نے اسے ''منظومۃ المعانی والبیان'' کی شرح میں بیان فرمایا ہے۔ (نسیم الریاض، خفاجی فصل و من معجزاتہ الباھرۃ)

پھر امام قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ اہل عرب کی معلومات کی انتہا یہ تھی کہ وہ نسب، گزرے ہوئے لوگوں کے احوال و اخبار اور شعر و بیان جانتے تھے اور یہ فن تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم کے سمندر کا ایک نقطہ ہے۔ ملحد و بے دین کے لیے ہماری بیان کردہ چیزوں کے انکار کی طرف کوئی راستہ نہیں ہے۔ (شفا شریف، فصل و من معجزاتہ الباھرۃ)

شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں کہ فن سے مراد وہ علم ہے جسے اہل عرب جانتے اور اس کا اہتمام کرتے تھے۔
(نسیم الریاض، خفاجی، فصل و من معجزاتہ الباھرۃ)

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ فن سے مراد علم کی وہ قسم ہے جو اپنی تمام شاخوں کو اپنے تمام اوقات و ازمان کے ساتھ شامل ہو۔ (شرح الشفاء علی قاری۔ فصل و من معجزاتہ الباھرۃ)

سلب کلی اور سلب کلیہ

ثانیاً اس سے یقینی طور پر سلب کلی مراد ہے سلب کلیہ مراد نہیں جو ہر شاعر کو حاصل ہے یہاں تک کہ جاہلیت کے

بڑے شاعر امرأ القیس کو بھی حاصل ہے، تو پھر یہ حضور اقدس ﷺ کی خصوصیت وافادیت کیونکر ہوگی؟ نیز اللہ عزوجل فرماتا ہے ''وما ینبغی له'' یعنی یہ حضور ﷺ کی شان کے لائق نہیں بلکہ یہ حضور ﷺ کے حق میں نقص وعیب ہے، اور یہ یقین سے معلوم ہے کہ نقص حضور ﷺ سے بالکلیہ منتفی ہے اور جو حضور ﷺ کے لیے مناسب نہیں اُسے حضور نے کبھی نہیں کیا، اسی لیے حضور سید عالم ﷺ نے کبھی پورا شعر نہیں پڑھا مگر یہ کہ اس کا وزن ساقط ہوگیا، یعنی حضور ﷺ جب کوئی شعر پڑھتے تو وہ بے وزن ہوکر بگڑ جاتا۔

عبدالرزاق وعبد بن حمید وابن منذر وابن ابی حاتم قتادہ رضی اللہ عنہ سے راوی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کہ کیا حضور ﷺ کوئی شعر پڑھتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے نزدیک سب سے مبغوض وناپسندیدہ بات شعرگوئی تھی مگر یہ کہ بنوقیس کا کوئی مصرع پڑھتے تو اس کے آخر کو اول اور اس کے اول کو آخر کردیتے تھے اور ایک بار پڑھنے لگے۔

و یاتیک من لم تزود بالاخبار۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہ مصرع اس طرح نہیں بلکہ یوں ہے:

ستبدی لك الایام ما کنت جاهلا ویاتیك بالاخبار من لم تزود

ترجمہ: ''جسے تم نہیں جانتے ہو گردش ایام اسے تمہارے لئے ظاہر کردے گی اور تمہارے پاس اس کی خبریں آئیں گی جسے تم نے کوئی سامان دے کر بھیجا بھی نہ تھا۔''

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم خدا کی بیشک میں نہ شاعر ہوں نہ شاعری میرے لئے مناسب وموزوں ہے۔

(جامع القرآن، طبری۔ سورہ یٰس آیت وما علمناہ الشعر الایۃ)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی گواہی

ابن سعد طبقات میں، ابن ابی حاتم کتاب التفسیر میں اور مرزبانی معجم الشعراء میں حسن سے راوی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ مصرع پڑھتے تھے۔

کفی بالاسلام و الشیب للمرء ناهیا

اس کا پورا شعر یہ ہے:

ودع سلیمیٰ ان تجهزت غادیا کفی الشیب والاسلام للمرء ناهیا

ترجمہ: ''سلیمی کو رہنے دو اس نے صبح کا سامان تیار کرلیا۔ آدمی کو روکنے کے لیے بڑھاپا اور اسلام کافی ہے۔''

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ عزوجل نے آپ کو علم شعر عطا نہیں

فرمایا اور نہ وہ آپ کے لیے مناسب ہے۔ (طبقات ابن سعد۔ ذکر من محاسن اخلاقہ)

ابن سعد عبدالرحمٰن بن زناد سے راوی، نبی کریم ﷺ نے عباس بن مرداس سے فرمایا بتاؤ کیا تمہارا قول یہی ہے؟

اصبح نهبی ونهب العبيد بين الاقرع وعيينة

ترجمہ: ''میرے اور غلاموں کے لوٹ کا سامان اقرع اور عیینہ کے درمیان تقسیم ہو گیا۔''

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان! آپ نہ شاعر ہیں نہ شعر بیان کرنے والے اور نہ آپ کے لیے یہ بہتر ہے شاعر نے یوں کہا ہے۔

بين عيينة والاقرع

(طبقات ابن سعد۔ ترجمۃ العباس بن مرداس)

بیہقی سنن میں اور خطیب تاریخ میں راوی، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب بھی کوئی شعر پڑھا تو دونوں مصرعوں کو جمع نہیں فرمایا بلکہ صرف ایک مصرع پڑھا:

تفاء ل بما تهوى يكن فلقلما يقال لشئى كان الاتحقق

ترجمہ: ''تم نے فال لیا کہ جو بلندی تمہیں مطلوب ہے وہ مل جائے بہت کم کسی چیز کو ہونے کے لیے کہا جاتا ہے مگر یہ کہ وہ چیز موجود ہو جاتی ہے۔''

حضور ﷺ نے اس شعر میں ''تحققا'' نہیں فرمایا تا کہ وہ ظاہر ہو کر شعر نہ ہو جائے۔

(تاریخ خطیب بغدادی ترجمہ: ۵۳۲۳)

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بہت سارے اشعار کا سننا حضور انور ﷺ سے ثابت و وارد ہے، جیسے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے حضور سید عالم ﷺ خود منبر رکھتے اس پر کھڑے ہو کر وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے تنازع اور مدافعت کرتے تھے۔ (جسا کہ جامع صحیح میں ہے) (ترمذی ابواب الادب باب ماجاء فی انشاد الشعر)

شعراء صحابہ وصحابیات

اور دیگر شعراء صحابہ کرام میں یہ حضرات ہیں، عبداللہ بن رواحہ، کعب بن مالک صاحب توبہ، لبید بن ربیعہ، علی مرتضٰی، عباس بن عبدالمطلب، بلال جب وہ مکہ کے مشتاق تھے، کعب بن زہیر صاحب قصیدہ بانت سعاد، کعب کے بھائی بجیر، عباس بن مرداس، اقرع بن حابس، زبرقان بن بدر، مالک بن نمط، براء بن مالک، اخی انس، انجشہ، بجیر بن بجرہ طائی قصہ اکیدر میں، کلیب بن اسد حضرمی، اسود بن سریع، سواد بن قارب، اعشٰی مازنی، علاء بن یزید حضرمی، عمر بن اکوع، خفاف بن

نصلہ، بکراسدی، عمر بن سالم، زہیر بن صرد جشمی، اسود بن مسعود ثقفی، مالک بن عوف، وہ اعرابی جس نے بارش طلب کی، وہ بوڑھا جس نے اپنے بیٹے کی شکایت کی تو حضور اقدس ﷺ نے اس کے بیٹے سے فرمایا تو اور تیرا مال تیرے باپ کا، ربیع کی شادی میں چھوٹی لڑکیاں، انصار کی عورتیں، بنی النجار کی لڑکیاں۔

غیر صحابہ میں یہ حضرات ہیں، عسکلان بن عواکر (دوسری جگہ عواکن ہے)، ابو طالب، امیہ بن ابی الصامت، ثرید بن سوید رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی خواہش پر ایک سو اشعار سنائے اور ابو الکبیر ھذلی کے اشعار ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سنائے۔

حضور اقدس ﷺ نے جتنے اشعار سماعت فرمائے اگر انہیں جمع کیا جائے تو ایک ضخیم دیوان تیار ہو جائے۔ لہٰذا یقینی طور پر ثابت ہو گیا کہ حضور ﷺ کا علم اقدس بعض شعر کو محیط ہے اور یہ آیت کریمہ "وما علمناه الشعر" کے منافی ومعارض نہیں ہے لہٰذا تمام شعر سے علم اقدسِ کے احاطہ کی نفی ممکن نہیں کہ شعر کا کوئی مصرع اور اولین وآخرین، جن وانس اور پوری مخلوق کے کلام کا کوئی حصہ نہ چھوٹے۔ کیونکہ جس کا ایجاب جزئی، سلب کلی کے مناقض نہیں اس کے ایجاب کلی کی نفی محال ہے۔ لہٰذا واضح وآشکار ہو گیا کہ اس آیت مقدسہ سے عمومات قرآن کا رد کرنا ایک طرح سے ہذیان وخرافات ہے بلکہ قرآن عظیم میں رائے زنی کے مترادف اور اہل طغیان کی طرح بعض کو بعض سے مارنا ہے۔

شیخ محقق کا کلام

ثالثاً: عجائب میں سے وہ دبیز پردہ ہے جو مستدل کی آنکھوں پر پڑا ہوا ہے جو گمراہ کرنے والے کی دماغی بیماری سے پیدا ہوا ہے، اس نے مدارج النبوۃ کے حوالے سے استناد کے طور پر شیخ محقق دہلوی کا کلام پیش کیا جس میں حضور اقدس ﷺ کے بعض علوم کی تفاصیل ہیں، اور اس کے آخر میں یہ ہے کہ اہل عرب کے علم ومعلومات کی انتہا یہ تھی کہ وہ نسب، ماضی کی خبریں اور شعر وبیان جانتے تھے۔ شیخ محقق فرماتے ہیں کہ یہ فن حضور ﷺ کے بحر علم کا ایک قطرہ اور حضور ﷺ کی کتاب فضل وکمال کا ایک نقطہ ہے۔ ﷺ (یہ فارسی کا عربی ترجمہ ہے) (مدارج النبوۃ، وصل در جامع جمیع کمالات)

اور یہ تمہیں معلوم ہے تم نے دیکھا کہ یہ امام قاضی عیاض کے کلام سے ماخوذ ہے جسے ہم نے پہلے بیان کیا ہے، پھر مستدل نے وہی ذکر کیا جو بیان کیا جا چکا ہے اور اسی کو لیا جو آگے پیچھے بیان ہو چکا ہے۔ ص: ۱۱۹ پر ہے۔

سوال: شیخ محقق کے کلام سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو علم شعر حاصل ہے، حالانکہ یہ گزرے ہوئے بیان کے خلاف و برعکس ہے۔

جواب: شعر جس موزوں کلام کا نام ہے وہ دو طرح ہے۔ شعر حکمت، شعر غوایہ۔

غوایۃ:

وہ خیالی اشعار جن کی کوئی انتہا نہیں وہ صرف نفس وطبیعت کے انبساط وانقباض کے لیے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اسی کی مذمت کی ہے اور اپنے نبی ﷺ کو اس نے یہی شاعری نہیں سکھائی اور فرمایا: "و ما ینبغی لہ" اور یہ حضور ﷺ کے لیے مناسب نہیں یعنی یہی دوسری قسم کی شاعری جسے غوایۃ کہتے ہیں حضور ﷺ کے لیے بہتر نہیں ماسبق میں یہی مراد ہے۔ حضور ﷺ ایسی شاعری سے پاک ومبرا ہیں۔

پھر اس کی بنیاد دو فن پر ہے۔

۱۔ ایک فن اس کے مادہ کی خصوصیت سے متعلق ہے۔

۲۔ دوسرا فن اس کی مطلق صورت سے متعلق ہے

اور فرد ثانی کی قباحت فن اول سے ہے فن ثانی سے نہیں، کیونکہ فن ثانی فرد اول کی صورت سے بھی متعلق ہے۔ بلکہ قباحت حقیقۃ فرد ثانی کے مادہ کی فعلیت سے متحقق ہوتی ہے اور فن اول قواعد کلیہ ہونے کے سبب سے فرد ثانی کا مادہ اس سے قوۃ سے فعل کے قریب ہے، جس سے قباحت حقیقیہ، حقیقۃ وبالذات سلب وجدا ہو جاتی ہے۔ پھر اگر فن ثانی بلکہ فن اول بھی حضور اکرم ﷺ کے بحر علم کا ایک قطرہ اور حضور ﷺ کی کتاب فضل وشرف کا ایک نقطہ ہو تو اصلاً کوئی قباحت لازم نہ آئے گی۔ کیونکہ قاعدہ وہ طریقہ ہے جو مطلوب جزئی تک پہنچادے مگر وہ مفید یا موجب نہیں، بلکہ مفید موجب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ لہٰذا دونوں کے درمیان تخلف یقینی ہو گیا۔ پھر جب ماسبق کا حال متعین ہو جائے کہ فرد ثانی کا شعر حضور انور ﷺ کو حاصل نہیں، اور شیخ محقق کا کلام حضور ﷺ کے لیے دونوں فن کے حصول پر دلالت کرے تو دونوں کے درمیان بالکل تخالف نہ ہوگا۔ فافھم و اغتنم۔

اقول: کاش مستدل کو علم بمعنی انجلا اور علم بمعنی ملکہ کے درمیان فرق وامتیاز کرنے کی سمجھ وہدایت ملتی تو وہ حضور اقدس ﷺ سے بعض موجودات کی نفی نہیں کرتا اور وہ شیخ محقق کے کلام کے پاس نہیں پہنچتا جو اس کے زعم باطل پر قاضی وفیصل ہے اور اسے دونوں قسموں سے اس کے فرق کی رفو گری کی ضرورت نہیں پڑتی اور جب اس سے حق وراستی کھو گئی اور شیخ محقق کے کلام نے راستہ بنالیا تو وہ گھبراہٹ سے بے چین ومضطرب ہو گیا اور اسے کوئی جائے پناہ نہ ملی تو بوڑھے جانور پر سوار ہونے پر مجبور ہو گیا نیز وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ حضور انور ﷺ سے جس شعر کی نفی کی گئی وہ قبیح ومذموم شعر ہے اور "و ما علمناہ الشعر" سے یہی مراد ہے لیکن شعر حسن کے صوری ومادی دونوں فن حضور اقدس ﷺ کو حاصل ہیں۔

اور مستدل نے جہاں حق ودرست فرق کو کھو دیا تو اس نے سمجھا کہ شعر کہنے کے لیے اس علم کا حصول، قوۃ قریبہ کا حصول ہے اور جسے فن شعر کے دونوں جزء حاصل ہوں اس سے اسے جدا نہ کیا۔ لہٰذا احسن وقبیح کو دیکھتے ہوئے وہ قوت مختلف

نہیں ہوگی، کیونکہ قواعد کلیات ہیں جو تمام جزئیات پر برابر و یکساں صادق آتے ہیں اور وہ اس بات کے اعتراف واقرار پر مجبور ہوگیا کہ حضور اقدس ﷺ کو شعر غوایۃ بھی حاصل ہے جو قوۃ سے فعل کے قریب ہے، اب علم کے دونوں معنی (انجلا اور ملکہ) مکمل و تام ہوگئے اور اس کے ہاتھ میں صرف یہ باقی رہا کہ شعر کا خروج امکان قوۃ سے فعلیت کے میدان کی طرف ہوتا ہے۔ اس میں فرق ہے اور اسے مستدل مشیت الٰہیہ پر منحصر کردیا ہے اور اس کی محنت و کوشش اس پر ٹھہر گئی کہ نبی کریم ﷺ کو شعر کا مادہ اور اس کی صورت حاصل ہے اور اس کی دونوں قسمیں ہدایت و غوایت بھی حاصل ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو معصوم ہونے کے سبب سے قبیح و مذموم شعر کہنے سے محفوظ رکھا ہے اور یہاں پر اس کا ادھیڑنا مکمل و پورا ہوگیا جو اس نے بنا تھا اور ہزل و بیہودگی سے اس کی محنت تباہ و منہدم ہوگئی، کیونکہ قوۃ سے فعل کی طرف نکلنا کسی چیز کا کوئی علم نہیں بلکہ فعل سے نکلنا علم ہے لہٰذا اس سے علم کی نفی پر احتجاج و استدلال کرنا جہالت و لاعلمی کی انتہا ہے۔

رابعًا: جب مستدل نے حضور اکرم ﷺ کے لیے شعر کے دونوں معنی کے اعتبار سے علم شعر ثابت کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''وما علمناہ الشعر'' ہم نے انہیں شعر گوئی کا علم نہیں دیا، تو تکذیب قرآن کے لزوم سے اسے کوئی ہٹا نہیں سکتا مگر اسے اس بات پر مجبور کردیا جائے کہ آیت مقدسہ حضور اقدس ﷺ سے علم شعر کی نفی کے لیے نہیں بلکہ کتاب اکرم کی شعریت اور اس کے شعر ہونے کی نفی کے لیے ہے جیسا کہ اس کے بعد اللہ فرماتا ہے

ان ھو الا ذکر و قران مبین۔ (یٰس ۲۹)

ترجمہ: ''وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن قرآن۔'' (کنزالایمان)

عمدہ و نفیس معنیٰ

ٹھہرو آیہ کریمہ ''وما علمناہ الشعر'' کے نفیس و عمدہ معنیٰ پر! اگر اولیاء کا کلام پسند ہو تو سنو امام شعرانی قدس سرہ الربانی کبریت احمر میں فرماتے ہیں کہ شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ نے فتوحات کے باب دوم میں زیر آیہ کریمہ ''وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ'' فرمایا کہ شعر محل اجمال ہے، اس میں معمہ اور پہلو دار بات ہوتی ہے، رمز و کنایہ اور توریہ کا استعمال ہوتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے محمد رسول ﷺ سے اشارہ کنایہ سے بات نہیں کی، نہ پہلو دار بات کہی، نہ ایسی چیز سے خطاب کیا جو میری مراد نہ تھی اور نہ ایسا مجمل خطاب کیا جو سمجھ میں نہ آئے۔ شیخ ابن عربی نے اس پر طویل کلام فرمایا ہے۔

(الکبریت الاحمر، امام شعرانی، فی المقدمۃ)

جو بھی ہو مستدل کو اعتراف و اقرار کے سوا چارہ نہیں، کہ آیت مقدسہ میں وہ بات نہیں جس میں اختلاف ہے یہ وہ بات ہے جس کا تعلق جواب سے ہے، اور جس کا مستدل نے ارتکاب کیا وہ صواب و درستگی کی ضد ہے، جس سے عقلمندوں پر کوئی

خوف نہیں، اور ہم اطناب یا طوالت کے خوف سے بعض کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں۔

فاقول۔ اول: عرف واصطلاح میں، بالقصد کلام کو موزوں کرنے کا نام شعر ہے، اس میں کلام ہے۔ اسی سے اس کی تفسیر کی گئی ہے اگرچہ وہ مکمل نہیں، مقدمات شعریہ سے نہ اس کی کوئی خصوصیت ہے اور نہ مذموم شعر کی۔ مقدمات شعریہ، منطق کے صناعات خمسہ میں سے ایک ہے۔ اور منطق میں جو متخیلات مذکور ہیں وہ موزوں کلام سے مختص نہیں شعر کے علاوہ دوسرے کلام میں بھی منطقی متخیلات موجود ہیں، منطقیوں نے شہد کی مثال کڑواہٹ سے اور شراب کی مثال یاقوتیت سے دی ہے اور مستدل نے دونوں اصطلاحات کے درمیان خلط ملط کر دیا ہے۔

ثانی: ہر منطقی شعر، مذموم نہیں، ہر مذموم شعر، منطقی شعر نہیں، اس کی تعبیر بعینہ ایسی ہے جیسے حیوان کی تفسیر ابیض سے۔ یعنی ہر حیوان ابیض نہیں اور ہر ابیض حیوان نہیں جیسے برف اور ہاتھی دانت، بلکہ بعض حیوان ابیض اور بعض ابیض حیوان ہے جیسے بطخ۔ اسی طرح بعض منطقی بعض منطقی شعر مذموم ہے اور بعض مذموم شعر منطقی نہیں۔

ثالث: کسی نسبت کا تصور یا کسی حکایت کی تصویر اور قبض وبسط کا قصد، ان میں کوئی ایسی شئی نہیں جس سے مطلقاً غوایۃ ثابت ہو۔ اس سلسلے میں تمہارے لئے قصیدہ بانت سعاد کی تشبیب (شعراء کی اصطلاح میں قصیدے کے اوائل اشعار میں عاشقانہ مضامین نظم کرنا تشبیب کہلاتا ہے۔ ۱۲ مترجم) کافی ہے جسے کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں پڑھا اور کسی خاص مقام ومحل یا کسی خارجی امور کے سبب سے ذم وبرائی طاری ہونے سے شئی فی نفسہ مذموم وبری نہیں ہوگی۔

رابع: یہاں پر تین چیزیں ہیں۔

۱۔ وزن

۲۔ تخیل

۳۔ سامع کے نفس وقلب میں قبض وبسط کی تاثیر کا قصد۔

یہ بات قطع ویقین سے معلوم ہے کہ غوایۃ صرف وزن ہی پر موقوف نہیں ورنہ کفار ومشرکین کے کلام منثور سے کوئی چیز غوایۃ نہ ہوتی اور اس معتذر نے اقرار واعتراف کیا کہ غوایۃ کی قباحت مادہ کے سبب سے ہے صورت کے سبب سے نہیں کیونکہ صورت، ہدایت کے شعر میں بھی ہوتی ہے۔ اب صرف دو چیزیں باقی رہیں۔

لہٰذا تخیل سے مراد یا تو بغیر محکی عنہ کی حکایات یعنی خاص طور سے قضایائے کاذبہ مراد ہیں۔ یا عام حکایات وقضایا مراد ہیں کیونکہ قضایائے مخیلہ کبھی صادق ہوتے ہیں۔ جیسا کہ قاضی بیضاوی نے طوالع الانوار میں اور قطب شیرازی نے درۃ التاج میں بیان فرمایا ہے اور ان کے علاوہ دیگر علماء نے دوسری کتابوں میں بھی بیان کیا ہے۔

پہلا یعنی بغیر محکی عنہ کی حکایت قطعاً باطل ہے ورنہ وہ غوایہ سے نکل جاتا اور حکمت وہدایت میں وہ شعر داخل ہو جاتا جس سے طعنہ زنی کرنے والے فحش گو، مسلمان مردوں اور مسلمہ عورتوں کے خفیہ ومستور عیوب کے بغیر کسی مصلحت شرعیہ کے کھولتے ہیں حالانکہ یہ قطعاً حرام وناجائز ہے، شرعی نقطہ نظر سے کبیرہ گناہوں میں خبیث ہے اور عرف واصطلاح کے اعتبار سے سب سے بڑھ کر رذالت وکمینگی ہے، لہٰذا اسے حکمت وہدایت قرار نہیں دے گا مگر وہ جو سفاہت وغوایت میں ڈوبا ہوا ہو۔

''وہ تخیلات جو صرف نفس کی فرحت وسرور اور اس کے انقباض کے لیے ہوتے ہیں جن کی کوئی غایت نہیں'' سے مراد یا تو مطلقاً اس میں غایۃ کا حصر ہے اس طور سے کہ وہ تاثیر ہی مقصود بالذات ہے نہ دوسری شئی کے ساتھ اور نہ کسی ایسی شئی کے ساتھ جو اس پر مرتب ہو، یا وہ غایۃ قریبہ مراد ہے جو دوسری غایۃ مقصودہ کی طرف پہنچا دیتی ہے۔

پہلا یعنی غایۃ کا حصر قطعاً باطل ہے ورنہ ظالموں، فاسقوں اور کافروں کی تعریفات ومدائح نہ ہوتے جن سے بڑی گراں قیمت وصول کی جاتی ہے، جن کے لئے رب تعالیٰ غضب وغیظ فرماتا اور ان کی غوایۃ سے عرش الٰہی ہل جاتا ہے جبکہ ان مدائح سے مالی منفعت مقصود ہو، اور گمراہ امراء کے دربار میں قربت ونزدیکی حاصل ہو، جیسا کہ قدیم وجدید مداحوں کی عادت ہے جن کے چہروں پر خاک ڈالنے کا حکم ہوا ہے۔ بلکہ وہ غوایۃ سے نکل جاتا اور حکمت وہدایت میں داخل ہو جاتا جو مشرکین نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سب وشتم اور غیظ وغضب سے تشفی کے قصد وارادہ سے ہجو وبرائی کی ہے۔ صرف انبساط نفس وانقباض نفس کے لیے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی ایذا رسانیوں کا خالص قصد نہ تھا۔

انصاف کی بات

بلکہ اگر تم انصاف سے کام لو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ محال کے مثل ہے کیونکہ شاعر تو شاعر ہوتا ہے وہ کوئی پاگل ودیوانہ نہیں ہوتا، اور جسے ذرا بھی شعور وادراک ہو وہ اپنے اختیار سے کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جس سے اس کو انتفاع مقصود نہ ہو اور اس میں اس کو کسی فائدہ کی امید وآرزو نہ ہو اگر چہ اس صنعت وفن میں اپنے کمال ہنر کا اظہار ہی مقصود ہو یا کم ازکم دل کی گہرائیوں سے لہو ولعب ہی کا قصد ہو۔

لہٰذا اس سے ظاہر وواضح ہو گیا کہ مستدل کے نزدیک غوایۃ کی بنیاد خیالی قضایا لانے پر ہے جن میں اشیاء کے وصف میں مبالغہ آرائی کی جاتی ہے جس سے نفوس میں فرحت وسرور اور انقباض پیدا ہوتا ہے، یہ سہل وآسانیوں کے لیے ہوتا ہے یا ڈرانے اور خوف دلانے کے لیے۔ اسی طرح تعظیم وتحقیر اور شوق یا نفرت دلانے کے لیے ہوتا ہے، خواہ وہ قضایا صادق ہوں یا نہ ہوں، وہ عروضی اور ان سے موزوں ہوں یا نہ ہوں اور ان سے مقاصد حسنہ مقصود ہوں یا کوئی اور، میری زندگی کی قسم جب تو منطقی معنی درست وصحیح ہو جائے گا کیونکہ منطقیوں کے نزدیک ان صناعات خمسہ سے یہی مراد ہے، جیسا کہ درۃ التاج

وغیرہ میں ہے۔ لیکن یہ اس کی ایمانی خطا ہوگی اور وہ قرآن کو باطل ٹھہرانے والا ہوگا کیونکہ قرآن عظیم کے مقاصد جلیلہ میں سے جنت اور اس کی نعمتوں، دوزخ اور اس کے شدائد وعذاب، قیامت اور اس کے خوف ودہشت کا بلیغ ومعجز وجہ سے وصف کرنا ہے جو سامع کے نزدیک محسوسات کو مرئی کے مثل کر دیتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ جسے قیامت کے دن کو آنکھوں سے دیکھنے کی طرح دیکھنا پسند ہو وہ سورہ ''اذا الشمس کورت اوراذ السماء انشقت کو پڑھ لے۔

اس حدیث کو احمد وترمذی اور ابن منذر وحاکم نے بافادہ تصحیح اور ابن مردویہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

(ترمذی، ابواب التفسیر، مسند احمد، مرویات ابن عمر W)

قرآن کریم کو شعر قرار دے دینے کے بعد احادیث ترغیب وترہیب کا کیا حساب وشکار ہوگا، نہ صرف شعر بلکہ شعرا غوایۃ قرار دیا اس سے زیادہ خبیث اور کون سا کفر ہوگا؟ یہ اس کا بدلہ ہے جو مستدل نے اپنی اس کتاب میں اولیاء وائمہ پر الحاد وزندقہ کی تہمت لگائی ہے۔

(تمہیں معلوم ہو چکا کہ منطقی شعر وہ نہیں جو عرفی اور مغالطات کے سوا صناعات خمسہ کا شعر ہے جن کے لیے شریعت وارد ہوئی ہے لہٰذا ان صناعات میں سے کسی ایک صنعت کو ایسے لفظ سے موسوم کرنا مناسب نہیں جس سے یہ عذر کرنے والا منطقی، غلط شنیع اور بدبختی جیسی خرابیوں میں پڑ جائے گا۔ ان کے اس نام رکھنے کی نظیر وہی ہے جیسے ہر موجود قائم بالذات کا ان کا جوہر نام رکھنا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ خود قائم ہے اور وہ دشمن کو بھی قائم رکھتا ہے۔ اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نہ جوہر ہے نہ عرض۔ تو نام رکھنے ہی میں ان سے گرفت مواخذہ کرنا ہے مگر جو شریعت ومنطق دونوں کو نہیں جانتا تو وہ ایک صنعت کو غوایۃ قرار دے گا جس کے لئے شرع وارد ہے۔ لہٰذا وہ یہی ہے جس نے حق کو چھوڑ دیا اور اس پر کلمہ غوایۃ ثابت وصادق ہو گیا۔ نسال اللہ العفو والعافیۃ۔ ۱۲ منہ)

دوسری ذلت وخواری کڑی مصیبت اور بڑی کڑوی

دیکھو رسالہ کا صفحہ ۱۲۲ اور حضور اقدس ﷺ منع سہو کے مسئلے میں ان کا قول، انہوں نے یہ تہمت لگائی ہے کہ لوگوں کی تعلیم اور بیان جواز کے لیے سہو کی صورت تھی، یہ زندقہ اور الحاد وبیدینی ہے اور ان کا یہ قول دیکھو کہ، اس کا التزام نہیں کرے گا مگر وہ جو خبیث واخبث یا زندیق ہے۔ حالانکہ اہل سنت میں سے امام ابن الہمام کا قول مسایرہ میں یہ ہے کہ حضور علیہ السلام پر سہو کا اطلاق منع ہے اور انہوں نے صراحت کی ہے کہ حدیث ذوالیدین میں حضور ﷺ کا سلام پھیر دینا قصداً تھا اور یہ حضور ﷺ کے لیے جائز ومباح ہے تاکہ لوگوں کے لئے سہو کا حکم بیان فرما دیں، اور صحیح یہ ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کے افعال میں سہو جائز ہے۔ (المسامرۃ بہامش المسامرۃ، امام ابن ہمام، مفہوم الایمان)

اور مسامرہ میں علامہ ابن ابی شریف کا قول یہ ہے کہ اسی پر اکثر علماء ہیں، جماعت متصوفہ کا اختلاف ہے اور متکلمین کا ایک گروہ سہو، غفلات اور فترات سب حضور علیہ السلام کے حق میں منع کرتا ہے۔

(المسامرۃ شرح المسایرۃ، ابن ابی شریف، مفہوم الایمان)

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

اور امام قاضی عیاض کا کلام اس سے پہلے گزر چکا ہے انہوں نے بھی یہی فرمایا ہے وہ محققین میں عظیم وجلیل امام ہیں، یہی جماعت متصوفہ، اصحاب علم اور اہل مقامات کا مذہب ہے، یہ ائمہ کرام اہل سنت کے درمیان اس مسئلہ کو اختلاف قرار دیتے اور اس کو یوں موسوم کرتے ہیں کہ یہ اکثر کا قول ہے اور اصح یہی ہے، ایسا نہیں کہ یہ اسلام ہے اور اس کے خلاف کفر اور اس کے مخالف کو اہل سنت اور محققین ائمہ میں سے امام عظیم اور اصحاب علم قلوب وصوفیہ میں سے سمجھتے ہیں۔ اس کے مثل اہل الحاد وزندقہ نہیں ہیں۔ اہل سنت کے ان متکلمین ومحققین کو اس کا کافر قرار دینا قطعاً ثابت ہے، اسی طرح اولیاء اللہ کو اس کا کافر قرار دینا ثابت ہے، اگر اولیاء کرام کا بھی یہ مذہب ہے جیسا کہ ان سے ان اکابر نے نقل کیا ہے اور اگر ان کا مذہب وہی ہے جو ہم نے اس سے پہلے تحریر کیا تو اس شخص نے ان ائمہ کی بھی تکفیر کی جنہوں نے ان سے یہ زندقہ نقل کیا اور اس کے باوجود امامت وسنیت اور اصحاب علم قلوب واہل مقامات وغیرہ سے ان کی تعریف وتوصیف کی۔ نسال اللہ العفو والعافیۃ۔

خامس: جیسا کہ صورت نظمیہ مادۂ حسنہ یا قبیحہ سے مختص نہیں اسی طرح مادۂ قبیحہ صورت نظمیہ یا نثریہ سے مختص نہیں ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر بیان میں ہر طرح کی برائی سے پاک وصاف ہیں اور اگر فرمان تعالیٰ ''وما ینبغی له'' سے اس کلام کی طرف اشارہ ہو جس میں صرف غوایۃ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شعر کی تخصیص کی کوئی وجہ نہ ہوگی لیکن شعر کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''وما علمناہ الشعر'' اور بیان کے بارے میں فرماتا ہے ''خلق الانسان علمه البیان'' (انسانیت کی جان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا ما کان وما یکون کا بیان انہیں سکھایا) انسان اکمل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ حق وصواب یہ ہے کہ مطلقاً شعر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مناسب و موزوں نہیں، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مطلق ارشاد فرمایا، لہٰذا اسے جو اپنی طرف سے مقید کرے تو اس نے نہ کلام اللہ کی عزت کی نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام واکرام کیا۔

سادس: آیت کریمہ کی یہ تفسیر اسلاف کرام سے ماثور ومروی نہیں بلکہ کسی خلف سے بھی منقول نہیں، نہ یہ نظم قرآن کا قصہ و قضیہ ہے، پس یہ بیمار رائے کی تفسیر ہے اس پر دردناک عذاب کی وعید وارد ہوئی ہے۔

سابع: احمد ونسائی، طبرانی وحاکم اور ابونعیم راوی اسود بن سریع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے رب تبارک وتعالیٰ کی محامد و مدح بیان کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رب عزوجل تو مدح وثنا کو پسند فرماتا ہے، لاؤ تم نے اپنے رب کی کیا مدح کی ہے، میں اسے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو سنانے لگا اتنے میں ایک لمبا آدمی آیا اور اجازت طلب کی (طبرانی کی روایت میں وہ لمبا آدمی تنگ تھے اور درمیان سے بلند ناک والا تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے مجھے خاموش کر دیا۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے وہ کیفیت بیان کی جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چپ رہنے کو کہا تھا اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا جیسا بلی سے کیا جاتا ہے، وہ شخص آیا اور تھوڑی دیر بات کرنے کے بعد چلا گیا پھر میں مدح کے اشعار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنانے لگا، وہ شخص تھوڑی دیر کے بعد پھر واپس آیا تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پھر خاموش کر دیا، ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کی بھی کیفیت بیان کی، حضرت اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ کون ہے جس کے لئے آپ نے مجھے چپ رہنے کے لیے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص باطل کو پسند نہیں کرتا ہے یہ عمر بن خطاب ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔ طبرانی کی روایت میں ہے یہ عمر بن خطاب ہیں ان کے اندر باطل کی کوئی چیز نہیں ہے۔

(مسند احمد، مرویات اسود بن ربیع، معجم کبیر طبرانی، حدیث: ۸۴۴)

اقول: یہاں پر باطل کا اطلاق اگرچہ رخصت کے طور پر ہو گیا ہے جو عزیمت عظیمہ کے مقابل ہے جو خالص مجاہدۂ کبریٰ والوں کے حال کے مناسب ہے مجاہدۂ کبریٰ والوں کے سردار عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں لیکن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو بیان کیا وہ صورت کے لحاظ سے بیان کیا ہے کیونکہ یہاں پر مادہ اللہ عزوجل کی حمد وثنا ہے۔

ثامن: ہاں صنعت وفن کا اطلاق قوۃ قریبہ سے ہوتا ہے اگرچہ وہ نہ کرے لہٰذا سابح وفارس یعنی تیرنے والا اور گھوڑ سواری کرنے والا وہ ہے جو عمدہ تیرنا اور عمدہ انداز میں گھوڑ سواری کر سکتا ہو اگرچہ نہ تیرے اور سوار نہ ہو اور فن شعر اسی پر موقوف نہیں جو کمزور بات، محض ترنم اور بیہودگی پر مشتمل ہو۔ کیا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا حال معلوم نہیں جن کے ساتھ روح القدس علیہ السلام ہوتے تھے اور عبداللہ بن رواحہ، کعب بن مالک اور انہیں کے مثل بارگاہ رسالت کے دیگر شعراء ہیں۔ لہٰذا اس معتذر مستدل نے اپنے زعم وگمان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو حکم لگایا اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شعراء میں داخل کر دینا ہے (اللہ تعالیٰ نے اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پاک فرمایا ہے) زیادہ سے زیادہ یہ ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی انہیں شعراء بارگاہ رسالت کی طرح نیک اور صالح شعراء میں سے ہوں گے، یہ تو قرآن عظیم کے صریح مناقض ومعارض ہے۔

تاسع: بلکہ جب مستدل نے برے اور ممنوع شعر کو غولیۃ سے خاص کر دیا تو اس نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اشعار

حسنہ اور قصائد حکمیہ مستحسنہ کو جائز قرار دیا، یہ تو خرق اجماع ہے۔

عاشر: بلکہ اسے توفعلیت لازم ہے یعنی یہ کہنا کہ حضور اکرم ﷺ نے اشعار پڑھے (والعیاذ باللہ تعالٰی) وہ یوں کہ متدل نے شعر کی تعریف کلام موزوں سے کی اور قصد کی قید سے غافل ہوگیا۔ اس تعریف پر یہ لازم آئے گا کہ متکلم سے جو کلام موزوں صادر ہو وہ شعر ہو جائے، حضور اقدس ﷺ سے تو ایسا بارہا صادر ہوا، جیسے حضور ﷺ کا فرمان انا النبی لاکذب، انا ابن عبدالمطلب۔

ترجمہ: ''میں نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں، میں عبدالمطب کا بیٹا ہوں۔''

جیسا کہ صحیحین میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(بخاری، کتاب الجہاد باب من قاد دابۃ الخ۔ مسلم کتاب الجہاد باب غزوۂ حنین)

وزن عروضی پر تین چہل احادیث کا بیان

حدیث: حضور ﷺ فرماتے ہیں:

هل انت الااصبع دميت وفى سبيل الله مالقيت

اسے بخاری و مسلم نے جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ (بخاری، کتاب الجہاد، باب من ینکب او یطعن الخ)

حدیث: ابن سعد زہری سے روایت کرتے ہیں، مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا:

هذا الحمال لاحمال خيبر هذا ابرربنا و اطهر

ترجمہ: ''یہ مزدور خیبر کے مزدور نہیں ہیں، اسے ہمارے رب نے قبول فرمایا اور پاک وستھرا کیا۔''

یہ حدیث زباں زد اور مشہور ہے۔ (ابن سعد طبقات کبریٰ باب ذکر بناء رسول اللہ الخ)

اقول:

اور بعض دوسری احادیث بیت تام کی صورت پر بھی ہیں ان میں سے چند احادیث یہ ہیں۔

حدیث:

اعتبروا الارض باسمائها واعتبروا الصاحب بالصاحب

ترجمہ: ''زمین کے ناموں سے اس کا اعتبار کرو آدمی کے مصاحب اور اس کے ساتھی سے اس کا اعتبار کرو۔''

اسے ابن عدی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

(کنز العمال حدیث ۳۰۷۴۴)

بحو: سریع مطوی مکسوف صدر، مکسوف ضرب

(سریع مستفعلن، مستفعلن، مفعولات، دوبار، اس کے عروض چار ہیں ضربیں چھ، پہلا عروض مطوی مکسوف۔عروض، مصرع اول کا آخری رکن۔ضرب، مصرع ثانی کا آخری رکن۔کسف، ساتویں متحرک کو ساقط کرنا جیسے مفعولات سے مفعولن۔مصرع اول کو صدر، ثانی کو عجز کہتے ہیں۔)(معین العروض)

وزن: مفتعلن مفتعلن فاعلن، دوبار

اسے عجم نے ایجاد کیا اور بکثرت استعمال کیا اور یہ عرب میں استعمال ہونے والی وجوہ سے بہت زیادہ لذیذ و محبوب ہے۔

طالب العلم طالب الرحمة　　　طالب العلم رکن الاسلام

ترجمہ: ''علم کا طلب گار رحمت کا طلب گار ہے، علم کا متلاشی اسلام کا رکن ہے۔''

اسے دیلمی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔(مسند الفردوس حدیث نمبر ۳۹۱۵)

بحر: خفیف ۲ مسدس مجزو، عجم کے نزدیک، کیونکہ ان کے دائرہ میں مثمن، حشو، مخبون عروض وضرب مشعث محذوف ہیں ابتر نہیں جیسا کہ خیال کیا گیا ہے۔مثنویات عجم میں بکثرت مستعمل ہے۔

بحر: خفیف، فاعلاتن، مستفع لن فاعلاتن، دوبار۔اس کے عروض تین ہیں اور ضربیں پانچ۔مجزو، جس کے ہر مصرع کے اخیر سے ایک جزو حذف ہو۔حشو، شروع اور آخر کے علاوہ بقیہ اجزا۔مخبون، دوسرے ساکن کو حذف کرنا۔تشعیث، فاعلاتن کو مفعولن بنا دینا۔فالاتن کر کے یا فاعاتن کر کے۔حذف، جزو کے اخیر سے سبب خفیف گرا دینا جیسے فاعلاتن سے فاعلن۔ابتر، قطع مع الحذف یعنی قطع کے ساتھ آخری سبب کو گرا دینا جیسے فعولن سے فع۔اشباع، دخیل کی حرکت جیسے واو، جداول کی حرکت۔دخیل، (درج) وہ حرف متحرک جو تاسیس اور روی کے درمیان فاصل ہو۔(معین العروض)

وزن: فاعلاتن مفاعلن فعلن، سکون عین کے ساتھ دوبارہ۔

لفظ اسلام میں درج اور اشباع ہے۔

حدیث: الطاهر النائم كالصائم القائم۔(مسند الفردوس حدیث نمبر ۳۹۸۱)

باطہارت سونے والا صائم النہار اور قائم اللیل کے مثل ہے۔

دیلمی نے اے عمر بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بحر: یہ دونوں میم کے اشباع کے ساتھ بسیط سالم مربع ہے، اسے متاخرین نے بیان کیا، اگرچہ متقدمین مثمن کو مربع نہیں کرتے۔سکاکی نے یہی کہا ہے۔دوسروں نے ان کی مخالفت کی اور جاہلیت کا شعر بحر مدید مشطور سے بیان کیا

ہے۔اور ہم نے جو بسیط مشطور کہا وہ محمد بن حسن کا قول ہے:

قد لحت بالوتر فی عین وفی اثر

ترجمہ: ''میں بدلہ لینے میں ظاہر ہوں سامنے بھی اور پیچھے بھی۔''

بسیط، مستفعلن فاعلن، چار بار۔اس کے عروض تین ہیں اور ضربیں چھ ہیں۔

سالم، وہ جز جس میں زحاف جائز ہو مگر بالفعل سلامت رہ گیا ہو۔مدید، فاعلاتن فاعلن، چار بار، یہ بحر وجوباً مجزو ہے اس لئے استعمال میں صرف چھ رکن ہوتے ہیں۔اس کے عروض تین ہیں اور ضربیں چھ ہیں۔مشطور، جس کا نصف ساقط ہو۔

مقطوع یا قطع، وتد مجموع کے ساکن کو گرا کر اس کے ماقبل کو ساکن کرنا جیسے فاعِلُن سے فعلُن۔(معین العروض)

وزن: مستفعلن فاعلن، دوبار۔اور اگر اشباع نہ ہو تو مقطوع العروض اور مقطوع الضرب ہے۔اس کا وزن مستفعلن فعلن، دوبار، عین ساکن ہے اس میں قطع جائز اور شائع ہے۔

حدیث: البر لا یبلی، والذنب لا ینسی۔(احمد کتاب الزہد، زہد ابی الدرداء)

ترجمہ: ''نیکی پرانی نہیں ہوتی اور گناہ بھلایا نہیں جاتا۔''

امام احمد نے اسے کتاب الزہد میں ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا اور عبدالرزاق نے اسے ابوقلابہ سے مرسلاً روایت کیا، اس کا بحر اور وزن معلوم ہو چکا۔

حدیث: اذا عملت سئیة، فاحدث عندها توبة۔(احمد کتاب الزہد، زہد رسول اللہ الخ)

ترجمہ: ''جب کوئی برا کام کرو تو اسی وقت توبہ کرو۔''

اسے احمد نے کتاب الزہد میں اور طبرانی نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بسند حسن روایت کیا کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اور احمد نے کتاب الزہد میں عطاء بن یسار سے مرسلاً روایت کیا۔

بحر: وافر مجزو، (وافر، مفاعلتن چھ بار، اس کے عروض دو ہیں اور ضربیں تین۔معقول، پانچویں متحرک کو حذف کرنا جیسے مفاعلتن سے مفاعلن۔عصب یا معصوب، پانچویں متحرک کو ساکن کرنا جیسے مفاعلتن سے مفاعیلن۔معین العروض، مترجم) اس کا صدر معقول، اس کا عروض سالم، ابتدا اور ضرب دونوں معصوب ہیں۔

وزن: مفاعلن مفاعلتن، مفاعیلن مفاعلین۔

حدیث: الدنیا ملعونة ملعون ما فیها الا ذکر الله۔(ابن ماجہ ابواب الزہد)

ترجمہ: ''دنیا ملعون ہے اور ذکر اللہ کے سوا دنیا میں جو چیز ہے وہ ملعون ہے۔''

یہ حدیث مشہور ہے اسے ابن ماجہ وترمذی اور کثیر ائمہ حدیث نے ابو ہریرہ اور چند صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اسم جلالت کے باء کے اشباع کے ساتھ مثلث یعنی تین شطور والی ہے۔ پانچ بحور میں سے ایک ہے یا تو متدارک (متدارک، فاعلن آٹھ بار، اس کے دو عروض ہیں اور ضربیں چار) متقارب، فعولن، آٹھ بار اس کے دو عروض ہیں اور چھ ضربیں، اثلم، فعولن میں کف کے ساتھ خرم کر کے مفعول بنانا۔ ہزج، مفاعیلن چھ بار، یہ بحر وجوباً مجزو ہے تو استعمال میں صرف چار بار مفاعلین ہوگا اس کا عروض ایک ہے اور ضربیں دو۔ اخرب، مفاعیلن میں کف کے ساتھ خرم کر کے مفعول بنانا۔ ابتداء، ہر وہ جزو جو اول بیت ہو اور اس میں ایسا تغیر ہو سکتا ہو جو اس کے حشو میں جائز نہیں۔ رجز، مستفعلن چھ بار اس کے عروض چار ہیں اور ضربیں پانچ۔ مطوی۔ چوتھے ساکن کو حذف کرنا جیسے مستفعلن سے مفتعلن۔ رمل، فاعلاتن چھ بار اس کے عروض دو ہیں اور ضربیں چھ ہیں۔۱۲ (معین العروض، مترجم)) مخبون مسکن یا متقارب اثلم ہے۔ دونوں مجزو یعنی مسدس ہیں۔

وزن: سب کا وزن فعلن سکون عین کے ساتھ، چھ بار۔

یا دوسرے تین بحور ہیں ہر ایک مربع مسکن ہے۔

بحر ہزج اخرب صدر وابتداء۔ اس کی اصل مفعول مفاعیلن۔

رجز مطوی۔ اس کی اصل مفتعلن مفتعلن۔

رمل مخبون، اس کی اصل فعلاتن فعلاتن، حرکت عین کے ساتھ، اور اول میں میم ساکن یا دونوں کے اخیر میں عین ساکن۔ ہر شطر میں مفعولن مفعولن۔

حدیث: قد اختبأت دعوتی، شفاعة لامتی۔ (مسند احمد، مرویات ابن عباس رضی اللہ عنہما)

میں نے ایک دعا اپنی امت کی شفاعت کے لیے چھپا رکھی تھی۔

اسے احمد وابو یعلی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ شفیع مشفع صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بحر: رجز مربع مخبون وزن: مفاعلن، چار بار۔

حدیث: نساء کاسیات، عاریات مائلات۔ (مسلم کتاب الجنۃ، باب جہنم)

ترجمہ: ''عورتیں کپڑوں میں ہوں گی، مائل ہونے والیاں ننگی ہوں گی۔''

اسے احمد ومسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بحر: رمل مجزو مخبون صدر۔ وزن: فعلاتن، فاعلاتن، فاعلاتن فاعلاتن۔

حدیث: عقل اهل الذمة، نصف عقل المسلمین۔ (نسائی، کتاب البیوع، باب کم دیۃ الکافر)

ذمی کی دیت، مسلمان کی دیت کا نصف ہے۔

نسائی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بحر: تاء کے اشباع کے ساتھ، رمل۔ وزن: فاعلاتن فاعلن، فاعلاتن فاعلان۔

حدیث: ان علمی بعد موتی کعلمی فی الحیاۃ۔ (کنز العمال حدیث نمبر ۲۲۴۲)

ترجمہ: ''میرے وصال کے بعد میرا علم دنیاوی زندگی کے مثل ہے۔''

ابوالقاسم اصبہانی انس رضی اللہ عنہ سے راوی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تشبیہ بقاء علم میں ہے مقدار میں نہیں کیونکہ علم اقدس کی زیادتی ختم نہیں ہوگی۔

حدیث: صلوا علی موتاکم باللیل و النهار۔ (ابن ماجہ، کتاب الجنائز)

ترجمہ: ''اپنے مردوں پر نماز پڑھو خواہ رات کو ہو یا دن کو۔''

ابن ماجہ بسند حسن جابر رضی اللہ عنہ سے راوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بحر: رجز مقطوع العروض مخلع الضرب

وزن: مستفعلن مفعولن متفعلن فعولن۔

حدیث: ویل للرجال من النساء، وویل للنساء من الرجال۔

ترجمہ: ''عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں کے لیے ویل وخرابی ہے اور مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر جہنم کی ویل۔ (مستدرک، کتاب الاہوال)

ابن ماجہ اور حاکم بسند صحیح ابوسعید رضی اللہ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بحر: دونوں کے حرف آخر کے اشباع کے ساتھ، وافر اقصم (اقصم، مفاعلتن میں عصب کے ساتھ خرم کر کے مفعولن بنانا۔ مقطوف، حذف مع العصب یعنی پانچویں متحرک کو ساکن اور آخری سبب خفیف کو ساقط کرنا جیسے مفاعلتن سے فعولن۔ ۱۲ (معین العروض) نوٹ: عروضی اصطلاحات کی مکرر تعریفات سے گریز کیا گیا ہے۔) صدر، معصوب الابتداء مقطوف العروض والضرب۔

وزن: فعولن مفاعلتن فعولن، مفاعیلن مفاعلتن فعولن۔

''ہاں یہ فرشتوں کا کلام ہے اس کے آغاز میں یہ ہے کہ روزانہ صبح کو دو فرشتے ندا دیتے ہیں۔''

ان تمہیدی قواعد کے لیے تمہیں ائمہ کی تقلید و پیروی کافی ہے، ان بیان کردہ جزئیات ہی پر اختصار نہ کرو کیونکہ ان پر نہ حصر ہے نہ کوئی رکاوٹ و ممانعت، علماء نے بحور جدیدہ ایجاد کیے، بحور قدیمہ میں متعدد اوزان فروع، زحافات، تربیعات، تثمینات ہیں، جیسے بحر متدارک کو خلیل نہ پا سکے۔ اسے اخفش نے پایا۔ پھر علماء نے عریض، عمیق، جدید، قریب اور مشاکل وغیرہا کا اضافہ فرمایا، یہ تو بحور میں ہے چہ جائیکہ زوائد کا اضافہ۔ بحر وافر و کامل کے مثمن اس سے بہت زیادہ لذیذ و مرغوب ہیں جو عرب کے لیے دائرا اور بناء ہیں۔ اور عجم نے بحر ہزج سے خوب کھیلا اور ہر طرح کا راستہ اپنایا ہے یہاں تک کہ اس سے عجیب دلچسپ رباعی کے اوزان استخراج کیے ہیں، کیونکہ اس کا دارومدار طبیعتوں کے قبول کرنے اور سماعت کے استحسان و اچھا سمجھنے پر ہے۔ انہیں وارد شدہ اوزان و بحور پر جمود و ٹھہراؤ اور اکتفاء و انحصار نہیں ہے۔

بیت تام کی ہیئت و صورت پر یہ پندرہ احادیث مبارکہ ہیں۔

شطور کی صورت میں سو احادیث کا بیان

جو احادیث کریمہ شطور کی صورت پر ہیں وہ میری نظر میں بہت زیادہ ہیں یہ تمام بحور سے مشترک اوزان پر ہونے کے ساتھ عرب و عجم سے مختص ہیں، اگر ان سب کی تفصیل، ان کی تخاریج، ان کے اوزان اور ان کا بیان کیا جائے تو کلام طویل ہو جائے گا۔ قرآن کریم میں اس طرز پر جو آیات ہیں بعض ائمہ نے ان سب کو اسی انداز پر بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے، جیسا کہ عنقریب تم سنو گے، مگر احادیث میں، میں نے اس کی طرف کسی کی توجہ نہیں دیکھی لہٰذا میں یاد دہانی کے طور پر کامل سو حدیثیں بیان کر رہا ہوں۔ صحاح ستہ کی جس کتاب سے جو حدیث ماخوذ ہو گی میں ان کے رموز سے ان کی طرف اشارہ کروں گا ان کے مشہور معروف رموز یہ ہیں ''خ م د ت س ق'' اور میرے پیش نظر جو حدیث ہو گی اس پر تصحیح یا تحسین جو بھی حکم ہو گا اسے صحیح یا حسن سے تعبیر کروں گا اور اشباع کے ساتھ جو وزن ہو گا اسے اس کی آخری شکل پر رکھوں گا یہ مطلب نہیں کہ یہ اس حدیث کی کوئی روایت ہو گی (والعیاذ باللہ تعالیٰ) بلکہ اس کے وزن اور پرکھنے کی طرف اشارہ ہو گا، اور ان ائمہ کرام کا ذکر عنقریب آئے گا جنہوں نے آیات قرآنیہ اور اس کے جملوں میں اوزان دکھانے کے لیے اس اشباع پر عمل کیا ہے لیکن یہ مطلب نہیں کہ ان ائمہ نے آیات میں کوئی علیحدہ قرأت مراد لی ہو۔

نسال اللہ العفو والعافیۃ۔

بحور کی ہیئت و صورت پر جو احادیث ہیں وہ یہ ہیں۔

بحر طویل!

بحر طویل، مفاعیلن چار بار اس کا عروض ایک ہے اور ضربیں تین ہیں۔ ۱۲ (معین العروض، مترجم)

۱- اسراء کی طویل حدیث میں حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں

فقد منی جبریل حین امتهم۔ (نسائی کتاب الصلوٰۃ، فرض الصلوٰۃ)

جبریل نے مجھے آگے بڑھا دیا اس وقت میں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت کی۔ یہ حدیث نسائی نے روایت کی۔

بحر مدید

۲- لا زکوة فی حجر۔ (الکامل، ترجمۃ عمر بن ابی عمر)

شطور و بسیط پر کلام گزر چکا ہے۔

۳- لاتتر کوا النار فی بیوتکم۔ (بخاری کتاب الاستیذان، باب طول النجوی)

ترجمہ: ''اپنے گھروں میں آگ کو یوں ہی نہ چھوڑو (بلکہ اسے بجھا دو)''

یہ حدیث بخاری، مسلم، ابوداؤد و ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی۔

۴- لا قطع فی ثمر و لا کثر۔ (ابوداؤد، باب مالا قطع فیہ)

ترجمہ: ''پھل اور شگوفے میں ہاتھ کاٹا نہیں جائے گا۔ کثر کا معنی درخت خرما کا گودا بھی ہوتا ہے۔''

اس حدیث کو ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

یہ دونوں حدیثیں مجزو ہیں۔

۵- لا تعجزوا فی الدعا۔ (مستدرک، کتاب الدعاء)

ترجمہ: ''دعا میں عاجز نہ ہو جاؤ۔'' یہ حدیث صحیح ہے۔

۶- لانذر فی معصیة۔ (ابوداؤد، کتاب الایمان والنذور، من رای علیہ کفارۃ)

ترجمہ: ''معصیت میں نذر نہیں ہے۔''

یہ حدیث صحیح ہے اسے ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

یہ دونوں حدیثیں مسطور ہیں۔

بحر وافر

۷- علیکم بالبیاض من الثیاب۔ (نسائی، کتاب الزینۃ، باب الامر بلبس البیض من الثیاب)

ترجمہ: ''سفید کپڑوں کو لازم کرلو۔'' یہ حدیث صحیح ہے۔ اس کو نسائی نے روایت کیا۔

۸- تجافوا عن عقوبة ذی المروة۔ (مجمع الزوائد، کتاب الحدود)

ترجمہ: ''اہلِ مروت کو سزا دینے سے دور رہو۔'' یہ حدیث حسن ہے۔

۹- شهيد البحر مثل شهيد البر۔ (ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب فضل غزو البحر)

ترجمہ: ''سمندر کا شہید خشکی کے شہید کی طرح ہے۔''

۱۰- اذا كثر الزنا كثر السباء۔ (معجم کبیر، حدیث نمبر ۱۷۵۲)

ترجمہ: ''جب زنا کی کثرت ہوگی تو شراب عام ہو جائے گی۔'' یہ مجزو ہے۔

۱۱- اذا استنشقت فانتثر۔ (معجم کبیر، حدیث نمبر ۶۳۱۰)

ترجمہ: ''جب ناک میں پانی چڑھاؤ تو اسے سنکو (جھاڑو)۔'' یہ حدیث حسن ہے۔

۱۲- ذروني ما تركتكم۔ (مسلم کتاب الفضائل، باب توقیرہ ﷺ)

ترجمہ: ''مجھے چھوڑے رہو جب تک میں تمہیں چھوڑے رکھوں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۳- عجبت لطالب الدنيا۔ (کنز العمال، حدیث نمبر ۴۳۸۳۸)

ترجمہ: ''دنیا کے طلبگار پر مجھے تعجب ہے۔''

۱۴- بلال سابق الحبش۔ (مجمع الزوائد، کتاب المناقب)

ترجمہ: ''حبش والوں میں حضرت بلال سبقت (اولیت) لے گئے۔'' (یہ حدیث حسن ہے۔)

۱۵- عليك باول السوم۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر ۱۷۷۳۱)

ترجمہ: ''پہلی بار کے بھاؤ کو لازم سمجھو۔''

بحر کامل

(متفاعلن چھ بار اس کے عروض تین ہیں اور ضربیں نو)

۱۶- البر ما سكنت اليه النفس۔ (مسند احمد، مرویات ابی ثعلبہ)

ترجمہ: ''نیکی وہ ہے جس سے نفس کو سکون حاصل ہو۔'' (یہ حدیث صحیح ہے۔)

۱۷- ترك السلام على الضرير خيانة۔ (کنز العمال، حدیث نمبر ۲۵۳۳۱)

ترجمہ: ''اندھے کو سلام نہ کرنا خیانت ہے۔''

۱۸- تجب الصلاة على الغلام اذا عقل۔ (کنز العمال حدیث نمبر ۴۵۳۲۶)

ترجمہ: ''بچہ عقل مند ہو جائے تو اس پہ نماز کی ادائیگی لازم ہو جاتی ہے۔''

۱۹- عرضت علی امتی۔ (مسلم، باب النھی عن البصاق فی المسجد فی الصلاۃ وغیرہا)

ترجمہ: "مجھ پر میری امت پیش کی گئی۔" (یہ حدیث مسلم نے روایت کی)

۲۰- سلمان سابق فارس۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر ۱۲۳۷۹)

ترجمہ: "سلمان اہل فارس میں سبقت (اولیت) لے گئے۔" (یہ حدیث حسن ہے۔)

۲۱- جبل الخلیل مقدس۔ (کنز العمال، حدیث نمبر ۳۵۰۶۳)

ترجمہ: "خلیل پہاڑ مقدس ہے۔"

۲۲- طلب الحلال فریضۃ۔ (مجمع الزوائد، کتاب الزہد)

ترجمہ: "رزق حلال طلب کرنا فرض ہے۔"

۲۳- طلب الحلال جھاد۔ (کنز العمال، حدیث نمبر ۹۲۰۵)

ترجمہ: "حلال روزی تلاش کرنا ایک نوع کا جہاد ہے۔"

بحر ہزج

اہل عرب نے اسے مجزو کی صورت میں استعمال کیا۔

۲۴- علیک السمع و الطاعۃ۔ (مسلم، باب وجوب طاعۃ الامرائی غیر معصیۃ)

ترجمہ: "تم پر سننا اور فرمانبرداری کرنا لازم ہے۔" یہ حدیث مسلم نے روایت کی۔

۲۵- صھیب سابق الروم۔ (مجمع الزوائد، کتاب المناقب)

ترجمہ: "صہیب رومیوں میں سبقت لے گئے۔" (یہ حدیث حسن ہے)

۲۶- لا غصب و لا نھبۃ۔ (معجم کبیر، حدیث نمبر ۳۴، ترجمہ عمر بن عوف بن ملحہ المزنی)

ترجمہ: "غصب اور لوٹ جائز نہیں۔"

عجم کے نزدیک یہ مجزو ہے کیونکہ ان کے دائرہ مں مثمن ہے۔

۲۷- استوصوا بالنساء خیرا۔ (بخاری کتاب النکاح، باب الوصیۃ للنساء)

ترجمہ: "عورتوں کے تعلق سے بھلائی کی وصیت قبول کرو۔"

بخاری و مسلم نے یہ حدیث روایت کی۔

۲۸- الدنیا کلھا متاع۔ (مسلم کتاب النکاح، باب الوصیۃ للنساء)

ترجمہ: ''دنیا سراسر پونجی ہے۔'' یہ حدیث مسلم نے روایت کی۔

۲۹- ایاکم و الغلو فی الدین۔

ترجمہ: ''دین میں غلو (یعنی بے جابات) سے اجتناب کرو۔''

یہ حدیث صحیح ہے اسے نسائی وترمذی نے روایت کیا۔ (نسائی کتاب المناسک، باب التقاط الحصی)

۳۰- ثلاث لا یجوز اللعب فیھن۔ (معجم کبیر، ترجمہ حفش عن فضالۃ بن عبید، حدیث نمبر ۴۸۰)

۳۱- ان المتشبد قین فی النار۔ (معجم کبیر، ترجمہ عفیر بن معدان، حدیث نمبر ۷۶۹۲)

ترجمہ: ''لوگوں کے ساتھ ٹھٹھا کرنے والا دوزخ میں ہے۔''

۳۲- کل ماردت علیك قوسك۔ (ابوداؤد، باب فی الصید)

ترجمہ: ''تیر و کمان سے جو شکار کیا جائے اسے کھاؤ۔''

یہ حدیث حسن ہے اسے ابوداؤد وابن ماجہ نے روایت کیا اور یہ رابعی کے وزن پر ہے۔

۳۳- لا کرب علی ابیك بعد الیوم۔ (بخاری، باب مرض النبی ﷺ)

(حضور اقدس ﷺ نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ عنہا سے وقت وصال اقدس فرمایا) ''آج کے بعد تمہارے باپ پر موت کی تکلیف کبھی نہ ہوگی۔'' (اسے بخاری نے روایت کیا۔)

بحر رجز

۳۴- اللہ مولانا ولا مولیٰ لکم۔

حضور سید عالم ﷺ نے احد کے دن کافروں کو مخاطب کر کے فرمایا:

''اللہ عزوجل ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں۔'' (اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا۔)

(بخاری، کتاب الجہاد، باب ما یکرہ من التنازع)

۳۵- لا تذکرو اھلکا کم الا بخیر۔ (نسائی کتاب الجنائز)

ترجمہ: ''اپنے اموات کو بھلائی سے ہی یاد کیا کرو۔'' (یہ حدیث صحیح ہے۔)

۳۶- لا ترکبو الخزولا النمار۔ (ابوداؤد، باب فی جلود النمور)

ترجمہ: ''ریشم اور چیتے کے چمڑے پر نہ بیٹھو۔'' (یہ حدیث حسن ہے اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔)

۳۷- لا تغبطن فاجرا بنعمة۔ (مشکوٰۃ کتاب الرقاق، باب فضل الفقراء)

۳۸- لاتدفنوا موتاکم باللیل۔ (ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الاوقات التی لایصلی الخ)

۳۹- حد الجوار اربعون دارا۔ (کنزالعمال، حدیث نمبر ۲۴۸۹۵)

ترجمہ: ''پڑوس کی حد چالیس گھروں تک ہے۔''

۴۰- العرش من یاقوتۃ حمراء۔ (کنزالعمال: حدیث نمبر ۱۵۱۹۵)

ترجمہ: ''عرش الٰہی سرخ یاقوت کا ہے۔''

مجزو

۴۱- عثمان احیا امتی۔ (حلیۃ الاولیاء، فی ترجمۃ عثمان)

ترجمہ: ''عثمان ذی النورین میری امت میں سب سے زیادہ حیادار ہیں۔''

۴۲- من سب اصحابی جلد۔ (مجمع الزوائد، کتاب الحدود)

۴۳- صلوا علی اطفالکم۔ (ابن ماجہ کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الصلوۃ علی الطفل)

ترجمہ: ''اپنے چھوٹے بچوں کی نماز جنازہ پڑھو۔'' (یہ حدیث ابن ماجہ نے روایت کی)

۴۴- حافظ علی العصرین۔ (ابوداؤد، باب المحافظۃ علی الصلوٰۃ)

ترجمہ: ''دو بیچ والی نمازوں یعنی فجر وعصر کی محافظت کرو۔'' (اسے ابوداؤدؒ نے روایت کیا۔)

۴۵- لا تذبحن ذات در۔ (ترمذی، باب ماجاء فی معیشۃ النبی ﷺ)

ترجمہ: ''دودھ والے جانور کو ذبح نہ کرو۔'' (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور یہ حدیث حسن ہے۔)

۴۶- لا عقر فی الاسلام۔ (ابوداؤد، باب کراھیۃ الذبح عند القبر)

ترجمہ: ''اسلام میں قبر کے پاس جانور ذبح کرنا منع ہے۔'' (یہ حدیث صحیح ہے۔)

۴۷- شفاعتی مباحۃ۔ (جامع صغیر، حدیث نمبر ۴۸۹۵)

ترجمہ: ''میری شفاعت مباح ہے۔''

بحر رمل

۴۸- معدن التقوی قلوب العارفین۔ (تاریخ بغداد، ترجمۃ احمد بن ابراہیم)

ترجمہ: ''اہل عرفان کے دل تقویٰ و پرہیزگاری کے معدن ومنبع ہیں۔''

۴۹- الشباب شعبۃ من الجنون۔ (درمنثور، تحت آیت ومن اصدق من اللہ قیلا)

ترجمہ: ''جوانی دیوانی ہوتی ہے۔'' یہ حدیث حسن ہے۔

۵۰- کاسیات عاریات مائلات۔ (مسلم، کتاب الجنۃ، باب جہنم)

ترجمہ: ''کپڑے پہننے والیاں جو مائلات ہیں وہ قیامت کے دن ننگی ہوں گی۔'' (اسے مسلم نے روایت کیا)

۵۱- حاملات والدات مرضعات۔ (معجم کبیر، حدیث نمبر ۸۹۸۵)

ترجمہ: ''بچے کی پرورش کرنے والیاں رضاعی مائیں ہیں۔''

۵۲- انهن المونسات الغاليات۔ (معجم کبیر حدیث نمبر ۸۵۲۶)

ترجمہ: ''حضور اقدس ﷺ نے اپنی بنات مکرمات کے لیے فرمایا کہ یہ غایت درجہ کی محبت کرنے والی ہیں۔'' (یہ حدیث حسن ہے۔)

۵۳- لا يحل الكذب الافى ثلث۔ (ترمذی، باب ماجاء فی اصلاح ذات البین)

پوری حدیث یہ ہے کہ آدمی کا اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لیے اور لڑائی میں اور لوگوں کے درمیان صلح کرنے کی غرض سے جھوٹ بولنا جائز ہے۔ اسے ترمذی نے اسماء بنت یزید سے اور ابو عوانہ نے ابوایوب رضی اللہ عنہم سے روایت کیا۔ اور حدیث وجود کثیرہ سے معروف ہے۔ (۱۲ منہ غفرلہ)

ترجمہ: ''تین باتوں کے سوا جھوٹ بولنا حلال نہیں۔'' (یہ حدیث حسن ہے اسے ترمذی نے روایت کیا۔) مجز و میں سے یہ ہیں۔

۵۴- ابن اخت القوم منهم۔ (بخاری کتاب الفرائض، باب مولی القوم من انفسہم)

ترجمہ: ''قومی کی بہن کا بیٹا انہیں میں سے ہے یعنی میراث کا مستحق وہ بھی ہے۔'' (بخاری و مسلم نے یہ حدیث روایت کی۔)

۵۵- لا غرار فى صلاة۔ (ابوداؤد، باب رد السلام فی الصلاۃ)

ترجمہ: ''نماز میں غفلت اور دھوکہ نہیں ہے۔'' (یہ حدیث صحیح ہے اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔)

۵۶- العسيلة الجماع۔ (مسند احمد، مرویات عائشہ رضی اللہ عنہا)

ترجمہ: ''عسیلہ جماع کو کہتے ہیں۔'' یعنی جماع میں شہد جیسی لذت ہے۔

۵۷- حامل القران مؤقى۔ (کنز العمال، حدیث نمبر ۲۲۹۲)

ترجمہ: ''قرآن پڑھنے والا محفوظ ہے۔''

بحر سریع

۵۸- لا حبس بعد سورة النساء۔(سنن کبریٰ، کتاب الوقف)

ترجمہ: ''سورۂ نساء نازل ہونے کے بعد بیواؤں کو نکاح سے نہیں روکا گیا۔'' (یہ حدیث حسن ہے۔)

اس کے عروض وضرب مشطور ہیں اور وہ مکسوف مجنون اور حشو مجنون ہے۔

بحر منسوخ

بحر منسرح، مستفعلن، مفعولات مستفعلن، دوبار اس کے عروض تین ہیں اور ضربیں بھی تین۔(معین العروض، مترجم)

۵۹- طوبی لمن رآنی۔ (مسند احمد، مرویات ابی امامۃ)

ترجمہ: ''اسے شادمانی ہو جس نے مجھے دیکھا۔''

۶۰- العلم فی قریش۔(مجمع الزوائد، باب فی فضائل قریش)

ترجمہ: ''علم قریش میں ہے۔'' یہ حدیث حسن ہے۔

۶۱- مطل الغنی ظلم۔ (مسلم، باب تحریم مطل الغنی)

ترجمہ: ''غنی کا ٹال مٹول کرنا ظلم وزیادتی ہے۔'' (اسے ائمہ صحاح ستہ نے روایت کیا۔)

۶۲- لا خیر فی الامارة۔(معجم کبیر، حدیث نمبر ۳۵۷۵)

ترجمہ: ''امیر وحاکم بننے میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔'' (یہ حدیث حسن ہے۔)

۶۳- لا تکرھوا البنات۔ (مسند احمد، مرویات عقبہ بن عامر)

ترجمہ: ''لڑکیوں کو برا نہ جانو۔'' یہ حدیث حسن ہے۔

۶۴- لا تقتلو االضفادع۔ (کنز العمال، حدیث نمبر ۳۹۹۷۴)

ترجمہ: ''مینڈک کو قتل مت کرو۔'' (یہ حدیث نسائی نے روایت کی۔)

۶۵- البر حسن الخلق۔ (مسلم، کتاب البر والصلة باب تفسیر البر والاثم)

ترجمہ: ''نیکی ہے خوش خلقی۔'' اسے مسلم نے روایت کیا۔

۶۶- الیمن حسن الخلق۔(اتحاف السادۃ المتقین، بیان فضیلۃ حسن الخلق)

ترجمہ: ''برکت ہے خوش خلقی۔''

یہ حدیث اول کی غیر ہے یہ دوسری حدیث ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اور وہ حضرت

نواس رضی اللہ عنہما سے۔

۶۷- کل ما فری الاوداج۔ (ابن ابی شیبہ، کتاب الصید)

ترجمہ: ''جس کی رگ گردن کاٹ دی جائے یعنی ذبح کیا جائے اسے کھاؤ۔''

یہ سب منہوک اور ضرب ہیں، شروع کی تین حدیثیں مکسوف اور باقی مخبون بھی ہے۔

منہوک، جس کے دو تہائی اجزاء ساقط ہوں، مکسوف ومخبون کی تعریف گزر چکی ہے۔ (معین العروض) مترجم

بحر خفیف

۶۸- انتم الیوم خیر اھل الارض۔ (مسلم، کتاب الامارۃ، باب استحباب مبایعۃ الامام)

ترجمہ: ''اہل حدیبیہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج تم زمین والوں میں سب سے بہتر ہو۔'' (اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا۔)

۶۹- خالفوا المشرکین احفوا الشوارب۔ (ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الاوقات التی لا یصلی الخ)

مشرکین کی مخالفت کرو مونچھوں کو پست کرو۔ یہ حدیث بخاری ومسلم نے روایت کی۔

۷۰- رحم اللہ حارس الحرس۔ (سنن کبریٰ باب فضل الحرس فی سبیل اللہ)

ترجمہ: ''راہ خدا میں پہرہ دینے والوں پر اللہ رحم فرمائے۔'' (یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔)

۷۱- ذمۃ المسلمین واحدۃ۔ (مستدرک، کتاب قسم الفئی)

ترجمہ: ''مسلمانوں کا ذمہ صرف ایک ہے۔'' (یہ حدیث صحیح ہے۔)

۷۲- طاعۃ اللہ طاعۃ الوالد۔ (الترغیب والترہیب، کتاب البر والصلۃ)

ترجمہ: ''اللہ عزوجل کی اطاعت ہے والد کی اطاعت۔''

۷۳- لیلۃ القدر لیلۃ بلجۃ۔ (مجمع الزوائد، باب فی لیلۃ القدر)

ترجمہ: ''شب قدر روشن اور چمکدار رات ہے۔'' یہ حدیث حسن ہے۔

۷۴- لیلۃ القدر لیلۃ سمحۃ۔ (ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی لیلۃ القدر)

ترجمہ: ''شب قدر وسعت وفراخی کی رات ہے۔''

یہ حدیث اول کی غیر ہے، یہ دوسری حدیث ہے، کہ ابن عباس سے مروی ہے اور وہ واثلہ سے رضی اللہ عنہم۔

۷۵- اطلبوا الخیر دھرکم کلہ۔ (کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۸۹)

ترجمہ: ''ہرزمانے اور ہر وقت بھلائی طلب کرو۔'' یہ حدیث حسن ہے۔

۷۶- کان داود اعبد البشر۔ (کنزالعمال حدیث نمبر ۳۲۳۲۲)

ترجمہ: ''حضرت داوٗد علیہ السلام انسانوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار تھے۔'' یہ حدیث حسن ہے۔اسے ترمذی نے روایت کیا۔

۷۷- کان ایوب احلم الناس۔ (کنزالعمال حدیث نمبر ۳۲۳۱۶-۴۹۱۹)

ترجمہ: ''حضرت ایوب علیہ السلام لوگوں میں سب سے زیادہ حلیم و بردبار تھے۔''

۷۸- خالد بن الولید سیف الله۔ (کنزالعمال حدیث نمبر ۳۳۱۲۹)

ترجمہ: ''خالد بن ولید اللہ کی تلوار ہیں۔''

۷۹- امتی امة مبارکة۔ (کنزالعمال حدیث نمبر ۳۴۴۵۱)

ترجمہ: ''میری امت مبارک (برکت یافتہ) امت ہے۔''

۸۰- لا یرد القضاء الا الدعاء۔ (ترمذی، باب ماجاء یرد القدر الا الدعاء)

ترجمہ: ''قضاء وقدر کو صرف دعا ہی رد کر سکتی ہے۔'' یہ حدیث حسن ہے اسے ترمذی نے روایت کیا۔

۸۱- اطلبوا الرزق فی خبایا الارض۔ (کنزالعمال حدیث نمبر ۹۳۰۲)

ترجمہ: ''زمین کی پوشیدہ چیزوں میں روزی تلاش کرو۔''

۸۲- اکثروا من تلاوة القرآن۔ (کنزالعمال حدیث نمبر ۴۱۴۹۶)

ترجمہ: ''تلاوت قرآن بکثرت کرو۔''

بحر مضارع

بحر مضارع، مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن، دوبار، یہ بحر وجوباً مجزو ہے اس کا عروض ایک ہے اور ضرب بھی ایک ہے۔

۸۳- لا تقتلوا الجراد۔ (مجمع الزوائد، باب ماجاء فی الجراد)

ترجمہ: ''ٹڈی کو قتل مت کرو۔''

۸۴- طوبی لمن تواضع فی غیر منقصة۔ (سنن کبریٰ، کتاب الزکوٰۃ)

ترجمہ: ''اسے شادمانی ہو جو نقصان والی صورت کے غیر میں تواضع وانکساری کرے۔''

بحرمقتضب

بحرمقتضب ،مفعولات مستفعلن مستفعلن دوبار، یہ بحروجوباًمجزو ہے،اس کاعروض ایک ہےضرب بھی ایک۔

۸۵- السواك مطهرة۔ (بخاری،باب السواک)

ترجمہ: ''مسواک پاک کرنے والی شئ ہے۔''

۸۶- اتخذه من ورق۔ (ابوداؤد،کتاب الخاتم،باب ماجاءفی خاتم الحدید)

ترجمہ: ''انگوٹھی چاندی کی بناؤ۔'' یہ حدیث حسن ہےاسےابوداؤدوترمذی ونسائی نے روایت کیا۔

بحرمجتث

بحرمجتث ، مستفع لن فاعلاتن فاعلاتن دوبار، یہ بحروجوباًمجزو ہے،اس کاعروض ایک ہےضرب بھی ایک، دونوں صحیح ۔۱۲(معین العروض)مترجم

۸۷- اذا اساءت فاحسن۔ (مسنداحمد،مرویات ابی ذر)

ترجمہ: ''جب برائی سرزدہوجائےتواچھائی اورنیکی کرو۔'' یہ حدیث صحیح ہے۔

۸۸- لا يتم بعد احتلام۔ (ابوداؤد،باب ماجاءمتی ینقطع الیتم)

ترجمہ: ''بلوغ کے بعدبچہ یتیم نہیں رہتا۔'' یہ حدیث حسن ہےاسےابوداؤدنے روایت کیا۔

بحرمتقارب

۸۹- قل آمنت بالله ثم استقم۔ (مسلم،باب جامع اوصاف الاسلام)

ترجمہ: ''کہومیں اللہ پرایمان لایاپھراس پرثابت رہو۔'' اسے مسلم نے روایت کیا۔

۹۰- اقلوا الدخول على الاغنياء۔ (مستدرک،کتاب الرقاق)

ترجمہ: ''مالداروں کے پاس آناجاناکم کرو۔'' یہ حدیث صحیح ہےاسےابوداؤدونسائی نے روایت کیا۔

۹۱- اتموا الصفوف فانى اراكم۔ (مسلم،باب تسویۃ الصفوف واقامتہا)

ترجمہ: ''صفوں کومکمل کروکیونکہ میں تمہیں دیکھتاہوں۔'' یہ حدیث مسلم نے روایت کی۔

۹۲- اقيموا الصلاة و اتوا الزكوة۔ (بخاری،باب قول الرجل مرحبا)

ترجمہ: ''نمازقائم رکھواورزکوٰۃاداکرو۔'' یہ حدیث حسن ہے۔

۹۳- عجبت لصبر اخی یوسف۔ (معجم کبیر، حدیث نمبر ۱۱۶۴۰)

ترجمہ: ''مجھے اپنے بھائی یوسف (علیہ السلام) کا صبر بھایا۔''

۹۴- ردوا السلام و غضوا البصر۔ (مسند احمد، مرویات ابی سعید)

ترجمہ: ''سلام کا جواب دیا کرو اور نگاہ نیچی رکھا کرو۔''

۹۵- دفن البنات من المکرمات۔ (تاریخ بغداد، ترجمۃ احمد بن محمد البزار)

ترجمہ: ''بچیوں کو دفن کرنا عزت داروں کا طریقہ ہے۔''

ان دونوں میں صدر اثلم ہے، اول کا وزن فعلن فعول فعولن فعل اور ثانی میں عروض فعول ہے۔

رکض الخیل

۹۶- حسبی دینی من دنیای۔ (حلیۃ الاولیاء، جلد ۸)

ترجمہ: ''میری دنیا سے میرا دین کافی ہے۔''

۹۷- القائم بعدی فی الجنۃ۔ (کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۱۰۷)

ترجمہ: ''شب بیداری یعنی رات کو عبادت کرنے والا میرے بعد جنت میں جائے گا۔''

۹۸- اشتدی ازمۃ تنفرجی۔ (میزان الاعتدال، ترجمہ حسین بن عبداللہ نمبر ۲۰۱۳)

ترجمہ: ''سختی و تنگی برداشت کرو وسعت و کشادگی آئے گی۔''

۹۹- لن یغلب عسر یسرین۔ (مستدرک، کتاب التفسیر واقعہ شق صدر)

ترجمہ: ''ایک سختی دو آسانیوں پر ہرگز غالب نہ ہوگی۔''

۱۰۰- استنجوا بالماء البارد۔ (مجمع الزوائد، کتاب الطب)

ترجمہ: ''ٹھنڈے پانی سے استنجا کرو۔''

۱۰۱- واجعل لی فی نفسی نورا۔ (معجم کبیر، حدیث نمبر ۱۲۳۴۹)

ترجمہ: ''الٰہی میرے نفس میں نور کردے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا۔

سو احادیث کا وعدہ تھا مگر میں نے ایک حدیث کا اضافہ کر دیا۔

واللہ وتر یحب الوتر۔ اللہ عزوجل بے جوڑ ہے وہ بے جوڑ کو پسند فرماتا ہے۔

بعض آیات کے شطور کی صورت پر ہونے کا اشارہ

حادی عشر۔ اگر یہ کہا جائے کہ حضور سرورِ کونین ﷺ کو شعر گوئی آتی تھی تو اس سے قرآن کریم کا شعر ہونا لازم آئے گا (والعیاذ باللہ تعالیٰ) پھر یہ کہ بہت ساری آیات اور جملے کلام موزوں کی شکل وصورت میں وارد ہوئے ہیں۔

امام قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں آٹھ آیات کو بیان فرمایا ہے پانچ شعر کی ہیئت پر ہیں اور تین شطر کی صورت پر، اور فرمایا کہ آیت مبارکہ "وما علمناہ الشعر" میں شعر کہنے کی نفی کی گئی ہے شعر پڑھنے کی نہیں، اور جو تمثیلی طور پر کوئی شعر پڑھے یا بغیر قصد وارادہ کے اس کی زبان پر موزوں جملے جاری ہوجائیں تو اسے شاعر نہیں کہا جائے گا اور کئی حدیثوں میں اس بات پر دلالت موجود ہے کہ بغیر قصد واختیار کے حضور اقدس ﷺ سے منظوم کلام کا صادر و واقع ہونا جائز ہے، لیکن اس قسم کی باتوں کو شعر نہیں کہیں گے اور نہ اس کے قائل کو شاعر کہا جائے گا، ایسا کلام تو قرآن عظیم میں بکثرت وارد ہوا ہے لیکن غالب اکثریت بیت شطر ہے اور بہت ہی کم بیت تام کے وزن پر ہے۔

علامہ شہاب ابوطیب حجازی نے اپنی کتاب "قلائد البخور فی جواھر البحور" میں ان آیات اور جملوں کو بیان فرمایا ہے جو قرآن عزیز میں بالاتفاق بحور کے اوزان پر وارد ہیں۔ اور وہ آیات ان بحور کے اوزان پر ہیں۔

بحر طویل، بحر وافر، بحر کامل، مجزو، بحر رمل، بحر سریع، بحر خفیف، بحر مضارع، بحر مجتث۔

ہم نے علامہ شہاب ابوطیب کے ان ابیات کو حذف کردیا جن کے ضمن میں آیاتِ قرآنیہ موجود ہیں۔

خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی "الاتقان" میں فرماتے ہیں کہ انسجام یہ ہے کہ کلام رکاوٹ سے خالی ہو یعنی اس میں ایسا تسلسل ہو جیسے بہنے والے پانی میں تسلسل ہوتا ہے اور وہ کلام اپنی ترکیب وترتیب کی سہولت وآسانی اور اپنے الفاظ کی حلاوت وچاشنی سے پانی کی طرح بہے، پورا قرآن کریم ایسا ہی ہے۔ علم بدیع والوں نے فرمایا کہ جب نثر میں انسجام قوی اور عمدہ ہو تو اس کے جملے اور فقرے قوت انسجام کے سبب سے بغیر قصد وارادہ کے موزوں ہوجائیں گے اور قرآن عظیم میں جو موزوں کلام صادر ہوا اس کے بحور یہ ہیں:

بحر طویل، بحر مدید، بحر بسیط، بحر وافر، بحر کامل، بحر ہزج، بحر رجز، بحر رمل، بحر سریع، بحر منسرح، بحر خفیف، بحر مضارع، بحر مقتضب، بحر مجتث، بحر متقارب۔

اور علامہ ابوطیب نے اسے نقل نہیں کیا جو کلام قرآن عزیز میں سے شعر کی ہیئت وصورت پر ہے۔ وہ کلام سات بحور پر مشتمل ہے۔

بحر وافر، بحر کامل، بحر ہزج، بحر رجز، بحر رمل، بحر مضارع، بحر مجتث۔

اور باقی میں شطر ہے اور وہ کلام جملہ پندرہ بحور پر ہے جو عرب ماضیہ میں متداول ہیں۔

اور شہاب خفاجی نے علامہ شہاب ابوطیب سے جو نقل کیا ہے اس میں سے بیت وافر کے سوا اس میں کچھ مذکور نہیں، لہٰذا گیارہ شعر کی ہیئت پر ہیں اور گیارہ شطر کی طرح۔

حافظ ابنِ حجر نے شرح بخاری میں اس پر وسیع گفتگو فرمائی ہے اور وہ کلام ذکر فرمایا جس سے امام قسطلانی نے اخذ کیا جو گزر چکا ہے پھر جو انہوں نے بیت تام کی ہیئت پر شمار کیا وہ چوبیس ہیں بلکہ چھبیس ہیں (اس پر تنبیہ ہو چکی ہے) بلکہ میری پرکھ میں ستائیس بلکہ اسی طریقے پر انتیس ہیں اور جو شطر کی صورت پر ہیں وہ انچاس ہیں مگر ایک مکرر ہے، اور چار نکل گئے کیونکہ ان سے دو بیت تام کی ہیئت پر نظم ہو جائے گی، چوالیس باقی رہے۔

اور حافظ ابن حجر نے سورۂ توبہ کی آیت کریمہ کو اشطار کی ہیئت پر شمار کیا ہے۔

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰکِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ۔ (التوبۃ:۱۱۲)

ترجمہ: ''توبہ والے، عبادت والے، سراہنے والے، روزے والے، رکوع والے، سجدہ والے۔'' (کنز الایمان)

یعنی اللہ عزوجل نے اس آیت کریمہ میں اپنے بندوں کی توصیف فرمائی ہے کہ اس کے بندے توبہ والے، عبادت والے، سراہنے والے، روزے والے، رکوع والے، سجدہ والے ہیں۔

عجیب چیز یہ ہے کہ حافظ ابن حجر نے آیت مذکورہ کے چھ کلمات میں سے اخیر کے چار کلمات کو بیت تام کی ہیئت پر شمار فرمایا ہے اور پورے چھ کلمات کا مجموعہ اشطار کی ہیئت پر ہے۔ پاکی ہے اسے جو بھولتا نہیں، اور تم دیکھ رہے ہو کہ یہ آیت بیت تام ہیئت پر ہے بلکہ یہ مقفّی ہے اس کا بحر یہ ہے، کامل، وافی، (وافی، وہ ہے جس میں دائرے کے تمام اجزاء کچھ نقص کے ساتھ موجود ہوں جیسے طویل۔ اضمار۔ دوسرے متحرک کو ساکن کرنا جیسے متفاعلن سے مستفعلن) ارکان میں اضمار اور اس کے عروض وضرب یہی ہیں۔ کیونکہ متاخرین کے مسلک سے اگر اجتناب کیا جائے تو شطر بھی درست نہ ہوگا کیونکہ وہ اذالہ (اذالہ: جس رکن کے آخر میں وتد مجموع ہو اس پر ایک حرف ساکن بڑھانا جیسے فاعلن سے فاعلان) سے خالی نہیں، اور اس میں قدماء کے نزدیک بھی اذالہ نہیں ہے اور اہلِ عرب مثمن کو نہیں جانتے یہاں تک کہ وہ اسے شطر قرار دیتے ہیں، عرب نے اسے بحر رجز مجزو سے بیت کی ہیئت پر قرار نہیں دیا، اور اس کے عروض مخبول (مخبول: طی مع الخبن یعنی دوسرے اور چوتھے ساکن کو حذف کرنا، جیسے مستفعلن سے فعلتن) ہیں یعنی فعلتن، عین کے کسرہ کے ساتھ۔ پھر میں نے حافظ ابن حجر کو دیکھا کہ انہوں نے اس کو بعینہٖ مقدم کیا جو بیت تام کی ہیئت پر ہے پھر اشطار میں اس کا اعادہ فرمایا۔ فسبحان من لا ینسی۔

پھر حافظ ابن حجر نے ایک بیت اور دو شطر کے علاوہ ان سب کو جمع کیا جو علامہ شہاب ابوطیب نے بیان کیا ہے اور

انہیں جمع کیا جنہیں امام جلال الدین سیوطی نے بیان فرمایا ہے، جیسے دو کے علاوہ ایک بیت، اور دو شطر۔ پھر دونوں کے تین ابیات اور گیارہ شطر باقی رہے، لہٰذا یہ سب اور حافظ ابن حجر نے جنہیں بیان کیا ہے، سب مل کر ۳۲ ابیات، اور ۵۵ شطور ہو گئے ان سب کا مجموعہ ۸۷ ہوتا ہے۔

اور میری نظر میں دونوں قسموں میں کچھ چیزیں اور ہیں۔ ان میں سے سورۂ صافات میں تین آیات مسلسل ہیں، اسی طرح سورۂ ذاریات میں تین آیات، سورۂ نازعات میں چار آیات لگا تار، اسی طرح سورۂ مرسلات میں پانچ آیات ہیں، اور سب مضارع کی ہیئت پر ہیں اور یہ سب مثلث ومربع اور مخمس کی صورت پر ہیں، اگر گزرے ہوئے کے ساتھ سب کو جمع کیا جائے تو سو پر پانچ کا اضافہ ہو جائے گا۔ چہ جائیکہ یہ ان کے سوا ہیں جو میری نظر میں ابیات وشطور کی ہیئت پر ہیں لیکن قلت حسنات اور کثرت سیئات کی بناء پر میں اس طرح قرآن کریم کی تلاوت کرنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔

اور امام قسطلانی کے قول نے مجھے فائدہ دیا انہوں نے یہ سب تحریر کرنے کے بعد فرمایا کہ میرے لیے تو ان سب کا چھوڑ دینا ہی بہتر تھا لیکن اللہ عزوجل کا حکم ہے اس کے مطابق قلم چل گیا، ہم اللہ سے طریق مستقیم اور درست راستے کی ہدایت ورہنمائی کا سوال کرتے ہیں وہ امن وعافیت اور بغیر مشقت وتکلیف کے ہمارا اسلام وسنت پر خاتمہ کرے اور ہمارے درد وکرب کو دور فرمائے اور حقیر فقیر آمین کہتا ہے الٰہی میرے اور تمام مسلمین ومسلمات کی طرف سے قبول فرما۔

اللھم العفو والعافیة فی الدین والدنیا والاخرة آمین۔ وصل وسلم و بارك علی الحبیب الشفیع العفو الکریم و اله و صحبه اجمعین۔

اے پروردگار! اسی طرح ہر اس شخص سے قبول فرما جس نے اس باب میں کلام کیا اور اس سلسلے میں قرآن عظیم و حدیث مبارکہ میں جو وارد ہوا ہے اسے صاف ستھرا رکھا اور ان ائمہ کرام سے قصد وارادہ کی قید کے لحاظ سے جو گزرا جس سے یہ معتذر مستدل غافل رہا اسے بھی قبول فرما۔

اس قائل کے لیے یہ رکاوٹ ہے جس نے کہا کہ قرآن کریم حادث ہے کیونکہ ارادۂ الٰہیہ کے بغیر، حادث کے وجود کا امکان نہیں اور کبھی معنی قدیم کی، لفظ موزوں وغیر موزوں سے تعبیر ممکن ہوتی ہے اور کلام موزوں واقع ہوا تو ارادۂ الٰہیہ کے بغیر تخصیص نہ ہوئی، لہٰذا قصد ثابت ہوا اور تعریف صادق ہوگئی اور اس مستدل کے نزدیک قرآن عزیز شعر ہو گیا، ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔ قرآن کریم کو شعر اور نبی کریم ﷺ کو شاعر بنانے سے رحمٰن کی پاکی ہے۔

پھر یہ معتذر کھڑا ہوا اور "وما علمناہ الشعر" سے حضور اقدس ﷺ کے علم اقدس کی نفی پر دلیل دینے لگا اور شعر کی کون سی چیز اس معتذر کے نزدیک باقی رہی یہاں تک کہ آیت سے تصدیق کی جائے، لیکن عقل وفہم کو گراں قیمت پر بھی کبھی فروخت نہیں کیا جاتا۔ نسأل اللہ التوفیق والهدایة آمین۔

اَعْمَالُ الْقُلُوْبِ

خلق اللّٰہ القلب فجعله ملكًا والأعضاء جنوده، فاذا طاب الملك طابت جنوده، قال ﷺ: "وَ اِنَّ فی الجَسَدِ مُضغَةَ اذا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلہُ، وَ اِذا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ الا وَهِيَ الْقَلْبُ" متفق عليه۔ فهو محل الايمان والتقوى، أو الكفر والنفاق والشرك؛ قال ﷺ: "التَّقْوَى هَاهُنَا وَ يُشِيْرُ اِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔" مسلم۔

والايمان اعتقاد و قول و عمل، اعتقاد القلب و قول اللسان، و عمل القلب والجوارح۔ فالقلب يؤمن و يصدِّق، فينتجُ قولَ الشهادة على اللسان، ثم يعمل القلب عمله من محبة و خوف و رجاء؛ فيتحرك اللسان ذِكراً، و قراء ة للقرآن، و تتحرك الجوارح سجوداً و ركوعاً، و فعلاً للصالحات التی تقرب الی الله عزوجل فالجسد تابع للقلب فلا يستقر شیء فی القلب الا ظهر موجبه و مقتضاه على البدن ولو بوجه من الوجوه۔

والمراد بالأعمال القلبية: هی الأعمال التی يكون محلها القلب، و ترتبط به، و أعظمها الايمان بالله عزوجل الذی يكون فی القلب، و منه التصديق الانقيادی والاقرار، هذا بالاضافة ما يقع فی قلب العبد لربه من المحبة، والخوف، والرجاء، والانابة، والتوكل، والصبر، واليقين، والخشوع، وما الى ذلك۔

و كل عمل من اعمال القلب فان ضده مرض من أمراض القلب: فالاخلاص ضده الرياء، واليقين ضده الشك، والمحبة ضدها البغض...... و هكذا، و اذا غفلنا عن اصلاح قلوبنا تراكمت عليها الذنوب فأهلكتها قال ﷺ: "اِنَّ الْعَبْدَ اِذا أخطأ خَطِيئَةً نُكِتَ فی قَلْبِهِ نُكْتَةٌ فَاِنْ هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَ تَابَ صُقِلَتْ فَاِنْ عَادَ زِيْدَ فِيهَا حَتّٰى تَعلو فِيهِ فَهُوَ الرَّانُ الَّذِی ذَكَرَ الله: ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُوْنَ﴾" الترمذی۔ و قال ﷺ: "تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوْبِ كَالْحَصِيْرِ عُوْدًا عُوْدًا فَاَیُّ قَلْبٍ أُشْرِبَهَا نُكِتَ فِيْهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ وَ أَیُّ قَلْبٍ أَنْكَرَهَا

نُكِتَ فِيهِ نُكْتَةٌ بَيْضَاءُ حَتَّى تَصِيرَ عَلَى قَلْبَيْنِ عَلَى أَبْيَضَ مِثْلِ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمٰوَاتُ وَالأَرْضُ وَالآخَرُ أَسْوَدُ مُرْبَادًا كَالْكُوزِ مُجَخِّيًا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوفًا وَلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا إِلَّا مَا أُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ" مسلم۔

والعبادات القلبية معرفتها أفرض و أهمّ على العبد من معرفة أعمال الجوارح، لأنها الأصل و أعمال الجوارح فرع عنها، و مكمّلة و متمّمة و ثمرة لها، قال ﷺ: "إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ الى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ، وَ لٰكِنْ يَنْظُرُ الى قُلُوبِكُمْ وَ أَعْمَالِكُمْ" مسلم۔ فالقلب هو محل العلم والتدبُّر والتفكر، ولذلك كان التفاضل بين الناس عند اللّٰه بحسب ما وقر فى القلب من ايمان و يقين و اخلاص و نحو ذلك، قال الحسن البصرى: واللّٰه ما سبقهم أبوبكر بصلاة ولا صوم، و انما سبقهم بما وَقَرَ فى قلبه من الايمان۔

و أعمال القلوب تفضل أعمال الجوارح من وجوه: (۱) أن اختلال عبادة القلب قد يهدم عبادة الجوارح: كالرياء مع العمل۔ (۲) أعمال القلب هى الأساس، فما وقع من لفظ أو حركة بغير قصد القلب فلا مؤاخذة عليها۔ (۳) أنها سبب المراتب العالية فى الجنة: كالزهد۔ (۴) أنها أشق و أصعب من أعمال الجوارح، يقول ابن المنكدر: كابدت نفسى أربعين سنة حتى استقامت لى۔ (۵) أنها أجمل أثراً؛ كالحب فى اللّٰه۔ (۶)أنها أعظم أجراً، قال أبو الدرداء: تفكر ساعة خير من قيام ليلة۔ (۷)أنها محركة للجوارح۔ (۸)أنها تُعَظِّم أجر عبادة الجوارح أو تقلله أو تحبطه؛ كالخشوع فى الصلاة۔ (۹) أنها قد تعوض عن عبادة الجوارح؛ كنيّة الصدقة مع عدم المال۔ (۱۰)أن أجرها ليس له حدٌّ؛ كالصبر۔ (۱۱)أن أجرها يستمر مع توقف الجوارح أو عجزها عن العمل۔ (۱۲) أنها تكون قبل عمل الجوارح و معها۔

والقلب يمر بأحوال قبل أن تعمل الجوارح: (۱)الهاجس: وهو الفكرة أول ما تُلْقَى فى القلب۔ (۲)الخاطرة: وهى ما يثبت فيه۔ (۳) حديث النفس: وهو التردد هل يفعل أو يترك۔ (۴) الهم: وهو أن يترجح عنده الفعل۔ (۵) العزم: وهو قوة القصد والجزم بالفعل۔ فالثلاثة الأولى لا أجر لها فى الحسنة ولا اثم فى المعصية، و أما الهم؛ فبالحسنة يكتب له حسنة و بالسيئة لا يكتب عليه سيئة۔ ثم الهم اذا صار عزما؛ فان كان على فعل حسنة أُجِرَ، و ان كان على فعل معصية أَثِمَ ولو لم يعمل؛ لأن الارادة مع القدرة تستلزم وجود المقدور،

قال الله تعالى: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ أَن تَشِيعَ الْفَٰحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ ءَ امَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ﴾، و قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اِذا التقى المسلمان بسَيْفَيهما فالقَاتِلُ والمقتُولُ فى النَّارِ فقلتُ: يا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هَذَا القَاتِلُ فَمَا بَالُ المقتُولِ؟ قَالَ: انَّهُ كَانَ حَرِيْصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ" البخارى۔

فانْ تَرَكَ المعصية بعد العزم على فعلها فهو على أربعة أقسام: (١)أن يتركها خوفاً من الله: فهذا يؤجر۔ **(٢)أن يتركها خوفاً من الناس:** فهذا يأثم لأن ترك المعصية عبادة ولا بد أن يكون لله۔ **(٣)أن يتركها عجزاً دون أن يفعل الوسائل التى توصل اليها:** لكن لم يتحقق مراده؛ فهذا يكتب عليه اثم الفاعل التام؛ لأن الارادة الجازمة التى أتى معها بالممكن من العمل يجرى صاحبها مجرى الفاعل التام - كما تقدّم فى الحديث السابق - و متى اقترن العمل بالهم فانه يعاقب عليه سواء كان الفعل متأخراً أو متقدما، فمن فعل محرما مرة ثم عزم على فعله متى قدر عليه فهو مصر على المعصية و معاقب على هذه النية و ان لم يعد الى عمله۔

بعض أعمال القلوب

النية:

وهى بمعنى الارادة والقصد، ولا يصح العمل ولا يقبل الا بها، قال ﷺ: "اِنَّمَا الأعْمَالُ بالنِّيَاتِ و اِنَّمَا لِكُلِّ امرِىءٍ مَا نَوَى" متفق عليه، و قال ابن المبارك: رب عمل صغير تكثّره النية و رب عمل كبير تصغِّره النية، و قال الفضيل: انما يريد الله عزوجل منك نيتك و ارادتك، فان كان العمل لله، سُمِّيَ اخلاصاً؛ وهو أن يكون العمل لله لا نصيب لغيره فيه، و ان كان العمل لغير الله، سُمِّيَ رياءًا أو نفاقًا أو غير ذلك۔

فائدة: الناس كلهم هلكى الا العالمون، والعالمون كلهم هلكى الا العاملون، والعاملون كلهم هلكى الا المخلصون، فالوظيفة الأولى على كل عبد أراد طاعة الله تعلم النية، ثم يصححها بالعمل بعد فهم حقيقة الصدق والاخلاص، فالعمل بغير نية عناء، والنية بغير اخلاص رياء، والاخلاص من غير تحقيق ايمان هباء۔

والأعمال ثلاثة أنواع: **(۱)** معاصی: فالنية الحسنة فی المعصية لا تقلبها طاعة بالقصد الحسن بل اذا أُضيف اليها قصد خبيث تضاعف وزرها۔ **(۲)** مباحات فما من شیء من المباحات الا و فيه نية أو نيات، و يمكن لو أراد أن يكون قربات۔ **(۳)** طاعات: وهی مرتبطة بالنيات فی أصل صحتها و مضاعفة أجرها(۱)، فان نوی الرياء صارت معصية و شركاً أصغراً و قد يصل الی الأكبر؛ وهو علی ثلاثه أوجه: **(۱)** أن يكون الباعث علی العبادة مراء اة الناس من الأصل فهذا شرك والعبادة باطلة، **(۲)** أن يكون العمل للّٰه ثم دخلت عليه نية الرياء فان كانت العبادة لا ينبنی آخرها علی أولها كالصدقة؛ فأولها صحيح، و آخرها باطل۔ و ان كان ينبنی آخرها علی أولها كالصلاة فهی علی حالين۔ (أ) أن يدافع الرياء: فانه لا يؤثر علی العمل۔ (ب) أن يطمئن الی الرياء: فان العبادة تبطل جميعها۔ (۳) أن يكون الرياء بعد العمل: فهذه وساوس لا أثر لها علی العمل ولا علی العامل، و هناك أبواب للرياء خفية فيجب معرفتها والحذر منها۔

أما ان كان قصده من العمل الصالح ادنيا يصيبها؛ فان أجره أو اثمه علی قدر نيته وهو علی ثلاثة أحوال: (۱)أن يكون الدافع للعمل الصالح الدنيا فقط؛ كمن يَؤُم الناس فی الصلاة لأخذ المال فهو مأزور آثم، قال ﷺ: "مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَی بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ لا يَتَعَلَّمُهُ اِلا

(۱) قال ﷺ: "فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَم يَعمَلْهَا كَتَبهَا اللّٰهُ لَهُ عِندَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، فَاِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبهَا اللّٰهُ لَهُ عِندَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلَی سَبعِمِائَةِ ضِعفٍ اِلَی أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ، وَ مَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَم يَعمَلْهَا كَتَبهَا اللّٰهُ لَهُ عِندَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، فَاِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبهَا اللّٰهُ لَهُ عِندَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، فَاِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبهَا اللّٰهُ لَهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً" متفق عليه۔ و قال ﷺ: "مَثَلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ كَمَثَلِ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا وَ عِلْمًا فَهُوَ يَعْمَلُ بِعِلْمِهِ فِی مَالِهِ يُنْفِقُهُ فِی حَقِّهِ، وَ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ عِلْمًا وَلَمْ يُؤْتِهِ مَالًا فَهُوَ يَقُولُ لَوْ كَانَ لِی مِثْلُ هَذَا عَمِلْتُ فِيهِ مِثْلَ الَّذِی يَعْمَلُ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: فَهُمَا فِی الْأَجْرِ سَوَاءٌ، وَ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَمْ يُؤْتِهِ عِلْمًا فَهُوَ يَخْبِطُ فِی مَالِهِ يُنْفِقُهُ فِی غَيْرِ حَقِّهِ، وَرَجُلٌ لَمْ يُؤْتِهِ اللّٰهُ عِلْمًا وَلَا مَالًا فَهُوَ يَقُولُ: لَوْ كَانَ لِی مِثْلُ هَذَا عَمِلْتُ فِيهِ مِثْلَ الَّذِی يَعْمَلُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: فَهُمَا فِی الْوِزْرِ سَوَاءٌ" الترمذی۔ فقول الثانی والرابع فی الحديث أوتی به بالمستطاع وهو النية مع التمنی و ظهر ذلك بقولهما: "لَوْ كَانَ لِی مِثْلُ هَذَا عَمِلْتُ فِيهِ مِثْلَ الَّذِی يَعْمَلُ" فَالحق كُل واحدٍ بصاحبه فی الأجر أو الوزر۔ قال ابن رجب: قوله فی الحديث: "فَهُمَا فِی الأَجْرِ سَوَاءٌ" يدل علی استوائهما فی أصل أجر العمل دون مضاعفته فالمضاعفة يختص بها من عمل العمل دون من نواه ولم يعمله فانهما لو استويا من كل وجه لكتب لمن هم بحسنة ولم يعملها عشر حسنات وهو خلاف النصوص كلها۔

لِیُصِیبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنیَا لَمْ یَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ" أبوداود۔ أی: ریحھا۔ (۲)أن یعمل لوجه اللّٰه ولأجل الدنیا؛ فانه ناقص الایمان والاخلاص کمن یحج للتجارة والحج فأجره علی قدر اخلاصه۔ (۳)أن یعمل للّٰه وحده ولکنه یأخذ جُعلًا یستعین به علی العمل فأجره کامل لا ینقص بما یأخذ قال ﷺ: "اِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَیْهِ أَجْرًا کِتَابُ اللّٰهِ" البخاری۔

و اعلم بأن العاملین المخلصین علی درجات: (۱) دُنیا: وھی أن یعمل الطاعة رجاءً للثواب أو خوفاً من العقاب۔ **(۲) ووسطی:** أن یعمل الطاعة شکراً للّٰه واستجابة لأمره۔ **(۳) و عُلیا:** أن یعمل الطاعة محبة و تعظیما و اجالاً و مهابةً للّٰه عزوجل، وھی مرتبة الصدیقین۔ (۱)

التوبة: واجبة علی الدوام، والوقوع فی الذنب من طبع الانسان، قال ﷺ: "کُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ وَ خَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ" الترمذی۔ و قال ﷺ: "لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِکُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ یُذْنِبُوْنَ فَیَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فَیَغْفِرُ لَهُمْ" مسلم۔ و تأخیر التوبة والاصرار علی الذنب خطأ، والشیطان یرید أن یظفر من الانسان بعقبة من سبع عقبات، اذا عجز عن واحدة انتقل لما بعدھا، وھی: **(۱)** عقبة الشرك والکفر۔ **(۲)** فانلم یستطع فبالبدعة فی الاعتقاد و ترك الاقتداء بالنبی ﷺ و أصحابه۔ **(۳)** فان لم یستطع فبعمل الکبائر۔ **(۴)** فان لم یستطع فبارتکاب الصغائر۔ **(۵)** فان لم یستطع فبالإکثار من المباحات۔ **(۶)**فان لم یستطع فبالطاعات التی غیرھا أفضل منها و أعظم أجرًا۔ **(۷)** فان لم یستطع فبتسلیط شیاطین الجن والانس۔

والمعاصی أقسام: (۱) کبائر: وهي ما وَرَدَ فیه حدٌّ فی الدنیا، أو وعید فی الآخرة أو غضب، أو لعنة أو نفي ایمان۔ (۲) صغائر: وھی ما دونَ ذلك۔ و ھناك أسباب تحول الصغائر الی کبائر أھمها: الاصرار علی الصغائر، أو تکرارھا، أو احتقارھا، أو الافتخار

---

(۱) قال سبحانه و تعالیٰ: ﴿وَ عَجِلْتُ اِلَیْكَ رَبِّ لِتَرْضیٰ﴾ فموسی حرص علی المبادرة فی لقاء اللّٰه لیَرضَی اللّٰه عنه و لیس فقط استجابة لأمره، و مثله بر الوالدین المرتبة الدنیا أن تبرھما خوفاً من عقوبة العقوق و طلباً لأجر البر، **والوسطی** أن تبرھما طاعة للّٰه وردا لجمیلهما علیك بأن ربیاك صغیراً، و کانا سبب وجودك فی الدنیا، و عُلیا أن تبرھما تعظیماً لأمر اللّٰه لك بالبر و حبا و اجلالاً له سبحانه و تعالی۔

بالظفر بها، أو المجاهرة بفعلها۔

والتوبة تصح من كل الذنوب، وهي باقية حتى تطلع الشمس من مغربها، أو تغرغر الروح فی سَكَرَاتِ الموت، و جزاء التائب ان صَدَقَ في توبته أن تُبَدَّل سيئاته حسنات و ان بلغت عَنان السماء كثرةً۔

و لقبول التوبة شروط هی: (۱) الاقلاع عن الذنب۔ (۲)الندم علی ما مضی منه۔ (۳)العزم المؤكد علی ألا يعودَ للذنب فی المستقبل، و اذا كان الذنب متعلقًا بحقوق الخلق فلا بدّمن رد المظالم لأهلها۔[۲]

والناس فی التوبة أربع طبقات: (۱) تائب يستقيم علی التوبة الی آخر عمره، ولا يحدِّث نفسه بالعودة الی ذنبه، الا الزلات التی لا ينفك عنها البشر، فهذه هی الاستقامة فی التوبة، و صاحبها هو السابق بالخيرات۔ و تسمی هذه التوبة: النصوح، و هذه هی النفس المطمئنة۔ (۲) تائب استقام فی أمهات الطاعات، الا أنه لا ينفك عن ذنوب تعتريه، لا عن عمد، و لكنه يبتلی بها من غير أن يقدم عزماً علی الاقدام عليها، و كلما أتی شيئاً منها لام نفسه، و ندم و عزم علی الاحتراز من أسبابها، فهذه هی النفس اللوامة۔ (۳) أن يتوب و يستقيم مدة، ثم تغلبه شهوته فی بعض الذنوب فيقدم عليها، الا أنه مع ذلك مواظب علی الطاعات، و ترك جملة من الذنوب مع القدرة عليها والشهوة لها، و انما قهرته شهوة أو شهوتان، فاذا انتهت ندم، لكنه يَعِدُ نفسه بالتوبة عن ذلك الذنب، فهذه هی النفس المسؤولة، و عاقبته خطرة من حيث تأخيره و تسويفه، فربما يموت قبل التوبة، فان الأعمال بالخواتيم۔ (۴) أن يتوب و يستقيم مدة، ثم يعود الی الذنوب منهمكاً من غير أن يحدث نفسه بالتوبة، و من غير أن يتأسف علی فعله، و هذه هی النفس الأمارة بالسوء،

(۲) روی أنه ﷺ قال: "الدَّوَاوِيْنُ عِنْدَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ ثَلَاثَةٌ: دِيْوَانٌ لَا يَعْبَأُ اللّٰهُ مِنْهُ شَيْئًا۔ وَ دِيْوَانٌ لَا يَتْرُكُ اللّٰهُ مِنْهُ شَيْئًا، وَ دِيْوَانٌ لَا يَغْفِرُهُ اللّٰهُ۔ فَاَمَّا الدِّيْوَانُ الَّذِی لَا يَغْفِرُهُ اللّٰهُ، فَالشِّرْكُ بِاللّٰهِ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿اِنَّهُ، مَن يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاوٰهُ النَّارُ﴾ وَ اَمَّا الدِّيْوَانُ الَّذِی لَا يَعْبَأُ اللّٰهُ بِهِ شَيْئًا، فَظُلْمُ الْعَبْدِ نَفْسَهُ فِيْمَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ رَبِّهِ...... فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَغْفِرُ ذٰلِكَ وَ يَتَجَاوَزُ اِنْ شَاءَ، وَ اَمَّا الدِّيْوَانُ الَّذِی لَا يَتْرُكُ اللّٰهُ مِنْهُ شَيْئًا، فَظُلْمُ الْعِبَادِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا، الْقِصَاصُ لَا مَحَالَةَ۔" أحمد و فيه ضعف۔

و يخاف على هذا سوء الخاتمة۔

الصدق:هو أصل أعمال القلوب كلها و لفظ الصدق يستعمل فی ستة معان: (۱) صدق فی القول۔ (۲)صدق فی الارادة والقصد (الاخلاص)۔ (۳) صدق فی العزم۔ (۴)صدق فی الوفاء بالعزم۔ (۵) صدق فی العمل بأن یوافق ظاهره باطنه؛ كالخشوع فی الصلاة۔ (۶) صدق فی تحقیق مقامات الدین كلها، وهو أعلی الدرجات و أعزها؛ كالصدق فی الخوف والرجاء والتعظیم والزهد والرضا والتوكل والحب و سائر أعمال القلوب۔ فمن اتصف بالصدق فی جمیع ما ذكر فهو صدیق لأنه مبالغٌ فی الصدق قال ﷺ: "عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِی إِلَی الْبِرِّ وَ إِنَّ الْبِرَّ يَهْدِی إِلَی الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَ يَتَحَرَّی الصِّدْقَ حَتَّی يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيقًا" متفق علیه۔ ومن التبس علیه الحق فصدق الله فی طلبه دون هوی فی نفسه؛ و فق الیه غالبا، فان لم یصبه عذره الله۔

و ضد الصدق الكذب و أول ما یسری الكذب من النفس الی اللسان فیفسده، ثم یسری الی الجوارح فیفسد أعمالها؟ كما أفسد علی اللسان أقواله فیعم الكذب أقواله و أعماله و أحواله فیستحكم علیه الفساد۔

المحبة:بمحبة الله و رسوله والمؤمنین تُنال حلاوة الایمان، قال ﷺ: "ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ اللّٰهُ وَ رَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَ أَنْ يحبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَا لله، وَ أَنْ يَكْرِهَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَی الْكُفْرِ بَعْدَ إِذ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُلْقَی فِی النَّارِ" متفق علیه۔ فاذا غرست شجرة المحبة فی القلب و سقیت بماء الاخلاص و متابعة النبی ﷺ أثمرت أنواع الثمار و آتت أكلها كل حین باذن ربها و هی أربعة أنواع: (۱) محبة الله؛ و هی أصل الایمان۔ (۲) المحبة فی الله والبغض فی الله و هی واجبة۔[۱] (۳) محبة مع

(۱) والناس من حیث المحبة أو البغض (الولاء والبراء) ثلاثة أقسام: (أ) من یحب محبة خالصة لا بغض معها وهم المؤمنون الخلّص كالأنبیاء والصدیقین و علی رأسهم سیدنا محمد ﷺ و زوجاته و بناته و أصحابه۔ (ب)من یبغض مطلقا وهم الكفار والمشركون والمنافقون۔ (ج) من یحب من وجهٍ و یبغض من وجه آخر وهم عصاة المؤمنین؛ فیُحب لما عنده من ایمان، و یبغض لما عنده من معاصٍ۔ و محبة الكفار و موالاتهم علی نوعین: (۱)ما یوجب الردة والخروج من الاسلام، و هی موالاتهم لدینهم۔ (۲)ما یكون محرماً =

اللّٰه؛ و هی اشراك غير الله فی المحبة الواجبة، كمحبة المشركين لآلهتهم و هی أصل الشرك۔ (۴) محبة طبيعية؛ كمحبة الوالدين والأولاد والطعام۔۔۔و هی جائزة۔ و ليحبك الله ازهد فی الدنيا قال ﷺ: "ازْهَدْ فِی الدُّنْيَا يحبكَ اللّٰهُ" ابن ماجه۔ **والتوكل:** وهو تفويض القلب و اعتماده على الله فی حصول المطلوب، و دفع المكروه، مع الثقة باللّٰه و فعل الأسباب المشروعة، فترك تفويض القلب طعن فی التوحيد، و ترك الأسباب عجزٌ و نقص فی العقل، و محله قبل الفعل، وهو ثمرة اليقين، و أنواعه ثلاثة: (۱) واجب: وهو التوكل على الله فيما لا يقدر عليه الا الله، كشفاء المرضى۔ (۲)محرم: وهو على نوعين: (أ) شرك أكبر، وهو الاعتماد الكلی على الأسباب، و أنها تؤثر استقلالاً في جلب المنفعة أو دفع المضرّة [۱] (ب) شرك أصغر، كالاعتماد على شخص فی الرزق، من غير

= ولكن لا يخرج من الملة؛ و هی موالاتهم لأمور دنياهم۔ و يقع خلطٌ و لبسٌ أحيانًا بين حسن معاملة الكفار (غير الحربيّين)، و بين بغضهم والبراء ة منهم، و يتعّن التفريق بينهما، فالعدل معهم و حسن معاملاتهم من غير مودة باطنية كالرفق بضعيفهم، و لين القول لهم على سبيل اللطف بهم والرحمة جائزٌ و قد قال اللّٰه فيه: ﴿لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّيْنِ وَ لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيٰرِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ﴾ و أما بغضهم و عداوتهم فامرٌ آخر أمر الله به بقوله: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ﴾ فيمكن العدل فی معاملتهم مع بغضهم و عدم مودتهم كفعله ﷺ مع يهود المدينة۔

(۱) **هل يتناقض فعل الأسباب مع التوكل؟ له أوجه:** وهو ثلاثة أقسام **(أ)سبب متيقن** كالنكاح لطلب الولد، فترك فعل هذا السبب جنون و ليس من التوكل فی شیء۔ **(ب) أسباب ليست متيقنة:** لكن الغالب أن المسببات لا تحصل دونها۔ كالمسافر فی صحراء من غير زاد، ففعله ليس من التوكل، و حمله للزاد مأمور به، فان رسول الله ﷺ لما سافر تزود واستأجر دليلاً الى المدينة۔ **(ج) أسباب يتوهم افضاؤها الى المسببات من غير ثقة ظاهرة:** كالذی يستقصي في التدبيرات الدقيقة في طلب الاكتساب ووجوهه، فانه لا يخرج عن التوكل، بل ترك التكسب ليس من التوكل فی شیء۔ قال عمر: المتوكل الذی يلقی حبه فی الأرض و يتوكل على الله۔ **(۲)حفظ موجود:** فمن وجد قوتاً حلالاً فادخاره اياه لا يخرجه عن التوكل، خصوصاً اذا كان له عائلة فأن النبی ﷺ كان يبيع نخل بنی النضير، و يحبس لأهله قوت سنتهم۔ متفق عليه۔ **(۳)دفع ضرر لم ينزل:** ليس من شرط التوكل ترك الأسباب الدافعة للضر، كلبس الدرع، و شد البعير بالعقال۔ و يتوكل في ذلك كله على المسبب لا على السبب، و يكون راضيا بكل ما يقضی الله عليه۔ **(۴) ازالة ضرر قد نزل:** وهو ثلاثة أقسام: **(أ) أن يكون مقطوع به:** كالماء المزيل للعطش، فهذا تركه ليس من التوكل فی شیء۔ **(ب) أن يكون مظنوناً:** كالحجامة و نحوها ففعلها لا يناقض التوكل، فان الرسول ﷺ قد تداوی و أمر بالتداوي۔ **(ج) أن يكون السبب موهوماً:** كالكي زمن العافية لئلا يمرض: ففعلها ينافي كمال التوكل۔

اعتقاد استقلاليته في التأثير، لكن التعلق به فوق اعتقاد أنه مجرد سبب۔ (۳) جائز: وهو أن يُوَكِّلَ الانسان غيره و يعتمد عليه في فعل يقدر عليه كالبيع والشراء۔ ولكن لا يجوز أن يقول: توكلت على الله ثم عليك، بل يقول: و كَّلتك۔

الشكر: **ظهور أثر النعم الالهية** على العبد فى قلبه ايماناً و فى لسانه حمداً و في جوارحه عبادة۔

و يكون الشكر بالقلب واللسان والجوارح، و معنى الشكر أن تستعمل النعمة في طاعة الله۔

الصبر: وهو ترك الشكوى لغير الله۔ من ألم البلوى۔ و صرفها الى الله۔ قال عزوجل: ﴿اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ و قال: ﷺ: "و من يتصبر يصبره الله وما اعطى احد عطاء خير و اوسع من الصبر" متفق عليه۔ و قال عمر: ما ابتليت ببلاء الا كان لله تعالى عليّ فيه أربع نعم، اذ لم يكن في ديني، و اذ لم يكن أعظم، و اذ لم أحرم الرضا به، و اذ ارجو الثواب عليه۔

والصبر درجات: دُنيا: وهى ترك الشكوى مع الكراهة ووسطى: وهى ترك الشكوى مع الرضا۔ و عُليا: و هي حمدُ الله على البلاء۔ و من ظُلم فدعا على ظالمه: فقد انتصر لنفسه و أخذ حقه و لم يصبر۔ والصبر ضربان: (۱)بدني: وهو غير مرادنا هنا۔ (۲)نفساني على مشتهيات الطبع و مقتضيات الهوى۔[۲]

و جميع ما يلقى العبد في الدنيا لا يخلو من نوعين: (أ) ما يوافق الهوى فيحتاج الى صبر في أداء حق الله فيها من الشكر و عدم صرف شيء منها فى معصية الله۔ **(ب) المخالف للهوى وهو ثلاثة أقسام: (۱) صبرَ على طاعة الله:** والواجب منه فعل الفرض، والمستحب منه فعل النافلة۔ **(۲) صبر عن معصية الله: والواجب** منه ترك المحرم والمستحب منه ترك المكروه۔ **(۳) الصبر على أقدار الله:** والواجب منه حبس اللسان عن التشكي، و حبس القلب عن الاعتراض والتسخط على قدر الله، و حبس الجوارح عن التصرف في غير ما

(۲) و هذا الضرب ان كان صبراً عن شهوة البطن والفرج سمي: عفة، و ان كان فى قتال سمي: شجاعة، و ان كان فى كظم غيظ سمي: حلماً، و ان كان فى اخفاء أمر سمي: كتمان سر، و ان كان فى فضول عيش سمّي: زهداً، و ان كان على قدر يسير من حظوظ الدنيا سمي: قناعة۔

يرضي الله من النياحة و شق الجيوب و لطم الخدود و غير ذلك۔ **والمستحب** منه الرضا القلبي بما قدر الله۔

أيهما أفضل غنىٌّ شاكر أم فقير صابر؟ اذا صرف الغنى ماله فى طاعة أو ادخره لذلك؟ فهو أفضل من الفقير و ان كان اكثر صرفه فى مباح فالفقير أفضل۔ قال ﷺ: "الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِم الصَّابِرِ" احمد۔

الرضا: وهو القناعة بالشيء والاكتفاء به، و محله بعد حصول الفعل، والرضا بقضاء الله من أعلى مقامات المقربين، وهو من ثمار المحبة والتوكل، و دعاء الله أن يزيل المكروه لا يناقض الرضا به۔

الخشوع: هو التعظيم والانكسار والذل، قال حذيفة: اياكم و خشوع النفاق۔ فقيل له: وما خشوع النفاق؟ قال: أن ترى الجسد خاشعاً والقلب ليس بخاشع، و قال حذيفة: أول ما تفقدون من دينكم الخشوع، و أي عبادة يشرع فيها الخشوع فان الأجر عليها بقدر الخشوع فيها؛ كالصلاة، فان النبي قال عن المصلي ليس له من صلاته الا نصفها ربعها خمسها...... عشرها، بل قد لا يكون له من صلاته شيء لعدم وجود الخشوع تماماً۔

الرجا: وهو النظر الى سعة رحمة الله، وضده اليأس، والعمل على الرجاء أعلى منه على الخوف لأنه يورث حسن الظن بالله، والله يقول: "أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بي" مسلم۔ **وهو درجتان: عُليا:** من عمل طاعة و يرجو ثواب الله؛ قالت عائشة: يا رسول الله: ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ هو الذى يسرق و يزنى و يشرب الخمر، وهو يخاف الله عزوجل؟ قال: لَا يَا بِنْتَ الصِّدِيْقِ، وَلٰكِنَّهُمُ الَّذِيْنَ يُصَلُّوْنَ وَ يَصُوْمُوْنَ وَ يَتَصَدَّقُوْنَ، وَهُمْ يَخَافُوْنَ اَلَّا يُقْبَلَ مِنْهُمْ، ﴿أُوْلٰئِكَ يُسْرِعُوْنَ فِى الْخَيْرَاتِ﴾ الترمذى۔ **دنيا:** المذنب التائب يرجو مغفرة الله۔ أما العاصي المصر التارك للتوبة و يرجو رحمة الله، تمني و ليس رجاء، و هذا النوع مذموم والأول محمود، فالمؤمن جمع احساناً و خشية، والمنافق جمع اسائة و أمناً۔

الخوف: هو غمّ يلحق النفس لتوقع مكروه، فان تيقن المكروه سمي خشية، و ضده الأمن، وهو ليس بضد للرجاء بل هو باعث بطريق الرهبة، والرجاء باعث بطريق الرغبة،

ولا بدمن الجمع بین المحبة والخوف والرجاء، قال ابن القیم: القلب في سیرة الی الله عزوجل بمنزلة الطائر؛ فالمحبة رأسه، والخوف والرجاء جناحاه، فاذا سکن الخوفُ القلبَ أحرقَ مواضعَ الشهوات منها، و طرد الدنیا عنها۔ والخوف الواجب: هو ما حمل علی فعل الواجبات، و ترك المحرمات۔ والخوف المستحب: هو ما حمل علی فعل المستحبات، و ترك المکروهات۔ والخوف من غیر اللّٰه أنواع۔ (۱) **شرك أکبر:** وهو خوف السر والتأله و یجب أن یکون للّٰه وحده، کالخوف من آلهة المشرکین أن تضر أو تصیب بمکروه۔ (۲)**شرك أصغر:** وهو ترك واجب أو فعل محرم خوفاً من الناس۔ (۳) **جائز:** کالخوف الطبیعی من الذئب وغیره۔

الزهد:هو انصراف الرغبة عن الشيء الی ما هو خیر منه، والزهد فی الدنیا یریح القلب والبدن، والرغبة فیها تکثر الهم والحزن۔ و حب الدنیا رأس کل خطیئة، و بغضها سبب کل طاعة، والزهد فی الدنیا بأن تخرجها من قلبك، لا أن تخرجها من یدك مع تعلق قلبك بها۔ وهو زهد الجهال۔ قال ﷺ: "نِعمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلْمَرْءِ الصَّالِحِ" احمد۔ **و للفقیر مع المال خمسة أحوال:** (۱) أن لا یفرح بحصوله، ولا یکْرهه کراهة یتأذی بها، و صاحب هذه الحالة یسمی راضیاً۔ (۳) أن یکون وجود المال أحب الیه من عدمه لرغبة له فیه، ولکن لم یبلغ من رغبته أن ینهض لطلبه، بل ان أتاه عفواً أخذه و فرح به، و ان احتاج الی تعب فی طلبه لم یشتغل به؛ و صاحب هذه الحالة یسمی قانعاً۔ (۴)أن یکون ترکه للطلب لعجزه، و الا فهو راغب فیه، ولو وجد سبیلا الی طلبه بالتعب لطلبه، و صاحب هذه الحالة یسمی حریص۔ (۵)أن یکون مضطراً الی ما قصده من المال، کالجائع، والعاري الفاقد للمأکول والملبوس، و یسمی صاحب هذه الحالة مضطراً۔

❁❁❁❁

رحلة الخلود
طريقك الى الجنة او النار

القبر

اول منازل الآخرة، حفرة نار للكافر والمنافق، و روضة للمؤمن، و رد العذاب فيه على معاص، منها: عدم التنزه من البول والنميمة والغلول من المغنم والكذب والنوم عن الصلاة و هجر القرآن والزنا و اللواط والربا و عدم رد الدين۔ و غيرها، و ينجى منه: العمل الصالح الخالص لله، و التعوض من عذابه، و قراء ة سورة الملك و غير ذلك، و يُعصم من عذابه: الشهيد والمرابط والميّت يوم الجمعة والمبطون و غيرهم۔

النفخ فى الصور

هو قرن عظيم التقمه اسرافيل ينتظر متى يؤمر بنفخه: نفخة الفزع: قال تعالى ﴿وَ يَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَن فِى السَّمَاوَاتِ وَ مَنْ فِى الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ﴾ فيخرب الكون كله، و بعد أربعين ينفخ نفخة البعث: قال تعالى: ﴿ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ اُخْرَى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يُنْظَرُوْنَ﴾

البعث

ثم يرسل الله مَطراً فتنبت الأجساد (من عظمة عجب الذنب) و تكون خلقاً جديداً لا يموت، حفاةً عراةً، يرون الملائكة والجن، يبعثون على أعمالهم۔

الحشر

يجمع الله الخلائق للحساب، فزعين كالسكارى فى يوم عظيم قدره ٥٠ ألف سنة، كأنّ دنياهم ساعة، فتدنو الشمس قدر ميل و يغرق الناس بعدقهم قدر اعمالهم، فيه يتخاصم الضعفاء والمتكبرون، و يخاصم الكافر قرينه و شيطانه و أعضاه، و يلعنُ بعضهم بعضاً، و يعضُ الظالم على يديه، و تجرُّ جهنم ٧٠ ألف زمام، يجرُّ كل زمام ٧٠ ألف مَلَك، فاذا

رآها الكافر ودّ افتداء نفسه أو أن يكون ترابا، أما العصاة، فمانع الزكاة تصفح أموآله ناراً يكوى بها والمتكبرون يحشرون كالنمل، و يفضح الغادر والغالُ والغاصب، و يأتى السارق بما سرق، و تظهر الخفايا، أما الأتقياء فلا يفزعهم بل يمرُ كصلاة ظهر۔

الشفاعة

عظمى: خاصة بنبينا ﷺ للخلق يوم المحشر لرفع بلائهم ولمحاسبتهم، و عامة للنبى و غيره: كاخراج المؤمنين من النار و رفعة درجاتهم۔

الحساب

يعرض الناس صفوفاً على ربهم، فيُريهم أعمالهم و يسألهم عنها، و عن العمر والشباب والمال والعلم والعهد، و عن النعيم والسمع والبصر والفؤاد، فالكافر والمنافق يحاسبون أمام الخلائق لتوبيخهم و اقامة الحجة عليهم و يشهد عليهم الناس والأرض والأيام والليالى والمال والملائكة والأعضاء، حتى تثبتَ و يقروا بها، والمؤمن يخلو به الله فيقرره بذنوبه حتى اذا راه انه هلك قال له: (سترتها عليك فى الدنيا و أنا اغفرها لك اليوم)، و أول من يحاسب أمة محمد، و أول الأعمال حسابا الصلاة، و قضاءاً الدماء۔

تطاير الصحف

ثم تتطاير الصحف فيأخذون كتاباً ﴿لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّا اَحْصٰهَا﴾، المؤمن بيمينه والكافر والمنافق بشماله وراء ظهره۔

الميزان

ثم تُوزن أعمال الخلق ليجازيهم عليها، بميزان حقيقى دقيق له كفتان، تثقله الأعمال الموافقة للشرع الخالصة لله، و مما يثقله: (لا اله الا الله......)، و حُسن الخلق، والذكر: كالحمد لله، و سبحان الله و بحمده سبحان الله العظيم، و يتقاضى الناس بحسناتهم و سيئاتهم۔

الحوض

ثم يرد المؤمنون الحوض، من شرب منه لا يظمأ بعده أبداً، و لكل نبىّ حوض أعظمها لمحمد ﷺ: ماؤه أبيض من اللبن، و أحلى من العسل، وأطيب من المسك، و آنيته ذهب و فضة كعدد النجوم، طوله أبعدَ من أيلة بالأردن الى عَدَن، يأتى ماؤه من نهر الكوثر۔

امتحان المؤمنين

فى آخر يوم من الحشر يتبع الكفارُ آلهتهم التى عبدوها، فتوصلهم الى النار جماعات كقطعان الماشية على أرجلهم أو على وجوهم، ولا يبقى الا المؤمنون والمنافقون، فياتيهم الله فيقول: (ما تنتظرون؟) فيقولون: (ننتظر ربنا)، فيعرفونه بساقه اذا كشفها، فيخرُّون سجداً الا المنافقين، قال تعالى: ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَن سَاقٍ وَّ يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ﴾، ثم يتبعونه فينصِب الصراط و يعطيهم النور و يطفأ نور المنافقين۔

الصراط

جسرٌ ممدود على جهنم ليعبر المؤمنون عليه الى الجنة، و صفه ﷺ بأنه (مدحضةٌ مزلّة، عليهٔ خطاطيف و كلاليبُ كشوك السعدان، ـــ أدق من الشعرة و أحدُّ من السيف) مسلم، و عنده يُعطى المؤمنون النور على قدر الأعمال أعلاهم كالجبال و أدناهم فى طرف ابهام رجله، فيضىء لهم فيعبرونه بقدر أعمالهم فيمر المؤمن كطرف العين و كالبرق و كالريح و كالطير و كأجاود الخيل والركاب، (فناجٍ مسلم و مخدوش مرسل و مكدوس فى جهنم) متفق عليه، أما المنافقون فلا نور لهم، يرجعون ثم يضرب بينهم و بين المؤمنين بسور، ثم يبغُون جواز الصراط فيتساقطون فى النار۔

النار

يدخلها الكفار ثم بعض العصاة من المؤمنين ثم المنافقون، من كل ۱۰۰۰ يدخلها ۹۹۹، لها ۷ أبواب، أشدّ من نار الدنيا ۷۰ مرة، يعظُم فيها خلق الكافر ليذوق العذاب فيكون ما بين منكبيه مسيرة ثلاثة أيام، و ضرسه كجبل أحد، و يغلظُ جلده و يُبدّل ليذوق العذاب،

شرابهم الماء الحار يقطّع أمعاء هم، و أكلهم الزقوم والغسلين والصديد، أهونهم من توضع أسفلَ قدميه جمرتان يغلى منهما دماغه، فيها انضاج الجلود والصهر واللفح والسحب والسلاسل والأغلال، قعرها بعيد لو ألقى فيه مولودٌ لبلغ ۷۰ عاماً عند وصوله، وقودها الكفار والحجارة، هواؤها سموم، و ظلها يحموم، و لباسها نار، تأكل كل شيء فلا تُبقِى ولاِ تذر، تغيظ و تزفر و تحرق الجلود و تصل العظام والأفئدة۔

القنطرة

قال ﷺ: (يخلصُ المؤمنون من النار فيحبسُون على قنطرة بين الجنة والنار، فيُقتصُّ لبعضهم من بعض مظالم كانت بينهم فى الدنيا، حتى اذا هُذِّبوا و نقوا اذن لهم فى دخول الجنة، فوالذى نفس محمد بيده لأحدهم أهدى بمنزله فى الجنة منه بمنزله كان فى الدنيا) البخارى۔

الجنة

مأوى المؤمنين، بناؤها فضة و ذهبٌ و ملاطها مسك، حِصْباؤها لؤلؤ و ياقوت و ترابها زعفران، لها ۸ أبواب، عَرضُ أحدها مسيرة ثلاثة أيام، لكنه يغص بالزحام، فيها ۱۰۰ درجة ما بين الدرجتين كما بين السماء والأرض، الفردوس أعلاها و منه تنفجر انهارها، و سقفهُ عرش الرحمن، أنهارها عسل و لبن و خمر و ماء، تجري دون أخدود، يُجريها المؤمن كما يشاء، أكلها دائم دانٍ مذلل، بها خيمة لؤلؤ مجوفة عرضها ستون ميلاً، له في كل زاوية أهل، جُردٌ مُردٌ كُحلٌ، لا يفنى شبابهم ولا ثيابهم، لا بولٌ ولا غائطٌ ولا قذارة، أمشاطهم ذهب، و رشحهم مسك، نساؤها حِسان أبكار عرب أتراب، أول من يدخلها محمد ﷺ والأنبياء، أقلّهم من يتمنّى فيعطى عشرة أضعافه، خدمها والدان مخلدون كلؤلؤ منثور، و من أعظم نعيمها رؤية الله، و رضوانه، والخلود۔

اقتضاءُ العِلمِ العَملَ

العلم بلا عمل مذموم من اللّٰه و رسوله والمؤمنين، قال عزوجل:
﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ ءَامَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَo كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ أَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَo﴾ (الصف)

قال أبوهريرة رضي الله عنه: (مثلُ علم لا يُعملُ به كمثل كنز لا ينفقُ منه فى سبيل اللّٰه)، و قال الفضيل رحمه الله: (لا يزال العالم جاهلا بما علمَ حتى يعمل به) ، و قال مالك بن دينار رحمه الله: (تلقى الرجل وما يلحن حرفاً، و عمله لحنٌ كله)۔

أخي المسلم، اختي المسلمة:

يسّر اللّٰه لك قراء ة هذا الكتاب النافع، و يقيت ثمرة قراء تك، وهى العملُ بما فيه۔

- **مرٌ بك شيء من القرآن و تفسيره، فاحرص على العمل بما علمت من معاني هذه الآيات، فان أصحاب النبي ﷺ:** (كانوا يقترؤن من رسول اللّٰه ﷺ عشر آيات فلا يأخذون في العشر الأخرى حتى يعلموا ما في هذه من العلم والعمل، قالوا: فعلمنَا العلم والعمل)، كما حثّ الشرع على ذلك، قال ابن عباس رضي الله عنه فى قوله عزوجل: ﴿يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ﴾ البقرة: ١٢١۔ (يتبعونه حقّ اتباعه)، و قال الفضيل رحمه الله: (انما نزل القرآن ليُعمَل به فاتّخذ الناس قراء ته عملاً)۔
- **كما مرٌ بك شيء من سنة النبى ﷺ، فبادر الى الاستجابة والعمل،** فان صالحى الأمة كانوا لا يتعلمون شيئًا الا تسابقوا على تطبيقه والدعوة اليه امتثالاً لقوله ﷺ: "إذا أمرتكم بأمر فأتوا منه ما استطعتم وما نهيتكم عنه فاجتنبوه" متفق عليه، و خوفَ عقابة الأليم فى قوله عزوجل: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ أَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ النور ٦٣۔ **و من هذه النماذج:**

* أمُّ المؤمنين أمُّ حبيبة رضي الله عنها تروي حديث: "مَنْ صَلّٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ بُنِىَ لَهُ بِهِنَّ بَيْتٌ فِي الجَنَّةِ" مسلم، قالت أم حبيبة رضي الله عنها: (فما تركتهنّ منذ سمعتهنّ من

رسول الله ﷺ)۔

* ابن عمر ﷠ یروی حدیث: "مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَىْءٌ يُوْصِي فِيْهِ يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ اِلا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهُ" مسلم، ثم يقول: (ما مرت علي ليلة منذ سمعت رسول الله ﷺ قال ذلك الا و عندي و صيتي)

* قال الامام أحمد ﷫: (ما كتبتُ حديثًا الا و قد عملت به، حتى مرَّ بي أن النبي ﷺ احتجم و أعطى أبا طيبة دينارًا فأعطيت الحجّام دينارًا حين احتجمت)۔

* قال ﷺ: "مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلاةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ اِلا أَنْ يَمُوْتَ" النسائی۔

✿ و بعد العلم والعمل، لابُدَّ من الدعوة الى ما أنعم الله به عليك و أن لا تحرم نفسك الأجر ولا غيرك الخير، قال النبی ﷺ: "مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهِ" مسلم۔ و قال ﷺ: "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَه" البخاري، و قال ﷺ: "بلِّغُوْا عَنِّي ولو آية" متفق عليه، وعلى كثرت نشرك للخير يكثرُ و يعظمُ لك الأجر و تستمرُّ لك الحسنات فی الحياتِ و بعد المماتِ، قالَ النبي ﷺ: "اِذَا مَاتَ الاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلا مِنْ ثَلاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ" مسلم۔

اضاءة: نقرأ الفاتحة أكثر من سبع عشرة مرةً كل يوم، نتعوّذ فيها من ﴿الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ﴾ و ﴿الضَّآلِّيْنَ﴾، ثم نشابههم فی أفعالهم: نتعلّم ولا نعمل، فنُشبه اليهود المغضوب عليهم، أو نترك التعلّم لنعمَل عن جهل، فنُشبه النصارى الضالين!

نسأل الله أن يرزقنا و اياك العلم النافع والعمل الصالح۔

والله أعلم، و صلى الله و سلم على سيدنا و حبيبنا محمد و على آله و صحبه أجمعين۔

✿✿✿✿